طحاوی شریف
مع خلاصۃ مضامین
تصنیف
ترجمہ
محمد صدیق ہزاروی
ناشر
حامد اینڈ کمپنی
لاہور

احادیثِ مبارکہ کا مستند مجموعہ

فقہ حنفی احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

شرح معانی الآثار

المعروف

طحاوی شریف (عربی، اردو)

مع خلاصۂ مضامین

تصنیف: محدثِ جلیل امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۳۹ھ ——— ۳۲۱ھ

۸۵۳ء ——— ۹۳۳ء

ترجمہ و تلخیص: علامہ محمد صدیق ہزاروی مترجم ترمذی شریف و ریاض الصالحین

تقدیم: علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم شریف

حامد اینڈ کمپنی ○ ۳۸۔ اردو بازار لاہور

نام کتاب : شرح معانی الآثار (اردو ترجمہ طحاوی شریف) جلد چہارم

شارح : محدث جلیل امام ابو جعفر احمد بن الطحاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و حواشی : علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی

تقدیم : علامہ مفتی غلام رسول سعیدی

تصحیح : مولانا خادم حسین رضوی

: مولانا محمد ظہیر بٹ (جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

کتابت : محمد یعقوب گیلانی

مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

الطبع الاول : ۔۔۔ / مئی ۱۹۹۷ء

الطبع الثانی : ربیع الاول ۱۴۲۳ھ / مئی ۲۰۰۲ء

ہدیہ : /625 روپے

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸ اردو بازار لاہور

تقسیم کار

فرید بک سٹال (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۳۸ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای میل نمبر Email:info@faridbookstall.com

ویب سائٹ Visit us at : www.faridbookstall.com

فہرست مضامین

باب ٢٥٠ العمری

١۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابراهيم بن حمزة الزبيري قال ثنا عبد العزيز بن ابی حازم عن كثير بن زيد عن الوليد بن رباح عن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال المسلمون عند شروطهم۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الی اجازة العمری وجعلوها راجعة الی المعمر بعد موت المعمر له واحتجوا فی ذلك بهذا الحديث **وخالفهم** فی ذلك اٰخرون فقالوا انما وقع قول رسول الله صلی الله عليه واٰله وسلم هذا علی الشروط التی قد اباح الكتاب اشتراطها وجاءت به السنة واجمع عليه المسلمون فاما ما نهی عنه الكتاب او نهت عنه السنة فهو غير داخل فی ذلك **الا يرٰی** ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال فی حديث بريرة كل شرط ليس فی كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط وما فی كتاب الله عز وجل هو ما كان منصوصا فيه او ما قاله رسول الله صلی الله عليه وسلم لانه انما وجب قبوله بكتاب الله عز وجل اذ يقول فيه ما اٰتٰكم الرسول فخذوه وما نهٰكم عنه فانتهوا وليس كل شرط يشترطه المسلمون يدخل فی قول النبی صلی الله عليه واٰله وسلم المسلمون عند شروطهم لانه لو كان ذلك كذلك لجاز الشرطان فی البيع اللذان قد نهی عنهما النبی صلی الله عليه واٰله وسلم ولكان هذا الحديث معارضا لذلك

عُمریٰ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے یہ موقف اختیار کیا کہ عُمریٰ جائز ہے اور جس کے لیے عُمریٰ کیا جائے اس کے مرنے کے بعد وہ عُمریٰ کرنے والے کی طرف لوٹے گا انہوں نے اس سلسلے میں اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے (کسی شخص کو عمر بھر کے لیے کوئی چیز دینا عُمریٰ ہے) لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ان شرائط کے بارے میں ہے جن شرائط کا مقرر کرنا قرآن پاک نے جائز قرار دیا ہو اور وہ سنت سے ثابت ہوں اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے لیکن جن شرائط سے قرآن پاک یا سنت سے ممانعت ثابت ہو وہ اس میں داخل نہیں ہیں کیا وہ شخص نہیں دیکھتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میں فرمایا کہ ہر وہ شرط جو قرآن پاک کے مطابق نہیں وہ باطل ہے اگرچہ وہ سو شرطیں ہوں اور قرآن پاک کے مطابق وہ ہیں جن کے بارے میں نصوص آتی ہیں یا جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ ان کو قبول کرنا بھی اللہ کی کتاب کی وجہ سے قبول کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس بات سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ حضور علیہ السلام کے قول میں مسلمانوں کی ہر شرط داخل نہیں ہو گی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سودے میں دو شرطیں

وبقوله كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط فلما لم يجعل ذلك هذا المعنى وانما جعل على خاص من الشروط فقد وقفنا عليها وعرفناها فاعلمنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بقوله المسلمون عند شروطهم انهم عند تلك الشروط التي قد اجاز لهم اشتراطها حتى لا يجب لمن هي لهم عليه نقضها۔

جائز ہوں جن سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور یہ حدیث اس کے خلاف ہوئی نیز آپ کے اس قول کے بھی خلاف ہوئی کہ ہر وہ شرط جو قرآن پاک میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں تو جب آپ نے اسے اس معنی پر نہیں رکھا (عموم پر نہیں رکھا) بلکہ اس سے خاص شرائط مراد ہیں اور ہم ان سے واقف ہیں انہیں جانتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ تمام مسلمان اپنی شرائط پر قائم رہیں یعنی وہ شرائط جن کی آپ نے اجازت دی کہ وہ شرائط رکھی جا سکتی ہیں تاکہ جن لوگوں کے لیے وہ شرائط ہیں ان کے لیے توڑنا جائز نہ ہو۔

وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم ما قد دل على ذلك ايضا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث مروی ہیں جو اس (مذکورہ بالا) بات پر دلالت کرتی ہیں۔

۲۔ حدثنا احمد بن داود قال ثنا ابراهيم بن المنذر الحزامي قال ثنا عبد الله بن نافع الصائغ قال ثنا كثير بن عبد الله المزني عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال المسلمون عند شروطهم الا شرطا احل حراما او حرم حلالا۔

حضرت کثیر بن عبد اللہ مزنی اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اپنی شرائط پر قائم رہیں مگر وہ شرط جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرے۔

(وہ صحیح نہیں)

فدل هذا ان الشروط التي المسلمون عندها هي بخلاف هذه الشروط المستثناة وكانت الشروط في العمرى قد وقفنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على بطلانها في آثار قد جاءت عنه مجيئا متواترا۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں کو جن شرائط کے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ان شرائط کے خلاف ہیں جن کو مستثنیٰ کیا گیا اور عمریٰ کی شرائط کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باطل قرار دیا اس سلسلے میں آپ سے متواتر روایات آئی ہیں۔

۳۔ فمنها ما قد حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن عمرو عن سليمان بن يسار ان اميرا كان على المدينة يقال له طارق قضى بالعمرى للوارث عن قول جابر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

ان میں سے یہ ہے حضرت سلیمان بن یسار سے مروی ہے فرماتے ہیں مدینہ طیبہ پر ایک حاکم مقرر تھا جس کا نام طارق تھا اس نے عمریٰ کا وارث (کو دینے) کے لیے فیصلہ کیا اور اس کی بنیاد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۵۔ اخبرنا يونس قال ثنا سفيان عن عمرو عن طاؤس عن حجر عن زيد بن ثابت ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قضى بالعمرى للوارث فجعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ وارث کو دینے کا حکم فرمایا ——— تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وارث کو عمریٰ دینے کا فیصلہ فرمایا اور عمریٰ کی شرط ختم کر دیا پہلے قول والے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث

هٰذَا الْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ فَقَطَعَ بِذٰلِكَ شَرْطَ الْمُعْمِرِ فَقَالَ اَلَا وَلَوْ لَمْ يُبَيِّنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ ذٰلِكَ الْوَارِثَ وَارِثُ مَنْ هُوَ مَعَهُ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ اَرَادَ وَارِثَ الْمُعْمِرِ قِيْلَ لَهُ هٰذَا مُحَالٌ عِنْدَنَا لِاَنَّهُ اِنَّمَا كَانَ الذِّكْرُ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ جُعِلَ لِلْمُعْمَرِ حَيَاتَهُ عَلٰى اَنْ يَعُوْدَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِلَى الْمُعْمِرِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ لِلْوَارِثِ اَيْ جَعَلَ لِوَارِثِ الْمُعْمَرِ مَا قَدْ كَانَ اشْتَرَطَ فِيْهِ الْمُعْمِرُ اَنْ لَا يَكُوْنَ مِيْرَاثًا۔

۵ ۔ **وَالدَّلِيْلُ** عَلٰى ذٰلِكَ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَحْرِ بْنِ مَطَرٍ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ .... بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوٗسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْمَرَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ وَلِوَارِثِهٖ

۶ ۔ **فَدَلَّ** قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هٰذَا عَلَى الْوَارِثِ الْمَذْكُوْرِ بِمَا لَهُ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا اِنَّهُ وَارِثُ الْمُعْمَرِ۔

۷ ۔ **وَقَدْ** حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّ حُجْرَ بْنَ قَيْسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰى مِيْرَاثٌ۔

۸ ۔ **حَدَّثَنَا** ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوٗسٍ الْمَدَنِيِّ

میں وارث کی وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کس کا وارث تھا ہو سکتا ہے وہ عمری کرنے والے کا وارث ہو، تو جواباً کہا جائے گا کہ ہمارے نزدیک یہ محال ہے کیونکہ یہ اس چیز کا ذکر ہے جو مُعْمَر (جس کو عمری دیا گیا) کو زندگی بھر کے لیے دی گئی کہ وہ اس کے مرنے کے بعد مُعْمِر (عمری دینے والے) کی طرف لوٹے گی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وارث کے لیے قرار دیا یعنی جس کو وہ چیز دی گئی اس کے وارث کے لیے قرار دیا اور دینے والے نے یہ شرط رکھی تھی کہ میراث نہ بنے۔

اس بات کی دلیل یہ ہے حضرت طاؤس حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دی گئی وہ اس کے لیے اور اس کے وارثوں کے لیے ہے — تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گذشتہ حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وارث کے حق میں فیصلہ فرمایا وہ مُعْمَر کا وارث تھا۔

حضرت طاؤس حجر سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی آپ نے فرمایا عمریٰ میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمریٰ کا حکم وہی ہے جو وراثت کا ہے حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمریٰ کا حکم وہی

عن جده عن زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سبيل العمرى سبيل الميراث

قال ابو جعفر فهذا ايضا معناه مثل ما قبله

وقد حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو الوليد قال ثنا حماد بن سلمة عن عبد الله بن عقيل عن محمد بن علي عن معاوية عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال العمرى جائزة لاهلها

فقال اهل المقالة الاولى اهلها هم الذين اعمروها۔

۹۔ **فكان** من الحجة عليهم في ذلك ان فهدا حدثنا قال ثنا عبيد بن يعيش قال ثنا يونس بن بكير قال اخبرنا محمد بن اسحق عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن محمد بن الحنفية قال لي معاوية سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال قال من اعمر عمرى فهي له يرثها من عقبه من يرثه

فدل هذا الحديث على ان اهلها الذين جازت لهم هم المعمرون لا المعمرون۔

۱۰۔ **وقد** حدثنا محمد بن عبد الله بن ميمون البغدادي قال ثنا الوليد بن مسلم عن الاوزاعي عن يحيى بن ابي سلمة عن جابر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال العمرى لمن وهبت له۔ (قوله)

۱۱۔ **وحدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى عن هشام بن ابي عبد الله عن يحيى فذكر باسناده مثله۔

۱۲۔ **حدثنا** فهد قال ثنا الحماني قال ثنا ابو معاوية عن الحجاج عن ابي الزبير عن طاوس عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله

ہے جو وراثت کا ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا عُمریٰ اس کے اہل کے لیے جائز ہے۔

پہلے قول والے فرماتے ہیں یہاں اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے وہ چیز عمر بھر کے لیے دی۔

اس سلسلے میں ان کے خلاف دلیل یہ ہے حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا جس نے کسی کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دی تو وہ اس کے لیے ہے اور اس کے بعد اس کے ورثاء اس چیز کے وارث ہوں گے۔

تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن اہل کے لیے عُمریٰ جائز ہے اس سے وہ اہل مراد ہے جن کو عُمریٰ دیا گیا عُمریٰ کرنے والے مراد نہیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا عُمریٰ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے لیے اسے ھبہ کیا گیا۔

حضرت ہشام بن ابو عبداللہ، حضرت یحییٰ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت طاؤس، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۳- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ لَا تُعْمِرُوْهَا فَمَنْ أَعْمَرَ أَحَدًا شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ۔

۱۴- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عُمْرٰى فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ

فَقَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى نَحْنُ لَا نُنْكِرُ أَنْ يَكُوْنَ الْعُمْرٰى لِمَنْ عُمِرَهَا وَإِنَّمَا قُلْنَا إِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى الْمُعْمِرِ بَعْدَ مَوْتِ الْمُعْمَرِ فَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى فِيْمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْآثَارِ عَنِ الْعُمْرٰى فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنَ نَهٰى عَنْهَا وَهِيَ تَجْرِيْ كَمَا عُقِدَتْ وَلٰكِنَّهٗ نَهٰى عَنْهَا لِأَنَّهَا تَجْرِيْ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ قَالَ فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ فَأَرْسَلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ فَهُوَ لَهٗ مَا دَامَ حَيًّا

فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهَا لَهٗ كَسَائِرِ مَالِهٖ فِيْ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَ مَمَاتِهٖ فَهٰذَا مَعْنٰى مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ جَعَلَهَا جَائِزَةً أَيْ جَائِزَةً لِلْمُعْمَرِ فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَبَدًا وَمِمَّا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ جَعَلَهَا جَائِزَةً۔

۱۵- مَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال اپنے اوپر روک کر رکھو عمر بھر کے لیے کسی کو نہ دو جس کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دی گئی وہ اسی کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمریٰ نہ دو پس جس کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی وہ اسی کی ہے۔

پہلے قول والے فرماتے ہیں ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ جس کو عمریٰ دیا جائے وہ اسی کے لیے ہوتا ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ مُعمَر کے مرنے کے بعد مُعمِر کی طرف لوٹتا ہے تو اس سلسلے میں ان کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ گزشتہ روایات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمریٰ سے منع فرمایا تو محال ہے کہ اس سے اس لیے منع کیا ہو کہ وہ جس طرح اس کا عقد ہوا وہ اس طرح جاری ہوتی ہے بلکہ اس سے اس لیے منع فرمایا کہ وہ اس کے خلاف جاری ہوتی ہے آپ نے فرمایا جس کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی وہ اسی کے لیے ہے آپ نے یہ بات مطلقاً فرمائی یہ نہیں فرمایا کہ جب تک وہ زندہ ہے اس کے لیے ہے۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ اس کے دوسرے اموال کے ساتھ زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اس کے لیے ہے — حضور علیہ السلام سے جو مروی ہے کہ آپ نے اس کے لیے اسے جائز قرار دیا اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ مُعمَر کے لیے اس کے بعد بھی ہمیشہ کے لیے جائز ہے — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے جائز ہونے کے بارے میں یوں مروی ہے

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمریٰ جائز ہے۔

۱۶- **والدلیل** علی ذلک ایضا ان ابن ابی داؤد و احمد بن داؤد قد حدثانا قالا ثنا ابو عمر الحوضی قال ثنا ھمام قال ثنا قتادۃ قال قال سلیمن بن ھشام ما تقول فی العمری فقلت لہ حدثنی النضر بن انس عن بشیر بن نھیک عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال العمری جائزۃ قال الزھری انھا لا تکون عمری حتی تجعل لہ و لعقبہ فقال لعطاء بن ابی رباح ما تقول فقال حدثنی جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العمری میراث۔

اس کے جواز پر یہ دلیل بھی ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں سلیمان بن ہشام نے پوچھا کہ تم عُمریٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو میں نے ان سے کہا مجھے حضرت نضر بن انس نے حضرت بشیر بن نہیک سے بیان کیا انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُمریٰ جائز ہے حضرت زہری فرماتے ہیں عُمریٰ اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس مُعمَر کے لیے اور اس کے وارثوں کے لیے قرار نہ دیا جائے انہوں نے حضرت عطاء بن ابو رباح سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں انہوں نے فرمایا مجھ سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُمریٰ مالِ وراثت ہے۔

۱۷- **فھذا** عطاء وقتادۃ جمیعا قد جعلاھا جائزۃ للمعمر موروثۃ عنہ ولم ینکر ذلک علیھما الزھری وانما قال لا یکون عمری یکون ھذا حکمھا حتی تجعل للمعمر و لعقبہ فتکون کمالہ وتکون موروثۃ عنہ کما یورث سائر اموالہ عنہ وان کان من یرثھا عنہ غیرھم خلاف عقبہ علی ما حدثہ ابو سلمۃ وسنذکر ذلک فی موضعہ من ھذا الباب ان شاء اللہ تعالی۔

تو یہ حضرت عطا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما ہیں دونوں نے اسے مُعمَر کے لیے جائز قرار دیا کہ وہ اس کا مالِ وراثت بنتے اس وجہ سے امام زہری نے ان دونوں کا انکار نہیں کیا انہوں نے صرف یہی بات فرمائی کہ عُمریٰ جس کا یہ حکم ہے وہ منعقد نہیں ہوتا جب تک اسے مُعمَر اور اس کے وارثوں کے لیے قرار نہ دیا جائے پس وہ اس کے دوسرے مال کی طرح ہوگا اور اس میں اس کی وراثت جاری ہوگی جس طرح اس کے باقی اموال میں وراثت ہوتی ہے اگرچہ جو لوگ اس کے وارث ہوتے ہیں وہ اولاد کا غیر ہوں جیسا کہ حضرت ابو سلمہ نے بیان کیا اور ہم عنقریب یہ بات اس باب میں اس کے مقام پر ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۸- **ومما یدل** ایضا علی صحۃ ما ذکرنا ان یونس قد حدثنا قال ثنا سفیان عن ابن جریج عن عطاء عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تعمروا ولا ترقبوا فمن اعمر شیئا او ارقبہ فھو للوارث اذا مات۔

ہماری مذکورہ بات کی صحت پر یہ روایات بھی دلالت کرتی ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بھر کے لیے کوئی چیز نہ دو اور بطور رُقبیٰ[1] بھی نہ دو جس نے کوئی چیز بطور عُمریٰ یا رُقبیٰ دی تو وہ اس کے مرنے کے بعد وارث کے لیے ہوگی۔

لہ رُقبیٰ کا مطلب یہ ہے کہ گھر وغیرہ کسی کو اس شرط پر دینا کہ اگر دینے والا پہلے مر جائے تو وہ لینے والے کے لیے ہے اور اگر لینے والا پہلے مر جائے تو وہ دینے والے کے قبضہ میں لوٹ آئے گا (المنجد) ۱۲ ہزاروی

۱۹۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ لَا تُفْسِدُوهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرَى فَهِيَ لَهُ حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهٖ

۲۰۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرَى حَيَاتَهُ فَهِيَ لَهُ فِي حَيَاتِهٖ وَلِوَرَثَتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ۔

۲۱۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَحَلَ رَجُلٌ مِنَّا أُمَّهُ نُحْلَى لَهُ حَيَاتَهَا فَلَمَّا مَاتَتْ فَقَالَ أَنَا أَحَقُّ بِنُحْلِي فَقَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهَا مِيرَاثٌ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حُمَيْدٌ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَقَدْ كَشَفَتْ لَنَا هٰذِهِ الْآثَارُ مُرَادَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْآثَارِ الَّتِي قَبْلَهَا وَأَنَّهَا عَلَى مَا وَصَفْنَا مِنَ التَّأْوِيلِ الَّذِي ذَكَرْنَا۔

وَقَدْ رُوِيَتْ فِي الْعُمْرَى أَيْضًا آثَارٌ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ

۲۲۔ فَمِنْهَا مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموال کو روک کر رکھو انہیں خراب نہ کرو جس نے کوئی عُمرٰی دیا تو وہ عُمر کے زندگی میں اس کا ہے اور مرنے کے بعد وارثوں کا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی چیز بطور عُمرٰی دی وہ اس کی زندگی میں اسی کے لیے ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

بواسطہ حضرت حمید، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم میں سے ایک شخص نے اپنی ماں کو اس کی زندگی تک کے لیے عطیہ دیا جب وہ فوت ہوئی تو اس نے کہا میں اپنے عطیہ کا زیادہ حق رکھتا ہوں تو حضور علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ یہ اس عورت کی میراث ہے حضرت ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں یہ حمید کندہ قبیلے کا ایک فرد تھا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان روایات سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہمارے سامنے واضح ہو گئی اور وہ وہی مفہوم ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

عُمرٰی کے بارے میں اس لفظ کے سوا بھی روایات آئی ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی چیز بطور عُمرٰی دی گئی وہ اس کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے ہے وہ اسی کے لیے ہے جس کو دی گئی کیونکہ یہ ایسی عطاء ہے جس میں میراث جاری ہوتی ہے۔

٢٣ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو الوليد الطيالسي قال ثنا ليث عن ابن شهاب ح و حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا ليث عن ابن شهاب عن أبي سلمة عن جابر بن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من أعمر رجلا عمرى له ولعقبه فقد قطع قوله حقه فيها وهي لمن أعمرها ولعقبه.

٢٤ - حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال أخبرنا ابن أبي ذئب عن الزهري عن أبي سلمة عن جابر بن عبد الله قال قضى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من أعمر عمرى فهي له ولعقبه بتة لا يجوز للمعطي فيها شرط ولا ثنيا

قال أبو جعفر ففي هذه الآثار من أعمر عمرى له ولعقبه فهي للذي أعمرها لا ترجع إلى المعطي بشرطه ولا ثنيا لأنه أعطى عطاء وقعت فيه المواريث فقال الذين أجازوا الشرط

.... في العمرى

.... إذا وقعت العمرى على هذا لم ترجع إلى المعطي أبدا وإذا لم يكن فيها ذكر العقب فهي راجعة إلى المعطي بعد موت المعمر قالوا وهذا أولى مما روى عطاء وأبو الزبير عن جابر بن عبد الله لأن أبا سلمة زاد عليهما قوله ولعقبه وليس هو بدونهما والزيادة أولى فكان من حجتنا للآخرين في ذلك أنه لو لم يكن روي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في العمرى حديث غير حديث أبي سلمة هذا لكان فيه الحجة للذين يقولون إن العمرى لا ترجع إلى المعمر أبدا ولا يجوز شرطه.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا جس نے کسی کو عُمریٰ دیا تو وہ اس کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے ہے تو اس (دینے والے) کے قول نے اس سے اس کا حق منقطع کر دیا اور یہ اس کے لیے ہے جس کو اس نے عُمریٰ دیا اور اس کے ورثاء کے لیے ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جس کو عُمریٰ دیا جائے وہ قطعی طور پر اس کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے ہے دینے والے کے لیے اس میں کوئی شرط رکھنا اور استثناء کرنا جائز نہیں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان روایات میں ہے کہ جس کو اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے عُمریٰ دیا جائے تو وہ اس کے لیے ہے جس کو عمرہ دیا گیا کسی شرط یا استثناء کے ساتھ وہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گا کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں میراث جاری ہوتی ہے جن لوگوں نے عُمریٰ میں شرط کو جائز کہا ہے، فرماتے ہیں ہم بھی یہی کہتے ہیں اگر عُمریٰ اس طریقے پر ہو تو وہ کبھی بھی دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گا لیکن اس میں عقب (اولاد) کا ذکر نہ ہو تو وہ مُعمَر کی وفات کے بعد دینے والے کی طرف لوٹے گا وہ فرماتے ہیں یہ بات حضرت عطاء ابو الزبیر اور جابر رضی اللہ عنہم کی روایات سے اولیٰ ہے کیونکہ اس میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ کیا کہ وہ اس کے لیے اور اس کی اولاد کیلئے عُمریٰ دیا اور یہ ان دونوں سے کم نہیں جبکہ زائد الفاظ والی روایت اولیٰ ہوتی ہے اس سلسلے میں دوسرے فریق کے حق میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر عُمریٰ کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہی مروی ہوتی تو بھی ان لوگوں کے لیے زیادہ حجت ہوتی جو کہتے ہیں کہ عُمریٰ مُعمِر کی طرف کبھی نہیں لوٹتا اور نہ اس کی شرط رکھنا جائز ہے

وَذٰلِكَ أَنَّ الْعُمْرٰى لَا تَخْلُوْ مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا أَنْ تَكُوْنَ دَاخِلَةً فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ لِيَنْفُذَ لِلْمُعْمِرِ فِيْهَا الشَّرْطُ عَلٰى مَا شَرَطَهُ وَلَا يَبْطُلُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ كَمَا يَنْفُذُ الشُّرُوْطُ مِنَ الْمُوْقِفِ فِيْمَا يُوْقِفُ أَوْ تَكُوْنَ خَارِجَةً مِنْ مِلْكِ الْمُعْمِرِ وَدَاخِلَةً فِيْ مِلْكِ الْمُعْمَرِ فَيَصِيْرُ بِذٰلِكَ فِيْ سَائِرِ مَالِهِ وَيَبْطُلُ مَا شَرَطَ عَلَيْهِ فِيْهَا فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ فَإِذَا الْعُمْرٰى إِذَا وَقَعَتْ عَلٰى أَنَّهَا لِلْمُعْمَرِ وَلِعَقِبِهِ فَمَاتَ وَلَهُ عَقِبٌ وَزَوْجَةٌ أَوْ وَصّٰى بِوَصَايَا أَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ أَنَّ تِلْكَ الْأَشْيَاءَ تَنْفُذُ فِيْهَا كَمَا تَنْفُذُ فِيْ مَالِهِ وَلَا يَمْنَعُهَا الشَّرْطُ الَّذِيْ كَانَ مِنَ الْمُعْمِرِ فِيْ جَعْلِهِ إِيَّاهَا لَهُ وَلِعَقِبِهِ وَزَوْجَتُهُ لَيْسَتْ مِنْ عَقِبِهِ وَلَا غُرَمَاؤُهُ وَلَا أَهْلُ وَصَايَاهُ وَكَذٰلِكَ لَوْ مَاتَ الْمُعْمَرُ وَلَا عَقِبَ لَهُ لَمْ يَرْجِعْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ إِلَى الْمُعْمِرِ فَلَمَّا كَانَ مَا وَصَفْنَا كَذٰلِكَ كَانَتْ كَذٰلِكَ أَبَدًا يَجُوْزُ عَلٰى مَا جَعَلَهَا عَلَيْهِ الْمُعْمِرُ وَيَبْطُلُ شَرْطُهُ الَّذِيْ شَرَطَ فِيْهَا وَلَا يَنْفُذُ مِنْهُ قَلِيْلٌ وَلَا كَثِيْرٌ وَيَخْرُجُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ فَيَكُوْنُ شُرُوْطُهَا مِنَ الشُّرُوْطِ الَّتِيْ نَهَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ وَهٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ صَحَّحْنَاهُ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلُ ذٰلِكَ.

٢٥. حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ وَهَبَ لِرَجُلٍ نَاقَةً حَيَاتَهُ فَنُتِجَتْ فَقَالَ هِيَ لَهُ وَلِأَوْلَادِهَا

اور یہ اس لیے کہ عمریٰ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ حضور علیہ السلام کے اس قول میں داخل ہوگا کہ "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں" تو عمریٰ دینے والے کی شرط جو اس نے رکھی ہے نافذ ہوگی اور اس میں سے کچھ بھی باطل نہ ہوگا جس طرح وقف کرنے والے کی شرط مال موقوف میں نافذ ہوتی ہیں یا عمریٰ، دینے والے کی ملک سے نکل کر مُعمَر کی ملک میں داخل ہوگا تو اس طرح وہ اس کے باقی مال کے ساتھ مل جائے گا اور جو شرط رکھی ہے، باطل ہو جائے گی۔
ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو دیکھا کہ جب عمریٰ، مُعمَر اور اس کی اولاد کے لیے واقع ہوتا ہے پھر وہ مر جاتا ہے اس کی اولاد اور بیوی (زندہ) موجود ہوتے ہیں یا وہ کچھ وصیت کر جاتا ہے یا اس پر کچھ قرض ہوتا ہے تو یہ تمام باتیں نافذ ہوتی ہیں جیسے اس کے اپنے مال میں نافذ ہوتی ہیں مُعمِر کی طرف سے کوئی شرط اس میں رکاوٹ نہیں بنتی کہ وہ مال اس کے لیے یا اس کی اولاد کے لیے ہو، اس کی بیوی، جن کے لیے وصیت کی اور قرض دار اس کے "عقب" نہیں ہیں اور اسی طرح اگر وہ مُعمَر مر جائے اور اس کا کوئی "عقب" نہ ہو تو مُعمِر کی طرف کوئی چیز نہیں لوٹتی جب بات اس طرح ہے جیسے ہم نے بیان کی تو ہمیشہ اسی طرح ہونا چاہیے کہ مُعمِر کا عمریٰ درست ہو اور اس نے جو شرط رکھی ہے وہ باطل ہو کوئی شرط چھوٹی ہو یا بڑی نافذ نہ ہو اور وہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے نکل جائے کہ مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں اس کی شرط، ان شرائط میں سے نہ ہوں جو حضور علیہ السلام کی مراد ہے یہ قول جس کی تصحیح ہم نے بیان کی ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا آپ سے ایک شخص نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے زندگی بھر کے لیے کسی کو اونٹنی دی اور اس کے ہاں بچہ

فَسَاَلْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ هِيَ لَهٗ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

پیدا ہوا تو انہوں نے فرمایا وہ اونٹنی اور اس کی اولاد اسی شخص کے لیے ہے میں نے بعد میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا وہ اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اسی کے لیے ہے

بَابُ[۲۵۱] الصَّدَقَاتِ الْمَوْقُوْفَاتِ

باب[۲۵۱] صدقات موقوفہ

۲۶۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَسَعِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْتَاْمِرُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فَكَيْفَ تَاْمُرُنِيْ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا لَا تُبَاعُ وَلَا تُوْهَبُ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ وَاُرَاهُ قَالَ لَا تُوْرَثُ قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّعِيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُحَمَّدٍ فَقَالَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں زمین حاصل کی وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں اجازت لینے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے بہتر مال مجھے کبھی نہیں ملا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کر دو کہ اسے نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ حضرت ابو عاصم فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا وہ مال وراثت نہ بنے راوی فرماتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فقراء، رشتہ داروں، غلاموں کی آزادی، فی سبیل اللہ، مسافروں اور کمزوروں پر صدقہ کر دیا کہ جو شخص اس کا ولی ہو اس پر کھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن جمع نہیں کر سکتا، فرماتے ہیں میں نے حضرت محمد سے ذکر کیا تو انہوں نے یہی فرمایا کہ جمع نہ کرے۔

۲۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمَالِهٖ بِثَمْغٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِهٖ تُقْسَمُ ثَمَرُهٗ وَتُحْبَسُ اَصْلُهٗ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوْهَبُ

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقام ثمغ میں اپنے مال کو صدقہ کرنے کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے یوں صدقہ کرو کہ اس کے پھل تقسیم کئے جائیں لیکن اس کی اصل وقف رہے اسے بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا وَقَفَ دَارَهٗ عَلٰى وَلَدِهٖ وَوَلَدِ وَلَدِهٖ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی طرف گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص

ثم من بعدهم في سبيل الله أن ذلك جائز وأنها قد خرجت بذلك من ملكه إلى الله عز وجل ولا سبيل له بعد ذلك إلى بيعها واحتجوا في ذلك بهذه الآثار **وممن** قال بذلك أبو يوسف ومحمد بن الحسن رحمة الله عليهما وهو قول أهل المدينة وأهل البصرة.

وخالفهم في ذلك آخرون منهم أبو حنيفة وزفر بن الهذيل رحمة الله عليهما فقالوا هذا كله ميراث لا يخرج من ملك الذي وقفه بهذا السبب **وكان** من الحجة لهم في ذلك أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما شاوره عمر رضي الله عنه في ذلك قال له حبس أصلها وسبل الثمرة **فقد** يجوز أن يكون ما أمره به من ذلك يخرج به من ملكه ويجوز أن يكون ذلك لا يخرجها من ملكه ولكنها تكون جارية على ما أجراها عليه من ذلك ما تركها وتكون له فسخ ذلك متى شاء كرجل جعل لله عليه أن يتصدق بثمرة نخله ما عاش فيقال له أنفذ ذلك ولا يجبر عليه ولا يؤخذ به إن شاء وإن أبى ولكن إن أنفذ ذلك فحسن وإن منعه لم يجبر عليه وكذلك ورثته من بعده إن أنفذوا ذلك على ما كان أبوهم أجراه عليه فحسن وإن منعوه كان ذلك لهم وليس في بقاء حبس عمر رضي الله عنه إلى غايتنا هذه ما يدل على أنه لم يكن لأحد من أهله نقضه وإنما الذي يدل على أنه ليس لهم نقضه لو كانوا خاصموا فيه بعد موته فمنعوا من ذلك ولو جاز ذلك لكان فيه العمري ما يدل على أن الأوقاف لا

اپنا مکان اپنی اولاد اولاد کی اولاد پھر جہاں تک سلسلہ چلے اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دے تو یہ جائز ہے وہ اس کی ملک سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی طرف چلی جائے گی اور اسے اب بیچنے کا اختیار نہ ہوگا۔ ان حضرات نے ان مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے اس قول کے قائلین میں حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن رحمہما اللہ بھی شامل ہیں اہل مدینہ اور اہل بصرہ کا یہی قول ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام زفر بن ہذیل رحمہما اللہ بھی ان میں شامل ہیں ان سب حضرات نے فرمایا کہ یہ تمام میراث ہے اس سبب سے وقف کرنے والے کی ملک سے نہیں نکلے گی ــــــ اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا اس کی اصل کو وقف کرو اور پھلوں کو مباح کر دو ــــــ تو ممکن ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے وہ ملک سے نکل گئی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملک سے نہ نکلی ہو لیکن وہ اس طریقہ پر جاری ہوئی جس پر انہوں نے اسے جاری کیا اور جب وہ چاہیں اسے فسخ کرنے کا حق رکھتے ہیں جیسے وہ شخص جو زندگی بھر کے لیے اپنے درختوں کے پھل اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دے تو اسے کہا جائے گا کہ اسے نافذ کرو لیکن اس پر جبر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس پر کوئی مواخذہ ہے اگر چاہے تو ایسا کرے اور چاہے تو انکار کر دے لیکن اگر وہ نافذ کرے تو اچھا ہے اور اگر رک جائے تو اس پر جبر نہیں کیا جائے گا اسی طرح اس کے بعد اس کے ورثاء بھی اپنے باپ کے جاری کردہ کو نافذ کریں تو اچھا ہے اگر نہ کریں تو انہیں اس کا حق ہوگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وقف کے ہمارے اس زمانے تک باقی رہنے میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ آپ کے گھر والوں میں سے کسی کو توڑنے کا اختیار نہیں تھا ان کے

تجاعروا ولكن انما جاء تاتركهم يوقف عمر رضي الله عنه يجري على ما كان عمر رضي الله عنه اجراه عليه في حياته ولم يبلغنا ان احدا منهم عرض فيه بشيء وقد روي عن عمر رضي الله عنه ما يدل على انه قد كان له نقضه ـ

یے توڑنے کا اختیار نہ ہونے کی دلیل ترتیب ہوتی جب آپ کے وصال کے بعد وہ جھگڑا کرتے اور اس سے ان کو روکا جاتا اگر ایسا ہوتا تو یہ عمریٰ ہو جاتا جو اس بات پر دلالت کرتا کہ اوقاف کو بیچا نہیں جا سکتا لیکن ہمارے پاس جو روایات آئی ہیں وہ یہ ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وقف کو اس حال پر چھوڑ دیا کہ وہ اسی طرح جاری ہو جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اسے جاری کیا تھا اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی اعتراض کیا ہو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ کو توڑنے کا اختیار حاصل تھا۔

۲۸ ـ حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا اخبره عن زياد بن سعد عن ابن شهاب ان عمر بن الخطاب قال لولا اني ذكرت صدقتي لرسول الله صلى الله عليه وسلم او نحو هذا لرددتها فلما قال عمر رضي الله عنه هذا دل ذلك ان نفس الايقاف للارض لم يكن يمنعه من الرجوع فيها وانه انما منعه من الرجوع فيها ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم امره فيها بشيء وفارقه على الوفاء به فكره ان يرجع عن ذلك كما كره عبد الله بن عمرو ان يرجع بعد موت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن الصوم الذي كان فارقه عليه ان يفعله وقد كان له ان لا يصوم ثم هذا شريح وهو قاضي عمر وعثمان وعلي الخلفاء الراشدين المهديين رضوان الله عليهم اجمعين ـ

حضرت ابن شہاب، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اگر میں نے اپنے صدقہ کا حضور علیہ السلام سے ذکر نہ کیا ہوتا یا اس قسم کی بات نہ ہوتی تو میں اسے لوٹا دیتا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ زمین کو محض وقف کر دینے سے اس کا حق رجوع ختم نہیں ہوتا آپ کو رجوع سے صرف اس بات نے منع فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک بات کا حکم دیا اور آپ ان سے اس حال میں جدا ہوئے کہ وہ اسے پورا کر رہے تھے تو آپ نے اس کو واپس لینا پسند نہ فرمایا جیسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کے (وصال کے) بعد ان روزوں سے رجوع کرنا اچھا نہ سمجھا جنہیں وہ حضور علیہ السلام سے جدائی کے وقت رکھ رہے تھے حالانکہ آپ کو روزہ نہ رکھنے کا اختیار تھا پھر یہ حضرت قاضی شریح رضی اللہ عنہ ہیں حضرت عمر فاروق، عثمان غنی اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے قاضی تھے۔

۲۹ ـ قد روي عنه في ذلك ايضا ما قد حدثنا سليمان بن شعيب عن ابيه عن ابي يوسف عن عطاء بن السائب قال سألت شريحا عن رجل جعل داره حبسا على الآخر فالآخر من

ان سے یہ بھی مروی ہے حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت شریح رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنا مکان کسی دوسرے شخص پر وقف کر دیا اور وہ دوسرا آدمی اس کی اولاد میں سے ہے

وَلَدِهٖ فَقَالَ اِنَّمَا اَقْضِیْ وَلَسْتُ اُفْتِیْ قَالَ فَنَاشَدْتُهٗ فَقَالَ لَاحُبْسَ عَلٰی فَرَائِضِ اللّٰهِ وَهٰذَا لَا يَسَعُ الْقُضَاةَ جَهْلُهٗ وَلَا يَسَعُ الْاَئِمَّةَ تَقْلِيْدُ مَنْ يَجْهَلُ مِثْلَهٗ ثُمَّ لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مُنْكِرٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ تَابِعِيْهِمْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔

ثُمَّ قَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ اَيْضًا

۳۰ ــــ **مَا** قَدْ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عِيْسٰی عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ وَاُنْزِلَ فِيْهَا الْفَرَائِضُ نَهٰی عَنِ الْحُبْسِ۔

۳۱۔ **حَدَّثَنَا** رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ وَعَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

۳۲۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ لَهِيْعَةَ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

۳۳۔ **حَدَّثَنَا** رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَا قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَبِهٖ اَقُوْلُ قَالَ رَوْحٌ قَالَ لِیْ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَقَدْ حَدَّثَنِيْهِ الدِّمَشْقِیُّ يَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ

فَاَخْبَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ

تو انھوں نے فرمایا میں تو فیصلہ کرتا ہوں فتویٰ نہیں دیتا وہ فرماتے ہیں میں نے انہیں قسم دی تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرائض (احکام وراثت) نازل ہونے کے بعد اولاد پر وقف نہیں ہوتا اس بات سے قاضیوں کو جاہل رہنے کی گنجائش نہیں اور نہ ائمہ کے لیے گنجائش ہے کہ وہ ایسے جاہل شخص کی پیروی کریں پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے کسی نے اس بات کا انکار نہیں کیا

پھر اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے بھی حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے (اولاد پر) وقف سے منع فرمایا اور یہ سورۂ نساء اور احکام وراثت نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔

حضرت یحیٰی بن عبد اللہ بن بکیر اور عمرو بن خالد فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبد اللہ بن لہیعہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن ابی مریم فرماتے ہیں مجھ سے ابن لہیعہ نے بیان کیا انھوں نے اپنی سند سے اسی کے مثل ذکر کیا۔

حضرت روح اور محمد بن خزیمہ فرماتے ہیں ہمیں حضرت احمد بن صالح نے بتایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور میں بھی یہی بات کہتا ہوں حضرت روح فرماتے ہیں احمد بن صالح نے مجھ سے فرمایا اور مجھ سے یہ حدیث دمشقی یعنی عبد اللہ بن یوسف نے ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کی۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ جس وقت

عنهما ان الاحباس منهي عنها غير جائزة وانها قد كانت قبل نزول الفرائض بخلاف ما صارت عليه بعد نزول الفرائض فهذا وجه هذا الباب من طريق الآثار **واما** وجهه من طريق النظر فان ابا حنيفة وابا يوسف وزفر ومحمدا رحمة الله عليهم وجميع المخالفين لهم والموافقين قد اتفقوا على ان الرجل اذا اوقف داره في مرضه على الفقراء والمساكين ثم توفي في مرضه ذلك ان ذلك جائز من ثلثه وانها غير موروثة عنه فاعتبرنا ذلك هل يدل على احد القولين فكان الرجل اذا جعل شيئا من دنانيره ودراهمه صدقة فلم ينفذ ذلك حتى مات انه ميراث وسواء جعل ذلك في مرضه او في صحته الا ان يجعل ذلك وصية بعد موته فينفذ ذلك بعد موته من ثلث ماله كما ينفذ الوصايا وانه اذا جعله في مرضه ولم ينفذه للمساكين بدفعه اياه اليهم فهو كما جعله في صحته وكان جميع ماله يفعله في صحته فينفذ من جميع ماله ولا يكون له عليه بعد ذلك ملك مثل العتاق والهبات والصدقات هو الذي ينفذ اذا فعله في مرضه من ثلث ماله وكان الاوقاف اذا اوقف في مرضه داره او ارضه وجعل آخرها في سبيل الله كان ذلك جائزا باتفاقهم من ثلث ماله بعد وفاته لا سبيل لوارثه عليه وليس ذلك بداخل في قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم لا حبس عن فرائض الله **فكان** النظر على ذلك ان يكون كذلك سبيله اذا اوقف في الصحة فيكون نافذا من جميع المال ولا يكون له عليه سبيل بعد ذلك قياسا ونظرا على ما ذكرنا فالى هذا اذهب وبه اقول من

سے منع کیا گیا وہ جائز نہیں اور یہ احکام فرائض کے نزول سے پہلے ہوتا تھا نزول فرائض کے بعد اس کا حکم بدل گیا۔ روایات کے طریقے پر اس باب کا حکم یہ ہے اور قیاس کے طریقے پر اس کا حکم اس طرح ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف امام زفر اور امام محمد رحمہم اللہ بلکہ ان کے تمام مخالف و موافق اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص مرض الموت میں اپنا مکان فقراء اور مساکین پر وقف کر دے پھر اسی مرض میں مر جائے تو یہ اس کے تہائی مال سے جائز ہے اور یہ اس کی طرف سے مال وراثت نہیں بنے گا ہم نے دیکھا کہ کیا یہ کسی ایک قول کی دلیل بنتی ہے تو دیکھا کہ) ایک شخص جب اپنے مال بعض دیناروں اور درہموں میں سے کچھ صدقہ کرتا ہے لیکن ابھی اسے جاری نہیں کرتا کہ مر جاتا ہے تو وہ مال وراثت ہے چاہے وہ اسے بیماری کی حالت میں صدقہ کرے یا صحت کی حالت میں۔۔۔ البتہ اگر اس کی موت کے بعد اسے وصیت قرار دیا جائے تو وہ تہائی مال میں سے نافذ ہو جائے گی جس طرح باقی وصیتیں نافذ ہوتی ہیں اگر وہ بیماری میں ایسا کرے لیکن ابھی مساکین کو نہ دیا تو اس کا حکم وہی ہے جو حالتِ صحت میں ایسا کرنے کا ہوتا ہے اور صحت کی حالت میں جو کچھ کرے گا وہ تمام مال سے نافذ ہوگا اور اس کے بعد وہ اس کا مالک نہیں رہے گا جیسے آزاد کرنا، ہبہ کرنا صدقہ دینا وغیرہ جب ان کو بیماری کی حالت میں کرے تو مال کے تہائی حصے سے نافذ ہوں گی اور مرض کی حالت میں اپنا مکان یا زمین وقف کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کر دے تو اس کے مرنے کے بعد تہائی مال سے جائز ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے اس پر وارثوں کا کوئی حق نہیں ہوگا اور یہ حضور علیہ السلام کے اس قول میں داخل نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں وقف نہیں (یعنی وارثوں کے لیے

طريق النظر لا من طريق الآثار لأن الآثار في ذلك قد تقدمت موصوفة لها وبيان معانيها وكشف وجوهها فإن قال قائل فتخرج الأرض بالوقوف من ملك ربها بوقفه إياها إلى غير ملك مالك قيل له وما تنكر من هذا وقد اتفقت أنت وخصمك على الأرض يجعلها صاحبها مسجدا للمسلمين ويخلي بينهم وبينها أنها قد خرجت بذلك من ملكه لا إلى ملك مالك ولكن إلى الله عز وجل فالذي يلزم مخالفك فيما احتججت عليه بما وصفنا يلزمك في هذا مثله فإن قال قائل فما معنى نهي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الحبس الذي رويته عنه في حديث ابن عباس رضي الله عنهما قيل له قد قال الناس في ذلك قولين أحدهما القول الذي ذكرناه عند روايتنا إياه والآخر أن ذلك أريد به ما كان أهل الجاهلية يفعلونه من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام فكانوا يحبسون ما يجعلونه كذلك فلا يورثونه أحدا فلما أنزلت سورة الفرائض وبين الله عز وجل فيها المواريث وقسم الأموال عليها قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا حبس ثم تكلم الذين أجازوا الصدقات الموقوفات فيها بعد تثبيتهم إياها على ما ذكرنا فقال بعضهم هي جائزة قبضت من المتصدق بها أو لم تقبض وممن قال بذلك أبو يوسف رحمة الله عليه وقال بعضهم لا ينفذها حتى يخرجها من يده ويقبضها منه غيره وممن قال بهذا القول ابن أبي ليلى ومالك بن أنس و

وقف نہیں ہو سکتا)۔ تو قیاس کا تقاضا ہے کہ صحت کی حالت میں وقف کرنے کا بھی یہی حکم ہو وہ تمام مال سے نافذ ہوگا اور اس کے بعد اس کا کوئی اختیار نہیں ہوگا یہ اسباب پر قیاس ہے جو ہم نے ذکر کیے ہیں (امام طحاوی رحمہ اللہ) بھی اسی بات کو اپناتا ہوں کیونکہ قیاس کا یہی تقاضا ہے روایات کے طریقے پر نہیں کیونکہ روایات کا بیان اور ان کے معانی واضح طور پر ہم نے بیان کر دیئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ تم وقف کی وجہ سے زمین کو اس کے مالک کی ملک سے نکالتے ہو لیکن کسی کی ملک میں نہیں دیتے۔ تو اسے (جواباً) کہا جائے کہ تم اس کا کیسے انکار کر سکتے ہو حالانکہ تم اور تمہارا مخالف اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین کو مسلمانوں کے لیے مسجد بناتا ہے اور خود ان لوگوں اور زمین کے درمیان سے ہٹ جاتا ہے تو اس سے وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے لیکن کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں آجاتی ہے تو تمہاری حجت سے جو کچھ تمہارے مخالف پر لازم آتا ہے اس کی مثل تم پر بھی لازم آتی ہے اگر کوئی کہے کہ جو کچھ تم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں حضور علیہ السلام سے روایت کیا کہ آپ نے وقف سے منع فرمایا اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس کو (جواباً) کہا جائے گا کہ محدثین کرام کے اس سلسلے میں دو قول ہیں ایک قول وہ ہے جو ہم نے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے ذکر کیا دوسرا یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عمل ہے جو اہل جاہلیت کرتے تھے یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مراد ہیں کہ وہ اپنے اس عمل کو وقف خیال کرتے تھے اور کسی کو اس کا وارث قرار نہیں دیتے تھے جب احکام وراثت والی سورت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس میں وراثتوں اور مالوں کی تقسیم کو بیان کیا

۱؎ مشرکین جن جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور ان کو حلال نہیں سمجھتے تھے یہ ان جانوروں کے نام ہیں (ہزاروی)

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ فَاحْتَجْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي ذٰلِكَ لِنَسْتَخْرِجَ مِنَ الْقَوْلَيْنِ قَوْلاً صَحِيحًا فَرَأَيْنَا أَشْيَاءَ يَفْعَلُهَا الْعِبَادُ عَلَى ضُرُوبٍ **فَمِنْهَا** الْعَتَاقُ يَنْعَقِدُ بِالْقَوْلِ لِأَنَّ الْعَبْدَ إِنَّمَا يَزُولُ مِلْكُ مَوْلَاهُ عَنْهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ **وَمِنْهَا** الْهِبَاتُ وَالصَّدَقَاتُ لَا تَنْعَقِدُ بِالْقَوْلِ حَتّٰى يَكُونَ مَعَهُ الْقَبْضُ مِنَ الَّذِي يُمَلِّكُهَا لَهُ فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ حُكْمَ الْأَوْقَافِ بِأَيِّهَا هِيَ أَشْبَهُ فَنَعْطِفُهُ عَلَيْهِ **فَرَأَيْنَا** الرَّجُلَ إِذَا وَقَفَ أَرْضَهُ أَوْ دَارَهُ فَإِنَّمَا يَمْلِكُ الَّذِي وَقَفَهَا عَلَيْهِ مَنَافِعَهَا وَلَمْ يَمْلِكْ مِنْ رَقَبَتِهَا شَيْئًا إِنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ مِلْكِ نَفْسِهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ نَظِيرُ مَا أَخْرَجَهُ مِنْ مِلْكِهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَمَا كَانَ ذٰلِكَ لَا يُحْتَاجُ فِيهِ إِلَى قَبْضٍ مَعَ الْقَوْلِ كَانَ كَذٰلِكَ الْوُقُوفُ لَا يُحْتَاجُ فِيهَا إِلَى قَبْضٍ مَعَ الْقَوْلِ **وَحُجَّةٌ** أُخْرٰى إِنَّ الْقَبْضَ لَوْ أَوْجَبْنَاهُ لَمَا كَانَ الْقَابِضُ مَا لَمْ يَمْلِكْ بِالْوَقْفِ بِقَبْضِهِ إِيَّاهُ وَغَيْرِ قَبْضِهِ إِيَّاهُ سَوَاءً فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو يُوسُفَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ۔

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا "وقف نہیں ہے" جن لوگوں نے جناب بیان کردہ طریقے پر ثابت رکھتے ہوئے صدقات موقوفہ کی اجازت دی ہے انہوں نے اس سلسلے میں اختلاف کیا کہ ان میں سے بعض نے جائز قرار دیا جس چیز کو صدقہ کیا گیا اس پر قبضہ کیا جائے یا نہ۔ اس قول کے قائلین میں حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ بھی شامل ہیں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جب تک وہ اس کے قبضے سے نکل نہ جائے اور دوسرا شخص اس پر قبضہ نہ کرے جائز نہیں ہے۔ اس قول کے قائلین میں ابن ابی لیلیٰ، مالک بن انس اور محمد بن حسن رحمہم اللہ شامل ہیں تو ہمیں اسبابات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس میں غور و فکر کر کے صحیح قول نکالیں لہٰذا ہم نے بندوں کے تصرفات کو دیکھا کہ وہ کتنی قسم کے ہیں۔ ان میں سے آزاد کرنا ہے اور وہ محض قول سے نافذ ہو جاتا ہے اور مالک کی ملک سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں آ جاتا ہے۔ ان میں سے ہبہ اور صدقہ ہے وہ محض قول سے نافذ نہیں ہوتا جب تک اس کے ساتھ اس شخص کی طرف سے قبضہ دینا نہ ہو جس نے اس (موہوب لہٗ) کو اس کا مالک بنایا ہے تو ہم نے ارادہ کیا کہ دیکھیں وقف کا حکم ان میں سے کس کے مشابہ ہے تاکہ اس کی طرف مائل کر دیں تو ہم نے دیکھا کہ جب کوئی شخص اپنی زمین اور مکان کو وقف کرتا ہے تو وہ جس پر وقف کرتا ہے وہ اس کے منافع کا مالک بنتا ہے اس مال کی ذات کا مالک نہیں ہوتا کیونکہ وہ واقف اس چیز کو اپنی ذاتی ملک سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں دے رہا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ اس چیز کی مثل ہے جس کو اپنی ملکیت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں دے دیا تو جس طرح وہ (عتاق) قول کے ساتھ قبضہ کا محتاج نہیں اسی طرح وقف میں بھی قول کے ساتھ قبضہ کی ضرورت نہیں — دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر ہم قبضہ کو واجب قرار دیں تو قبضہ کرنے والا اس چیز پر قبضہ کرے گا جس کا وقف کی وجہ سے وہ مالک نہیں ہوا لہٰذا اس کا قبضہ کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مسلک ثابت ہو گیا۔

كتاب الرهن

باب ۲۵۲ ركوب الرهن واستعماله وشرب لبنه.

۴۳ - حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا زكريا بن أبي زائدة عن الشعبي عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال الظهر يركب بنفقته إذا كان مرهونا ولبن الدر يشرب بنفقته إذا كان مرهونا قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن للراهن أن يركب الرهن بحق نفقته عليه ويشرب لبنه أيضا بحق نفقته عليه واحتجوا في ذلك بهذا الحديث. (قوله)

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا ليس للراهن أن يركب الرهن ولا يشرب لبنه وهو رهن معه وليس له أن ينتفع منه بشيء وكان من الحجة لهم على أهل المقالة الأولى أن هذا الحديث الذي احتجوا به حديث مجمل لم يبين فيه من الذي يركب ويشرب اللبن فمن أين جاز لهم أن يجعلوه الراهن دون أن يجعلوه المرتهن هذا لا يكون لأحد إلا بدليل يدله على ذلك إما من كتاب أو سنة أو إجماع ومع ذلك فقد روى هذا الحديث هشيم وبين فيه ما لم يبينه يزيد بن هرون.

باب مال مرہون پر سواری کرنا اسے استعمال کرنا اور اس (جانور) کا دودھ پینا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا رہن رکھے گئے جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کرنا جائز ہے اس (جانور) کے تھنوں کا دودھ پینا بھی اس کے نفقہ کے عوض جائز ہے جب کہ وہ رہن رکھا ہوا ہے حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ رہن رکھنے والے کو اس پر خرچ کرنے کے باعث سواری پر سوار ہونا جائز ہے اور وہ اس کا دودھ بھی نوش کر سکتا ہے یہ اس چیز کا عوض ہے جو اس پر خرچ کرتا ہے ان حضرات نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ رہن رکھنے والے کے لیے مرہون سواری پر سوار ہونا اور اس کا دودھ پینا جائز نہیں بلکہ وہ اس سے (کسی قسم کا) نفع نہیں اٹھا سکتا پہلے قول والوں کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ مجمل ہے اس میں وضاحت نہیں کہ کون سوار ہو سکتا ہے اور کون دودھ نوش کر سکتا ہے تو ان کے لیے کیسے جائز ہو گیا کہ وہ اس (نفع اٹھانے والے) کو راھن قرار دیں اور مرتھن قرار نہ دیں کوئی شخص بھی کسی ایسی دلیل کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا جو اس بات پر دلالت کرے وہ دلیل قرآن پاک سے ہو، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اجماع سے ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ھشیم نے بھی حدیث روایت کی ہے اور اس میں وہ بیان کیا ہے جو یزید بن ہارون کی روایت (حدیث ۲۴) میں نہیں ہے۔

۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ الصَّائِغُ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَتِ الدَّابَّةُ مَرْهُونَةً فَعَلَى الْمُرْتَهِنِ عَلَفُهَا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ وَنَفَقَتُهَا وَيُرْكَبُ فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيثُ أَنَّ الْمَعْنِيَّ بِالرُّكُوبِ وَشُرْبِ اللَّبَنِ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ هُوَ الْمُرْتَهِنُ لَا الرَّاهِنُ فَجُعِلَ ذٰلِكَ لَهُ وَجُعِلَتِ النَّفَقَةُ عَلَيْهِ بَدَلًا مِمَّا يَتَعَوَّضُ مِنْهُ مِمَّا ذَكَرْنَا۔

وَكَانَ هٰذَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ فِي وَقْتِ مَا كَانَ الرِّبٰوا مُبَاحًا وَلَمْ يُنْهَ حِينَئِذٍ عَنِ الْقَرْضِ الَّذِي يَجُرُّ مَنْفَعَةً وَلَا عَنْ أَخْذِ الشَّيْءِ بِالشَّيْءِ وَإِنْ كَانَا غَيْرَ مُتَسَاوِيَيْنِ ثُمَّ حُرِّمَ الرِّبٰوا بَعْدَ ذٰلِكَ وَحُرِّمَ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ نَفَقَةَ الرَّهْنِ عَلَى الرَّاهِنِ لَا عَلَى الْمُرْتَهِنِ وَأَنَّهُ لَيْسَ لِلْمُرْتَهِنِ اسْتِعْمَالُ الرَّهْنِ

حضرت شعبی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ذکر کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جانور رہن رکھا گیا ہو تو مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا) پر اس کا چارہ ہے اور وہ اس کے تھنوں کا دودھ نوش کر سکتا ہے اور جو آدمی اس کا دودھ پیئے اس پر اس کا خرچ ہے اور وہ سوار بھی ہو سکتا ہے یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلی حدیث میں سوار ہونے یا دودھ پینے کا حکم مرتہن کے لیے ہے راہن کے لیے نہیں اس بات کی اجازت اسے دی گئی اور اسی پر نفقہ بھی لازم کیا گیا جو اس کے نفع اٹھانے کا عوض ہے اور ہمارے نزدیک یہ اس وقت کی بات ہے جب ربوٰا (سود) جائز تھا اور اس وقت اس قرض سے منع نہیں کیا گیا تھا جو نفع لاتا ہے اور کسی چیز کو دوسری چیز کے بدلے لینے سے منع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ وہ مساوی نہ ہوں پھر اس کے بعد سود کو حرام کیا گیا تو ہر وہ قرض جو نفع لائے اس کو حرام قرار دیا گیا اور اہل علم اس بات پر متفق ہو گئے کہ مال مرہون کا نفقہ راھن پر ہے، مرتہن پر نہیں اور مرتہن کو رہن کا استعمال کا حق نہیں۔

۳۶۔ فَمِمَّا رُوِيَ فِي نَسْخِ الرِّبٰوا مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي بَيْعِ الْخَمْرِ۔

ربوٰ کے نسخ پر یوں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے آپ نے انہیں لوگوں کے سامنے پڑھا پھر شراب فروخت کرنے کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

۳۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ فَلَمَّا حُرِّمَ الرِّبٰوا حُرِّمَتْ أَشْكَالُهُ كُلُّهَا وَرُدَّتِ الْأَشْيَاءُ الْمَأْخُوذَةُ إِلَى أَبْدَالِهَا الْمُسَاوِيَةِ لَهَا وَحُرِّمَ بَيْعُ

حضرت مسلم، حضرت مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں جب سود حرام کر دیا گیا تو اس کی تمام صورتیں حرام ہو گئیں اور وہ تمام اشیاء جو لی گئیں اپنے برابر بدل کی طرف لوٹ گئیں اور تھنوں میں دودھ کی فروخت کو بھی حرام کر دیا گیا اس میں نفقہ کی

اللَّبَنِ فِي الضُّرُوْعِ فَدَخَلَ فِي ذٰلِكَ النَّهْيُ عَنِ النَّفَقَةِ الَّتِي يَمْلِكُ بِهَا الْمُنْفِقُ لَبَنًا فِي الضُّرُوْعِ وَتِلْكَ النَّفَقَةُ فَغَيْرُ مَوْقُوْفٍ عَلٰى مِقْدَارِهَا وَاللَّبَنُ كَذٰلِكَ اَيْضًا فَارْتَفَعَ بِنَسْخِ الرِّبٰوا اَنْ تَجِبَ النَّفَقَةُ عَلَى الْمُرْتَهِنِ بِالْمَنَافِعِ الَّتِي تَجِبُ لَهٗ عِوَضًا مِنْهَا وَبِاللَّبَنِ الَّذِي يَحْتَلِبُهٗ فَيَشْرَبُهٗ ـ

وَيُقَالُ لِمَنْ صَرَّفَ ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِنِ فَجَعَلَ لَهُ اسْتِعْمَالَ الرَّهْنِ اَيَجُوْزُ لِلرَّاهِنِ اَنْ يَرْهَنَ رَجُلًا دَابَّةً هُوَ رَاكِبُهَا فَلَا يَجِدُ بُدًّا مِنْ اَنْ يَقُوْلَ لَا فَيُقَالُ لَهٗ فَاِذَا كَانَ الرَّهْنُ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مُخَلًّى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمُرْتَهِنِ فَيَقْبِضُهٗ وَيَصِيْرُ فِي يَدِهٖ دُوْنَ يَدِ الرَّاهِنِ كَمَا وَصَفَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الرَّهْنَ بِقَوْلِهٖ فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ فَلَمَّا لَمْ يَجُزْ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الرَّهْنَ عَلٰى مَا الرَّاهِنُ رَاكِبُهٗ لَمْ يَجُزْ ثُبُوْتُهٗ فِي يَدِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ رَهْنًا بِحَقِّهٖ اِلَّا كَذٰلِكَ اَيْضًا لِاَنَّ دَوَامَ الْقَبْضِ لَا بُدَّ مِنْهُ فِي الرَّهْنِ اِذْ كَانَ الرَّهْنُ اِنَّمَا هُوَ احْتِبَاسُ الْمُرْتَهِنِ لِلشَّيْءِ الْمَرْهُوْنِ بِالدَّيْنِ وَفِي ذٰلِكَ اَيْضًا مَا يَمْنَعُ الْمُرْتَهِنَ مِنِ اسْتِخْدَامِ الْاَمَةِ الرَّهْنِ لِاَنَّهَا تَرْجِعُ بِذٰلِكَ اِلٰى حَالٍ لَا يَجُوْزُ عَلَيْهَا اسْتِقْبَالُ الرَّهْنِ وَحُجَّةٌ اُخْرٰى اَنَّهُمْ قَدْ اَجْمَعُوْا اَنَّ الْاَمَةَ الرَّهْنَ لَيْسَ لِلرَّاهِنِ اَنْ يَطَاَهَا وَلِلْمُرْتَهِنِ مَنْعُهٗ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ الْمُرْتَهِنُ يَمْنَعُ الرَّاهِنَ بِحَقِّ الرَّهْنِ مِنْ وَطْئِهَا كَانَ لَهٗ اَيْضًا اَنْ يَمْنَعَهٗ بِحَقِّ الرَّهْنِ مِنِ اسْتِخْدَامِهَا وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ ـ

ممانعت بھی شامل ہوگئی جس کے ذریعے خرچ کرنے والا تھنوں میں دودھ کا مالک ہو جائے یہ خرچ کسی مقدار پر موقوف نہیں اسی طرح دودھ کی مقدار بھی معین نہیں تو سود کے منسوخ ہونے سے مرتہن سے اس نفقہ کا وجوب اٹھ گیا جو ان منافع کے عوض ہوتا ہے جو اسے اس خرچ کے سبب حاصل ہوتے ہیں اور اس دودھ کے سبب (نفقہ لازم ہوتا تھا) جسے وہ دوہتا اور پیتا ہے۔

جو شخص اسے راہن کی طرف پھیرتا ہے اور اس کے لیے رہن کا استعمال جائز قرار دیتا ہے اس سے پوچھا جائے گا کیا راہن کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی شخص کے پاس ایک ایسا جانور رہن رکھے جس پر وہ خود سوار ہو، تو اس (قائل) کو لازماً کہنا پڑے گا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا (یعنی جس سواری پر سوار ہے اسے رہن نہیں رکھ سکتا) تو اس سے کہا جائے گا کہ جب رہن اس کے بغیر نہیں ہو سکتی کہ اس (مرہون) اور مرتہن کے درمیان تنہائی کر دی جائے اور وہ اس پر قبضہ کرے اس طرح وہ مرتہن کے قبضہ میں آ جائے گی راہن کے پاس نہیں رہے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پس وہ رہن ہو جس پر قبضہ کیا گیا ہو" تو وہ کہے گا "ہاں" (یہی صحیح ہے) تو اس سے کہا جائے گا کہ جب آغاز میں ایسی چیز کا رہن ہونا صحیح نہیں جس پر راہن سوار ہو تو مرتہن کے قبضہ میں آنے کے بعد مرہون میں یہ بات کیسے صحیح ہوگی (یعنی راہن کا تصرف صحیح نہ ہوگا) کیونکہ مرہون چیز پر قبضہ کا ہمیشہ پایا جانا ضروری ہے کیونکہ رہن کا مطلب یہ ہے کہ مرتہن قرض کے بدلے میں مرہون چیز کو اپنے پاس روک رکھے اور اسی صورت میں وہ بات پائی جاتی ہے جو راہن کو مرہونہ لونڈی سے ہم بستری سے روکتی ہے کیونکہ اس وجہ سے (ہم بستری سے) وہ اس حالت کی طرف لوٹ جائے گی جو رہن میں ابتداءً جائز نہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ مرہونہ لونڈی سے راہن جماع نہیں کر سکتا اور مرتہن اسے روک سکتا ہے

تو جس طرح مرتہن رہن کی وجہ سے راہن کو وطی سے روک سکتا ہے اسی طرح وہ حق رہن کی وجہ سے خدمت لینے سے بھی روک سکتا ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۳۸ - وقد حدثنا فهد قال ثنا ابو نعيم قال ثنا الحسن بن صالح عن اسمعيل بن ابي خالد عن الشعبي قال لا ينتفع من الرهن بشيء۔

حضرت اسماعیل بن ابی خالد حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں مرہون چیز سے کچھ بھی نفع حاصل نہ کیا جائے۔

۳۹ - فهذا الشعبي يقول هذا وقد روى عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما ذكرنا فيجوز عليه ان يكون ابو هريرة رضي الله عنه يحدثه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بذلك ثم يقول هو بخلافه ولم يثبت النسخ عنده فلئن كان ذلك فلقد صار متهما في رأيه واذا كان متهما في رأيه كذلك كان متهما في روايته واذا ثبتت له العدالة في روايته ثبتت له العدالة في ترك خلافها وان وجب سقوط احد الامرين وجب سقوط الآخر واحتج علينا بحديث ابي هريرة رضي الله عنه هذا يقول من روى حديثا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم فهو اعلم بتاويله فكان يجيء على اصله ويلزمه في قوله ان يقول لما قال الشعبي ما ذكرنا مما يخالف ما روى عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان ذلك دليلا على نسخه۔

حضرت شعبی یہ بات فرماتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات مروی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات روایت کریں پھر وہ اس کے خلاف فرمائیں حالانکہ ان کے نزدیک نسخ ثابت نہیں ہے اگر یہ بات اس طرح ہوتی تو ان کی رائے کے سلسلے میں تہمت آتی اور جب رائے کے سلسلے میں ان پر تہمت آتی تو ان کی روایت بھی تہمت کی زد میں آتی اور جب ان کے لیے روایت میں عدالت ثابت ہے تو اس کے خلاف کو چھوڑنے میں بھی ان کی عدالت ثابت ہوگی اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو ساقط کرنا واجب ہے تو دوسری کا سقوط بھی واجب ہے۔ جو شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہمارے خلاف استدلال کرتا ہے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس نے حضور علیہ السلام سے حدیث روایت کی ہے وہ اس کے مفہوم کو زیادہ جانتا ہے تو وہ اپنی اصل پر آتا ہے اپنے قول کے مطابق اس پر حضرت شعبی کے قول کا قائل ہونا لازم ہے اور وہ قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حضور علیہ السلام سے مروی روایت کے خلاف ہے تو یہ اس (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت) کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

بَابُ ٢٥٣ الرَّهْنِ يَهْلِكُ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ كَيْفَ حُكْمُهُ

باب ۲۵۳ مرتہن کے پاس مرہون کا ہلاک ہونا

۴۰ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اِنَّهٗ سَمِعَ مَالِكًا وَيُونُسَ وَابْنَ اَبِي ذِئْبٍ يُحَدِّثُوْنَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ قَالَ يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ الرَّهْنُ بِصَاحِبِهٖ غُنْمُهٗ وَعَلَيْهِ غُرْمُهٗ

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رھن رکھی ہوئی چیز بند نہ کی جائے۔ یونس بن یزید فرماتے ہیں حضرت ابن شہاب نے فرمایا حضرت ابن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ رھن رکھی ہوئی چیز کا نفع اس کے مالک کے لیے ہے اور اسی پر اس کا تاوان ہے۔

---

۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمٰنَ بْنِ مُوْسٰى قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ

حضرت عطاء اور سلیمان بن موسیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رھن کو بند نہ کیا جائے۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَائِلٌ فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ بِصَاحِبِهٖ غُنْمُهٗ وَعَلَيْهِ غُرْمُهٗ ثَبَتَ بِذٰلِكَ اَنَّ الرَّهْنَ لَا يَضِيْعُ بِالدَّيْنِ وَاِنَّ بِصَاحِبِهٖ غُنْمَهٗ وَهُوَ سَلَامَتُهٗ وَعَلَيْهِ غُرْمُهٗ وَهُوَ غُرْمُ الدَّيْنِ بَعْدَ ضِيَاعِ الرَّهْنِ **وَهٰذَا** تَاْوِيْلٌ قَدْ اَنْكَرَهٗ اَهْلُ الْعِلْمِ جَمِيْعًا بِاللُّغَةِ وَزَعَمُوْا اَنْ لَا وَجْهَ لَهٗ عِنْدَهُمْ **وَالَّذِيْ** حَمَلَنَا عَلٰى اَنْ نَّاْتِيَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَاِنْ كَانَ مُنْقَطِعًا اِحْتِجَاجُ الَّذِيْ يَقُوْلُ بِالْمُسْنَدِ بِهٖ عَلَيْنَا وَدَعْوَاهُ اَنَّا خَالَفْنَاهُ وَقَدْ كَانَ يَلْزَمُهٗ عَلٰى اَصْلِهٖ لَوْ اَنْصَفَ خَصْمَهٗ اَنْ لَّا يَحْتَجَّ بِمِثْلِ هٰذَا اِذْ كَانَ مُنْقَطِعًا وَهُوَ لَا يَقُوْمُ الْحُجَّةُ عِنْدَهٗ بِالْمُنْقَطِعِ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک قائل کہتا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رھن کو بند نہ کیا جائے اس کے مالک کے لیے اس کا نفع ہے اور اسی پر اس کا تاوان ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ رھن قرض کے بدلے ضائع نہیں ہوتی اور اس کے مالک کے لیے اس کا نفع ہے اور وہ اس (مرہون) کا سلامت رہنا ہے اور اس پر اس کا تاوان ہے" کا مطلب یہ ہے کہ مرہون کے ضائع ہونے کے بعد اس پر قرض کا تاوان ہوگا۔ تمام اہل لغت نے اس تاویل کا انکار کیا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ ان کے نزدیک اس معنی کی کوئی صورت نہیں۔ اگرچہ یہ حدیث منقطع ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس کے لانے پر اس لیے مجبور ہوئے ہیں کہ ہمارے مخالف نے اسی سے ہمارے خلاف استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کی مخالفت کی ہے حالانکہ اگر وہ اپنے مخالف سے انصاف کرتا تو خود اپنے قاعدے کے مطابق اس حدیث سے استدلال نہ کرتا

فإن قال إنما قبلته وإن كان منقطعا لأنه عن سعيد بن المسيب ومنقطع سعيد يقوم مقام المتصل قيل له ومن جعل لك أن تخص سعيدا بهذا وتمنع منه مثله من أهل المدينة مثل أبي سلمة والقاسم وسالم وعروة وسليمان بن يسار رحمة الله عليهم وأمثالهم من أهل المدينة والشعبي وإبراهيم النخعي وأمثالهما رحمة الله عليهم من أهل الكوفة والحسن وابن سيرين وأمثالهما رحمة الله عليهم من أهل البصرة وكذلك من كان في عصر من ذكرنا من سائر فقهاء الأمصار رحمة الله عليهم ومن كان فوقهم من الطبقة الأولى من التابعين مثل علقمة والأسود وعمرو بن شرحبيل وعبيدة وشريح رحمة الله عليهم لئن كان هذا لك مطلقا في سعيد بن المسيب فإنه مطلق لغيرك فيمن ذكرنا وإن كان غيرك ممنوعا من ذلك فإنك ممنوع من مثله لأن هذا تحكم وليس لأحد أن يحكم في دين الله بالتحكم

کیونکہ یہ منقطع ہے اور اس کے نزدیک منقطع حدیث حجت نہیں بن سکتی اگر وہ کہے کہ ہم نے منقطع ہونے کے باوجود اسے اس لیے قبول کیا ہے کہ یہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت سعید کی منقطع حدیث، متصل کے قائم مقام ہے۔

تو اس شخص کو کہا جائے گا کہ تمہیں کس نے اس بات کی اجازت دی کہ تم یہ بات حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص کرتے ہو اور ان جیسے اہل مدینہ مثلاً ابوسلمہ، قاسم، سالم، عروہ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ سے ایسی حدیث کا انکار کرتے ہو اور ان جیسے دوسرے اہل مدینہ سے بھی نہیں تسلیم کرتے اہل کوفہ سے حضرت شعبی اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ اہل بصرہ سے حضرت حسن اور ابن سیرین اور ان جیسی دوسری شخصیات رحمہم اللہ سے تسلیم نہیں کرتے اسی طرح اس مذکورہ زمانے میں تمام شہروں کے فقہاء کرام اور جو ان سے اوپر درجہ کے لوگ تابعین کے پہلے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے حضرت علقمہ، حضرت اسود، حضرت عمرو بن شرحبیل حضرت عبیدہ اور حضرت شریح رحمہم اللہ، اگر یہ بات تمہارے لیے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مطلقاً درست ہے تو تمہارے غیر کے لیے ان مذکورہ حضرات کی روایت بھی مطلقاً درست ہوئی اور اگر تمہارے غیر سے یہ بات جائز نہیں تو تمہیں بھی اس جیسی بات کی اجازت نہیں کیونکہ یہ تو ہٹ دھرمی ہے اور کسی شخص کو بھی اللہ تعالیٰ کے دین میں ہٹ دھرمی کی اجازت نہیں۔

وقد قال أهل العلم في تأويل قول رسول الله صلى الله عليه وسلم غير ما ذكرت

اہل علم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے بارے میں تمہاری بیان کردہ تاویل سے ہٹ کر تاویل کی ہے۔

۴۲ - حدثنا علي بن عبد العزيز فيما أعلم فإن لم يكن فقد دخل بينه كان أخبرني قال ثنا أبو عبيد قال ثنا جرير عن مغيرة عن إبراهيم في

حضرت مغیرہ، حضرت ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں جس نے ایک شخص کے پاس کوئی چیز رہن رکھی اور اس سے کچھ درہم لیے اور کہا کہ اگر میں تمہارا حق

رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰی رَجُلٍ رَهْنًا وَاَخَذَ مِنْهُ دَرَاهِمَ وَقَالَ اِنْ جِئْتُكَ بِحَقِّكَ اِلٰی كَذَا وَكَذَا وَاِلَّا فَالرَّهْنُ لَكَ بِحَقِّكَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ فَجَعَلَهُ جَوَابًا لِمَسْاَلَتِهِ۔

۴۳۔ **وَقَدْ** رُوِيَ عَنْ طَاؤُسٍ نَحْوٌ مِنْ هٰذَا بَلَغَنِيْ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَسُفْيَانَ ابْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا كَانَا يُفَسِّرَانِهِ عَلٰی هٰذَا التَّفْسِيْرِ۔
حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ بِذٰلِكَ اَيْضًا۔

۴۴۔ **حَدَّثَنَا** فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَغْلَقُ الرَّهْنَ

فَبِذٰلِكَ مَنَعَ صَاحِبُ الرَّهْنِ اَنْ يَّبْتَاعَهُ مِنَ الَّذِيْ رَهَنَهُ عِنْدَهُ حَتّٰی يُبَاعَ مِنْ غَيْرِهِ فَذَهَبَ الزُّهْرِيُّ اَيْضًا فِيْ ذٰلِكَ الْغَلْقِ اِلٰی اَنَّهُ فِي الْبَيْعِ لَا فِي الضَّيَاعِ فَهٰؤُلَاءِ الْمُتَقَدِّمُوْنَ يَقُوْلُوْنَ بِمَا ذَكَرْنَا۔

۴۵۔ **وَقَدْ** رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا اَيْضًا **مَا** قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ اَنَّ رَجُلًا ارْتَهَنَ فَرَسًا فَمَاتَ الْفَرَسُ فِيْ يَدِ الْمُرْتَهِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ حَقُّكَ

فَدَلَّ هٰذَا مِنْ قَوْلِهٖ

فلاں مدت تک لاؤں تو ٹھیک ہے ورنہ تیرے حق کے بدلے میں رہن تمہارے لیے ہے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا رہن بند نہیں ہوگی حضرت ابوعبید فرماتے ہیں انہوں نے اسے سوال کا جواب قرار دیا۔

حضرت مالک بن انس اور سفیان بن سعید رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ وہ دونوں اس کی یہی تفسیر کرتے تھے۔
حضرت یونس بن عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں ہمیں ابن وھب نے حضرت مالک بن انس سے روایت کرتے ہوئے اسی بات کی خبر دی ہے۔

حضرت زہری سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رہن کو بند نہ کیا جائے۔

تو اس وجہ سے حضور علیہ السلام نے مرتہن کو منع فرمایا کہ وہ راہن سے وہ چیز خریدے جو اس نے اس کے پاس رہن رکھی ہے حتیٰ کہ پہلے دوسرے آدمی پر فروخت کی جائے تو حضرت زہری اس طرف گئے ہیں کہ یہ بند رکھنا بیع میں ہے ہلاک ہو جانے کے بارے میں نہیں تو یہ متقدمین وہی بات کہتے ہیں جو ہم نے ذکر کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں مزید مروی ہے حضرت عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ ایک شخص نے گھوڑا رہن کے طور پر لیا وہ مرتہن کے ہاتھ میں مر گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا حق (قرض) جاتا رہا۔

تو حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی اس بات پر دلالت

رسول الله صلى الله عليه وسلم على بطلان الدين بضياع الرهن فإن قال هذا منقطع قيل له والذي تأولته أيضا منقطع فإن كان المنقطع حجة لك علينا فالمنقطع أيضا حجة لنا عليك وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من جهة أخرى ما يوافق ذلك أيضا.

کرتا ہے کہ رھن کے ہلاک ہونے سے قرض باطل ہو جاتا ہے ـــــ اگر وہ کہے کہ یہ حدیث منقطع ہے تو (جواباً) اسے کہا جائے گا کہ جو معنیٰ تم نے کیا ہے وہ بھی تو منقطع ہے اگر حدیث منقطع ہمارے خلاف تمہاری دلیل بن سکتی ہے تو وہ تمہارے خلاف ہماری دلیل بھی تو بن سکتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات دوسری طرح بھی مروی ہے جو اس کے موافق ہے۔

---

۴۶ - حدثنا أبو العوام محمد بن عبد الله بن عبد الجبار المرادي قال ثنا خالد بن نزار الأيلي قال حدثني عبد الرحمن بن أبي الزناد عن أبيه قال كان من أدركت من فقهائنا الذين ينتهى إلى قولهم منهم سعيد بن المسيب وعروة بن الزبير والقاسم بن محمد وأبو بكر بن عبد الرحمن وخارجة بن زيد وعبيد الله بن عبد الله في مشيخة من نظرائهم أهل فقه وصلاح وفضل فذكر جميع ما جمع من أقاويلهم في كتابه على هذه الصفة ثم قالوا الرهن بما فيه إذا هلك وعميت قيمته ويرفع ذلك منهم الثقة إلى النبي صلى الله عليه وسلم.

حضرت ابوالزناد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جن فقہاء کو میں نے پایا کہ ان کے قول پر انتہاء کی جاتی ہے ان میں حضرت سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبداللہ اپنے ساتھیوں کی نسبت زیادہ فقیہ، اہل صلاح اور فضیلت والے ہیں پھر ان تمام کے اقوال اپنی کتاب میں اس طرح ذکر کئے وہ فرماتے ہیں جب مرہون چیز ہلاک ہو جائے اس کی قیمت مجہول ہو تو وہ اس کے مقابلے میں ہے جس کے بدلے وہ رھن رکھی گئی ہے ان میں سے قابل اعتماد لوگ اس حدیث کو حضور علیہ السلام تک اٹھاتے ہیں (مرفوعاً بیان کرتے ہیں)

---

۴۷ - فهؤلاء أئمة المدينة وفقهاؤها يقولون إن الرهن يهلك بما فيه ويرفعه الثقة منهم إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فأيهم ما حكاه فهو حجة لأنه فقيه إمام ثم قول لهم جميعا بذلك وإجماعهم عليه فقد ثبت به صحة ذلك أيضا عن سعيد بن المسيب وهو المأخوذ عنه قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا يغلق الرهن

تو یہ لوگ مدینہ طیبہ کے ائمہ اور فقہاء میں سے ہیں یہ بتاتے ہیں کہ رھن اس چیز کے مقابلے میں ہلاک ہوگی جس کے بدلے میں اسے رکھا گیا ہے اور ثقہ حضرات اسے حضور علیہ السلام سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں تو ان میں سے جو بھی کچھ بات نقل کرے وہ حجت ہے کیونکہ وہ فقیہ اور امام ہے پھر ان سب کے قول اور اجماع سے اس کا حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے صحیح ہونا ثابت ہو گیا اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے ماخوذ ہے کہ رہن کو بند نہ کیا جائے۔

---

۴۸ - وقد زعم هذا الذي يخالفنا أن من روى

ہمارے اس مخالف نے یہ خیال کر لیا کہ جو شخص کسی

حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَهُوَ أَعْلَمُ بِتَأْوِيلِهٖ حَتّٰى قَالَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الَّذِي رَوَاهُ سَيْفٌ لَنَا عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ قَالَ عَمْرٌو فِي الْأَمْوَالِ

فَجَعَلَ هُوَ قَوْلَ عَمْرٍو فِي هٰذَا حُجَّةً وَدَلِيلًا لَهٗ أَنَّ ذٰلِكَ الْحُكْمَ فِي الْأَمْوَالِ دُونَ سَائِرِ الْأَشْيَاءِ فَلَئِنْ كَانَ قَوْلُ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ هٰذَا تَأْوِيلُهٗ يَجِبُ بِهٖ حُجَّةً فَإِنَّ قَوْلَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الَّذِي ذَكَرْنَا وَتَأْوِيلَهٗ فِيمَا رَوٰى أَحْرٰى أَنْ يَكُونَ حُجَّةً وَهٰذَا الْمُخَالِفُ لَنَا قَدْ زَعَمَ أَنَّهٗ يَقُولُ بِالْإِتِّبَاعِ فَعَمَّنْ أَخَذَ قَوْلَهٗ هٰذَا وَمَنْ إِمَامُهٗ فِيهِ **وَقَدْ** رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهٗ وَعَنْ تَابِعِي أَصْحَابِهٖ خِلَافَهٗ أَيْضًا **وَقَدْ** رُوِيَ عَنْ أَئِمَّةِ أَصْحَابِهٖ خِلَافُ ذٰلِكَ أَيْضًا۔

۴۹۔ **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عَوَامٍ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَرْتَهِنُ الرَّهْنَ فَيُضِيعُهٗ قَالَ إِنْ كَانَ بِأَقَلَّ رَدُّوا عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ بِأَفْضَلَ فَهُوَ أَمِينٌ فِي الْفَضْلِ۔

۵۰۔ **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى التَّغْلِبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ إِذَا رَهَنَ الرَّجُلُ رَهْنًا فَقَالَ لَهُ الْمُعْطِي لَا أَقْبَلُهٗ إِلَّا بِأَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَيْتُكَ

حدیث کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرکے وہی اس کے مفہوم کو زیادہ جانتا ہے حتیٰ کہ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث جو ہم سے سیف نے بیان کی انہوں نے قیس بن سعد سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا حضرت عمرو نے فرمایا کہ اموال کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔

تو اس (مخالف) نے حضرت عمرو کے قول کو حجت قرار دیا اور اس بات کی دلیل بنایا کہ یہ حکم صرف اموال میں ہے دیگر اشیاء میں نہیں ہے اگر حضرت عمرو بن دینار کا یہ قول اس حدیث کے معنی میں لازماً حجت ہے تو حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ مفہوم جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ حجت بننے کے زیادہ لائق ہے ہمارے اس مخالف نے گمان کیا کہ وہ پیروی کر رہا ہے تو اس نے یہ قول کس سے لیا ہے اور اس سلسلے میں اس کا امام کون ہے — اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایت کیا ہے اسی طرح تابعین عظام سے بھی اس کے خلاف مروی ہے صحابہ کرام میں سے ائمہ حضرات سے بھی اس کے خلاف مروی ہے۔

حضرت عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جو رہن حاصل کر کے ضائع کرتا ہے فرمایا اگر وہ کم مالیت کے مقابلے میں ہے تو وہ اسے دوبارہ باقی مال دیں اور اگر زیادہ مالیت کے مقابلے میں ہے تو وہ زائد میں امین ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی کے پاس رہن رکھے اور قرض دینے والا اس سے کہے کہ میں اسے قبول نہیں کرتا مگر اس سے زیادہ کے ساتھ جو میں نے تمہیں دیا (یعنی رہن، قرض کے مقابلے میں) فرمایا مالیت پر مشتمل ہو پھر

فضاع رد عليه الفضل وإن رهنه وهو أكثر مما أعطى بطيب نفس من الراهن فضاع فهو بما فيه.

---

٥١ - حدثنا نصر قال ثنا الخصيب قال ثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن خلاس هو ابن عمرو أن عليا قال إذا كان في الرهن فضل فأصابته جائحة فهو بما فيه وإن لم تصبه جائحة واتهم فإنه يرد الفضل.

٥٢ - حدثنا أحمد بن داود قال ثنا أبو عمر الحوضي قال ثنا همام عن قتادة عن الحسن وخلاس بن عمرو أن عليا قال في الرهن يترادان الزيادة والنقصان جميعا فإن أصابته جائحة برئ.

فهذا عمر وعلي رضي الله عنهما قد جمعا أن الرهن الذي قيمته مقدار الدين ضائع بالدين وإنما اختلفا فيما زاد من قيمة الرهن على مقدار الدين فقال عمر رضي الله عنه هو أمانة وقال علي رضي الله عنه ما قد رويناه عنه في حديث نصر بن مرزوق وأحمد بن داود.

---

٥٣ - وقد روي أيضا عن الحسن وشريح في ذلك ما قد حدثنا نصر قال ثنا الخصيب قال ثنا حماد بن سلمة عن قتادة أن الحسن وشريحا قالا الرهن بما فيه.

٥٤ - حدثنا حسين بن نصر قال ثنا أبو نعيم قال ثنا سفيان عن أبي حصين قال سمعت شريحا يقول ذهبت الرهان بما فيها.

وہ ضائع ہو جائے تو زائد رقم لوٹائے اور اگر وہ رہن رکھے اور مرہون اس قرض سے زائد مالیت کی ہو اور راہن اپنی مرضی سے دے پھر وہ ضائع ہو جائے تو وہ قرض کے بدلے میں ہی ہو گی۔

حضرت خلاس یعنی ابن عمرو سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر رہن میں (قرض سے) زیادہ (مالیت) ہو پھر اسے کوئی ہلاکت پہنچ جائے تو وہ اپنے عوض کے مقابلے میں ہو گی اور اگر ہلاکت نہ پہنچے بلکہ تہمت لگائی گئی تو وہ زائد کو لوٹائے گا۔

حضرت حسن اور خلاس بن عمرو سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رہن کے بارے میں فرمایا کہ وہ دونوں (راہن و مرتہن) اضافہ اور نقصان دونوں کو ایک دوسرے کی طرف لوٹائیں اور اگر ہلاک ہو جائے تو وہ (مقروض) بری الذمہ ہو جائے گا۔

تو یہ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما ہیں جو اس بات پر متفق ہیں کہ جس مرہون چیز کی قیمت قرض کے برابر ہو وہ قرض کے بدلے میں ہلاک ہو گی ان کا اختلاف اس صورت میں ہے جب رہن کی مقدار قرض کی مقدار سے زیادہ ہو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ امانت ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بات فرماتے ہیں جو ہم نے نضر بن مرزوق اور احمد بن داؤد کی روایت میں ان سے نقل کی ہے۔

حضرت حسن اور حضرت شریح رضی اللہ عنہما سے بھی اس سلسلے میں مروی ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں حضرت حسن اور حضرت شریح رضی اللہ عنہما نے فرمایا رہن اس چیز کے عوض ہے جس کے مقابلے میں ہے۔

حضرت ابو حصین فرماتے ہیں میں نے حضرت شریح سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رہن اس چیز کے مقابلے میں چلی گئی جس میں وہ رہن تھی

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ جَابَانَ قَالَ رَهَنْتُ حُلِيًّا فَكَانَ اَكْثَرَ مِمَّا فِيْهِ فَضَاعَ فَاخْتَصَمْنَا اِلٰى شُرَيْحٍ فَقَالَ الرَّهْنُ بِمَا فِيْهِ

فَهٰذَا الْحَسَنُ وَشُرَيْحٌ قَدْ رَاَيَا الرَّهْنَ يُبْطِلُ ذَهَابُهُ الدَّيْنَ وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ اَيْضًا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ۔

۵۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الرَّهْنِ يَهْلِكُ فِيْ يَدَيِ الْمُرْتَهِنِ اِنْ كَانَتْ قِيْمَتُهُ وَالدَّيْنُ سَوَاءً فَسَاعَ بِالدَّيْنِ وَاِنْ كَانَتْ قِيْمَتُهُ اَقَلَّ مِنَ الدَّيْنِ رُدَّ عَلَيْهِ الْفَضْلُ وَاِنْ كَانَتْ قِيْمَتُهُ اَكْثَرَ مِنَ الدَّيْنِ فَهُوَ اَمِيْنٌ فِي الْفَضْلِ۔

۵۶۔ وَرُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ فِيْ رَجُلٍ رَهَنَ رَجُلًا جَارِيَةً فَهَلَكَتْ قَالَ هِيَ بِحَقِّ الْمُرْتَهِنِ۔

۵۷۔ فَهٰذَا عَطَاءٌ يَقُوْلُ بِهٰذَا وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ فَهٰذَا اَيْضًا حُجَّةٌ عَلٰى مُخَالِفِنَا اِذْ كَانَ مِنْ اَصْلِهِ اَنَّ مَنْ رَوٰى حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَتَاوِيْلُهُ فِيْهِ حُجَّةٌ فَقَدْ خَالَفَ هٰذَا كُلَّهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَخَالَفَ مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَمَّنْ ذَكَرْنَا مِنَ التَّابِعِيْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَمَنْ اِمَامُهُ فِيْ هٰذَا وَ بِمَنْ

حضرت عیسیٰ بن جابان سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے زیور رہن رکھا اور وہ اس چیز کے مقابلے میں زیادہ تھا جس میں وہ رہن رکھا گیا پھر وہ ضائع ہو گیا وہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت شریح کے پاس لے کر گئے تو انہوں نے فرمایا رہن اس چیز کے بدلے میں ہے جس میں اسے رہن رکھا گیا۔

تو یہ حضرت حسن اور شریح ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ رہن کا ہلاک ہونا قرض کو باطل کر دیتا ہے حضرت ابراہیم نخعی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حضرت حماد حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اس رہن کے بارے میں جو مرتہن کے پاس ہلاک ہو جائے فرمایا کہ اگر اس کی قیمت اور قرض برابر برابر ہوں تو وہ قرض کے بدلے ہلاک ہو گی اور اگر اس کی قیمت، قرض سے کم ہو تو زائد کو لوٹایا جائے گا اگر اس کی قیمت قرض سے زیادہ ہو تو وہ (مرتہن) زائد میں امین ہو گا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت ابن جریج سے روایت ہے وہ حضرت عطاء سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس نے کسی دوسرے کے پاس ایک لونڈی رہن رکھی پھر وہ ہلاک ہو گئی تو انہوں نے فرمایا وہ مرتہن کے حق کے بدلے میں ہے (یعنی قرض کے بدلے میں ہے)

تو یہ حضرت عطاء ہیں جو یہ بات فرما رہے ہیں اور ہم نے ان ہی کے واسطے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا رہن کو بند نہ کیا جائے تو یہ بھی ہمارے مخالف پر حجت ہے کیونکہ اس (مخالف) کا ضابطہ یہ ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام سے حدیث روایت کرے تو اس کا بیان کردہ مفہوم ہی حجت ہو گا تو اس نے اس باب میں اس ضابطہ کی پوری مخالفت کی اور جس کو ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے اور ان تابعین سے روایت کیا جن

(ثقہ) ہی ہو۔

ثم النظر في هذا أيضا يدفع ما قال وما ذهب إليه وجعل الرهن أمانة يضيع بغير شيء وقد أجمعوا أن الأمانات لربها أن يأخذها وحرام على المرتهن منعه منها والرهن مخالف لذلك إذ كان للمرتهن حبسه ومنع مالكه منه حتى يستوفي دينه فخرج بذلك حكمه من حكم الأمانات ورأينا الأشياء المغصوبة حرام على الغاصبين حبسها وحلال للمغصوبين منهم أخذها والرهن ليس كذلك لأن المرتهن حلال له حبس الرهن ومنع الراهن منه حتى يستوفي منه دينه ورأينا العواري ينتفع المستعير بها ويأخذها منه متى أحب والرهن ليس كذلك لأن المرتهن حرام عليه استعمال الرهن وليس للراهن أخذه منه حتى يوفيه دينه فبان حكم الرهن عن حكم الودائع والمغصوب والعواري وثبت أن حكمه بخلاف حكم ذلك كله وقد أجمعوا أن للمرتهن حبسه حتى يستوفي الدين وحلال للراهن أخذه إذا برئ من الدين فلما كان حبس الرهن مضمنا بحبس الدين وسقوط حبسه مضمنا بسقوط حبس الدين كان كذلك أيضا ثبوت الدين مضمنا بثبوت الرهن فما كان الرهن ثابتا فالدين ثابت ومتى كان الرهن غير ثابت فالدين غير ثابت وكذلك رأينا المبيع في قولنا وقول هذا المخالف لنا لمالكه حبسه بالثمن ومتى مات في يده سقط الثمن فانظر على ما أجمعنا عليه نحن وهو من هذا أن يكون

کا ہم نے ذکر کیا ان سب کی مخالفت کی تو اس سلسلے میں کون اس کا امام ہے یا اس نے کس کی پیروی کی۔

پھر قیاس بھی اس کی مذہب کی نفی کرتا ہے کیونکہ اس نے رہن کو امانت قرار دیا اور یہ کہ وہ کسی عوض کے بغیر ضائع ہو جاتا ہے حالانکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ امانتوں کے مالک کو ان کے لینے کا حق ہے اور مرتہن پر حرام ہے کہ وہ مالک کو اس کے لینے سے روکے جب کہ حکم رہن اس کے خلاف ہے کیونکہ مرتہن کو اسے اپنے پاس روک رکھنے اور مالک کو واپس لینے سے اس وقت تک روکنے کا حق ہے جب تک وہ قرض وصول نہ کرے اس سے رہن کا حکم امانتوں کے حکم سے خارج ہو گیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ مغصوبہ اشیاء کو غاصب روک نہیں سکتے اور جن سے وہ غصب کی گئی ہیں ان کو واپس لینے کا حق ہے جب رہن کا حکم یہ نہیں ہے کیونکہ مرتہن کے لیے رہن کو روک رکھنا اور راہن کو باز رکھنا اس وقت تک جائز ہے جب تک وہ اپنا قرض وصول نہ کرے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ادھار لینے والا ادھار لی ہوئی اشیاء سے نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ رہن کا یہ حکم نہیں ہے کیونکہ مرتہن پر مرہون مال سے نفع اٹھانا حرام ہے اور راہن جب تک قرض ادا نہ کرے واپس نہیں لے سکتا پس رہن کا حکم امانتوں غصب شدہ اشیاء اور ادھار لی ہوئی اشیاء کے حکم سے مختلف ہے اور ثابت ہوا کہ اس کا حکم ان سب کے حکم سے الگ ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ مرتہن قرض کی وصولی تک رہن کو روک سکتا ہے اور راہن کے لیے جائز ہے کہ قرض کی ادائیگی کے بعد اسے واپس لے تو جب رہن کو روکنا قرض کو روکنے سے مشروط ہے اور اس کو روکنے کا اختتام قرض کی رکاوٹ ختم کرنے سے مشروط ہے تو قرض کا ثبوت بھی رہن کے ثبوت سے مشروط ہوگا تو جب تک

الرهن كذلك وأن يكون ضياعه يبطل الدين كما كان ضياع المبيع يبطل الثمن فهذا هو النظر في هذا الباب غير أن أبا حنيفة وأبا يوسف ومحمدا رحمة الله عليهم ذهبوا في الرهن إلى ما قد رويناه في هذا الباب عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه وإبراهيم النخعي رحمة الله عليه

رہن کا ثبوت ہوگا قرض بھی ثابت ہوگا جب رہن ثابت نہیں ہوگا تو قرض بھی ثابت نہ ہوگا اسی طرح ہم نے بیع کو دیکھا کہ ہمارے اور ہمارے مخالف دونوں کے قول کے مطابق وہ قیمت کی وصولی کے لیے روکا جا سکتا ہے اور جب وہ بائع کے ہاتھ میں ہلاک ہوگا تو قیمت کے عوض ہلاک ہوگا۔ جس بات پر ہم اور ہمارا مخالف متفق ہیں اسی پر قیاس کا تقاضا ہے کہ رہن کا حکم بھی یہی ہو اس کا ضائع ہونا قرض کو باطل کر دے جس طرح بیع کا ضائع ہونا قیمت کو باطل کر دیتا ہے اس باب میں قیاس یہی ہے البتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے اس باب میں وہ راستہ اختیار کیا ہے جو ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا۔

---

٥٨ - واحتجوا في ذلك بما قد أجمعوا عليه في الغصب فقالوا رأينا الأشياء المغصوبة لا يوجب ضياعها على من غصبها أكثر من ضمان قيمتها وغصبها حرام ثم كانت الأشياء المرهونة التي قد ثبت أنها مضمونة أحرى أن لا يجب بضمانها على من قد ضمنها أكثر من مقدار قيمتها وكانوا يذهبون في تفسير قول سعيد بن المسيب له غنمه وعليه غرمه إلى أن ذلك في البيع يريدون إذا بيع الرهن بثمن فيه نقص عن الدين غرم للمرتهن ذلك النقص وهو غرمه المذكور في الحديث وإذا بيع بفضل عن الدين أخذ الراهن ذلك الفضل وهو غنمه المذكور في الحديث.

انہوں نے اس سلسلے میں اس بات سے استدلال کیا کہ غصب کے سلسلے میں جس پر سب متفق ہیں وہ فرماتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ غصب کی ہوئی اشیاء کو غاصب ضائع کر دے تو ان کی قیمت سے زیادہ تاوان لازم نہیں آتا حالانکہ غصب حرام ہے وہ فرماتے ہیں اسی طرح جو چیزیں رہن رکھی گئی ہوں اور ثابت ہو گیا کہ ان کا تاوان ہوتا ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ جس پر ان کی ضمان لازم ہو ان کی قیمت سے زیادہ لازم نہ ہو وہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے قول کہ راہن پر اس کا نفع ہے اور اسی پر اس کا تاوان ہے کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ یہ بیع کے بارے میں ہے ان کی مراد یہ ہے کہ اگر مرہون کو اتنی قیمت پر بیچا جائے جو قرض سے کم ہو تو مرتہن پر اس کا تاوان ہوگا حدیث شریف میں جس تاوان کا ذکر ہے وہ یہی ہے اور اگر قرض سے زائد رقم پر بیچا جائے تو راہن یہ اضافہ وصول کرے گا اور یہ اس کا منافع ہے جو حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

كِتَابُ الْمُزَارِعَةِ وَالْمُسَاقَاةِ

باب ۲۵۴ مزارعت اور مساقات کا بیان

۵۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ وَفَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا (۱)

---

۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ فَتَرَكْنَاهَا۔

حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم مخابرہ کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یہاں تک حضرت رافع بن خدیج نے خیال ظاہر فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا تو ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

۶۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا ثَنَا أَبُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتّٰى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کو کرایہ پر دیتے تھے یہاں تک کہ ان کو خبر پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ زمین کو کرایہ پر دینے سے منع کرتے تھے چنانچہ انہوں نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا اے ابن خدیج! آپ زمین کے کرایہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے اپنے دونوں چچوں سے سنا اور وہ دونوں بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا حضرت عبد اللہ

---

(۱) بٹائی پر زمین دینا مزارعت ہے اور درختوں کو پانی دینا کہ پھل تقسیم کر لیں گے مساقات کہلاتا ہے (ہزاروی)

اَنَّ الْاَرْضَ كَانَتْ تُكْرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَحْدَثَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهٗ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْاَرْضِ۔

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے علم تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کرایہ پر دی جاتی تھی پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ڈر ہوا کہ کہیں حضور علیہ السلام نے کوئی نیا حکم نہ فرمایا ہو جس کا انہیں علم نہ ہو لہٰذا انہوں نے زمین کو کرایہ پر دینا چھوڑ دیا۔

---

٦٢ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا الْحَقْلُ قَالَ اَنْ تُكْرَى الْاَرْضُ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ اَرَاهُ اَنَّهٗ قَالَ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع فرمایا حضرت شعبہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حکم سے پوچھا حقل کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا زمین کو کرایہ پر دینا حضرت ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا تہائی اور چوتھائی کے بدلے۔

٦٣ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَاَمْرُ نَبِيِّ اللّٰهِ اَنْفَعُ لَنَا قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا جس میں ہمارے لیے نفع تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہمارے لیے زیادہ نافع ہے آپ نے فرمایا جس شخص کی زمین ہو وہ اس میں کھیتی باڑی کرے یا (دوسرے سے) کاشت کروائے۔

٦٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اُسَيْدُ ابْنُ اَخِيْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ عَجَزَ عَنْهَا فَلْيُزْرِعْهَا اَخَاهُ۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں مجھ سے رافع بن خدیج کے بھتیجے اسید نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا اسے چاہئے کہ وہ کاشت کرے اگر اس سے عاجز ہو تو اپنے بھائی سے کاشت کروائے۔

---

٦٥ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اَخَذْتُ بِيَدِ طَاوٗسٍ حَتّٰى اَدْخَلْتُهٗ عَلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَحَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت عبدالکریم جزری، حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت طاؤس کا ہاتھ پکڑا یہاں تک ان کو حضرت رافع بن خدیج کے بیٹے کے پاس لے گیا انہوں نے بواسطہ اپنے والد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع

أَنَّهُ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَأَبَى طَاوُسٌ وَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُ لَا يَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا۔

فرمایا تو حضرت طاؤس نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۶۶۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَقَالَ إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا وَرَجُلٌ مُنِحَ أَخَاهُ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ مِنْهَا وَرَجُلٌ اكْتَرَى بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ۔

حضرت سعید بن مسیب، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا اور فرمایا تین شخص کاشت کر سکتے ہیں جو زمین کا مالک ہے وہ کاشت کرے جس کو اس کے بھائی نے زمین بطور عطیہ دی وہ کاشت کرے اور وہ شخص جو سونے یا چاندی کے بدلے کرایہ پر حاصل کرے۔

۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَالْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابونعیم اور معلی بن منصور فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابوالاحوص نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۶۸۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَلَا بِالرُّبُعِ وَلَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو تو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے تہائی یا چوتھائی اور مقرر غلہ کے بدلے کرایہ پر نہ دے۔

۶۹۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّهُ زَرَعَ أَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْقِيهَا فَسَأَلَهُ لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الْأَرْضُ فَقَالَ زَرْعِي بِبَذْرِي وَعَمَلِي لِيَ الشَّطْرُ وَلِبَنِي فُلَانٍ الشَّطْرُ فَقَالَ أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّ الْأَرْضَ عَلَى أَهْلِهَا وَخُذْ نَفَقَتَكَ۔

حضرت ابن ابی نُعم فرماتے ہیں مجھ سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے زمین میں کاشتکاری کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو وہ زمین کو پانی دے رہے تھے آپ نے پوچھا یہ کھیتی کس کے لیے ہے اور زمین کس کی ہے انہوں نے عرض کیا میری کھیتی ہے میرے بیج اور عمل کی وجہ سے نصف میرا ہے اور نصف فلاں کا ہے، آپ نے فرمایا تم نے سودی کام کیا زمین اس کے مالک کو دو اور اپنا نفع لے لو۔

۷۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا

حضرت ابونعیم فرماتے ہیں ہم سے بکر نے بیان کیا انہوں

بُكَيْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَافِعٍ مِثْلَهُ۔

نے شعبی سے اور انہوں نے حضرت رافع سے اسی کی مثل روایت کیا۔

۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ لِرَافِعٍ إِنَّ لِي أَرْضًا أُكْرِيهَا فَنَهَانِي رَافِعٌ وَأُرَاهُ قَالَ لِي إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ إِذَا كَانَتْ لِأَحَدِكُمْ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَدَعْهَا وَلَا يُكْرِيهَا بِشَيْءٍ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ تَرَكْتُهُ فَلَمْ أَزْرَعْهُ وَلَمْ أُكْرِهَا بِشَيْءٍ فَزَرَعَهَا قَوْمٌ فَوَهَبُوا لِي مِنْ نَبَاتِهَا شَيْئًا أَخُذُهُ قَالَ لَا۔

حضرت ابوالنجاشی (رافع کے غلام) فرماتے ہیں میں نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میری زمین ہے جسے میں کرایہ پر دیتا ہوں تو حضرت رافع نے مجھے منع کر دیا اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کی زمین ہو تو وہ کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے اگر ایسا نہ کرے تو اسے چھوڑ دے اور کسی چیز کے بدلے کرایہ پر نہ دے انہوں نے عرض کیا بتلائیے اگر میں چھوڑ دوں نہ کاشت کروں اور نہ ہی کرایہ پر دوں پھر دوسرے لوگ اس میں کاشت کریں اور اس کی سبزی سے کچھ چیز ہبہ کریں تو میں لے لوں؟ انہوں نے فرمایا "نہیں"

۷۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُعَقَّلٍ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ۔

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مزارعت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت ثابت بن ضحاک نے خبر دی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا۔

۷۳۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت علی بن مسہر، حضرت شیبانی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں عبداللہ بن سائب نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۷۴۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِينَ عَلَى

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں عہد رسالت میں ہم ہمارے کچھ لوگوں کے پاس زائد زمینیں تھیں وہ نصف تہائی اور چوتھائی پر انہیں کرایہ

عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا يُؤَاجِرُونَهَا عَلَى النِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ۔

۷۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ۔

۷۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ قِيلَ لِعَطَاءٍ هَلْ حَدَّثَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُؤَاجِرْهَا فَقَالَ عَطَاءٌ نَعَمْ۔

۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَأَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَطَاءً وَأَنَا شَاهِدٌ ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

۷۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ قَالَ ثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ۔

۷۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ ابْنُ خُثَيْمٍ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۸۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَزَادَ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔

بطریقہ تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو عطیہ دے اگر ایسا نہ کرے تو روک لے (یعنی کرایہ پر نہ دے)

حضرت ابن جریج حضرت عطاء سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں)

حضرت ہمام فرماتے ہیں حضرت عطاء سے پوچھا گیا کیا تم سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے اور کرایہ پر نہ دے انہوں نے فرمایا، جی ہاں۔

حضرت عبداللہ بن رجاء فرماتے ہیں ہم سے حضرت ہمام نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت سلیمان بن موسیٰ نے حضرت عطاء سے پوچھا اور میں موجود تھا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت عطاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص مخابرہ کو ترک نہیں کرتا اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کا اعلان کیا ہے۔

حضرت یحییٰ بن سلیم طائفی، حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (جنگ کے لیے اعلان کیا جا ہے)

۸۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَاءٍ أَوْ فَضْلُ أَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يُزْرِعْهَا وَلَا تَبِيعُوهَا قَالَ سُلَيْمٌ فَقُلْتُ لَهُ يَعْنِي الْكِرَاءَ فَقَالَ نَعَمْ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زائد پانی ہو یا زائد زمین ہو وہ خود کھیتی کرے یا دوسرے بھائی کو کھیتی کے لیے دے اور اسے مت بیچو حضرت سلیم فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا اس سے کرایہ پر دینا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا جی ہاں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ وَكَرِهُوا بِهَا إِجَارَةَ الْأَرْضِ بِجُزْءٍ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا وَهٰذِهِ الْآثَارُ فَقَدْ جَاءَتْ عَلَى مَعَانٍ مُخْتَلِفَةٍ فَأَمَّا ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَلَمْ يُبَيِّنْ أَيَّ مُزَارَعَةٍ فَإِنْ كَانَتْ هِيَ الْمُزَارَعَةَ عَلَى جُزْءٍ مَعْلُومٍ مِمَّا تُخْرِجُ الْأَرْضُ فَهٰذَا الَّذِي يَخْتَلِفُ فِيهِ هٰؤُلَاءِ الْمُحْتَجُّونَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ وَمُخَالِفُوهُمْ وَإِنْ كَانَتْ تِلْكَ الْمُزَارَعَةُ الَّتِي نَهَى عَنْهَا هِيَ الْمُزَارَعَةَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ مِثْلِ مَا يَخْرُجُ مِمَّا يَزْرَعُ فِي مَوْضِعٍ مِنَ الْأَرْضِ بِعَيْنِهِ فَهٰذَا مِمَّا يَجْمَعُ الْفَرِيقَانِ جَمِيعًا عَلَى فَسَادِ الْمُزَارَعَةِ عَلَيْهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ثَابِتٍ هٰذَا مَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ مَعْنًى مِنْ هٰذَيْنِ الْمَعْنَيَيْنِ بِعَيْنِهِ دُونَ الْمَعْنَى الْآخَرِ وَأَمَّا حَدِيثُ ثَابِتٍ هٰذَا مَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ مَعْنًى مِنْ هٰذَيْنِ الْمَعْنَيَيْنِ بِعَيْنِهِ دُونَ الْمَعْنَى الْآخَرِ وَأَمَّا حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَإِنَّهُ قَالَ فِيهِ كَانَ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِينَ فَكَانُوا يُؤَاجِرُونَهَا عَلَى النِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات کو اپنایا ہے انہوں نے زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے بدلے زمین کو کرایہ پر دینا ناپسند کیا ہے تو اس کے مختلف معانی اور مفاہیم ہیں۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے مزارعت سے منع فرمایا لیکن انہوں نے واضح نہیں کیا کہ مزارعت سے کیا مراد ہے اگر یہی مزارعت مراد ہے یعنی زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے بدلے ہو تو ان روایات سے استدلال کرنے والوں اور ان کے مخالفین کے درمیان اختلاف ہے اور اگر ممنوعہ مزارعت سے مراد تہائی، چوتھائی یا کسی بھی حصے پر مزارعت ہے مثلاً زمین کے فلاں حصے کی پیداوار پر مزارعت کی جائے تو اس کے فساد پر دونوں فریق متفق ہیں اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایسی کوئی وضاحت نہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ان دو معنی میں سے کوئی ایک معنیٰ ہے کوئی معنی پیش نظر نہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس زائد زمینیں ہوتی تھیں وہ انہیں نصف، تہائی اور چوتھائی پر اجرت پر دیتے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس پر کھیتی باڑی کرے

يمنحها أخاه أو ليمسك ففي هذا الحديث أنه أمرهم أن يزرعوها بأنفسهم أو يمنحوها من أحبوا ولم يبح لهم في هذا الحديث غير ذلك **فقد** يحتمل أن يكون ذلك النهي كان على أن لا تؤاجر بثلث ولا بربع ولا بدراهم ولا بدنانير ولا بغير ذلك فيكون المقصود إليه بذلك النهي هو إجارة الأرض **وقد** ذهب قوم إلى كراهة إجارة الأرض بالذهب والفضة.

یا اپنے بھائی کو عطیہ دے اگر ایسا نہ کرے تو روک لے، تو اس حدیث کے مطابق آپ نے ان کو صرف اس بات کی اجازت دی کہ وہ خود زراعت کریں یا جسے چاہیں بطور عطیہ دیں اور اس حدیث کے مطابق آپ نے کسی اور بات کی اجازت نہیں دی تو اس بات کا احتمال ہے کہ تہائی یا چوتھائی پیداوار درہم و دینار یا کسی اور چیز کے بدلے میں اجرت پر دینے سے متعلق ہو پس مقصد یہ ہوگا کہ یہ زمین کو اجرت پر دینے سے ممانعت ہے ایک جماعت سونے اور چاندی کے بدلے زمین کو کرایہ پر دینے سے ممانعت کی طرف گئی ہے۔

۸۲- **حدثنا** أبو بكرة قال ثنا أبو عمر قال ثنا أبو عمر قال ثنا حماد بن زيد قال أخبرنا عمرو بن دينار قال كان طاوس يكره أن تؤاجر الأرض بالذهب والفضة **فهذا** طاوس يكره كرى الأرض بالذهب والفضة ولا يرى بأسا بدفعها ببعض ما تخرج وسنجيء بذلك فيما بعد إن شاء الله تعالى فإن كان النهي الذي في حديث جابر رضي الله عنه وقع على كرائها بشيء مما تخرج وبغير ذلك فهذا معنى يخالفه الفريقان جميعا.

حضرت عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حضرت طاؤس زمین کو سونے اور چاندی کے بدلے کرایہ پر دینے کو مکروہ جانتے تھے۔ تو یہ حضرت طاؤس ہیں جو زمین کو سونے اور چاندی کے بدلے کرایہ پر دینا مکروہ جانتے ہیں اور زمین کی کچھ پیداوار کے بدلے دینے میں حرج نہیں سمجھتے یہ بات ان شاء اللہ بعد میں آئے گی اگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں زمین کو کرایہ پر دینے کی مطلقاً ممانعت ہے چاہے وہ اس چیز کے بدلے میں ہو جو اس سے پیدا ہوئی یا اس کے علاوہ کسی چیز کے بدلے میں ہو تو دونوں فریق اس مفہوم کے خلاف ہیں

وقد يحتمل أن يكون النهي وقع لمعنى غير ذلك فنظرنا هل روى أحد عن جابر رضي الله عنه في ذلك شيئا يدل على المعنى الذي من أجله كان النهي

اور یہ احتمال ہے کہ نہی کسی اور وجہ سے ہو تو ہم نے دیکھا کہ کیا کسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں کوئی حدیث روایت کی ہے جو ممانعت کی وجہ پر دلالت کرتی ہو تو۔

۸۳- **فإذا** يونس قد حدثنا قال ثنا عبد الله بن نافع المدني عن هشام بن سعد عن أبي الزبير المكي عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بلغه أن رجالا يكرون مزارعهم بنصف ما يخرج منها وبثلثه

حضرت ابو الزبیر مکی، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ زمینوں کو ان کی نصف یا تہائی پیداوار یا اس پیداوار پر جو نہروں کے قریب ہوتی ہے، کرایہ پر دیتے ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

وَبِالْمَاذِيَانَاتِ فَقَالَ فِي ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَزْرَعْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْهَا۔

۸۴۔ **حَدَّثَنَا** يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَأْخُذُ الْأَرْضَ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ بِالْمَاذِيَانَاتِ فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ

۸۵۔ **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيبُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ وَإِلَّا فَلْيَزْرَعْهَا۔

۸۶۔ **فَأَخْبَرَ** أَبُو الزُّبَيْرِ فِي هَذَا عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْمَعْنَى الَّذِي وَقَعَ النَّهْيُ مِنْ أَجْلِهِ وَأَنَّهُ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ كَانُوا يُصِيبُونَهُ فِي الْإِجَارَةِ فَكَانَ النَّهْيُ مِنْ قِبَلِ ذَلِكَ جَاءَ۔

وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَعْنَى حَدِيثِ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِي ذَكَرْنَا كَذَلِكَ **وَأَمَّا** حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَدْ جَاءَ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ اضْطَرَبَ مِنْ أَجْلِهَا **فَأَمَّا** حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهُوَ مِثْلُ حَدِيثِ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَهُوَ يَحْتَمِلُ مَا وَصَفْنَا مِنْ مَعَانِي حَدِيثِ ثَابِتٍ عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَبَيَّنَّا **وَأَمَّا** مَنْ رَوَاهُ عَلَى مِثْلِ مَا رَوَى جَابِرٌ

نے اس سلسلے میں فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے اگر خود کاشت نہ کر سکے تو اپنے بھائی کو کاشت کے لیے عطیہ دے اگر ایسا کرنے سے انکار کرے تو روک رکھے۔

حضرت ابو الزبیر مکی فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ دور رسالت میں زمین کو تہائی یا چوتھائی یا نہروں پر پیداوار کے بدلے کرایہ پر دیتے تھے تو حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا۔

حضرت ابو الزبیر حضرت عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عہد رسالت میں مخابرہ کرتے تھے جس سے ہمیں اتنا اتنا حصہ حاصل ہوتا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا جس آدمی کے پاس زمین ہو تو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو عطیہ دے یا اس سے کاشت کروائے۔

تو حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس حدیث میں اس معنی کو واضح کیا جس کے سبب ممانعت ہوئی اور یہ وہ چیز تھی جسے وہ کرایہ کی صورت میں حاصل کرتے تھے تو اس وجہ سے ممانعت ہوئی ہو سکتا ہے حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے ذکر کی ہے اس کا بھی یہی مفہوم ہو لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت چونکہ مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے اس لیے اس میں اضطراب ہے پھر جہاں تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا تعلق ہے تو وہ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت کی مثل ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا تو اس میں ان معانی کا احتمال ہے جو ہم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت

رضی اللہ عنہ فیحتمل ایضا ما وصفنا مما یحتمل حدیث جابر رضی اللہ عنہ ثم نظرنا بعد ذلک هل نجد عن رافع فیه معنی یدلنا علی وجه النهی عن ذلک لم کان۔

کے ضمن میں بیان کیے ہیں۔ اور جن لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی مثل روایت کیا ہے تو اس میں ان معانی کا احتمال ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے — پھر ہم نے دیکھا کہ کیا ہم حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسا مفہوم پاتے ہیں جو اس ممانعت کے سبب پر دلالت کرے کہ کیوں منع کیا گیا ہو۔

---

۸۷ - **حدثنا** ابو بکرۃ قال ثنا ابو عمر قال اخبرنا حماد بن سلمۃ ان یحیی بن سعید الانصاری اخبرهم عن حنظلۃ بن قیس الزرقی عن رافع بن خدیج قال کنا بنی حارثۃ اکثر اهل المدینۃ حقلا وکنا نکری الارض علی ان ما سقی الماذیانات والربیع فلنا وما سقت الجداول فلهم فربما سلم هذا وهلک هذا وربما هلک هذا وسلم هذا ولم یکن عندنا یومئذ ذهب ولا فضۃ فنعلم ذلک فسألنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم عن ذلک فنهانا۔

حضرت حنظلہ بن قیس زرقی، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم بنو حارثہ، اہل مدینہ میں سب سے زیادہ قابل کاشت زمین والے تھے اور ہم زمین کو اس طرح کرایہ پر دیتے کہ جو کچھ بڑی نہروں یا بارش سے سیراب ہوگا وہ حصہ (پیداوار) ہمارے لیے ہوگا اور جو حصہ چھوٹی چھوٹی نہروں سے سیراب ہوگا وہ ان (کرایہ پر لینے والوں) کے لیے ہوگا بعض اوقات یہ حصہ محفوظ رہتا اور وہ ہلاک ہو جاتا اور بعض اوقات یہ ہلاک ہوتا اور وہ بچ جاتا ان دنوں ہمارے پاس سونا اور چاندی نہیں تھی پھر ہمیں معلوم ہوا اور ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے ہمیں منع فرما دیا۔

---

۸۸ - **حدثنا** روح بن الفرج قال ثنا حماد بن یحیی قال ثنا سفیان قال ثنا یحیی بن سعید الانصاری قال ثنا حنظلۃ بن قیس الزرقی انه سمع رافع بن خدیج یقول کنا اکثر اهل المدینۃ حقلا وکنا نقول للذی نخابره لک هذه القطعۃ ولنا هذه القطعۃ تزرعها لنا فربما اخرجت هذه القطعۃ ولم تخرج هذه شیئا وربما اخرجت هذه ولم تخرج هذه شیئا فنهانا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم عن ذلک فاما بالورق فلم ینهنا عنه۔

حضرت حنظلہ بن قیس زرقی سے مروی ہے انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ باقی اہل مدینہ کے مقابلے میں ہمارے پاس قابل کاشت زمین زیادہ تھی اور ہم جسے مزارعت پر دیتے اس سے کہتے کہ یہ حصہ زمین تمہارے لیے ہے اور یہ ٹکڑا ہمارے لیے ہے تم اسے ہمارے لیے کاشت کرو تو بعض اوقات اس حصے سے پیداوار ہوتی اور اس حصے سے کچھ بھی پیدا نہ ہوتا اور بعض اوقات اس حصہ میں کچھ پیدا ہوتا لیکن ادھر کچھ بھی پیدا نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا لیکن چاندی کے بدلے (کرایہ پر) دینے

٨٩ - **حَدَّثَنَا** ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالْمُحَاقَلَةُ أَنْ يُكْرِيَ الرَّجُلُ أَرْضَهُ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ أَوْ طَعَامٍ مُسَمًّى فَبَيْنَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ أَتَانِي بَعْضُ عُمُومَتِي فَقَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا فَطَاعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْفَعُ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا بِثُلُثٍ وَلَا بِرُبُعٍ وَلَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى

فَبَيَّنَ رَافِعٌ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ كَيْفَ كَانُوا يُزَارِعُونَ فَرَجَعَ مَعْنَى حَدِيثِهِ إِلَى مَعْنَى حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَثَبَتَ أَنَّ النَّهْيَ فِي الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّ كُلَّ فَرِيقٍ مِنْ أَرْبَابِ الْأَرَضِينَ وَالْمُزَارِعِينَ كَانَ يَخْتَصُّ بِطَائِفَةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَيَكُونُ لَهُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ إِنْ سَلِمَ فَلَهُ وَإِنْ عَطِبَ فَعَلَيْهِ وَهٰذَا مِمَّا أُجْمِعَ عَلَى فَسَادِهِ

فَهٰذَا قَدْ خَرَجَ مَعْنَى حَدِيثِ رَافِعٍ عَلَى أَنَّ النَّهْيَ الْمَذْكُورَ فِيهِ كَانَ لِلْمَعْنَى الَّذِي وَصَفْنَا لَا لِإِجَارَةِ الْأَرْضِ بِجُزْءٍ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا **وَقَدْ** أَنْكَرَ آخَرُونَ عَلَى رَافِعٍ مَا رَوَى مِنْ ذٰلِكَ وَأَخْبَرُوا أَنَّهُ لَمْ يَحْفَظْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ۔

سے منع نہ فرمایا۔

حضرت سلیمان بن یسار حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم عہد رسالت میں محاقلہ کرتے تھے اور محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین تہائی، چوتھائی یا مقررہ غلہ کے بدلے کرایہ پر دے ہم اسی حالت پر تھے کہ میرے بعض چچا میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرمایا جو ہمارے لیے نفع بخش تھا لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت زیادہ نفع دینے والی ہے آپ نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اپنے بھائی کو عطیہ دے اور تہائی یا چوتھائی یا مقررہ غلہ کے بدلے کرایہ پر نہ دے۔

تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں واضح فرمایا کہ وہ کس طرح کی مزارعت کرتے تھے پس اس حدیث کا مفہوم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم کی طرف لوٹ گیا اور ثابت ہو گیا کہ دونوں حدیثوں میں جو ممانعت ہے وہ اس اعتبار سے ہے کہ زمین کے مالک اور کھیتی باڑی کرنے والے دونوں کے لیے زمین کا ایک حصہ مختص ہو جاتا اور اس کے لیے وہی غلہ ہوتا جو اس حصے سے پیدا ہوتا اگر محفوظ ہوتا تو اس کے لیے ہوتا اور اگر ضائع ہو جائے تو اسی کا نقصان ہے اور اس طریقہ کے فساد پر سب کا اتفاق ہے۔

تو اس سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت کا معنی واضح ہو گیا کہ اس میں ممانعت کا ذکر ہے اس کا سبب وہی مفہوم ہے جو ہم نے بیان کیا نہ کہ زمین کو اس کی پیداوار کے کسی حصے کے بدلے کرایہ پر دینا۔ کچھ دوسرے لوگوں نے حضرت رافع کی حدیث

۹۰ - فحدثنا علی بن شیبة قال ثنا یحیی بن یحیی قال ثنا بشر بن المفضل عن عبد الرحمن بن اسحق عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار عن الولید بن ابی الولید عن عروة بن الزبیر عن زید بن ثابت انه قال یغفر الله لرافع بن خدیج انا والله کنت اعلم بالحدیث منه انما جاء رجلان من الانصار الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قد اقتتلا فقال ان کان هذا شانکم فلا تکروا المزارع فسمع قوله لا تکروا المزارع.

۹۱ - فهذا زید بن ثابت رضی الله عنه یخبر ان قول النبی صلی الله علیه وآله وسلم لا تکروا المزارع النهی الذی قد سمعه رافع لم یکن من النبی صلی الله علیه وآله وسلم علی وجه التحریم انما کان لکراهیة وقوع السوء بینهم

وقد روی عن ابن عباس رضی الله عنهما ایضا من ذلک شیء.

۹۲ - حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا سفیان وحماد بن سلمة وحماد بن زید عن عمرو بن دینار عن طاؤس قال قلت له یا ابا عبد الرحمن لو ترکت المخابرة فانهم یزعمون ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نهی عنه فقال اخبرنی اعلمهم یعنی ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لم ینه عنها ولکنه قال لان یمنح احدکم اخاه ارضه خیر له من ان یاخذ علیها خراجا معلوما.

کا انکار کرتے ہوئے فرمایا اور انہوں نے خبر دی کہ ان کو حدیث کا پہلا حصہ یاد نہیں رہا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج کی مغفرت فرمائے اللہ کی قسم! میں اس حدیث کو ان سے زیادہ جانتا ہوں انصار کے دو آدمی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ باہم لڑ رہے تھے آپ نے فرمایا اگر تمہاری یہ حالت ہے تو کھیتی کو کرایہ پر نہ دو تو انہوں نے صرف "کھیتی کو کرایہ پر نہ دو" کے الفاظ سنے۔

تو یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جو خبر دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "زمین کو کرایہ پر نہ دو" میں جو ممانعت حضرت رافع نے سنی ہے وہ حرام کرنے کے طور پر نہیں ہے بلکہ وہ لوگوں کے درمیان خرابی پیدا ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کچھ مروی ہے۔

حضرت عمرو بن دینار، حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا اے ابو عبدالرحمٰن! کاش تم مخابرہ کو چھوڑ دیتے کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا وہ فرماتے ہیں مجھے ان میں سے سب سے زیادہ علم والے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو (زمین کا) عطیہ دے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس پر کوئی معلوم متعین اجرت لے۔

۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

حضرت سفیان حضرت عمرو سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

فَبَيَّنَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ لِلنَّهْيِ إِنَّمَا أَرَادَ الرِّفْقَ بِهِمْ وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ كَرِهَ لَهُمْ أَخْذَ الْخَرَاجِ لِمَا وَقَعَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فِي حَدِيثِ زَيْدٍ فَقَالَ لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَعْلُومًا لِأَنَّ مَا كَانَ وَقَعَ بَيْنَ ذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ مِنَ الشَّرِّ إِنَّمَا كَانَ فِي الْخَرَاجِ الْوَاجِبِ لِأَحَدِهِمَا عَلَى صَاحِبِهِ فَرَأَى أَنَّ الْمَنِيحَةَ الَّتِي لَا تُوجِبُ بَيْنَهُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنَ الْمُزَارَعَةِ الَّتِي تُوقِعُ بَيْنَهُمْ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد منع کرنا نہیں تھا بلکہ محض ان پر آسانی پیدا کرنا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے اُجرت لینے کو دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہونے کی وجہ سے ناپسند کیا ہو جس کا ذکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کا اپنے بھائی کو عطیہ دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کا متعین و معلوم کرایہ وصول کرے کیونکہ ان دونوں کے درمیان اختلاف کی وجہ وہ کرایہ تھا جو ایک کی طرف سے دوسرے پر لازم ہوا تھا تو آپ نے دیکھا کہ وہ عطیہ جو ان کے درمیان کوئی چیز واجب نہیں کرتا اس مزارعت سے بہتر ہے جو ان کے درمیان اس قسم کا جھگڑا پیدا کر دے۔

وَقَدْ جَاءَ بَعْضُهُمْ بِحَدِيثِ رَافِعٍ عَلَى لَفْظِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا۔

بعض حضرات نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے الفاظ کے موافق روایت کیا ہے۔

۹۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثنا وَهْبٌ قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَأَمَرَنَا بِخَيْرٍ مِنْهُ فَقَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ يَمْنَحْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِطَاوُسٍ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَمْنَحُهَا أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ أَوْ يَمْنَحُهَا خَيْرٌ

حضرت عبدالملک بن میسرہ فرماتے ہیں میں نے حضرت مجاہد سے سنا وہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا جو ہمارے لیے نفع بخش تھا لیکن آپ کا حکم اس سے بہتر ہے آپ نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس سے کاشتکاری کرے یا اسے عطیہ کے طور پر دے وہ (حضرت عبدالملک بن میسرہ) فرماتے ہیں میں نے حضرت طاؤس سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا حضرت ابن عباس فرماتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے

فيحتمل أن يكون وجه هذا الحديث على ذلك أيضاً فيكون قوله نهى عن أمر كان لنا نافعاً يريد به ما ذكر زيد بن ثابت رضي الله عنه أن رافعاً سمعه وأمرنا بكذا ما حكاه ابن عباس رضي الله عنهما فلم يكن في جميع ما جاء في الحقيقة نهي عن كرى الأرض بالثلث والربع **وقد** روي عن سعد بن أبي وقاص وابن عمر رضي الله عنهم أيضاً في النهي عن ذلك أنه إنما كان لبعض المعاني التي تقدم ذكرنا لها.

---

٩٥ - **حدثنا** أحمد بن داود قال أخبرنا يعقوب بن حميد بن كاسب قال أخبرنا إبراهيم بن سعد قال حدثني محمد بن عكرمة بن عبد الرحمن بن الحارث بن لبيبة عن سعيد بن المسيب عن سعد بن أبي وقاص قال كان الناس يكرون المزارع بما يكون على السواقي وبما يسقى بالماء مما حول البئر فنهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ذلك وقال أكروها بالذهب والورق.

٩٦ - **حدثنا** ربيع الجيزي قال ثنا حسان بن غالب قال ثنا يعقوب بن عبد الرحمن عن موسى بن عقبة عن نافع أن رافع بن خديج أخبر عبد الله بن عمر وهو متكئ على يدي أن عمومته جاؤوا إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم رجعوا فقالوا إن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن كراء المزارع فقال ابن عمر قد

اپنے بھائی کو عطیہ دینا اس کے لیے بہتر ہے یا فرمایا کہ وہ اسے عطیہ دے یہ بہتر ہے۔

تو اس بات کا احتمال ہے کہ اس حدیث کا یہی مفہوم ہو اور ان (حضرت رافع) کا یہ قول کہ حضور علیہ السلام نے ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا جو ہمارے لیے نافع تھا سے مراد وہی بات ہو جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ذکر کی کہ حضرت رافع نے اسے سنا اور حکم دے دیا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، تو جو کچھ بھی سنا اس میں حقیقتاً زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کرایہ پر دینے کی ممانعت نہیں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی اس نہی کے بارے میں روایات آئی ہیں اور ان سے بھی وہی وجوہ مراد ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے

حضرت سعید بن مسیب، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نالیوں کے کنارے اور کنوئیں کے گرد نالی سے سیراب ہونے والے حصے کی پیداوار پر مزارعت کرتے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سونے اور چاندی کے ساتھ ٹھیکے (کرایہ) پر دیا کرو۔

حضرت نافع سے مروی ہے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی اور وہ اس وقت میرے جسم پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ میرے چچا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر واپس لوٹے تو کہنے لگے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمینوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ وہ زمین کے مالک تھے

عَلِمْنَا اَنَّهُ كَانَ صَاحِبَ مَزْرَعَةٍ يُكْرِيْهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ لَهُ مَا فِيْ رَبِيْعِ السَّاقِي الَّذِيْ يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْمَاءُ وَطَائِفَةً مِنَ التِّبْنِ لَا اَدْرِيْ مَا التِّبْنُ مَا هُوَ۔

فَبَيَّنَ سَعْدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِمَ كَانَ وَاَنَّهُ اِنَّمَا كَانَ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرِطُوْنَ مَا عَلٰى رَبِيْعِ السَّاقِي وَذٰلِكَ فَاسِدٌ فِيْ قَوْلِ النَّاسِ جَمِيْعًا وَحَمَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا النَّهْيَ عَلٰى اَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَعْنٰى اَيْضًا وَزَادَ حَدِيْثُ سَعْدٍ عَلٰى غَيْرِهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اِبَاحَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِجَارَةَ الْاَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ **فَقَدْ** بَانَ نَهْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فِي الْاٰثَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ لِمَ كَانَ وَمَا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ شَيْءٍ مِنْهَا النَّهْيُ عَنْ اِجَارَةِ الْاَرْضِ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ اِذَا كَانَ ثُلُثًا اَوْ رُبُعًا وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ **وَقَدِ** احْتَجَّ قَوْمٌ فِيْ ذٰلِكَ لِاَهْلِ الْمَقَالَةِ الْاُوْلٰى بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ سَمِعَهُ يَذْكُرُ اَنَّهُمْ مُنِعُوْا مِنَ الْمُحَاقَلَةِ وَهِيَ اَنْ يُكْرِيَ اَرْضًا عَلٰى بَعْضِ مَا فِيْهَا۔

۹۷۔ **حَدَّثَنَا** رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا حَامِدٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا فَتَرَكْنَاهَا مِنْ اَجْلِ قَوْلِهٖ۔

اور چند صاع ان زمین کو اس شرط پر کرایہ پر دیتے تھے کہ جو کچھ پانی کی نہر کے کناروں پر ہوگا جس سے پانی پھوٹتا ہے وہ بھی اور بھوسی لگا اس میں ان کا ہوگا وہ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ بھوسی سے کیا مراد ہے۔

تو اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت کی وجہ بیان فرمائی اور وہ یہ تھی کہ لوگ پانی کی نہروں کے کنارے کے حصے کی پیداوار کی شرط رکھتے تھے اور یہ (مزارعت) تمام حضرات کے نزدیک فاسد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی بات پر محمول کیا کہ ہو سکتا ہے ممانعت اسی وجہ سے ہو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں دوسری روایات کے مقابلے میں یہ اضافہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے بدلے میں زمین کو اجرت پر دینے کی اجازت دی ہے۔ گزشتہ روایات سے واضح ہو گیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں منع فرمایا تھا نیز آپ نے کس چیز سے منع فرمایا اور یہ بات ثابت نہ ہو سکی کہ زمین کی کچھ پیداوار مثلاً تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے بدلے میں اجارۂ زمین جائز نہیں ہے ایک جماعت نے پہلے قول والوں کے حق میں یوں استدلال کیا ہے کہ رافع بن خدیج نے ذکر فرمایا کہ ان لوگوں کو محاقلہ سے منع کیا گیا اور محاقلہ یہ ہے کہ زمین کو اس کی پیداوار کے کچھ حصے کے بدلے کرایہ پر دیا جائے۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرو بن دینار سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم مخابرہ کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے حتی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے خیال ظاہر کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تو ہم نے ان کے قول کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔

۹۸۔ حدثنا فهد قال ثنا ابن ابي مريم قال اخبرنا محمد بن مسلم الطائفي قال اخبرني ابراهيم بن ميسرة قال اخبرني عمرو وعطاء عن جابر بن عبد الله قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن المخابرة والمزابنة والمحاقلة والمخابرة على الثلث والربع والنصف من بياض الارض والمزابنة بيع الرطب في رؤس النخل بالتمر وبيع العنب في الشجر بالزبيب والمحاقلة بيع الزرع في سنبله تحوله بالطعام۔

۹۹۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو داود عن سليم بن حيان عن سعيد بن ميناء عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة۔

۱۰۰۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا سعيد بن عفير قال ثنا يحيى بن ايوب عن ابن جريج عن عطاء وابي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله۔

۱۰۱۔ حدثنا ابن ابي داود قال ثنا ابن اسحق عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن جابر بن عبد الله قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن المحاقلة والمزابنة

۱۰۲۔ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هرون قال اخبرنا ابن اسحق عن نافع عن ابن عمر عن زيد بن ثابت عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله۔

۱۰۳۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا عمر بن يونس بن القاسم قال ثنا ابي عن اسحق بن عبد الله بن ابي طلحة عن انس بن مالك عن

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی پیداوار کے تہائی، چوتھائی اور نصف پر مخابرہ مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا درخت پر تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے اور انگوروں کو کشمش کے عوض بیچنا مزابنہ ہے اور کھڑی فصل کو غلہ کے بدلے بیچنا محاقلہ ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرمایا۔

حضرت عطا اور حضرت ابو الزبیر دونوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت واسع بن حبان، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا

حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ۔

۴۱۰۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرَۃَ قَالَ ثَنَا حُسَیْنُ بْنُ حَفْصٍ الْاَصْبَھَانِیُّ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعْدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَالْمُحَاقَلَۃُ الشِّرْکُ فِی الزَّرْعِ وَالْمُزَابَنَۃُ التَّمْرُ عَلٰی رُؤُسِ النَّخْلِ۔

قَالُوْا فَقَدْ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَۃِ وَھِیَ کِرَاءُ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَنَھٰی اَیْضًا عَنِ الْمُخَابَرَۃِ وَھِیَ اَیْضًا کَذٰلِکَ قِیْلَ لَھُمْ اَمَّا مَا ذَکَرْتُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ نَھْیِہٖ عَنِ الْمُحَاقَلَۃِ فَقَدْ صَدَقْتُمْ وَنَحْنُ نُوَافِقُکُمْ عَلٰی صِحَّۃِ مَجِیْءِ ذٰلِکَ وَاَمَّا تَاْوِیْلُکُمْ اِیَّاہُ عَلٰی اَنَّہُ الْمُزَارَعَۃُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَھٰذَا تَاْوِیْلٌ مِنْکُمْ وَلَیْسَ عِنْدَکُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِکَ دَلِیْلٌ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ تَاْوِیْلَہٗ کَمَا تَاَوَّلْتُمْ وَقَدْ یَحْتَمِلُ عِنْدَنَا مَا ذَکَرْتُمْ وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ کَمَا قَالَ مُخَالِفُکُمْ اَنَّہٗ بَیْعُ الْحِنْطَۃِ بِالْحَقْلِ الَّذِیْ لَا یُدْرٰی مَا کَیْلُہٗ فَذٰلِکَ عِنْدَنَا وَعِنْدَکُمْ فَاسِدٌ وَھٰذَا اَشْبَہُ بِذٰلِکَ لِاَنَّہٗ مَقْرُوْنٌ بِالْمُزَابَنَۃِ وَالْمُزَابَنَۃُ ھِیَ بَیْعُ التَّمْرِ الْمَکِیْلِ بِمَا فِیْ رُؤُسِ النَّخْلِ مِنَ التَّمْرِ فَھٰذَا الْحَدِیْثُ یَحْتَمِلُ مَا تَاَوَّلَہُ الْفَرِیْقَانِ جَمِیْعًا عَلَیْہِ وَلَا حُجَّۃَ فِیْہِ لِاَحَدِ الْفَرِیْقَیْنِ عَلَی الْفَرِیْقِ الْاٰخَرِ وَقَدْ جَاءَتْ اٰثَارٌ عَنْ غَیْرِ ھٰذِہِ الْاٰثَارِ فِیْھَا اِبَاحَۃُ الْمُزَارَعَۃِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا محاقلہ، کھیتی میں شرکت ہے اور مزابنہ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کا اتری ہوئی کھجوروں کے بدلے بیچنا ہے۔

کچھ حضرات فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ سے منع فرمایا اور یہ زمین کو تہائی یا چوتھائی (پیداوار) کے بدلے کرایہ پر دینا ہے آپ نے مخابرہ سے منع فرمایا اور اس کا مطلب بھی یہی ہے، تو ان حضرات کو (جواباً) کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محاقلہ کی ممانعت کے بارے میں بیان کیا تو تم نے ٹھیک بیان کیا ہم ان احادیث کی صحت پر تم سے اتفاق کرتے ہیں لیکن تمہاری یہ تاویل کردہ تہائی یا چوتھائی پر مزارعت ہے یہ محض تمہاری اپنی بیان کردہ تاویل ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرے کہ اس کا وہی مفہوم ہے جو تم نے بیان کیا۔ ہمارے نزدیک اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو تم نے بیان کی اور اس بات کا بھی احتمال ہے جو تمہارے مخالفین کا قول ہے کہ اس سے مراد معلوم پیمانے سے گندم کو اس کھڑی فصل کے بدلے بیچنا ہے جس کی مقدار معلوم نہیں یہ ہمارے اور تمہارے دونوں کے نزدیک فاسد ہے یہ مفہوم زیادہ مناسب ہے کیونکہ اسے مزابنہ کے ساتھ ملایا گیا اور مزابنہ یہ ہے کہ وزن کی ہوئی کھجوروں کو درخت پر موجود کھجوروں کے بدلے بیچنا ہے، تو اس حدیث میں دونوں گروہوں کی تاویل کا احتمال ہے لیکن کسی ایک فریق کے لیے دوسرے کے مقابلے میں حجت نہیں ہے۔

اوران روایات کے علاوہ روایات آئی ہیں جن میں تہائی یا چوتھائی پیداوار پر مزارعت کے جواز کا ذکر ہے۔

۱۰۵۔ فمنها ما حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا يحيى بن زكريا عن الحجاج بن ارطاة عن الحكم عن ابي القاسم وهو مقسم عن ابن عباس قال اعطى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خيبر بالشطر ثم ارسل ابن رواحة فقاسمهم۔

ان میں سے یہ حدیث بھی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر (کی زمینوں کو) نصف پیداوار پر دیا پھر حضرت ابن رواحہ کو بھیجا تو انہوں نے تقسیم فرمایا۔

۱۰۶۔ حدثنا محمد بن عمرو بن يونس قال ثنا عبد الله بن نمير عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم عامل اهل خيبر بشطر ما خرج من الزرع۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کے ساتھ زمین کی پیداوار کے نصف پر معاملہ فرمایا۔

۱۰۷۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابو بكر الحنفي قال ثنا عبد الله بن نافع عن ابن عمر قال كانت المزارع تكرى على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على ان لرب الارض ما على ربيع الساقي من الزرع وطائفة من التبن لا ادري كم هو قال نافع فجاء رافع بن خديج وانا معه فقال ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اعطى خيبر يهود على انهم يعملونها ويزرعونها بشطر ما يخرج من تمر او زرع۔

حضرت عبداللہ بن نافع اپنے والد سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمینوں کو اس طرح کرایہ پر دیا جاتا تھا کہ زمین کے مالک کے لیے کھیتی کا وہ حصہ ہوگا جو نالیوں کے کنارے پر پیدا ہوتا ہے نیز گھاس بھی اس کے لیے ہوگا راوی فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ گھاس کی کتنی مقدار ہوتی حضرت نافع فرماتے ہیں پھر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر اس شرط پر دیا کہ وہ کام کاج کریں گے کھیتی باڑی کریں گے اور انہیں کھجوروں اور کھیتی کی پیداوار کا نصف ملے گا۔

۱۰۸۔ حدثنا ابن ابي داؤد قال ثنا ابو عون الزيادي وهو ابن محمد بن عون قال ثنا ابراهيم ابن طهمان قال ثنا ابو الزبير عن جابر قال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خیبر کا علاقہ کسی لڑائی کے بغیر عطا فرمایا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصل صورت پر برقرار رکھا

أقام الله خيبر فأقرهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كما كانوا وجعلها بينه وبينهم فبعث ابن رواحة فخرصها عليهم.

۱۰۹۔ وحدثنا أبو أمية قال أخبرنا محمد بن سابق قال ثنا إبراهيم بن طهمان عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه مثله.

ففي هذه الآثار دفع النبي صلى الله عليه وآله وسلم خيبر بالنصف من ثمرها وزرعها فقد ثبت بذلك جواز المزارعة والمساقاة ولم يضاد ذلك ما قد تقدم ذكرنا له من حديث جابر رضي الله عنه ورافع وثابت رضي الله عنهما لما ذكرنا من حقائقها **فاحتج** محتج في ذلك فقال قد عورضت هذه الآثار أيضا بما روي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم من النهي عن بيع الثمار قبل أن تكون مما قد وصفنا ذلك في باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها قال فإذا نهى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الابتياع بالثمار قبل أن تكون دخل في ذلك الاستيجار بها قبل أن تكون فكما كان البيع بها قبل كونها باطلا كان الاستيجار بها قبل كونها أيضا كذلك.

ألا ترى أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قد نهى عن بيع ما ليس عندك فكان الاستيجار بذلك غير جائز إذ كان الابتياع بما لم يكن غير جائز كان الابتياع به غير جائز فكذلك لما كان الابتياع بما لم يكن غير جائز كان الاستيجار به أيضا غير جائز قيل له لو لم يرد في هذه الآثار التي ذكرنا في إجارة المزارعة بالثلث والربع فكان الأمر

اور اسے اپنے اور ان (یہود خیبر) کے درمیان (برابر برابر) تقسیم کر دیا حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے ان لوگوں کے لیے شمار (کر کے تقسیم) کیا۔

حضرت ابراہیم بن طہمان، حضرت ابو الزبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو ان روایات میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا علاقہ اس کی کھجوروں اور اناج کے نصف پر دیا اس سے مزارعت اور مساقات ثابت ہو گئی اور یہ ان روایات کے خلاف نہیں جو ہم نے اس سے پہلے حضرت جابر حضرت رافع اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہم کی روایت کے ضمن میں ان کی حقیقت ذکر کی ہے ۔ کسی استدلال کرنے والے نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا کہ یہ روایات ان روایات کے خلاف ہیں جو حضور علیہ السلام سے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فروخت کی ممانعت کے سلسلے میں مروی ہیں وہ (مستدل) کہتا ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو ان کے پھل ہو جانے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا تو اس میں ان کو اجرت پر حاصل کرنا بھی شامل ہو گا تو جس طرح پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کا سودا باطل ہے اسی طرح اس کا اجارہ بھی باطل ہو گا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو تمہارے پاس نہ ہو۔ تو اس کا اجارہ بھی ناجائز ہو گا کیونکہ اس کا سودا کرنا ناجائز ہے تو اسی طرح جس چیز کے وجود سے پہلے اس کا سودا ناجائز ہو اس کا اجارہ بھی ناجائز ہوتا ہے۔

تو اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ اگر ہماری ان مذکورہ روایات میں تہائی یا چوتھائی پیداوار پر مزارعت کی اجازت نہ ہوتی تو وہی بات ہوتی جو تم کہہ رہے ہو لیکن جب

على ما ذكرت ولكن لما روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم إباحتها وعمل بها المسلمون بعده احتمل أن لا يكون الاستئجار بما لم يكن داخلا في الابتياع بما لم يكن ويكون مستثنى من ذلك وإن لم يبين في الحديث كما أبيح السلم ولم يحرمه النهي عن بيع ما ليس عندك وإنما وقع النهي في ذلك على بيع ما ليس عندك غير السلم فكذلك يحتمل أن يكون النهي عن بيع الثمار قبل أن يكون ذلك على سوى المزارعة بها والمساقاة عليها وقد عمل بالمزارعة والمساقاة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من بعده۔

۱۱۰۔ حدثنا فهد قال ثنا أبو نعيم قال ثنا إسمعيل بن إبراهيم بن المهاجر قال سمعت أبي يذكر عن موسى بن طلحة قال أقطع عثمان نفرا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عبد الله بن مسعود والزبير بن العوام وسعد بن مالك وأسامة فكان جاري منهم سعد بن مالك وابن مسعود يدفعان أرضهما بالثلث والربع۔

۱۱۱۔ حدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعيد قال أخبرنا شريك عن إبراهيم بن مهاجر قال سألت موسى بن طلحة عن المزارعة فقال أقطع عثمان عبد الله أرضا وأقطع خبابا أرضا وأقطع صهيبا أرضا فكلا جاري كانا يزارعان بالثلث والربع۔

۱۱۲۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو عمر الضرير

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جواز ثابت ہے اور آپ کے بعد مسلمانوں نے اس پر عمل بھی کیا تو اس بات کا احتمال ہے کہ کسی چیز کے انتہاء کو پہنچنے سے پہلے اس کا اجارہ اس کی بیع (کے حکم) میں داخل نہ ہو بلکہ اس سے مستثنیٰ ہو اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں جیسے بیع سلم جائز ہے اور یہ کسی چیز کے پاس نہ ہونے کی صورت میں بیچنے کی ممانعت نے اسے حرام نہیں کیا بلکہ اس ممانعت میں بیع سلم کے علاوہ ان اشیاء کی خرید و فروخت شامل ہے جو تمہارے پاس نہ ہوں اسی طرح اس بات کا احتمال ہے کہ پھلوں کو ان کی انتہاء تک پہنچے سے پہلے بیچنے کی ممانعت میں ان کی مزارعت اور مساقات کے علاوہ صورتیں داخل ہیں، جب کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (کے وصال) کے بعد صحابہ کرام نے مزارعت اور مساقات پر عمل بھی کیا۔

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ کرام یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود، زبیر بن عوام سعد بن مالک اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کو زمین کے قطعات دیئے تو ان میں سے حضرت سعد بن مالک اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما، اپنی زمینوں کو تہائی اور چوتھائی (پیداوار) کے بدلے اجرت پر دیتے تھے۔

حضرت ابراہیم بن مہاجر فرماتے ہیں میں نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مزارعت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب کو زمین کا ایک قطعہ دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قطعہ زمین عطا فرمایا حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو زمین کا قطعہ دیا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو زمین کا ایک قطعہ دیا تو ان میں سے دو نے اجارہ کیا وہ تہائی اور چوتھائی پر مزارعت کرتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ

قال اخبرنا حماد بن سلمة ان يحيى بن سعيد الانصاري اخبرهم عن اسمعيل بن ابي حكيم عن عمر بن عبد العزيز ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه بعث يعلى بن امية الى اليمن فامره ان يعطيهم الارض البيضاء على انه ان كان البقر والبذر والحديد من عمر فله الثلثان ولهم الثلث وان كان البقر والبذر والحديد منهم فلعمر الشطر وامره ان يعطيهم النخل والكرم على ان لعمر ثلثين ولهم الثلث۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو اس شرط پر دیں کہ اگر بیل، بیج اور ہل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے ہوں تو ان کے لیے دو تہائی اور ان لوگوں (کاشتکاروں) کے لیے ایک ثلث ہوگا اور اگر بیل، بیج اور ہل ان لوگوں کی طرف سے ہوں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے نصف اور ان کے لیے بھی نصف ہوگا اور ان کو حکم دیا کہ وہ کھجور اور انگور کے درخت ان کو اس شرط پر دیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دو تہائی اور ان لوگوں کے لیے ایک تہائی ہوگا۔

۱۱۳۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو عمر الضرير قال اخبرنا عبد الواحد بن زياد قال ثنا الحجاج بن ارطاة عن ابي جعفر محمد بن علي انه قال كان ابو بكر الصديق رضي الله عنه يعطي الارض على الشطر۔

حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین نصف (پیداوار) پر دیتے تھے۔

۱۱۴۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو عمر قال اخبرنا حماد بن سلمة ان الحجاج اخبرهم عن عثمان بن عبد الله بن موهب انه قال كان حذيفة بن اليمان رضي الله عنه يكري الارض على الثلث والربع۔

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تہائی اور چوتھائی (پیداوار) پر زمین کرایہ پر دیتے تھے۔

۱۱۵۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابراهيم بن بشار قال ثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن طاوس ان معاذا رضي الله عنه قدم الى اليمن وهم يخابرون فاقرهم على ذلك۔

حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن کی طرف آئے تو وہ لوگ مخابرہ کیا کرتے تھے آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا۔

۱۱۶۔ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يحيى بن عبد الرحمن قال ثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن طاوس ان معاذا رضي الله عنه لما قدم اليمن كان يكري الارض او المزارع على الثلث والربع او قال قدم اليمن وهم

حضرت طاؤس سے مروی ہے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن کی طرف تشریف لائے تو زمین کو یا (فرمایا) کھیتی کو تہائی یا چوتھائی پر اجرت پر دیتے تھے یا (راوی نے) فرمایا کہ وہ یمن تشریف لائے تو لوگ ایسا کرتے تھے آپ نے ان کے لیے یہ عمل جائز رکھا۔

يَفْعَلُوْنَهُ فَامْضِي لَهُمْ ذَلِكَ۔

۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِي أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكُوْفِيُّ عَنْ كُلَيْبِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَتَانِي رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ وَمَاءٌ وَلَيْسَ لَهُ بَذْرٌ وَلَا بَقَرٌ أَخَذْتُ أَرْضَهُ بِالنِّصْفِ فَزَرَعْتُهَا بِبَذْرِي وَبَقَرِي فَنَاصَفْتُهُ فَقَالَ حَسَنٌ۔

حضرت کلیب بن وائل سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا میرے پاس ایک شخص آیا جس کی زمین بھی تھی اور پانی بھی لیکن بیج اور بیل اس کا نہیں تھا میں نے اس کی زمین نصف (پیداوار) پر لے کر اپنے بیج اور بیلوں کے ذریعے کاشت کی پھر ہم نے نصف نصف لے لیا تو انہوں نے فرمایا یہ ٹھیک ہے۔

ثُمَّ إِنَّهُ قَدِ اخْتَلَفَ التَّابِعُوْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ فِي ذَلِكَ فَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَمَّادٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَمُجَاهِدًا عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَكَرِهُوْهُ۔

پھر اس کے بعد تابعین کا اس میں اختلاف ہوا حضرت شعبہ حضرت حماد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سعید بن مسیب، سالم بن عبداللہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم سے زمین کو تہائی یا چوتھائی پر بطور اجرت دینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے ناپسند کیا۔

۱۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَمَّادٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا وَسَالِمًا عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَكَرِهَاهُ وَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ طَاوُسًا فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُجَاهِدٍ وَكَانَ يُشَرِّفُهُ وَيُوَقِّرُهُ فَقَالَ إِنَّهُ يَزْرَعُ۔

حضرت حماد سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت مجاہد اور حضرت سالم سے زمین کو تہائی یا چوتھائی پر کرایہ پر دینے کے بارے میں پوچھا تو ان دونوں نے اسے ناپسند فرمایا اور میں نے حضرت طاؤس سے اس سلسلے میں پوچھا تو انہوں نے اس میں کچھ حرج نہ سمجھا فرماتے ہیں پھر میں نے یہ بات حضرت مجاہد سے ذکر کی حالانکہ وہ حضرت طاؤس کی عزت و تعظیم کرتے تھے فرمانے لگے وہ خود کاشت کاری کرتے ہیں۔

۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ يَكْرَهُ كِرَاءَ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ۔

حضرت منصور سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم زمین کو تہائی یا چوتھائی (پیداوار) پر کرایہ پر دیتے تھے۔

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ۔

حضرت حماد بن سلمہ حضرت قتادہ سے اور وہ حضرت حسن سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعِيْدٍ

حضرت منصور بن معتمر، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

بن جبیر مثلہ۔

۱۲۲- حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا ابو عمر قال اخبرنا حماد عن قیس بن سعد اخبرھم عن عطاء مثلہ۔

۱۲۳- حدثنا ربیع بن سلیمن المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا حماد بن سلمۃ عن حمید الطویل ویونس بن عبید عن الحسن انہ کان یکرہ ان یکری الرجل الارض من اخیہ بالثلث والربع۔

فاما وجہ ھذا الباب من طریق النظر فان ذلک کما قد قالہ اھل المقالۃ الاولی ان ذلک لا یجوز فی المزارعۃ والمعاملۃ والمساقاۃ الا بالدراھم والدنانیر والعروض وذلک ان الذین قد اجازوا المساقاۃ فی ذلک زعموا انھم قد شبھوھا بالمضاربۃ وھی المال یدفعہ الرجل الی الرجل علی ان یعمل بہ علی ان النصف او الثلث او الربع فکل قد اجمع علی جواز ذلک وقام ذلک مقام الاستیجار بالمال المعلوم قالوا فکذلک المساقاۃ تقوم النخل المدفوعۃ مقام راس المال فی المضاربۃ ویکون الحادث عنھا من الثمر مثل الحادث عن المال من الربح فکانت حجتنا علیھم فی ذلک ان المضاربۃ انما یثبت فیھا الربح بعد سلامۃ راس المال ووصولہ الی یدی رب المال ولم نجد المزارعۃ ولا المساقاۃ یفعل ذلک فیھما الا تری ان المساقاۃ فی قول من یجیزھا لو اثمرت النخل فجز عنھا الثمر ثم احترقت النخل وسلم الثمر کان ذلک الثمر بین رب النخل والمساقی علی ما اشترطا فیھا ولم یمنع من ذلک عدم النخل المدفوعۃ کما یمنع عدم راس المال فی المضاربۃ من الربح

حضرت قیس بن سعد حضرت عطاء سے اس کی مثل خبر دیتے ہیں۔

حضرت حمید طویل اور یونس بن عبید، حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی زمین اپنے (مسلمان) بھائی کو تہائی یا چوتھائی پر دے۔

قیاس کے طریقے پر اس بات کا حکم پہلے قول والوں کے مطابق ہے کہ مزارعت، معاملہ اور مساقات بجز درہم، دینار اور سامان کے بدلے درست نہیں وہ اس لیے کہ جن لوگوں نے اس صورت میں مساقات کی اجازت دی ہے تو ان کے خیال میں یہ مضاربت کے مشابہ ہے اور وہ مال ہے جسے ایک شخص دوسرے آدمی کو دیتا کہ وہ نصف، تہائی یا چوتھائی پر کام کرے اور اس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے اور یہ معلوم مال کے بدلے اجارہ کے قائم مقام ہو جائے گا وہ فرماتے ہیں مساقات میں بھی یہی ہوگا جو درخت دیئے گئے وہ مال مضاربت کی طرح ہو جائیں گے اور اس میں پیدا ہونے والی کھجوریں مال سے حاصل ہونے والے نفع کی طرح ہوں گی اس سلسلے میں ہماری حجت یہ ہے کہ مضاربت میں نفع اس وقت ثابت ہوتا ہے جب اصل مال صحیح سالم، مالک کے پاس پہنچ جائے اور مزارعت ومساقات میں ایسا نہیں دیکھا گیا کیا دیکھا نہیں گیا کہ مساقات کے جواز کے قائلین کے قول کے مطابق اگر درخت پھل لائے پھر اسے اس سے الگ کر دیا جائے اس کے بعد درخت جل جائے اور پھل بچ جائے تو پھل درخت کے مالک اور مساقات قبول کرنے والے کے درمیان اس حساب سے تقسیم ہوں گے جو ان کے درمیان طے پایا تھا درختوں کا معدوم ہونا اس سے مانع نہ ہوگا جیسے اصل مال کا معدوم ہونا نفع کے لیے مانع ہوتا ہے اور مزارعت

وَكَانَتِ الْمُسَاقَاةُ وَالْمُزَارَعَةُ إِذَا عُقِدَتَا إِلَى وَقْتٍ غَيْرِ مَعْلُومٍ كَانَتَا فَاسِدَتَيْنِ وَلَا تَجُوزَانِ

إِلَّا إِلَى وَقْتٍ مَعْلُومٍ وَكَانَتِ الْمُضَارَبَةُ تَجُوزُ إِلَى وَقْتٍ مَعْلُومٍ وَإِلَى غَيْرِ وَقْتٍ مَعْلُومٍ وَكَانَ الْمُضَارِبُ لَهُ أَنْ يَمْتَنِعَ بَعْدَ أَخْذِهِ الْمَالَ مُضَارَبَةً مِنَ الْعَمَلِ بِذَلِكَ مَتَى أَحَبَّ وَلَا يُجْبَرُ عَلَى ذَلِكَ وَقَدْ كَانَ لِرَبِّ الْمَالِ أَيْضًا أَنْ يَأْخُذَ الْمَالَ مِنْ يَدِهِ مَتَى أَحَبَّ شَاءَ ذَلِكَ الْمُضَارِبُ أَوْ أَبَى وَلَيْسَتِ الْمُسَاقَاةُ وَلَا الْمُزَارَعَةُ كَذَلِكَ لِأَنَّا رَأَيْنَا الْمُسَاقِيَ إِذَا أَبَى الْعَمَلَ بَعْدَ دُخُولِهِ فِي عَقْدِ الْمُسَاقَاةِ أُجْبِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِنْ أَرَادَ رَبُّ النَّخْلِ أَخْذَهَا مِنْهُ وَنَقْضَ الْمُسَاقَاةِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لَهُ حَتَّى تَنْقَضِيَ الْمُدَّةُ الَّتِي قَدْ تَعَاقَدَا عَلَيْهَا فَكَانَ عَقْدُ الْمُضَارَبَةِ عَقْدًا لَا يُوجِبُ إِلْزَامَ وَاحِدٍ مِنْ رَبِّ الْمَالِ وَلَا مِنَ الْمُضَارِبِ وَإِنَّمَا يَعْمَلُ الْمُضَارِبُ بِذَلِكَ الْمَالِ مَا كَانَ هُوَ وَرَبُّ الْمَالِ مُتَّفِقَيْنِ عَلَى ذَلِكَ وَكَانَتِ الْمُسَاقَاةُ يُجْبَرُ عَلَى الْوَفَاءِ بِمَا يُوجِبُهُ عَقْدُهَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ رَبِّ النَّخْلِ وَمِنَ الْمُسَاقِي فَأَشْبَهَتِ الْمُضَارَبَةُ الشَّرِكَةَ فِيمَا ذَكَرْنَا وَأَشْبَهَتِ الْمُسَاقَاةُ الْإِجَارَةَ فِيمَا قَدْ وَصَفْنَا۔

ثُمَّ إِنَّا قَدْ رَجَعْنَا إِلَى حُكْمِ الْإِجَارَةِ كَيْفَ هُوَ لِنَعْلَمَ بِذَلِكَ كَيْفَ حُكْمُ الْمُسَاقَاةِ الَّتِي قَدْ أَشْبَهَتْهَا مِنْ حَيْثُ مَا وَصَفْنَا فَرَأَيْنَا الْإِجَارَاتِ تَقَعُ عَلَى وُجُوهٍ مُخْتَلِفَةٍ **فَمِنْهَا** إِجَارَاتٌ عَلَى مُؤْنَةِ مُسَاقَاةٍ مَعْلُومَةٍ بِأَجْرٍ مَعْلُومٍ فَهِيَ جَائِزَةٌ وَهَذَا

ومساقات غیر معلوم وقت تک کے لیے ہوں تو فاسد ہو کے ہیں اور جب تک مدت معلوم نہ ہو یہ جائز نہیں ہیں جب کہ مضاربت غیر معین وقت تک کے لیے جائز ہوتی ہے مضارب کے لیے جائز ہے کہ وہ مضاربت کے طور پر مال لینے کے بعد کام سے انکار کرے جب بھی چاہے اس پر زبردستی نہیں کی جائے گی اسی طرح رب المال کو بھی حق حاصل ہے کہ جب چاہے اس سے مال واپس لے مضارب اس بات کو چاہے یا انکار کرے جب مزارعت اور مساقات کا حکم یہ نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ شخص جس کے ساتھ مزارعت کا معاہدہ ہوا ہے عقدِ مساقات کے بعد کام کرنے سے انکار کر دے تو اسے اس پر مجبور کیا جائے گا اور اگر درختوں کا مالک اس سے واپس لینے اور مساقات کو توڑنے کا ارادہ کرے تو اسے اس بات کا حق نہیں جب تک وہ مدت نہ گزر جائے جس پر ان کے درمیان عقد ہوا تو عقدِ مضاربت وہ عقد ہے جو رب المال اور مضارب میں سے کسی ایک پر اسے لازم نہیں کرتا مضارب اس مال کے ساتھ اس وقت تک عمل کرتا ہے جب تک وہ اور رب المال اس پر متفق ہوں جب تک مساقات میں عقد کے مطابق عمل پر درختوں کے مالک اور جس کو کام کے لیے درخت دیئے گئے دونوں کو مجبور کیا جاتا ہے پس ہماری اس مذکورہ بحث کے مطابق مضاربت شرکت سے مشابہ ہے اور مساقات اجارہ کے مشابہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

پھر ہم نے اجارہ کے حکم کی طرف رجوع کیا کہ وہ کیسا ہے تاکہ ہم اس سے مساقات کے حکم کی کیفیت جان سکیں جو اس کے مشابہ ہے جس طرح ہم نے بیان کیا تو ہم نے دیکھا کہ اجارہ چند صورتوں پر واقع ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ درختوں کی معلوم مقدار

وَجْهٌ مِنَ الْإِجَارَاتِ **وَمِنْهَا** مَا يَقَعُ عَلَى عَمَلٍ مَعْلُومٍ مِثْلَ خِيَاطَةِ هٰذَا الْقَمِيصِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ بِأَجْرٍ مَعْلُومٍ فَيَكُونُ ذٰلِكَ أَيْضًا جَائِزًا **وَمِنْهَا** مَا يَقَعُ عَلَى مُدَّةٍ مَعْلُومَةٍ كَالرَّجُلِ يَسْتَأْجِرُ الرَّجُلَ عَلَى أَنْ يَخْدِمَهُ شَهْرًا بِأَجْرٍ مَعْلُومٍ فَذٰلِكَ جَائِزٌ أَيْضًا فَاحْتِيجَ فِي الْإِجَارَاتِ كُلِّهَا إِلَى الْوُقُوفِ عَلَى مَا قَدْ وَقَعَ عَلَيْهَا مِنْهَا الْعَقْدُ فَلَمْ يَجُزْ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ إِلَّا عَلَى شَيْءٍ مَعْلُومٍ إِمَّا مَسَافَةٍ مَعْلُومَةٍ وَإِمَّا عَمَلٍ مَعْلُومٍ أَيَّامٍ مَعْلُومَةٍ وَقَدْ كَانَتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ الْمَعْلُومَةُ فِي نَفْسِهَا لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَبْدَالُهَا مَجْهُولَةً بَلْ قَدْ جُعِلَ حُكْمُ أَبْدَالِهَا كَحُكْمِهَا فَاحْتِيجَ أَنْ تَكُونَ مَعْلُومَةً كَمَا أَنَّ الَّذِي هُوَ بَدَلٌ مِنْ ذٰلِكَ يَحْتَاجُ أَنْ يَكُونَ مَعْلُومًا وَقَدْ كَانَتِ الْمُضَارَبَةُ تَتِمُّ عَلَى عَمَلٍ بِالْمَالِ غَيْرِ مَعْلُومٍ وَلَا إِلَى وَقْتٍ مَعْلُومٍ فَكَانَ الْعَمَلُ فِيهَا مَجْهُولًا وَالْبَدَلُ مِنْ ذٰلِكَ مَجْهُولٌ **فَقَدْ** ثَبَتَ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي وَصَفْنَا مِنَ الْإِجَارَاتِ وَالْمُضَارَبَاتِ أَنَّ حُكْمَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حُكْمُ بَدَلِهِ فَمَا كَانَ بَدَلُهُ مَعْلُومًا فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ فِي نَفْسِهِ إِلَّا مَعْلُومًا وَمَا كَانَ فِي نَفْسِهِ غَيْرَ مَعْلُومٍ فَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ بَدَلُهُ غَيْرَ مَعْلُومٍ **ثُمَّ** رَأَيْنَا الْمُسَاقَاةَ وَالْمُزَارَعَةَ وَالْمُعَامَلَةَ لَا يَجُوزُ وَاحِدَةٌ مِنْهَا إِلَّا إِلَى وَقْتٍ مَعْلُومٍ فِي شَيْءٍ مَعْلُومٍ فَالنَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ لَا يَجُوزَ الْبَدَلُ مِنْهَا إِلَّا مَعْلُومًا وَأَنْ يَكُونَ حُكْمُهَا كَحُكْمِ الْبَدَلِ مِنْهَا كَمَا كَانَ حُكْمُ الْأَشْيَاءِ الَّتِي ذَكَرْنَا مِنَ الْإِجَارَاتِ وَالْمُضَارَبَاتِ حُكْمَ أَبْدَالِهَا **فَقَدْ** ثَبَتَ بِالنَّظَرِ الصَّحِيحِ أَنْ لَا يَجُوزَ الْمُسَاقَاةُ وَلَا الْمُزَارَعَةُ إِلَّا بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ وَمَا أَشْبَهَهُمَا مِنَ الْعُرُوضِ وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْبَابِ وَأَمَّا أَبُو يُوسُفَ وَ

کو مقررہ اجرت پر بالی دیتا ہے یہ جائزہ ہے اور یہ بھی اجارات کی ایک صورت ہے۔ ان میں سے ایک معلوم کام پر اجرت ہے مثلاً اس قمیض کی سلائی کرنا یا اس جیسا کام ہو اور اس کی اجرت معلوم ہو یہ بھی جائز ہے ان صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ معلوم مدت پر اجارہ ہو جیسے کوئی شخص دوسرے آدمی کو ایک مہینہ خدمت کے لیے معلوم اجرت پر حاصل کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے تو اجاروں کے سلسلے میں یہ بات جاننے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان میں سے کس پر عقد واقع ہوا تو ان تمام صورتوں میں وہی اجارہ جائز ہوگا جو معلوم چیز پر ہو یا تو مسافت معلوم ہو یا عمل معلوم ہو یا دن معلوم ہوں اور یہ تمام باتیں فی نفسہا معلوم ہیں تو ان کے بدل کا مجہول ہونا جائز نہیں بلکہ ان کے بدل کا حکم ان کے حکم کی طرح ہوگا پس ضروری ہوا کہ بدل بھی معلوم ہو جیسا کہ وہ چیزیں معین و معلوم ہیں جن کا یہ بدل بن رہی ہیں اور مضاربت غیر معلوم مال کے ساتھ غیر معین وقت تک کام کرنے پر منعقد ہو جاتی ہے پس اس میں کام اور بدل دونوں مجہول ہیں، تو جو امور مثلاً اجارات اور مضاربت وغیرہ ہم نے ذکر کیے ہیں ان میں سے ہر ایک کا حکم وہی ہے جو اس کے بدل کا ہے تو جس کا بدل معلوم ہو تو وہ بھی ذاتی طور معلوم ہی ہونا چاہیے اور وہ جو بذاتہ معلوم نہ ہو تو اس کا بدل بھی معلوم غیر معلوم ہو سکتا ہے — پھر ہم نے مساقات، مزارعت اور معاملہ کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جائز نہیں ہوتا جب تک وقت معلوم نہ ہو اور اس کا بدل بھی معلوم ہونا چاہیے قیاس کا تقاضا ہے کہ ان کا بدل معلوم ہو تو اس کا بدل بھی معلوم ہونا چاہیے اور اس کا حکم وہی ہو جو ان کے مبدل منہ کا ہے جیسا کہ ان مذکورہ امور یعنی اجاروں اور مضاربتوں کا حکم ان کے بدلوں کے مطابق ہے تو صحیح قیاس سے ثابت ہوا کہ مضاربت اور مساقات درہموں دیناروں یا اس کے مشابہ سامان کے ساتھ صحیح ہو اس باب میں یہ تمام حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے جب کہ حضرت امام ابو یوسف

ومحمد بن الحسن رحمهما الله فذهبا إلى جوازها جميعاً وتركا ما شطر في ذلك واتبعا ما قد روينا في هذا الباب من الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعن أصحابه بعده وتقلداها في ذلك۔

اور امام محمد رحمہما اللہ ان دونوں کے جواز کی طرف گئے ہیں انہوں نے اس سلسلے میں قیاس کو ترک کیا اور اس باب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے مروی روایات کی پیروی کی ہے اور ان کو اپنایا ہے

بَابُ ۲۴ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ كَيْفَ حُكْمُهُمْ فِي ذٰلِكَ وَمَا يُرْوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ

باب ۲۴ کسی کی کھیتی میں اس کی اجازت کے بغیر کاشتکاری کرنا کا حکم اور اس سلسلے میں مروی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۴ - حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فِي ذٰلِكَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی قوم کی اجازت کے بغیر ان کی زمین میں کاشتکاری کی اس کے لیے اس کھیتی میں سے کچھ بھی نہ ہوگا البتہ جو کچھ خرچ کیا وہ اس کی طرف لوٹایا جائے گا۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ زَرْعًا بِغَيْرِ أَمْرِهِمْ كَانَ ذٰلِكَ الزَّرْعُ لِأَرْبَابِ الْأَرْضِ وَغَرِمُوْا لِلزَّارِعِ مَا أَنْفَقَ فِيْهِ وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو شخص کسی دوسرے فریق کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کاشتکاری کرے تو وہ کھیتی مالک زمین کی ہوگی اور کاشتکار نے جو کچھ خرچ کیا مالک اس کا ضامن ہوگا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا أَصْحَابُ الْأَرْضِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاؤُوْا خَلَّوْا بَيْنَ الزَّارِعِ وَبَيْنَ زَرْعِهِ ذٰلِكَ وَضَمَّنُوْهُ نُقْصَانَ أَرْضِهِمْ إِنْ كَانَ زَرْعُهُ ذٰلِكَ قَدْ نَقَصَ الْأَرْضَ شَيْئًا وَإِنْ

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں زمین والوں کو اختیار ہے اگر چاہیں تو کاشتکار اور کھیتی کے درمیان تخلیہ کر دیں (نہ لیں) اور زمین کا نقصان اس سے لے لیں اگر اس کی کھیتی

شَاؤُا مَنَعُوا الزَّارِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَغَرَّمُوا لَهُ قِيْمَةَ زَرْعِهِ ذٰلِكَ مَقْلُوْعًا **وَقَدْ كَانَ** لَهُمْ مِنَ الْحُجَّةِ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى غَيْرِ مَا ذَكَرُوْهُ فِيْ ذٰلِكَ

۱۲۵۔ وَهُوَ كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ زَرَعَ فِيْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَلَهُ نَفَقَتُهُ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ۔

۱۲۶۔ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ اَيْضًا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ شَرِيْكٍ وَقَيْسٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَذَكَرَهُ عَنْهُمَا فِيْ كِتَابِ الْخَرَاجِ كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ اَيْضًا لَا كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ فَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَنَا غَيْرُ مَعْنٰى مَا يَرْوِي الْحِمَّانِيُّ لِاَنَّ مَا قَدْ رَوَى الْحِمَّانِيُّ هُوَ قَوْلُهُ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فِيْ ذٰلِكَ تَوْجِيْهُ ذٰلِكَ اَنَّ غَيْرَهُ يُعْطِيْهِ النَّفَقَةَ الَّتِيْ قَدْ اَنْفَقَهَا فِيْ ذٰلِكَ فَيَكُوْنُ لَهُ الزَّرْعُ لَا بِمَا يُعْطِيْ مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا مُحَالٌ عِنْدَنَا لِاَنَّ النَّفَقَةَ الَّتِيْ قَدْ اُخْرِجَتْ فِيْ ذٰلِكَ الزَّرْعِ لَيْسَتْ بِقَائِمَةٍ وَلَا لَهَا بَدَلٌ قَائِمٌ وَذٰلِكَ اَنَّهَا اِنَّمَا دُفِعَتْ فِيْ اَجْرِ عُمَّالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا قَدْ فَعَلَهُ الْمُزَارِعُ لَهُ بِنَفْسِهِ فَاسْتَحَالَ اَنْ يَجِبَ لَهُ ذٰلِكَ عَلٰى رَبِّ الْاَرْضِ اِلَّا بِعِوَضٍ يَتَعَوَّضُهُ مِنْهُ رَبُّ الْاَرْضِ فِيْ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ اَصْلُ الْحَدِيْثِ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّمَا هُوَ عَلٰى مَا قَدْ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ لَا عَلٰى مَا قَدْ رَوَاهُ الْحِمَّانِيُّ فِيْ

سے زمین کو نقصان پہنچا ہو اور اگر چاہیں تو کاشتکار کو اس سے روک دیں اور اس کے لیے کاٹی ہوئی فصل کے مطابق قیمت بھر دیں ان کے لیے اس سلسلے میں دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث (مذکورہ بالا حدیث) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری طرح بھی مروی ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسروں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کھیتی کرے اس کے لیے اس کا خرچ ہے اور کھیتی میں سے اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔

یہ حدیث یحییٰ بن آدم سے بھی مروی ہے وہ شریک اور قیس دونوں سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت ابو اسحٰق سے روایت کرتے ہیں یحییٰ بن آدم نے اسے ان دونوں سے کتاب الخراج میں اسی طرح روایت کیا جیسا کہ ہم سے ابن ابی عمران نے بیان کیا (حدیث ۱۲۵) اس طرح نہیں جس طرح فہد بن سلیمان نے روایت کیا (حدیث ۱۲۴) تو ہمارے نزدیک اس حدیث کا مفہوم وہ نہیں جو حمانی نے (حدیث ۱۲۴) میں بیان کیا کیونکہ حمانی نے جو کچھ روایت کیا اس میں یہ ہے کہ اس شخص کے لیے کھیتی میں سے کچھ بھی نہیں اور خرچہ اس کی طرف لوٹایا جائے اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا غیر (مالک زمین) اس کو وہ خرچہ دے جو اس نے اس پر خرچ کیا ہے تو وہ کھیتی اس کے لیے ہو جائیگی لیکن اس چیز کے بدلے میں نہیں جو اس نے دیا اور ہمارے نزدیک یہ بات محال ہے کیونکہ وہ خرچہ جو اس کھیتی پر صرف کیا گیا وہ موجود نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی بدل موجود ہے اور یہ اس لیے کہ خرچہ کام کرنے والوں اور اس کے لیے دے دیا گیا جو کاشتکار نے اس سلسلے میں خرچ کیا پس محال ہے کہ اس کے لیے مالک

فی ذلک ووجہ ذلک عندنا علی ان الزارع لا شیء له فی الزرع یاخذه لنفسه یملکه کما یملک الزرع الذی یزرعه فی ارض نفسه او فی ارض غیره ممن قد اباح له الزرع فیها ولکنه یاخذ نفقته وبذره ویتصدق بما بقی هکذا وجه هذا الحدیث عندنا فی ذلک والله اعلم

۱۲۷- **وقد** ذکر ذلک یحیی بن آدم عن حفص بن غیاث ایضا۔

۱۲۸- **ومن** الدلیل علی صحة ذلک ایضا ما قد حدثنا سلیمان بن شعیب قال ثنا ابی عن ابی یوسف عن محمد بن اسحق عن یحیی بن عروة عن عروة بن الزبیر عن رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وآله وسلم قد قال ان من احیی ارضا میتة فهی له ولیس لعرق ظالم حق" قال عروة فلقد حدثنی هذا الرجل الذی قد حدثنی بهذا الحدیث انه رای نخلا یقطع اصولها بالفؤس

وقد حدثنا ابو بکرة قال ثنا ابو عمر الضریر قال ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن اسحق عن یحیی بن عروة عن ابیه عن رجل من بنی بیاضة عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نحو ذلک ایضا افلا

زمین پر کچھ واجب ہو مگر اس چیز کے عوض جو مالکِ زمین نے اس کے بدلے میں لی ہو البتہ ہمارے نزدیک اصل حدیث وہ ہے جو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی (حدیث ۱۲۵) نہ وہ جسے حمانی نے روایت کیا (حدیث ۱۲۴) اور ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ کاشتکار کے لیے کھیتی میں سے کچھ بھی نہ ہو جسے وہ اپنی ذات کے لیے حاصل کرے اور وہ اس کا مالک ہو جائے جیسا کہ وہ اپنی زمین کی کھیتی کا مالک ہوتا ہے یا دوسرے کی زمین میں اس کے لیے کاشتکاری مباح ہو تو اس کا مالک ہوتا ہے لیکن وہ خرچہ اور بیج وصول کرے اور باقی کو صدقہ کر دے ہمارے نزدیک اس حدیث کی توجیہ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن آدم نے حضرت حفص بن غیاث سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی صحت پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے حضرت یحییٰ بن عروہ (حضرت عروہ بن زبیر سے اور وہ ایک صحابی رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کے لیے ہے اور ظالم لوگ کے لیے کوئی حق نہیں۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں جس صحابی نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ انہوں نے ایک درخت کو دیکھا جسے گاڑنے کی وجہ سے اس کی جڑیں کاٹی جارہی تھیں (یعنی دوسرے کی زمین میں گاڑھا لیا تھا تو اس وجہ سے اسے جڑ سے اکھیڑ دیا گیا ۱۲ مترجم)

حضرت یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد سے انہوں نے قبیلہ بنو بیاضہ کے ایک شخص کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کیا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ترى أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد أمر بقطع النخل المغروس في غير حق بعد ما قد نبت في الأرض ولم يجعله لأرباب الأرض فيوجب عليهم غرم ما أنفق فيه فدل ذلك على أن الزرع المزروع في الأرض أحرى أن يكون كذلك وأن يقلع ذلك فيرد ثم إلى صاحب الزرع كالنخل التي قد ذكرناها إلا أن يشاء صاحب الأرض أن يمنع من ذلك ويغرم قيمة الزرع والنخل منزوعين مقلوعين فيكون ذلك له۔

اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جو دوسرے کی زمین میں ناحق طور پر لگایا گیا تھا اور وہ زمین میں اگ بھی چکا تھا آپ نے اسے زمین والوں کے لیے بھی قرار نہ دیا کہ ان پر خرچہ کا تاوان ڈالتے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو فصل زمین میں کاشت کی گئی اس کے لیے اس حکم کا ہونا زیادہ مناسب ہے اور یہ کہ اسے کاٹ کر کاشتکار کے حوالے کیا جائے جیسا کہ اس درخت کے سلسلے میں ہوا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے البتہ یہ کہ زمین کا مالک چاہے تو اس سے منع کرے اور کھیتی اور درخت کی اس قیمت کا ضامن بنے جو ان کے اکھاڑے جانے یا کاٹے جانے کی صورت میں ہوتی ہے تو اس کا اسے حق ہے۔

١٢٩۔ **وقد** دل على ما ذكرناه من ذلك أيضا ما قد حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن الأوزاعي عن واصل بن أبي جميل عن مجاهد قال اشترك أربعة نفر على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال أحدهم علي البذر وقال الآخر علي العمل وقال الآخر علي الأرض وقال الآخر علي الفدان فزرعوا ثم حصدوا ثم أتوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم فجعل الزرع لصاحب البذر وجعل لصاحب العمل أجرا معلوما وجعل لصاحب الفدان درهما في كل يوم وألغى الأرض في ذلك۔

اس بات پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے حضرت مجاہد فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار آدمیوں نے شراکت کی ان میں سے ایک نے بیج کا قول کیا (اپنے ذمہ لیا) دوسرے نے کام تیسرے نے زمین اور چوتھے نے بیلوں کی جوڑی اپنے ذمہ لی انہوں نے کاشتکاری کی پھر فصل کاٹی اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے کھیتی بیج والے کو دے دی مشقت کرنے والے کو معلوم اجرت دے دی بیلوں کی جوڑی والے کو ہر دن کے بدلے ایک درہم دیا اور زمین کو اس سلسلے میں بیکار کر دیا (یعنی زمین والے کو کچھ نہ دیا)

أفلا ترى

أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما أفسد هذه المزارعة لم يجعل الزرع لصاحب الأرض بل قد جعله لصاحب البذر۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مزارعت کو فاسد فرمایا تو زمین والے کو کھیتی میں سے کچھ نہ دیا بلکہ اسے بیج والے کے لئے قرار دیا۔

وقد دل على ذلك أيضا ما قد حكم

اس سلسلے میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتابعوهم من بعدهم فيمن بنى في ارض قوم بغير امرهم بناء۔

۱۳۰۔ **حدثنا** ابو بكرة قال ثنا ابو عمر الضرير قال اخبرنا حماد بن سلمة ان عامر الاحول اخبرهم عن عمرو بن شعيب ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال في رجل بنى في دار بناء ثم جاء اهلها فاستحقوها قال ان كان بنى بامرهم فله نفقته وان كان بنى بغير اذنهم فله نقضه۔

۱۳۱۔ **وقد** حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو عمر الحوضي قال ثنا ابو عوانة عن جابر الجعفي عن القاسم بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه مثله۔

۱۳۲۔ **حدثنا** ابو بكرة قال ثنا ابو عمر الضرير قال اخبرنا ابو عوانة عن جابر الجعفي عن القاسم بن عبد الرحمن عن شريح مثل ذلك سواء۔

۱۳۳۔ **وقد** حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو عمر الضرير قال وقال حماد بن سلمة عن حميد الطويل انه قد اخبرهم ان عمر بن عبد العزيز رحمه الله قد كتب بمثل ذلك فيمن بنى في دار قوم وفيمن غرس في ارض قوم بمثل ذلك ايضا سواء۔

افلا ترى انهم جميعا قد جعلوا النقض لصاحب البناء ولم يجعلوه لصاحب الارض فالزرع في النظر ايضا كذلك۔

والذي قد حملنا عليه معنى حديث رافع بن خديج الذي قد رويناه في هذا الباب اولى مما قد حمله عليه من قد خالفنا لانه يتفق

فیصلے بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں جو انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں فرمائے جنہوں نے دوسروں کی اجازت کے بغیر ان کی زمین میں عمارات تعمیر کر دیں۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس نے دوسروں کی زمین میں مکان تعمیر کیا تو زمین کے مالکوں نے آ کر اپنا حق مانگا آپ نے فرمایا اگر اس نے ان کی اجازت سے تعمیر کیا ہے تو اس کے لیے خرچہ ہو گا اور ان کی اجازت کے بغیر تعمیر کیا ہے تو اسے مکان کو توڑنا ہو گا۔

حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن، حضرت شریح سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت حمید الطویل خبر دیتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس شخص کے بارے میں اسی قسم کا فیصلہ لکھا جس نے دوسروں کی زمین میں مکان بنایا یا دوسروں کی زمین میں درخت لگایا تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان سب حضرات نے مکان بنانے والے کو اس کے توڑنے کا حکم دیا اور اسے مالک زمین کے لیے بھی قرار نہیں دیا تو قیاس کا تقاضا ہے کہ کھیتی کا بھی یہی حکم ہو

تو ہم نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت کو جس معنی پر محمول کیا ہے وہ اس مفہوم سے اولیٰ ہے جس پر ہمارے مخالفین نے اسے محمول کیا تاکہ یہ حدیث اور وہ حدیث

ذٰلِكَ وَمَا رَوَاهُ الرَّجُلُ الْبَيَاضِيُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا يَتَضَادَّانِ فِيْ ذٰلِكَ۔

۱۳۲۔ وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فِيْ بَابِ الْمُزَارَعَةِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ مَرَّ بِرَجُلٍ يَزْرَعُ لَهٗ فَسَاَلَهٗ عَنْهُ فَقَالَ هُوَ زَرْعِيْ وَالْاَرْضُ لِاٰلِ فُلَانٍ وَالْبَذْرُ مِنْ قِبَلِيْ بِنِصْفِ مَا يَخْرُجُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْبَيْتَ خُذْ نَفَقَتَكَ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلٰى مَعْنٰى خُذْ نَفَقَتَكَ مِنْ رَبِّ الْاَرْضِ لِاَنَّ رَبَّ الْاَرْضِ لَمْ يَاْمُرْهُ بِالْاِنْفَاقِ لِنَفْسِهٖ وَلٰكِنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ خُذْ نَفَقَتَكَ مِمَّا قَدْ خَرَجَ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ وَتَصَدَّقْ بِمَا بَقِيَ فَمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ رَافِعٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْمَنْ زَرَعَ فِيْ اَرْضِ غَيْرِهٖ وَقَدْ جَعَلَ لَهٗ نَفَقَتَهٗ كَذٰلِكَ اَيْضًا وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

جیسے بیاضی مرد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے باہم متفق ہو جائیں اور ان کے درمیان تضاد ثابت نہ ہو۔

اور ہم نے اس سے پچھلے باب میں مزارعت کے سلسلے میں بھی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کے لیے کاشتکاری ہو رہی تھی آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کاشتکاری میرے لیے ہے اور زمین آل فلاں کی ہے۔ بیج بھی میری طرف سے ہے پیداوار نصف نصف ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے سودی کاروبار کیا اپنا خرچہ وصول کرو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنا نفقہ زمین کے مالک سے وصول کرو کیونکہ مالک زمین نے اس کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ اپنے لیے خرچ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنا خرچہ اس کھیتی کی پیداوار سے وصول کرو اور باقی صدقہ کر دو اور جو کچھ ہم نے بواسطہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جس نے غیر کی زمین میں زراعت کی اور آپ نے اس کے لیے نفقہ کا حکم دیا تو اس سے بھی یہی مراد ہے اس باب میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

شفعہ کا بیان

بَابُ ۲۲۵ الشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ

۱۳۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ بِأَرْضٍ أَوْ رَبْعٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يَعْرِضَ عَلٰى شَرِيكِهِ فَيَأْخُذَ أَوْ يَدَعَ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الشُّفْعَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا بِالشِّرْكَةِ فِي الْأَرْضِ أَوْ فِي نَخْلٍ أَوِ الرَّبْعِ وَلَا تَجِبُ بِالْجِوَارِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا الشُّفْعَةُ فِيمَا وَصَفْتُمْ وَاجِبَةٌ لِلشَّرِيكِ الَّذِي لَمْ يُقَاسِمْ ثُمَّ هِيَ مِنْ بَعْدِهِ وَاجِبَةٌ لِلشَّرِيكِ الَّذِي قَاسَمَ بِالطَّرِيقِ الَّذِي قَدْ بَقِيَ لَهُ فِيهِ الشِّرْكُ ثُمَّ هِيَ مِنْ بَعْدِهِ وَاجِبَةٌ لِلْجَارِ الْمُلَازِقِ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا الْأَثَرَ إِنَّمَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ بِأَرْضٍ أَوْ رَبْعٍ أَوْ حَائِطٍ وَلَمْ يَقُلْ إِنَّ الشُّفْعَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا فِي كُلِّ شِرْكٍ فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ نَفْيًا أَنْ يَكُونَ الشُّفْعَةُ وَاجِبَةً بِغَيْرِ شِرْكٍ وَلٰكِنَّهُ إِنَّمَا أَخْبَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

باب ۲۲۵، پڑوس کی وجہ سے شفعہ

حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین مکان یا باغ میں شرکت کی وجہ سے شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے اسے بیچنا جائز نہیں یہاں تک کہ اپنے شریک پر پیش کرے پس وہ (خرید) لے یا چھوڑ دے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی طرف گئی ہے کہ شفعہ کا حق زمین یا باغ یا مکان میں شرکت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے پڑوسی ہونے کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا اس سلسلے میں انہوں نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اس صورت میں شفعہ اس شراکت میں ثابت ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو اس کے بعد اس شریک کے لیے ثابت ہے جس نے اس راستہ کے ساتھ تقسیم کی ہو جس (راستے) میں شرکت باقی ہو اس کے بعد ایسے پڑوسی کے لیے ثابت ہے جس کا اس کے ساتھ اتصال ہو اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین مکان یا باغ میں شرکت کی وجہ سے شفعہ ثابت ہوتا

أنها واجبة في كل شرك ولم ينف أن يكون وجبت في غيره وقد جاء عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما قد زاد على معنى هذا الحديث۔

ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ شفعہ صرف شرکت کی وجہ سے ہی ثابت ہوتا ہے لہذا شرکت کے بغیر شفعہ کے ثبوت کی نفی نہیں ہے آپ نے تو اس حدیث میں اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ ہر شرکت میں ثابت ہے۔ اس سے غیر شرکت میں ثابت ہونے کی نفی نہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں اس کی نسبت کچھ اضافہ ہے۔

١٣٦۔ حدثنا أبو بشر الرقي قال ثنا شجاع ابن الوليد عن عبد الملك بن أبي سليمان عن عطاء ابن أبي رباح عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الجار أحق بشفعة جاره فإن كان غائبا انتظر إذا كان طريقهما واحدا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی پڑوسی کے شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے اگر وہ غائب ہو تو اس کا انتظار کیا جائے اگر دونوں کا راستہ ایک ہو۔

١٣٧۔ حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال أخبرنا عبد الملك قال ثنا عطاء عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم ذكر مثله۔

حضرت عطاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

١٣٨۔ حدثنا أحمد بن داود قال ثنا إسمعيل ابن سالم قال ثنا هشيم قال أخبرنا عبد الملك عن عطاء عن جابر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

ففي هذا الحديث إيجاب الشفعة في المبيع الذي لا شرك فيه بالشرك في الطريق فلا يجعل واحد من هذين الحديثين مضادا للحديث الآخر ولكن يثبتان جميعا ويعمل بهما فيكون حديث أبي الزبير فيه إخبار عن حكم الشفعة للشريك في الذي بيع منه ما بيع وحديث عطاء في ذلك إخبار

تو اس حدیث کے مطابق اس بیع میں شفعہ ثابت ہے جس میں شرکت نہیں محض راستے کی شرکت ہے لہذا ان میں کسی حدیث کو دوسری کے خلاف قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ دونوں حدیثیں ثابت ہوں گی اور دونوں پر عمل ہوگا حضرت ابو الزبیر کی روایت میں اس شفعہ کا ذکر ہے جس میں مبیع میں شراکت ہے اور حضرت عطاء کی روایت میں اس مبیع میں شفعہ کا ذکر ہے جس

عَنْ حُكْمِ الشُّفْعَةِ فِي الْمَبِيْعِ الَّذِي لَا شِرْكَةَ لِأَحَدٍ فِيْهِ بِالطَّرِيْقِ۔

میں راستے کی شرکت ہے۔

وَقَالَ أَصْحَابُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى إِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا يَنْفِي مَا ادَّعَيْتُمْ۔

پہلے قول والے حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث بھی مروی ہیں جو تمہارے دعویٰ کی نفی کرتی ہیں۔

۱۳۹۔ فَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ۔

انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جو تقسیم نہیں کی گئی جب حدود متعین ہو جائیں تو شفعہ نہیں ہوگا۔

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ۔

حضرت زہری، حضرت ابو سلمہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۴۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ قُتَيْلَةَ الْمَدَنِيُّ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن شہاب، حضرت سعید اور ابو سلمہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنَ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ۔

حضرت عبد الملک بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابو سلمہ ماجشون فرماتے ہیں ہم سے حضرت مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالُوْا فَنَفٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ أَنْ تَكُوْنَ الشُّفْعَةُ تَجِبُ إِذَا حُدِّدَتِ الْحُدُوْدُ فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلٰى أَصْلِ الْمُحْتَجِّ بِهٖ عَلَيْنَا لَا يَجِبُ بِهٖ حُجَّةٌ لِأَنَّ الْأَثْبَاتَ مِنْ أَصْحَابِ مَالِكٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا رَوَوْهُ عَنْ مَالِكٍ مُنْقَطِعًا لَمْ يَرْفَعُوْهُ إِلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

یہ حضرات فرماتے ہیں اس حدیث میں حد بندی کے بعد شفعہ ہی کے ثبوت کی نفی ہے۔

تو ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ہمارے خلاف دلیل دینے والوں کے ضابطہ کے مطابق اس حدیث سے ہمارے خلاف استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ اصحاب مالک نے حضرت مالک سے منقطع روایت کیا اور اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک نہیں اٹھایا۔

۱۴۲- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ وَالْقَعْنَبِيُّ قَالَا ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ

حضرت ابن شہاب، حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جسے تقسیم نہیں کیا گیا تھا جب حد بندی ہو جائے تو شفعہ نہیں ہے۔

۱۴۳- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ مِثْلَهٗ

حضرت مالک، حضرت ابن شہاب سے اور وہ حضرت ابن مسیب اور ابو سلمہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَكَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَقْطُوْعًا وَالْمَقْطُوْعُ عِنْدَهُمْ لَا يَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ ثُمَّ لَوْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَاتَّصَلَ اِسْنَادُهٗ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ عِنْدَنَا مَا يُخَالِفُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِاَنَّ الَّذِيْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّمَا هُوَ قَوْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ فَكَانَ بِذٰلِكَ مُخْبِرًا عَمَّا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ وَكَانَ ذٰلِكَ قَوْلًا مِنْ رَاْيِهٖ لَمْ يَحْكِهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ هٰذَا الْحَدِيْثُ حُجَّةً عَلٰى مَنْ ذَهَبَ اِلٰى وُجُوْبِ الشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ لَوْ كَانَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّفْعَةُ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ نَفْيًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِمَا تَقَدَّمَ اَنْ تَكُوْنَ فِيْهِ الشُّفْعَةُ وَلٰكِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا اَخْبَرَنِيْ ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا عَلِمَهٗ مِنْ قَضَائِهٖ ثُمَّ نَفَى الشُّفْعَةَ بِرَاْيِهٖ بِمَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

تو یہ حدیث منقطع ہے اور ان حضرات کے نزدیک منقطع حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے اور اس کی سند متصل بھی ہو تو ہمارے نزدیک اس میں ایسی کوئی بات نہیں جو اس بات کی مخالفت کرے جسے ہم نے بواسطہ حضرت عطاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کیونکہ اس حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جو تقسیم نہیں ہوئی تھی تو اس کے ذریعے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی خبر دی ہے اس کے بعد فرمایا کہ جب حدود متعین ہو جائیں تو اب شفعہ نہیں ہو سکتا تو یہ ان کی اپنی رائے کے مطابق قول ہے اسے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا یہ حدیث بوجہ پڑوس ثبوت شفعہ کے قائلین کے خلاف تب حجت ہوتی اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فرماتے کہ غیر منقسم چیز میں شفعہ ہے پس جب وہ تقسیم ہو جائے گی تو اب شفعہ نہیں ہوگا تو یہ منقسم چیز میں شفعہ نہ ہونے کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نفی ہوتی لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اس فیصلے کی خبر دی ہے جسے انہوں نے معلوم کیا

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْهِ حُكْمًا وَعَلِمَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ قَدْ رَوٰى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَخَالَفَ مَالِكًا فِيْ مَتْنِهٖ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ۔

پھر انہوں نے اپنی رائے سے شفعہ کی نفی کی جس کا انھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم حاصل نہ ہوا اور دوسرے حضرات کو معلوم ہوا۔ پھر حضرت معمر نے اس حدیث کو حضرت زہری سے روایت کیا تو ان کی روایت متن اور سند کے اعتبار سے حضرت مالک کی روایت کے خلاف ہے۔

۴۴۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر غیر منقسم چیز کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو اب شفعہ نہیں ہو سکتا۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت عبدالرزاق نے حضرت معمر سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ نَفْيُ الشُّفْعَةِ بَعْدَ وُقُوْعِ الْحُدُوْدِ وَصَرْفِ الطُّرُقِ وَذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى ثُبُوْتِهَا قَبْلَ صَرْفِ الطُّرُقِ فَاِنْ حَدَّ وَالْحُدُوْدُ نُقَدِّ وَافَقَ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ وَزَادَ عَلٰى مَا رَوٰى مَالِكٌ فَهُوَ اَوْلٰى مِنْهُ

تو اس حدیث میں حد بندی اور راستوں کے پھر جانے کے بعد شفعہ کی نفی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ راستوں کے پھر جانے اور حدود کے قائم ہونے سے پہلے شفعہ ثابت ہے تو یہ حدیث اس روایت کے مطابق ہو گئی جو عبدالملک نے حضرت عطاء سے روایت کی بلکہ مالک کی روایت کی نسبت اس میں اضافہ ہے لہٰذا یہ اس سے اولیٰ ہے

وَقَدْ يُحْتَمَلُ اَيْضًا حَدِيْثُ مَالِكٍ اَنْ يَكُوْنَ عَنٰى بِوُقُوْعِ الْحُدُوْدِ الَّتِيْ نُفِيَتْ بِوُقُوْعِهَا الشُّفْعَةُ فِي الدُّوْرِ وَالطُّرُقِ فَيَكُوْنُ الْمَبِيْعُ لَا شِرْكَ لِاَحَدٍ فِيْهِ وَلَا فِيْ طَرِيْقِهٖ فَيَكُوْنُ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ مَعْمَرٍ وَهُوَ اَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَتَضَادَّ هُوَ وَحَدِيْثُ مَعْمَرٍ۔

حدیث مالک میں بھی یہ احتمال ہے کہ مکانات اور راستوں کی جس حد بندی سے شفعہ کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد یہ ہو کہ وہ ایسا مبیع ہو جس میں کسی کی شرکت نہ ہو اسی طرح راستے میں بھی شرکت نہ ہو تو اس حدیث کا مفہوم حضرت معمر کی روایت کے مفہوم جیسا ہو جائے گا اور اسی معنی پر محمول کرنا اولیٰ ہے

وَقَدْ رَوٰی ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ مَا یُوَافِقُ مَا رَوٰی مَعْمَرٌ۔

تاکہ اس میں اور حضرت معمر کی روایت میں تضاد نہ ہو۔

حضرت ابن جریج نے حضرت زہری کے حضرت معمر کی روایت کے موافق روایت کیا ہے۔

۱۴۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ أَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُحْدِثَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

حضرت ابن شہاب، حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب راستوں کی حدود مقرر ہو جائیں تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَکَرْتَ وُجُوْبُ الشُّفْعَةِ بِالشَّرِکَةِ فِی الدُّوْرِ وَالْأَرَضِیْنَ وَبِالشِّرْکِ فِی الطَّرِیْقِ إِلٰی ذٰلِکَ فَمِنْ أَیْنَ أَوْجَبْتَ الشُّفْعَةَ بِالْجِوَارِ قِیْلَ لَهٗ أَوْجَبْتُهَا

اگر کوئی شخص کہے کہ جو کچھ تم نے ذکر کیا اس سے مکانات، زمینوں نیز ان کی طرف جانے والے راستوں میں شرکت کے باعث شفعہ ثابت ہوا لیکن پڑوس کی وجہ سے شفعہ کہاں سے ثابت ہو گیا۔ تو اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ وہ ان روایات سے ثابت ہے

۱۴۷۔ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ بَحْرٍ الْقَطَّانُ وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَا ثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مکان کا پڑوسی اس مکان کا زیادہ حق دار ہے۔

۱۴۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَلِیٌّ وَأَحْمَدُ قَالَا ثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ الدَّارِ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکان کا پڑوسی مکان کے شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

۱۴۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ فَذَکَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ

حضرت ہمام فرماتے ہیں حضرت قتادہ نے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَأَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَا ثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ فَذَکَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت شعبہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا، پھر انہوں نے اپنی سند کے ساتھ اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا

حضرت حمید اور قتادہ نے حضرت حسن سے اور

عفان قال ثنا حماد بن سلمة قال ثنا حميد و قتادة عن الحسن عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله ولم يذكر سمرة۔

انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل ذکر کیا اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

۱۵۲- حدثنا ابن ابی عمران قال ثنا احمد بن جناب ح وحدثنا ابن ابی داود قال ثنا علی بن عمرو احمد بن جناب قالا ثنا عیسی بن یونس عن شعبة عن یونس عن الحسن عن سمرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت حسن، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

۱۵۳- حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو احمد قال ثنا سفيان هو الثوري عن منصور عن الحكم عمن سمع عليا وعبد الله يقولان قضى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالجوار۔

حضرت حکم اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پڑوسی کے) پڑوسی ہونے کے باعث (شفعہ کا فیصلہ فرمایا)۔

حدثنا احمد بن داود قال اخبرنا محمد بن كثير قال ثنا سفيان عن ابي حيان عن ابيه عن عمرو بن حريث مثله۔

حضرت ابوحیان اپنے والد سے اور وہ عمرو بن حریث سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں

ففي هذه الآثار وجوب الشفعة بالجوار۔

تو ان روایات میں پڑوس کے سبب شفعہ کا ثبوت ہے۔

فان قال قائل قد يجوز ان يكون هذا الجار شريكا فانه قد يقال للشريك جار قيل له ما في الحديث ما يدل على شيء مما ذكرت ولكنه قد روي عن ابي رافع ما قد دل على ان ذلك الجار هو الذي لا شرك له۔

اگر کوئی شخص کہے کہ ہوسکتا ہے وہ پڑوسی شریک ہو بعض اوقات شریک کو پڑوسی کہا جاتا ہے۔ تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا اس میں تمہاری بات پر کوئی دلالت نہیں پائی جاتی البتہ حضرت ابورافع سے ایسی بات مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ پڑوسی تھا جو شریک نہیں تھا۔

۱۵۴- حدثنا احمد بن داود قال ثنا يعقوب بن حميد قال ثنا سفيان بن عيينة عن ابراهيم بن ميسرة عن عمرو بن الشريد قال اتاني المسور بن مخرمة فوضع يده على احد منكبي فقال انطلق بنا الى سعد فاتينا سعد بن ابي وقاص

حضرت عمرو بن شرید سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے پاس حضرت مسور بن مخرمہ تشریف لائے انہوں نے اپنا ہاتھ میرے ایک کاندھے پر رکھا اور فرمایا ہمارے ساتھ حضرت سعد کے پاس چلو، ہم دونوں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر حاضر

فِي دَارِهِ فَجَاءَ أَبُو رَافِعٍ فَقَالَ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هٰذَا يَعْنِي سَعْدًا أَنْ يَشْتَرِيَ مِنِّي بَيْتَيْنِ فِي دَارِهِ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُكَ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ مُقَطَّعَةٍ أَوْ مُنَجَّمَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهِ خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ نَقْدًا وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا بِعْتُكَ **فَدَلَّ** مَا ذَكَرْنَا أَنَّ ذٰلِكَ الْجَارَ الَّذِي عَنَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْجَارُ الَّذِي تَعْرِفُهُ الْعَامَّةُ وَمَنْ أَعْطَاكَ إِنَّ الشَّرِيكَ يُقَالُ لَهُ جَارٌ وَأَيْنَ وَجَدْتَ هٰذَا فِي لُغَاتِ الْعَرَبِ۔

ہوئے تو حضرت ابو رافع آئے انہوں نے حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا آپ ان کو یعنی حضرت سعد کو حکم نہیں دیتے کہ وہ مجھ سے دو کمرے خرید لے جو ان کے گھر میں ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں آپ کو چار سو دینار سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی تھوڑے تھوڑے کر کے یا فرمایا قسط وار دوں گا انہوں نے کہا سبحان اللہ! مجھے ان کے پانچ سو دینار نقد مل رہے ہیں اگر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ پڑوسی قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے تو آپ پر نہ بیچتا — تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پڑوسی مراد لیا وہ وہی پڑوسی ہے جو عام طور پر معروف ہے اور کہیں کس نے بتایا کہ شریک کو پڑوسی کہتے ہیں اور تم نے لغات عرب میں اسے کہاں پایا۔

فَإِنْ قَالَ لِأَنِّي قَدْ رَأَيْتُ الْمَرْأَةَ تُسَمّٰى جَارَةَ زَوْجِهَا **قِيلَ** لَهُ صَدَقْتَ قَدْ سُمِّيَتِ الْمَرْأَةُ جَارَةَ زَوْجِهَا لَيْسَ لِأَنَّ لَحْمَهَا مُخَالِطٌ لِلَحْمِهِ وَلَا دَمَهَا مُخَالِطٌ لِدَمِهِ وَلٰكِنْ لِقُرْبِهَا مِنْهُ فَكَذٰلِكَ الْجَارُ سُمِّيَ جَارًا لِقُرْبِهِ مِنْ جَارِهِ لَا لِمُخَالَطَتِهِ إِيَّاهُ فِيمَا جَاوَرَهُ بِهِ وَأَنْتَ فَقَدْ زَعَمْتَ أَنَّ الْآثَارَ عَلٰى ظَاهِرِهَا فَكَيْفَ تَرَكْتَ الظَّاهِرَ فِي هٰذَا وَمَعَهُ الدَّلَائِلُ وَتَعَلَّقْتَ بِغَيْرِهِ مِمَّا لَا دَلَالَةَ مَعَهُ۔

اگر وہ کہے کہ میں دیکھتا ہوں عورت کو اس کے خاوند کی پڑوسن کہا جاتا ہے تو اسے کہا جائے گا تم نے صحیح کہا عورت کو خاوند کی پڑوسن کہا جاتا ہے لیکن اس لیے نہیں کہ اس کا گوشت اس کے گوشت سے ملا ہوا ہے یا اس کا خون اس کے خون کے ساتھ ملا ہوا ہے بلکہ اس کے قرب کی وجہ سے ایسا کہا جاتا ہے اسی طرح پڑوسی کو اس کے قرب کی وجہ سے پڑوسی کہا جاتا اس لیے نہیں کہ جس چیز کی وجہ سے پڑوسی بنا اس میں اس کے ساتھ مخلوط ہے اور تمہارے خیال میں تو روایات اپنے ظاہر پر محمول ہوتی ہیں تو تم نے یہاں ظاہر کو کیسے چھوڑ دیا حالانکہ اس کے دلائل بھی ہیں اور تم نے دوسری بات کو اختیار کیا جس کے ساتھ دلائل بھی نہیں۔

ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑوسی کے

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيْضًا مِنْ اِيْجَابِهِ الشُّفْعَةَ بِالْجِوَارِ وَتَفْسِيْرِهٖ ذٰلِكَ الْجِوَارَ -

۱۵۵ - مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضٌ لَيْسَ فِيْهَا لِاَحَدٍ قَسْمٌ وَلَا شِرْكٌ اِلَّا الْجِوَارُ بِيْعَتْ قَالَ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ

فَكَانَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ جَوَابًا لِسُؤَالِ الشَّرِيْدِ اِيَّاهُ عَنْ اَرْضٍ مُنْفَرِدَةٍ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ فِيْهَا وَلَا طَرِيْقَ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا اَنَّ الْجَارَ الْمُلَازِقَ يَجِبُ لَهُ الشُّفْعَةُ بِحَقِّ جِوَارِهٖ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا رَوَيْنَا مِنَ الْاٰثَارِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وُجُوْبُ الشُّفْعَةِ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مَعَانٍ ثَلَاثَةٍ بِالشِّرْكِ فِي الْمَبِيْعِ بَيْعٌ مِنْهُ مَا بِيْعَ وَبِالشِّرْكِ فِي الطَّرِيْقِ اِلَيْهِ الْمَوْجُوْدِ وَبِالْمُجَاوَرَةِ لَهُ فَلَيْسَ يَنْبَغِيْ تَرْكُ شَيْءٍ مِنْهَا وَلَا حَمْلُ بَعْضِهَا عَلَى التَّضَادِّ اِذَا كَانَتْ قَدْ خَرَجَتْ عَلَى الْاِتِّفَاقِ مِنَ النَّبِيِّ ذَكَرْنَ عَلٰى مَا شَرَحْنَا وَبَيَّنَّا فِيْ هٰذَا الْبَابِ -

---

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ جَعَلْتَ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ شُفَعَاءَ بِالْاَسْبَابِ الَّتِيْ ذَكَرْتَ فَلِمَ اَوْجَبْتَ الشُّفْعَةَ لِبَعْضِهِمْ دُوْنَ بَعْضٍ اِذَا حَضَرُوْا اَوْ طَالَبُوْا بِهَا وَقَدَّمْتَ حَقَّ بَعْضِهِمْ فِيْهَا عَلٰى حَقِّ بَعْضٍ وَلَمْ تَجْعَلْهَا لَهُمْ جَمِيْعًا اِذَا كَانُوْا كُلُّهُمْ

سبب شفعہ کے ثبوت اور پڑوس کی وضاحت مروی ہے۔

حضرت عمرو بن شرید اپنے باپ، حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی ایسی زمین بیچی جائے جس میں کسی کا حصہ یا شرکت نہیں البتہ وہ پڑوسی ہے تو آپ نے فرمایا پڑوسی اپنے قرب (سبقت) کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ پڑوسی سبقت و قرب کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے حضرت شرید رضی اللہ عنہ کے اس سوال کا جواب ہے جو آپ نے ایسی زمین کے بارے میں کیا جس میں انفرادیت تھی اس میں کسی دوسرے کا حق یا راستہ نہیں تھا۔ تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت ہے کہ متصل پڑوسی کے لیے پڑوسی ہونے کی وجہ سے شفعہ کا حق ثابت ہے تو اس باب میں جو روایات ہم نے نقل کی ہیں ان سے ثابت ہوا کہ تین وجوہ سے شفعہ کا حق ثابت ہوتا ہے۔ جو چیز بیچی جا رہی ہے اس میں شرکت ہو اس کی طرف جانے والے راستے میں شرکت ہو اور اس کے ساتھ پڑوس حاصل ہو ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی چھوڑنا جائز نہیں اور نہ ہی بعض کو بعض سے متضاد خیال کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان وجوہ کی بنیاد پر جو ہم نے وضاحت سے ذکر کی ہیں روایات باہم متفق ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ تم نے ان مذکورہ اسباب کی وجہ سے تینوں کو شفعہ کا مستحق قرار دیا تو تم نے بعض کو چھوڑ کر دوسرے بعض کے لیے شفعہ کیوں ثابت کیا جب وہ سب حاضر ہو کر مطالبہ کریں تم نے بعض کو بعض پر مقدم قرار دیا اور جب وہ تمام ہی شفعہ

شفعاء قيل له لان الشريك في الشي المبيع خليط فيه وفي الطريق اليه فمعه من الحق في الطريق مثل الذي مع الشريك في الطريق ومعه اختلاط ملكه بالشي المبيع وليس ذلك مع الشريك في الطريق فهو اولى منه ومن الجار الملازق ومع الشريك في الطريق شركة في الطريق وملازقة للشي المبيع فمعه من اسباب الشفعة مثل الذي مع الجار الملازق ومعه ايضا ما ليس مع الجار الملازق من اختلاط حق ملكه في الطريق بملكه فيه فبذلك كان عندنا اولى بالشفعة وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين

کا حق رکھتے ہوں تو تم ان سب کو یہ حق نہیں دیتے، تو اس شخص کو (جواب) کہا جائے گا ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ مبیع چیز میں شریک، اس چیز اور اس کے راستے دونوں میں شریک ہے لہٰذا اسے راستہ کا حق حاصل ہے جسے راستے میں شریک کو یہ حق حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے مبیع چیز میں ملک کی شرکت بھی حاصل ہے اور یہ بات شخص راستے میں شریک ہونے والے کو حاصل نہیں ہے لہٰذا یہ اس سے اور متصل پڑوسی سے اولیٰ ہے اور جو شخص راستے میں شریک ہے اس کو اس شرکت کے ساتھ ساتھ مبیع چیز کے ساتھ اتصال بھی حاصل ہے لہٰذا اسے شفعہ کے اسباب میں سے وہ بات بھی حاصل ہے جو متصل پڑوسی کو حاصل ہے اور وہ بھی جو پڑوسی کو حاصل نہیں ہے یعنی اس کو راستے کی ملکیت بھی حاصل ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہ (پڑوسی سے) مقدم ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وقد روي ذلك عن شريح

۱۵۶۔ حدثنا احمد بن داود قال ثنا محمد بن كثير قال اخبرنا سفيان عن هشام عن محمد عن شريح واشعث اظنه عن الشعبي عن شريح قال الخليط احق من الشفيع والشفيع احق ممن سواه۔

یہی بات حضرت شریح رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حضرت محمد، حضرت شریح سے یا حضرت شعبی حضرت شریح سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں شریک، شفیع سے زیادہ حق دار ہے اور شفیع کو دوسروں کی نسبت زیادہ حق حاصل ہے۔

۱۵۷۔ حدثنا احمد بن داود قال حدثني اسمعيل بن سالم قال اخبرنا هشيم عن يونس وهشام عن محمد ح وحدثنا احمد قال ثنا يعقوب بن حميد قال ثنا عبد الله بن رجاء عن هشام عن محمد عن شريح مثله۔

حضرت ہشام، حضرت محمد سے اور وہ حضرت شریح سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۵۸۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يوسف

حضرت عامر، حضرت شریح سے روایت کرتے ہیں

ابن عدی قال ثنا شریک عن جابر عن عامر عن شریح قال الشفعة شفعتان شفعة للجار و شفعة للشریک

وہ فرماتے ہیں شفعہ دو قسم کا ہے پڑوسی کے لیے شفعہ اور شریک کے لیے شفعہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مروی ہے۔

فان قال قائل فقد روی عن عثمان رضی اللہ عنہ خلاف ھذا۔

۱۵۹- **فذکر** ما حدثنا احمد بن داود قال ثنا اسمٰعیل بن سالم قال ثنا ھشیم عن محمد بن اسحٰق عن منصور بن ابی ثعلبة عن ابان بن عثمان قال قال عثمان رضی اللہ عنہ لا مکائلة اذا وقعت الحدود ولا شفعة۔

وہ یوں ذکر کرے حضرت ابان بن عثمان سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حدود مقرر ہو جائیں تو صاحب حق کا حق نہ رد کیا جائے اور نہ شفعہ حق باقی رہتا ہے۔

۱۶۰- **قیل** لہ قد روی ھذا عن عثمان رضی اللہ عنہ کما ذکرت ولیس فیہ عندنا حجة لک لانہ قد یجوز ان یکون اراد بذلک اذا حدت الحدود من الحقوق کلھا وادخل الطریق فی ذلک فیکون ذلک موافقا لما قد رویناہ عن جابر رضی اللہ عنہ فی ھذا الباب اذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة ولو کان علی ما تأولتموہ علیہ لکان قد خالفہ فی ذلک سعد بن ابی وقاص والمسور بن مخرمة وابو رافع فیما قد رویناہ عنھم فیما مضی من ھذا الباب

اسے کہا جائے گا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے جس طرح تم نے ذکر کیا لیکن ہمارے نزدیک اس میں تمہارے لیے کوئی حجت نہیں کیونکہ ممکن ہے آپ کی مراد یہ ہو کہ جب تمام حقوق کی حدود متعین ہو جائیں اور اس میں راستہ داخل کر دیا جائے تو یہ اس روایت کے موافق ہوگا جو ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس باب میں روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیے جائیں تو اب شفعہ نہیں ہو سکتا اور اگر تمہاری بیان کردہ تاویل کے مطابق ہو تو حضرت سعد بن ابی وقاص، مسور بن مخرمہ اور حضرت رافع رضی اللہ عنہم اپنی روایات میں جو ہم نے اس باب میں ذکر کی ہیں ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

۱۶۱- **وقد** روی عن عمر رضی اللہ عنہ ایضا فی ذلک ما قد حدثنا ابن ابی داود قال ثنا یزید بن خالد بن موھب قال ثنا ابن ادریس عن یحیی بن سعید عن عون بن عبید اللہ بن ابی رافع عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر قال قال عمر رضی اللہ عنہ اذا وقعت الحدود و

اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حدود مقرر ہو جائیں اور لوگ اپنا اپنا حق پہچان لیں تو اب شفعہ نہیں ہو سکتا۔

عرف الناس حقوقهم فلا شفعة

فقال وافق

هذا ما رويناه عن عثمان رضي الله عنه واحتمل ما احتمله حديث عثمان رضي الله عنه ـ

۔تو یہ روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہے اور اس میں بھی وہی احتمال ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

وقد روي عن عمر رضي الله عنه خلاف ذلك ايضاً۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

١٦٢ - حدثنا احمد قال ثنا يعقوب قال ثنا ابن عيينة عن عمرو بن دينار عن ابي بكر بن حفص ان عمر رضي الله عنه كتب الى شريح ان يقضي بالشفعة للجار الملازق وقد روي ايضا عن ابن عباس رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل ان الشفعة تجب بالشرك في الطريق۔

حضرت ابوبکر بن حفص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ قریبی (ملے ہوئے) پڑوسی کے لیے شفعہ کا فیصلہ فرمائیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات مروی ہے جو راستے میں شرکت کی بنیاد پر شفعہ کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے۔

١٦٣ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا نعيم قال ثنا الفضل بن موسى عن ابي حمزة السكري عن عبد العزيز بن رفيع عن ابن ابي مليكة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشريك شفيع والشفعة في كل شيء۔

حضرت ابن ابی ملیکہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شریک، شفیع ہے اور شفعہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔

---

١٦٤ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف ابن عدي قال ثنا ابن ادريس عن ابن جريج عن عطاء عن جابر رضي الله عنه قال قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالشفعة في كل شيء فلما كان الشريك في الطريق يسمى شريكا كان داخلا في ذلك فان قال قائل فانه لا تقول بهذا الحديث لانه يوجب الشفعة في كل شيء من حيوان وغيره وانت لا توجب الشفعة في الحيوان قيل له ليس هذا على ما ذكرت انما معنى الشفعة في كل شيء اي في الدور و

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا کہ جب راستے میں شریک کو شریک کہا جاتا ہے تو وہ بھی اس میں داخل ہے ۔ اگر کوئی معترض کہے کہ تم اس حدیث کے مطابق قول نہیں کرتے کیونکہ یہ ہر چیز میں شفعہ کو ثابت کرتی ہے حیوان ہو یا غیر حیوان اور تم حیوان میں شفعہ کو نہیں مانتے تو اس شخص کو جواب کہا جائے گا بات اس طرح نہیں جس طرح تم نے ذکر کیا ہر چیز میں شفعہ کا مطلب یہ ہے کہ مکانات اور زمینوں میں سے ہر ایک میں شفعہ ہو سکتا ہے اس

الْعَقَارِ وَالْأَرْضِيْنَ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت دلالت کرتی ہے۔

۱۶۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا شُفْعَةَ فِي الْحَيَوَانِ۔

حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حیوان میں شفعہ نہیں ہے۔

كِتَابُ الْإِجَارَاتِ

اجاروں کا بیان

بَابُ ٢٥٦ الْاِسْتِيْجَارِ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ هَلْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ اَمْ لَا وَمَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ

باب ۲۵۶: تعلیم قرآن کے لیے کسی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے یا نہ۔ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث

١٦٦- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْنَا عَلٰى حَيٍّ مِّنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالُوْا لَنَا اِنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْحِبْرِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ اَوْ رُقْيَةٌ اَوْ شَيْءٌ فَاِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهًا فِي الْقُيُوْدِ قَالَ فَقُلْنَا نَعَمْ فَجَاءُوْا بِهٖ فَجَعَلْتُ اَقْرَاُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اَجْمَعُ بُزَاقِيْ ثُمَّ اَتْفُلُ فَكَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْنِيْ جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰى اَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِيْ لَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ

حضرت خارجہ بن صلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئے تو عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے انہوں نے کہا بے شک تم اس بڑے عالم کی طرف سے بہتری لائے ہو کیا تمہارے پاس کوئی دوائی یا دم یا کوئی اور چیز ہے کیونکہ ہمارے پاس ایک دیوانہ بیڑیوں میں (جکڑا ہوا) ہے وہ فرماتے ہیں ہم نے کہا ہاں (ہمارے پاس ہے) چنانچہ وہ اسے (دیوانہ کو) لے آئے میں نے اس پر تین دن صبح و شام سورۂ فاتحہ پڑھی میں اپنے لعاب کو جمع کر کے اس پر تھوکتا تھا گویا وہ رسی سے کھل گیا انہوں نے مجھے کچھ اجرت دی میں نے کہا جب تک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھ نہ لوں، اس وقت تک نہیں لوں گا میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا "کھاؤ" مجھے اپنی عمر کی قسم ہے جو شخص باطل منتر سے کھائے تو وہ باطل ہے تم نے سچے منتر (دم) سے کھایا

وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَسَّانَ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوا فِي غَزَاةٍ فَمَرُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالُوا هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَإِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ قَدْ لُدِغَ أَوْ قَدْ عَرَضَ لَهُ شَيْءٌ قَالَ فَرَقَاهُ رَجُلٌ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأُعْطِيَ قَطِيعًا مِنَ الْغَنَمِ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهُ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ بِمَا رَقَيْتَهُ فَقَالَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ فِيهَا بِسَهْمٍ فَاحْتَجَّ قَوْمٌ بِهٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوا لَا بَأْسَ بِالْجُعْلِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ۔

حضرت ابوالمتوکل ناجی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ایک غزوہ میں شریک تھے وہ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے قبیلے کے سردار کو (کسی موذی جانور نے) کاٹ لیا ہے یا اسے کوئی بیماری لاحق ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ ٹھیک ہوگیا اسے بکریوں کا ایک ریوڑ دیا گیا ہے اس نے لینے سے انکار کر دیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کس چیز کے ساتھ دم کیا تھا انہوں نے عرض کیا سورۂ فاتحہ کے ساتھ، آپ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ بھی کلمات دم ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بکریاں لے لو اور ان میں سے میرے لیے بھی حصہ رکھو۔ ایک جماعت نے ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَكَرِهُوا الْجُعْلَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ كَمَا قَدْ يُكْرَهُ الْجُعْلُ عَلَى تَعْلِيمِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ كَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى فِي ذٰلِكَ أَنَّ الْآثَارَ الْأُولَى فِي ذٰلِكَ لَمْ يَكُنِ الْجُعْلُ الْمَذْكُورُ فِيهَا عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَإِنَّمَا كَانَ عَلَى الرُّقَى الَّتِي لَمْ يُقْصَدْ بِالْاِسْتِيجَارِ عَلَيْهَا إِلَى الْقُرْآنِ وَكَذٰلِكَ نَقُولُ نَحْنُ أَيْضًا لَا بَأْسَ بِالْاِسْتِيجَارِ عَلَى الرُّقَى وَالْعِلَاجَاتِ كُلِّهَا وَإِنْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّ الْمُسْتَأْجِرَ عَلَى ذٰلِكَ قَدْ يَدْخُلُ فِيمَا يَرْقِي بِهِ بَعْضَ الْقُرْآنِ لِأَنَّهُ لَيْسَ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَرْقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَإِذَا اسْتُؤْجِرُوا فِيهِ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا مَا لَيْسَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْمَلُوهُ

لیکن دوسرے حضرات نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے قرآن پاک سکھانے پر اجرت لینے کو مکروہ جانا ہے جس طرح نماز سکھانے پر اجرت لینا مکروہ ہے پہلے قول والوں کے خلاف ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس سلسلے میں جو روایات پیش کی گئی ہیں ان میں جو اجرت مذکور ہے وہ تعلیم قرآن پر نہیں ہے وہ دم کرنے کے سلسلے میں تھی اور اس میں قرآن پاک پر اجرت لینے کا قصد نہیں کیا گیا ہم بھی یہی کہتے ہیں دم (اور تعویذ) کرنے اور ہر قسم کے علاج معالجہ پر اجرت لینا جائز ہے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ اس پر اجارہ کرنے والا بعض اوقات قرآن پاک کے کسی حصے کے ساتھ بھی تعویذ اور دم کرتا ہے یہ (اجرت)

جاز ذلك وتعليم القرآن على الناس واجب أن يعلمه بعضهم بعضا لأن في ذلك التبليغ عن الله تعالى إلا أن من علمه منهم أجزى ذلك عن بقيتهم كالصلوة على الجنائز إنما هي فرض إلا أن من فعله منهم فقد أجزى فعله ذلك عن بقيتهم فإذا استأجر بعضهم بعضا على تعليم ذلك كانت إجارته تلك واستيجاره إياه باطلا لأنه إنما استأجره على أن يؤدي فرضا هو عليه لله تعالى وفيما يفعله لنفسه لأنه إنما يسقط عنه الفرض بفعله إياه والإجارات إنما تجوز وتملك بها الأبدال فيما يفعله المستأجرون للمستأجرين۔

اس لیے جائز ہے کہ لوگوں پر ایک دوسرے کو دم کرنا واجب نہیں ہے لہذا اگر وہ ایسے عمل پر اجارہ کریں جو ان پر واجب نہیں ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن لوگوں پر واجب ہے کہ وہ قرآن پاک ایک دوسرے کو سکھائیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ ہے مگر ان میں سے جو تعلیم دے تو وہ باقیوں کی طرف سے بھی کفایت کرتی ہے جس طرح نماز جنازہ سب لوگوں پر فرض ہے لیکن ان میں سے بعض کا ادا کرنا، باقی کی طرف سے کفایت کرتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی سے اس کے کسی رشتہ دار کی نماز جنازہ پڑھنے کی اُجرت مانگے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ وہ ایسے عمل کی اجرت مانگ رہا ہے جو اس پر لازم ہے اسی طرح قرآن پاک بھی ایک دوسرے کو سکھانا فرض ہے البتہ بعض کے سکھا دینے سے باقی لوگوں کی طرف سے بھی کفایت ہو جائے گی۔ لہذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو قرآن پاک کی تعلیم کے لیے اجرت پر رکھے تو یہ اجارہ اور اجرت پر رکھنا دونوں باطل ہوں گے کیونکہ اس نے ایسے عمل کے لیے اجارہ کیا جو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض تھا اور جسے اس نے اپنی ذات کے لیے کرنا تھا کیونکہ اس سے فرض اسی صورت میں ساقط ہوگا جب وہ ذاتی طور پر کرے گا جب کہ اجارہ ایسا مزدور اپنے متاجر کے لیے جو عمل کرتا ہے اس کے ساتھ اجارہ صحیح ہوتا ہے اور وہ بدل کا مالک بنتا ہے۔

۱۶۷۔ فإن قال قائل فهل روي عن النبي صلى الله عليه وسلم شيء يدل على ما ذكرت في المنع من الاستيجار على تعليم القرآن قيل له نعم قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك أنه قال لا تأكلوا بالقرآن وعن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أنه قال كنت أقرئ ناسا من أهل الصفة القرآن فأهدى

اگر کوئی شخص کہے کہ جو کچھ تم نے تعلیم قرآن پر اجارے کی ممانعت کے سلسلے میں ذکر کیا ہے کیا اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مروی ہے تو اسے کہا جائے گا ہاں اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات آئی ہیں آپ نے فرمایا قرآن پاک کے ذریعے نہ کھاؤ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں

إلى رجل منهم قوسا على أن أقبلها في سبيل الله تعالى فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي إن أردت أن يطوقك الله بها قوسا من نار فاقبلها۔

وقد ذكرنا ذلك كله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بأسانيده فيما تقدم منا من كتابنا الذي هذا في باب التزويج على سورة من القرآن من كتاب النكاح۔

۱۶۸۔ **ثم** قد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك أيضا ما قد حدثنا سليمن بن شعيب قال ثنا يحيى بن حسان قال ثنا حماد بن سلمة عن أبي مسعود سعيد بن إياس الجريري عن أبي العلاء يزيد بن عبد الله ابن الشخير عن أخيه مطرف بن الشخير عن عثمان بن أبي العاص أنه قال قد قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ مؤذنا لا يأخذ على أذانه أجرا فكره رسول الله صلى الله عليه وسلم الأذان بالأجر

۱۶۹۔ **وقد** روي في ذلك أيضا عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما ما قد حدثنا أحمد بن أبي عمران قال ثنا عبيد الله بن محمد بن عمر بن حفص التيمي قال أخبرنا حماد بن سلمة عن يحيى البكاء أن رجلا قال لابن عمر إني أحبك في الله فقال له ابن عمر لكني أبغضك في الله لأنك تبغي في أذانك أجرا وتأخذ على الأذان أجرا

فقد ثبت بما ذكرنا كراهية الاستئجار على الأذان فالاستئجال على تعليم القرآن كذلك أيضا لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمر بالتبليغ

اصحاب صفہ کو قرآن پڑھاتا تھا تو ان میں سے ایک نے مجھے ایک کمان کا تحفہ دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسے قبول کروں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہیں آگ کی کمان کا طوق پہنا دے تو اسے قبول کرو یہ تمام روایات ان کی اسناد کے ساتھ ہم نے اس سے پہلے کتاب النکاح میں سورۂ قرآن کی تعلیم پر نکاح کے سلسلے میں ذکر کی ہیں۔

پھر اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید مروی ہے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ایک موذن مقرر کرو جو اذان پر اجرت نہ لے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان پر اجرت لینے کو ناپسند فرمایا۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے حضرت یحییٰ بکا فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا لیکن میں تو تم سے بغض رکھتا ہوں کیونکہ تم اپنی اذان پر اُجرت تلاش کرتے ہو اور اذان پر اجرت لیتے ہو۔

ترجمہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ اذان پر کسی کو اجرت دے کر رکھنا مکروہ ہے اور قرآن پاک کی تعلیم پر اجارہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کا

عَنِ اللّٰهِ وَلَوْ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَاَوْجَبَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهِ التَّبْلِيْغَ عَنْهُ فَقَالَ يَاۤ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ -

حکم فرمایا اگرچہ قرآن پاک کی ایک آیت ہی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی طرف سے تبلیغ کو واجب کیا فرمایا اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں تو آپ نے اپنی رسالت کی تبلیغ نہ کی اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

۱۷۰- **وَقَدْ** قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ اَيْضًا فِيْمَا حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مَرْزُوْقٍ جَمِيْعًا قَالَا ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ فِيْ ذٰلِكَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے تبلیغ کرو اگرچہ کتاب اللہ کی ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل کی طرف سے بیان کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں اور جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔

فَاَوْجَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى اُمَّتِهِ التَّبْلِيْغَ عَنْهُ ثُمَّ قَدْ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ التَّبْلِيْغِ عَنْهُ وَالْحَدِيْثِ عَنْ غَيْرِهٖ فَقَالَ وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ اَيْ وَلَا حَرَجَ عَلَيْكُمْ فِيْ اَنْ لَّا تُحَدِّثُوْا عَنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَالْاِسْتِجْعَالُ عَلٰى ذٰلِكَ اِسْتِجْعَالٌ عَلَى الْفَرْضِ وَمَنِ اسْتَجْعَلَ جُعْلًا عَلٰى عَمَلٍ يَعْمَلُهٗ فِيْمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَمَلَهٗ عَلَيْهِ فَذٰلِكَ عَلَيْهِ حَرَامٌ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا يَعْمَلُهٗ لِنَفْسِهٖ لِيُؤَدِّيَ بِهٖ فَرْضًا عَلَيْهِ وَمَنِ اسْتَجْعَلَ جُعْلًا عَلٰى عَمَلٍ يَعْمَلُهٗ لِغَيْرِهٖ مِنْ رُّقْيَةٍ اَوْ غَيْرِهَا وَاِنْ كَانَتْ بِقُرْاٰنٍ اَوْ عِلَاجٍ اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ فَذٰلِكَ جَائِزٌ وَالْاِسْتِجْعَالُ عَلَيْهِ حَلَالٌ فَيَصِحُّ بِمَا ذَكَرْنَا مَعَانِيْ مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

تو اس حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر اپنی طرف سے تبلیغ کو لازم فرمایا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے تبلیغ اور غیر کی طرف سے بات نقل کرنے میں فرق کرتے ہوئے فرمایا بنی اسرائیل سے نقل کرو اس میں کوئی حرج نہیں یعنی اس بات میں کہ تم ان کی طرف سے بیان نہ کرو، کوئی حرج نہیں پس اس (تبلیغ) پر اجرت لینا فرض پر اجرت لینا ہے اور جو شخص اس عمل پر اجرت لے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے تو یہ اس پر حرام ہے کیونکہ وہ تو اپنی طرف سے یہ عمل کر رہا ہے تاکہ فرض کی ادائیگی کرے اور جو آدمی دوسرے کے لیے عمل کرے مثلاً دم (تعویذ) وغیرہ کرے اگرچہ قرآن پاک کے ذریعے ہو یا علاج وغیرہ کرے پس یہ جائز ہے اور اس پر اجرت لینا حلال ہے لہٰذا اس باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم في هذا الباب من النهي ومن الإباحة ولا يتضاد ذلك ويتنافى وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم۔

سے مروی روایات جن میں ممانعت ہے اور جن میں جواز ہے دونوں کے معانی صحیح قرار پائے اور وہ ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہی کہ باہم منافی ہوں یہ تمام حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک ہے۔

باب ۲۵ الجعل على الحجامة هل يطيب للحجام أم لا

باب ۲۵ سینگی لگانے کی اجرت لینا صحیح ہے یا نہیں

۱۷۱۔ حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا هارون بن إسماعيل الخزاز قال ثنا علي بن المبارك قال ثنا يحيى بن أبي كثير عن إبراهيم بن عبد الله بن قارظ أن السائب بن يزيد قد حدثهم أن رافع بن خديج قد حدثهم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قال إن كسب الحجام خبيث۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سینگی لگانے والے کی کمائی ناپاک ہے۔

۱۷۲۔ حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا بشر بن بكر قال حدثني الأوزاعي قال حدثني يحيى بن أبي كثير قال حدثني إبراهيم بن عبد الله بن قارظ قال حدثني السائب بن يزيد قال سمعت رافع بن خديج يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۷۳۔ وحدثنا يزيد بن سنان وإبراهيم بن مرزوق جميعا قالا ثنا أبو عامر العقدي قال ثنا رباح بن أبي معروف عن عطاء عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من السحت كسب الحجام۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے بے شک حرام کاموں میں سے سینگی لگانے والے کی کمائی بھی ہے۔

۱۷۴۔ حدثنا فهد بن سليمان قال ثنا أحمد بن يونس قال ثنا أبو شهاب عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن عطاء عن أبي هريرة

ایک دوسری سند سے بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے۔

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ۔

۱۷۵۔ وحدثنا عبد الرحمن بن الجارود قال ثنا وهب بن بيان الواسطي قال ثنا يحيى بن سعيد القطان قال حدثني عبد العزيز بن زياد عن أنس بن مالك أنه قال قد حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم كسب الحجام ۔

۱۷۶۔ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا روح بن عبادة قال انبانا سعيد قال ثنا عون بن ابي جحيفة انه قال قد اشترى ابي حجاما فكسر محاجمه فقلت له يا ابت لم كسرتها فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم

قال ابوجعفر وليس في هذا دليل على تحريم كسب الحجام ولكن انما اتينا به لئلا يتوهم متوهم انا قد اغفلناه وانما في هذا الحديث كراهية ابي جحيفة لذلك فقط فاما في ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من نهيه عن ثمن الدم فهو ما يباع به الدم لا غير ذلك فذهب قوم الى كراهية كسب الحجام واحتجوا في ذلك بهذه الآثار ۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا ان كسب الحجام كسب ذي دنس فيكره للرجل ان يدنس نفسه ويدنيها بذلك فاما ان يكون ذلك في نفسه حراما فلا واحتجوا في ذلك بما حدثنا يونس والربيع المؤذن قالا ثنا يحيى بن حسان قال ثنا وهيب عن عبد الله بن طاوس عن ابيه عن عبد الله بن العباس انه قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم واعطى

حضرت عبدالعزیز بن زیاد، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگانے والے کی کمائی کو حرام قرار دیا۔

حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے ایک سینگی لگانے والے کو خریدا پھر انہوں نے سینگی لگانے کے آلات توڑ دیئے میں نے کہا ابا جان! آپ نے ان کو کیوں توڑا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں سینگی لگانے والے کی کمائی کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے لیکن ہم اسے اس لیے لائے ہیں تاکہ کوئی وہم کرنے والا یہ وہم نہ کرے کہ ہم نے اس سے غفلت برتی ہے اس میں تو صرف حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کی ذاتی کراہت کا ذکر ہے اور جو کچھ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خون کی قیمت سے ممانعت کے بارے میں ذکر کیا ہے تو اس سے مراد صرف وہ چیز ہے جس کے بدلے میں خون کو بیچا جائے۔

ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ سینگی لگانے والے کی کمائی مکروہ ہے انہوں نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ سینگی لگانے والے کا پیشہ پلید پیشہ ہے لہذا انسان کے لیے مکروہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ناپاک کرے اور اس ناپاکی کے قریب جائے لیکن جہاں تک اس کے ذاتی طور پر حرام ہونے کا تعلق ہے تو ایسی بات نہیں۔

الحجام اجرة في ذلك۔

انہوں نے اس سلسلے میں ان روایات سے استدلال کیا ہے حضرت عبداللہ بن طاؤس اپنے والد سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت بھی عطا فرمائی۔

۱۷۸ - **وقد** حدثنا الحسين بن الحكم الحيزى قال ثنا عفان بن مسلم ح وحدثنا احمد بن داود بن موسى قال ثنا سهل ابن بكار قالا ثنا وهيب فذكر باسناده مثله۔

حضرت عفان بن مسلم اور حضرت سہل بن بکار دونوں فرماتے ہیں ہم سے حضرت وہیب نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۷۹ - **وحدثنا** ابو بكرة قال ثنا ابو الوليد قال ثنا شعبة عن جابر الجعفي انه قال سمعت الشعبي يحدث عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسل الى غلام حجام فحجمه فاعطاه اجرته مدا او نصف مد ولو كان حراما لم يعطه ذلك۔

حضرت شعبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگانے والے لڑکے کی طرف کسی کو بھیجا وہ آیا اور اس نے سینگی لگائی آپ نے اسے ایک مُد یا آدھا مُد (غلہ) اُجرت دی اگر یہ حرام ہوتا تو آپ عطا نہ فرماتے

۱۸۰ - **حدثنا** الحسين بن نصر قال اخبرنا محمد بن يوسف الفريابي قال ثنا سفيان الثوري عن جابر الجعفي عن عامر الشعبي عن عبد الله بن عباس انه قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم واعطى الحجام اجرة ولو كان حراما لم يعطه ذلك۔

حضرت عامر شعبی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت عطا فرمائی اگر یہ حرام ہوتی تو آپ عطا نہ فرماتے۔

۱۸۱ - **حدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا محمد بن عبد الله الانصاري حدثنا سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن ابي طالب عن عبد الله بن عباس ان حجاما كان يقال له ابو طيبة الحجام حجم النبي صلى الله عليه وسلم فاعطاه اجره وحطه عنه طائفة من غلته او وضع عنه اهله طائفة من غلته فقال ابن عباس فلو كان حراما لما

حضرت ابو طالب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ایک سینگی لگانے والے نے جسے ابو طیبہ حجام کہا جاتا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو آپ نے اسے اجرت دی اور اس کی مزدوری میں سے ایک حصہ کم کر دیا یا اس کے مالکوں نے معاف کر دیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر یہ (مزدوری) حرام ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ

أَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۲- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ احْتَجَمَ فَأَمَرَ الْحَجَّامَ بِصَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَأَمَرَ مَوَالِيَهُ أَنْ يُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنَ الْخَرَاجِ شَيْئًا۔

۱۸۳- وَحَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا أَبَا طَيْبَةَ الْحَجَّامَ فَحَجَمَهُ فَسَأَلَهُ كَمْ ضَرِيْبَتُكَ فَقَالَ ثَلَاثَةُ أَصْوُعٍ فَوَضَعَ عَنْهُ صَاعًا مِنْهَا۔

۱۸۴- وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ أَيْضًا سَوَاءً۔

۱۸۵- وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ أَبِيْ جَمِيْلَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ۔

۱۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ فِيْ كَسْبِ الْحَجَّامِ أَعْلِفْهُ النَّاضِحَ أَوْ قَالَ أَعْلِفْ ذٰلِكَ نَاضِحَكَ۔

۱۸۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ح وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ مُحَمَّدُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا ثَنَا

علیہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔

حضرت ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو ایک صاع غلہ دینے کا حکم فرمایا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کریں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ حجام کو بلایا اس نے آپ کو سینگی لگائی آپ نے پوچھا تجھ پر کتنا خراج مقرر ہے اس نے کہا تین صاع آپ نے ان میں سے ایک صاع معاف کر دیا۔

حضرت سلیمان بن قیس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے بعینہٖ اس کی مثل روایت کیا۔

حضرت ابوجمیلہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور حجام کو اجرت دی۔

حضرت ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام (سینگی لگانے والے) کی اجرت کے بارے میں فرمایا اسے پانی لانے والے اونٹ کو کھلا دو یا فرمایا اپنے پانی لانے والے اونٹ کو کھلاؤ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

خالد بن عبد الله عن يونس بن عبيد عن محمد بن سيرين عن انس بن مالك قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم واعطى الحجام اجره ۔

١٨٨ ۔ وحدثنا ابراهيم بن ابي داود قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا القاسم بن مالك عن انس ان ابا طيبة حجم النبي صلى الله عليه وسلم وهو صائم فاعطاه اجره قال ولو كان حراما لم يعطه ۔

حضرت عاصم، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طیبہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ کو سینگی لگائی اور آپ روزہ دار تھے آپ نے اسے اجرت دی۔ وہ فرماتے ہیں اگر یہ حرام ہوتی تو آپ عطا نہ فرماتے۔

١٨٩ ۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا عبد الله بن بكر السهمي قال ثنا حميد الطويل انه قال سئل انس عن كسب الحجام فقال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم حجمه ابو طيبة الحجام فامر له رسول الله صلى الله عليه وسلم بصاعين من طعام وكلم مواليه يخففوا عنه من غلته شيئا ففعلوا ذلك ۔

حضرت حمید الطویل نے بیان فرمایا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حجام کی کمائی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی، ابو طیبہ حجام نے آپ کو سینگی لگائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے دو صاع غلہ دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں سے کلام فرمایا کہ اس کے خراج میں کچھ کمی کر دیں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔

١٩٠ ۔ وحدثنا يونس قال اخبرنا عبد الله بن وهب قال اخبرني سفيان الثوري ان حميدا قد حدثهم عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله ۔

حضرت سفیان ثوری خبر دیتے ہیں کہ حضرت حمید نے ان سے بیان کیا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٩١ ۔ وقد حدثنا يونس ايضا قال ثنا عبد الله بن وهب قال اخبرني مالك ابن انس عن حميد الطويل عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكر هذا الحديث ايضا مثل ذلك سواء ۔

حضرت حمید الطویل، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اس حدیث کو بعینہٖ اس کی مثل روایت کیا۔

١٩٢ ۔ وقد حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا علي بن معبد قال ثنا اسمعيل بن جعفر عن حميد الطويل عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله ۔

حضرت اسماعیل بن جعفر حضرت حمید الطویل سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

ففي هذه الآثار اباحة كسب الحجام

ان روایات میں حجام کی کمائی کے جواز کا ذکر ہے

فاحتمل ان يكون ذلك قد تأخر عن النهي الذي قد ذكرناه او تقدمه.
فنظرنا في ذلك فاذا يونس قد حدثنا قال ثنا

تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اس نہی کے بعد کی بات ہو جس کو ہم نے ذکر کیا یا پہلے بیان کیا۔

١٩٣۔ عبد الله بن يوسف ح وحدثنا ربيع المؤذن قال اخبرنا شعيب بن الليث قالا ثنا الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي عفير الانصاري عن محمد بن سهل بن ابي حثمة عن محيصة بن مسعود الانصاري انه قد كان له غلام حجام يقال له نافع ابو طيبة فانطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله عن خراجه فقال لا تقربنه فرد ذلك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اعلف به الناضح اجعلوه في كرشه۔

تو ہم نے اس سلسلے میں غور و فکر کیا تو حضرت محمد بن سہل بن ابی حثمہ حضرت محیصہ بن مسعود انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک غلام حجام تھا جس کو نافع ابو طیبہ کہا جاتا تھا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اس کی آمدنی کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا اس کے قریب نہ جانا انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال بار بار کیا تو آپ نے فرمایا اسے اپنے پانی لانے والے اونٹ کو کھلا دو اسے اس کے معدے کے لیے (گھاس وغیرہ پر) خرچ کرو۔

١٩٤۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا عمر بن يونس قال ثنا عكرمة بن عمار قال ثنا طارق بن عبد الرحمن ان رافعة بن رافع او رافع بن رافعة الشك منهم في ذلك وقد كان جاء الى مجلس الانصار فقال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كسب الحجام وامرنا ان نطعمه نواضحنا

حضرت طارق بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ رافعہ بن رافع یا رافع بن رافعہ (راویوں کو شک ہے) انصار کی مجلس میں آئے تو فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگانے والے کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا کہ ہم اسے اپنے اونٹ کو کھلا دیں۔

وقد حدثنا فهد بن سليمان قال ثنا عبد الله بن صالح الكاتب قال حدثني الليث قال حدثني عبد الرحمن بن خالد بن مسافر عن ابن شهاب عن حرام بن سعد بن محيصة عن المحيصة رجل من بني حارثة انه قد كان له حجام واسم الرجل لمحيصة سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فنهاه ان يأكل كسبه ثم عاد فنهاه فلم يزل يراجعه حتى قال له رسول الله صلى الله

حضرت حرام بن سعد بن محیصہ، حضرت محیصہ سے جو بنو حارثہ سے ایک مرد تھے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک حجام تھا انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کی کمائی کھانے سے منع فرمایا پھر سوال کیا تو آپ نے منع فرمایا وہ بار بار سوال کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اس کی کمائی سے اپنے پانی لانے والے اونٹ کے لیے چارہ لاؤ اور اپنے غلام کو کھلاؤ۔

١٩٥۔ وحدثنا اسمعيل بن يحيى المزني قال ثنا محمد بن ادريس قال ثنا سفيان عن الزهري

حضرت حرام بن سعد بن محیصہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت محیصہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عن حرام بن سعد بن محيصة ان محيصة سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر مثله ۔

سے پوچھا پھر انہوں نے اسی کی مثل ذکر کیا ۔

١٩٦ - حدثنا اسمعيل بن يحيى المزني قال ثنا محمد بن ادريس قال ثنا محمد بن اسمعيل بن ابي فديك المدني حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة بن ابي ذئب عن ابن شهاب عن حرام بن سعد بن محيصة الحارثي عن ابيه انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر مثله ۔

حضرت حرام بن سعد بن محیصہ حارثی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا پھر انہوں نے اسی کی مثل روایت کیا۔

١٩٧ - حدثنا سليمن بن شعيب قال ثنا اسد بن موسى قال ثنا ابن ابي ذئب فذكر باسناده مثله ۔

حضرت اسد بن موسیٰ فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابن ابی ذئب نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا ۔

١٩٨ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا اخبره عن ابن شهاب الزهري عن حرام بن محيصة احد بني حارثة عن ابيه فذكر مثله ۔

حضرات حرام بن محیصہ جو بنو حارثہ کے ایک فرد تھے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا ۔

فدل ما ذكرنا ان ما كان من رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك من الاباحة في هذا انما كان بعد ما نهاه عنه نهيا عاما مطلقا على ما في الآثار الاول وفي اباحة النبي صلى الله عليه وسلم ان يطعمه الرقيق او الناضح دليل على انه ليس بحرام الا ترى ان المال الحرام الذي لا يحل اكله لا يحل له ان يطعمه رقيقه ولا ناضحه لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في الرقيق اطعموهم مما تاكلون

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا کہ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اباحت مروی ہے وہ اس عمومی اور مطلق نہی کے بعد کی بات ہے جس کا پہلی روایات میں ذکر ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے یوں جائز قرار دینا کہ وہ اپنے غلام یا اونٹ کو کھلاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حرام نہیں ہے ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حرام مال جسے خود انسان کے لیے کھانا جائز نہیں اسے اپنے غلام اور اونٹ کو کھلانا بھی جائز نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے بارے میں فرمایا انہیں اسی چیز سے کھلاؤ جس سے تم خود کھاتے ہو۔

فلما ثبت اباحة النبي صلى الله عليه وسلم محيصة ان يعلف ذلك ناضحه ويطعم رقيقه من كسب حجامه دل ذلك على نسخ ما تقدم

پس جب ثابت ہو گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محیصہ کے لیے جائز قرار دیا کہ وہ اپنے حجام کی کمائی سے اپنے اونٹ کو چارہ دیں یا اپنے غلام کو کھلائیں تو یہ اس

مِنْ نَهْيِهِ عَنْ ذٰلِكَ وَثَبَتَ حِلُّ ذٰلِكَ لَهُ وَلِغَيْرِهِ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَاَبِیْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا اَيْضًا لِاَنَّا قَدْ رَاَيْنَا الرَّجُلَ يَسْتَاْجِرُ الرَّجُلَ يَفْصِدُ لَهُ عِرْقًا اَوْ يَبْزِغُ لَهُ حِمَارًا فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ جَائِزًا وَالْاِسْتِئْجَارُ عَلٰى ذٰلِكَ جَائِزٌ فَالْحِجَامَةُ اَيْضًا كَذٰلِكَ۔

۱۹۹۔ وَقَدْ رُوِیَ فِیْ ذٰلِكَ اَيْضًا عَمَّنْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۰۰۔ مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰى بْنُ عَلِیِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِیُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ لَهُ اِنَّ لِیْ غُلَامًا حَجَّامًا وَاِنَّ اَهْلَ الْعِرَاقِ يَزْعُمُوْنَ اِنِّیْ اٰكُلُ ثَمَنَ الدَّمِ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ كَذَبُوْا اِنَّمَا تَاْكُلِيْنَ خَرَاجَ غُلَامِكِ۔

۲۰۱۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ رَبِيْعَةُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّاْئِیُّ اَنَّ الْحَجَّامِيْنَ قَدْ كَانَ لَهُمْ سُوْقٌ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

۲۰۲۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ اَنَّهُ قَالَ وَقَدْ اَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَزَالُوْا مُقِرِّيْنَ بِاَجْرِ الْحِجَامَةِ وَلَا يُنْكِرُوْنَهَا۔

بَابُ[۲۵۸] اللُّقَطَةِ وَالضَّوَالِّ

۲۰۳۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا

بات پر دلالت ہے کہ جس نہی کا پہلے ذکر ہوا وہ اس سے منسوخ ہوگئی اور ان کے لیے اور دیگر تمام لوگوں کے لیے اس کا حلال ہونا ثابت ہوگیا یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے ہمارے نزدیک قیاس بھی یہی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ایک شخص کسی دوسرے سے اجرت پر رگ کھلواتا ہے یا کھال رنگواتا ہے تو یہ جائز ہے اس سلسلے میں کسی کو اجرت پر حاصل کرنا بھی جائز ہے تو سینگی لگانے کا بھی یہی حکم ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی اس سلسلے میں روایات آئی ہیں

حضرت موسیٰ بن علی بن رباح لخمی فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا ایک غلام ہے جو سینگی لگاتا ہے اور اہل عراق کا خیال ہے کہ میں خون کی قیمت کھاتی ہوں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے تم اپنے غلام کی کمائی کھاتی ہو۔

حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن رائی نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں سینگی لگانے والوں کا ایک بازار تھا۔

حضرت عبداللہ بن یوسف فرماتے ہیں ہم سے حضرت لیث نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھے یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی کہ مسلمان ہمیشہ سینگی لگانے والے کی اجرت کے قائل رہے ہیں اور انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا۔

باب[۲۵۸] گری پڑی اور گمشدہ چیز

حضرت جارود سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم

سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْجَذْمِيِّ عَنِ الْجَارُوْدِ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ ضَالَّةَ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی جلن ہے۔

۲۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يَزِيْدَ اَخِيْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْجَذْمِيِّ عَنِ الْجَارُوْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ ضَالَّةَ الْمُسْلِمِ اَوِ الْمُؤْمِنِ حَرَقُ النَّارِ۔

حضرت جارود ہی حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا مسلمان یا (فرمایا) مومن کی گمشدہ چیز آگ کی جلن ہے۔

۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ قَالَ ثَنَا الْحَسَنُ عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ قَدْ كُنَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ فَقَالَ لَنَا لَا اَحْمِلُكُمْ فَقُلْتُ اِنَّا نَجِدُ فِي الطَّرِيْقِ هَوَامِيَ الْاِبِلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ ضَالَّةَ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ **فَذَهَبَ قَوْمٌ** اِلٰى اَنَّ الضَّوَالَّ حَرَامٌ اَخْذُهَا عَلٰى كُلِّ حَالٍ لِلتَّعْرِيْفِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ **وَخَالَفَهُمْ** فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا اِنَّهُ لَمْ يُرِدِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا قَدْ ذَكَرْنَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ تَحْرِيْمَ اَخْذِ الضَّالَّةِ لِلتَّعْرِيْفِ وَاِنَّمَا اَرَادَ اَخْذَهَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ۔

حضرت مطرف بن شخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم کچھ لوگوں کے ساتھ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کیا تمہیں سواری نہ دوں! میں نے عرض کیا ہم راستے میں اونٹوں کا گلہ (ریوڑ) پاتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی جلن ہے۔

ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ گم شدہ چیز کو اٹھانا حرام ہے تشہیر کے لیے ہو یا کسی اور مقصد کے لیے، انہوں نے اس سلسلے میں ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمشدہ چیز کو تشہیر کے لیے لینے کی حرمت کا ارادہ نہیں فرمایا بلکہ اس کے علاوہ ارادہ فرمایا۔

۲۰۶ - **وَقَدْ بَيَّنَ** مَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْجَذْمِيِّ

اس مسلک والوں نے یوں استدلال کیا ہے حضرت ابو مسلم جذمی، حضرت جارود سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم بارگاہ نبوی میں کمزور اونٹوں پر حاضر ہوئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم پانی کی گزر کا

عن الجارود انه قال كنا اتينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونحن على ابل عجاف فقلنا يا رسول الله انا نمرّ ا لجوت فنجد ابلا نركبها فقال ان ضالة المسلم حرق النار

فكان سوالهم النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن اخذها لان يركبوها لا لان يعرفوها فاجابهم بان قال ضالة المسلم حرق النار اى ان ضالة المسلم حكمها ان يحفظ على صاحبها حتى تؤدى الى صاحبها لا لان تنتفع بها لركوب ولا لغير ذلك فبان بذلك معنى هذا الحديث وان ذلك على ما قد ذكرنا۔

پر گزر تے ہیں تو وہاں اونٹ پاتے ہیں کیا ان پر سوار ہو جائیں تو آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ مومن کی گمشدہ چیز آگ کی جلن ہے۔

.....

تو ان کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنا سواری کے لیے تھا اس کی تشہیر مقصود نہ تھی تو آپ نے ان کو یوں جواب دیا کہ فرمایا مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی جلن ہے یعنی مسلمان کی گمشدہ چیز کا حکم یہ ہے کہ اس کے مالک کے لیے محفوظ رکھی جائے حتی کہ اس تک پہنچا دی جائے یہ مقصد نہیں کہ سوار ہو کر یا کسی دوسری صورت میں اس سے نفع اٹھایا جائے تو اس سے اس حدیث کا مفہوم واضح ہو گیا اور یہ کہ وہی بات مراد ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔

۲۰۷۔ وقد كان مما احتج بذلك ايضا من قد حرم اخذ الضالة فى ذلك ما قد حدثنا على بن معبد قال ثنا يعلى بن عبيد قال ثنا ابو حيان التيمى عن الضحاك بن المنذر عن المنذر انه قال قد كنت بالبوازيج موضع فراحت البقر فرأى فيها جرير بقرة انكرها فقال للراعى ما هذه البقرة قال بقرة لحقت بالبقر لا ادرى لمن هى فامر بها جرير فطردت حتى توارت۔

ثم قال قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يأوى الضالة الا ضال

قالوا فهذا الحديث ايضا يحرم اخذ الضالة فكان من الحجة عليهم للآخرين فى ذلك انه قد يحتمل ان يكون هو ذلك الايواء الذى لا تعريف معه۔

جن لوگوں نے اسے اٹھانا حرام قرار دیا ہے انہوں نے یوں بھی استدلال کیا ہے حضرت ضحاک بن منذر حضرت منذر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں مقام بوازیج میں تھا کہ شام کو گائیں واپس آئیں تو حضرت جریر نے ان میں ایک اجنبی گائے کو دیکھا چرواہے سے پوچھا یہ کیسی گائے ہے؟ اس نے کہا کہ یہ گائے ان گایوں کے ساتھ آگئی ہے مجھے معلوم نہیں یہ کس کی ہے۔ حضرت جریر نے حکم دیا کہ دور چھوڑ آئیں حتی کہ غائب ہو جائے۔

پھر فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا گمشدہ چیز کو وہی ٹھکانہ دیتا ہے جو گمراہ ہو۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی گمشدہ چیز کے حاصل کرنے کو حرام قرار دیتی ہے اس سلسلے میں دوسرے لوگوں نے ان کے خلاف یوں استدلال کیا ہے کہ ممکن ہے یہاں تشہیر کے بغیر ٹھکانہ دینا مراد ہو۔

فَاِنَّهُ قَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ اَيْضًا مَا قَدْ

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ قَدْ اَخْبَرَهُمْ عَنْ اَبِيْ سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گمشدہ چیز کو ٹھکانہ دیا وہ خود گمراہ ہے جب تک اس کی تشہیر نہ کرے۔

۲۱۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا عَمِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ثُمَّ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ اَيْضًا سَوَاءً

فَبَيَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنِ الَّذِيْ يَكُوْنُ بِاِيْوَاءِ الضَّالَّةِ ضَالًّا وَاَنَّهُ الَّذِيْ لَا يُعَرِّفُهَا فَعَادَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اِلٰى مَعْنٰى حَدِيْثِ الْجَارُوْدِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا۔

حضرت احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب فرماتے ہیں میرے چچا حضرت عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عمرو بن حارث نے بیان کیا پھر انہوں نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہ اس کی مثل روایت کیا۔

تو اس حدیث کے ذریعے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ گمشدہ چیز کو ٹھکانہ دینے والا کون شخص گمراہ ہوتا ہے اور بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جو اس کی تشہیر نہیں کرتا تو اس حدیث کا مفہوم حضرت جارود اور حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہما کی روایات کی طرف لوٹ گیا۔

۲۱۱۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْمَهْدِيِّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوٗدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ اَبِيْهِ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَرِدُ عَلٰى حَوْضِيْ اِبِلٌ اَفَاَسْقِيْهَا قَالَ وَفِي الْكَبِدِ الْحَرَّاءِ اَجْرٌ۔

حضرت محمد بن سراقہ اپنے والد حضرت سراقہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے حوض پر پیاسے اونٹوں کے ساتھ اونٹ آتے ہیں تو میں انہیں پانی پلاتا ہوں آپ نے فرمایا پیاسے جگر میں ثواب ہے (یعنی پیاسے جانور کو پانی پلانا ثواب ہے)

۲۱۲۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَنْ اَبِيْهِ

حضرت عبد الرحمٰن بن مالک بن جعشم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے بھائی حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد پہلی حدیث کی مثل ذکر کیا ـــــــ تو وہ ان جانوروں

أَنَّ أَخَاهُ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ثُمَّ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ أَيْضًا سَوَاءً
وَهُوَ فِيْ حَالِ سَقْيِهِمْ إِيَّاهَا مُؤْوِيْنَ لَهَا فَلَمْ يَنْهَهُمُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ الْإِيْوَاءِ إِذَا
كَانَ إِنَّمَا يُرِيْدُ بِهِ مَنْفَعَةَ صَاحِبِهَا وَإِيْفَاءَهَا
عَلٰى رَبِّهَا وَالثَّوَابَ فِيْهَا فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ
الْإِيْوَاءَ الْمَكْرُوْهَ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ إِنَّمَا هُوَ
الْإِيْوَاءُ الَّذِيْ يُرَادُ بِهِ خِلَافُ حَبْسِهَا عَلٰى
صَاحِبِهَا وَطَلَبِ الثَّوَابِ فِيْهَا۔

۲۱۳ - وَقَدِ احْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى
لِقَوْلِهِمْ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا قَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ
عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبِ
ابْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ
وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّوْرِيُّ جَمِيْعًا
أَنَّ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّائِيَّ حَدَّثَهُمْ جَمِيْعًا
عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ
أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ لَهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اعْرِفْ
عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ
صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ
قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَهَا
سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ
حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

۲۱۴ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ مُحَمَّدٍ الْفَهْمِيُّ قَالَ أَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ
يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَرَبِيْعَةُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ جَمِيْعًا
عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ

کہ پانی پلانے وقت ٹھکانہ دینے والے تھے اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس ٹھکانہ دینے سے ان کو منع نہیں فرمایا کیونکہ
وہ ان جانوروں کے مالکوں کو اس کے ذریعے نفع پہنچا کر ان
تک پہنچانا اور ثواب حاصل کرنا چاہتے تھے ۔۔۔ تو اس سے
ثابت ہوا کہ حضرت جریر کی روایت میں جس ٹھکانے کا ذکر
ہے اس سے مراد وہ ٹھکانہ نہیں جس کے ذریعے اسے
مالک کے لیے روکا جائے اور اس میں ثواب مطلوب
ہو۔

پہلے قول والوں نے اپنے قول پر مزید یوں استدلال
کیا ہے۔ حضرت یزید (منبعث کے مولیٰ) اور زید بن
خالد جہنی دونوں سے مروی ہے کہ ایک شخص سرکار دوعالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں بھی آپ کے پاس
تھا اس نے گری ہوئی چیز کے بارے میں پوچھا رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کو پہچانو پھر ایک سال
تک اس کی تشہیر کرو اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ہے
ورنہ تجھے اختیار ہے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ!
اور گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے۔ فرمایا وہ تیرے لیے
ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیئے کے لیے ہے
اس نے پوچھا اور گمشدہ اونٹ؟ یا رسول اللہ! فرمایا
اس کا مشکیزہ اور جوتیاں اس کے ساتھ ہیں وہ پانی پر
جائے گا اور درختوں سے کھائے گا حتیٰ کہ وہ مالک اس
تک پہنچ جائے۔ (یعنی وہ پانی کا ذخیرہ کر لیتا ہے نیز اسے
چلنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گرے
پڑے ہوئے چاندی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ
نے فرمایا اس کی رسی (بندھن) اور تھیلی پہچانو پھر ایک سال

أَنَّهُ قَالَ قَدْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تُعْرَفْ فَاسْتَنْفِعْ بِهَا وَلْتَكُنْ وَدِيْعَةً عِنْدَكَ فَإِنْ جَاءَ لَهَا طَالِبٌ يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ

ثُمَّ ذَكَرْنَا فِي الْحَدِيْثِ فِي الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ بِمِثْلِ مَا فِي حَدِيْثِ يُوْنُسَ سَوَاءً۔

تک اس کی تشہیر کرو اگر اس کے مالک کو نہ جانو تو اس سے نفع اٹھاؤ وہ تمہارے پاس امانت ہوگی اگر اس کو تلاش کرنے والا کبھی آجائے تو اسے دے دو۔ پھر ہم نے حدیث میں اونٹوں اور بکریوں کا اسی طرح ذکر کیا جس طرح حضرت یونس کی روایت (نمبر ۲۱۳) میں ہے۔

۲۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ يَقُوْلُ ثُمَّ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا سَوَاءً۔

یزید (مولیٰ منبعث) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہ اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۱۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّأْيِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ أَيْضًا سَوَاءً غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ فِيْ ذٰلِكَ وَلْتَكُنْ وَدِيْعَةً عِنْدَكَ۔

ایک دوسری سند سے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہ اس حدیث کی مثل ذکر کرتے ہیں البتہ اس میں انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تیرے پاس بطور امانت ہے۔

۲۱۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا دَعْهَا حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا

حضرت ابو صالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ سے گمشدہ بکریوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ تیرے لیے یا تیرے بھائی یا بھیڑیے کے لیے ہیں گم شدہ اونٹوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا تمہیں ان سے کیا غرض ان کے مشکیزے اور ان کے ساتھ ہیں انہیں چھوڑ دو حتیٰ کہ ان کے مالک انہیں حاصل کر لیں۔

قالوا نهيه هذا الحديث أنه قد نهاه عن أخذ ضالة الإبل و أمره بتركها فذلك أيضا دليل على تحريم أخذ الضوال **قيل** لهم ما في ذلك دليل على ما ذكرتموه ولكن في ذلك أمر النبي صلى الله عليه وآله وسلم إياه بترك ضالة الإبل لأن من شأنها طلب الماء حتى يقدر على ذلك وهو لا يخاف عليها الضياع لذلك لأنها قد ترد الماء وتأكل الشجر حتى يلقاها ربها فتركها أفضل من أخذها وليس من أخذها ليحفظها على صاحبها بمأثوم بذلك **وقد** سئل النبي صلى الله عليه وآله وسلم في هذا الحديث عن ضالة الغنم فقال هي لك أو لأخيك أو للذئب أي لك أن تأخذها بنفسك فتكون في يديك لأخيك أو تخليها فيأخذها الذئب فيأكلها أو يجدها ربها فيأخذها **ففي** ذلك إباحة لأخذها **وقد** روي عن عبد الله بن عمرو ابن العاص عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في ذلك۔

—

۲۱۸ - **أيضا** ما قد حدثنا يونس قال ثنا عبد الله بن وهب قال أخبرني عمرو ابن الحارث وهشام بن سعد كلاهما عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبد الله بن عمرو بن العاص أن رجلا من مزينة أتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فسأله فقال له يا نبي الله كيف ترى في ضالة الغنم فقال طعام مأكول لك أو لأخيك أو للذئب احبس على أخيك ضالته فقال له يا نبي الله وكيف ترى في ضالة الإبل فقال ما لك وما لها معها سقاؤها

پھر حضرات فرماتے ہیں اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گمشدہ اونٹ کے پکڑنے سے منع فرمایا اور چھوڑ دینے کا حکم دیا پس یہ بھی گمشدہ چیزوں کو پکڑنے کی حرمت پر دلیل ہے۔

ان کو جواب دیا جائے گا اس میں تمہاری مذکورہ بات پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو گم شدہ اونٹ کو چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا کیونکہ اس کا کام پانی کی تلاش ہے حتیٰ کہ وہ اس پر قادر ہو جاتا ہے اس لئے اس کے ضائع ہونے کا خوف بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہ پانی پر جاتا اور درخت کھاتا ہے حتیٰ کہ اپنے مالک تک پہنچ جاتا ہے پس اسے پکڑنے کی بجائے چھوڑنا افضل ہے اور اگر کوئی شخص اسے مالک کے لیے حفاظت کرنے کی خاطر پکڑے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث میں گمشدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ تیرے لیے یا تیرے بھائی یا بھیڑیے کے لیے ہے یعنی تم اسے اپنے لیے پکڑ سکتے ہو پس وہ تمہارے پاس تمہارے بھائی کے لیے ہوگی یا اسے چھوڑ دو تو بھیڑیا پکڑ کر کھائے گا یا اس کا مالک اسے پالے اور پکڑ لے گا۔ تو اس میں اس کو پکڑنے کی اجازت ہے۔

اس سلسلے میں بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مزینہ قبیلہ کا ایک آدمی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا اے اللہ کے نبی! گمشدہ بکریوں کے بارے میں کیا خیال ہے آپ نے فرمایا وہ تیری خوراک ہوگی یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے ہوگی اپنے بھائی کی گمشدہ چیز کو اس کے لیے روک رکھو اس نے عرض

وَحِذَاؤُهَا وَلَا يُخَافُ عَلَيْهَا الذِّئْبُ تَأْكُلُ
الْكَلَأَ وَتَرِدُ الْمَاءَ وَدَعْهَا حَتَّى يَأْتِيَ طَالِبُهَا

فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَيْضًا إِبَاحَةُ أَخْذِ الضَّوَالِّ الَّتِي قَدْ يُخَافُ عَلَيْهَا الضَّيَاعُ وَحَبْسِهَا لَهُ **فَدَلَّ** ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ مَعْنَى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّ ضَالَّةَ الْمُسْلِمِ أَوِ الْمُؤْمِنِ مِنْ حَرَقِ النَّارِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَأْوِي أَوْ لَا يُؤْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ إِنَّمَا أَرَادَ بِذٰلِكَ الْإِيْوَاءَ الَّذِي لَا تَعْرِيْفَ مَعَ ذٰلِكَ وَالْأَخْذَ الَّذِي لَا تَعْرِيْفَ مَعَ ذٰلِكَ أَيْضًا اللَّذَيْنِ هُمَا ضِدُّ الْحَبْسِ عَلَى صَاحِبِ الضَّوَالِّ حَتَّى يَتَّفِقَ مَعْنَى حَدِيْثِنَا هٰذَا وَمَعْنَى ذَيْنِكَ الْحَدِيْثَيْنِ وَلَا يَتَضَادَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَذَيْنِكَ الْحَدِيْثَيْنِ أَيْضًا۔

وَفِيمَا قَدْ بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْإِبِلِ بِقَوْلِهٖ مَالَكَ وَمَالَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا وَلَا يَخَافُ الذِّئْبَ عَلَيْهَا دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يُطْلِقْ لَهُ أَخْذَهَا لِعَدَمِ خَوْفِهٖ عَلَيْهَا وَفِي إِبَاحَتِهٖ لِأَخْذِ الشَّاةِ لِخَوْفِهٖ عَلَيْهَا مِنَ الذِّئْبِ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ النَّاقَةَ كَذٰلِكَ أَيْضًا إِذَا خِيْفَ عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ الذِّئْبِ وَأَنَّ أَخْذَهَا لِصَاحِبِهَا وَحِفْظَهَا عَلَى رَبِّهَا أَوْلَى مِنْ تَرْكِهَا وَذَهَابِهَا۔

۲۱۹- وَقَدْ جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کیا اور گمشدہ اُونٹ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تجھے اس سے کیا غرض اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ اور جُوتے ہیں اس پر بھیڑیئے کا کوئی خوف نہیں وہ گھاس کھائے گا اور پانی پر جائے گا اسے چھوڑ دو حتی کہ اس کا تلاش کرنے والا آجائے۔

اس حدیث میں (ان گمشدہ جانوروں کو پکڑ کر مالک کے لیے) روکنے کا جواز ہے جن کے ضائع ہونے کا ڈر ہو ـــــ مسلمان تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کہ مؤمن کی گمشدہ چیز آگ کا حق ہے اور آپ کے اس قول کہ گمشدہ چیز کو صرف گم کرنے والا ہی ٹھکانہ دے یا اس کی طرف سے ٹھکانہ دیا جائے سے آپ کی مراد وہ ٹھکانہ دینا ہے جس میں تشہیر نہ ہو نیز یوں پکڑنے کی ممانعت ہے کہ اس کی تشہیر نہ کرے کیونکہ یہ دونوں صورتیں مالک کے لیے محفوظ رکھنے کے خلاف ہیں (یہ مفہوم لینا ضروری ہے) تاکہ ہماری اس روایت کا مفہوم اور ان دو حدیثوں کا مفہوم ایک جیسا ہو جائے اور اس حدیث اور ان دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد نہ ہو۔

اور اونٹ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بیان فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا غرض اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ اور جوتے ہیں اور اس پر بھیڑیئے کا خوف نہیں ہے اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اس کے بارے میں خوف نہ ہونے کی وجہ سے اس کو پکڑنے کی اجازت نہیں دی ـــــ اور بکری کو بھیڑیئے کے ڈر کی وجہ سے پکڑنے کی اجازت دینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اونٹنی کا حکم بھی یہی ہے اگر اس پر بھیڑیئے کے علاوہ کسی چیز کا خوف ہو اسے چھوڑنے اور ضائع کرنے کی بجائے پکڑنا اور مالک کے لیے اس کو محفوظ رکھنا اولیٰ ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی روایات

وآله وسلم ما يدل على ان حكم الضالة كحكم اللقطة في ذلك وهو ما قد حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا سليمن بن حرب قال ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن ابي العلاء عن عياض ابن حماد ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قد سئل عن الضالة فقال عرفها فان وجدت صاحبها والا فهي مال الله

فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ ان تعريفها واجب ومعرفها في حال تعريفه اياها ممسك لها ومؤد اياها لصاحبها ولم يؤمر بتركه ذلك فدل هذا ان الامساك المنهي عنه عن ذلك في غير هذا الحديث انما هو الامساك الذي لم يفعله الممسك بنفسه لا لرب الضالة في ذلك فهذا ما في الضوال من الاحكام عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔

۲۲۰۔ **وَقَدْ** روي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في اللقطة انه قد امر بالاشهاد عليه وترك كتمانها مما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ذلك ما قد حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا المعلى بن اسد قال ثنا عبد العزيز بن المختار عن خالد الحذاء عن يزيد بن الشخير عن مطرف بن الشخير عن عياض بن حماد المجاشعي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال من التقط لقطة فليشهد عليها ذوي عدل ولا يكتمها ولا يغيرها فان جاء ربها فهو احق بها والا فمال الله يؤتيه من يشاء

فَلَمَّا كان اخذ اللقطة على هذا الوجه

آئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گمشدہ چیز کا حکم اور گری پڑی چیز کا حکم ایک جیسا ہے حضرت عیاض بن حماد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی تشہیر کرو اگر اس کے مالک کو پاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے

تو اس حدیث کے مطابق اس کی تشہیر واجب ہے اور اس کی تشہیر کرنے والا اس دوران اس کو روک رکھنے والا اور اس کے مالک کے لیے اسے ٹھکانہ دینے والا ہے اور اس کے چھوڑنے کا حکم نہیں دیا گیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس حدیث کے علاوہ جن احادیث میں روکنے کی ممانعت ہے اس سے وہ روکنا مراد ہے جو روکنے والا اپنے لیے نہیں روکتا اور نہ ہی گمشدہ چیز کے مالک کے لیے روکتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ اشیاء کے بارے میں یہ احکام آئے ہیں۔

گری پڑی چیز کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اس پر گواہ قائم کرنے اور اس کو نہ چھپانے کا حکم فرمایا اس سلسلے میں آپ سے یوں مروی ہے حضرت عیاض بن حماد مجاشعی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو آدمی کوئی گری پڑی چیز اُٹھائے وہ اس پر دو عادل گواہ بنائے نہ اسے چھپائے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی کرے اگر اس کا مالک آجائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

تو جب گری پڑی چیز کو اس طریقے پر اٹھانا جائز

ثم ما كان كذلك أيضا أخذ اللقطة في ذلك وأنما يكره أخذها جميعا إذا كان يراد منها ضد ذلك۔

٢٢ ۔ ولقد استحب أبي بن كعب أخذ اللقطة وأن لا يتركها للسباع حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال أنا سفيان بن سعيد الثوري عن سلمة بن كهيل عن سويد بن غفلة أنه قال خرجت حاجا فأصبت سوطا فأخذته فقال لي زيد بن صوحان دعها فقلت لا أدعها للسباع لآخذنها فلأستنفعن بها فلقيت أبي بن كعب فذكرت ذلك له فقال لي لقد أحسنت في ذلك إني قد كنت وجدت صرة فيها مائة دينار على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذتها فذكرتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي عرفها حولا فإن وجدت من يعرفها فادفعها إليه وإلا فاستنفع بها۔

---

٢٢٢ ۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو داود الطيالسي قال ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل أنه قال قال قد سمعت سويد بن غفلة يقول قد كنت خرجت حاجا فأصبت سوطا فأخذتها فقال لي زيد بن صوحان دعها عنك فقلت والله لا أدعها للسباع ولآخذنها فلأستنفعن بها فلقيت أبي بن كعب فذكرت له ذلك فقال لي لقد أحسنت في أخذها فإني قد كنت وجدت صرة فيها مائة دينار على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فأخذتها ثم أتيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرتها له فقال

ہے تو گمشدہ چیز کو اٹھانے کا حکم بھی اسی طرح ہوگا دونوں کو اٹھانے کی کراہت اس صورت میں ہے جب مقصد اس کے خلاف ہو۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی گری پڑی چیز کو اٹھانا اور انہیں درندوں کے لیے نہ چھوڑنا مستحب قرار دیا ہے حضرت سوید بن غفلہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حج کے لیے نکلا تو مجھے ایک کوڑا ملا میں نے اس کو اٹھا لیا زید بن صوحان نے مجھے کہا اسے چھوڑ دو میں نے کہا میں اسے درندوں کے لیے نہیں چھوڑتا (چونکہ کوڑا چمڑے کا ہوتا ہے تو ممکن ہے درندے اسے خراب کر دیں) میں اسے ضرور بضرور اٹھاؤں گا اور اس سے فائدہ حاصل کروں گا پھر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے ماجرا بیان کیا انہوں نے فرمایا تم نے اس سلسلے میں اچھا کام کیا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک تھیلی پائی جس میں ایک سو دینار تھے تو میں نے اسے اٹھا لیا پھر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اس کی تشہیر کرو اگر اس کو پہچاننے والا مل جائے تو اسے دے دو ورنہ اس سے نفع اٹھاؤ۔

حضرت سلمہ بن کہیل فرماتے ہیں میں نے حضرت سوید بن غفلہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں حج کے لیے نکلا تو مجھے ایک کوڑا ملا میں نے اسے اٹھا لیا حضرت زید بن صوحان نے مجھے فرمایا اسے چھوڑ دو میں نے کہا اللہ کی قسم میں اسے درندوں کے لیے نہیں چھوڑوں گا میں اسے ضرور بضرور اٹھاؤں گا اور اس سے نفع حاصل کروں گا پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا انہوں نے فرمایا تم نے اسے اٹھا کر اچھا کیا مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک تھیلی ملی جس میں ایک سو دینار تھے میں نے اسے اٹھا لیا پھر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا ایک

عَرِّفْهَا حَوْلًا كَامِلًا قَالَ فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدُ مَنْ يَعْرِفُهَا قَالَ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اذْهَبْ فَعَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ احْفَظْ عَدَدَهَا وَوِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ إِنَّ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ شَكَّ فِي ذٰلِكَ لَا يَدْرِي أَثَلَاثَةَ أَعْوَامٍ قَالَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ عَامًا وَاحِدًا قَالَ سَلَمَةُ ابْنُ كُهَيْلٍ فَأَعْجَبَنِي هٰذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِأَبِي صَادِقٍ ذٰلِكَ فَقَالَ أَبُو صَادِقٍ وَقَدْ سَمِعْتُ أَنَا ذٰلِكَ الْحَدِيثَ۔

٢٢٣۔ **أَيْضًا** مِنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَمَا قَدْ سَمِعَهُ سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ مِنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ سَوَاءً۔

٢٢٤۔ **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ غَفَلَةَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ الْتَقَطْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لِي عَرِّفْهَا سَنَةً فَعَرَّفْتُهَا سَنَةً ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ عَرَّفْتُهَا سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ لِي عَرِّفْهَا سَنَةً فَعَرَّفْتُهَا سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا فَقَالَ لِي

سال تک اس کی تشہیر کرو میں نے ایک سال تک اس کی تشہیر کی لیکن کوئی پہچاننے والا نہ ملا فرماتے ہیں پھر میں اسے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور پھر ایک سال اس کی تشہیر کرو میں نے ایک سال تشہیر کی لیکن کوئی ایسا آدمی نہ پایا جو اسے پہچانتا ہو پھر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پھر فرمایا ایک سال تک اس کی تشہیر کرو میں نے ایک سال تک اس کی تشہیر کی تو اس کو پہچاننے والا کوئی شخص نہ ملا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی گنتی برتن تھیلی اور تھیلی کو باندھنے والی رسی کی پہچان رکھو اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے نفع اٹھاؤ حضرت شعبہ فرماتے ہیں پھر حضرت سلمہ بن کہیل (راوی) کو شک ہوا کہ حدیث میں تین سال کا ذکر ہے یا ایک سال کا، حضرت سلمہ بن کہیل فرماتے ہیں مجھے اس حدیث پر تعجب ہوا تو میں نے ابوصادق سے ذکر کیا حضرت ابوصادق نے فرمایا میں نے بھی یہ حدیث بعینہ اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے جس طرح حضرت سوید بن غفلہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنی۔

حضرت سلمہ بن کہیل، حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ کے زمانے میں مجھے ایک سو دینار گرے ہوئے ملے میں انہیں لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اس کی تشہیر کرو میں نے ایک سال تشہیر کی پھر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک سال تشہیر کی ہے لیکن کوئی پہچاننے والا نہ ملا آپ نے فرمایا مزید ایک سال تشہیر کرو میں نے ایک سال مزید تشہیر کی لیکن کوئی پہچاننے والا نہ ملا پھر میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی لیکن

عِلْمَ عَدَدِهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا.

کوئی پہچاننے والا نہ ملا

آپ نے فرمایا مزید ایک سال تشہیر کروپس نے ایک سال مزید تشہیر کی لیکن کوئی پہچاننے والا نہ ملا آپ نے فرمایا اس کی گنتی اور رسی کو ذہن میں محفوظ کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔

۲۲۵- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَعَاصِمٍ ابْنَيْ سُفْيَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ أَبَاهُمَا سُفْيَانَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ كَانَ وَجَدَ عَيْبَةً فَأَتَى بِهَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ عُرِفَتْ فَذَاكَ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ قَالَ فَعَرَّفَهَا سَنَةً فَلَمْ تُعْرَفْ فَأَتَى بِهَا عُمَرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ أَوِ الْقَابِلَ فِي الْمَوْسِمِ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ هِيَ لَكَ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ فَأَبَى سُفْيَانُ أَنْ يَأْخُذَهَا فَأَخَذَهَا مِنْهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَجَعَلَهَا فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ.

اس سلسلے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت عمرو بن شعیب حضرت سفیان کے دو بیٹوں حضرت عمرو اور حضرت عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ نے چمڑے کا ایک بازو پایا وہ اسے لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا ایک سال تک اس کی تشہیر کرو اگر اس کا پہچاننے والا مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمہارے لیے ہے فرماتے ہیں انہوں نے ایک سال تک اس کی تشہیر کی لیکن مالک کا پتہ نہ چلا تو آئندہ سال حج کے موقع پر وہ اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور انہیں صورت حال بتائی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا یہ تمہارے لیے ہے اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اسی بات کا حکم فرمایا کرتے تھے حضرت سفیان نے اسے لینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے لے کر مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کر دیا۔

۲۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ اللِّهْبِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا فَأَدِّهَا إِلَى صَاحِبِهَا وَإِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اس کی تشہیر کرو اگر اس کو تلاش کرنے والا آ جائے تو اس کے مالک کو دے دو ورنہ اس کی تھیلی اور رسی کو یاد رکھو پھر اس کا متلاشی آ جائے تو اسے دے دو تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دینار وں کو لینے کی وجہ سے حضرت ابی بن

ردّها فان جاء باغیها فادّها الی باغیها أفلا تری ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لم یعنّف ابی بن کعب فی اخذه تلک الدنانیر حین اخذها وقد صوّب ابی بن کعب فی اخذه السوط لیحفظها علی صاحبها ولا یدعها للسباع۔

کعب رضی اللہ عنہ سے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے عمل کو ٹھیک قرار دیا جس نے کوڑا اٹھایا تاکہ اس کے مالک کے لیے اس کی حفاظت کرے اور اسے درندوں کے لیے نہ چھوڑے۔

۲۲۷- وقد قال عمر بن الخطاب فی حدیث سفیان بن عبد الله هی مالک قد امرنا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بذلک فلما ابی سفیان ذلک جعلها عمر فی بیت المال۔

حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا کہ وہ تیرا مال ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا پھر جب حضرت سفیان نے اسے لینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں جمع کر دیا۔

وقد اجاز رسول الله صلی الله علیه وسلم اخذ اللقطة والضالة لان یحفظهما علی صاحبهما

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گری پڑی اور گمشدہ چیز کو اس کے مالک کے لیے حفاظت کرنے کی خاطر اٹھانے کی اجازت دی ہے۔

۲۲۸- وقد روی عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ذلک **ایضا** ما حدثنا ابراهیم بن مرزوق قال ثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب القعنبی قال ثنا مالک عن یحیی بن سعید عن سلیمان بن یسار ان ثابت بن الضحاک کان وجد بعیرا فقال له عمر عرّفه فعرّفه ثلث مرات ثم جاء الی عمر فقال قد شغلنی عن صنعتی فقال له عمر انزع خطامه ثم ارسله حیث وجدته۔

اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ پایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اس کی تشہیر کریں انہوں نے تین مرتبہ تشہیر کی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس نے مجھے اپنے کام سے روک رکھا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی نکیل اتار کر اسے وہاں ہی چھوڑ آؤ جہاں سے لیا تھا۔

۲۲۹- **حدثنا** یونس اخبرنا عبد الله بن وهب ان مالکا حدثهم عن یحیی بن سعید ثم ذکر هذا الحدیث باسناده عن عمر بن الخطاب مثل ذلک۔

حضرت مالک نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کیا پھر اس حدیث کو بعینہ اس کی مثل اسی کی سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

ایضا سواء وزاد فی الحدیث ان ثابت ابن الضحاک وقد کان من اصحاب رسول الله

اور اس حدیث میں اضافہ کیا کہ حضرت ثابت بن ضحاک جو حضور علیہ السلام کے صحابی تھے انہوں نے ان سے بیان

صلى الله عليه وسلم حدثه انه كان وجد بعيرا على عهد عمر بن الخطاب۔

٢٣١ - وَقَدْ حَدَّثَنَا يونس قال انا انس بن عياض قال ثنا يحيى بن سعيد قال سمعت سليمان بن يسار يحدث عن ثابت بن الضحاك انه كان وجد بعيرا ثم ذكر هذا الحديث عن عمر بن الخطاب مثل ذلك ايضا سواء۔

فَهٰذَا عمر بن الخطاب قد حكم في الضالة بحكم اللقطة۔

٢٣٢ - **وَكَذٰلِكَ** روي عن عبد الله بن عمر في ذلك **ايضا** وهو كما قد حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال انا العوام بن حوشب قال حدثني العلاء بن سهيل انه سمع عبد الله بن عمر يسأل عن الضالة من الفرج والشيء يجده الانسان فقال اثّ خيرها بشرها وشرها بخيرها ولا تضمها فان الضالة لا يضمها الا ضال۔

٢٣٤ - **حَدَّثَنَا** ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو داود بشر بن عمر قالا ثنا شعبة عن حبيب بن ابي ثابت قال سمعت رجلا يسأل عبد الله بن عمر عن الضالة فقال له ادفعها الى السلطان۔

٢٣٥ - **حَدَّثَنَا** سليمن بن شعيب قال ثنا الخصيب ابن ناصح قال ثنا همام عن نافع وابن سيرين ان رجلا سأل عبد الله بن عمر فقال اني قد اصبت ناقة فقال عرفها فقال عرفتها فلم تعرف فقال ادفعها الى الوالي۔

٢٣٦ - **حَدَّثَنَا** سليمن بن شعيب قال ثنا عبد الرحمن بن زياد الرصاصي قال ثنا شعبة عن

کیا کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک اونٹ پایا۔

حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں میں نے حضرت سلیمان بن یسار سے سنا وہ حضرت ثابت بن ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک اونٹ پایا پھر انہوں نے اس حدیث کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بعینہ اس کی مثل روایت کیا۔

تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے گمشدہ اور گری پڑی چیز کا ایک جیسا حکم بیان فرمایا۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت علاء بن سہیل سے مروی ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ان سے گمشدہ اونٹ اور اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو گم شدہ ہو اور کسی شخص کو ملے آپ نے فرمایا اس کی برائی کے سبب اس کی بھلائی سے بچو اور بھلائی کے سبب اس کی برائی سے بچو اور اسے اپنے پاس نہ روکو بے شک گمشدہ چیز کو صرف گمراہ ہی (اپنے پاس) روکتا ہے۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو سنا اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گم شدہ چیز کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا اسے حکمران کے حوالے کر دو۔

حضرت نافع اور حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے ایک اونٹنی ملی ہے انہوں نے فرمایا اس کی تشہیر کرو اس نے کہا میں نے تشہیر کی لیکن کوئی پتہ نہ چلا فرمایا اسے حاکم کے حوالے کر دو۔

حضرت حبیب بن ثابت فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا دراں حالیکہ

حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الضَّالَّةِ فَقَالَ اِدْفَعْهَا اِلَى السُّلْطَانِ اَوْ اِلَى الْاَمِيْرِ۔

ان سے گم شدہ چیز کا حکم پوچھا گیا تھا انہوں نے فرمایا اسے سلطان یا (فرمایا) امیر کے حوالے کر دو۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا

۲۳۷۔ مَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ اَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَصَبْتُ ضَالَّةً فِي الْحَرَمِ وَاِنِّيْ عَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يَعْرِفُهَا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اسْتَنْفِعِيْ بِهَا

اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے حضرت معاذہ عدویہ سے مروی ہے ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے حرم شریف میں ایک گمشدہ اونٹنی ملی ہے میں اس کی تشہیر کرتی رہی لیکن اسے پہچاننے والا کوئی شخص بھی نہ ملا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس سے نفع حاصل کرو۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ هٰذَا مِثْلُ ذٰلِكَ۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے

۲۳۸۔ اَيْضًا وَهُوَ كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَصْبَهَانِيُّ اَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ اَنَّهٗ قَالَ اشْتَرٰى عَبْدُ اللّٰهِ خَادِمًا بِسَبْعِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَطَلَبَ صَاحِبَهَا فَلَمْ يَجِدْهُ فَعَرَّفَهَا حَوْلًا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا فَجَمَعَ الْمَسَاكِيْنَ وَجَعَلَ يُعْطِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ عَنْ صَاحِبِهَا فَاِنْ اَبٰى ذٰلِكَ فَمِنِّيْ ذٰلِكَ وَعَلَيَّ الثَّمَنُ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا يُفْعَلُ بِالضَّوَالِّ۔

حضرت ابووائل سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سات سو درہموں میں ایک خادم خریدا پھر اس کے مالک کو تلاش کیا لیکن نہ پایا ایک سال تک تشہیر کی پھر بھی نہ پایا پھر مساکین کو جمع کر کے انہیں دینے لگے اور یوں کہتے تھے اے اللہ! یہ اس کے مالک کی طرف سے (صدقہ) ہے اگر وہ اس سے انکار کرے تو میری طرف سے ہے اور مجھ پر اس کی قیمت ہے پھر فرمایا گمشدہ چیزوں کے بارے میں یہ عمل کیا جاتا ہے۔

وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَعَمَّنْ رَوَيْنَاهُ مِنْ اَصْحَابِهٖ مِمَّنْ قَدْ ذَكَرْنَاهُمْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ حُكْمِ اللُّقَطَةِ وَالضَّالَّةِ جَمِيْعًا

اس سلسلے میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور جن صحابہ کرام سے روایت کیا ان سے یہ بات مروی ہے کہ اس باب میں گری پڑی چیز اور گمشدہ چیز دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔

فَدَلَّ اَنَّ مَا قَدْ جَاءَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ مِمَّا فِيْ ذٰلِكَ ذِكْرُ اَحَدِهِمَا فَهُوَ فِيْهَا وَفِي الْاُخْرٰى وَاَنَّ حُكْمَهُمَا حُكْمٌ وَاحِدٌ فِيْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَاِنَّ الضَّالَّ

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس سلسلے میں جو روایات آئی ہیں جن میں ان دونوں میں سے ایک کا حکم مذکور ہے تو وہ اس کے بارے میں بھی ہے اور دوسری سے متعلق بھی اور اس سلسلے میں دونوں

مَا قَدْ ضَلَّ بِنَفْسِهِ وَاللُّقَطَةُ مَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَمْتِعَةِ وَمَا أَشْبَهَهَا قِيلَ لَهُ وَمَا يُدَلِّكَ عَلَى مَا قَدْ ذَكَرْتَ بَلْ رَأَيْنَا اللُّغَةَ فِي ذَلِكَ قَدْ أَبَاحَتْ فِي الشَّيْءِ الَّذِي لَا نَفْسَ لَهُ ضَالَّةً أَلَا يُرَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ إِنَّ أُمَّكُمْ قَدْ ضَلَّتْ قِلَادَتَهَا

—

٢٤٠ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا فِي الضَّالَّةِ أَنَّ حُكْمَهَا حُكْمُ اللُّقَطَةِ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ وَهُوَ كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْعَالِيَةِ امْرَأَةِ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَأَتَتْهَا امْرَأَةٌ فَقَالَتْ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي وَجَدْتُ ضَالَّةً فَكَيْفَ تَأْمُرِينِي أَنْ أَصْنَعَ بِهَا فَقَالَتْ عَرِّفِيهَا وَاعْلِفِيهَا وَاحْلُبِيهَا قَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَسَأَلَتْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ تُرِيدِينَ أَنْ آمُرَكِ بِبَيْعِهَا وَذَبْحِهَا لَيْسَ ذَلِكَ لَكِ

فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا التَّسْوِيَةُ بَيْنَ حُكْمِ الضَّوَالِّ وَاللُّقَطَةِ وَهَذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فِي هَذَا الْبَابِ.

٢٤١ - وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي لُقَطَةِ مَكَّةَ وَضَالَّتِهَا مَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

کا حکم ایک جیسا ہے ۔ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ گمشدہ چیز وہ ذی روح چیز ہے جو خود بخود گم ہو اور گری پڑی چیز اس کے علاوہ ساز و سامان کو کہتے ہیں تو اسے جواباً کہا جائے گا کہ تمہاری اس مذکورہ بات پر کیا دلیل ہے بلکہ ہم نے اس سلسلے میں لغت کو دیکھا تو اس میں اس بات کا جواز ہے کہ اس چیز کو بھی گمشدہ کہتے ہیں جس میں جان نہ ہو کیا وہ نہیں دیکھتا کہ حدیث افک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ماں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا ہار گم ہو گیا ہے ۔

گمشدہ چیز کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مزید یوں مذکور ہے حضرت ابو اسحاق کی بیوی، حضرت عالیہ سے روایت ہے فرماتی ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ ایک عورت آئی اس نے کہا اے ام المومنین! میں نے ایک گمشدہ (اونٹنی) کو پایا آپ کیا فرماتی ہیں کہ میں اس کے ساتھ کیا عمل اختیار کروں انہوں نے فرمایا اس کی تشہیر کرواسے چارہ دو اور اس کا دودھ حاصل کرو فرماتی ہیں وہ دوبارہ آئی اور سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں اس کے بیچنے یا چھوڑ دینے کا حکم دوں تجھے اس کا حق نہیں ہے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ گم شدہ اشیاء اور گری پڑی اشیاء کا حکم ایک جیسا ہے، یہ سب کچھ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ مکرمہ کی گری پڑی اور گمشدہ چیز کا حکم مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف مکہ مکرمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گمشدہ چیز کو وہی اٹھائے جو اس کا اعلان کرے ۔

الله عليه وآله وسلم قال في وصف مكة ولا يلتقط ضالتها الا لمنشد.

---

۲۴۲ - وقد حدثنا محمد بن عبد الله بن ميمون قال ثنا الوليد بن مسلم قال ثنا الاوزاعي قال ثنا يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمثل ذلك الحديث سواء.

حضرت یحییٰ بن کثیر بواسطہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۲۴۳ - حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داود قال ثنا حرب بن شداد قال ثنا يحيى بن ابي كثير ثم ذكر هذا الحديث باسناده عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثل ذلك ايضا سواء فكان النضر بن شميل يقول فيما بلغني عنه في ذلك ان معنى ذلك انه لا ينبغي ان يلتقط ضالة في الحرم الا ان يسمع رجلا يطلبها وينشدها فيرفعها اليه ليراها ثم يردها من حيث اخذها

ایک دوسری سند سے بھی یحییٰ ابن کثیر سے مروی ہے پھر انہوں نے اپنی سند سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل ذکر کیا نضر بن شمیل فرماتے تھے مجھے ان سے جو بات پہنچی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ حرم کے اندر گمشدہ چیز کو اٹھانا مناسب نہیں مگر یہ کہ اسے معلوم ہو کہ فلاں شخص اسے تلاش کر رہا ہے اور اس کی گمشدگی کا اعلان کرتا ہے تو اٹھا کر اس کے پاس لے جائے تاکہ اسے دکھائے پھر جہاں سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھ دے۔

وقد روي هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بغير هذا اللفظ.

یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے الفاظ سے بھی مروی ہے۔

---

۲۴۴ - ايضا وهو كما قد حدثنا ابراهيم بن ابي داود قال انا عمرو بن عون قال انا ابو يوسف عن يزيد بن ابي زياد عن مجاهد عن عبد الله ابن عباس انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في وصف مكة ولا يرفع لقطتها الا لمنشد بها

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا اس میں گری پڑی چیز کو صرف وہی شخص اٹھائے جو اس کا اعلان کرے۔

---

۲۴۵ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا الحجاج ابن المنهال ابو محمد الانماطي وابو سلمة موسى بن اسمعيل البصري قالا جميعا ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو بن علقمة عن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کی گری پڑی چیز کو وہی اٹھائے جو اس کا اعلان کرے تو اس حدیث کے مطابق ایسی چیز کو اٹھانے کی ممانعت

أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي وَصْفِ مَكَّةَ وَلَا يُرْفَعُ لُقَطَتُهَا إِلَّا مُنْشِدٌ فَهٰذَا الْحَدِيثُ يَمْنَعُ مِنْ أَخْذِهَا إِلَّا لِإِنْشَادِهَا

فَقَدْ أَبَاحَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَخْذَ لُقَطَةِ الْحَرَمِ لِيُعَرِّفَ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ يُرَادُ بِهِ أَنْ يُنْشَدَ ثُمَّ تُرَدَّ فِي مَكَانِهَا وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ أَنْ يُنْشَدَ كَمَا يُنْشَدُ اللُّقَطَةُ الْمَوْجُودَةُ فِي سَائِرِ الْأَمَاكِنِ وَالْبُلْدَانِ فَوَجَدْنَا عَنْ عَائِشَةَ مَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهَا فِي هٰذَا الْبَابِ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ ضَالَّةِ الْحَرَمِ وَأَنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي سَأَلَتْهَا عَنْ ذٰلِكَ كَانَتْ عَرَّفَتْهَا فَلَمْ تَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَتْ لَهَا اسْتَنْفِعِي بِهَا فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ حُكْمَ اللُّقَطَةِ فِي الْحَرَمِ كَحُكْمِهَا فِي غَيْرِ الْحَرَمِ۔

۲۰۴۲ - **وَقَدْ** رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لُقَطَةِ الْحَاجِّ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ فَمَعْنَى هٰذَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ عَلَى اللُّقَطَةِ الَّتِي لَا يُنْشَدُ بِهَا وَلَا يُعَرَّفُ بِهَا لِأَنَّ لُقَطَةَ الْحَرَمِ إِنَّمَا أُبِيحَتْ بِالْإِنْشَادِ وَقَدْ يَكُونُ لِلْحَاجِّ وَغَيْرِ الْحَاجِّ كَانَتْ لُقَطَةُ الْحَاجِّ فِي غَيْرِ الْحَرَمِ أَوْلَى أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ أَيْضًا وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْلَمُ۔

ہے البتہ جو اعلان کرنے کے لیے اٹھائے اسے اجازت ہے تو اس حدیث نے حرم شریف کی گری پڑی چیزوں کو تشہیر کے لیے اٹھانا جائز قرار دیا تو اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اس کا اعلان کیا جائے پھر اسی مقام پر رکھ دی جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جس طرح دیگر شہروں اور مقامات میں گری پڑی چیزوں کا اعلان کیا جاتا ہے اس کا اعلان بھی اسی طرح کیا جائے تو ہم نے اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس سے پہلے ذکر کی ہے ان سے حرم کی گمشدہ چیز کے بارے میں پوچھا گیا ایک عورت نے پوچھا تھا اس نے تشہیر کی لیکن کوئی پہچاننے والا نہ ملا تو ام المومنین نے فرمایا اس سے نفع حاصل کرو تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حرم شریف کی گری پڑی چیز کا حکم غیر حرم کے لقطہ کی طرح ہے۔

حاجی کے لقطہ (گری پڑی چیز) کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت عبدالرحمن بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کی گری پڑی (گمشدہ) چیز کو اٹھانے سے منع فرمایا۔ تو ہمارے نزدیک اس سے مراد وہ لقطہ ہے جس کا نہ اعلان کیا جائے اور نہ ہی تشہیر کیونکہ حرم شریف کا لقطہ صرف اعلان کرنے کے لیے اٹھانا جائز ہے اور یہ حاجی اور غیر حاجی دونوں قسم کے لوگوں کا ہو سکتا ہے تو غیر حرم کے اندر حاجی کا لقطہ اٹھانا اولیٰ ہے تو یہاں بھی ایسا ہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

كِتَابُ الْقَضَاءِ وَالشَّهَادَاتِ

فیصلوں اور گواہوں کا بیان

بَابُ ٢٥٩ الْقَضَاءِ بَيْنَ اَهْلِ الذِّمَّةِ

٢٤٧ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُوْدِيًّا وَيَهُوْدِيَّةً حِيْنَ تَحَاكَمُوْا اِلَيْهِ

قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ اَهْلَ الذِّمَّةِ اِذَا اَصَابُوْا شَيْئًا مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَمْ يَحْكُمْ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَتَحَاكَمُوْا اِلَيْهِمْ وَيَرْضَوْا بِحُكْمِهِمْ فَاِذَا تَحَاكَمُوْا اِلَيْهِمْ كَانَ الْاِمَامُ مُخَيَّرًا اِنْ شَاءَ اَعْرَضَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَنْظُرْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَاِنْ شَاءَ حَكَمَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ جَاءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا عَلَى الْاِمَامِ اَنْ يَحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِاَحْكَامِ الْمُسْلِمِيْنَ فَكَمَا وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ اَنْ يُقِيْمَهٗ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فِيْمَا اَصَابُوْا مِنَ الْحُدُوْدِ وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يُقِيْمَهٗ عَلٰى اَهْلِ الذِّمَّةِ غَيْرَ مَا اسْتَحَلُّوْا بِهٖ فِيْ دِيْنِهِمْ كَشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ وَمَا اَشْبَهَهٗ وَاَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ حَالُهُمْ فِيْهِ وَحَالُ الْمُسْلِمِيْنَ يُعَاقَبُوْنَ عَلٰى

باب ۲۵۹۔ ذمی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا جب وہ اپنا مقدمہ آپ کے پاس لائے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب ذمی لوگ حدود اللہ میں سے کسی حد کو پہنچیں تو جب تک وہ مسلمانوں کے سامنے اپنا مقدمہ نہ لائیں اور ان کے فیصلے پر راضی نہ ہوں وہ ان کے درمیان فیصلہ نہ کریں، جب وہ اپنا جھگڑا مسلمانوں کے سامنے لائیں تو حاکم کو اختیار ہے چاہے تو ان سے اعراض کرے اور ان کے باہمی جھگڑوں کی پرواہ نہ کرے اور اگر چاہے تو فیصلہ کرے انہوں نے قرآن پاک سے بھی استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں یا ان سے اعراض کریں۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے فرماتے ہیں حاکم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کے پیے احکام کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرے تو جب حاکم پر لازم

ذلك وأهل الذمة لا يعاقبون عليه ما خلا الرجم في الزنا فإنه لا يقام عندهم على أهل الذمة لأن الأسباب التي يجب بها الإحصان في قولهم أحدها الإسلام۔

---

٢٤٨ - فأما سوى ذلك من العقوبات الواجبات في انتهاك الحرمات فإن أهل الذمة فيه كأهل الإسلام ويجب على الإمام أن يقيمه عليهم وإن لم يتحاكموا إليه كما يجب عليه أن يقيمه على أهل الإسلام وإن لم يتحاكموا إليه وكان من الحجة لهم في حديث ابن عمر الذي ذكرنا أنه إنما أخبر فيه ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رجم اليهود حين تحاكموا إليه ولم يقل إن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال إنما رجمتهم لأنهم تحاكموا إلي ولو كان قال ذلك لعلم أن الحكم منه إنما يكون إليه بعد أن يتحاكموا إليه وأنهم إذا لم يتحاكموا إليه لم ينظر في أمورهم ولكنه لم يجئ إنما جاء عنه أنه رجمهم حين تحاكموا إليه فإنما أخبر عن فعل النبي صلى الله عليه وسلم وحكمه إذ تحاكموا إليه ولم يخبر عن حكمهم عنده قبل أن يتحاكموا إليه هل يجب عليهم فيه إقامة الحد أم لا فبطل أن يكون في هذا الحديث لا لك في ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا عن ابن عمر من رأيه۔

ہے کہ مسلمانوں پر حدود قائم کرے تو اس پر لازم ہے کہ ذمیوں پر بھی حدود قائم کرے سوائے اس عمل کے جسے وہ اپنے دین میں حلال سمجھتے ہیں جیسا کہ شراب نوشی کرنا یا اس جیسے دوسرے کام، اس سلسلے میں ان کی حالت مسلمانوں سے مختلف ہے کیونکہ مسلمانوں کو اس پر سزا دی جاتی ہے اور انہیں نہیں دی جاتی البتہ ان حضرات کے نزدیک ذمی لوگوں کو زنا کی صورت میں رجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ احصان کے اسباب میں سے ایک سبب مسلمان ہونا بھی ہے (اور احصان کے بغیر رجم نہیں ہوتا۔)

لیکن اس کے علاوہ جو سزائیں حرمت کے توڑنے کے سلسلے میں دی جاتی ہیں ان میں ذمی لوگ مسلمانوں کی طرح ہیں اور حاکم پر واجب ہے کہ پھر ان پر حدود قائم کرے اگر وہ اپنا مقدمہ اس کے پاس نہ لے جائیں جس طرح اس پر لازم ہے کہ مسلمانوں پر حدود قائم کرے اگرچہ وہ اس کے پاس مقدمہ نہ لے جائیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جو ہم نے ذکر کی ہے اس میں ان کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کی خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو رجم کیا جب وہ اپنا مقدمہ آپ کے پاس لائے اور یہ نہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان کو اس لیے رجم کیا کہ وہ اپنا مقدمہ میرے پاس لائے اگر آپ یہ بات فرماتے تو معلوم ہوتا کہ آپ کا فیصلہ ان کے مقدمہ پیش کرنے کے بعد ہوا اور اگر وہ اپنا مقدمہ نہ لاتے تو آپ ان کے معاملات میں نہ پڑتے لیکن آپ سے یہ بات مروی نہیں ہے آپ سے تو صرف اتنی بات مروی ہے کہ آپ نے اس وقت رجم کیا جب وہ اپنا مقدمہ لائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور فیصلے کی خبر دی جب وہ اپنا مقدمہ آپ کے پاس لائے اور آپ کے پاس مقدمہ لانے سے پہلے کے فیصلے کے بارے میں کوئی خبر نہیں دی کہ کیا اس

ثُمَّ نَظَرْنَا فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاٰثَارِ هَلْ نَجِدُ فِيْهِ مَا يَدُلُّ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ۔

۲۴۹۔ **فَاِذَا** اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَاَةٍ مِنْهُمَا زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِيْتُوْا بِاَرْبَعَةٍ مِنْكُمْ يَشْهَدُوْنَ فَثَبَتَ بِهٰذَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ يَنْظُرُ بَيْنَهُمْ قَبْلَ اَنْ يَحْكُمَهُ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَةُ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِمَا الزِّنَاءُ لِاَنَّهُمَا جَمِيْعًا جَاحِدَانِ وَلَوْ كَانَا مُقِرَّيْنِ لَمَا احْتَاجَ مَعَ اِقْرَارِهِمَا اِلٰى اَرْبَعَةٍ يَشْهَدُوْنَ

وَرُوِيَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَيْضًا۔

۲۵۰۔ **حَدَّثَنَا** فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ثَنَا اَبِيْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ حُمِّمَ وَجْهُهٗ وَقَدْ ضُرِبَ يُطَافُ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا شَاْنُ هٰذَا قَالُوْا زَنٰى قَالَ فَمَا تَجِدُوْنَ فِيْ كِتَابِكُمْ قَالُوْا يُحَمَّمُ وَجْهُهٗ وَيُعَزَّرُ وَيُطَافُ بِهٖ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ مَا تَجِدُوْنَ حَدَّهٗ فِيْ كِتَابِكُمْ فَاَشَارُوْا اِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَسَاَلَهٗ

صورت میں بھی صفائی کرنا واجب ہے یا نہیں تو اس حدیث سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے دلیل پیش کرنا غلط ثابت ہوا۔

پھر ہم نے اس کے علاوہ روایات کو دیکھا کہ کیا ان میں اس بات پر کوئی دلالت پائی جاتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی اپنے ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے ان دونوں نے زنا کیا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنے لوگوں میں سے چار گواہ لاؤ تو اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معاملات میں فیصلے فرماتے تھے اس سے پہلے کہ وہ مرد اور عورت جن پر زنا کا دعویٰ کیا گیا آپ سے فیصلہ طلب کرتے کیونکہ وہ دونوں تو منکر تھے اگر وہ اقرار کرتے تو ان کے اقرار کے ساتھ چار گواہوں کی ضرورت نہ ہوتی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات نقل کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مرة، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے اس کے چہرے کو کالا کر کے اسے پھرایا جا رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کیا ہوا انہوں نے بتایا کہ اس نے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا تم اپنی کتاب (تورات) میں (اس کا حکم) پاتے ہو انہوں نے کہا اس کا چہرہ سیاہ کر کے سزا دی جائے اور اسے پھرایا جائے آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اپنی کتاب میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال رجل نجدہ فی التوراۃ الرجم ولکنہ کثر فی اشرافنا فکرھنا ان نقیم الحد علی سفلتنا وندع اشرافنا فاصطلحنا علی شیء فوضعنا ھذا فرجمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال انا اولی من احیی ما اماتوا من امر اللہ۔

۲۵۱۔ ففی ھذا ما یدل ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد کان لہ ان یحکم بینھم وان لم یحکموہ لان فی ھذا الحدیث انھم مروا بہ وھو یحمم فذکر باقی الحدیث ثم رجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما دعاھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکارا لما فعلوہ من قبل ان یاتوہ ثم رد امرھم الی حکم اللہ الذی قد عطلوہ وغیروہ ثبت بذلک انہ قد کان لہ ان یحکم فیما بینھم حکموہ او لم یحکموہ فھذا ما فی ھذہ الآثار من الدلائل علی ما قد تکلمنا علیہ واما قول اللہ عز وجل فان جاءوک فاحکم بینھم او اعرض عنھم فان الذی ذھبوا فیہ الی تثبیت الحکم یقولون ھی منسوخۃ۔

۲۵۲۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو حذیفۃ عن سفیان عن السدی عن عکرمۃ فان جاءوک فاحکم بینھم او اعرض عنھم قال نسختھا ھذہ الآیۃ وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع

اس کی کیا سزا پاتے ہو انہوں نے اپنے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا ہم تورات میں (اس کی سزا) رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے معزز لوگوں میں یہ عمل زیادہ ہو گیا تو ہم نے ناپسند کیا کہ کم درجے کے لوگوں پر حد قائم کریں اور بڑے لوگوں کو چھوڑ دیں تو ہم نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور یہ سزا مقرر کر دی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجم کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے جس حکم کو انہوں نے چھوڑ دیا اس کو زندہ کرنے کا مجھ کو زیادہ حق ہے۔

تو اس حدیث کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا اگرچہ وہ اپنا مقدمہ آپ کے پاس نہیں لائے کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ آپ گزرے تو اس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا پھر باقی حدیث ذکر کی پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم فرمایا جب حضور علیہ السلام نے ان کے اس عمل کا انکار کرتے ہوئے جو آپ کے پاس آنے سے پہلے وہ کر چکے تھے، آپ نے ان کو بلایا تو آپ نے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی طرف لوٹا دیا جس کو انہوں نے معطل کر دیا اور بدل دیا تھا تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ کو ان کے درمیان فیصلے کا حق تھا وہ اپنا مقدمہ آپ کے پاس لاتے یا نہ، ان (مذکورہ بالا) روایات میں یہ دلائل ہیں جن پر ہم نے گفتگو کی ہے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کا تعلق ہے کہ "اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں یا ان سے اعراض کریں" تو جو حضرات اس حکم کو ثابت مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے۔

حضرت سدی، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں آیت کریمہ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ اس آیت کریمہ سے منسوخ ہے وَاَنِ احْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

أهواءهم

وقال الآخرون تأويلها وأن احكم بينهم بما أنزل الله إن حكمت **فلما** اختلف في تأويل هذه الآية وكانت الآثار قد دلت على ما ذكرنا ثبت الحكم عليهم على إمام المسلمين ولم يكن له تركه لأن في حكمه النجاة في قولهم جميعا لأن من يقول عليه أن يحكم يقول قد ترك ما كان عليه أن يفعله ومن يقول له أن لا يحكم يقول قد ترك ما كان له تركه فإذا حكم يشهد له الفريقان جميعا بالنجاة وإذا لم يحكم لم يشهد له بذلك فأولى الأشياء بنا أن نفعل ما فيه النجاة بالاتفاق دون ما فيه ضد النجاة بالاختلاف **وهذا** الذي ذكرنا من وجوب الحكم عليهم قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد **فإن قال** قائل فأنتم لا ترجمون اليهود إذا زنوا فقد تركتم بعض ما في الحديث الذي به احتججتم قيل له إن الحكم كان في الزناة في عهد موسى عليه السلام هو الرجم على المحصن **وكذلك** كان جواب اليهودي الذي سأله رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن حد الزاني في كتابهم فلم ينكر ذلك عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فكان على النبي صلى الله عليه وآله وسلم اتباع ذلك والعمل به لأن على كل نبي اتباع شريعة النبي الذي كان قبله حتى يحدث الله شريعة تنسخ شريعته قال الله تعالى أولئك الذي هدى الله فبهداهم اقتده فرجم رسول الله صلى

اهواءھم اور آپ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں تو اس چیز کے ساتھ فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے —— جب اس آیت کی تاویل میں اختلاف ہوا اور روایات ہماری مذکورہ گفتگو پر دلالت کرتی ہیں تو ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کا حاکم ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا اس لیے کہ ان سب کے قول کے مطابق اس فیصلے میں نجات ہے کیونکہ جو لوگ فیصلے کے حق میں ہیں وہ فرماتے ہیں اس نے اس عمل کو چھوڑ دیا جو اس پر لازم تھا اور جو حضرات فرماتے ہیں وہ فیصلہ نہ کرے تو وہ کہتے کہ اس نے اس عمل کو چھوڑ دیا جسے وہ چھوڑ سکتا تھا اور جب وہ فیصلہ کرے گا تو دونوں فریق اس کے لیے نجات کی گواہی دیں گے اور جب وہ فیصلہ نہیں کرے گا تو وہ نجات کی گواہی نہیں دیں گے تو جس کام میں بالاتفاق نجات ہو اسے کرنا اولیٰ ہے بجائے اس کام کے جس میں نجات کے خلاف بات اختلاف کے ساتھ ثابت ہو۔ اور یہ جو ہم نے ان کے خلاف فیصلہ کرنے کا وجوب ذکر کیا ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحہم اللہ کا قول ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ تم زانی یہودی کو رجم نہیں کرتے لہٰذا تم نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا۔ تو اسے جواب کہا جائے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں زانیوں کی سزا رجم تھی وہ محصن ہوں یا غیر محصن۔ اسی طرح جس یہودی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا کہ ان کی کتاب میں زانی کی سزا کیا ہے تو اس کا جواب بھی یہی تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا نبی اکرم

الله عليه وآله وسلم اليهوديين على ذلك الحكم ولا فرق حينئذ في ذلك بين المحصن وغير المحصن ثم أحدث الله عز وجل لنبيه صلى الله عليه وآله وسلم شريعة فنسخت هذه الشريعة فقال والّاتي يأتين الفاحشة من نسائكم فاستشهدوا عليهن أربعة منكم فإن شهدوا فأمسكوهن في البيوت حتى يتوفاهن الموت أو يجعل الله لهن سبيلا وكان هذا ناسخا لما كان قبله ولم يفرق في ذلك بين المحصن وغير المحصن ثم نسخ الله تعالى ذلك فجعل لحدهما لا يداء بالآية التي بعدها ولم يفرق في ذلك أيضا بين المحصن ثم جعل لهن سبيلا البكر بالبكر جلد مائة وتغريب عام والثيب بالثيب جلد مائة والرجم فرق حينئذ بين حد المحصن وحد غير المحصن الجلد ثم اختلف الناس من بعد في الإحصان فقال قوم لا يكون الرجل محصنا بامرأته ولا المرأة محصنة بزوجها حتى يكونا حرين مسلمين بالغين قد جامعها وهما بالغان وممن قال بذلك أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد۔

وقال آخرون يحصن أهل الكتاب بعضهم

صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم تھا کہ اس حکم کی اتباع اور اس پر عمل کرتے کیونکہ ہر نبی پر لازم ہے کہ جب تک کوئی شرعی حکم نہ آئے وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت پر چلے ارشاد خداوندی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے راہ دکھائی پس آپ ان کے راستے پر چلیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں یہودیوں کو اس حکم کے مطابق رجم فرمایا اور اس وقت محصن اور غیر محصن کے درمیان فرق نہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شرعی حکم ظاہر فرمایا تو یہ شریعت (شریعت موسیٰ علیہ السلام) منسوخ ہوگئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کا ارتکاب کریں ان پر چار گواہ طلب کرو جو تم میں سے ہوں اگر وہ ان کے خلاف گواہی دیں تو ان (عورتوں) کو گھروں میں روکے رکھو حتیٰ کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ بنا دے۔

تو یہ آیت پہلے حکم کے لیے ناسخ تھی اور اس میں بھی محصن وغیر محصن کا کوئی فرق نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ بنایا کہ غیر شادی شدہ مرد، غیر شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرے تو ایک سو کوڑے اور ایک سال ملک بدری اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ کرے تو سو کوڑے اور رجم کرنا ہے ــــ اس وقت محصن اور غیر محصن کی سزا میں فرق کر دیا کہ غیر محصن کی سزا کوڑے ہیں اس کے بعد احصان کے بارے میں اختلاف ہوا بعض لوگوں نے کہا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ محصن نہیں ہوتا اور نہ کوئی عورت خاوند کی وجہ سے محصنہ ہوتی ہے (یعنی صرف شادی شدہ ہونا احصان نہیں)، حتیٰ کہ وہ دونوں آزاد مسلمان اور بالغ ہوں اور جب اس سے جماع کرے تو دونوں بالغ ہوں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں اہل کتاب ایک دوسرے

بعضا ويحصن المسلم النصرانية ولا تحصن النصرانية المسلم وقد كان ابو يوسف قال بهذا القول في الاملاء فيما حدثني سليمن بن شعيب عن ابيه **فاحتمل** قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الثيب بالثيب الرجم ان يكون هذا على كل ثيب واحتمل ان يكون على خاص من الثيب فنظرنا في ذلك فوجدناهم مجمعين ان العبيد غير داخلين في ذلك وان العبد لا يكون محصنا ثيبا كان او بكرا ولا يحصن زوجته حرة كانت او امة **وكذلك** الامة لا تكون محصنة بزوجها حرا كان او عبدا فثبت بما ذكرنا ان قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم الثيب بالثيب الرجم انما وقع على خاص من الثيب لا على كل الثيب فلم يدخل فيما اجمعوا انه وقع على خاص الا ما قد اجمعوا انه فيه داخل **وقد** اجمعوا ان الحرين المسلمين البالغين الزوجين الذين قد كان منهما الجماع محصنين واختلفوا فيمن سواهم فقد احاط علمنا ان ذلك قد دخل في قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الثيب بالثيب الرجم **فادخلنا** فيه ولم يحط علمنا بما سوى ذلك فاخرجناه منه وقد كان يجئ في القياس لما كانت الامة لا تحصن الحر ولا يحصنها الحر وكانت هي في عدم احصانها اياه كهو في عدم احصانه اياها ان يكون كذلك النصرانية فكما هي لا تحصن زوجها المسلم كان هو ايضا كذلك لا يحصنها **وقد** رأينا الامة ايضا لما بطل ان تحصن المسلم بطل ان تحصن الكافر قياسا ونظرا على ما

کے ذریعے محصن ہو جاتے ہیں اور مسلمان نصرانی عورت کو محصنہ بنا دیتا ہے لیکن نصرانی عورت مسلمان مرد کو محصن نہیں بنا سکتی حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنی املاء میں یہی بات فرماتے تھے سلیمان بن شعیب نے اپنے والد سے اسی طرح نقل کیا ہے لہٰذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ شادی شدہ شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو رجم ہے، میں اس بات کا احتمال ہے کہ ہر شادی شدہ (ثیب) مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ خاص قسم کا ثیب مراد ہو، ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو دیکھا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس حکم میں غلام داخل نہیں ہیں اور غلام شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ وہ محصن نہیں ہو سکتا اور اس کی بیوی بھی محصنہ نہیں ہو سکتی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

اسی طرح لونڈی بھی محصنہ نہیں ہو سکتی اس کا خاوند آزاد ہو یا غلام، تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ہر ثیب، ثیب سے زنا کرے تو رجم ہے، سے خاص ثیب مراد ہے ہر ثیب مراد نہیں تو جس پر اجماع ہے کہ اس سے خاص مراد ہے اس میں صرف وہی داخل ہوگا جس کے داخل ہونے پر اجماع ہو اور ان حضرات کا اتفاق ہے کہ دو آزاد مسلمان بالغ میاں بیوی جو (کم از کم ایک بار) جماع کر چکے ہیں وہ محصن ہیں اس کے علاوہ میں اختلاف ہے تو ہمارے علم کے مطابق یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں داخل ہے آپ نے فرمایا ثیب، ثیب کے ساتھ زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے، لہٰذا ہم نے اسے اس میں داخل کر دیا اور اس کے علاوہ کے بارے میں ہمارے علم نے احاطہ نہیں کیا لہٰذا ہم نے اسے نکال دیا اور قیاس بھی یہی ہے کہ جب لونڈی، آزاد آدمی کو محصن نہیں بنا سکتی اور نہ آزاد اسے محصنہ بنا سکتا ہے اور وہ اس مرد کو محصن نہ بنانے میں اسی طرح ہے جس طرح وہ اس کو محصن نہیں بنا سکتا ہے تو نصرانی عورت کا حکم بھی یہی

ذکر بادو اللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ ٢٦ الْقَضَاءِ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

٢٥٣ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَيْفُ بْنُ سُلَيْمٰنَ الْمَكِّيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ۔

٢٥٤ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

٢٥٥ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَا ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَنَسِيَهٗ سُهَيْلٌ وَقَالَ حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ عَنِّيْ۔

---

٢٥٦ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ يَعْنِي الْحِمَّانِيَّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ فَلَقِيْتُ سُهَيْلًا فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ۔

ہونا چاہیے کہ جب وہ اپنے مسلمان خاوند کو محصن نہیں بنا سکی تو وہ بھی اسے محصنہ نہ بنا سکے اور ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان کا مسلمان کو محصن بنانا جب باطل ہو گیا تو کافر کو محصن بنانا بھی باطل ہو گیا جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس پر قیاس کا تقاضا یہی ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب ٢٦ گواہ کے ساتھ قسم کے ذریعے فیصلہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبدالعزیز بن محمد حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا۔

حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں حضرت سہیل اسے بھول گئے اور فرمایا کہ مجھ سے ربیع نے حدیث بیان کی اور انہوں نے مجھ (عبدالعزیز) سے روایت کی۔

یحییٰ بن عبدالحمید یعنی حمانی فرماتے ہیں سلیمان بن بلال اور دراوردی نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں پھر میں نے حضرت سہیل سے ملاقات کی اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے لاعلمی

۲۵۷۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت سہیل بن ابی صالح اپنے والد سے وہ حضرت زید بن ثابت اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۵۸۔ حَدَّثَنَا وَهْبَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا أَبُو هَمَّامٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۵۹۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ جَابِرًا۔

حضرت جعفر اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

۲۶۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دوسری سند سے حضرت جعفر اپنے والد سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۶۱۔ حَدَّثَنَا بَحْرٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت عمرو بن محمد اپنے والد سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ فِي خَاصٍّ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي الْأَمْوَالِ خَاصَّةً وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ **وَخَالَفَهُمْ** فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا يَجِبُ أَنْ يُقْضَى فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا بِرَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَلَا يُقْضَى بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ مَعَ الشَّاهِدِ فَقَدْ دَخَلَهُ الضَّعْفُ الَّذِي لَا يَقُومُ بِهِ مَعَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ قَالُوا أَمَّا مَا رَوَيْتُمُوهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِمَّا ذُكِرَ فِيهِ أَنَّهُ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فَأَمَّا حَدِيثُ زَمْعَةَ عَنْ سُهَيْلٍ فَقَدْ سَأَلَ الدَّرَاوَرْدِيُّ سُهَيْلًا عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ مِنَ السُّنَنِ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ خاص امور یعنی مالی معاملات میں ایک گواہ کے ساتھ قسم کے ذریعے فیصلہ کیا جائے۔ انہوں نے ان مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے۔

جب کہ دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی معاملے میں بھی فیصلہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے بغیر نہیں ہو سکتا اور کسی معاملے میں بھی ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ نہ کیا جائے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس میں مذکور ہے کہ آپ نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا تو اس روایت میں ضعف ہے جس کی وجہ سے یہ

مَشْهُوْرَةٍ وَالْأُمُوْرِ الْمَعْرُوْفَةِ إِذْ لَمْ أَذْهَبْ عَلَيْهِ وَأَنْتُمْ قَدْ تُضَعِّفُوْنَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ مَا هُوَ أَقْوٰى مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِأَقَلَّ مِنْ هٰذَا۔

(روایت) دلیل نہیں بن سکتی جہاں تک حضرت ربیعہ کی حضرت سہیل سے روایت کا تعلق ہے دراوردی نے حضرت سہیل سے اس سلسلے میں پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اگر یہ مشہور حادثات اور معروف امور سے ہوتی تو ان کے علم سے باہر نہ رہتی اور تم لوگ تو معمولی سی بات کے باعث اس سے قوی احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہو۔

۲۶۲۔ وَأَمَّا حَدِيْثُ عُثْمَانَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مُنْكَرًا أَيْضًا لِأَنَّ أَبَا صَالِحٍ لَا تُعْرَفُ لَهُ رِوَايَةٌ عَنْ زَيْدٍ وَلَوْ كَانَ عِنْدَ سُهَيْلٍ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ لَمَا أَنْكَرَ عَلَى الدَّرَاوَرْدِيِّ مَا ذَكَرْتُمْ عَنْ رَبِيْعَةَ وَيَقُوْلُ لَهُ لَمْ يُحَدِّثْنِيْ بِهِ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِيْ بِهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَعَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ الْحَكَمِ لَيْسَ بِالَّذِيْ يُثْبَتُ مِثْلُ هٰذَا بِرِوَايَتِهِ وَأَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَمُنْكَرٌ لِأَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ لَا نَعْلَمُهُ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِشَيْءٍ فَكَيْفَ يَحْتَجُّوْنَ بِهِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا۔

جہاں تک حضرت عثمان بن حکم کی روایت کا تعلق ہے جسے انہوں نے زہیر بن محمد سے انہوں نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو وہ بھی منکر حدیث ہے کیونکہ ابو صالح کے لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت معروف نہیں ہے اور اگر اس سلسلے میں حضرت سہیل کے پاس کوئی بات ہوتی تو وہ دراوردی پر اس کا انکار نہ کرتے جسے تم نے حضرت ربیع سے نقل کیا اور وہ کہتے کہ میرے والد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کی ہے باوجودیکہ حضرت عثمان بن حکم اس درجہ کے راوی نہیں ہیں کہ ان کی روایت سے اس قسم کا حکم ثابت کیا جائے جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا تعلق ہے تو وہ منکر ہے کیونکہ ہمارے علم کے مطابق قیس بن سعد، حضرت عمرو بن دینار سے کچھ بھی روایت نہیں کرتے تو وہ اس قسم کے مسئلے میں ان سے کس طرح استدلال کرتے ہیں۔

۲۶۳۔ وَأَمَّا حَدِيْثُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ رَوَاهُ كَمَا ذَكَرْتُمْ۔

جہاں تک حضرت جعفر بن محمد کی روایت کا تعلق ہے جسے انہوں نے بواسطہ اپنے والد، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو اسے عبد الوہاب نے روایت کیا جیسا کہ تم نے ذکر کیا۔

۲۶۴۔ وَأَمَّا الْحُفَّاظُ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَمْثَالُهُمَا فَرَوَوْهُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ جَابِرًا وَأَنْتُمْ لَا تَحْتَجُّوْنَ بِعَبْدِ الْوَهَّابِ فِيْمَا خَالَفَ فِيْهِ

لیکن حفاظ حدیث مثلاً حضرت امام مالک، سفیان ثوری اور ان جیسے دوسرے حضرات نے حضرت جعفر سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور

الثوری وما لکا ثم لو لم ینازع فی طریق هذا الحدیث وسلمت علی هذه الالفاظ التی رویت علیها لکانت محتملة للتاویل الذی یقوم بمثلها معه الحجة **وذلکم** انکم اثبتم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی بالیمین مع الشاهد الواحد ولم یبین فی الحدیث کیف کان ذلک السبب ولا المستحلف من هو فقد یجوز ان یکون ذلک علی ما ذکرتم ویجوز ان یکون ارید به یمین المدعی علیه **واذا** ادعی المدعی ولم یقم علی دعواه الا شاهدا واحدا فاستحلف له النبی صلی الله علیه واله وسلم المدعی علیه فروی ذلک لیعلم الناس ان المدعی یجب له الیمین علی المدعی علیه لا بحجة اخری غیر الدعوی لا یجب له الیمین الا بها کما قال قوم ان المدعی لا یجب له الیمین فیما ادعی الا ان یقیم البینة انه قد کانت بینه وبین المدعی علیه خلطة ولبس فان اقام علی ذلک بینة استحلف له والا لم یستحلف فاراد الذی روی هذا الحدیث ان ینفی هذا القول ویثبت الیمین بالدعوی وان لم یکن مع الدعوی غیرها فهذا وجهه **وقد** یجوز ان یکون ارید به یمین المدعی مع شاهده الواحد لان شاهده الواحد کان ممن یحکم بشهادته وحده وهو خزیمة بن ثابت فان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قد کان عدل شهادته بشهادة رجلین۔

تم عبدالوہاب کی اس روایت سے استدلال نہیں کرتے جس میں وہ حضرت مالک اور حضرت سفیان ثوری کی مخالفت کرتے ہیں پھر اگر اس حدیث کی سند میں کوئی جھگڑا نہ بھی ہو اور اس کے الفاظ کو اسی طرح تسلیم کر لیا جائے جس طرح وہ مروی ہے تو پھر بھی اس میں ایسی تاویل کا احتمال ہے جس کے وجہ سے یہ حدیث تمہاری دلیل نہیں بن سکتی اور وہ یوں ہے کہ تم نے روایت کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ فیصلہ کیا اور حدیث میں یہ بات واضح نہیں کہ اس کا سبب کیا تھا اور قسم کس سے لی گئی ہو سکتا ہے اسی طرح ہو جس طرح تم نے ذکر کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ مدعی علیہ سے قسم لینا مراد ہو، ہو سکتا ہے جب مدعی نے دعویٰ کیا اور اپنے دعویٰ پر صرف ایک ہی گواہ پیش کر سکا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مدعی علیہ سے قسم لی اور یہ حدیث روایت کی گئی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مدعی کے لیے مدعی علیہ پر قسم دعویٰ کے علاوہ کسی اور دلیل سے واجب نہیں ہوتی بلکہ صرف دعویٰ سے ہی قسم واجب ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ مدعی کے لیے اس کے دعویٰ کے سلسلے میں قسم اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ گواہ قائم کر دے کہ اس کے اور مدعی علیہ کے درمیان کوئی اختلاف اور جھگڑا ہے اگر وہ اس پر گواہی قائم کرے تو اس کے لیے قسم لی جائے ورنہ قسم نہ لی جائے تو جس نے یہ حدیث روایت کی ہے اس کا مقصد اس (نظریے) کی نفی کرنا تھا قسم تو صرف دعویٰ ہی سے ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ دعویٰ کے ساتھ کوئی اور بات نہ ہو تو یہ اس حدیث کا باعث ہے۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ مدعی سے ایک گواہ کے ساتھ قسم لینا مراد ہو کیونکہ اس کا ایک گواہ ان لوگوں میں ہو جس اکیلے کی گواہی سے فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

۲۶۶ - حدثنا فهد قال ثنا ابو اليمان قال اخبرنا
شعيب بن ابی حمزة عن الزهری قال اخبرنی
عمارة بن خزيمة الانصاری ان عمه حدثه
وهو من اصحاب النبی صلی الله عليه وآله وسلم
ان رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ابتاع فرسا
من اعرابی فاستتبعه ليقبضه ثمن فرسه
فاسرع النبی صلی الله عليه وآله وسلم المشی
وابطأ الاعرابی فطفق رجال يعترضون الاعرابی
فيساومونه بالفرس لا يشعرون ان النبی صلی
الله عليه وسلم ابتاعه حتى زاد بعضهم الاعرابی فی السوم علی ثمن الفرس
الذی ابتاعه به النبی صلی الله تعالی عليه وآله وسلم فنادی الاعرابی
النبی صلی الله عليه وآله وسلم فقال ان كنت
مبتاعا لهذا الفرس فابتعه والا بعته فقال
النبی صلی الله عليه وآله وسلم حين سمع نداء
الاعرابی فقال او ليس قد ابتعته منك فقال
الاعرابی لا والله ما بعتك فقال النبی صلی الله
عليه وآله وسلم بلی قد ابتعته منك فطفق
الناس يلوذون بالنبی صلی الله عليه وآله وسلم
والاعرابی وهما يتراجعان وطفق الاعرابی يقول
هلم شهيدا يشهد لك انی قد بايعتك فمن
جاء من المسلمين قال للاعرابی ويلك ان النبی
صلی الله عليه وآله وسلم لم يكن يقول الا حقا
حتى جاء خزيمة فاستمع لمراجعة النبی صلی الله
عليه وآله وسلم ومراجعة الاعرابی وهو يقول
هلم شهيدا يشهد لك انی قد بايعتك فقال
خزيمة انا اشهد انك قد بايعته فاقبل النبی
صلی الله عليه وآله وسلم علی خزيمة فقال بم
تشهد فقال بتصديقك يا رسول الله فجعل رسول
الله صلی الله عليه وآله وسلم شهادة خزيمة

حضرت عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو حضور علیہ السلام کے ایک صحابی ہیں (یہاں حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد نہیں ہیں) نے خبر دی کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ آپ کے
پیچھے چلا تاکہ گھوڑے کی قیمت وصول کرے سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم تیز تیز تشریف لے گئے اور اسے تاخیر ہوگئی تو کچھ
لوگ اس اعرابی سے گھوڑے کا نرخ طے کرنے لگے انہیں
حضور علیہ السلام کے سودے کا علم نہ تھا حتی کہ بعض حضرات نے
اس قیمت سے زیادہ بھاؤ لگایا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسے خریدا تھا اعرابی نے آپ کو آواز دی کہ اگر آپ
اس گھوڑے کو خریدتے ہیں تو خرید یں ورنہ میں اسے بیچتا
ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی آواز سنی تو فرمایا
کیا تم نے اس کو مجھ پر بیچا نہیں اعرابی نے کہا اللہ کی قسم
میں نے نہیں بیچا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کیوں
نہیں بیچا (یعنی بیچا ہے) میں نے تم سے خریدا ہے
صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اعرابی کی طرف
متوجہ ہوئے وہ دونوں ایک دوسرے (کی بات) کو رد کر
رہے تھے دیہاتی کہنے لگا کوئی گواہ لاؤ جو گواہی دے
کہ میں نے آپ پر فروخت کیا ہے وہ مسلمان جو وہاں پہنچ
چکے تھے کہنے لگے اے اعرابی تمہارے لیے ہلاکت ہو
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں یہاں تک کہ حضرت
خزیمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے حضور علیہ السلام اور
اعرابی کی گفتگو سنی اور وہ کہہ رہا تھا کہ گواہ لاؤ جو گواہی
دے کہ میں نے آپ پر اسے بیچا ہے حضرت خزیمہ
نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اسے بیچا ہے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم کیسے گواہی دیتے ہو انہوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سچا جاننے کی وجہ سے
تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ

بشهادة رجلين ۔

۲۶۷۔ فلما كان ذلك الشاهد الذى قد ذكرنا قد يجوز ان يكون هو خزيمة بن ثابت فيكون المشهود له بشهادته وحده مستحقا لما شهد له كما يستحق غيره بالشاهدين بما شهد له به فادعى المدعى عليه الخروج من ذلك الحق الى المدعى فاستحلفه له النبى صلى الله عليه وآله وسلم على ذلك واريد بنقل هذا الحديث ليعلم ان المدعى اذا اقام البينة على دعواه وادعى المدعى عليه الخروج من ذلك الحق اليه ان عليه اليمين مع بينته فهذه وجوه يحتملها ما جاء عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم من قضائه باليمين مع الشاهد فلا ينبغى لاحد ان يأتى الى خبر قد احتمل هذه التاويلات فيعطفه على احدها بلا دليل يدله على ذلك من كتاب او سنة او اجماع ثم يزعم ان من خالف ذلك مخالف لما روى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكيف يكون مخالفا لما قد روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد تاول ذلك على معنى يحتمل ما قال بل ما خالف الا تاويل مخالفه بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يخالف شيئا من حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ۔

۲۶۸۔ وقد روى عن على بن ابى طالب كرم الله وجهه ما حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو احمد قال ثنا مسعر عن عمرو بن مرة عن ابى البخترى عن ابى عبد الرحمن السلمى عن على قال اذا بلغكم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث فظنوا به

کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

جب وہ گواہ جس کا ہم نے ذکر کیا حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی ہو سکتے ہیں تو جس کے لیے صرف وہ ایک گواہی دیں وہ اس چیز کا مستحق ہو جائے جس کی گواہی دی جس طرح دوسرا شخص اپنے حق میں دی جانے والی دو گواہوں کی گواہی سے مستحق ہوتا ہے تو مدعی علیہ نے مدعی کا اپنے حق سے بری ہونے کا دعویٰ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مدعی علیہ) کو اس بات پر قسم دی اس حدیث کو نقل کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مدعی جب اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کر دے اور مدعی علیہ یہ دعویٰ کرے کہ مدعی علیہ اپنا حق حاصل کر چکا ہے تو اب گواہی کی موجودگی میں اس (مدعی علیہ) سے قسم لی جائے گی لہٰذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث مروی ہے کہ آپ نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا اس میں ان وجوہ کا احتمال ہے پس کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ ایسی روایت لائے جس میں ان تاویلات کا احتمال ہو پھر کسی ایسی دلیل کے بغیر اسے کسی ایک معنی پر محمول کرے جس پر قرآن پاک، سنت یا اجماع سے دلالت پائی جاتی ہو پھر یہ گمان کرے کہ جو شخص اس کا مخالف ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث کا مخالف ہے اور وہ کیسے آپ کی حدیث کا مخالف ہو سکتا ہے جب کہ اس نے وہ معنی مراد لیا جس کا حدیث میں احتمال ہے بلکہ اس نے مخالف کی ان تاویلات کی مخالفت کی ہے جو اس نے حدیث کے ضمن میں بیان کی ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت نہیں کی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت ابو عبدالرحمن سلمی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پہنچے تو اس کا وہ معنی خیال کرو جو زیادہ آسان ہو زیادہ راہنمائی کرنے والا اور زیادہ حیا رکھنے

الذی هو اهنأ والذی هو اهدی والذی هو اتقی والذی هو خیر.

٢٦٩- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب وابو الولید قالا ثنا شعبة عن عمرو فذکر باسناده مثله غیر انه لم یقل والذی هو خیر فهکذا ینبغی للناس ان یفعلوا وان یحسنوا حقیق ظنونهم ولا یقولون علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الا بما قد علموه فانهم منهیون عن ذلک معاقبون علیه وکیف یجوز لاحد ان یحمل حدیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی ما حمله علیه هذا المخالف وقد وجدنا کتاب الله عز وجل یدفعه ثم السنة المجمع علیها تدفعه ایضا.

فاما کتاب الله عز وجل فان الله تعالی یقول فاستشهدوا شهیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان وقال واشهدوا ذوی عدل منکم وقد کانوا قبل نزول هاتین الآیتین لا ینبغی لهم ان یقضوا بشهادة الف رجل ولا اکثر منهم ولا اقل لانه لا یوصل بشهادتهم الی حقیقة صدقهم **فلما** انزل الله عز وجل ما ذکرنا قطع بذلک العذر وحکم بما امر به علی ما تعبد به خلقه ولم یحکم بما هو اقل من ذلک لانه لم یدخل فیما تعبدوا به.

٢٧٠- اما السنة المتفق علیها فهی ان لا یحکم بشهادة جار الی نفسه مغنما ولا دافع عنها مغرما فالحکم بالیمین مع الشاهد الواحد علی ما حمله علیه هذا المخالف لنا حدیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فیه حکم لمدع بیمینه فذلک حکم لجار الی نفسه بیمینه فهذه سنة

والا اور بہتر ہو۔

حضرت شعبہ نے حضرت عمرو سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے یہ الفاظ نہیں کہے کہ جو بہتر ہو۔ تو لوگوں کو اسی طرح کرنا چاہیے اور اپنے خیالات کو اچھا کرنا چاہیے علم کے بغیر رسول اللہ علیہ کے بارے میں کوئی بات نہ کہیں انہیں اس بات سے روکا گیا اور اس پر انہیں سزا ہوگی اور کسی کے لیے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ حدیث سے وہ مفہوم مراد لے جو اس مخالف نے لیا ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک اس مفہوم کو رد کرتا ہے اور متفق علیہ سنت بھی اس کو رد کرتی ہے۔

جہاں تک قرآن پاک کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تم اپنے مردوں میں سے دو گواہ قائم کرو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں نیز فرمایا اپنے لوگوں (مسلمانوں) میں سے دو انصاف والوں کو گواہ بناؤ ان دو آیتوں کے نزول سے پہلے ان کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ ایک ہزار مردوں یا ان سے زیادہ یا کم کی گواہی کے ساتھ فیصلہ کرتے کیونکہ ان کی گواہی سے پتہ نہیں چلتا کہ وہ واقعی سچے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیات نازل فرمائیں تو عذر ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں اتنی تعداد کا ذکر فرمایا جو (اجتماعی) عبادت قائم کر سکے اور اس سے کم کا حکم نہیں دیا کیونکہ وہ ان کی (اجتماعی) عبادت کی تعداد میں داخل نہیں۔ اور متفق علیہ سنت یہ ہے کہ ایسے شخص کی گواہی سے فیصلہ نہ کیا جائے جو اپنے نفع کھینچنے والا ہو اور نہ اس کی شہادت کے ساتھ جو اپنے آپ سے تاوان کو دور کرنے والا ہو پس ایک گواہ کے ساتھ قسم کے ذریعے فیصلہ کرنا جیسا کہ ہمارے اس مخالف نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مفہوم پر محمول کیا

متفق عليها تدفع الحكم باليمين مع الشاهد مع ما قد دفعه أيضا مما قد ذكرنا من كتاب الله تعالى فأولى الأشياء بنا أن نصرف حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إلى ما يوافق كتاب الله تعالى والسنة المتفق عليها لا إلى ما يخالفهما أو يخالف أحدهما ولقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نصا ما يدفع القضاء باليمين مع الشاهد على ما ادعى هذا المخالف لنا۔

اور اس میں مدعی کا قسم کا حکم ہے قسم کے ساتھ اپنے لیے نفع حاصل کرنے والے کے حق میں فیصلہ کرنا ہے تو یہ متفق علیہ سنت ہے جو گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنے کو دور کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کا جو حکم ہم نے ذکر کیا ہے وہ بھی اس کی نفی کرتا ہے تو ہمارے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو اس معنی پر محمول کریں جو قرآن پاک اور متفق علیہ سنت کے مطابق ہو نہ کہ اس معنی پر جو اس سنت یا ان میں سے کسی ایک کے مخالف ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح طور پر حدیث مروی ہے جو ایک گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلے کی نفی کرتی ہے جس کا ہمارے مخالف نے دعویٰ کیا ہے۔

---

۲۷۱ - حدثنا إبراهيم بن مرزوق ومحمد بن خزيمة جميعا قالا ثنا أبو الوليد الطيالسي قال ثنا أبو عوانة عن عبد الحميد عن عبد الملك بن عمير عن علقمة بن وائل عن وائل بن حجر قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فأتاه رجلان يختصمان في أرض فقال أحدهما إن هذا يا رسول الله انتزى على أرضي في الجاهلية وهو امرؤ القيس بن عائش الكندي وخصمه ربيعة بن عنوان فقال له بينتك فقال ليس لي بينة قال يمينه قال إذا يذهب بها قال ليس لك إلا ذلك فلما قام ليحلف قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من اقتطع أرضا ظالما لقي الله وهو عليه غضبان۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی حاضر ہوئے جو زمین کے بارے میں باہم جھگڑ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ اس نے زمانہ جاہلیت میں میری زمین پر قبضہ کیا اور وہ امرؤ القیس بن عائش کندی تھا اور اس کا مخالف ربیعہ بن عنوان تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا تیرے گواہ کہاں ہیں اس نے عرض کیا میرے پاس کوئی گواہ نہیں آپ نے فرمایا پھر وہ قسم اٹھائے گا اس نے کہا اس طرح تو وہ لے جائے گا آپ نے فرمایا تمہارے لیے تو یہی ہے (یعنی گواہ پیش کر یا وہ قسم کھائے) جب وہ (مدعی علیہ) قسم اٹھانے کے لیے کھڑا ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلماً کوئی زمین حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

---

۲۷۲ - حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا أبو الأحوص عن سماك بن حرب عن علقمة بن وائل عن أبيه قال جاء رجل من

حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک شخص حضر موت سے اور دوسرا کندہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حضرموت ورجل من كندة إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال الحضرمي يا رسول الله إن هذا قد غلبني على أرض كانت لي فقال الكندي هي أرضي في يدي أزرعها ليس له فيها حق فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم للحضرمي ألك بينة فقال لا فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاستحلفه فقال إنه ليس له يمين فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس لك منه إلا ذلك فانطلق ليحلفه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أما إنه إن حلف على مالك ظلما ليأكله ليلقين الله وهو عنه معرض.

حاضر ہوئے حضرمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے کندی نے کہا وہ میری زمین ہے اور میرے قبضے میں ہے میں اس میں کاشتکاری کرتا ہوں اس میں اس کا کوئی حق نہیں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے پوچھا تیرے پاس گواہ ہیں اس نے عرض کیا نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسے قسم دے اس نے کہا اس کی قسم کا کیا اعتبار؟ آپ نے فرمایا تیرے لیے اس کی طرف سے یہی کچھ ہے وہ (کندی) قسم کھانے چلا تو آپ نے فرمایا اگر اس نے تیرے مال پر زیادتی کی صورت میں قسم کھائی تاکہ اسے ہڑپ کر جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے اعراض فرمائے گا۔

---

۲۴۳ - حدثنا فهد قال ثنا جندل بن والق قال ثنا أبو الأحوص فذكر بإسناده مثله غير أنه قال فقال الحضرمي يا رسول الله إن هذا غلبني على أرضي كانت لي

حضرت جندل بن والق فرماتے ہیں ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ یوں فرمایا کہ حضرمی نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میری زمین پر قبضہ کیا جو میری تھی۔

قال أبو جعفر فلما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بينتك أو يمينه ليس لك فيه إلا ذلك دل على أنه لا يستحق شيئا بغير البينة فهذا ينفي القضاء باليمين مع الشاهد والذي هو أولى بنا أن نحمل وجه ما اختلف فيه تأويله من الحديث لا على ما يوافق هذا لا على ما يخالفه وقد قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لو يعطى الناس بدعواهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه فدل ذلك أن اليمين لا تكون أبدا إلا على المدعى عليه وقد ذكرنا ذلك بالإسناد فيما تقدم من هذا الكتاب وأما النظر في هذا فإنه يغنينا عن ذكر الأثر فيه وقول الذين ذهبوا إلى القضاء باليمين مع الشاهد

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گواہ پیش کرو یا وہ قسم کھائے تمہارے لیے صرف یہی کچھ ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ گواہوں کے بغیر کسی چیز کا مستحق نہیں تو یہ ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کی نفی کرتی ہے۔

اور ہمارے لیے زیادہ بہتر یہی بات ہے کہ ہم اس حدیث کو جس کی تاویل میں اختلاف ہے ایسے معنیٰ پر محمول کریں جو اس روایت کے موافق ہو مخالف نہ ہو۔ اور بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ پر دیا جاتا تو کئی لوگ دوسروں کے خونوں اور مالوں پر دعویٰ کرتے لیکن مدعیٰ علیہ پر قسم ہے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ قسم ہمیشہ مدعیٰ علیہ پر ہوتی ہے۔ ہم نے یہ حدیث اس کی

فجعلوا ذلك في الأموال خاصة دون سائر الأشياء فلما ثبت أنه لا يقضى بيمين وشاهد في غير الأموال كان حكم الأموال في النظر أيضا كذلك وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد.

اسناد کے ساتھ اس سے پہلے اسی کتاب میں ذکر کی ہے۔

جہاں تک اس مسئلے میں قیاس کا تعلق ہے تو وہ ہمیں ان لوگوں کے اس قول کے فساد کو ذکر کرنے سے بے نیاز کر دیتا ہے کہ ایک گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا جائے کیونکہ انہوں نے اسے اموال کے ساتھ خاص کیا ہے (دوسرے امور میں ان کے نزدیک بھی) یہ حکم نہیں پس جب ثابت ہو گیا کہ غیر اموال میں ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ نہیں ہو سکتا تو قیاس کا تقاضا ہے کہ اموال کا حکم بھی یہی ہو حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

۲۷۴۔ وقد حدثنا وهبان قال ثنا أبو همام قال ثنا ابن المبارك عن ابن أبي ذئب عن الزهري أن معاوية أول من قضى باليمين مع الشاهد وكان الأمر على غير ذلك والله أعلم.

حضرت زہری سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم کے ساتھ سب سے پہلے فیصلہ کرنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور طریق کار یہی تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۶۱ رد اليمين

باب ۲۶۱ قسم کو لوٹانا

قال أبو جعفر اختلف الناس في المدعى عليه يرد اليمين على المدعي فقال قوم لا يستحلف المدعي وقال آخرون بل يستحلف فإن حلف استحق ما ادعى بحلفه وإن لم يحلف لم يكن له شيء.

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مدعیٰ علیہ کی طرف سے مدعی پر قسم لوٹانے کے سلسلے میں اختلاف کیا گیا ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ مدعی سے قسم نہ لی جائے اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں اس سے قسم لی جائے اگر قسم اٹھائے تو اس چیز کا مستحق ہو جائے گا جس کا اس نے دعویٰ کیا ہے اور اگر قسم نہ اٹھائے تو اس کے لیے کچھ بھی نہ ہو گا۔

۲۷۵۔ واحتجوا في ذلك بما قد رويناه في غير هذا الموضع عن سهل بن أبي حثمة في القسامة أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال للأنصار تبرئكم يهود بخمسين يمينا فقالوا كيف نقبل أيمان قوم كفار فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أتحلفون وتستحقون فقالوا أنحلف

انہوں نے اس سلسلے میں اس روایت سے استدلال کیا ہے جو ہم نے حضرت سہل بن ابی حثمہ سے قسامت کے بارے میں دوسری جگہ نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا یہودی پچاس قسموں کے ساتھ تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے انہوں نے عرض کیا ہم کافر قوم کی قسموں کو کیسے قبول کریں رسول اکرم صلی اللہ

رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْمَانَ الَّتِي جَعَلْنَاهَا فِي الْبَدْءِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِمْ فَجَعَلَهَا عَلَى الْمُدَّعِينَ فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَ أَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا لَمْ يَكُنْ مِنَ الْيَهُودِ رَدُّ الْأَيْمَانِ عَلَى الْأَنْصَارِ فَيَرُدُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَيَكُونُ ذٰلِكَ حُجَّةً لِمَنْ يَرَى رَدَّ الْيَمِينِ فِي الْحُقُوقِ إِنَّمَا قَالَ أَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ حُكْمُ الْقَسَامَةِ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَلَى النَّكِيرِ مِنْهُ عَلَيْهِمْ إِذْ قَالُوا كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَقَالَ لَهُمْ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ كَمَا قَالَ أَتَدَّعُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَلَمَّا احْتَمَلَ هٰذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْمِلَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا دُونَ الْآخَرِ إِلَّا بِدَلِيلٍ يَدُلُّهُ عَلَى ذٰلِكَ فَنَظَرْنَا فِيمَا سِوَى هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فَإِذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ۔

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْمُدَّعِيَ لَا يَسْتَحِقُّ بِدَعْوَاهُ

علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم (اے انصار) قسم کھا کر اپنا حق لیتے ہو۔ یہ حضرات فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسموں کو جنہیں شروع میں مدعی علیہم پر ڈالا تھا دعویٰ کرنے والوں پر ڈال دیا۔ ان کے خلاف پہلے قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ کیا یہودی پچاس قسموں کے ساتھ تم سے بری الذمہ ہو جائیں تو یہودیوں کی طرف سے قسموں کو انصار کی طرف نہیں لوٹایا گیا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹایا لہٰذا یہ حدیث ان لوگوں کے حق میں دلیل بنے گی جو حقوق میں قسم کو لوٹانے کا نظریہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کیا یہود کی پچاس قسموں کے ساتھ تم سے بری الذمہ ہو جائیں تو انصار نے عرض کیا ہم کفار قوم کی قسموں کو کیسے قبول کریں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم قسمیں اٹھا کر اپنا حق لیتے ہو تو جائز ہے کہ قسامت کا حکم ایسے ہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان کی بات کا انکار کرتے ہوئے یہ بات فرمائی ہو، گویا جب انہوں نے کہا کہ ہم کافر لوگوں کی قسموں کو کیسے قبول کریں تو آپ نے فرمایا کیا تم قسم اٹھا کر مستحق ہو جاؤ گے جیسے آپ نے فرمایا کہ کیا تم محض دعویٰ کر کے حق حاصل کر لو گے۔

جب ان دونوں باتوں کا احتمال ہے تو کسی ایک فریق کے لیے بھی جائز نہیں کہ کسی ایسی دلیل کے بغیر جو اس کے موقف پر دلالت کرتی ہو، کسی ایک معنی پر محمول کرے تو ہم نے اس حدیث کے علاوہ احادیث کو دیکھا جو اس سلسلے میں مروی ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ پر دیا جائے تو کئی لوگ دوسروں کی جانوں اور مالوں کا دعویٰ کریں گے لیکن مدعیٰ علیہ پر قسم ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ مدعی محض اپنے دعویٰ سے

دماً او مالاً وانما تستحق بها يمين المدعى عليه خاصة
هذا الحديث ظاهر المعنى ولا لنا ان نحمل ما خفى
علينا معناه من الحديث الاول على ذلك
واما وجه ذلك من طريق النظر فانا رأينا
المدعى الذى عليه ان يقيم الحجة على دعواه
لا يكون حجته تلك حجة جارة الى نفسه مغنما
ولا دافعة عنها مغرما فلما وجبت اليمين
على المدعى عليه فردوها على المدعى فان
استحلفنا المدعى جعلنا يمينه حجة له وحكمنا
له بحجة كانت منه هو بها جار الى نفسه مغنما
وهذا خلاف ما تعبد به العباد فبطل ذلك
فان قال قائل انما نحكم له بيمينه وان كان
بها جارا الى نفسه لان المدعى عليه قد رضى
بذلك قيل له وهل يوجب رضى المدعى عليه
زوال الحكم عن جهته ارأيت لو ان رجلا قال ما
ادعى على فلان من شئ فهو مصدق فادعى عليه
درهما فما فوقه هل يقبل ذلك منه ارأيت
لو قال قد رضيت بما شهد به زيد على لرجل
فاسق او لرجل جار الى نفسه بتلك الشهادة
مغنما فشهد زيد عليه بشئ هل يحكم بذلك
عليه فلما كانوا قد اتفقوا على انه لا يحكم عليه
بشئ من ذلك وان رضاه فى ذلك وغير رضاه
سواء وان الحكم لا يجب فى ذلك وان رضى الا بما
كان يجب لو لم يرض كان كذلك ايضا يمين المدعى
لا يجب له بها حق على المدعى عليه وان رضى
المدعى عليه به بذلك والحكم بيمينه بعد رضاه
بها كالحكم بها قبل ذلك

قصاص یا مال کا مستحق نہیں ہوتا اس کا حق صرف مدعا علیہ کی قسم
سے حاصل ہوتا ہے یہ حدیث کا ظاہری معنی ہے اور ہمیں
یہ حق نہیں پہنچتا کہ پہلی حدیث میں جو مخفی مفہوم ہے ہم اسے
اس پر محمول کریں۔

غور و فکر اور قیاس کے طریقے پر اس کا بیان یوں ہے
کہ ہم دیکھتے ہیں مدعی جس پر لازم ہے تاکہ وہ اپنے دعویٰ پر
دلیل قائم کرے اس کی یہ دلیل ایسی نہیں ہونی چاہیئے جو اس کی
طرف نفع کو کھینچے اور نہ اس سے تاوان کو دور کرنے والی
ہو تو جب مدعی علیہ پر قسم واجب ہوئی اور انہوں نے اسے
مدعی کی طرف لوٹا دیا پھر اگر ہم مدعی سے قسم لیں گویا ہم نے
اس کی قسم کو اس کے حق میں حجت بنا دیا اور گویا ہم نے
اس کے حق میں ایسی دلیل کے ساتھ فیصلہ کیا جس کے ذریعے
وہ اپنی طرف نفع کو کھینچتا ہے اور یہ بندگان خدا کے طریقے
کے خلاف ہے ـــــ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم قسم کے ذریعے
اس کے حق میں فیصلہ کرتے ہیں اگرچہ وہ اس کے ساتھ اپنے
لیے نفع کھینچنے والا ہے کیونکہ مدعا علیہ اس پر راضی ہے
اسے جواب دیا جائے گا کہ کیا مدعی علیہ کا راضی ہو جانا اس
کی جہت سے حکم کے زوال کو لازم کر سکتا ہے! بتائیے
اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص مجھ پر جس چیز کا دعویٰ کرتا
ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں پھر وہ (فلاں) اس پر
ایک درہم یا زیادہ کا دعویٰ کرے تو کیا اس سے یہ بات
قبول کی جائے گی اور بتائیے اگر وہ کہے کہ زید نے مجھ
پر جو گواہی دی ہے حالانکہ وہ (زید) فاسق ہے یا کوئی
شخص جو اس گواہی کے ذریعے اپنے لیے نفع حاصل کرتا
ہے تو کیا یہ اس پر زید کی یہ گواہی قبول کی جائے گی اور اس
پر کوئی فیصلہ کیا جائے گا تو جب ان تمام (علماء) کا اس بات
پر اتفاق ہے کہ اس بنیاد پر اس کے خلاف کوئی فیصلہ
نہیں کیا جائے گا اس سلسلے میں اس کی رضا اور عدم رضا
برابر ہیں اور اس بارے میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا مگر یہ

فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا بُطْلَانُ رَدِّ الْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعِي عَلَيْهِ وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ ۔

وہ راضی ہو مگر اسی چیز کے ساتھ جو حقیقتاً واجب ہے اگرچہ وہ راضی نہ ہو تو مدعی کی قسم کا بھی یہی حکم ہے اس کے سبب سے مدعی کا مدعا علیہ پر کوئی حق واجب نہیں ہوگا اگرچہ مدعا علیہ اس بات پر راضی ہو۔ اس کی رضامندی کے بعد قسم کے ساتھ فیصلہ اسی طرح ہے جیسے رضامندی سے پہلے کا فیصلہ ہے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے مدعی پر قسم کے لوٹانے کا بطلان ثابت ہوا یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے مسلک کے مطابق ہے۔

بَابُ ٢٦٢ الرَّجُلُ يَكُوْنُ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لِلرَّجُلِ هَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُخْبِرَهُ بِهَا وَهَلْ يَقْبَلُهُ الْحَاكِمُ عَلٰى ذٰلِكَ أَمْ لَا

باب ۲۶۲ کسی شخص کے پاس دوسرے کے لیے گواہی ہو تو کیا اس پر لازم ہے کہ اسے آگاہ کرے اور کیا حاکم اسے قبول کرے۔

٢٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيْلُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَقَامِيْ فِيْكُمُ الْيَوْمَ فَقَالَ أَحْسِنُوْا إِلٰى أَصْحَابِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ عَلَى الشَّهَادَةِ لَا يُسْأَلُهَا وَحَتّٰى يَحْلِفَ الرَّجُلُ عَلَى الْيَمِيْنِ وَلَا يُسْتَحْلَفُ ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مقام جابیہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے جیسے میں آج تمہارے درمیان کھڑا ہوں اور آپ نے فرمایا میرے صحابہ کرام سے حسن سلوک کرو پھر ان لوگوں سے جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان (تابعین) کے قریب ہیں پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتی کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ اس سے طلب نہیں کی جائے گی اور طلب کئے بغیر قسم کھائے گا۔

٢٧٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ قَالَ ثَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَحْسِنُوْا إِلٰى أَصْحَابِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ ۔

حضرت جریر بن حازم فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے یوں فرمایا میرے صحابہ کرام سے حسن سلوک کرو پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔

لے کتاب میں یہاں مدعی علیہ کے الفاظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سہواً ایسا لکھا گیا ۱۲ ہزاروی

۲۷۸- حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داود الطيالسي قال ثنا حماد بن زيد قال ثنا معوية بن قرة المزني قال سمعت كهمسا يقول سمعت عمر يقول فذكر نحو حديث ابي بكرة

فذهب قوم الى ان من شهد بشهادة قبل ان يسالها مذموم واحتجوا في ذلك بهذه الآثار وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا بل هو محمود ماجور على ما كان منه في ذلك وكان من الحجة لهم في دفع ما احتج به عليهم اهل المقالة الاولى ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال ثم يفشوا الكذب حتى يشهد الرجل على الشهادة لا يسألها وحتى يحلف على اليمين لا يستحلف فمعنى ذلك ان يشهد كاذبا او يحلف كاذبا لانه قال حتى يفشوا الكذب فيكون كذا او كذا افلا يجوز ان يكون ذلك الذي يكون مافشا الكذب الا كذبا اذ لا فلا معنى لذكره يفشوا الكذب واحتج اهل المقالة الاولى لقولهم ايضا بما حدثنا ابو داود قال ثنا نعيم قال ثنا ابن المبارك قال اخبرنا محمد بن سوقة عن عبيد الله بن دينار عن ابن عمر عن عمر رضي الله عنه انه خطبهم بالجابية فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول اكرموا اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشوا الكذب حتى يشهد الرجل قبل ان يستشهد .

حضرت معاویہ بن قرۃ مزنی فرماتے ہیں میں حضرت کہمس سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا پھر انہوں نے حضرت ابو بکرہ کی حضرت ابو احمد سے روایت (روایت ۲۷۶) کی طرح بیان کیا۔

تو ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو شخص کسی مطالبے کے بغیر گواہی دے تو وہ قابل مذمت ہے ان حضرات نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے ۔ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں بلکہ یہ قابل تعریف ہے اور ان لوگوں کو اس عمل پر ثواب ملے گا۔

پہلے قول والوں کی بات کو رد کرنے کے سلسلے میں ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ ایک شخص کسی معاملے کی گواہی دے گا حالانکہ اس سے طلب نہیں کی جائے گی اور قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے مطالبہ قسم نہیں ہو گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہی دے گا یا جھوٹی قسم کھائے گا کیونکہ آپ نے فرمایا حتی کہ جھوٹ پھیل جائے گا پس اس طرح اس طرح ہو گا تو جھوٹ کا پھیلنا جھوٹ بولنے کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے ورنہ آپ کے ارشاد گرامی کہ جھوٹ پھیل جانے کا کوئی مطلب نہ ہو گا۔

پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر یوں بھی استدلال کیا ہے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مقام جابیہ میں ان کو خطبہ دیا اور فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میرے صحابہ کرام کی عزت کرو پھر ان لوگوں کی جو ان سے قریب (تابعین) ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں پھر جو ان

کے قریب میں پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ کوئی شخص گواہی کے مطالبہ سے پہلے ہی گواہی دے گا۔

۲۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ ثَنَا عَارِمٌ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَبِي أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا ثُمَّ يَنْشُو بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَفْشُو فِيهِمُ الْيَمِينُ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں مبعوث ہوا پھر وہ جو ان سے متصل ہیں پھر وہ جو ان سے متصل ہیں راوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے تیسری بار ذکر کیا یا نہ پھر فرمایا اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا کچھ لوگ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے اور ان میں قسم کھانا عام ہو جائے گا۔

۲۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ الْبَزَّارُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنْ زَهْدَمِ بْنِ مُضَرِّسٍ الْجَرْمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ قَالُوا فَقَدْ ذَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الَّذِي يَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ قِيلَ لَهُمْ هٰذَا عَلَى الَّذِي لَا يُسْتَشْهَدُ فِي بَدْوِ الْأَمْرِ فَيَكُونُ فِي شَهَادَتِهِ عِنْدَ الْحَاكِمِ شَاهِدًا بِمَا لَمْ يُشْهَدْ عَلَيْهِ وَلَا يَعْلَمُهُ فَعَادَ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ إِلَى مَعْنَى الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ۔

حضرت زہدم بن مضرس جرمی سے مروی ہے انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں میرا زمانہ بہتر ہے پھر اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا یہ حضرات فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس شخص کی مذمت فرمائی جو کسی مطالبہ کے بغیر گواہی دیتا ہے ان کو (جواباً) کہا جائے گا کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس سے ابتداءً گواہی طلب نہیں کی جاتی پس وہ حاکم کے پاس ایسی بات کی گواہی دیتا ہے جس پر اسے گواہ نہیں بنایا گیا اور نہ ہی وہ اسے جانتا ہے لہٰذا اس حدیث کا معنی پہلی حدیث کی طرف لوٹ گیا۔

۲۸۱۔ وَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكْذِبُ فِيهِ الصَّادِقُ وَيَصْدُقُ فِيهِ

ان حضرات نے اس سلسلے میں مزید ذکر کیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں سچا آدمی بھی جھوٹ بولے گا امانت دار خیانت کرے گا اور خائن لوگوں کے پاس امانت رکھی جائے گی آدمی گواہی دے گا اگرچہ اس سے

الکاذب یدعون فیہ الامین ویؤتمن فیہ الخؤون ویشھد فیہ المرء وان لم یستشھد ویحلف المرء وان لم یستحلف۔

۲۸۲۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا حماد ح وحدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ھشام ابن عبد الملک قال ثنا ابوعوانۃ قالا جمیعا عن ابی بشر عن عبد اللہ بن شقیق عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم لا ادری اذکر الثالثۃ ام لا ثم یخلف بعدھم خلوف یحبھم السمانۃ ویشھدون ولا یستشھدون۔

۲۸۳۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابومسھر قال ثنا صدقۃ بن خالد قال حدثنی عمرو بن شرحبیل عن بلال بن سعد عن ابیہ قال قلنا یارسول اللہ ای امتک خیر قال انا واقرانی قال قلنا ثم ماذا قال ثم القرن الثانی قال قلنا ثم ماذا قال القرن الثالث قال قلنا ثم ماذا قال ثم یاتی قوم یشھدون ولا یستشھدون ویحلفون ولا یستحلفون ویؤتمنون ولا یؤدون

قال ابوجعفر فالکلام فی تاویل ھذا ھو الکلام الذی ذکرنا فی تاویل الآثار التی فی الفصل الذی قبل ھذا۔

۲۸۴۔ واحتجوا فی ذلک ایضا بما حدثنا ابوبکرۃ قال ثنا ابوعاصم قال ثنا شعبۃ عن منصور و سلیمن عن ابراھیم عن عبیدۃ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرکم

مانگی نہیں جائے گی اور آدمی قسم اٹھائے گا اگرچہ اس سے قسم طلب نہ کی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں پھر وہ جو ان سے متصل ہیں (راوی فرماتے ہیں) مجھے معلوم نہیں آپ نے تیسری بار یہ بات ذکر فرمائی یا نہ؟ (پھر فرمایا اس کے بعد کچھ ناخلف آئیں گے انہیں موٹاپا پسند ہوگا اور وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی مانگی نہیں جائے گی۔

حضرت بلال بن سعد اپنے والد (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کی امت کا کونسا دور بہتر ہے؟ فرمایا میں بہتر ہوں اور میرے زمانے کے لوگ بہتر ہیں پھر فرمایا اس کے بعد دوسرا زمانہ راوی فرماتے ہیں ہم نے پوچھا پھر کون سا زمانہ؟ تو آپ نے فرمایا تیسرا زمانہ، فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اس کے بعد کونسا زمانہ؟ آپ نے فرمایا پھر ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے اور ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی قسمیں اٹھائیں گے حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہیں ہوگا وہ امانت رکھیں گے لیکن ادا نہیں کریں گے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کی تاویل وہی کلام ہے جو ہم نے پچھلی روایات کی تاویل میں ذکر کیا ہے۔

ان حضرات نے مزید استدلال کیا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں پھر وہ جو ان سے متصل ہیں پھر کچھ ناخلف آئیں

قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يخلف قوم يسبق شهادتهم ايمانهم وايمانهم شهادتهم۔

گے ان کی گواہی ان کی قسموں سے اور ان کی قسمیں ان کی گواہی سے سبقت کر جائیں گی۔

۲۸۵۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا احمد بن شبيب قال ثنا ابو معوية عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيدة عن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله۔

حضرت ابراہیم، حضرت عبیدہ سے وہ حضرت عبداللہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۸۶۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا حماد بن سلمة عن الجريري ابي نضرة عن عبد الله بن مولة قال كنت اسير مع بريدة الاسلمي وهو يقول اللهم الحقني بقرني الذي انا منه ثلثا وانا معه فقلت وانا فدعا لي ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول خير هذه الامة القرن الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يكون قوم يسبق شهاداتهم ايمانهم وايمانهم شهاداتهم۔

حضرت عبداللہ بن مولہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت بریدہ اسلمی کے ہمراہ قیدی تھا اور وہ کہہ رہے تھے یا اللہ مجھے اسی زمانے کے ساتھ لاحق کر دے جس سے میں ہوں تین بار فرمایا میں بھی ان کے ساتھ تھا میں نے کہا اور "میں بھی" تو انہوں نے میرے لیے بھی دعا فرمائی پھر فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اس امت کا بہترین زمانہ وہ زمانہ ہے جس میں میں مبعوث ہوا پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں پھر ایک ایسی جماعت ہوگی جن کی گواہیاں ان کی قسموں پر اور ان کی قسمیں ان کی گواہی پر سبقت کر جائیں گی۔

۲۸۷۔ حدثنا فهد قال ثنا ابو بكر بن ابي شيبة قال ثنا حسين بن علي الجعفي عن زائدة عن عاصم عن خيثمة عن النعمان بن بشير عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يخلف قوم يسبق شهاداتهم ايمانهم وشهاداتهم۔

حضرت نعمان بن بشیر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بہتر لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں پھر کچھ ناخلف آئیں گے جن کی گواہیاں ان کی قسموں سے اور ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے سبقت کریں گی۔

۲۸۸۔ حدثنا فهد قال ثنا ابو غسان قال ثنا ابو بكر بن عياش عن عاصم فذكر باسناده مثله وزاد ثم الذين يلونهم مرة اخرى ثم ياتي قوم

حضرت ابوبکر بن عیاش حضرت عاصم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ نقل کیا کہ ایک بار مزید فرمایا پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں پھر ایک قوم آئے گی ــــ آخر تک

فكان من حجتنا على الذين احتجوا بهذه الآثار

جن لوگوں نے پہلے قول والوں کے لیے ان روایات

لِاَهْلِ الْمَقَالَةِ الْاُوْلٰى اِنَّ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لَمْ يُرِدْهَا الشَّهَادَةَ عَلَى الْحُقُوْقِ وَاِنَّمَا اُرِيْدَ بِهَا الشَّهَادَةُ فِي الْاَيْمَانِ وَقَدْ رُوِيَ مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ

۲۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ كَانَ اَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ اَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ

فَدَلَّ هٰذَا مِنْ قَوْلِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الشَّهَادَةَ الَّتِيْ ذَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَاحِبَهَا هِيَ قَوْلُ الرَّجُلِ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ مَا كَانَ كَذَا عَلٰى مَعْنَى الْحَلِفِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ كَمَا يُكْرَهُ الْحَلِفُ لِاَنَّهُ مَكْرُوْهٌ لِلرَّجُلِ الْاِكْثَارُ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَنَهٰى عَنِ الشَّهَادَةِ الَّتِيْ هِيَ حَلِفٌ كَمَا نَهٰى عَنِ الْيَمِيْنِ اِلَّا اَنْ يُسْتَحْلَفَ بِهَا فَيَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ مَعْذُوْرًا وَلَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ اَرَادَ بِالشَّهَادَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا الْحَلِفَ عَلٰى مَا لَمْ يَكُنْ بِقَوْلِهٖ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ فَيَكُوْنُ تِلْكَ الشَّهَادَةُ شَهَادَةَ كَذِبٍ۔

۲۹۰- وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ تَفْضِيْلِ الشَّاهِدِ الْمُبْتَدِيْ بِالشَّهَادَةِ مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ

سے استدلال کیا ان کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ اس گواہی سے حقوق پر گواہی دینا مراد نہیں ہے اس سے مراد قسموں کے سلسلے میں گواہی دینا ہے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ایسی بات مروی ہے جو اس معنی پر دلالت کرتی ہے

حضرت ابراہیم (نخعی) حضرت عبیدہ سے اور وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں میں سے کون بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے زمانے کے لوگ پھر وہ جو ان سے متصل ہیں پھر وہ جو ان سے متصل ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ ان میں سے ایک کی گواہی اس کی قسم پر اور اس کی قسم اس کی گواہی پر سبقت کر جائے گی۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں ہم بچے تھے تو ہمارے اصحاب ہمیں شہادت یا عہد کے ساتھ قسم اٹھانے سے منع کرتے تھے۔

تو حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شہادت والے کی مذمت فرمائی ہے وہ کسی آدمی کا یوں کہنا ہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ (اللہ کی قسم) فلاں کام ایسا نہیں ہوا تو یہ شہادت (قسم کے معنیٰ میں) ہے لہٰذا آپ نے اسے مکروہ قرار دیا جیسے قسم اٹھانے کو ناپسند فرمایا کیونکہ آدمی کے لیے بکثرت قسم کھانا مکروہ ہے اگرچہ وہ سچا ہو پس آپ نے اس شہادت سے منع فرمایا جو قسم کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ قسم (یمین) سے منع فرمایا مگر یہ کہ قسم طلب کی جائے اس وقت وہ معذور ہوگا اور ممکن ہے اس مذکورہ شہادت سے مراد ایسے کام پر قسم کھانا ہو جو وقوع پذیر نہیں ہوا کیونکہ آپ نے فرمایا پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ پس یہ گواہی جھوٹی گواہی ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گواہ کی فضیلت مروی ہے جو ابتداءً شہادت دیتا ہے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ عَنْهَا وَيُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا فَذَلِكَ عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ الَّذِي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلَا يَعْلَمُهَا الَّذِي هِيَ لَهُ أَوْ يَأْتِي بِهَا الْإِمَامَ فَيَشْهَدُ بِهَا عِنْدَهُ وَجُعِلَ خَيْرَ الشُّهَدَاءِ فَأَوْلَى بِنَا أَنْ نَحْمِلَ الْآثَارَ الْأُوَلَ عَلَى مَا وَصَفْنَا مِنْ تَأْوِيلِ كُلِّ أَثَرٍ مِنْهَا حَتَّى لَا تَتَضَادَّ وَلَا تَخْتَلِفَ وَلَا يَدْفَعَ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَكُونُ الْآثَارُ ...... الْأُوَلُ عَلَى الْمَعَانِي الَّتِي ذَكَرْنَا وَيَكُونُ هَذِهِ الْآثَارُ الْأُخَرُ عَلَى تَفْضِيلِ الْمُبْتَدِئِ بِالشَّهَادَةِ مَنْ هِيَ لَهُ أَوِ الْمُخْبِرِ بِهَا الْإِمَامَ.

علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اچھے گواہ کی خبر نہ دوں وہ گواہ جو کسی مطالبہ کے بغیر گواہی دیتا ہے یا وہ اپنی شہادت کی خبر دیتا ہے اس سے پہلے کہ اس سے پوچھا جائے حضرت ملک فرماتے ہیں وہ شخص جو اپنی گواہی کی خبر دیتا ہے جب کہ وہ شخص جس کے حق میں یہ گواہی دے رہا ہے اسے اس بات کا علم نہ ہوتا یا وہ امام کے پاس آکر گواہی دیتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو بہترین گواہ قرار دیا پس ہمارے لیے زیادہ مناسب یہی ہے کہ پہلی روایات کو اس معنیٰ پر محمول کریں جو ہم نے ہر روایت کی تاویل کے ضمن میں ذکر کیا ہے تاکہ احادیث کے درمیان تضاد اور اختلاف ثابت نہ ہو اور بعض روایات بعض کے لیے دافع نہ بنیں پس پہلی روایات ان معانی پر محمول ہوں گی جن کا ہم نے ذکر کیا اور یہ روایات اس شخص کی فضیلت کو ظاہر کرنے والی ہوں گی جس نے ابتداءً اس شخص کے لیے گواہی دی جسے اس سے فائدہ پہنچتا ہے یا وہ شخص جو حاکم کو اس (شہادت) کی خبر دیتا ہے۔

٢٩. وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوُا الْإِمَامَ فَشَهِدُوا وَابْتَدَءُوا مِنْهُمْ أَبُو بَكْرَةَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ حِينَ شَهِدُوا عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَرَأَوْا ذَلِكَ لِأَنْفُسِهِمْ لَازِمًا وَلَمْ يُعَنِّفْهُمْ عُمَرُ عَلَى ابْتِدَائِهِمْ إِيَّاهُ بِذَلِكَ بَلْ سَمِعَ شَهَادَاتِهِمْ وَلَوْ كَانُوا فِي ذَلِكَ مَذْمُومِينَ لَذَمَّهُمْ وَقَالَ مَنْ سَأَلَكُمْ عَنْ هَذَا أَلَا قَعَدْتُمْ حَتَّى تُسْأَلُوا فَلَمَّا سَمِعَ مِنْهُمْ وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ فَرْضَهُمْ كَذَلِكَ وَأَنَّ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَبْعَدُ عَنْ مَسْأَلَةٍ مَحْمُودٌ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے ایسا کیا ہے وہ حاکم کے پاس آتے اور خود بخود گواہی دیتے ان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی وہ اسے اپنے اوپر لازم سمجھتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے خود بخود گواہی دینے پر نفرت کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کی گواہیوں کو سنا اگر ان کا یہ عمل قابل مذمت ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ضرور مذمت کرتے اور فرماتے تم سے کسی نے گواہی طلب کی ہے تو تم کیوں نہیں بیٹھ گئے حتی کہ تم سے گواہی طلب کی جاتی تو جب آپ نے ان سے گواہی سنی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکار نہ کیا اور نہ ہی وہاں موجود کسی دوسرے صحابی نے انکار کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کا فرض یہی تھا اور جو

آدمی کسی طلب کے بغیر خود بخود ایسا کرے وہ قابلِ تعریف ہے۔

۲۵۲۔ فِيْمَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَسَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَا حَدَّثَنَا السَّرِيُّ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ رُشَيْدٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَهِدَ عَلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُ عُمَرَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَشَهِدَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُ عُمَرَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَشَهِدَ فَتَغَيَّرَ لَوْنُ عُمَرَ حَتّٰى عَرَفْنَا ذٰلِكَ فِيْهِ وَاَنْكَرَ لِذٰلِكَ وَجَاءَ اٰخَرُ يُحَرِّكُ بِيَدَيْهِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا سَلْحَ الْعِقَابِ وَصَاحَ اَبُوْ عُثْمَانَ صَيْحَةً تَشْبَهُ بِهَا صَيْحَةَ عُمَرَ حَتّٰى كَرِبْتُ اَنْ يُغْشٰى عَلَيَّ قَالَ رَاَيْتُ اَمْرًا قَبِيْحًا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُشْمِتِ الشَّيْطَانَ بِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاَمَرَ بِاُولٰئِكَ النَّفَرِ فَجُلِدُوْا۔

اس سلسلے میں مروی روایات میں سے یہ بھی ہے حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا پھر دوسرے آدمی نے آکر گواہی دی تو آپ (کے چہرہ انور) کا رنگ بدل گیا پھر ایک اور شخص نے آکر گواہی دی تو آپ کا رنگ بدل گیا پھر کہ ہم نے آپ کے چہرہ انور پر اس بات کو معلوم کر لیا اور آپ کو ناگوار ہوا پھر ایک اور شخص آیا وہ اپنے ہاتھ کو ہلا رہا تھا آپ نے فرمایا اے عذاب کو دور کرنے والے تیرے پاس کیا (گواہی) ہے حضرت ابو عثمان (راوی) نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کے لیے چیخ ماری حتی کہ قریب تھا میں بے ہوش ہو جاتا اس (چوتھے آدمی) نے کہا میں نے ایک برا کام دیکھا انہوں نے (حضرت عمر فاروق) نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے شیطان کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر نہیں ہنسایا پھر اس گروہ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا چنانچہ ان لوگوں کو کوڑے مارے گئے۔

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ شَهِدَ عَلَى الْمُغِيْرَةِ اَرْبَعَةٌ فَنَكَلَ زِيَادُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ فَجَلَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الثَّلَاثَةَ وَاسْتَتَابَهُمْ فَتَابَ الْاِثْنَانِ وَاَبٰى اَبُوْ بَكْرَةَ اَنْ يَتُوْبَ فَكَانَ يَقْبَلُ شَهَادَتَهُمَا حِيْنَ تَابَا وَكَانَ اَبُوْ بَكْرَةَ لَا يَقْبَلُ شَهَادَتَهُ لِاَنَّهُ اَبٰى اَنْ يَتُوْبَ وَكَانَ مِثْلَ النَّصْلِ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں چار آدمیوں نے حضرت مغیرہ کے خلاف گواہی دی پھر زیاد بن ابو سفیان نے انکار کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باقی تینوں کو (بطور حدِ قذف) کوڑے مارے اور ان سے توبہ طلب کی دو نے توبہ کر لی اور ابو بکرہ نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا تو ان کے توبہ کرنے کے بعد ان کی گواہی قبول کی جاتی تھی اور ابو بکرہ کی گواہی قبول نہیں

من العبادة۔

۲۹۳۔ حدثنا فهد قال ثنا ابو نعيم قال ثنا الوليد بن عبد الله بن جميع قال حدثني ابو الطفيل قال اقبل رهط معهم امرأة حتى نزلوا فتفرقوا في حوائجهم فتخلف رجل مع امرأة فرجعوا وهو بين رجليها فشهد ثلاثة منهم انهم رأوه يهب كما يهب المرود في المكحلة وقال الرابع اخي سمعي وبصري لم ار شيئا رأيت خصيتيه يضربان باستها ورجليها مثل اذني حمار وعلى مكة يومئذ نافع بن الحارث الخزاعي فكتب الى عمر فكتب عمر ان شهد رابع بمثل ما شهد الثلاثة فقدمهما فاجلدهما وان كانا محصنين فارجمهما وان لم يشهد الا بما كتبت به الي فاجلد الثلاثة وخل سبيل الرجل قال فجلد الثلاثة وخلى سبيل الرجل والمرأة۔

کی جاتی تھی کیونکہ انہوں نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یہ (توبہ نہ کرنا) عبادت سے باز رہنے کی شکل ہے۔

حضرت ابو الطفیل فرماتے ہیں ایک گروہ آیا اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی حتیٰ کہ وہ اترے اور اپنی اپنی ضروریات کے لیے بکھر گئے ایک مرد عورت کے ساتھ پیچھے رہ گیا وہ واپس لوٹے تو وہ اس کے دونوں پاؤں کے درمیان تھا ان میں سے تین نے گواہی دی کہ انہوں نے اس طرح گھسا ہوا دیکھا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں گھسی ہوئی ہو چوتھے نے کہا میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو صحیح خیال کرتا ہوں میں نے اسے گھسا ہوا نہیں دیکھا میں نے اس کے خصیتین کو دیکھا کہ وہ عورت کی سرین سے لگے ہوئے تھے اور اس کے پاؤں گدھے کے دو کانوں کی طرح تھے ان دنوں مکہ مکرمہ پر حضرت نافع بن حارث خزاعی امیر تھے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر چوتھا آدمی بھی ان تینوں کی طرح گواہی دے تو ان دونوں (مرد و عورت) کو لاؤ میں انہیں کوڑے ماروں گا۔ اور اگر وہ شادی شدہ ہیں تو انہیں سنگسار کروں گا اور اگر چوتھا آدمی گواہی نہ دے مگر وہ جو تم مجھے لکھ چکے ہو تو تینوں کو کوڑے مارو اور اس شخص کا راستہ چھوڑ دو راوی فرماتے ہیں پس ان تینوں کو کوڑے لگائے گئے اور اس مرد و عورت کا راستہ چھوڑ دیا گیا۔

فهؤلاء اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد شهد بعضهم ابتداء وقبلها بعضهم وحضر ذلك اكثرهم فلم ينكر فدل ذلك على اتفاقهم جميعا على هذا المعنى وثبت ان معاني الآثار الاول على ما ذكرنا من معانيها التي وصفناها في مواضعها وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمهم الله۔

تو یہ صحابہ کرام ہیں جن میں سے بعض نے ابتداءً (خود بخود) گواہی دی اور ان میں سے بعض نے اسے قبول کیا اور اکثر صحابہ کرام وہاں حاضر تھے ان میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا لہٰذا ان سب کا اتفاق اس معنی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے ان پہلی روایات کے وہ معانی ثابت ہوئے جو ہم نے بیان کئے ہیں یہ حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالشَّيْءِ فَيَكُوْنُ فِي الْحَقِيْقَةِ بِخِلَافِهِ فِي الظَّاهِرِ

۲۹۵- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّهٗ يَاْتِي الْخَصْمُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ وَاَحْسِبُ اَنَّهٗ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا اَوْ لِيَدَعْهَا۔

۲۹۶- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْاُوَيْسِيُّ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

۲۹۷- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ فَاَقْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ فَلَا يَاْخُذْهُ۔

۲۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَطَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

باب ۲۶۳ حاکم کا ایسا فیصلہ کرنا جو حقیقتاً ظاہر کے خلاف ہو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر جھگڑے کی آواز سنی تو ان (لوگوں) کی طرف تشریف لائے فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں اور میرے پاس جھگڑا کرنے والے آتے ہیں ہو سکتا ہے تم میں سے بعض بعض سے زیادہ بلیغ ہوں تو میں اس کے مطابق فیصلہ کر دوں اور میرے خیال میں وہ سچا ہو لہٰذا جس شخص کے لیے کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دیا گیا تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اب وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے (اس کی مرضی ہے)

حضرت صالح، حضرت ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو اور میں بھی ایک انسان ہوں ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی اپنی دلیل اچھی طرح پیش کرنے والا ہو تو میں جو کچھ اس سے سنوں اس کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ کر دوں لہٰذا جس کے لیے اس کے (مسلمان) بھائی کے حق کا فیصلہ کروں گویا میں اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں پس وہ اسے نہ لے۔

حضرت ابو سلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

٢٩٩ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ يَخْتَصِمَانِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَوَارِيثَ بَيْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لِأَخِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِذَا فَعَلْتُمَا هَذَا فَاذْهَبَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ لِيُحْلِلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں انصار کے دو مرد وراثت کے بارے میں جھگڑتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حالانکہ وہ وراثت مٹ چکی تھی ان کے پاس گواہ بھی نہ تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں میرے پاس جھگڑا کرنے والے آتے ہیں اور ہو سکتا ہے ان میں کوئی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہو پس ہو سکتا ہے اس سبب سے اس کے حق میں فیصلہ کر دوں اور میرا خیال یہ ہو کہ وہ سچا ہے پس میں جس کے حق میں اس کے بھائی کے حق سے فیصلہ کروں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اب (اس کی مرضی) وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے اس پر وہ دونوں شخص رونے لگے اور ان میں سے ہر ایک نے کہا میرا حق میرے بھائی کے لیے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے ایسا کر لیا تو اب جاؤ اور آپس میں تقسیم کر لو حق کے بارے میں خوب غور کرو پھر قرعہ اندازی کرو اس کے بعد ہر ایک دوسرے کے لیے اسے حلال قرار دے۔

٣٠٠ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ -

حضرت عثمان بن عمر فرماتے ہیں ہمیں حضرت اسامہ بن زید نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٣٠١ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَى بِهِ الْحَاكِمُ مِنْ تَمْلِيكِ مَالٍ أَوْ إِزَالَةِ مِلْكٍ عَنْ مَالٍ أَوْ مِنْ إِثْبَاتِ نِكَاحٍ أَوْ مِنْ حَلِّهِ بِطَلَاقٍ أَوْ بِمَا أَشْبَهَهُ أَنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ عَلَى حُكْمِ الْبَاطِنِ وَأَنَّ ذَلِكَ فِي الْبَاطِنِ كَهُوَ فِي الظَّاهِرِ وَجَبَ ذَلِكَ عَلَى مَا حَكَمَ بِهِ الْحَاكِمُ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ فِي الْبَاطِنِ عَلَى خِلَافِ مَا شَهِدَ بِهِ الشَّاهِدَانِ وَعَلَى خِلَافِ مَا حَكَمَ بِهِ بِشَهَادَتِهِمَا

حضرت عبد اللہ بن نافع صائغ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ حاکم جو بھی فیصلہ کرے کسی مال کا مالک بنانا ہو کسی مال سے ملک کو زائل کرنا ہو نکاح کو ثابت کرنا، طلاق کے ذریعے نکاح کو ختم کرنا یا اس کے مشابہ کوئی بھی حکم ہو یہ سب احکام باطن پر محمول ہوتے ہیں اور یہ باطن میں بھی ظاہر کے موافق ہوتے ہیں اس سے حاکم کا فیصلہ واجب

عَلَى الْحُكْمِ الظَّاهِرِ لَمْ يَكُنْ قَضَاءُ الْقَاضِي مُوجِبًا شَيْئًا مِنْ تَمْلِيكٍ وَلَا تَحْرِيمٍ وَلَا تَحْلِيلٍ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ -

ہو جاتا ہے اور اگر یہ باطن میں اس بات کے خلاف ہوں جس کی گواہوں نے گواہی دی ہے اور پھر کچھ ان کی گواہی پر بظاہر فیصلہ ہوا باطن میں اس کے بھی خلاف ہوں تو قاضی کسی چیز کو واجب نہیں کر سکتا نہ مالک بنا سکتا ہے نہ حرام وحلال قرار دے سکتا ہے، ان حضرات نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وَمِمَّنْ قَالَ بِذَلِكَ أَبُو يُوسُفَ وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ تَمْلِيكِ مَالٍ فَهُوَ عَلَى حُكْمِ الْبَاطِنِ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ- وَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ قَضَاءٍ بِطَلَاقٍ أَوْ نِكَاحٍ بِشُهُودٍ ظَاهِرُهُمُ الْعَدَالَةُ وَبَاطِنُهُمُ الْجُرْحَةُ فَحُكْمُ الْحَاكِمِ بِشَهَادَتِهِمْ عَلَى ظَاهِرِهِمُ الَّذِي تَعَبَّدَ اللَّهُ أَنْ يَحْكُمَ بِشَهَادَةِ مِثْلِهِمْ مَعَهُ فَذَلِكَ يُحَرِّمُ فِي الْبَاطِنِ كَحُرْمَتِهِ فِي الظَّاهِرِ وَالدَّلِيلُ عَلَى هَذَا مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ-

اس بات کے قائلین میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی شامل ہیں ــــ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک مالک بنانے کے فیصلہ کا تعلق ہے تو وہ باطن کے حکم پر ہوگا جیسا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جس شخص کے لیے اس کے بھائی کے حق سے فیصلہ کروں تو وہ اسے نہ لے کیونکہ میں اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں ــــ اور جو فیصلہ طلاق یا نکاح سے متعلق ہے تو وہ ایسے گواہوں (کی گواہی) سے ثابت ہے جو ظاہر میں اصحاب عدل ہیں لیکن ان کا باطن مجروح ہے اور حاکم ان کے ظاہر کو دیکھ کر گواہی پر فیصلہ کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جیسے لوگوں کی گواہی کے ساتھ فیصلے کا حکم دیا ہے تو یہ باطن میں بھی اسی طرح قابل احترام ہوگا جیسے ظاہر میں قابل احترام (اور معتبر) ہے اس پر دلیل وہ روایت ہے جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لعان کرنے والوں کے بارے میں مروی ہے۔

---

۳۰۲ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ لَهُمَا حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَاقِيَ الَّذِي أَصْدَقْتُهَا قَالَ لَا مَالَ لَكَ عَلَيْهَا إِنْ كُنْتَ أَصْدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان تفریق کر دی اور ان سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے (اے مرد!) تمہارا اس عورت پر کوئی حق نہیں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اس مال کا کیا بنے گا جو میں نے بطور مہر اس کو

فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا عَلَيْهَا فَهُوَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهُ۔

دیا! آپ نے فرمایا تمہارے لیے اس کے ذمہ کوئی مال نہیں اگر تم نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے تو وہ اس چیز کے بدلے میں ہے جو تو نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال کیا اور اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو وہ تجھ سے بہت دور ہے۔

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَقُولُ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا۔

حضرت سفیان حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت سہل بن سعد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دو لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق فرمائی اس شخص نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اسے رکھوں تو گویا میں نے اس کے بارے میں جھوٹ کہا ہے۔

۳۰۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا هِلَالٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي عَنْ ذٰلِكَ يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ يَا عُوَيْمِرُ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ لَا أَنْتَهِي حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ اذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا

حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بتایا کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہا اے عاصم بتایئے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے پھر تم اسے قتل کرو گے یا وہ کیسے کرے اے عاصم! آپ میرے لیے یہ مسئلہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے تو عویمر آئے اور فرمایا اے عاصم! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا حضرت عاصم نے فرمایا اے عویمر تو میرے پاس اچھی بات نہیں لایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کیا جو میں نے آپ سے پوچھی عویمر نے کہا میں باز نہیں آؤں گا یہاں تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھ لوں پھر حضرت عویمر حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتایئے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے پھر آپ اس (قاتل) کو قتل کر دیں گے یا وہ کیا کرے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے جاؤ اور

فطلقها ثلاثا قبل ان یامره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ابن شهاب فکانت سنة المتلاعنین۔

۳۰۵۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا الوهبی قال ثنا الماجشون عن الزهری عن سهل بن سعد عن عاصم قال جاء نی عویمر ثم ذکر مثله فقد علمنا ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لو علم الکاذب منهما بعینه لم یفرق بینهما ولم یلاعن لو علم ان المرأة صادقة لحد الزوج لها بقذفه ایاها ولو علم ان الزوج صادق لحد المرأة بالزنا الذی کان منها فلما خفی الصادق منهما علی الحاکم وجب حکم آخر فحرم الفرج علی الزوج فی الباطن والظاهر ولم یرد ذلک الی حکم الباطن فلما شهد ا فی المتلاعنین ثبت ان کذلک الفرق کلها والقضاء بما لیس فیه تملیک اموال انه علی حکم الظاهر لا علی حکم الباطن وان حکم القاضی یحدث فی ذلک التحریم والتحلیل فی الظاهر والباطن جمیعا وانه خلاف الاموال التی تقضی بها علی حکم الظاهر وهی فی الباطن علی خلاف ذلک فیکون الآثار الاول هی فی القضاء بالاموال والآثار الاخر فی القضاء بغیر الاموال من اثبات العقود وحلها حتی تتفق معانی وجوه الآثار والاحکام ولا تتضاد۔

اس سے آ۔ حضرت سہل فرماتے ہیں پھر ان دونوں نے لعان کیا میں بھی صحابہ کرام کے ہمراہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا جب وہ دونوں فارغ ہوئے تو حضرت عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اسے رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے پہلے ہی تین طلاقیں دے دیں حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں لعان کرنے والوں کے بارے میں یہی طریقہ ہے۔

حضرت سہل ابن سعد، حضرت عاصم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عویمر میرے پاس آئے، پھر انہوں نے اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا ہے پس ہمیں معلوم ہوا کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کے ساتھ جھوٹ بولنے والے کا علم ہوتا تو آپ ان کے درمیان تفریق نہ فرماتے اور اگر معلوم ہوتا کہ عورت سچی ہے تو لعان نہ کرتے اور قذف کی وجہ سے خاوند کو حد لگاتے اور اگر آپ کو (قطعی طور پر) علم ہوتا کہ مرد سچا ہے تو عورت کو زنا کی حد لگائی جاتی کیونکہ وہ اس سے صادر ہوا پس جب حاکم پر یہ بات مخفی ہو کہ ان میں سے سچا کون ہے تو دوسرا حکم (لعان) نافذ ہوتا ہے اور خاوند پر (عورت کی) شرمگاہ ظاہراً اور باطناً دونوں طرح حرام ہوتی ہے اور اسے باطنی حکم کی طرف نہیں لوٹایا جاتا تو ان دونوں حدیثوں سے جب دو لعان کرنے والوں کے بارے میں یہ بات ثابت ہو گئی تو ثابت ہوا کہ باقی صورتوں میں بھی حکم اسی طرح ہوگا اور جن صورتوں میں اموال کا مالک بنانا نہیں ہوتا وہ ظاہر کے حکم پر ہوتا ہے باطن کے حکم پر نہیں اور اس میں قاضی کا فیصلہ ظاہر اور باطن دونوں صورتوں میں تحریم و تحلیل کو پیدا کرتا ہے اور یہ ان اموال کے خلاف ہے جن میں ظاہر کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ باطن میں اس کے خلاف ہوتا ہے، لہذا پہلی روایات اموال کے فیصلے سے متعلق ہیں اور دوسری روایات اموال کے علاوہ عقود وغیرہ کو ثابت کرنے اور ختم کرنے سے

۳۰۶۔ وَقَدْ حَكَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُتَبَايِعَيْنِ إِذَا اخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ وَالسِّلْعَةُ قَائِمَةٌ أَنَّهُمَا يَتَحَالَفَانِ وَيَتَرَادَّانِ فَتَعُوْدُ الْجَارِيَةُ إِلٰى بَائِعِهَا وَيَحِلُّ لَهٗ فَرْجُهَا وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُشْتَرِيْ وَلَوْ عَلِمَ الْكَاذِبُ مِنْهُمَا بِعَيْنِهِ إِذًا لَقَضٰى بِمَا يَقُوْلُ شَرِيْكُهٗ وَلَمْ يَقْضِ بِفَسْخِ بَيْعٍ وَلَا بِوُجُوْبِ حُرْمَةِ فَرْجِ الْجَارِيَةِ الْمَبِيْعَةِ عَلَى الْمُشْتَرِيْ فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا وَصَفْنَا كَانَ كَذٰلِكَ كُلُّ قَضَاءٍ بِتَحْرِيْمٍ أَوْ تَحْلِيْلٍ أَوْ عَقْدِ نِكَاحٍ أَوْ حِلِّهٖ عَلٰى مَا حَكَمَ الْقَاضِيْ فِيْهِ فِي الظَّاهِرِ لَا عَلٰى حُكْمِهٖ فِي الْبَاطِنِ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ۔

متعلق ہوں گی تاکہ روایات کے معانی اور احکام باہم متفق ہوں اور ان کے درمیان تضاد ثابت نہ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو باہم سودا کرتے ہیں کہ اگر ان کے درمیان قیمت میں اختلاف ہو جائے اور سامان (مبیع) قائم ہو تو وہ ایک دوسرے کو قسم دیں اور سودا واپس کر دیں اس طرح لونڈی بیچنے والے کی طرف لوٹ جائے گی اور اس کے لیے اس کی شرمگاہ حلال ہوگی اور خریدار پر حرام ہوگی اور اگر اسے معلوم ہو کہ فلاں شخص جھوٹا ہے تو اس وقت وہ سچ بولنے والے کے قول پر فیصلہ کرے اور بیع کو فسخ کرنے کا فیصلہ نہ کرے اور نہ بیچی جانے والی لونڈی کی شرمگاہ کو خریدنے والے پر حرام کرے تو جب یہ فیصلہ اس طرح ہے جس طرح ہم نے بیان کیا تو حرام یا حلال ٹھہرانے عقد نکاح کرنے یا اسے توڑنے (طلاق دینے) سے متعلق فیصلہ بھی اسی طرح ہوگا کہ قاضی اس کے ظاہری حکم کے مطابق فیصلہ کرے گا باطنی حکم کے مطابق نہیں۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔

بَابُ الْحُرِّ يَجِبُ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ مَالٌ كَيْفَ حُكْمُهٗ

۳۰۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ قَالَ كُنْتُ بِمِصْرَ فَقَالَ لِيْ رَجُلٌ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ بِيْ إِلٰى رَجُلٍ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ أَنَا سُرَّقُ فَقُلْتُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا يَنْبَغِيْ لَكَ أَنْ تُسَمّٰى بِهٰذَا الْاِسْمِ وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

باب ۲۶۴ آزاد آدمی پر قرض ہو اور مال نہ ہو تو کیا حکم ہوگا

حضرت عبدالرحمٰن بن بیلمانی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں مصر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے بارے میں تمہاری راہنمائی نہ کروں پھر وہ مجھے ایک شخص کے پاس لے گیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں انہوں نے کہا میں سُرَّق ہوں میں نے کہا آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے آپ کے لیے یہ نام رکھنا مناسب نہ تھا۔ کیونکہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ انہوں

وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَمَّانِي سُرَّقَ فَلَنْ أَدَعَ ذٰلِكَ أَبَدًا قُلْتُ وَلِمَ سَمَّاكَ سُرَّقَ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ بِبَعِيرَيْنِ لَهُ يَبِيعُهُمَا فَابْتَعْتُهُمَا مِنْهُ وَقُلْتُ لَهُ انْطَلِقْ مَعِي حَتّٰى أُعْطِيَكَ فَدَخَلْتُ بَيْتِي ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ خَلْفٍ لِي وَقَضَيْتُ بِثَمَنِ الْبَعِيرَيْنِ حَاجَتِي وَتَغَيَّبْتُ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّ الْأَعْرَابِيَّ قَدْ خَرَجَ فَخَرَجْتُ وَالْأَعْرَابِيُّ مُقِيمٌ فَأَخَذَنِي فَقَدَّمَنِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قُلْتُ قَضَيْتُ بِثَمَنِهَا حَاجَتِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَاقْضِهِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عِنْدِي قَالَ أَنْتَ سُرَّقُ اذْهَبْ بِهِ يَا أَعْرَابِيُّ فَبِعْهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ حَقَّكَ قَالَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَسُومُونَهُ بِي وَيَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا تُرِيدُونَ فَيَقُولُونَ نُرِيدُ أَنْ نَبْتَاعَهُ مِنْكَ قَالَ فَوَاللّٰهِ إِنْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي اذْهَبْ فَقَدْ أَعْتَقْتُكَ۔

نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سرق رکھا ہے لہٰذا میں اسے کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا میں نے پوچھا حضور علیہ السلام نے آپ کا نام سرق کیوں رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے ایک دیہاتی شخص سے ملاقات کی اس کے پاس دو اونٹ تھے وہ انہیں بیچنا چاہتا تھا میں نے اس سے دونوں اونٹ خرید لیے اور اسے کہا کہ میرے ساتھ چلو میں تجھے (قیمت) ادا کروں میں اپنے گھر میں داخل ہوا پھر میں اپنے مولیشی خانہ کی طرف سے نکل گیا اور اونٹوں کی قیمت اپنی ضرورت پر خرچ کر دی اور غائب ہو گیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ دیہاتی چلا گیا ہوگا تو میں باہر نکلا (دیکھا تو) دیہاتی کھڑا تھا اس نے مجھے پکڑا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا میں نے آپ کو واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا تمہیں اس عمل پر کس چیز نے مجبور کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے ان کی قیمت اپنی ضرورت میں خرچ کر دی ہے آپ نے فرمایا ادا کرو میں نے عرض کیا میرے پاس کچھ نہیں آپ نے فرمایا تم سُرّق (بڑے چور) ہو اے اعرابی اسے لے جا کر فروخت کرو حتی کہ اپنا حق پورا کر لو فرماتے ہیں صحابہ کرام اس سے میری بولی لگانے لگے اور وہ ان کی طرف دیکھتا تھا وہ پوچھتا تمہارا کیا ارادہ ہے تو وہ کہتے ہم اسے تم سے خریدنا چاہتے ہیں اس نے کہا اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ اس کی حاجت نہیں رکھتا جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا۔

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا بِالْإِسْكَنْدَرِيَّةِ يُقَالُ لَهُ سُرَّقُ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الْإِسْمُ فَقَالَ سَمَّانِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّهُ يَقْدَمُ لِي مَالٌ فَبَايَعُونِي فَاسْتَهْلَكْتُ أَمْوَالَهُمْ فَأَتَوْا بِي النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں مجھ سے حضرت زید بن اسلم نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے اسکندریہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جسے سُرّق کہا جاتا تھا میں نے اس سے پوچھا یہ کیسا نام ہے! اس نے کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا یہ نام رکھا ہے۔ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور ان لوگوں کو بتایا کہ میرے پاس مال آنے والا ہے لہٰذا میرے

الله عليه وسلم فقال انت سرق فباعنی باربعة ابعرة فقال له غرماؤه ما يصنع به قال اعتقه قالوا ما نحن بازهد فی الاجر منك فاعتقونی -

ساتھ یعنی دین کرو ہیں نے ان کا مال ہلاک کر دیا (خرچ کر دیا) پھر وہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے فرمایا تم سُرّق ہو آپ نے مجھے چار اونٹوں کے بدلے فروخت کر دیا اس (خریدار) سے قرض خواہوں نے پوچھا اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے اس نے کہا اسے آزاد کروں گا انہوں نے کہا ہم آخرت کے سلسلے میں تجھ سے زیادہ بے رغبت نہیں ہیں (یعنی ہمیں بھی آخرت کی فکر ہے) چنانچہ ان سب نے مجھے آزاد کر دیا۔

قال ابو جعفر ففی هذا الحديث بيع الحر فی الدين وقد كان ذلك فی اول الاسلام يباع من عليه دين فيما عليه من الدين اذا لم يكن له مال يقضيه عن نفسه حتى نسخ الله عز وجل ذلك فقال وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة وقضى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بذلك فی الذی ابتاع الثمار فاصيب بها فكثر دينه فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم تصدقوا فتصدق عليه فلم يبلغ ذلك وفاء دينه فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم خذوا ما وجدتم وليس لكم الا ذلك وقد ذكرنا ذلك باسناده فيما تقدم من كتابنا هذا ففی قول رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لغرمائه ليس لكم الا ذلك دليل على ان لا حق لهم فی بيعه ولولا ذلك لباعه لهم كما باع سرق فی دينه لغرمائه وهذا قول اهل العلم جميعا رحمهم الله -

---

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں آزاد آدمی کو قرض کے بدلے بیچنے کا ذکر ہے اور یہ آغازِ اسلام میں تھا مقروض آدمی کو قرض کے بدلے میں بیچا جاتا تھا جب اس کے پاس مال نہ ہوتا جس سے وہ قرض ادا کرتا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور فرمایا اور اگر وہ تنگ دست ہو تو اسے خوشحالی تک مہلت دو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں اس بات کا فیصلہ فرمایا جس نے پھل خریدے پھر اسے ان میں نقصان ہوا تو اس پر بہت زیادہ قرض ہو گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس پر) صدقہ کرو چنانچہ اسے صدقہ دیا گیا وہ قرض کی ادائیگی کو نہ پہنچا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تمہیں ملتا ہے لے لو تمہارے لیے صرف یہی ہے ہم نے یہ حدیث اس کتاب میں اس کی اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔ تو قرض خواہوں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تمہارے لیے صرف یہی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس کو بیچنے کا کوئی حق نہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ اسے ان کے لیے بیچ دیتے جیسا کہ حضرت سُرّق کو قرض خواہوں کے لیے قرض میں بیچا تھا یہ تمام اہل علم کا قول ہے۔

بَابُ ۲۶۵ الْوَالِدِ هَلْ يَمْلِكُ مَالَ وَلَدِهٖ اَمْ لَا

۳۰۹ - حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ وَابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ مَالًا وَعِيَالًا وَاِنَّ لِاَبِيْ مَالًا وَعِيَالًا وَاِنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَاْخُذَ مَالِيْ اِلٰى مَالِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ -

۳۱۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِيْ مَالًا وَلِيْ وَالِدًا يُرِيْدُ اَنْ يَجْتَاحَ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ مَا كَسَبَهُ الْاِبْنُ مِنْ مَالٍ فَهُوَ لِاَبِيْهِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا مَا كَسَبَ الْاِبْنُ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَهٗ خَاصَّةً دُوْنَ اَبِيْهِ وَقَالُوْا قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هٰذَا لَيْسَ عَلَى التَّمْلِيْكِ مِنْهُ لِلْاَبِ كَسْبَ الْاِبْنِ وَاِنَّمَا هُوَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِلْاِبْنِ اَنْ يُخَالِفَ الْاَبَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَاَنْ يَجْعَلَ اَمْرَهٗ فِيْهِ نَافِذًا كَاَمْرِهٖ فِيْمَا يَمْلِكُ اَلَا تَرَاهُ

باب ۲۶۵ کیا باپ اپنی اولاد کے مال کا مالک ہو سکتا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے پاس مال بھی ہے اور میں عیال دار بھی ہوں میرے والد کے پاس بھی مال وعیال ہے وہ میرا مال اپنے مال کے ساتھ ملانا چاہتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال تمہارے باپ کا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا میرے پاس مال ہے اور میرا والد میرے مال کو ضائع کرنا چاہتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے بے شک تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی سے ہے پس تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ بیٹا جو مال کمائے وہ اس کے باپ کا ہے ان حضرات نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا جو کچھ کماتا ہے وہ صرف اسی کا ہوتا ہے باپ کا نہیں ہوتا۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی باپ کو بیٹے کی کمائی کا مالک بنانے سے متعلق نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ

يقول أنت ومالك لأبيك فلم يكن الابن مملوكا لأبيه بإضافة النبي صلى الله عليه وآله وسلم إياه إليه فكذلك لا يكون مالكا لماله بإضافة النبي صلى الله عليه وآله وسلم إليه۔

---

٣١١ - وقد حدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعيد قال ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما نفعني مال قط ما نفعني مال أبي بكر فقال أبو بكر رضي الله عنه إنما أنا ومالي لك يا رسول الله فلم يرد أبو بكر بذلك أن ماله ملك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم دونه ولكنه أراد أن أمره ينفذ فيه وفي نفسه فكذلك قوله أنت ومالك لأبيك فهو على هذا المعنى أيضا والله أعلم وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حرم أموال المسلمين كما حرم دماءهم ولم يستثن في ذلك والدا ولا غيره۔

---

٣١٢ - فمما روي عنه في ذلك ما حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو داود ح وحدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب ويعقوب بن إسحاق الحضرمي قالوا ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن مرة بن شراحيل قال حدثني رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولنسبة قال في غرفتي هذه قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال هل تدرون أي يوم هذا قالوا نعم يوم النحر قال صدقتم

بیٹے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس سلسلے میں باپ کی مخالفت کرے بلکہ وہ اس میں باپ کے حکم کو نافذ کرے جیسے وہ اپنی ملکیت میں نافذ کرتا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے تو سرکار دو عالم کی اس اضافت کی وجہ سے بیٹا، باپ کا مملوک نہیں بنتا اسی طرح آپ کی اس اضافت سے وہ اس کے مال کا مالک بھی نہیں بنے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی کے مال نے ہرگز اتنا نفع نہیں دیا جتنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اور میرا مال آپ ہی کا ہے اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مراد نہیں تھی کہ ان کا مال، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہے اور ان کی اپنی ملک نہیں ہے بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا حکم اس مال میں بھی اور ان کے نفس میں بھی نافذ ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی کہ "تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے"، وہ بھی اسی معنی پر محمول ہے — نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے مسلمانوں کے مال کو قابلِ احترام قرار دیا جیسے ان کے خون کو قابل عزت قرار دیا اور اس سلسلے میں والد وغیرہ کو مستثنیٰ نہیں کیا

اس سلسلے میں مروی ہے حضرت مرہ بن شراحیل فرماتے ہیں مجھ سے ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا (حضرت عمرو بن مرہ فرماتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے (مرہ بن شراحیل نے) فرمایا کہ اس لڑائی کے موقعہ پر بیان کیا فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے انہوں نے عرض کیا، جی ہاں یہ قربانی کا دن ہے آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ حج اکبر کا

يوم الحج الاكبر قال هل تدرون اى شهر هذا قالوا نعم ذو الحجة قال صدقتم شهر الله الاصم هل تدرون اى بلد هذا قالوا نعم المشعر الحرام قال صدقتم فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان دماءكم واموالكم واحسبه قال واعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا فى شهركم هذا فى بلدكم هذا۔

دن ہے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے انہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ ذوالحجہ ہے آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ اللہ تعالیٰ کا بہرہ (گناہوں کی آواز نہ سننے والا) مہینہ ہے کیا تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے انہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ مشعر حرام ہے آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا پھر فرمایا بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال راوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمہارے اس مہینے اور تمہارے اس شہر میں آج کے دن کی حرمت ہے۔

۳۱۲۔ حدثنا علي بن معبد قال ثنا ابو الاشهب البكراوي هو ابن خليفة قال ثنا ابن عون عن محمد ابن سيرين عن عبد الرحمن بن ابي بكرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فى خطبته يوم النحر فى حجة الوداع ان اموالكم واعراضكم ودماءكم حرام بينكم فى مثل يومكم هذا فى مثل بلدكم هذا الا ليبلغ الشاهد الغائب۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم نحر کے خطبہ میں فرمایا بے شک تمہارے مال تمہاری عزتیں اور تمہارے خون تمہارے درمیان اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر میں آج کے دن کی حرمت ہے سنو! حاضر کو چاہیئے کہ غائب تک یہ بات پہنچا دے۔

۳۱۳۔ حدثنا فهد قال ثنا عمر بن حفص قال ثنا ابي قال ثنا الاعمش قال سمعت اباصالح يحدث عن ابي سعيد الخدري او عن ابي هريرة واراه اباسعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى حجة الوداع ان اعظم الايام حرمة هذا اليوم وان اعظم الشهور حرمة هذا الشهر وان اعظم البلدان حرمة هذا البلد وان دماءكم واموالكم حرام عليكم كحرمة هذا اليوم وهذا الشهر وهذا البلد هل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد۔

حضرت ابوصالح، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت اعمش فرماتے ہیں میرا خیال ہے صرف حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا حرمت وعزت کے اعتبار سے آج کا دن سب سے عظیم دن ہے اور سب سے زیادہ عظمت والا مہینہ یہ مہینہ ہے اور سب سے زیادہ احترام والا شہر، یہ شہر (مکہ مکرمہ) ہے اور بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کے دن، اس مہینے اور اس شہر کی حرمت ہے کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے (بارگاہ خداوندی میں) عرض کیا یا اللہ! گواہ رہنا۔

۳۱۵ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا۔

۳۱۶ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا دُحَيْمُ بْنُ الْيَتِيمِ قَالَ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ الْجُرَشِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ۔

۳۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا غَادِيَةَ الْجُهَنِيَّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ۔

۳۱۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَازِبِ بْنِ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ أَبُو غَرْقَدَةَ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةَ الْأَمْوَالِ كَحُرْمَةِ الْأَبْدَانِ فَكَمَا لَا تَحِلُّ أَبْدَانُ الْأَبْنَاءِ لِلْآبَاءِ إِلَّا بِالْحُقُوقِ الْوَاجِبَةِ فَكَذَلِكَ لَا تَحِلُّ لَهُمْ أَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِالْحُقُوقِ الْوَاجِبَةِ۔ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ تُرِيدُ أَنْ تُوجِدَ مَا ذَكَرْتَ فِي الْأَبِ مَنْصُوصًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

۳۱۹ - قُلْتُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ عَنْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (فرماتے ہیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا سنو! بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو (اور ایسے ہی حرام ہیں) جیسے تمہارا اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں آج کا دن محترم ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابو عادیہ جہنی سے مروی ہے فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت سلیم بن عمرو، حضرت عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی حرمت کو جسمانی حرمت کی طرح قرار دیا تو جس طرح باپ کے لئے بیٹے کا بدن واجب حقوق کے علاوہ حلال نہیں اسی طرح واجب حقوق کے بغیر اس کا مال حلال نہیں اگر کوئی معترض کہے کہ جو کچھ تم نے باپ کے بارے میں روایت کیا ہے ہم اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واضح بیان چاہتے ہیں۔

تو میں کہتا ہوں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم قال لرجل امرت بيوم الاضحى
عيدا جعله الله لهذه الامة فقال الرجل أفرأيت
ان لم اجد الا منيحة ابني أفأضحي بها قال لا ولكنك
تأخذ من شعرك واظفارك وتقص شاربك
وتحلق عانتك فذلك تمام اضحيتك عند الله.

قال ابو جعفر فلما قال هذا الرجل يا رسول
الله أضحي بمنيحة ابني فقال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم لا وقد امره ان يضحي من ماله وحضه
عليه دل ذلك على ان حكم مال ابنه خلاف ماله
مع ان اولى الاشياء بنا حمل هذه الآثار على هذا
المعنى لان كتاب الله عز وجل يدل على ذلك قال
الله عز وجل يوصيكم الله في اولادكم للذكر
مثل حظ الانثيين ثم قال ولابويه لكل واحد
منهما السدس مما ترك فورث الله عز وجل
الابوين مع الولد من مال الابن فاستحال ان
يكون المال للاب في حياة الابن ثم يصير
بعضه لغير الاب ثم قال الله عز وجل من بعد
وصية يوصي بها او دين فجعل الله عز وجل
المواريث للوالد وغيره بعد قضاء دين ان
كان على الميت وبعد انفاذ وصاياه من ثلث
ماله وقد اجمعوا ان الاب لا يقضي من ماله
دين ابنه ولا ينفذ وصايا ابنه من ماله ففي
ذلك ما قد دل على ما ذكرنا وقد اجمع المسلمون
ان الابن اذا ملك مملوكة حل له ان يطأها وهي
مثل اباح الله عز وجل له وطيها بقوله تعالى و
الذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم
او ما ملكت ايمانهم فلو كان ماله لابيه اذا
لحرم عليه وطي ما كسب من الجواري لحرمة

نے ایک شخص سے فرمایا مجھے قربانی کے دن کو عید بنانے کا حکم دیا
گیا اللہ تعالیٰ نے اسے اس امت کے لیے (عید) بنایا ہے اس
نے عرض کیا بتایئے اگر میں اپنے بیٹے کی اونٹنی اور ناخن اتارو
اور مونچھیں کاٹو زیر ناف بال صاف کرو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں
یہ تمہاری قربانی کی تکمیل ہے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب
اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے بیٹے کا منیحہ
قربان کروں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ آپ
نے انہیں اپنے مال سے قربانی کا حکم دیا اور اسے اسی مال کے
ساتھ مخصوص کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ بیٹے کے
مال کا حکم اس کے اپنے مال کے حکم کے خلاف ہے پھر ان روایات
کو اس معنی پر (جو بیان ہوا) محمول کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ
قرآن پاک بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے
لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے پھر فرمایا اس
کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے
اس سے جو وہ چھوڑ جائے تو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے مال میں
اولاد کے علاوہ (یعنی ماں) کو والد کے ساتھ وارث بنایا یہ
محال ہے کہ بیٹے کی زندگی میں وہ مال باپ کا ہو پھر اس میں
سے بعض دوسروں کے لیے ہو جائے ــــ اس کے بعد
ارشاد فرمایا "وصیت کے بعد جو وصیت کی جائے یا قرض کے
بعد" تو اللہ تعالیٰ نے وراثت کو باپ اور اس کے غیر کے لیے
قرار دیا لیکن جب قرض ادا کر دیا جائے جو قرض میت پر ہو
اس طرح تہائی مال سے وصیت کو پورا کرنے کے بعد وراثت
کو جاری فرمایا اور اس بات پر اجماع ہے کہ باپ اپنے مال سے
بیٹے کا قرض ادا نہیں کرے گا اسی طرح باپ کی وصیت اس کے
مال سے نافذ نہ ہوگی تو اس میں ہماری گفتگو پر دلالت پائی جاتی ہے
اور تحقیق مسلمانوں کا اجماع ہے کہ بیٹا جب اپنی کسی مملوکہ (لونڈی)

وطئ جارية ابيه عليه فدل ذلك ايضا على استحالة ملك الاب لمال الابن وان ملك الابن فيه ثابت دون ابيه وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمهم الله۔

کا مالک ہو جائے تو اس کے لیے اس سے وطی کرنا جائز ہوتا ہے اور یہ ان عورتوں میں سے ہو جاتی ہے جن سے وطی کرنا اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے ارشاد خداوندی ہے "اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیوی یا لونڈیوں سے (وطی جائز ہے) اور اگر اس کا مال اس کے باپ کا ہوتا تو اس صورت میں اس کی اپنی لونڈی سے جو اس نے خود حاصل کی وطی کرنا جائز نہ ہوتا جیسا کہ باپ کی لونڈی سے وطی کرنا جائز نہیں تو یہ بھی اس بات کی نفی پر دلالت کرتی ہے کہ بیٹے کے مال پر باپ کی ملکیت ہو اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس پر بیٹے کی ملکیت ثابت ہے باپ کی نہیں یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب ۲۶۶ الولد يدعيه الرجلان كيف الحكم فيه

باب ۲۶۶ - کسی بچے پر دو آدمیوں کا دعویٰ

۳۲۰ - حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت دخل مجزز المدلجي على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرأى اسامة وزيدا وعليهما قطيفة قد غطيا رؤسهما فقال ان هذه الاقدام بعضها من بعض فدخل على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مسرورا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجزز مدلجی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت اسامہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان دونوں پر ایک چادر تھی جس سے ان کے سر ڈھانپے ہوئے تھے اس (مجزز مدلجی) نے کہا ان قدموں کا آپس میں تعلق ہے (اُمّ المومنین فرماتی ہیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو مسرور تھے۔

۳۲۱ - حدثنا يونس قال ثنا شعيب بن الليث عن ابيه عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة انها قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مسرورا تبرق اسارير وجهه فقال الم تري ان مجززا نظر آنفا الى زيد بن حارثة واسامة بن زيد فقال ان بعض هذه الاقدام من بعض قال ابو جعفر فاحتج قوم بهذا الحديث فزعموا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہشاش بشاش تشریف لائے آپ کے چہرہ انور کے خطوط چمک رہے تھے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ابھی مجزز نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو کہا کہ یہ قدم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں
حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک

فَفِیْهِ مَا قَدْ دَلَّهُمْ اَنَّ الْقَافَةَ یُحْکَمُ بِقَوْلِهِمْ وَیَثْبُتُ بِهِ الْاَنْسَابُ قَالُوْا وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاَنْکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰی مُجَزِّزٍ وَلَقَالَ لَهٗ وَمَا یُدْرِیْكَ فَلَمَّا سَکَتَ وَلَمْ یُنْکِرْ عَلَیْهِ دَلَّ اَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ مِمَّا یُؤَدِّیْ اِلٰی حَقِیْقَةٍ یَجِبُ بِهَا الْحُکْمُ

جماعت نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے ان کا خیال ہے کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ قیافہ شناس لوگوں کے قول سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور اس سے نسب ثابت ہوتا ہے اور وہ فرماتے ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجزز کی بات کا انکار فرماتے اور اس سے فرماتے کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ تو جب آپ خاموش ہوئے اور اس پر اعتراض نہیں کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول ان باتوں میں سے ہے جو ایسی حقیقت تک پہنچاتی ہیں جس کے ساتھ حکم واجب ہو جاتا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّحْکَمَ بِقَوْلِ الْقَافَةِ فِیْ نَسَبٍ وَلَا غَیْرِهٖ وَکَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰی اَهْلِ الْمَقَالَةِ الْاُوْلٰی اَنَّ سُرُوْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِیِّ الَّذِیْ ذَکَرُوْا فِیْ حَدِیْثِ عَائِشَةَ لَیْسَ فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی مَا تَوَهَّمُوْا مِنْ وُجُوْبِ الْحُکْمِ بِقَوْلِ الْقَافَةِ لِاَنَّ اُسَامَةَ قَدْ کَانَ نَسَبُهٗ ثَبَتَ مِنْ زَیْدٍ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَمْ یَحْتَجِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ اِلٰی قَوْلِ اَحَدٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا کَانَ دُعِیَ اُسَامَةُ فِیْمَا تَقَدَّمَ اِلٰی زَیْدٍ اِنَّمَا تَعَجَّبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ اِصَابَةِ مُجَزِّزٍ کَمَا یُتَعَجَّبُ مِنْ ظَنِّ الرَّجُلِ الَّذِیْ یُصِیْبُ بِظَنِّهٖ حَقِیْقَةَ الشَّیْءِ الَّذِیْ ظَنَّهٗ وَلَا یَجِبُ الْحُکْمُ بِذٰلِكَ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْاِنْکَارَ عَلَیْهِ لِاَنَّهٗ لَمْ یَتَعَاطَ بِقَوْلِهٖ ذٰلِكَ اِثْبَاتَ مَا لَمْ یَکُنْ ثَابِتًا فِیْمَا تَقَدَّمَ فَهٰذَا مَا یَحْتَمِلُهٗ هٰذَا الْحَدِیْثُ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نسب وغیرہ میں قیافہ شناس لوگوں کے قول کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا پہلے قول والوں کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ مجزز مدلجی کے قول پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا جیسا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ذکر کیا اس بات کی دلیل نہیں جو انہوں نے وہم کیا کہ اس سے قیافہ شناس لوگوں کے قول پر حکم واجب ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نسب پہلے سے ثابت تھا اور اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے قول سے استدلال نہیں کیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس سے پہلے حضرت اسامہ کو حضرت زید کے حوالے سے نہ پکارا جاتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجزز کے سچی بات تک پہنچنے پر تعجب فرمایا اور خوش ہوئے، جیسا کہ کسی شخص کے اس گمان پر خوشی ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ کسی چیز کی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ حکم واجب نہیں ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار کو ترک فرمایا کیونکہ آپ نے اس کے قول سے ایسی بات کو ثابت کرنا خیال نہیں فرمایا جو پہلے سے ثابت نہیں تھی تو اس حدیث میں اس بات کا احتمال ہے

وَقَدْ رُوِیَ فِیْ اَمْرِ الْقَافَةِ عَنْ عَائِشَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قیافہ کے بارے میں

رضی اللہ عنہا ما یدل علی غیر ھذا۔

۳۲۲۔ حدثنا ابن داود قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ رضی اللہ عنہا اخبرتہ ان النکاح کان فی الجاھلیۃ علی اربعۃ انحاء منہ ان یجتمع الرجال العدد علی المراۃ لا تمتنع ممن جاءھا وھن البغایا وکن ینصبن علی ابوابھن رایات فیطاھا کل من دخل علیھا فاذا حملت ووضعت حملھا جمع لھم القافۃ فالحقوہ بہ کان اباہ ودعی ابنہ لا یمتنع من ذلک فلما بعث اللہ عز وجل محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالحق ھدم ذلک النکاح الذی کان یکون فیہ ذلک الحکم واقر الناس علی النکاح الذی لا یحتاج فیہ الی قول القافۃ وجعل الولد لابیہ الذی یدعیہ فیثبت نسبہ بذلک ونسخ الحکم المتقدم الذی کان یحکم فیہ بقول القافۃ وقد کان اولاد البغایا الذین ولدوا فی الجاھلیۃ من ادعی احد منھم فی الاسلام لحق بہ۔

۳۲۳۔ حدثنا یونس قال انا ابن وھب ان مالکا حدثہ عن یحیی بن سعید۔

۳۲۴۔ وحدثنا یونس قال انا انس عن یحیی بن سعید قال مالک فی حدیثہ عن سلیمن بن یسار وقال انس اخبرنی سلیمن بن یسار ان عمر کان یلیط اھل الجاھلیۃ بمن ادعی بھم فی الاسلام فدل ذلک انھم لم یکونوا یلحقون بھم بقول القافۃ فیکون قولھم کالبینۃ التی تشھد علی ذلک فلو کان قولھم مستعملا فی الاسلام کما کان مستعملا فی الجاھلیۃ اذا لما قالت عائشۃ

اس مفہوم کے خلاف مروی ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں تھیں، ایک صورت یہ تھی کہ ایک عورت کے پاس متعدد مرد جمع ہوتے تھے وہ کسی بھی آنے والے کو نہیں روکتی تھی یہ زانیہ عورتیں تھیں وہ اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑ دیتی تھیں جو بھی ان کے پاس جاتا ان سے وطی کرتا جب اسے حمل ٹھہرتا پھر وہ بچہ جنتی تو قیافہ شناس جمع ہو جاتے وہ بچے کو جس کے ساتھ ملا دیتے وہی اس کا باپ ہوتا تھا، اور وہ اس کا بچہ کہلاتا اس سے روکا نہیں جاتا تھا جب اللہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو آپ نے اس نکاح کو جس میں یہ حکم ہوتا تھا ختم کر دیا اور آپ نے اس نکاح کو برقرار رکھا جس میں قیافہ شناس کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اور بچہ اس کے باپ کے لیے قرار دیا جو اس کا مدعی ہوتا تھا اس سے اس کا نسب ثابت ہوتا اور وہ پہلا حکم جس میں قیافہ شناس کے قول کے ساتھ فیصلہ ہوتا تھا آپ نے منسوخ کر دیا اور ان زانیہ عورتوں کی جو اولاد دور جاہلیت میں پیدا ہوئی، اسلام میں جس نے اس کا دعویٰ کیا ان کے ساتھ اسے ملا دیا گیا۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت مالک نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہل جاہلیت کو ان لوگوں کے ساتھ ملاتے تھے جو اسلام میں ان کے مدعی ہوتے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ قیافہ شناس لوگوں کے قول سے ان (دعویٰ کرنے والوں) کے ساتھ نہیں ملاتے تھے کہ ان کا قول گواہی قرار پاتا جس سے وہ گواہی دیتے اگر زمانہ جاہلیت کی طرح اسلام میں بھی یہ طریقہ مستعمل ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ نہ فرماتیں کہ یہ طریقہ ختم ہو گیا بلکہ اس سے یہ بات معلوم ہوا

فَفِي ذٰلِكَ مَا يَنْفِي مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ صَحِيحًا لَكَانَ قَدْ يَجِبُ بِهِ عِلْمُ أَنَّ الْوَلَدَ ابْنُ أَيِّ الرَّجُلَيْنِ فَفِي ذٰلِكَ مَا يَنْفِي مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ ... إِذَا كَانَ قَدْ يَجِبُ بِهِ عِلْمُ أَنَّ ... وَطْيِ أَمَةٍ مِنَ الرِّجَالِ فَفِي نَسْخِ ... مِمَّنْ ... دَلِيلٌ أَنَّ قَوْلَهُمْ لَمْ يَجِبْ بِهِ حُكْمٌ بِثُبُوتِ النَّسَبِ

ضروری تھا کہ یہ بچہ وطی کرنے والے مردوں میں سے کس کا بچہ ہے تو اس کے منسوخ ہونے میں اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے قول سے ثبوت نسب کا فیصلہ واجب نہیں۔

وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى بِقَوْلِهِمْ أَيْضًا بِمَا حَدَّثَنَا يُونُسُ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ أَتَيَا عُمَرَ كِلَاهُمَا يَدَّعِي وَلَدَ امْرَأَةٍ فَدَعَا لَهُمَا رَجُلًا مِنْ بَنِي كَعْبٍ قَائِفًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ لِعُمَرَ لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيهِ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ فَقَالَ أَخْبِرِينِي خَبَرَكِ فَقَالَتْ كَانَ هٰذَا لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَأْتِيهَا وَهِيَ فِي إِبِلِ أَهْلِهَا فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى تَظُنَّ أَنْ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَمْلٌ ثُمَّ يَنْصَرِفُ عَنْهَا فَأَهْرَاقَتْ عَلَيْهِ دَمًا ثُمَّ خَلَفَهَا ذَا تَعْنِي الْآخَرَ فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى تَظُنَّ أَنْ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَمْلٌ لَا يُدْرٰى مِمَّنْ هُوَ فَكَبَّرَ الْكَعْبِيُّ فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ وَالِ أَيَّهُمَا شِئْتَ۔

پہلے قول والوں نے اپنے قول پر مزید یوں استدلال کیا ہے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے دونوں ایک عورت کے بچے پر دعویٰ کر رہے تھے آپ نے ان کے لیے بنو کعب میں سے ایک قیافہ شناس کو بلایا اس نے دونوں کو دیکھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ دونوں اس بچے میں شریک ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے دُرّے کے ساتھ مارا پھر عورت کو بلا کر فرمایا مجھے اپنی خبر بتاؤ اس نے کہا یہ ان دو میں سے ایک کا ہے وہ اس کے پاس آیا جب کہ وہ اپنے گھر یلو اونٹوں کے پاس تھی وہ اس سے جدا نہ ہوا حتی کہ اس نے گمان کیا کہ اسے حمل ٹھہر گیا پھر وہ اس سے پھر گیا اس نے اس پر خون بہایا (حیض آیا) پھر وہ دوسرا اس کے پاس آیا وہ جدا نہ ہوا حتی کہ اسے حمل ٹھہر گیا نامعلوم یہ کس کا ہے کعبی (قیافہ شناس) نے اللہ اکبر کہا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بچے سے فرمایا ان میں سے جس سے چاہے مل جا۔

۳۲۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ مِثْلَهُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے حضرت سلیمان سے اس کی مثل روایت کیا۔

۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَاطِبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتٰى رَجُلَانِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْتَصِمَانِ فِي غُلَامٍ مِنْ وِلَادَةِ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُ هٰذَا هُوَ ابْنِي وَيَقُولُ هٰذَا هُوَ ابْنِي فَدَعَا لَهُمَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَائِفًا مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْغُلَامِ فَنَظَرَ

حضرت یحییٰ بن حاطب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں دو آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ دور جاہلیت میں پیدا ہونے والے ایک بچے کے بارے میں جھگڑ رہے تھے یہ کہتا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور وہ کہتا کہ میرا لڑکا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو مصطلق سے قیافہ شناس کو بلایا اور اس بچے کے بارے میں پوچھا مصطلقی نے اس کی طرف دیکھا

إِلَيْهِ الْمُصْطَلِقِيُّ ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ إِنَّهُمَا قَدِ اشْتَرَكَا فِيهِ جَمِيعًا فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ حَتَّى اضْطَجَعَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ ذَهَبَ بِكَ النَّظَرُ إِلَى غَيْرِ مَذْهَبٍ ثُمَّ دَعَا أُمَّ الْغُلَامِ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ إِنَّ هٰذَا لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ قَدْ كَانَ غَلَبَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى وَلَدْتُ لَهُ أَوْلَادًا ثُمَّ وَقَعَ بِي عَلَى نَحْوِ مَا كَانَ يَفْعَلُ فَحَمَلْتُ فِيمَا أَرَى فَأَصَابَتْنِي هِرَاقَةٌ مِنْ دَمٍ حَتَّى وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنْ لَا شَيْءَ فِي بَطْنِي ثُمَّ إِنَّ هٰذَا الْآخَرَ وَقَعَ بِي فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مِنْ أَيِّهِمَا هُوَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ اتَّبِعْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَاتَّبَعَ أَحَدَهُمَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مُتَّبِعًا لِأَحَدِهِمَا فَذَهَبَ بِهِ وَقَالَ عُمَرُ قَاتَلَ اللّٰهُ أَخَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت بخشی ہے یہ دونوں اس بچے میں شریک ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف اٹھے اور اسے دُرہ مارا حتی کہ وہ لیٹ گیا پھر فرمایا اللہ کی قسم! تجھے نظر دوسری طرف لے گئی ہے پھر بچے کی ماں کو بلا کر اس سے پوچھا اس نے کہا یہ ان میں سے ایک مرد کا ہے یہ لوگوں پر غالب آیا اور میرے لئے اس کے بہت سے بچے جنے پھر وہ عادت کے مطابق مجھ سے ہم بستر ہوا میں اپنے خیال میں حاملہ ہو گئی لیکن مجھے خون آیا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ میرے پیٹ میں کچھ بھی نہیں پھر یہ دوسرا مجھ سے ہمبستر ہوا پس اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ یہ ان میں سے کس کا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے فرمایا ان میں سے جس کے ساتھ چاہو ہو جاؤ تو وہ ایک کے ساتھ چلا گیا حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب فرماتے ہیں میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان میں سے ایک کے پیچھے جا رہا ہے اور وہ اسے لے گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ بنو مصطلق کے بھائی کو ہلاک کرے۔

قَالُوا فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ

أَنَّ عُمَرَ حَكَمَ بِالْقَافَةِ فَقَدْ وَافَقَ مَا تَأَوَّلْنَا فِي حَدِيثِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِلْآخَرِينَ أَنَّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى بُطْلَانِ مَا قَالُوا وَذٰلِكَ أَنَّ فِيهِ أَنَّ الْقَائِفَ قَالَ هُوَ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَلَمْ يَجْعَلْهُ عُمَرُ كَذٰلِكَ وَقَالَ لَهُ وَالِ أَيَّهُمَا شِئْتَ عَلَى مَا يَجِبُ فِي صَبِيٍّ ادَّعَاهُ رَجُلَانِ فَإِنْ أَقَرَّ لِأَحَدِهِمَا كَانَ أَبَاهُ فَلَمَّا رَدَّ عُمَرُ ذٰلِكَ إِلَى حُكْمِ الصَّبِيِّ الْمُدَّعَى إِذَا ادَّعَاهُ رَجُلَانِ وَلَمْ يَكُنْ بِحَضْرَةِ الْإِمَامِ قَائِفٌ لَا إِلَى قَوْلِ الْقَائِفِ دَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ الْقَافَةَ لَا يَجِبُ بِقَوْلِهِمْ ثُبُوتُ نَسَبٍ مِنْ أَحَدٍ

یہ حضرات فرماتے ہیں اس حدیث کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیافہ کے مطابق فیصلہ فرمایا لہٰذا ہم نے مجزز مدلجی کی حدیث میں جو تاویل کی ہے یہ اس کے موافق ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کے خلاف یوں استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کے بطلان پر دلیل پائی جاتی ہے وہ یوں کہ قیافہ شناس نے کہا یہ ان دونوں سے ہے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرار نہ دیا اور اس سے فرمایا ان میں سے جس سے چاہے مل جا۔ جیسے ایک بچہ پر دو آدمی دعویٰ کریں پھر ایک اقرار کرے تو واجب ہے کہ بچہ اس کا قرار دیا جائے تو جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے اس بچے کے حکم کی طرف لوٹایا جس پر دو آدمی دعویٰ کریں اور حاکم کے پاس قیافہ شناس نہ ہو اور آپ نے اسے قیافہ شناس کے قول کی

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ اَیْضًا مِنْ وُجُوْہٍ صِحَاحٍ اَنَّہٗ جَعَلَہٗ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ جَمِیْعًا۔

۳۲۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ تَوْبَۃَ الْعَنْبَرِیِّ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلَیْنِ اشْتَرَکَا فِیْ طُھْرِ امْرَاَۃٍ فَوَلَدَتْ فَدَعَا عُمَرُ الْقَافَۃَ فَقَالُوْا اَخَذَ الشَّبَہَ مِنْھُمَا جَمِیْعًا فَجَعَلَہٗ بَیْنَھُمَا۔

۳۲۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَھْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عُمَرَ نَحْوَہٗ قَالَ فَقَالَ لِیْ سَعِیْدٌ لِمَنْ تَرٰی مِیْرَاثَہٗ قُلْتُ ھُوَ لِاٰخِرِھِمَا مَوْتًا۔

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرَۃَ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَوْفُ بْنُ اَبِیْ جَمِیْلَۃَ عَنْ اَبِی الْمُھَلَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰی فِیْ رَجُلٍ ادَّعَاہُ رَجُلَانِ کِلَاھُمَا یَزْعَمُ اَنَّہٗ ابْنُہٗ وَذٰلِکَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَدَعَا عُمَرُ اُمَّ الْغُلَامِ الْمُدَّعٰی فَقَالَ اُذَکِّرُکِ بِالَّذِیْ ھَدَاکِ لِلْاِسْلَامِ لِاَیِّھِمَا ھُوَ قَالَتْ لَا وَالَّذِیْ ھَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ مَا اَدْرِیْ لِاَیِّھِمَا ھُوَ اَتَانِیْ ھٰذَا اَوَّلَ اللَّیْلِ وَاَتَانِیْ ھٰذَا اٰخِرَ اللَّیْلِ فَمَا اَدْرِیْ لِاَیِّھِمَا ھُوَ قَالَ فَدَعَا عُمَرُ مِنَ الْقَافَۃِ اَرْبَعَۃً وَدَعَا بِبَطْحَاءٍ فَنَثَرَھَا فَاَمَرَ الرَّجُلَیْنِ الْمُدَّعِیَیْنِ فَوَطِیَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا بِقَدَمٍ وَاَمَرَ الْمُدَّعٰی فَوَطِیَ بِقَدَمٍ ثُمَّ اَرَاہُ الْقَافَۃَ قَالَ انْظُرُوْا فَاِذَا اَتَیْتُمْ فَلَا تَتَکَلَّمُوْا حَتّٰی اَسْاَلَکُمْ قَالَ فَنَظَرَ الْقَافَۃُ فَقَالُوْا قَدْ اَثْبَتْنَا ثُمَّ فَرَّقَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ سَاَلَھُمْ رَجُلًا رَجُلًا قَالَ

طرف نہیں لوٹایا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ قیافہ شناس لوگوں کے قول سے کسی کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح طرق سے یہ بات بھی مروی ہے کہ آپ نے اس بچے کو دونوں کے بیچ قرار دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دو آدمی ایک عورت کی پشت (مجامعت) میں شریک ہوئے پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیافہ شناس کو بلایا انہوں نے کہا یہ ان دونوں کے مشابہ ہے تو آپ نے اسے ان دونوں کے درمیان کر دیا۔

حضرت قتادہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں حضرت قتادہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کی میراث کس کے لیے سمجھتے ہو؟ انہوں نے فرمایا۔ جو ان دونوں میں سے بعد کو فوت ہو۔

حضرت ابو المہلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص (لڑکے) کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس پر دو آدمیوں کا دعویٰ تھا ان میں سے ہر ایک اسے اپنا بیٹا خیال کرتا تھا اور یہ زمانہ جاہلیت کا عمل تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے کی ماں کو بلایا جس پر دعویٰ کیا گیا تھا فرمایا میں تمہیں وہ ذات یاد دلاتا ہوں جس نے تجھے اسلام کی ہدایت دی یہ ان میں سے کس کا ہے؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے مجھے ہدایت دی میں نہیں جانتی کہ وہ ان میں سے کس کا ہے یہ شخص میرے پاس رات کے پہلے حصے میں آیا اور وہ رات کے پچھلے حصے میں، پس مجھے معلوم نہیں یہ کس کا ہے راوی فرماتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چار قیافہ شناسوں کو بلایا پھر کنکریاں منگوا کر ان کو پھیلا دیا اور دونوں دعویٰ داروں کو حکم دیا اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے قدم

تَقَادَعُوا يَعْنِي تَبَايَعُوا كُلُّهُمْ يَشْهَدُ أَنَّ هَذَا ابْنُ هَذَيْنِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَجَبًا لِمَا يَقُولُ هَؤُلَاءِ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ الْكَلْبَةَ تَلْقَحُ بِالْكِلَابِ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَلَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ النِّسَاءَ يَفْعَلْنَ ذَلِكَ قَبْلَ هَذَا إِنِّي لَا أَرَى مَا تَرَوْنَ اذْهَبْ فَهُمَا أَبَوَاكَ۔

۳۳۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اشْتَرَكَا فِي طُهْرِ امْرَأَةٍ فَوَلَدَتْ لَهُمَا وَلَدًا فَارْتَفَعَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَعَا لَهُمَا ثَلَاثَةً مِنَ الْقَافَةِ فَدَعَا بِتُرَابٍ فَوَطِئَ فِيهِ الرَّجُلَانِ وَالْغُلَامُ ثُمَّ قَالَ لِأَحَدِهِمْ انْظُرْ فَنَظَرَ فَاسْتَقْبَلَ وَاسْتَعْرَضَ وَاسْتَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ أَسِرُّ أَوْ أُعْلِنُ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَسِرَّ فَقَالَ لَقَدْ أَخَذَ الشَّبَهَ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَمَا أَدْرِي لِأَيِّهِمَا هُوَ فَأَجْلَسَهُ ثُمَّ قَالَ لِلْآخَرِ أَيْضًا انْظُرْ فَنَظَرَ وَاسْتَقْبَلَ وَاسْتَعْرَضَ وَاسْتَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ أَسِرُّ أَمْ أُعْلِنُ قَالَ بَلْ أَسِرَّ قَالَ لَقَدْ أَخَذَ الشَّبَهَ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَلَا أَدْرِي لِأَيِّهِمَا هُوَ فَأَجْلَسَهُ ثُمَّ أَمَرَ الثَّالِثَ فَنَظَرَ فَاسْتَقْبَلَ وَاسْتَعْرَضَ وَاسْتَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ أَسِرُّ أَمْ أُعْلِنُ قَالَ لَقَدْ أَخَذَ الشَّبَهَ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَمَا أَدْرِي لِأَيِّهِمَا هُوَ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّا نَعْرِفُ الْآثَارَ يَقُولُهَا ثَلَاثًا وَكَانَ عُمَرُ قَائِفًا فَجَعَلَهُ لَهُمَا يَرِثَانِهِ وَيَرِثُهُمَا فَقَالَ لِي سَعِيدٌ أَتَدْرِي مَنْ عَصَبَتُهُ قُلْتُ لَا قَالَ الْبَاقِي مِنْهُمَا

سے انہیں روندا جس پر دعویٰ تھا اسے حکم دیا اس نے بھی روندا پھر قیافہ شناسوں نے اسے دیکھا آپ نے فرمایا دیکھو لیکن جب آؤ تو اس وقت تک کلام نہ کرنا جب تک میں تم سے سوال نہ کروں فرماتے ہیں قیافہ شناس حضرات نے دیکھا تو کہا کہ ہم سمجھ گئے ہم نے محفوظ کر لیا۔ پھر ان کو جدا جدا کر کے ایک ایک سے پوچھا راوی فرماتے ہیں پھر وہ سب متفق ہو گئے اور ہر ایک نے گواہی دی کہ یہ لڑکا ان دونوں کا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر تعجب ہے میں جانتا تھا کہ کتیا بہت سے کتوں سے حاملہ ہوتی ہے لیکن اس سے پہلے مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں میں ان کی رائے کو رد نہیں کروں گا جاؤ یہ دونوں تمہارے باپ ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں دو آدمی ایک عورت کی پیٹھ پر شریک ہوئے اس نے ان دونوں کے لیے بچہ جنا وہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے آپ نے تین قیافہ شناسوں کو بلایا اور مٹی منگوائی ان دونوں مردوں اور لڑکے نے اس مٹی کو روندا پھر ان میں سے ایک (قیافہ شناس) سے فرمایا دیکھو اس نے دیکھا وہ آگے بڑھا دائیں بائیں ہوا اور پیچھے ہٹ گیا پھر کہا کہ پوشیدہ کہوں یا علانیہ؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پوشیدہ کہو اس نے کہا اسے ان دونوں سے مشابہت ہے لیکن میں نہیں جانتا ہے ان میں سے کس کا ہے آپ نے اسے بٹھا دیا پھر دوسرے سے فرمایا دیکھو اس نے دیکھا آگے بڑھا دائیں بائیں ہوا اور پیچھے ہٹ گیا پھر پوچھا پوشیدہ کہوں یا ظاہراً؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پوشیدہ کہو، اس نے کہا اس نے دونوں کے ساتھ مشابہت اختیار کی ہے نہ معلوم یہ ان میں سے کس کا ہے آپ نے اسے بھی بٹھا دیا پھر تیسرے کو حکم دیا اس نے دیکھا آگے کو بڑھا اِدھر اُدھر ہوا اور پیچھے ہٹا پھر کہا کہ پوشیدہ کہوں یا علانیہ؟ فرمایا ظاہراً

قَالَ

أبو جعفر فليس يخلو حكمه في هذه الآثار التي ذكرنا من أحد وجهين إما أن يكون بالدعوى لأن الرجلين ادعيا الصبي وهو في أيديهما فألحقه بهما بدعواهما أو يكون فعل ذلك فكان الذين يحكمون بقول القافة لا يحكمون بقولهم إذا قالوا هو ابن هذين فلما كان قولهم كذلك ثبت على قولهما أن يكون قضاء عمر بالولد للرجلين كان بغير قول القافة۔

٣٣٢۔ وفي حديث سعيد بن المسيب ما يدل على ذلك أنه قال فقال القافة لا ندري لأيهما هو فجعله عمر بينهما والقافة لم يقولوا هو ابنهما فدل ذلك أن عمر أثبت نسبه من الرجلين بدعواهما ولما لهما عليه من اليد لا بقول القافة

فَإِنْ قَالَ

قائل فإذا كان ذلك كما ذكرته فما كان احتياج

کہو اس نے کہا یہ ان دونوں سے مشابہ ہے مجھے معلوم نہیں یہ ان دونوں میں سے کس کا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نشانات کی معرفت رکھتے ہیں اور آپ بھی قیافہ شناس تھے آپ نے اسے ان دونوں کے بیٹے قرار دیا وہ دونوں اس کے وارث ہوں گے اور وہ ان دونوں کا وارث ہوگا (حضرت قتادہ فرماتے ہیں) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا جانتے ہو اس کا وارث کون ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا جو ان میں سے زندہ رہے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو روایات ہم نے بیان کی ہیں ان میں حکم دو صورتوں میں سے ایک سے خالی نہیں یا تو دعویٰ کے ساتھ ہوگا کیونکہ دونوں مردوں نے بچے کا دعویٰ کیا جب کہ وہ ان کے قبضے میں تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے دعویٰ کی وجہ سے ان کے ساتھ ملا دیا آپ نے خود بخود یہ فیصلہ فرمایا تو گویا وہ لوگ جو قیافہ شناس لوگوں کے قول کے مطابق فیصلہ کرتے تھے وہ ان کے قول پر اس صورت میں فیصلہ نہیں کرتے تھے کہ جب وہ کہیں یہ ان دونوں کا بیٹا ہے تو جب ان کے قول کی یہ صورت ہے تو ان دونوں کے قول کے مطابق ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قیافہ شناس لوگوں کے قول کے بغیر تھا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایسی بات ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے وہ یوں کہ انہوں نے فرمایا قیافہ شناسوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں یہ ان دونوں میں سے کس کا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے ان دونوں کے درمیان مشترک کر دیا جب کہ قیافہ شناسوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ ان دونوں کا بیٹا ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے اس کا نسب ان کے دعویٰ اور قبضہ سے ثابت کیا قیافہ شناسوں کے قول سے نہیں

اگر کوئی شخص کہے کہ اگر بات اسی طرح ہوتی جس طرح تم

عُمَرَ إِلَى الْقَافَةِ حَتَّى دَعَاهُمْ۔

قِيلَ لَهُ يَحْتَمِلُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَعَ بِقَلْبِهِ أَنَّ حَمْلًا لَا يَكُونُ مِنْ رَجُلَيْنِ فَيَسْتَحِيلُ الْحَاقُ الْوَلَدِ بِمَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَلِدْهُ فَدَعَا الْقَافَةَ لِيَعْلَمَ مِنْهُمْ هَلْ يَكُونُ وَلَدٌ يُحْمَلُ بِهِ مِنْ نُطْفَتَيْ رَجُلَيْنِ أَمْ لَا وَقَدْ بَيَّنَ ذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا فِي حَدِيثِ أَبِي الْمُهَلَّبِ فَلَمَّا أَخْبَرَهُ الْقَافَةُ بِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ يَكُونُ وَأَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَحِيلٍ رَجَعَ إِلَى الدَّعْوَى الَّتِي كَانَتْ مِنَ الرَّجُلَيْنِ فَحَكَمَ بِهَا فَجَعَلَ الْوَلَدَ ابْنَهُمَا جَمِيعًا يَرِثُهُمَا وَيَرِثَانِهِ فَذٰلِكَ حُكْمٌ بِالدَّعْوَى لَا بِقَوْلِ الْقَافَةِ۔

---

۳۲۳ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مَوْلًى لِبَنِي مَخْزُومٍ قَالَ وَقَعَ رَجُلَانِ عَلَى جَارِيَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ فَعَلِقَتِ الْجَارِيَةُ فَلَمْ يُدْرَ مِنْ أَيِّهِمَا هُوَ فَأَتَيَا عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ فِي الْوَلَدِ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَقْضِي فِي هٰذَا فَأَتَيَا عَلِيًّا فَقَالَ هُوَ بَيْنَكُمَا يَرِثُكُمَا وَتَرِثَانِهِ وَهُوَ لِلْبَاقِي مِنْكُمَا فَهٰذَا حُكْمٌ بِالْوَلَدِ لِمُدَّعِيَيْهِ جَمِيعًا فَجَعَلَهُ ابْنَهُمَا وَلَمْ يَحْتَجْ فِي ذٰلِكَ إِلَى قَوْلِ الْقَافَةِ وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

نے ذکر کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ضرورت پیش آئی کہ قیافہ شناسوں کو بلائیں۔

اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا ہمارے نزدیک اس بات کا احتمال ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات آئی ہو کہ یہ حمل ان دونوں سے نہیں ہے پس بچے کو ایسے شخص سے ملا دینا جس سے وہ پیدا نہیں ہوا محال ہے، پس آپ نے قیافہ شناسوں کو بلایا تاکہ ان سے معلوم کریں کہ کیا دو آدمیوں کے نطفہ سے ٹھہرنے والے سے بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں یہ بات ابو المہلب کی روایت میں بھی بیان ہوئی ہے جسے ہم ذکر کر چکے ہیں جب قیافہ شناسوں نے آپ کو خبر دی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے اور یہ محال نہیں ہے تو آپ نے اس دعویٰ کی طرف رجوع فرمایا جو ان دو آدمیوں کے درمیان تھا اور اس کے ساتھ فیصلہ فرمایا اور بچہ ان دونوں کے لیے قرار دیا وہ ان دونوں کا وارث ہوگا اور وہ دونوں اس کے وارث ہوں گے۔ تو یہ فیصلہ دعویٰ کی بنیاد پر تھا قیافہ شناسوں کے قول پر نہیں تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اس سلسلے میں مروی ہے حضرت ابو الاحوص، بنو مخزوم کے ایک غلام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں دو آدمیوں نے ایک ہی طہر میں ایک لونڈی سے جماع کیا لونڈی کو حمل ٹھہر گیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس کا ہے وہ دونوں، بچے میں جھگڑتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں میں ان کے درمیان کیسے فیصلہ کروں وہ دونوں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا وہ (بچہ) تم دونوں کے درمیان مشترک ہے وہ تمہارا وارث ہوگا اور تم دونوں اس کے وارث ہوگے اور وراثت تم دونوں میں سے (بعد میں) زندہ رہنے والے کے لیے ہے تو جس بچے پر دو آدمی دعویٰ کریں اس کا یہ حکم ہے تو انہوں نے اسے دونوں کا بیٹا قرار دیا اور اس سلسلے میں قیافہ شناسوں کے محتاج نہ ہوئے ہمارا یہ موقف

ہے اور یہ حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ٢٦ الرَّجُلِ يَبْتَاعُ سِلْعَةً فَيَقْبِضُهَا ثُمَّ يَمُوتُ وَثَمَنُهَا عَلَيْهِ دَيْنٌ

باب ٢٦٧ سامان خرید کر قبضہ کرنے کے بعد فوت ہو جانا اور قیمت کا اس کے ذمہ قرض ہونا۔

٣٢٤- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ فَاَدْرَكَ رَجُلٌ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مفلس ہو جائے پھر آدمی (مالک) اپنا مال اسی طرح پائے تو وہ اس کا دوسروں کی نسبت زیادہ حق دار ہے۔

٣٢٥- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالُوا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت بشیر بن نہیک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالَ اَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلَى اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا اشْتَرَى عَبْدًا بِثَمَنٍ وَقَبَضَ الْعَبْدَ وَلَمْ يَدْفَعْ ثَمَنَهُ فَاَفْلَسَ الْمُشْتَرِى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَالْعَبْدُ قَائِمٌ فِى يَدِهِ بِعَيْنِهِ اَنَّ بَائِعَهُ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ مِنْ غُرَمَاءِ الْمُشْتَرِى وَاحْتَجُّوا فِى ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَخَالَفَهُمْ فِى ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا بَلْ بَائِعُ الْعَبْدِ وَسَائِرُ الْغُرَمَاءِ فِيهِ سَوَاءٌ لِاَنَّ مِلْكَهُ قَدْ زَالَ عَنِ الْعَبْدِ وَخَرَجَ مِنْ ضَمَانِهِ فَاِنَّمَا هُوَ فِى مُطَالَبَةِ غَرِيمٍ مِنْ غُرَمَاءِ الْمَطْلُوبِ يُطَالِبُهُ بِدَيْنٍ فِى ذِمَّتِهِ لَا وَثِيقَةَ فِى يَدَيْهِ فَهُوَ وَهُمْ فِى جَمِيعِ مَالِهِ سَوَاءٌ وَكَانَ مِنْ حُجَّتِهِمْ عَلَى اَهْلِ الْمَقَالَةِ الْاُولٰى فِى فَسَادِ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص غلام خریدے اور اس پر قبضہ کرے لیکن ابھی تک قیمت ادا نہ کی ہو پھر مشتری مفلس ہو جائے اور اس پر قرض ہو جب کہ غلام اسی طرح اس کے قبضہ میں ہو تو فروخت کرنے والا دوسرے قرض خواہوں کی نسبت اس کا زیادہ حق رکھتا ہے ان حضرات نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں غلام کو بیچنے والا اور دوسرے قرض خواہ برابر ہیں کیونکہ غلام سے اس کی ملکیت زائل ہو چکی ہے اور وہ اس کی ضمان سے نکل چکا ہے لہذا فروخت کرنے والا

مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ وَاحْتَجُّوا لِقَوْلِهِمْ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ الَّذِي ذَكَرْنَا أَنَّ الَّذِي فِي ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَأَصَابَ رَجُلٌ مَالَهُ بِعَيْنِهِ وَإِنَّمَا ذَاكَ يَقَعُ عَلَى الْمَغْصُوْبِ وَالْعَوَارِي وَالْوَدَائِعِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ سَائِرِ الْغُرَمَاءِ

مطالبے کے سلسلے میں مطلوب کے قرض خواہوں میں سے ایک قرض خواہ ہے وہ اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا ہے جو اس شخص کے ذمے ہے اور اس نے اس کے کوئی چیز بطور ضمان رہن بھی نہیں رکھی پس وہ اور باقی قرض خواہ اس کے تمام مال میں برابر کے مستحق ہیں پہلے قول والوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے استدلال کیا ہے تو اس سلسلے میں ان کے مذہب کے فاسد ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ آدمی نے اپنے مال کو بعینہٖ پایا اور اس کا مال اسی طرح موجود ہو تو اس سے غصب کیا ہوا مال ادھار لیا ہوا مال اور امانتیں وغیرہ مراد ہیں اور یہ بعینہٖ اسی کا مال ہے اور وہ دوسرے قرض خواہوں کی نسبت اس کا زیادہ حق دار ہے۔

وَفِي ذٰلِكَ جَاءَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا يَكُوْنُ هٰذَا الْحَدِيْثُ حُجَّةً لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لَوْ كَانَ فَأَصَابَ رَجُلٌ عَيْنَ مَالِهِ قَدْ كَانَ لَهُ فَبَاعَهُ مِنَ الَّذِي وَجَدَهُ فِي يَدِهِ وَلَمْ يَقْبِضْ مِنْهُ ثَمَنَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ سَائِرِ الْغُرَمَاءِ وَهٰذَا الَّذِي يَكُوْنُ حُجَّةً لَهُمْ لَوْ كَانَ لَفْظُ الْحَدِيْثِ كَذٰلِكَ۔

اور اسی سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے پہلے قول والوں کے لیے یہ حدیث اس صورت میں حجت ہوتی جب یہ الفاظ ہوتے کہ اس شخص نے اپنے مال کو اس طرح پایا جو اس کا تھا پھر اس نے اسے اس شخص پر بیچا جس کے پاس اسے پایا ہے اور اس نے ابھی تک قیمت پر قبضہ نہیں کیا تو وہ باقی قرض خواہوں کی نسبت اس کا زیادہ حق دار ہے تو اگر حدیث اس طرح ہوتی تو ان کے لیے دلیل بن سکتی تھی۔

۳۳۶- فَأَمَّا إِذَا كَانَ عَلَى مَا رَوَيْنَا فِي الْحَدِيْثِ فَلَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ وَهُوَ عَلَى الْوَدَائِعِ وَالْمَغْصُوْبِ وَالْعَوَارِي وَالرُّهُوْنِ وَأَمْوَالِ الطَّالِبِيْنَ فِي وَقْتِ الْمُطَالَبَةِ بِهَا وَذٰلِكَ كَمَا جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيْثِ سَمُرَةَ فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ أَوْ ضَاعَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَهُ فِي يَدِي

لیکن جس طرح ہم نے اسے روایت کیا ہے تو اس سلسلے میں وہ ان کی دلیل نہیں بنتی کیونکہ یہ مغصوبات، ادھار لی ہوئی اشیاء اور رہن رکھی ہوئی چیزوں سے متعلق ہے اس لیے کہ وہ مطالبہ کرنے والوں کا اپنا مال ہے جس وقت وہ اس کا مطالبہ کر رہے ہیں اور یہ ایسے ہے جیسے حدیث شریف میں آیا حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مال چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے اور وہ اسے اسی طرح کسی شخص کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور خریدار قیمت

بعینه فهو احق به ویرجع المشتری علی البائع بالثمن

کے سلسلے میں بائع کی طرف رجوع کرے۔

قال ابو جعفر فقال اهل المقالة الاولی لو کان الحدیث علی ما ذکرتم من التاویل الذی وصفتم اذًا لما کان بنا الی ذکر النبی صلی الله علیه وآله وسلم ذلک من حاجة لان هذا یعلمه العامة فضلا عن الخاصة فالکلام بذلک فضل ولیس من صفته صلی الله علیه وآله وسلم الکلام بالفضل ولا الکلام بما لا فائدة فیه فکان من الحجة للآخرین علیهم فی ذلک ان ذلک لیس بفضل بل هو کلام صحیح وفیه فائدة وذلک انه اعلمهم ان الرجل اذا افلس فوجب ان یقسم جمیع ما فی یده بین غرمائه علیه فثبت ملک الرجل لبعض ما فی یده انه اولی بذلک وان الذی کان فی یده قد ملکه وغر فیه فلا یجب له فیه حکم اذا کان مغرورا فعلمهم بهذا الحدیث ما علمهم بحدیث سمرة ونفی ان یکون المغرور الذی یشکل حکمه عند العامة یستحق بذلک الغرور شیئا فهذا وجه هذا الحدیث صحیح

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں پہلے قول والے کہتے ہیں اگر حدیث اس طرح ہوتی جس طرح تم نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے تو ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ یہ بات تو عام لوگوں کو معلوم ہے چہ جائیکہ خاص لوگ — اس طرح یہ کلام فضول ہوتا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک فضول نہیں ہو سکتا اور نہ آپ بے فائدہ کلام فرماتے تھے تو اس سلسلے میں دوسرے قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ فضول کلام نہیں بلکہ صحیح کلام ہے اور اس میں فائدہ ہے اور وہ یہ کہ آپ نے (لوگوں کو) بتایا کہ جب کوئی شخص مفلس ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کے پاس جتنا مال ہے اسے اس کے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا جائے اور جس شخص کے قبضے میں جو کچھ ہوگا وہ اس کا مالک ہوگا اور یہ شخص اس کا زیادہ حق رکھتا ہے اور اگر وہ اس مقبوضہ چیز پر دھوکے کے ذریعے مالک ہوا تو اس میں اس کے لیے حکم ثابت نہیں ہوگا کیوں اس میں دھوکہ پایا گیا تو آپ نے اس حدیث کے ذریعے لوگوں کو وہی بات بتائی جس سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی ذریعے آگاہ کیا اور جو چیز دھوکے سے حاصل کی جائے اور اس کا حکم عوام کے نزدیک مشکل ہو اس کا حق اسے حاصل نہیں ہوتا تو اس حدیث کا یہ صحیح بیان ہے۔

وقال اهل المقالة الاولی وقد روی هذا الحدیث من غیر هذا الوجه بالفاظ غیر الفاظ الحدیث الاول فذکر۔

پہلے قول والے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دوسرے الفاظ کے دوسرے دوسرے طرق سے بھی مروی ہے!

۳۳۶۔ ما حدثنا یونس قال انا ابن وهب قال اخبرنی یونس بن یزید عن ابن شهاب قال اخبرنی ابو بکر بن عبد الرحمن ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی بالسلعة یبتاعها الرجل فیفلس

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سامان کا فیصلہ فرمایا کہ ایک شخص نے اسے خریدا پھر وہ مفلس ہو گیا اور وہ (سامان) اس کے

وَهِيَ عِنْدَهُ بِعَيْنِهَا لَمْ يَقْبِضْ صَاحِبُهَا مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ تُوُفِّيَ وَعِنْدَهُ سِلْعَةُ رَجُلٍ بِعَيْنِهَا لَمْ يَقْبِضْ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ۔

پاس اسی طرح تھا اور بائع نے ابھی تک قیمت وصول نہیں کی تھی تو وہ باقی قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا مستحق ہوگا۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کے پاس کسی شخص کا سامان اصل حالت میں موجود ہو بائع نے قیمت وصول نہ کی ہو تو سامان کا مالک باقی قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا مستحق ہوگا۔

---

۲۳۸ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ ابْتَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ فَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سامان خریدے پھر وہ مفلس ہو جائے بائع نے ابھی تک قیمت وصول نہ کی ہو اور وہ اپنے سامان کو اسی حالت میں پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور اگر خریدار فوت ہو جائے تو سامان والا دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔

قَالُوا فَقَدْ بَانَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرَادَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ الْبَاعَةَ لَا غَيْرَهُمْ فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِينَ عَلَيْهِمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ مُنْقَطِعٌ لَا يَقُومُ بِمِثْلِهِ حُجَّةٌ **فَإِنْ قَالُوا** إِنَّمَا قَبِلْنَاهُ وَإِنْ كَانَ مُنْقَطِعًا لِأَنَّهُ بَيَّنَ مَا أُشْكِلَ فِي الْحَدِيثِ الْمُتَّصِلِ **قِيلَ** لَهُمْ قَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَكُمْ لَمَّا اضْطَرَبَ حَدِيثُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا فَرَوَاهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ كَمَا ذَكَرْنَا آخِرًا وَرَوَاهُ عَنْهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى مَا وَصَفْنَا أَوَّلًا أَنْ تَرْجِعُوا إِلَى حَدِيثِ غَيْرِهِ وَهُوَ بَشِيرُ بْنُ نَهِيكٍ فَتَجْعَلُونَهُ هُوَ أَصْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَتُسْقِطُونَ مَا خَالَفَهُ وَإِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ عَادَتِ الْحُجَّةُ الْأُولٰى عَلَيْكُمْ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا ذٰلِكَ كَانَ لِخَصْمِكُمْ أَيْضًا أَنْ يَقُولَ هٰذَا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ تَفَرَّقَ فِيهِ بَيْنَ حُكْمِ التَّفْلِيسِ

یہ حضرات فرماتے ہیں اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلی حدیث میں بیچنے والے لوگ ہی مراد لیے ہیں دوسرے حضرات مراد نہیں ان کے خلاف دوسرے قوم والوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے اس قسم کی حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا۔

اگر وہ کہیں کہ ہم اس کے منقطع ہونے کے باوجود اسے قبول کرتے ہیں کیونکہ حدیث متصل میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا مفہوم مشکل ہے — تو انہیں جواباً کہا جائے گا کہ جب حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی اس روایت میں اضطراب ہو گیا جسے ان سے حضرت زہری نے اس طرح روایت کیا جس طرح ہم نے بعد میں بیان کیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس طرح روایت کیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا تو تمہارے لیے مناسب تھا کہ تم ان کے غیر کی روایت کی طرف رجوع کرتے اور وہ حضرت بشیر بن نہیک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے تم اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اصل قرار دیتے

هو على الحديث الأول فيكون الحديث الأول مستعملا من حيث تأولناه ويكون هذا الحديث الثاني حديثا منقطعا شاذا لا يقوم به حجة فيجب ترك استعماله **فهذا** الذي هو وجه الكلام في الآثار المروية في هذا الباب **وأما** وجه ذلك من طريق النظر فإنا رأينا الرجل إذا باع من رجل شيئا كان له أن يحبسه حتى ينقده الثمن وإن مات المشتري وعليه دين فالبائع أسوة الغرماء فكان البائع متى كان محبسا لما باع حتى مات المشتري كان أولى به من سائر غرماء المشتري ومتى دفعه إلى المشتري وقبضه منه ثم مات فهو وسائر الغرماء فيه سواء فكان الذي يوجب له الانفراد به دون الغرماء هو بقاؤه في يده۔

فلما كان ما وصفنا كذلك كان كذلك إفلاس المشتري إذا كان العبد في يد البائع فهو أولى به من سائر غرماء المشتري وإن كان قد أخرجه من يده إلى يد المشتري فهو وسائر الغرماء فيه سواء

اور جو اس کے خلاف ہوتی اسے ساقط کر دیتے جب تم ایسا کر لیتے تو پہلی دلیل تمہاری طرف لوٹ آتی اور جب انہوں نے ایسا کیا تو تمہارے مخالف کے لیے جائز ہے کہ وہ کہے کہ یہ حدیث جسے حضرت زہری نے حضرت ابوبکر سے روایت کیا ہے اور اس میں مفلس ہو جانے اور موت کے حکم کے درمیان فرق کیا ہے وہ پہلی حدیث کے خلاف ہے پس اس کے نزدیک پہلی حدیث کی تاویل کرتے ہوئے اس پر یہ عمل ہوگا اور دوسری حدیث منقطع شاذ ہوگی اور اس قسم کی حدیث سے دلیل نہیں دی جا سکتی لہٰذا اس کے استعمال کو ترک کرنا ضروری ہوا۔ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس باب میں مروی روایات کے سلسلے میں کلام کا بیان اسی طرح ہے۔

غور و فکر اور قیاس کے طور پر اس کا حکم یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جب کوئی شخص کسی دوسرے پر کوئی چیز بیچتا ہے تو اسے حق پہنچتا ہے کہ قیمت وصول کرنے تک اسے روک رکھے اور اگر خریدار مر جائے اور اس پر قرض ہو تو بائع دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہے تو جب بائع فروخت شدہ چیز کو روکے یہاں تک کہ خریدار مر جائے تو اب یہ (بائع) خریدار کے تمام قرض خواہوں کے مقابلے میں زیادہ حق رکھتا ہے اور جب وہ خریدار کو دے دے اور وہ اس پر قبضہ کرے پھر وہ (خریدار) مر جائے تو وہ (بائع) اور باقی قرض خواہ برابر کے مستحق ہوں گے تو جس صورت میں صرف اسی کے لیے قیمت واجب ہوتی ہے باقی قرض خواہوں کے لیے نہیں وہ بیع کا اس کے قبضے میں باقی رہنا ہے۔

تو جو کچھ ہم نے بیان کیا جب اس کی یہ صورت ہے تو مشتری کے مفلس ہو جانے کی صورت میں بھی یہی حکم ہونا چاہیے اگر غلام بائع کے پاس ہے تو مشتری کے تمام قرض خواہوں کے مقابلے میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہے اور اگر

فِي يَدِهِ بِعَيْنِهِ دَحْجَةٌ أُخْرَى أَنَّا رَأَيْنَا إِذَا لَمْ يَقْبِضْهُ الْمُشْتَرِي وَقَدْ بَقِيَ لِلْبَائِعِ كُلُّ الثَّمَنِ أَوْ نَقَدَهُ بَعْضَ الثَّمَنِ وَبَقِيَتْ لَهُ عَلَيْهِ طَائِفَةٌ مِنْهُ أَنَّهُ أَوْلَى بِالْعَبْدِ حَتَّى يَسْتَوْفِيَ مَا بَقِيَ لَهُ مِنَ الثَّمَنِ فَكَانَ بَقَاؤُهُ فِي يَدِهِ أَوْلَى بِهِ إِذَا كَانَ لَهُ كُلُّ الثَّمَنِ أَوْ بَعْضُ الثَّمَنِ وَلَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَجُعِلَ حُكْمُهُ حُكْمًا وَاحِدًا

اس نے اپنے قبضے سے نکال کر خریدار کے قبضے میں دیا ہے تو (اب) وہ اور باقی تمام قرض خواہ برابر ہوں گے دوسری حجت ہے اور دوسری حجت یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جب مشتری قبضہ نہ دے اور بائع کے لیے تمام قیمت باقی ہو یا کچھ قیمت ادا کر دی اور کچھ رقم باقی ہے تو بائع مکمل قیمت حاصل کرنے تک اس غلام کا زیادہ حق دار ہے تو جب اس کے قبضے میں ہے تو اور زیادہ حق حاصل ہوگا جب کہ تمام قیمت یا کچھ قیمت خریدار کے ذمہ باقی ہو اس سلسلے میں حکم میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور دونوں صورتوں میں حکم ایک جیسا ہوگا۔

فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ وَأَجْمَعُوا أَنَّ الْمُشْتَرِيَ إِذَا قَبَضَ الْعَبْدَ وَنَقَدَ الْبَائِعَ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا ثُمَّ أَفْلَسَ الْمُشْتَرِي أَنَّ الْبَائِعَ لَا يَكُونُ بِتِلْكَ الطَّائِفَةِ الْبَاقِيَةِ لَهُ أَحَقَّ بِالْعَبْدِ مِنْ سَائِرِ الْغُرَمَاءِ بَلْ هُوَ وَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ وَكَذَلِكَ إِذَا بَقِيَ لَهُ ثَمَنُهُ كُلُّهُ حَتَّى أَفْلَسَ فَلَا يَكُونُ بِذَلِكَ أَحَقَّ بِالْعَبْدِ مِنْ سَائِرِ الْغُرَمَاءِ وَيَكُونُ هُوَ وَهُمْ فِيهِ سَوَاءً فَيَسْتَوِي حُكْمُهُ إِذَا بَقِيَ لَهُ كُلُّ الثَّمَنِ عَلَى الْمُشْتَرِي أَوْ بَعْضُ الثَّمَنِ حَتَّى أَفْلَسَ الْمُشْتَرِي كَمَا اسْتَوَى بَقَاؤُهُمَا جَمِيعًا لَهُ عَلَيْهِ حَتَّى كَانَ الْمَوْتُ الَّذِي أَجْمَعُوا فِيهِ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فَثَبَتَ بِالنَّظَرِ مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ۔

جب صورت حال یہ ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ خریدار جب غلام پر قبضہ کرے اور قیمت کا کچھ حصہ بائع کو دے دے پھر وہ مفلس ہو جائے تو اب بائع باقی قیمت کی وجہ سے دیگر قرض خواہوں کے مقابلے میں غلام کا زیادہ حق دار نہیں ہوگا بلکہ وہ اور دوسرے قرض خواہ برابر ہوں گے۔ اس طرح جب تمام قیمت باقی ہو حتی کہ خریدار مفلس ہو جائے تو اس وجہ سے بھی وہ باقی قرض خواہوں کے مقابلے میں زیادہ مستحق نہیں ہوگا بلکہ وہ سب برابر ہوں گے پس حکم ایک جیسا ہوگا جب تمام رقم مشتری کے ذمے باقی ہو یا کچھ باقی ہو اور اب وہ مفلس ہو جائے جس طرح اس کی موت کی صورت میں ان دونوں (کل قیمت، بعض قیمت) کا باقی رہنا برابر ہے اور اس پر اتفاق ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا لہٰذا جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ قیاس سے ثابت ہو گیا حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

۳۲۹۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ مَوْلَى آلِ حُمْرَانَ عَنِ الْحَسَنِ

حضرت ابراہیم اور حضرت اشعث (آل حمران کے مولیٰ) دونوں اپنی اپنی سند سے حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں وہ (بائع) دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا (واللہ اعلم)

قال هو اسوة الحرمائر والله اعلم۔

باب ٢٢٩ شهادة البدوي هل تقبل على القروي

باب ٢٢٩ شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی

٢٢٠ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني نافع ويزيد ويحيى بن ايوب عن ابن الهاد عن محمد بن عمرو بن عطاء عن عطاء بن يسار عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تقبل شهادة البدوي على القروي فذهب قوم الى ان شهادة اهل البادية غير مقبولة على اهل الحضر واحتجوا في ذلك بهذا الحديث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی قبول نہ کی جائے ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ شہریوں کے خلاف دیہاتیوں کی گواہی غیر مقبول ہے انہوں نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا اما من كان من اهل البادية ممن يجيب اذا دعي وفيه اسباب العدالة مما في اهل العدالة من اهل الحضر فشهادته مقبولة وهو كاهل الحضر وممن كان منهم لا يجيب اذا دعي فلا تقبل شهادته وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في سائر ذلك ما حدثنا ابن ابي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا ابن اسحق عن صالح بن كيسان عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت قدمت ام سنبلة الاسلمية ومعها وطب من لبن تهديه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فوضعته عندي ومعها قدح لها فدخل النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال مرحبا وسهلا بام سنبلة قالت بابي وامي اهديت لك وطبا من لبن قال بارك الله عليك صبي لي في هذا القدح فصببت له في القدح فلما اخذ قلت قد قلت لا اقبل هدية من اعرابي قال اعراب اسلم يا عائشة انهم ليسوا باعراب

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر دیہاتی ان لوگوں میں سے ہو جو بلانے پر حاضر ہو جاتے ہیں اور جو اسباب عدالت عادل شہریوں میں پائے جاتے ہیں ان کا حامل ہو تو اس کی گواہی قبول ہوگی اور وہ شہریوں کی طرح ہوگا اور ان سے جو بلانے پر حاضر نہ ہو تو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے اس تمام باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں ام سنبلہ اسلمیہ آئیں ان کے پاس دودھ کا ایک مشکیزہ تھا جسے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور تحفہ لائی تھیں اسے میرے پاس رکھ دیا ان کے پاس ایک پیالہ بھی تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ام سنبلہ نرم اور فراخ جگہ اتری ہیں انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں آپ کے لیے دودھ کا ایک مشکیزہ بطور تحفہ لائی ہوں آپ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے پیالے میں ڈالو ہم نے پیالے میں ڈالا جب آپ نے لیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا تھا

وَلٰكِنَّهُمْ اَهْلُ بَادِيَتِنَا وَنَحْنُ اَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ اِذَا دَعَوْنَاهُمْ اَجَابُوْا وَاِذَا دَعَوْنَا اَجَبْنَاهُمْ ثُمَّ شَرِبَ۔

میں کسی اعرابی (دیہاتی) سے تحفہ قبول نہیں کروں گا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبیلہ اسلم کے دیہاتی، دیہاتی نہیں بلکہ وہ ہمارے جنگل کے لوگ ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں جب ہم انہیں بلاتے ہیں وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور جب وہ ہمیں بلاتے ہیں تو ہم بھی پہنچ جاتے ہیں پھر آپ نے (دودھ) نوش فرمایا۔

۳۲۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اِسْحٰقَ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت یونس بن بکیر فرماتے ہیں ہم سے ابن اسحٰق نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۳۲۳۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمٰنَ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نِيَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِیْ اٰخِرِهٖ فَلَيْسُوْا بِاَعْرَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ يُجِيْبُ اِذَا دُعِیَ فَهُوَ كَاَهْلِ الْحَضَرِ وَاَنَّ الْاَعْرَابَ الْمُتَقَوِّمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا تُقْبَلُ هَدَايَاهُمْ بِخِلَافِ هٰؤُلَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ لَا يُجِيْبُوْنَ اِذَا دُعُوْا

فَمَنْ كَانَ كَذٰلِكَ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمْ وَهُمُ الَّذِيْنَ عَنَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ الَّذِیْ ذَكَرْنَا فِيْمَا نَرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

حضرت عبد اللہ بن دینار، حضرت عروہ سے وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) وہ اعرابی نہیں ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ جو دیہاتی بلانے پر حاضر ہو جائیں وہ شہری کی طرح ہیں اور وہ دیہاتی جن کے تحفے قبول نہ کیے جائیں وہ ان کے برخلاف ہیں اور یہ وہ دیہاتی ہیں جو بلانے پر حاضر نہیں ہوتے پس جو لوگ اس قسم کے ہوں ان کی گواہی قبول نہ کی جائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی لوگ ہیں ہم یہی سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

كتاب الصيد والذبائح والأضاحي

شکار، ذبیحوں اور قربانیوں کا بیان

باب ۲۶۹ العيوب التي لا تجوز الهدايا والضحايا إذا كانت بها

۳۲۴۔ **حدثنا** أبو موسى يونس بن عبد الأعلى قال ثنا عبد الله بن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث وابن لهيعة والليث بن سعد أن سليمن بن عبد الرحمن حدثهم عن عبيد بن فيروز مولى بني شيبان عن البراء بن عازب رضي الله عنه أنه سأله عما كره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الأضاحي أو ما نهى عنه فقال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ويدي أقصر من يده فقال أربع لا تجزئ في الضحايا العوراء البين عورها والعرجاء البين عرجها والمريضة البين مرضها والعجفاء التي لا تنقى قال البراء رضي الله عنه فلقد رأيتني وإني لأرى الشاة وقد تركت فأسعى إليها فإذا طرفت أخذتها فضحيت بها فقلت له فإني أكره أن يكون في السن نقص أو في الأذن نقص أو في القرن نقص قال ما كرهت فدعه ولا تحرمه على أحد۔

۳۲۵۔ **حدثنا** يونس قال أخبرنا ابن وهب أن مالكا حدثه عن عمرو بن الحارث عن عبيد

باب ۲۶۹ وہ عیب جن کی وجہ سے ہدی اور قربانی جائز نہیں

حضرت عبید بن فیروز جو بنو شیبان کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ان سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کونسی قربانی کو ناپسند کرتے تھے یا آپ نے اس سے منع فرمایا انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے آپ نے فرمایا قربانی میں چار قسم کے جانور جائز نہیں ہیں کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو ایسا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اتنا دبلا کہ اس (کی ہڈیوں) میں مغز نہ رہا ہو حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم نے مجھے دیکھا کہ میں ایک بکری کو دیکھتا ہوں حالانکہ میں اسے چھوڑ چکا ہوں پھر میں اس کی طرف جاتا ہوں جب میں اسے اچھی طرح دیکھتا ہوں تو اس کی قربانی کرتا ہوں میں نے ان سے کہا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ دانت میں نقصان ہو یا کان میں کوئی عیب ہو یا سینگ میں نقص ہو انہوں نے فرمایا جسے تم ناپسند کرتے ہو اسے چھوڑ دو لیکن اسے کسی دوسرے پر حرام نہ کرو۔

حضرت براء بن عازب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ سے پوچھا گیا کہ قربانی کے لئے کن کن جانوروں

بن فيروز عن البراء بن عازب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سئل ماذا يتقى من الضحايا فأشار بيده وقال أربعا وكان البراء رضي الله عنه يشير بيده ويقول يدي أقصر من يد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم العرجاء البين ظلعها والعوراء البين عورها والمريضة البين مرضها والعجفاء التي لا تنقي۔

سے پرہیز کرنا چاہیے تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا حضرت براء رضی اللہ عنہ بھی ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور فرماتے میرا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا ہے آپ نے فرمایا لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو اور ایسا لاغر کہ اس میں مغز نہ رہا ہو۔

---

۳۴۶ ـ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو الوليد وحبان بن هلال ح وحدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قالا اخبرنا شعبة عن سليمان بن عبد الرحمن قال سمعت عبيد بن فيروز قال سألت البراء فذكر مثله۔

حضرت سلیمان بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبید بن فیروز سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا، پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

---

۳۴۷ ـ حدثنا يونس قال ثنا ايوب بن سويد عن الاوزاعي عن يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن البراء بن عازب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله غير انه قال والعجفاء التي لا تنقي ولم يقل والكسيرة۔

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے فرمایا کہ وہ لاغر جانور جس میں مغز نہ رہا ہو یہ نہیں فرمایا کہ ٹانگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا الحديث فقالوا لا تجزى شاة ولا بدنة ولا بقرة اذا كان بها واحد من هذه العيوب الاربع في هدى ولا اضحية قالوا وما كان سوى هذه الاربع مثل قطع الالية والاذن وغير ذلك فان ذلك لا يمنع الشاة ولا البقرة ولا البدنة ان تهدى ولا ان يضحى بها **واحتجوا** في ذلك ايضا بما حدثنا ابراهيم بن محمد الصيرفي قال ثنا ابو الوليد قال ثنا ابو عوانة وشريك عن جابر عن محمد بن قرظة عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال اشتريت كبشا لاضحي به فعدا الذئب عليه فقطع اليته

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بکری اونٹ اور گائے میں سے جس میں بھی ان چار عیوب میں سے کوئی عیب ہو وہ بطور ہدی اور قربانی جائز نہیں وہ فرماتے ہیں جو جانور ان کے علاوہ ہیں مثلاً سرین یا کان کٹا ہوا یا اس کے علاوہ عیب ہو تو یہ عیب بکری، گائے اور اونٹ کے ہدی بننے یا اس کی قربانی کو منع نہیں کرتا ـــــ ان حضرات نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے قربانی کرنے کے لیے ایک مینڈھا خریدا تو ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کر کے اس کے سرین کاٹ دیئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال فنحر بہ۔

وخالفہم فی ذلک آخرون فقالوا الأعور لا یضحی بالشاۃ ولا بالبقرۃ ولا بالبدنۃ وبہا عیب من ہذہ العیوب الأربع ولا یجوز مع ذلک أیضا أن یضحی بمقطوعۃ الأذن ولا أن یضحی۔

۳۴۹۔ واحتجوا فی ذلک أیضا بما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غیر ہذا الحدیث۔

۳۵۰۔ حدثنا محمد بن عمرو بن مطر البغدادی قال ثنا شجاع بن الولید قال حدثنی زیاد بن خیثمۃ قال ثنا أبو إسحق عن شریح بن النعمان عن علی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تضحی بمقابلۃ ولا مدابرۃ ولا خرقاء ولا شرقاء ولا عوراء۔

۳۵۱۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا زہیر بن معاویۃ قال حدثنا أبو إسحق عن شریح بن النعمان قال أبو إسحق وکان رجل صدق عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ۔

۳۵۲۔ حدثنا سلیمان بن شعیب قال ثنا عبد الرحمن بن زیاد قال ثنا شعبۃ عن قتادۃ قال سمعت جری بن کلیب قال سمعت علیا رضی اللہ عنہ یقول نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن عضباء القرن والأذن قال قتادۃ فقلت لسعید بن المسیب ما عضباء الأذن قال إذا کان النصف فأکثر من ذلک مقطوعا۔

۳۵۳۔ حدثنا سلیمان قال ثنا علی بن معبد

کی قربانی کر سکتے ہو۔

اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایسی بکری، گائے اور اونٹ کی قربانی جائز نہیں جس میں ان چار عیبوں میں سے کوئی عیب پایا جائے اور ان کے ساتھ ساتھ ایسے جانور کی قربانی کرنا اور اسے ذبح کرنا بھی جائز نہیں جس کے کان کٹے ہوئے ہوں۔

ان حضرات نے اس سلسلے میں اس حدیث کے علاوہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیگر احادیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس جانور کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو جس کا کان پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہو اور وہ جو کانا ہو ان جانوروں کی قربانی نہ کی جائے۔

حضرت ابو اسحٰق نے حضرت شریح بن نعمان سے روایت کیا اور فرمایا کہ وہ سچے آدمی ہیں وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے جری بن کلیب سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عضباء القرن اور عضباء الاذن کی قربانی سے منع فرمایا حضرت قتادہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا عضباء الاذن کیا ہے تو انہوں نے فرمایا جب نصف یا زیادہ کٹا ہوا ہو۔ (یعنی جس کا سینگ یا کان نصف سے زیادہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں)

حضرت شریح بن نعمان ہمدانی، حضرت علی بن ابی طالب

قَالَ ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُضَحَّى بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ أَوْ شَرْقَاءَ أَوْ خَرْقَاءَ أَوْ جَدْعَاءَ۔

رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانور کی قربانی سے منع فرمایا جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہو یا ناک کٹا ہوا ہو۔

۳۵۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ ابْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو اچھی طرح (جھانک کر) دیکھ لیں۔

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثنا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ قَالَا جَمِيعًا عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَى رَجُلٌ عَلِيًّا فَسَأَلَهُ عَنِ الْمَكْسُورَةِ الْقَرْنِ فَقَالَ لَا يَضُرُّكَ قَالَ فَالْعَرْجَاءُ قَالَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ۔

حضرت حجیہ بن عدی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ایسے جانور کے بارے میں پوچھا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا تھا انہوں نے فرمایا تیرے لیے مضر نہیں پوچھا اور لنگڑے کا کیا حکم ہے فرمایا جب قربان گاہ تک پہنچ سکے (تو ٹھیک ہے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو اچھی طرح دیکھ لیں۔

قال أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ النَّهْيُ عَنِ الْأُضْحِيَةِ بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ وَذَلِكَ فِي الْأُذُنِ فَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مَشْقُوقًا مِنْ قِبَلِ الْأُذُنِ فَهُوَ مُقَابَلَةٌ وَمَا كَانَ مِنْ خَلْفِهَا فَهُوَ مُدَابَرَةٌ وَسُئِلَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ عَضْبَاءِ الْأُذُنِ الْمَنْهِيِّ عَنْ ذَبْحِهَا فِي الْأُضْحِيَةِ فَقَالَ هِيَ الْمَقْطُوعَةُ نِصْفُ أُذُنِهَا **فَثَبَتَ** بِذَلِكَ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنْ ذَلِكَ فِي الْأُذُنِ وَلَمْ يَجُزْ لَنَا تَرْكُهُ لِأَنَّ حَدِيثَ الْبَرَاءِ الَّذِي ذَكَرْنَا لَا يَخْلُو مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مُتَقَدِّمًا عَلَى حَدِيثِ عَلِيٍّ هَذَا فَيَكُونُ حَدِيثُ عَلِيٍّ هَذَا زَائِدًا عَلَيْهِ أَوْ يَكُونُ مُتَأَخِّرًا عَنْهُ فَيَكُونُ نَاسِخًا لَهُ فَلَمَّا لَمْ نَعْلَمْ نَسْخَ حَدِيثِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَدْ عَلِمْنَا ثُبُوتَهُ جَعَلْنَاهُ ثَابِتًا مَعَ حَدِيثِ الْبَرَاءِ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان روایات میں مقابلہ اور مدابرہ کی قربانی سے منع کیا گیا اور یہ کان میں ہوتا ہے جس کا کان اگلے حصے سے پھٹا ہوا ہو وہ مقابلہ کہلاتا ہے اور جو پچھلی طرف سے ہو وہ مدابرہ ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے عضباء الاذن جس کی قربانی سے منع کیا اس کی وضاحت فرمائی کہ یہ وہ جانور ہے جس کا نصف کان کٹا ہوا ہو۔

اس سے ثابت ہوا اس جانور کی قربانی کرنے کی ممانعت ثابت ہوئی جس کا کان کٹا ہوا ہو اور ہمارے لیے اسے چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہم نے ذکر کی ہے وہ دو صورتوں میں سے ایک سے خالی نہیں یا تو وہ اس حدیث سے مقدم ہے تو حضرت علی المرتضیٰ

رضي الله عنه وأوجبنا العمل بهما جميعا **فإن** قال قائل فأنت لا تكره عضباء القرن وفي حديث جري بن كليب عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم النهي عنها **قيل** له إنما تركنا ذلك لأن عليا رضي الله عنه لم ير بذلك بأسا فيما قد روينا عنه في حديث حجية بن عدي فدلنا ذلك أن عليا رضي الله عنه لم يقل بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خلاف ما قد سمعه من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إلا بعد ثبوت نسخ ذلك عنده۔

٣٥٦۔ وأما حديث أبي سعيد الخدري رويناه عنه من حديث إبراهيم بن محمد الصيرفي فحديث فاسد في إسناده ومتنه قد بين ذلك شعبة۔

٣٥٧۔ **حدثنا** عبد الغني ابن رفاعة أبو عقيل قال ثنا عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة عن جابر عن محمد بن قرظة عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال ولم نسمعه منه أنه اشترى كبشا ليضحي به فأكل الذئب ذنبه أو بعض ذنبه فسأل النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن ذلك فقال ضح به۔

فقد فسد إسناد هذا الحديث بما قد ذكرنا وفسد متنه لأنه قال قطع ذنبه أو بعض ذنبه فلئن كان البعض هو المقطوع فيجوز أن يكون ذلك

رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس پر زائد ہوگی یا وہ اس سے مؤخر ہو گی بس اس کے لیے ناسخ ہوگی تو جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کے ثبوت کے بعد اس کا نسخ معلوم نہیں تو ہم نے اسے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت کے ساتھ باقی رکھا اور دونوں پر عمل کو لازم قرار دیا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ تم نصف یا اس سے زائد کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی کو مکروہ نہیں سمجھتے حالانکہ حضرت جری بن کلیب نے جو کچھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس کے مطابق یہ منع ہے۔ تو اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ ہم نے اسے اس لیے چھوڑا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ حرج نہیں جانا جیسا کہ ہم نے ان سے حجیہ بن عدی کی روایت کے ضمن میں روایت کیا ہے اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا آپ کے بعد اس کے خلاف قول نہیں کہا مگر اس صورت میں کہ ان کے نزدیک اس کا نسخ ثابت ہو گیا۔

جہاں تک حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے جسے ہم نے ان سے بواسطہ ابراہیم بن محمد صیرفی روایت کیا ہے تو اس کی سند اور متن میں فساد ہے جسے حضرت شعبہ نے واضح کیا۔

حضرت شعبہ حضرت جابر سے وہ محمد بن قرظہ سے اور وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے ان سے سنا نہیں کہ انہوں نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا اور بھیڑیا اس کی پوری یا بعض دُم کھا گیا انہوں نے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی قربانی کرو تو اس حدیث کی سند فاسد ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا نیز اس کا متن بھی فاسد ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا کہ اس کی کل یا بعض دُم کاٹ دی اگر دُم کا کچھ حصہ کاٹا گیا تو ممکن ہے وہ چوتھائی سے کم ہو اور اس صورت میں کسی ایک کے نزدیک بھی قربانی ممنوع

أقل من ربعه وذلك لا يمنع أن يضحى به في قول أحد من الناس ولو كان الحديث كما رواه إبراهيم ابن محمد أنه قطع أليته لاحتمل أن يكون ذلك أيضا على بعضها لأنه قد يقال قطع أليته إذا قطع بعضها كما يقال قطع يده إذا قطع بعضها **فتصحيح** هذه الآثار يمنع أن يضحى بالأربع التي في حديث البراء أو بالمقابلة والمدابرة وهي المشقوقة أكثر أذنها من قبلها أو من دبرها وإذا كان ذلك لا يجزئ في الأضاحي فالمقطوعة الأذن أحرى أن لا تجزئ وكذلك في النظر عندنا كل عضو قطع من شاة مثل ضرعها أو أليتها فذلك يمنع أن يضحى بها إذا قطع بكماله وأما إذا قطع بعضه فإن أصحابنا رحمهم الله يختلفون في ذلك **فأما** أبو حنيفة رحمة الله عليه فروي عنه المقطوع من ذلك إذا كان ربع ذلك العضو فصاعدا لم يضح بما قطع ذلك منه وإن كان أقل من الربع ضحي به **وقال** أبو يوسف ومحمد رحمهما الله إذا كان المقطوع من ذلك هو النصف فصاعدا فلا يضحى بما قطع ذلك منه وإن كان أقل من النصف فلا بأس أن يضحى بها إلا أن أبا يوسف رحمة الله عليه ذكر أنه ذكر هذا القول لأبي حنيفة فقال له قولي مثل قولك فثبت بذلك رجوع أبي حنيفة رحمة الله عليه عن قوله الذي قد كان قاله إلى ما حدثه به أبو يوسف.

٣٥٨- **وقد** وافق ذلك من قولهم ما روينا

نہیں اور اگر حدیث اس طرح ہو جس طرح حضرت ابراہیم بن محمد نے اسے روایت کیا ہے کہ اس (بھیڑیا) نے اس کی سرین کاٹ دی تو اس میں بھی بعض حصے کا احتمال ہے کیونکہ بعض حصہ کاٹنے پر بھی کہا جاتا ہے اس نے سرین کاٹ دیے جس طرح انگلی کا کچھ حصہ کاٹنے پر کہا جاتا ہے اس کی انگلی کاٹ دی۔ تو ان روایات کی تصحیح کی صورت میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں جن چار پر قسم کے جانوروں کا ذکر ہے ان کی قربانی بھی منع ہے اور مقابلہ اور مدابرہ کی قربانی بھی جائز نہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے کان کا اکثر حصہ آگے، پیچھے سے پھٹا ہوا ہو تو جب قربانی میں اس قسم کے عیب والا جانور جائز نہیں تو جس کا کان کٹا ہوا ہو وہ بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہوگا ہمارے نزدیک قیاس بھی یہی ہے کہ بکری کا جو بھی عضو کاٹا جائے، مثلاً اس کا تھن یا سرین وغیرہ تو اس کی قربانی اس صورت میں ممنوع ہے جب پورا عضو کاٹا جائے جہاں تک اس کے کچھ حصے کے کٹنے کا تعلق ہے تو اس میں ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب اس عضو کا چوتھا یا اس سے زائد حصہ کٹا ہوا ہو تو اس جانور کی قربانی جائز نہ ہوگی اور اگر چوتھائی سے کم ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے — حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب عضو کا نصف یا اس سے زائد حصہ کٹا ہوا ہو تو اس جانور کی قربانی جائز نہیں اور اگر نصف سے کم کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنا یہ قول حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا میرا قول بھی تمہارے قول کی طرح ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے قول سے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کی طرف رجوع فرمایا۔

ان کا یہ قول حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی اس

عن سعید بن المسیب فی ھذا الباب فی تفسیر العضباء
ثم قد نھی عن الاضحیۃ بھا وانھا المقطوعۃ نصف
اذنھا فکل ما کان من ھذا لا یکون اضحیۃ لما قد
نقص منہ فانہ لا یکون ھدیا۔

باب۲۷ من نحر یوم النحر قبل ان ینحر الامام

۳۵۹- حدثنا محمد بن علی بن داود البغدادی
قال ثنا سعید بن داود قال ثنا حجاج بن محمد عن
ابن جریج عن ابی الزبیر اخبرہ عن جابر رضی اللہ
عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی یوم
النحر بالمدینۃ فتقدم رجال فنحروا وظنوا ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد نحر فامر من کان
نحر قبلہ ان یعید بذبح آخر ولا ینحر حتی ینحر
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قال ابو جعفر فذھب
قوم الی ھذا فقالوا لا یجوز لاحد ان ینحر حتی ینحر
الامام وان نحر قبل ذلک بعد الصلوۃ او قبلھا
لم یجزہ ذلک واحتجوا فی ذلک بھذا الحدیث
وتاولوا قول اللہ عز وجل یا ایھا الذین آمنوا لا
تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ

وخالفھم
فی ذلک آخرون فقالوا من نحر بعد صلوۃ الامام
اجزاہ ذلک ومن نحر قبل الصلوۃ فلم یجزہ ذلک
وقالوا قد روی عن ابن الزبیر ان ھذہ الآیۃ

روایت کے موافق ہے جو ہم نے اس باب میں عضباء کی تفسیر
کے ضمن میں ذکر کی ہے کہ اس (عضباء) کی قربانی سے منع
کیا گیا اور یہ وہ جانور ہے جس کے کان کا نصف حصہ کٹا
ہوا ہو۔ اب ان جانوروں میں سے جو جانور بھی عیب
کی وجہ سے قربانی کے لائق نہیں وہ ہدی بھی نہیں ہو سکتا۔

باب۲۷ امام کی قربانی سے پہلے قربانی کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن مدینہ طیبہ میں نماز
پڑھی تو کچھ لوگوں نے آگے بڑھ کر قربانی کر دی ان کا خیال
تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کر چکے ہیں تو آپ نے
حکم دیا کہ جس نے آپ سے پہلے قربانی کی ہے وہ دوسرا
جانور ذبح کرے اور (کوئی شخص) اس وقت تک قربانی
کا جانور ذبح نہ کرے جب تک رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم قربانی نہ کر لیں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے وہ حضرات کہتے
ہیں کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ امام کی قربانی سے
پہلے قربانی کرے اور اگر وہ اس سے پہلے قربانی کرے
نماز کے بعد ہو یا پہلے یہ جائز نہیں ان حضرات نے اس
حدیث سے استدلال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد
گرامی "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو" کی یہی تاویل کی ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی
مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں جو آدمی امام کی نماز کے بعد
قربانی کرے اس کے لیے یہ کفایت کرتی ہے اور جو آدمی نماز
سے پہلے قربانی کرے تو اس کی قربانی جائز نہیں وہ فرماتے

قد نزلت في غير هذا المعنى۔

٣٦٠ - فذكروا ما حدثنا محمد بن عبد الله الاصبهاني قال ثنا اسحق بن ابراهيم بن ابي اسرائيل قال اخبرنا هشام بن يوسف عن ابن جريج ان ابن ابي مليكة اخبره ان عبد الله بن الزبير اخبره ان ركبا من بني تميم قدموا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ابو بكر رضي الله عنه يا رسول الله امر القعقاع بن معبد بن زرارة وقال عمر رضي الله عنه امر الاقرع بن حابس فقال ابو بكر رضي الله عنه ما اردت بذلك الا خلافي فقال عمر رضي الله عنه ما اردت خلافك فتماريا حتى ارتفعت اصواتهما فانزل الله عز وجل يايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله **وكان** من الحجة لهم في قولهم ان حديث جابر رضي الله عنه قد روي على غير هذا اللفظ۔

---

٣٦١ - **حدثنا** عبد الله بن محمد بن خشيش قال ثنا الحجاج بن المنهال قال ثنا حماد بن سلمة عن ابي الزبير عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه ان رجلا ذبح قبل ان يصلي النبي صلى الله عليه وسلم عتودا جذعا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجزي عن احد بعدك ونهى ان يذبحوا قبل ان يصلي **قال** ابو جعفر ففي هذا الحديث ان النهي من النبي صلى الله عليه وسلم انما قصد به الى النهي عن الذبح قبل الصلوة لا قبل ذبحه وهو لا يجوز ان ينهاهم عن الذبح قبل ان يصلي الا وهو يريد بذلك اعلامهم اباحة الذبح لهم بعد ما يصلي والا لم يكن لذكره الصلوة معنى۔

ہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت اس کے علاوہ معنیٰ میں نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت ابن ابی ملیکہ بتاتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ بنو تمیم کے کچھ سوار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر مقرر فرمائیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ اس بات کے ذریعے میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ کی مخالفت کرنا نہیں چاہتا دونوں کے درمیان نزاع ہوا حتیٰ کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے سلسلے ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

حضرت ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز عید ادا کرنے سے پہلے بکری کا چھ ماہ کا بچہ ذبح کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بعد کسی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں اور آپ نے نماز عید سے پہلے ذبح کرنے سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نہی فرمائی ہے اس سے آپ کا مقصد نماز سے پہلے ذبح کرنے کی ممانعت ہے آپ کے ذبح کرنے سے پہلے نہیں اور نماز سے پہلے ذبح کرنے کی ممانعت اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جب آپ کا مقصد انہیں اس بات کی خبر دینا ہو کہ نماز کے بعد

ان کے لیے ذبح کرنا جائز ہے ورنہ نماز کا ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

۳۶۲- وَقَدْ رُوِیَ فِیْ ذٰلِكَ اَیْضًا عَنْ غَیْرِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یُوَافِقُ هٰذَا۔

اس سلسلے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ کرام نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے موافق حدیث روایت کی ہے۔

۳۶۳- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْدَاوُدَ الطَّیَالِسِیُّ وَوَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَیْدٍ الْیَامِیِّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ یُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَضْحٰی اِلَی الْبَقِیْعِ فَبَدَأَ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ نُسُكِنَا فِیْ یَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهٗ لِاَهْلِهٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُكِ فِیْ شَیْءٍ فَقَامَ خَالِیْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ ذَبَحْتُ وَعِنْدِیْ جَذَعَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تُجْزِیْ اَوْ لَا تُوْفِیْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کی جانب ہماری طرف تشریف لائے، آپ نے پہلے دو رکعت نماز پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ہماری آج کی پہلی عبادت یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر واپس جا کر قربانی کریں گے پس جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کی موافقت کی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا تو وہ محض گوشت ہے جو اس نے گھر والوں کے لیے جلدی تیار کیا قربانی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں فرماتے ہیں میرے ماموں کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ذبح کر چکا ہوں اور میرے پاس ایک چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو ایک سال عمر والے سے بہتر ہے آپ نے فرمایا تم اسے ذبح کرو اور تمہارے بعد کسی کے لیے جائز نہیں یا فرمایا کسی کے لیے کافی نہیں۔

۳۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زُبَیْدٌ وَمَنْصُوْرٌ وَدَاوُدُ بْنُ عَوْنٍ وَمُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ وَهٰذَا حَدِیْثُ زُبَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ هٰهُنَا یُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ عِنْدَ سَارِیَةٍ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ كُنْتُ قَرِیْبًا مِّنْهَا لَاَخْبَرْتُكُمْ بِمَوْضِعِهَا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ۔

حضرت زبید، منصور، داؤد بن عون اور مجالد، حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں اور یہ حضرت زبید کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت شعبی سے سنا وہ مسجد کے ستون کے پاس حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیان کر رہے تھے اگر میں ان کے قریب ہوتا تو تمہیں اس کی جگہ بتا دیتا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۳۶۵- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا اَبُو الْمُطَرِّفِ بْنُ اَبِی الْوَزِیْرِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَیْدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

وسلم مثله إلا أنه قال إذ عهاد لا تذكى جذعة بعد

قال أبو جعفر ففي هذا الحديث قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم إن أول نسكنا في يومنا هذا أن نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلك فقد وافق سنتنا فأخبر أن النسك في يوم النحر هو صلوة ثم الذبح بعدها فدل ذلك على أن ما يحل به الذبح هو الصلوة لا ذبح الإمام الذي يكون بعدها وعلى أن حكم النحر بعد الصلوة خلاف حكم النحر قبلها۔

٣٦٦۔ وقد روى مثل هذا أيضا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم غير البراء۔

٣٦٧۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا مؤمل بن إسمعيل قال أخبرنا سفيان عن الأسود بن قيس عن جندب رضي الله عنه قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم النحر فمر بقوم قد ذبحوا قبل أن يصلي فقال من كان ذبح قبل الصلوة فليعد فإذا صلينا فمن شاء ذبح ومن شاء فلا يذبح۔

٣٦٨۔ حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن الأسود بن قيس عن جندب ابن عبد الله قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من كان ذبح قبل أن يصلي فليعد أخرى مكانها ومن لم يكن ذبح فليذبح۔

٣٦٩۔ حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن الأسود ابن قيس سمع جندبا رضي الله عنه يقول شهدت الأضحى مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم فعلم أن ناسا ذبحوا قبل الصلوة فقال من كان ذبح

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ آج ہماری پہلی عبادت نماز پڑھنا ہے پھر واپس جاکر قربانی کریں گے تو جس نے ایسا کیا اس نے ہمارے طریقے کی موافقت کی تو آپ نے بتایا کہ قربانی کے دن پہلی عبادت نماز ہے اور اس کے بعد ذبح کرنا ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس عمل کی وجہ سے جانور کو ذبح کرنا جائز ہو جاتا ہے وہ نماز ہے نہ کہ امام کا ذبح کرنا جو نماز کے بعد ہوتا ہے اور اس بات پر بھی دلالت ہے کہ نماز کے بعد قربانی کا حکم، اس سے پہلے قربانی کرنے کے حکم کے خلاف ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ کرام نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی حدیث روایت کی ہے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرے جو نماز سے پہلے ذبح کر چکے تھے آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے دوبارہ کرے اور جب ہم نماز پڑھ لیں تو جو چاہے ذبح کرے اور جو چاہے نہ کرے۔

حضرت اسود بن قیس، حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کی ہے اور وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ذبح نہیں کی وہ ذبح کرے۔

حضرت اسود بن قیس سے مروی ہے انہوں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں عید کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے نماز سے پہلے اپنے جانور ذبح

بَعْدُ وَمَنْ لَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔

کر دیے ہیں تو آپ نے فرمایا جو ذبح کر چکا ہے وہ دوبارہ ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرے۔

۳۱۰۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى بِالنَّاسِ الْعِيْدَ إِذَا هُوَ بِغَنَمٍ قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔

حضرت اسود بن قیس حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صحابہ کرام کو عید کی نماز پڑھا چکے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک بکری ذبح کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے جانور ذبح کیا وہ محض بکری کا گوشت ہے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرے۔

۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَمَّادٌ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسٍ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ أَنْ يُعِيدَ ذَبْحًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور حکم دیا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا ہے وہ دوبارہ ذبح کرے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ هُوَ مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ لَا مِنْ بَعْدِ ذَبْحِ الْإِمَامِ فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ فَأَمَّا مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ فَإِنَّا رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْمَعَ عَلَيْهِ أَنَّ الْإِمَامَ لَوْ لَمْ يَنْحَرْ أَصْلًا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ بِمُسْقِطٍ عَنِ النَّاسِ النَّحْرَ وَلَا بِمَانِعٍ لَهُمْ مِنَ النَّحْرِ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس بات پر دلالت ہے کہ قربانی کے دن ذبح کا ابتدائی وقت نماز کے بعد ہے امام کے ذبح کرنے کے بعد نہیں، روایات کے طریقے پر اس باب کا یہ حکم ہے اور قیاس جس بات پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایک متفق علیہ ضابطہ پاتے ہیں وہ یہ کہ اگر امام قربانی بالکل نہ کرے تو اس کے سبب، لوگوں سے قربانی ساقط نہ ہوگی اور اس سال ان کے لیے قربانی سے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

۳۱۲۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَبِي سَرِيحَةَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت ابو شریحہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما قربانی نہیں کرتے تھے۔

عنهما كانا لا يضحيان۔

۳۷۳۔ حدثنا صالح بن عبد الرحمن وروح بن الفرج قالا ثنا يوسف بن عدي قال ثنا ابو الاحوص عن سعيد بن مسروق عن الشعبي عن ابي شريحة قال لقد رأيت ابا بكر وعمر رضي الله عنهما وما يضحيان

قال ابو جعفر افترى ما ضحى في تلك السنين احد اذا كان امامهم لم يضح اولا ترى ان اماما لو تشاغل يوم النحر لقتال عدو او غيره فشغله ذلك عن النحر واما لغيره ممن اراد ان يضحي فله ان يضحي فان قال انه ليس لاحد يضحي في عامه ذلك خرج بهذا من قول الامة وان قال للناس ان يضحوا اذا زالت الشمس لذهاب وقت الصلوة فقد دل ذلك على ان ما يحل به النحر ما كان في وقت صلوة العيد فانما هو الصلوة لا نحر الامام فاذا صلى الامام حل النحر لمن اراد ان ينحر او لا ترى ان الامام لو نحر قبل ان يصلي لم يجزه ذلك وكذلك سائر الناس فكان الامام وغيره في الذبح قبل الصلوة سواء في ان لا يجزيهم فالنظر على ذلك ان يكون الامام وسائر الناس ايضا سواء في الذبح بعد الصلوة فكما كان ذبح الامام بعد الصلوة يجزئه فكذلك ذبح سائر الناس بعد الصلوة يجزيهم هذا هو النظر في هذا وهو قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين۔

حضرت ابو شریحہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ قربانی نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمہارا کیا خیال ہے ان سالوں میں کسی نے قربانی نہیں کی ہوگی کیونکہ ان کے امام نے قربانی نہیں کی اور تمہارا کیا خیال ہے اگر امام قربانی کے دن دشمن سے مقابلے میں یا کسی اور کام میں مشغولیت کی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو دوسرا شخص جو قربانی کرنا چاہتا وہ قربانی نہیں کرے گا؟ اگر کوئی شخص کہے کہ اسے اس سال قربانی نہیں کرنی چاہیے تو اس سے وہ شخص جمہور کے قول سے نکل گیا اور اگر کہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ سورج ڈھلنے کے بعد قربانی کریں تاکہ نماز کا وقت نکل جائے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ نماز عید کے وقت میں قربانی کے جواز کے لیے جو چیز شرط ہے وہ نماز ہے امام کا قربانی کرنا نہیں جب امام نماز پڑھ چکے تو جو آدمی قربانی کرنا چاہے اس کے لیے قربانی کرنا جائز ہوگا کیا تم نہیں دیکھتے کہ امام نماز سے پہلے قربانی کرے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں تو باقی لوگوں کا بھی یہی حکم ہے تو نماز سے پہلے قربانی کے عدم جواز کے سلسلے میں امام اور دوسرے لوگ برابر ہیں۔ اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ نماز کے بعد ذبح کرنے میں بھی امام اور دوسرے لوگوں کے لیے ایک ہی حکم ہے تو جس طرح نماز کے بعد امام کا ذبح کرنا جائز ہے اسی طرح نماز کے بعد دوسرے لوگوں کا ذبح کرنا بھی جائز ہے اس سلسلے میں یہی قیاس ہے اور یہی حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب ۲۷۱ البدنة عن كم تجزئ في الضحايا والهدايا

باب ۲۷۱ قربانی اور ہدی میں اونٹ اور گائے کتنے آدمیوں کی طرف سے جائز ہے

۳۷۴ - حدثنا فهد قال ثنا يوسف بن بهلول قال ثنا عبد الله بن ادريس قال ثنا محمد بن اسحق عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن المسور بن مخرمة ومروان بن الحكم قالا خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عام الحديبية يريد زيارة البيت وساق معه الهدي وكان الهدي سبعين بدنة وكان الناس سبع مائة رجل وكانت كل بدنة عن عشرة

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ہدی بھی تھی ہدی ستر اونٹ تھے اور صحابہ کرام سات سو تھے ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

قال ابوجعفر

فذهب قوم الى ان البدنة تجزئ في الهدايا و الضحايا عن عشرة واحتجوا في ذلك بهذا الحديث

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ ہدی اور قربانی میں ایک اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا لا تجزئ البدنة الا عن سبعة وقالوا قد روي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في نحر البدن يوم الحديبية ما يخالف هذا.

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اونٹ یا گائے صرف سات آدمیوں کی طرف سے جائز ہیں وہ فرماتے ہیں حدیبیہ کے دن قربانی کے بارے میں اس حدیث کے خلاف بھی مروی ہے۔

۳۷۵ - وذكروا في ذلك ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر العقدي قال ثنا مالك بن انس عن ابي الزبير ان جابر بن عبد الله حدثهم انهم نحروا يوم الحديبية البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة.

حضرت ابن زبیر فرماتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حدیبیہ کے دن ایک اونٹ کو سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کو سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا۔

---

۳۷۶ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا حدثه فذكر باسناده مثله.

حضرت ابن وہب خبر دیتے ہیں کہ حضرت مالک نے ان سے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

---

۳۷۷ - حدثنا محمد بن خزيمة قال اخبرنا

حضرت عمرو بن دینار اور ابوالزبیر دونوں حضرت

عبد الله بن صالح قال حدثني يحيى بن أيوب عن ابن جريج عن عمرو بن دينار وأبي الزبير عن جابر بن عبد الله قال نحرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم البدنة عن سبعة فقيل لجابر رضي الله عنه والبقرة قال هي مثلها وحضر جابر رضي الله عنه عام الحديبية قال ونحرنا يومئذ سبعين بدنة۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا گائے کے بارے میں کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا وہ اس کی مثل ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ حدیبیہ کے سال (وہاں) موجود تھے وہ فرماتے ہیں اس دن ہم نے ستر اونٹ ذبح کئے تھے۔

۳۷۸- **حدثنا** فهد قال ثنا محمد بن عمران قال ثنا أبي قال حدثني ابن أبي ليلى عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه قال نحر رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية سبعين بدنة فأمرنا أن نشترك منا سبعة في البدنة۔

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ ذبح کئے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے سات آدمی ایک اونٹ میں شریک ہوں۔

۳۷۹- **حدثنا** أبو بكرة قال ثنا أبو داود قال ثنا أبو عوانة عن أبي بشر عن سليمان بن قيس عن جابر رضي الله عنه قال نحرنا مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم سبعين بدنة البدنة عن سبعة۔

حضرت سلیمان بن قیس، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ ذبح کئے ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے تھا۔

۳۸۰- **حدثنا** أحمد بن داود قال ثنا هدبة بن خالد قال سمعت أبان بن يزيد يحدث عن قتادة عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال الجزور عن سبعة۔

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔

۳۸۱- **فهذا** جابر بن عبد الله رضي الله عنه يخبر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بما ذكرنا وهو كان معه حينئذ۔

تو یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی خبر دیتے ہیں جو ہم نے ذکر کی اور وہ اس دوران آپ کے ساتھ تھے۔

۳۸۲- **وقد** روي عن علي وعبد الله رضي الله عنهما من قولهما ما يوافق هذا أن البدنة عن سبعة۔

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول بھی اس بات کے موافق مروی ہے کہ ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔

۳۸۳- **حدثنا** فهد قال ثنا أبو نعيم قال ثنا إسرائيل عن عيسى بن أبي عزة عن عامر عن علي وعبد الله رضي الله عنهما قالا البدنة عن سبعة

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔

والبقرة عن سبعة۔

٣٨٤- **وقد** روی مثل ذلک ایضاً عن انس رضی اللہ عنہ یحکیہ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورضی عنہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہیں۔

٣٨٥- **حدثنا** ابن ابی داؤد قال حدثنا سلیمن بن حرب قال ثنا ابو ہلال قال ثنا قتادة عن انس رضی اللہ عنہ قال کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یشترکون سبعة فی البدنة من الابل والسبعة فی البدنة من البقرة۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدنہ (بڑا جانور) میں سات آدمی شریک ہوتے تھے وہ بدنہ اونٹ ہو یا گائے۔

٣٨٦- **فھذا** مذہب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورضی عنہم فی البدنة یوافق ما روی عن جابر رضی اللہ عنہ لا ما روی عن المسور ومروان فھو اولی منہ

تو بدنہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایت کے موافق ہے حضرت مسور، اور مروان کی روایت کے مطابق نہیں ہے اور یہ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت) اُس روایت سے اولیٰ ہے۔

ولما اختلفوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیما ذکرنا رجعنا الی ما روی عنہ فی ھذا الباب مما سوی ما نحر یوم الحدیبیة۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے تو ہم نے اس سلسلے میں مروی ان روایات کی طرف رجوع کیا جو حدیبیہ کے دن ذبح کرنے کے علاوہ ہیں۔

٣٨٧- **فاذا** حسین بن نصر قد حدثنا قال ثنا یوسف بن عدی قال ثنا حفص بن غیاث عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال اشتری سبعا من الغنم ان علی ناقة وقد عزبت منی فقال اشتر سبعا من الغنم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا میرے اوپر اونٹ لازم تھا اور وہ غائب ہوگیا تو کیا میں سات بکریاں خرید لوں آپ نے فرمایا (ہاں) تو سات بکریاں خرید لے

افلا ترٰی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی ھذا الحدیث انما عدلھا بسبع من الغنم مما یجزی کل واحدة منھن عن رجل ولم یعدلھا بعشر من الغنم فدل ذلک علی تصحیح ما روی جابر رضی اللہ عنہ فی ذلک

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں سات بکریوں کو ایک اونٹ کے مقابلے میں قرار دیا اور ایک بکری ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے آپ نے اسے دس بکریوں کے برابر قرار نہیں دیا تو یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی تصحیح

لما روي عن مسور فهذا وجه هذا الباب من طريق الآثار.

وأما وجه ذلك من طريق النظر فإنا قد رأيناهم قد أجمعوا أن البقرة لا تجزئ في الأضحية عن أكثر من سبعة وهي من البدن باتفاقهم فالنظر على ذلك أن تكون الناقة مثلها ولا تجزئ عن أكثر من سبعة فإن قال قائل إن الناقة وإن كانت بدنة كما أن البقرة بدنة فإن الناقة أعلى من البقرة في السمانة والرفعة قيل له إنها وإن كانت كما ذكرت فإن ذلك غير واجب فضلها به علينا ساعة ألا ترى أنا قد رأينا البقرة الوسطى تجزئ عن سبعة وكذلك ما هو دونها وما هو أرفع منها وكذلك الناقة تجزئ عن سبعة أو عن عشرة رفيعة كانت أو دون ذلك فلم يكن السمن والرفعة مما يبين به بعض البقرة عن بعض ولا بعض الإبل عن بعض فيما تجزئ في الهدي والأضاحي بل كان حكم ذلك كله حكما واحدا تجزئ عن عدد واحد فلما كان ما ذكرنا كذلك وكانت الإبل والبقر بدنا ثبت أن حكمهما حكم واحد وأن بعضها لا تجزئ عن أكثر مما تجزئ عنه البعض الباقي وإن زاد بعضها على بعض في السمن والرفعة فلما كانت البقرة لا تجزئ عن أكثر من سبعة كانت الناقة أيضا كذلك في النظر لا تجزئ عن أكثر من سبعة قياسا ونظرا على ما ذكرناه وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

———

پر دلالت کرتی ہے حضرت مسور رضی اللہ عنہ کی روایت پر نہیں اس باب کا روایات کے طریقے پر یہ بیان ہے اور قیاس کے طور پر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں اس بات پر اجماع ہے کہ قربانی میں ایک گائے سات سے زائد آدمیوں کو کفایت نہیں کرتی اور اس پر اتفاق ہے کہ یہ (گائے) بھی بدنہ (بڑا جانور) ہے تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ اونٹ بھی اس کی مثل ہو اور سات سے زائد اشخاص کی طرف سے جائز نہ ہو۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اگرچہ اونٹ، گائے کی طرح بدنہ ہے لیکن وہ موٹاپے اور بلندی میں گائے سے اعلیٰ ہے، تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا اگرچہ بات اسی طرح ہے جس طرح تم کہہ رہے ہو لیکن اس سے تم استدلال نہیں کر سکتے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم دیکھتے ہیں متوسط قسم کی گائے سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اسی طرح جو اس سے کم ہو یا اس سے بڑی ہو (کفایت کرتی ہے)، اسی طرح جو اس سے کم ہو یا اس سے بڑی ہو (کفایت کرتی ہے تو اونٹ کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ سات یا دس کی طرف سے کفایت کرے گا اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ لہٰذا موٹاپا یا بلندی، گایوں کو ایک دوسرے سے اور اسی طرح اونٹوں کو ایک دوسرے سے ممتاز نہیں کرتی بلکہ قربانی اور ہدی میں سب کا ایک جیسا حکم ہے یعنی ایک ہی عدد سے کفایت کرتے ہیں (سات ہوں یا دس) جب بات اس طرح ہے جس طرح ہم نے ذکر کی ہے اور گائے اور اونٹ دونوں بدنہ ہیں تو ثابت ہوا کہ دونوں کا ایک جیسا حکم ہے اور ان میں سے بعض اس تعداد سے زیادہ کی طرف سے کفایت نہیں کرتے جس سے دوسرے بعض کفایت کرتے ہیں اگرچہ ان میں سے بعض دوسرے بعض کے مقابلے میں موٹاپے اور بلندی میں بڑھ کر ہوں تو جب گائے سات آدمیوں سے زائد کی طرف سے کافی نہیں تو اونٹ

بَابُ الشَّاةِ عَنْ كَمْ تُجْزِئُ اَنْ يُضَحّٰى بِهَا

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا عَمِّيْ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ وَحَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ اَبِيْ صَخْرٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَاُ فِيْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ فَاُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ

۳۸۹۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَوْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا ضَحّٰى اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ يَذْبَحُ اَحَدَهُمَا عَنْ اُمَّتِهٖ مَنْ شَهِدَ مِنْهُمْ بِالتَّوْحِيْدِ وَشَهِدَ لَهٗ بِالْبَلَاغِ وَالْاٰخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا ضَحّٰى اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ

کا بھی یہی حکم ہوگا قیاس کا یہی تقاضا ہے کہ سات سے زائد کی طرف سے کافی نہ ہو حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ۲۷۲ ایک بکری کی قربانی کتنے آدمیوں کی طرف سے جائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک سینگوں والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو یعنی پاؤں میں دیکھتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو وہ لایا گیا تاکہ اس کی قربانی کی جائے پھر فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پہ تیز کرو (فرماتی ہیں) میں نے ایسا کیا پھر آپ نے اسے پکڑا اور مینڈھے کو بھی پکڑ کر لٹایا اس کے بعد آپ نے فرمایا اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل اور آپ کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ پھر اس کی قربانی دی۔

حضرت ابو ہریرہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرنا چاہتے تو بڑے بڑے موٹے تازے گندمی رنگ کے سینگوں والے اور خصی مینڈھے خریدتے ان میں سے ایک اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ذبح کرتے جو توحید اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں اور دوسرا مینڈھا اپنی طرف سے اور اپنی اولاد کی طرف سے ذبح کرتے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرنا چاہتے تو دو بڑے بڑے چت کبرے مینڈھے خریدتے یہاں تک کہ جب لوگوں کو خطبہ دیتے اور نماز پڑھاتے تو ان میں سے ایک کو لایا جاتا آپ

عَظِيمَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَإِذَا خَطَبَ النَّاسَ وَصَلَّى أُتِيَ بِأَحَدِهِمَا وَهُوَ قَائِمٌ فِي مُصَلَّاهُ فَذَبَحَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ أُمَّتِي جَمِيعًا مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ ثُمَّ يُؤْتَى بِالْآخَرِ فَيَذْبَحُهُ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ يُطْعِمُهُمَا جَمِيعًا وَيَأْكُلُ هُوَ وَأَهْلُهُ مِنْهُمَا قَالَ فَمَكَثْنَا سِنِينَ لَيْسَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ يُضَحِّي قَدْ كَفَى اللّٰهُ الْمَؤُونَةَ وَالْغُرْمَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

اس وقت عیدگاہ ہی میں ہوتے آپ اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے پھر فرماتے اے اللہ! اسے میری امت کے ان تمام لوگوں کی طرف سے قبول فرما جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دیتے ہیں پھر دوسرا مینڈھا لایا جاتا تو آپ اسے ذبح کرتے پھر فرماتے اے اللہ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کی طرف سے قبول فرما پھر ان دونوں کو کھلاتے اور آپ خود بھی اور آپ کے گھر والے بھی ان دونوں سے تناول فرماتے راوی فرماتے ہیں ہم کئی سال تک اس حالت میں رہے کہ بنو ہاشم میں سے کوئی شخص بھی قربانی نہیں کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اخراجات اور تاوان سے کفایت فرمائی (یعنی آپ کی برکت سے سب کچھ عطا فرمایا)۔

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ عَظِيمَيْنِ أَقْرَنَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ فَأَضْجَعَ أَحَدَهُمَا وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُمَّ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو چت کبرے بڑے بڑے، سینگوں والے اور خصی مینڈھے لائے گئے آپ نے ان میں ایک کو لٹایا اور یہ الفاظ کہے "اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے یا اللہ! (اسے) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ان افراد کی طرف سے قبول فرما جنہوں نے تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی دی۔

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ حِينَ وَجَّهَهُمَا وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ ثُمَّ سَمّٰى وَكَبَّرَ وَذَبَحَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھوں کی قربانی دی جب ان کو قبلہ رُخ کیا تو فرمایا "میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، (آخر تک) اے اللہ! تیری طرف سے اور تیرے لیے حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے ہے پھر بسم اللہ اور تکبیر پڑھ کر ذبح فرمایا۔

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قال اخبرني يعقوب بن عبد الرحمن ويحيى بن عبد الله بن سالم عن عمرو مولى المطلب عن المطلب بن عبد الله وعن رجل من بني سلمة انهما حدثاه ان جابر بن عبد الله اخبرهما ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم للناس يوم النحر فلما فرغ من خطبته وصلاته دعا بكبشين فذبحه هو بنفسه وقال بسم الله والله اكبر اللهم عني وعمن لم يضح من امتي۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن صحابہ کرام کو عید کی نماز پڑھائی جب آپ خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو مینڈھے منگوا کر بذات خود انہیں ذبح کیا اور بسم اللہ واللہ اکبر کے الفاظ کہنے کے بعد فرمایا یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے۔

۳۹۴- حدثنا روح بن الفرج قال ثنا ابو ابراهيم الترجماني قال ثنا الدراوردي عن ربيح بن عبد الرحمن بن ابي سعيد الخدري عن ابيه عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ضحى بكبش اقرن ثم قال اللهم هذا عني وعمن لم يضح من امتي۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی پھر فرمایا اے اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان الشاة لا بأس ان يضحى بها عن الجماعة وان كثروا وافترق اهل هذه المقالة على فرقتين فقال فرقة لا تجزئ الا ان يكون الذين يضحى بها عنهم من اهل بيت واحد وقالت فرقة ان ذلك يجزئ كان المضحى بها عنهم من اهل بيت واحد او من اهل ابيات شتى لان النبي صلى الله عليه واله وسلم ضحى بالكبش الذي ضحى به من جميع امته او من اهل ابيات شتى فان ذلك ثابتا لمن بعد النبي صلى الله عليه واله وسلم فهو يجزئ عمن اجزأه بذبح النبي صلى الله عليه واله وسلم۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ ایک بکری کو پوری جماعت کی طرف سے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ بہت زیادہ ہوں پھر اس قول والوں کے دو فریق بن گئے ایک فریق کہتا ہے کہ جن لوگوں کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے وہ ایک گھر کے ہوں تب جائز ہوگی اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جن لوگوں کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے وہ ایک گھر کے ہوں یا مختلف گھروں سے تعلق رکھتے ہوں یہ قربانی جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھے کو اپنی تمام امت کی طرف سے ذبح کیا اور وہ مختلف گھروں سے تعلق رکھتے ہیں اگر یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ثابت ہو تو وہ ان تمام لوگوں کی طرف سے کفایت کرے گی جن کے لیے آپ کے ذبح کرنے سے کافی ہوئی اس سے ان لوگوں کا قول ثابت ہو گیا جو کہتے ہیں ایک گھر والوں اور ان کے

فثبت بهذا قول الذين قالوا يضحى بها عن اهل البيت وعن غيرهم ثم كان الكلام بين اهل

هذا القول وبين الفرقة التي تخالف هؤلاء جميعا وتقول ان الشاة لا تجزئ عن اكثر من واحد وتذهب الى ان ما كان من النبي صلى الله عليه وآله وسلم مما احتجت به الفرقتان الاوليان بقولهما منسوخ او مخصوص فمما دل على ذلك ان الكبش لما كان يجزئ عن غير واحد ولا وقت في ذلك ولا عدد كانت البقرة والبدنة احرى ان تكونا كذلك وان تكونا تجزيان عن غير واحد لا وقت في ذلك ولا عدد۔

علاوہ دوسروں کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

پھر اس قول والوں اور ان لوگوں کے درمیان گفتگو ہوئی جو ان کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک بکری ایک آدمی سے زائد کی طرف جائز نہیں وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو جن سے پہلے دو گروہوں نے استدلال کیا منسوخ مانتے ہیں یا آپ سے خاص قرار دیتے ہیں۔

جو چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جب مینڈھا ایک سے زائد افراد کی طرف سے کفایت کرتا کہ ان کی تعیین ہے اور نہ تعداد، تو گائے اور اونٹ کا ایسا ہونا زیادہ مناسب ہے اور ان کو ایک سے زائد غیر متعین اور غیر معدود افراد کی طرف سے جائز ہونا چاہیئے۔

۳۹۵۔ ثم قد روينا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما قد دل على خلاف ذلك مما قد ذكرنا في الباب الذي قبل هذا من نحر اصحابه معه الجزور عن سبعة والبقرة عن سبعة وكان ذلك عند اصحابه على التوقيف منه لهم على ان البقرة والبدنة لا تجزئ واحدة منهما عن اكثر مما ذبحت عنه يومئذ وتواترت عنهم الروايات بذلك۔

پھر ہم نے گذشتہ باب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایت کیا ہے کہ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اونٹ کو سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے کو بھی سات کی طرف سے ذبح کیا اور صحابہ کرام کے نزدیک آپ کا یہ فعل اس بات کو واضح کرنے کے لیے تھا کہ اونٹ اور گائے میں سے کوئی ایک بھی ان افراد سے زائد کی طرف سے کافی نہیں جتنے افراد کی طرف سے اس دن ذبح کیا گیا اس سلسلے میں صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ روایات آئی ہیں۔

۳۹۶۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد قال ثنا سلمة بن كهيل عن حجية ابن عدي وعبد الله بن تمام ومالك بن حويرث فيما يحسب سلمة بن كهيل ان رجلا اشترى بقرة اضحية فنتجت فسأل عليا رضي الله عنه الا ابدل مكانها اخرى فقال لا ولكن اذبحها وولدها يوم النحر عن سبعة۔

حضرت سلمہ بن کہیل، حضرت حجیہ بن عدی، عبداللہ بن تمام اور مالک بن حویرث سے روایت کرتے ہیں سلمہ بن کہیل کے خیال کے مطابق ایک شخص نے قربانی کے لیے گائے خریدی اس نے بچہ جنا اس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی جگہ دوسرے گائے کی قربانی کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے اور اس کے بچے کو قربانی کے دن سات آدمیوں کی طرف سے

ذبح کرو۔

٣٩٧- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن حجاج عن زهير بن حبيب عن مغيرة بن جندب عن علي رضي الله عنه بمثله۔

حضرت زہیر بن حبیب، حضرت مغیرہ بن جندب سے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٣٩٨- حدثنا ابو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفيان عن منصور عن ربعي قال كان اصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم ورضي عنهم يقولون البقرة عن سبعة۔

حضرت منصور بن ربعی سے مروی ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ گائے سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔

٣٩٩- حدثنا علي بن شيبة قال ثنا قبيصة بن عقبة قال ثنا سفيان عن ابي حصين ح وحدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن ابي حصين عن خالد بن سلمة عن ابي مسعود رضي الله عنه قال البقرة عن سبعة۔

حضرت خالد بن سلمہ، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں گائے سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔

٤٠٠- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا خالد بن عبد الرحمن حدثنا ابن ابي ذئب عن يزيد بن عبد الله بن قسيط عن محمد بن عبد الرحمن ابن ثوبان عن اناس من اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله۔

حضرت محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان، کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فلما جعلت البقرة عن سبعة وكان ذلك مما قد وقف عليه ولم يجعل لنا ان نعدو ذلك الى ما هو اكثر منه كانت الشاة احرى ان لا تجزئ عن اكثر مما تجزئ عنه البقرة من ذلك

ترجمہ: گائے کو سات آدمیوں کی طرف سے قرار دیا گیا، اس پر حکم ٹھہر گیا اور ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اس سے زیادہ تعداد کی طرف تجاوز کریں تو بکری اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ وہ اس تعداد سے زیادہ کے لیے کافی نہ ہو جتنی تعداد کے لیے گائے کفایت کرتی ہے۔

فلما ثبت ان الشاة لا تجزئ عن اكثر من سبعة انتفى بذلك قول من قال انها تجزئ عن جميع من ذبحت عنه ممن لا وقت لهم ولا عدد ولا يجاوز الى غيره وثبت ضده

جب ثابت ہوا کہ بکری سات سے زائد آدمیوں کو کفایت نہیں کرتی تو اس سے ان لوگوں کے قول کی نفی ہو گئی جو کہتے ہیں کہ یہاں سب کی طرف سے جائز ہے جن کی طرف سے اسے اشخاص و تعداد کے تعین کے بغیر ذبح کیا گیا

وهو قول من قال ان الشاة لا تجزئ الا عن واحد

فقال قائل انا انما جعلنا الشاة تجزئ عن اكثر مما تجزئ عنه البقرة والجزور لان الشاة افضل منهما **فقيل** له ولم قلت ذلك وما دليلك عليه۔

---

۴۰۱ ـ **فاخبر** عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما في هذا الحديث ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يضحي بالجزور اذا وجده وفي ذلك دليل على انه كان يدع ما سواه مما يضحى به من البقر والغنم وهو قادر عليه ويضحي بالشاة اذا لم يقدر على الجزور ففي ذلك دليل على ان الجزور كان عنده افضل من الشاة۔

وقد رأينا الهدايا في الحج جعل للبدنة فيها من الفضل ما لم يجعل للشاة فجعلت البدنة مما يشترك فيها الجماعة فيهدونها عن قرانهم ومتعتهم ولم يجعل الشاة كذلك

فمما روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من اباحة الشركة في الهدي اذا كان جزورا۔

۴۰۲ ـ **وقد** روي عن النبي صلى الله عليه

اور یہ حکم اس کے غیر کی طرف متجاوز نہ ہوگا اب اسکی ضد ثابت ہوگئی اور وہ ان لوگوں کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ بکری صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ ہم نے بکری کو اس تعداد سے زائد افراد کی طرف سے جائز قرار دیا جتنے لوگوں سے گائے اور اونٹ کفایت کرتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بکری ان دونوں سے افضل ہے ــــ تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا تم نے یہ بات کیوں کہی اور تمہارے پاس اس کی دلیل کیا ہے؟

حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی قربانی دیتے تھے اور جب اونٹ نہ پاتے تو مینڈھے کی قربانی کرتے ــــ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ حاصل ہوتا تو اسی کی قربانی کرتے تھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب آپ اس اونٹ پر قادر ہوتے تو قربانی کے باقی جانوروں یعنی گائے اور بکری کو چھوڑ دیتے تھے اور بکری کی قربانی اس وقت کرتے جب اونٹ پر قادر نہ ہوتے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک اونٹ بکری سے افضل ہے ــــ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حج کے موقع پر اونٹ کی ہدی میں جو فضیلت رکھی گئی ہے وہ بکری میں نہیں اونٹ میں ایک جماعت کی شرکت ہو سکتی ہے اور وہ سب حضرات حج قران اور حج تمتع کے لیے اس کی قربانی کرتے ہیں جب کہ بکری کا یہ حکم نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کی صورت میں ہدی میں شرکت کی اباحت کے سلسلے میں یوں مروی ہے۔

وآله وسلم ما قد حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا
ابو بكر الحنفي قال ثنا عبد الله بن نافع عن ابيه
عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما ان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم كان يضحي بالجزور و
بالكبش اذا لم يجد جزورا۔

۴۰۳۔ **ما** حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد
قال ثنا سفيان عن جعفر بن محمد عن ابيه عن
جابر رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه
وآله وسلم اهدى مائة بدنة واشرك عليا
رضي الله عنه في ثلثها۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو اونٹ بطور ہدی لے گئے اور
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کی تہائی میں شریک
فرمایا۔

۴۰۴۔ **حدثنا** ابراهيم بن مرزوق قال ثنا
ابو حذيفة قال ثنا سفيان عن ابي الزبير عن
جابر رضي الله عنه قال ساق النبي صلى الله عليه
وآله وسلم سبعين بدنة واشرك بينهم فيها
فلما كانت الشركة جائزة في الجزور مباحة
في الهدي وغير مباحة في الشاة ثبت بذلك
ان الشاة انما تعدل جزءا من الجزور۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے
ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستر اونٹوں کو لے گئے اور
ان میں صحابہ کرام کو باہم شریک کیا۔

تو جب اونٹ میں شرکت جائز ہے ہدی میں یہ
مباح ہے اور بکری میں جائز نہیں تو اس سے ثابت
ہوا کہ بکری اونٹ کی ایک جز کے برابر ہے۔

۴۰۵۔ **قد** ذكرنا عن رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم في الباب الذي قبل هذا ان رجلا قال
له ان علي ناقة وقد عزبت عني فامره ان يجعل
مكانها سبعا من الغنم **فدل** ذلك على ما ذكرنا
ايضا۔

اور ہم نے گذشتہ باب میں رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہوئے) ذکر کیا کہ ایک
شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ پر ایک
اونٹنی لازم ہے اور وہ میری دسترس سے باہر ہے تو آپ
نے اسے اس کی جگہ سات بکریوں کو رکھنے کا حکم دیا—
تو یہ بھی ہماری مذکورہ گفتگو پر دلالت ہے۔

۴۰۶۔ **وقد** روي عن ابن عباس رضي الله تعالى
عنهما ايضا ما يوافق هذا المعنى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس معنیٰ
کے موافق مروی ہے۔

۴۰۷۔ **حدثنا** ابراهيم بن مرزوق قال حدثنا
وهب قال ثنا شعبة عن ابي حمزة قال سئل
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عما استيسر من
الهدي فقال جزور او بقرة او شرك في دم۔

حضرت ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے
ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جو ہدی
تمہیں میسر ہو" سے کیا مراد ہے۔ تو انہوں نے فرمایا
اونٹ یا گائے یا کسی جانور میں حصہ۔

۴۰۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مِثْلَهُ -

حضرت حماد بن زید، حضرت ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

---

۴۰۹ - فَأَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْجُزْءَ مِنَ الْجَزُورِ يَعْدِلُ الشَّاةَ فِيمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ -

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ہمیں بتایا کہ اونٹ کی ایک جزء، بکری کے برابر ہے اس چیز میں جو ہدی سے میسر ہو۔

۴۱۰ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى فَضْلِ الْجَزُورِ عَلَى الْبَقَرَةِ وَعَلَى فَضْلِ الْبَقَرَةِ عَلَى الشَّاةِ -

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اونٹ کو گائے پر اور گائے کو بکری پر فضیلت حاصل ہے۔

---

۴۱۱ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ فَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں پہلے آنے والے پھر اس کے بعد آنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔ جب امام (منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنی کتابوں کو لپیٹ لیتے ہیں اور بیٹھ کر ذکر الٰہی سنتے ہیں تو سب سے پہلے آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اونٹ کی قربانی کرتا ہے پھر وہ جو گائے قربانی کرتا ہے پھر اس شخص کی طرح جو بکری کی قربانی دیتا ہے پھر اس شخص کی طرح جو (اللہ کی راہ میں) مرغی ذبح کرتا ہے پھر اس کی طرح جو انڈہ پیش کرتا ہے[1]۔

---

۴۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دوپہر کے وقت (زوال کے فوراً بعد)

---

[1] بعض نام نہاد دانشوروں نے اس حدیث سے مرغی کی قربانی ثابت کی ہے لیکن انہوں نے دوسری احادیث کو نہیں دیکھا جن میں اس بات کی وضاحت ہے کہ قربانی کن کن جانوروں کی ہو سکتی ہے۔ نیز قربانی میں خون بہانا ہوتا ہے تو کیا وہ اس حدیث کی روشنی میں انڈے کی قربانی بھی جائز دیں گے۔ ۱۲ ہزاروی۔

الرحمٰن عن ابی هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول مثل المهجر الى الصلوة كمثل الذي يهدي بدنة ثم الذي جاء على اثره كمثل الذي يهدي البقرة ثم الذي على اثره كمثل الذي يهدي الكبش ثم الذي على اثره كمثل الذي يهدي الدجاجة ثم الذي على اثره كمثل الذي يهدي البيضة -

(رحمہ کی) نماز کے لیے آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اونٹ کی قربانی کرتا ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ اس کی طرح ہے جو گائے کی قربانی کرتا ہے پھر اس کے بعد آنے والا مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو (راہ خداوندی میں) مرغی ذبح کرتا ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ انڈے کا تحفہ پیش کرنے والے کی طرح ہے۔

٤١٣ - حدثنا اسمعيل بن يحيى المزني قال ثنا محمد بن ادريس الشافعي قال ثنا سفيان عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة رضي الله عنه فذكر نحوه -

حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

---

٤١٤ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا محمد بن المنهال قال ثنا يزيد بن زريع قال ثنا روح بن القاسم عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه عن ابي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله -

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن، اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

٤١٥ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج بن المنهال قال ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن اسحق عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه قال سمعت ابا سعيد الخدري رضي الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكر مثله

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

فلما جعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المهجر في افضل الاوقات كالمهدي بدنة والمهجر في الوقت الذي بعده كالمهدي بقرة والمهجر في الثالث كالمهدي كبشا ثبت بذلك ان افضل ما يهدى الجزور ثم البقرة ثم الكبش

تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل اوقات میں پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کرنے والے اس کے بعد آنے والے کو گائے کی قربانی دینے والے اور تیسرے وقت میں آنے والے کو مینڈھے کی قربانی دینے والے کی طرح قرار دیا، تو ثابت ہوا کہ سب سے اچھی قربانی اونٹ کی قربانی ہے پھر گائے اور اس کے بعد

فَلَمَّا كَانَتِ الْبُدْنَةُ أَعْظَمَ مَا يُهْدٰى ثَبَتَ أَنَّهَا أَعْظَمُ مَا يُضَحّٰى بِهٖ وَلَمَّا كَانَتْ بِإِتِّفَاقِهِمْ لَا تُجْزِئُ فِي الْأُضْحِيَّةِ عَمَّا فَوْقَ السَّبْعَةِ كَانَتِ الشَّاةُ أَحْرٰى أَنْ لَّا تُجْزِئَ عَنْ ذٰلِكَ وَلَمَّا انْتَفٰى أَنْ تُجْزِئَ الشَّاةُ عَمَّا فَوْقَ السَّبْعَةِ ثَبَتَ أَنَّهَا لَا تُجْزِئُ إِلَّا عَنْ خَاصٍّ مِّنَ النَّاسِ وَقَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى أَنَّهَا تُجْزِئُ عَنِ الْوَاحِدِ وَاخْتَلَفُوْا فِيْمَا هُوَ أَكْثَرُ مِنْهُ فَلَا يَدْخُلُ فِيْمَا قَدْ ثَبَتَ لَهٗ حُكْمُ الْخُصُوْصِيَّةِ إِلَّا مَا قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى دُخُوْلِهٖ فِيْهِ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ أَنْ يُّضَحّٰى بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ اِثْنَيْنِ وَلَا عَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔

بیل کی قربانی ہے — تو جب بدنہ میں اونٹ سب سے افضل ہے تو قربانی میں بھی وہ سب سے زیادہ عظمت والا ہوگا اور جب بالاتفاق قربانی میں سات آدمیوں سے زیادہ کی شرکت نہیں ہوسکتی تو بکری اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس میں یہ (شرکت) جائز نہ ہو — تو جب بکری میں سات افراد سے زیادہ کی شرکت کی نفی ہوگئی تو ثابت ہوا کہ وہ لوگوں کی ایک مخصوص تعداد کی طرف سے جائز ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک کی طرف سے جائز ہے اس سے زیادہ کے بارے میں اختلاف ہے تو جس کے لیے خصوصی حکم ہے اس میں وہ بات داخل ہوسکتی ہے جس پر اتفاق ہو تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ دو آدمیوں یا ان سے زیادہ کی طرف سے ایک بکری کی قربانی جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

بَابُ ۳۷ مَنْ أَوْجَبَ ضَحِيَّةً فِيْ أَيَّامِ الْعَشْرِ أَوْ عَزَمَ عَلٰى أَنْ يُّضَحِّيَ هَلْ لَهٗ أَنْ يَّقُصَّ شَعْرَهٗ أَوْ أَظْفَارَهٗ

باب ۳۷ : قربانی کرنے والے کا بال یا ناخن اُتروانا

۴۱۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ الْبَزَّارُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَأَظْفَارِهٖ حَتّٰى يُضَحِّيَ۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ ترشوائے۔

---

۴۱۷ - حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهٗ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

ایک دوسری سند سے بھی بواسطہ حضرت سعید ابن مسیب حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے اس کی مثل مروی ہے حضرت لیث (راوی) فرماتے ہیں بے شک یہ حکم آیا

سعید بن المسیب ان ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر مثلہ قال اللیث قد جاء ہذا واکثر الناس علی غیرہ

ہے لیکن اکثر لوگ اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

قال ابو جعفر فذہب قوم الی ہذا الحدیث فقلدوہ وجعلوہ اصلا وخالفہم فی ذلک آخرون فقالوا لا باس بقص الاظفار والشعر فی ایام العشر لمن عزم علی الاضحیۃ ولمن لم یعزم علی ذلک۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس حدیث کی طرف گئی ہے انہوں نے اسے اپنایا اور اصل قرار دیا۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ دس دنوں میں ناخن اور بال کاٹنے میں کوئی حرج نہیں قربانی کرنے کا ارادہ ہو یا نہ۔

۴۱۸۔ واحتجوا فی ذلک بما قد ذکرناہ فی کتاب الحج عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت کنت افتل قلائد ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیبعث بہا ثم یقیم فینا حلالا لا یجتنب شیئا مما یجتنبہ المحرم حتی یرجع الناس

انہوں نے اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے ہم نے کتاب الحج میں نقل کیا ہے آپ فرماتی ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے گلے میں ڈالنے والی رسیاں بٹتی تھی پھر آپ اسے (ہدی کو) بھیجتے اور احرام کے بغیر ہمارے ہاں ٹھہرتے اور ایسی کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جن سے محرم اجتناب کرتے ہیں۔ حتی کہ صحابہ کرام واپس لوٹ آتے۔

ففی ذلک دلیل علی اباحۃ ما قد حظرہ الحدیث الاول ومجئ حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا احسن من مجئ حدیث ام سلمۃ رضی اللہ عنہا لانہ جاء مجیئا متواترا وحدیث ام سلمۃ لم یجئ کذلک بل قد طعن فی اسناد حدیث مالک فقیل انہ موقوف علی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔

اس میں اس بات کا جواز ہے جس سے پہلی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو لانا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو پیش کرنے سے بہتر ہے کیونکہ یہ روایت تواتر کے ساتھ آئی ہے جب کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس طرح وارد نہیں ہوئی بلکہ حضرت مالک کی روایت پر طعن کیا گیا کہا گیا کہ یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے موقوف حدیث کے طور پر مروی ہے۔

۴۱۹۔ حدثنا ابراہیم بن مرزوق قال ثنا عثمان بن عمر بن فارس قال اخبرنا مالک عن عمرو بن مسلم عن سعید بن المسیب عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ولم ترفعہ قالت من رای

حضرت عمرو بن مسلم، حضرت سعید بن مسیب سے اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے غیر مرفوع روایت کرتے ہیں ام المؤمنین نے فرمایا جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہو تو قربانی کرنے تک

هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ -

اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے۔

---

۴۲۰ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ الْحَدِيثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ وَأَمَّا النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْإِحْرَامَ يُحَظِّرُ أَشْيَاءَ مِمَّا قَدْ كَانَتْ كُلُّهَا قَبْلَهُ حَلَالًا مِنْهَا الْجِمَاعُ وَالْقُبْلَةُ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَحَلْقُ الشَّعْرِ وَقَتْلُ الصَّيْدِ فَكُلُّ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ تَحْرُمُ بِالْإِحْرَامِ وَأَحْكَامُ ذٰلِكَ مُخْتَلِفَةٌ فَأَمَّا الْجِمَاعُ فَمَنْ أَصَابَهُ فِي إِحْرَامِهِ فَسَدَ إِحْرَامُهُ وَمَا سِوَى ذٰلِكَ لَا يُفْسِدُ إِصَابَتُهُ الْإِحْرَامَ فَكَانَ الْجِمَاعُ أَغْلَظَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي يُحَرِّمُهَا الْإِحْرَامُ ثُمَّ رَأَيْنَا مَنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ أَيَّامُ الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَمْنَعُهُ مِنَ الْجِمَاعِ فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ لَا يَمْنَعُهُ مِنَ الْجِمَاعِ وَهُوَ أَغْلَظُ مَا يَحْرُمُ بِالْإِحْرَامِ كَانَ أَحْرٰى أَنْ لَا يَمْنَعَ مِمَّا دُونَ ذٰلِكَ فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ -

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل غیر مرفوع مروی ہے، حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی اصل حدیث یہ ہے اور روایات کے طریقے پر اس باب کا یہ (مذکورہ بالا) حکم ہے۔

جہاں تک قیاس کا تعلق ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کام احرام کی وجہ سے حرام ہوجاتے ہیں جب کہ اس سے پہلے وہ جائز ہوتے ہیں مثلاً (بیوی سے) جماع کرنا بوسہ لینا ناخن کاٹنا، بال منڈوانا، شکار کرنا (وغیرہ) یہ تمام امور، احرام کی وجہ سے حرام ہوجاتے ہیں اور ان کے احکام مختلف ہیں جو شخص حالتِ احرام میں جماع کرے اس کا احرام ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے علاوہ کاموں سے احرام فاسد نہیں ہوتا لہٰذا ممنوعات احرام میں سے جماع سب سے زیادہ شدید ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جب ذوالحجہ کے دس دن ہوتے ہیں تو قربانی کرنے کا ارادہ کرنے والے پر جماع حرام نہیں ہوتا حالانکہ ممنوعاتِ احرام میں سے اس کا حکم سب سے زیادہ سخت ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ اس سے کم درجے کے کام بھی حرام نہ ہوں اس باب میں قیاس یہی ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے ۔ متقدمین کی ایک جماعت سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

---

۴۲۱ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ح وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

حضرت یزید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عطاء بن یسار ابوبکر بن عبدالرحمن ابن حارث بن ہشام اور ابوبکر بن سلیمان رحمہم اللہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں بالوں اور ناخنوں کے کاٹنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

الحارث بن هشام و أبا بكر بن سليمان كانوا لا يرون بأسا أن يأخذ الرجل من شعره ويقلم أظفاره في عشر ذي الحجة۔

۴۲۲۔ وقد احتج في ذلك أيضا بعض أصحابنا بما حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني ابن أبي ذئب عن عثمان بن عبيد الله بن رافع عن عبد الرحمن بن هرمز عن محمد بن ربيعة قال رآني عمر بن الخطاب رضي الله عنه طويل الشارب وذلك بذي الحليفة وأنا على ناقتي وأنا أريد الحج فأمرني أن أقص من شعري ففعلت ولا حجة عندنا في هذا لأنه لا يريد أن يضحي إذا كان يريد الحج فلا حجة في هذا على أهل المقالة الأولى لأنهم إنما يمنعون من ذلك من أراد أن يضحي وحجة أخرى تدفع هذا الحديث أن تكون فيه حجة عليهم وذلك أنه لم يذكر أن ذلك كان في عشر ذي الحجة أو قبل ذلك۔

ہمارے بعض اصحاب نے یوں بھی استدلال کیا ہے حضرت محمد بن ربیعہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا کہ میری مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں میں اس وقت ذوالحلیفہ میں اپنی اونٹنی پر سوار تھا اور حج کرنا چاہتا تھا انہوں نے مجھے مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا تو میں نے ایسا کیا۔

(امام طحاوی فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ وہ قربانی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ تو حج کا ارادہ کئے ہوئے تھے لہٰذا اس واقعہ سے پہلے قول والوں کے خلاف استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اس عمل سے ان لوگوں کو منع کرتے ہیں جو قربانی کرنا چاہتا ہو۔ ایک دوسری دلیل بھی اس حدیث سے استدلال کو منع کرتی ہے وہ یوں کہ انہوں نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ یہ واقعہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں ہوا یا اس سے پہلے۔

باب ۲۷۔ الذبح بالسن والظفر

باب ۲۷: دانتوں اور ناخنوں سے ذبح کرنا

۴۲۳۔ حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب بن جرير وروح بن عبادة قالا ثنا شعبة ح وحدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو حذيفة قال ثنا سفيان قالا جميعا عن سماك بن حرب عن مري بن قطري رجل من بني ثعلب عن

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنے (شکاری) کتے کو چھوڑتا ہوں وہ شکار کو پکڑتا ہے اور میرے پاس پتھر اور لاٹھی کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو اسے ذبح کرے تو آپ نے فرمایا جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہاؤ

عدي بن حاتم قال قلت يا رسول الله أرسل كلبي فيأخذ الصيد فلا يكون معي ما يذكيه إلا المروة والعصا فقال أمر الدم بما شئت واذكر اسم الله عز وجل

اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو۔

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن أباحوا ما ذبح بالسن والظفر المنزوعين وغير المنزوعين واحتجوا في ذلك بهذا الحديث وخالفهم في ذلك آخرون فكرهوا ما ذبح بهما إذا كانا غير منزوعين وأباحوا ما ذبح بهما إذا كانا منزوعين۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ وہ دانتوں اور ناخنوں کے ساتھ ذبح کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ علیحدہ ہوں یا نہ۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے ان کے ساتھ ذبح کو ناپسند کہا جب کہ وہ اترے ہوئے نہ ہوں البتہ علیحدہ کئے ہوئے ہوں تو جائز ہے۔

۴۲۴۔ واحتجوا في ذلك بما حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا روح وسعيد بن عامر قالا ثنا شعبة عن سعيد بن مسروق عن عباية بن رفاعة عن جده رافع بن خديج أنه قال يا رسول الله إنا لاقو العدو غدا وليس معنا مدى قال ما أنهر الدم وذكرت اسم الله عليه فكل ليس السن والظفر وسأخبرك أما الظفر فمدى الحبشة وأما السن فعظم۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کل صبح دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا دانت اور ناخن کے علاوہ جس چیز سے خون بہایا جائے اور بسم اللہ بھی پڑھی جائے تم اسے کھا سکتے ہو اور عنقریب میں تمہیں بتاؤں گا جہاں کے ناخنوں کا تعلق ہے تو وہ حبشیوں کی چھریاں ہیں اور دانت ہڈی ہے۔

۴۲۵۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال حدثني سفيان الثوري عن أبيه عن عباية بن رفاعة عن جده رافع بن خديج رضي الله عنه أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إنا نرجو ونخشى أن نلقى العدو وليس معنا مدى أفنذبح بالقصب فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما أنهر الدم وذكر اسم الله عليه فكلوا إلا السن والظفر۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم امید کرتے ہیں اور ڈر بھی رہتا ہے کہ دشمن سے ملاقات ہو (شکار کریں) اور ہمارے پاس چھریاں نہ ہوں تو کیا بانس سے ذبح کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا جو چیز خون بہا دے اور بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو تم اسے کھا سکتے ہو البتہ دانت اور ناخن (کا ذبیحہ صحیح نہیں)

ففي هذا الحديث إخراج النبي صلى الله

تو اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم السن والظفر مما اباح الذكاة
به فاحتمل ان يكون ذلك على المنزوعين و
احتمل ان يكون على المنزوعين وغير المنزوعين
فان كان ذلك على المنزوعين فهما اذا كانا غير
منزوعين احرى ان يكونا كذلك وان كان ذلك
على غير المنزوعين فليس في ذلك دليل على حكم
المنزوعين في ذلك كيف هو فلما احاط العلم
بوقوع النهي في هذا على غير المنزوعين ولم
يحط العلم بوقوعه على المنزوعين وقد جاء
حديث عدي الذي ذكرناه مطلقا اخرجنا منه
ما احاط العلم باخراج حديث رافع اياه منه
وتركنا ما لم يحط العلم باخراج حديث رافع
اياه منه على ما اطلقه حديث عدي بن حاتم رضي الله عنه

دانت اور ناخن کو ان چیزوں سے خارج کر دیا جن کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے تو اس میں احتمال ہے کہ علیحدہ کئے ہوئے مراد ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ علیحدہ کئے ہوئے ہوں یا نہ دونوں مراد ہوں اگر الگ کئے ہوئے مراد ہوں تو زیادہ مناسب ہے کہ الگ نہ ہونے کی صورت میں یہی حکم ہو، اور اگر ان سے مراد وہ ہوں جو الگ کئے ہوئے نہیں تو اس میں الگ کئے ہوؤں کے حکم کے بارے میں کوئی دلیل نہیں کہ وہ کیا ہے۔ جب الگ نہ کئے ہوؤں سے ذبح کی ممانعت کا علم ہو گیا اور ان کے ساتھ ذبح کی ممانعت کا علم حاصل نہ ہوا جو الگ کئے ہوئے ہوں اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت جو ہم نے ذکر کی ہے وہ مطلقاً وارد ہے تو ہم نے اس سے اس کو نکال دیا جس کے نکلنے کا علم حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حاصل ہوا اور حضرت رافع کی حدیث سے جس کے نکالنے کا علم حاصل نہ ہوا اسے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق مطلق رکھا۔

۴۲۶۔ **وقد** روي عن ابن عباس رضي الله عنهما
في هذا ما قد حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا
الخصيب بن ناصح قال ثنا ابو الاشعث عن ابي رجاء
العطاردي قال خرجنا حجاجا فصاد رجل من القوم
ارنبا فذبحها بظفره فشووها فاكلوها ولم آكل
معهم فلما قدمنا المدينة سألت ابن عباس
رضي الله عنهما فقال لعلك اكلت معهم فقلت
لا قال اصبت انما قتلها خنقا۔

اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے حضرت ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حج کرنے کے لیے نکلے تو جماعت میں سے ایک شخص نے خرگوش کا شکار کیا اسے اپنے ناخن سے ذبح کیا پھر بھون کر سب نے کھایا لیکن میں نے ان کے ساتھ نہ کھایا جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے فرمایا شاید تم نے بھی ان کے ساتھ کھایا ہو میں نے عرض کیا نہیں انہوں نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا (شکاری نے) اسے گلا گھونٹ کر مارا ہے۔

۴۲۷۔ **حدثنا** ابراهيم بن مرزوق قال ثنا
يعقوب بن اسحق قال ثنا سلم بن زرير عن ابي
رجاء مثله۔

حضرت سلم بن زریر، حضرت ابو رجاء سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

أفلا ترى أن ابن عباس رضي الله عنهما قد بين في حديثه هذا المعنى الذي به حرم ما أكل ما ذبح بالظفر أنه الخنق لأن ما ذبح به فإنما ذبح بكف لا بغيرها فهو مخنوق فدل ذلك أن ما نهي عنه من الذبح بالظفر هو الظفر المركب في الكف لا الظفر المنزوع وكذلك ما نهي عنه مع ذلك من الذبح بالسن فإنما هو على السن المركبة في الفم لأن ذلك يكون عضا فأما السن المنزوعة فلا وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی اس حدیث میں وہ معنی بیان کیا جس کے سبب ناخن سے ذبح کئے ہوئے کا کھانا حرام ہے کہ وہ گلا گھونٹا گیا ہے کیونکہ جو اس کے ساتھ ذبح کیا گیا وہ ہتھیلی کے ساتھ ذبح کیا گیا اس کے غیر کے ساتھ نہیں لہذا وہ گلا گھونٹا ہوا ہے، تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ناخن سے ذبح کی ممانعت اس ناخن سے متعلق ہے جو ہتھیلی کے ساتھ ملا ہوا ہو الگ کیا ہوا ناخن مراد نہیں اس طرح دانتوں سے ذبح کی ممانعت بھی اس دانت سے متعلق ہے جو منہ کے ساتھ جڑا ہوا ہو کیونکہ یہ کاٹنا ہے لیکن جو دانت اترا ہوا ہو وہ ایسا نہیں ہے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب ٢٧٥ أكل لحوم الأضاحي بعد ثلثة أيام

باب ٢٧٥۔ قربانی کا گوشت تین دن بعد کھانا

٤٢٨ - حدثنا أحمد بن داود قال ثنا يعقوب ابن حميد قال ثنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن أبي عبيد مولى عبد الرحمن أنه سمع علي بن أبي طالب رضي الله عنه يقول يوم الأضحى أيها الناس إن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قد نهى أن تأكلوا نسككم بعد ثلث فلا تأكلوها بعدها۔

حضرت عبدالرحمٰن کے غلام، حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے عیدالاضحیٰ کے دن فرمایا اے لوگو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن بعد تک کھاؤ پس ان دنوں کے بعد نہ کھاؤ۔

٤٢٩ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا أبو صالح قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب قال حدثني أبو عبيد مولى ابن أزهر قال صليت مع علي بن أبي طالب رضي الله عنه العيد وعثمان بن عفان رضي الله عنه محصور فصلى ثم خطب فقال لا تأكلوا من لحوم أضاحيكم بعد ثلثة أيام فإن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أمر بذلك۔

حضرت ازہر کے غلام حضرت ابوعبید فرماتے ہیں ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید کی نماز پڑھی ان دنوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تھا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا تین دن بعد قربانیوں کے گوشت نہ کھاؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے۔

٤٣٠ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا يحيى بن أبي صالح

حضرت سالم اپنے والد (رضی اللہ عنہما) سے روایت

قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا اسحق بن يحيى الكلبي عن الزهري عن سالم عن أبيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول كلوا منها ثلاثا يعني لحوم الأضاحي۔

کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے تین دن کھاؤ یعنی قربانیوں کے گوشت سے۔

۴۳۱۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا شعيب بن الليث قال اخبرنا الليث عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول لا يأكل أحد كم من لحم أضحيته فوق ثلثة أيام۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے قربانیوں کے گوشت سے تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔

فذهب قوم إلى هذا فحرموا لحوم الأضاحي بعد ثلثة أيام واحتجوا في ذلك بهذه الآثار وخالفهم في ذلك آخرون فلم يروا بأكلها وادخارها بأسا۔

ایک جماعت اس طرف گئی ہے انہوں نے ان روایات سے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ اسے کھانے اور جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

۴۳۲۔ واحتجوا في ذلك بما حدثنا يونس قال ثنا معن بن عيسى عن معاوية بن صالح عن أبي الزاهرية عن جبير بن نفير عن ثوبان قال ذبح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أضحيته ثم قال يا ثوبان أصلح لحم هذه الأضحية فما زلت أطعمه منها حتى قدم المدينة۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت جبیر بن نفیر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قربانی کے جانور ذبح کئے پھر فرمایا اے ثوبان! ان قربانیوں کے گوشت کو درست کرو تو میں اس سے مسلسل آپ کو کھلاتا رہا حتی کہ آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

۴۳۳۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عامر قال ثنا شعبة عن جابر بن يزيد عن الشعبي عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت كنا نأكله بعد عشرين تعني لحوم الأضاحي۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ہم اسے (یعنی قربانی کے گوشت کو) بیس دن کے بعد بھی کھاتے تھے۔

۴۳۴۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عامر العقدي قال ثنا زهير بن محمد عن شريك بن أبي نمر عن عبد الرحمن بن أبي سعيد الخدري عن أبيه وعمه قتادة أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال كلوا لحوم الأضاحي وادخروا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابو سعید خدری، اپنے والد (ابو سعید خدری) اور اپنے چچا حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانیوں کے گوشت کھاؤ اور جمع کرو۔

فاحتمل أن يكون أحد هذين المعنيين

تو اس بات کا احتمال ہے کہ ان مذکورہ بالا دو معنوں

الذی ذکرناھما حجۃ لاحد ھذین القولین ناسخا بالمعنی الآخر فنظرنا فی ذلک۔

میں سے ایک معنی دلیل قرار پائے اور وہ دوسرے معنی کے لیے ناسخ ہو لہٰذا ہم نے اس سلسلے میں غور و فکر کیا۔

۴۳۵۔ فاذا ابن ابی داؤد قد حدثنا قال ثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث قال حدثنی علی بن زید قال حدثنی النابغۃ بن مخارق بن سلیم قال حدثنی ابی ان علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی کنت نھیتکم عن لحوم الاضاحی ان تدخروھا فوق ثلثۃ ایام فادخروھا ما بدا لکم۔

حضرت نابغہ بن مخارق بن سلیم فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں تمہیں قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ جمع کرنے سے منع کرتا تھا اب جس قدر مناسب خیال کرو جمع کر سکتے ہو

۴۳۶۔ حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد ح وحدثنا محمد بن خزیمۃ قال ثنا حجاج قالا ثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن ربیعۃ بن النابغۃ عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ۔

حضرت ربیعہ بن نابغہ اپنے والد سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۳۷۔ حدثنا یونس بن عبد الاعلیٰ قال ثنا ابن وھب قال اخبرنی ابن جریج عن ایوب بن ھانی عن مسروق بن الاجدع عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ۔

حضرت مسروق بن اجدع، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۳۸۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا زھیر بن معاویۃ عن زبید عن محارب ابن دثار عن ابن بریدۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ۔

حضرت ابو بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۳۹۔ حدثنا فھد قال ثنا ابو نعیم ح وحدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قالا ثنا معروف ابن واصل قال حدثنی محارب بن دثار ثم ذکر باسنادہ مثلہ۔

حضرت معروف بن واصل فرماتے ہیں مجھ سے حضرت محارب بن دثار نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۴۰۔ حدثنا ابراھیم بن مرزوق قال ثنا ابو عاصم قال ثنا سفیان الثوری عن علقمۃ بن

حضرت ابن بریدہ، اپنے والد سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت

حدثنی عن ابن بریدة عن ابیه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم مثله۔

کرتے ہیں۔

۴۲۱۔ حدثنا یونس قال اخبرنا ابن وهب قال حدثنی اسامة بن زید اللیثی ان محمد بن یحیی بن حبان اخبره ان واسع بن حبان اخبره ان ابا سعید الخدری رضی الله عنه حدثه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مثله۔

حضرت واسع بن حبان نے خبر دی کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ان سے اس کی مثل بیان کیا۔

۴۲۲۔ حدثنا ابن ابی داود قال ثنا ایوب بن سلیمن بن بلال قال ثنا ابو بکر بن ابی اویس عن سلیمن بن بلال عن عبد الرحمن بن عبد الله عن عطاء بن ابی رباح سمعه یحدث عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه انهم کانوا یاکلون الضحایا فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلثا لا یزیدون علیها ثم ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذن لهم بعد ان یاکلوا ویتزودوا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (صحابہ کرام) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کا گوشت تین دن تک کھاتے تھے اس سے زیادہ نہیں کھاتے تھے پھر آپ نے صحابہ کرام کو اجازت دی کہ وہ جب تک چاہیں کھا سکتے ہیں اور جمع بھی کر سکتے ہیں۔

۴۲۳۔ حدثنا فهد قال ثنا علی بن معبد قال حدثنا عبید الله بن عمرو عن زید بن ابی انیسة عن عطاء عن جابر رضی الله عنه نحوه۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۲۴۔ حدثنا ابن ابی داود قال ثنا عمرو بن خالد قال اخبرنا ابن لهیعة عن ابی الزبیر عن زبید ان ابا سعید الخدری رضی الله عنه اخبره انه اتی اهله فوجد عندهم قصعة ثرید ولحم من لحوم الاضاحی فابی ان یاکله فاتی قتادة بن النعمان اخوه فحدثه ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قام فی حجة الوداع فقال انی کنت نهیتکم ان لا تاکلوا لحوم الاضاحی فوق ثلثة ایام وانی احله لکم فکلوا منه ما شئتم۔

حضرت زبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ وہ گھر تشریف لائے تو اہل خانے کے پاس ثرید کا ایک پیالہ اور قربانی کا گوشت پایا انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا تو ان کے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال فرمایا میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا اب میں اسے تمہارے لیے حلال کرتا ہوں جب تک چاہو اس سے کھا سکتے ہو۔

۴۲۵۔ حدثنا ابن ابی داود قال ثنا الحمانی قال ثنا خالد بن عبد الله عن خالد الحذاء عن ابی قلابة

حضرت نبیشۃ الخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قربانی کا گوشت

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ الْخَيْرِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ حَتّٰى تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالسَّعَةِ فَكُلُوا وَادَّخِرُوا فَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

تین دن سے زیادہ کھانے سے منع کرتا تھا یہاں تک کہ تمہیں فراخی حاصل ہو اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت عطا فرمائی ہے لہٰذا تم کھا سکتے ہو اور جمع بھی کر سکتے ہو بے شک یہ دن، کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَمَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثٍ ثُمَّ أَذِنَ فِيهِ فَقَالَ كُلُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا فَقَالَ عَمْرٌو قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَزَوَّدْنَا مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (فرماتے ہیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اس کی اجازت دی فرمایا کھاؤ، توشہ بناؤ اور جمع کرو حضرت عمرو بن حارث فرماتے ہیں حضرت ابوالزبیر نے فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے مدینہ طیبہ جانے تک اسے توشہ بنائے رکھا۔

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ قَالَ ثَنَا إِدْرِيسُ ابْنُ يَحْيٰى عَنْ بَكْرِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى وَتَزَوَّدْنَا مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم نے منیٰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قربانی کی اور اس سے مدینہ طیبہ آنے تک ذخیرہ کیا۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُدَّخَرَ لُحُومُ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلٰثٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَنَتَصَدَّقَ مِنْهَا وَلَا نَأْكُلَهَا بَعْدَ ثَلٰثٍ فَأَقَمْنَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ بَدَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَنَا بِأَكْلِهَا وَالصَّدَقَةِ مِنْهَا وَأَنْ يَدَّخِرَ مَنْ أَحَبَّ ذٰلِكَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ جمع کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ہم اس سے کھائیں اور صدقہ کریں اور تین دن کے بعد نہ کھائیں تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم اس پر قائم رہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا کہ آپ نے ہمیں اس سے کھانے اور صدقہ کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ جو چاہے اسے جمع بھی کر سکتا ہے۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ عَنْ نُعَيْدِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ امْرَأَتِهِ أَنَّهَا

حضرت یزید بن ابو یزید انصاری اپنی بیوی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قربانیوں کے گوشت کے بارے میں پوچھا تو

سألت عائشة رضي الله عنها عن لحوم الأضاحي فقالت قدم علينا علي بن أبي طالب من سفر فقدمنا إليه منه فقال لا آكل حتى أسأل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فسأله فقال كلوا من ذي الحجة إلى ذي الحجة۔

ام المومنین نے فرمایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک سفر سے تشریف لائے تو ہم نے اس (گوشت) سے کچھ ان کے سامنے پیش کیا انہوں نے فرمایا میں جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں اسے نہیں کھاؤں گا چنانچہ انہوں نے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ذوالحجہ سے ذوالحجہ تک کھا سکتے ہو۔

۴۵۰۔ حدثنا بحر عن شعيب عن أبيه عن الحارث بن يعقوب عن يزيد بن أبي يزيد مولى الأنصار ثم ذكر بإسناده مثله قال أبو جعفر في هذه الآثار ما يدل على نسخ ما رويناه في أول هذا الباب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من النهي عن لحوم الأضاحي فوق ثلاثة أيام۔

حضرت حارث بن یعقوب، انصار کے آزاد کردہ غلام یزید بن ابی یزید سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ باب کے شروع میں ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایات قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کے بارے میں نقل کی ہیں وہ منسوخ ہیں۔

۴۵۱۔ فإن قيل فقد رويتم عن علي في هذا الفصل عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه أباح لحوم الأضاحي بعد ما قد كان نهى عنها ثم رويتم عنه في الفصل الذي قبل هذا الفصل أنه خطب الناس وعثمان محصور فقال لا تأكلوا من لحوم أضاحيكم بعد ثلاثة أيام فإن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يأمر بذلك فقد دل ذلك على أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد كان نهى عن ذلك بعد ما كان أباحه حتى تتفق معاني ما رويتموه عن علي رضي الله عنه من هذا ولا يتضاد قيل له ما في هذا دليل على ما ذكرت لأنه قد يجوز أن يكون رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان نهى عن لحوم الأضاحي فوق ثلاثة أيام لشدة كان الناس فيها ثم ارتفعت تلك الشدة فأباح لهم ذلك ثم عاد ذلك في وقت

اگر کہا جائے کہ تم نے بواسطہ حضرت علی المرتضیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے قربانی کے گوشت سے منع کرنے کے بعد اس کو جائز قرار دیا پھر تم نے پہلی فصل میں ان ہی سے روایت کیا کہ انہوں نے خطبہ دیا اور اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے فرمایا تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھاؤ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز قرار دینے کے بعد پھر منع فرما دیا۔ یہ مفہوم اس لیے ضروری ہے تاکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات باہم متفق ہوں اور ان کے درمیان تضاد ثابت نہ ہو۔ —— اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ اس میں تمہاری مذکورہ بات پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ ممکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت کھانے سے لوگوں میں سختی کی وجہ سے منع فرمایا ہو پھر وہ سختی ختم ہو گئی

مَا خَطَبَ عَلِيٌّ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِهِ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ۔

۴- وَالدَّلِيلُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذَا أَنَّ ابْنَ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَتْ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ قَالَتْ وَلَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَدَلَّ هٰذَا الْحَدِيثُ أَنَّ ذٰلِكَ النَّهْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِلْعَارِضِ الْمَذْكُورِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَلَمَّا ارْتَفَعَ ذٰلِكَ الْعَارِضُ أَبَاحَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ كَانَ حَظَرَهُ عَلَيْهِمْ عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ الَّتِي فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا فَكَذٰلِكَ مَا فَعَلَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَمَرَ بِهِ النَّاسَ بَعْدَ عِلْمِهِمْ بِإِبَاحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ نَهَاهُمْ هُوَ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لِضِيقٍ كَانُوا فِيهِ مِثْلَ مَا كَانُوا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَقْتِ الَّذِي نَهَاهُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمَرَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي أَيَّامِهِمْ بِمِثْلِ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ النَّاسَ فِي مِثْلِهَا۔

تو ان کے لیے جائز قرار دیا پھر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اس وقت دوبارہ حالات سخت ہو گئے تو انہوں نے وہی حکم دیا جو ایسے حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

ہماری اس مذکورہ بات پر دلیل یہ ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے مومنوں کی ماں! کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت فرمائی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے یہ ممانعت اس سال فرمائی جس میں لوگوں کو بھوک نے گھیرا تھا تو آپ نے چاہا کہ مالدار، فقیر کو (کھانا) کھلائے اور بے شک ہم پندرہ راتیں بکری کے پائے اٹھا رکھتے تھے (یعنی بچا کر رکھتے تھے)

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت اس رکاوٹ کی وجہ سے تھی جو اس حدیث میں مذکور ہے جب یہ رکاوٹ ختم ہو گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات سے انہیں منع کیا تھا اس کی اجازت دے دی ممانعت کا ذکر باب کے شروع میں ہم نے کیا ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت کے بعد اجازت کا علم ہونے کے باوجود لوگوں کو حکم دیا تو ہمارے نزدیک اس کا مفہوم یہی ہے کہ اس وقت بھوک کی شدت تھی جیسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس وقت تھی جب آپ نے ان کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا تو اس قسم کے حالات میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو وہی حکم

۲۵۳- وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّمَا کَانَ نَھٰی عَنْ ذٰلِكَ مِنْ اَجْلِ دَافَّةٍ دَفَّتْ عَلَیْہِمْ۔

۲۵۴- حَدَّثَنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ دَفَّ نَاسٌ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوا الثُّلُثَ وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِیَ قَالَتْ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ کَانَ النَّاسُ یَنْتَفِعُوْنَ بِضَحَایَاھُمْ یَجْمُلُوْنَ مِنْہَا الْوَدَكَ وَیَتَّخِذُوْنَ مِنْہَا الْاَسْقِیَةَ قَالَ وَمَا ذٰلِكَ قُلْتُ نَہَیْتَ عَنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَقَالَ اِنَّمَا کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ لِلدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ فَکُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَتَزَوَّدُوْا۔

۲۵۵- حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَھْبٍ اَنَّ مَالِکًا حَدَّثَہٗ فَذَکَرَ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ فَاَخْبَرَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ حَرَّمَہَا وَلٰکِنَّہٗ اَرَادَ التَّوْسِعَةَ عَلَی الدَّافَّةِ الَّتِیْ قَدْ دَفَّتْ عَلَیْہِمْ فَقَدْ عَادَ مَعْنٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَیْضًا اِلٰی مَعْنٰی حَدِیْثِ عَابِسٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا۔

۲۵۶- وَقَدْ رُوِیَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ عَابِسٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ اللَّفْظِ۔

۲۵۷- حَدَّثَنَا فَھْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ اَتَیْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فَقُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ

دیا جو ایسے حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خانہ بدوش لوگوں کی وجہ سے منع فرمایا جو وہاں آئے تھے۔

حضرت عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا آپ فرماتی ہیں کچھ دیہاتی لوگ آ گئے پھر عید الاضحیٰ کا زمانہ آ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی حصہ رکھو اور باقی صدقہ کرو آپ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں سے نفع اٹھاتے تھے ان سے چربی پگھلاتے تھے اور مشکیزے بناتے تھے آپ نے فرمایا تو کیا ہوا انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد تک رکھنے سے منع فرما دیا ہے آپ نے فرمایا میں نے اس آنے والے قافلہ کی وجہ سے منع کیا تھا پس (اب) کھاؤ، صدقہ کرو اور جمع کرو۔

حضرت ابن وہب نے خبر دی کہ حضرت مالک نے ان سے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف اس لیے حرام قرار دیا تاکہ اس قافلے کے لیے کشادگی پیدا کی جائے جو ان کے پاس آیا تھا تو اس حدیث کا مفہوم بھی اس حدیث کی طرف لوٹ گیا جو حضرت عابس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

یہ حدیث بواسطہ حضرت عابس، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

حضرت عابس بن ربیعہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ام المومنین! کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

اكان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم لحوم الاضاحي فوق ثلث فقالت لا ولكنه لم يكن ضحى منهم الا قليل ففعل ذلك ليطعم من ضحى منهم من لم يضح ولقد رأيتنا نخبأ الكراع ثم نأكلها بعد ثلث فقد يجوز ان يكون تلك السنة قد كانت كثيرة فكان الناس الذين يضحون معها قليلا فامرهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بما امرهم به من الصدقة من اجل ذلك فقد عاد معنى هذا ايضا الى معنى ما قبله -

۳۵۸ - وقد روي عن عائشة رضي الله عنها ايضا ان ذلك القول من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم يكن على العزيمة ولكنه كان منه على الترغيب لهم في الصدقة -

۳۵۹ - حدثنا نصر قال ثنا ابو صالح قال حدثني الليث قال ثنا عبيد الله عن ابي الاسود عن هشام ابن عروة عن يحيى بن سعيد عن عائشة رضي الله عنها انها قالت في لحوم الاضاحي كنا نملح منه فيقدم بهم الناس الى المدينة فقال لا تاكلوا الا ثلثة ايام ليست بالعزيمة ولكن اراد ان يطعموا منه

قلم عل نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن لحوم الاضاحي فوق ثلثة ايام من احد وجهين اما ان يكون ذلك على التحريم او يكون ذلك على الحض منه لهم على الصدقة والخير فان كان ذلك على الحض منه لهم في الصدقة لا على التحريم فذلك دليل على ان لا بأس بادخار لحوم الاضاحي واكلها بعد الثلث وان كان ذلك من رسول الله صلى الله عليه وآله

دن کے بعد قربانی کا گوشت (کھانا) حرام قرار دیا ہے انہوں نے فرمایا نہیں لیکن تھوڑے لوگ قربانی کرتے تھے تو آپ نے ایسا کیا تاکہ ان میں سے قربانی کرنے والا قربانی نہ کرنے والے کو کھلائے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہم بکری کے پائے اٹھا رکھتے پھر تین دن بعد کھاتے تھے تو ممکن ہے وہ آنے والے لوگ زیادہ ہوں اور قربانی کرنے والے لوگ تھوڑے ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اس حدیث کا مفہوم بھی پہلی حدیث کی طرف لوٹ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی حدیث بھی مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عزیمت پر مبنی نہ تھا بلکہ ان کو صدقہ کی ترغیب دینا مقصود تھا۔

حضرت عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ انہوں نے قربانی کے گوشت کے بارے میں فرمایا کہ ہم اس میں سے کچھ پر نمک لگاتے پھر کچھ لوگ مدینہ طیبہ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف تین دن تک کھا سکتے ہو تو یہ حکم عزیمت کے طور پر نہ تھا بلکہ آپ نے اس سے (دوسروں کو) کھلانے کا ارادہ فرمایا۔

تو تین دن سے زائد گوشت نہ کھانے سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو اس کا مطلب حرام کرنا ہے یا ان لوگوں کو صدقہ اور بھلائی کی ترغیب دینا تھا اگر اس کا مطلب انہیں صدقہ کی ترغیب دینا ہو اور حرام کرنا مقصود نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنے اور تین دن بعد کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا کہ اس

...فقد كان منه بعد ذلك ما قد نسخه وأوجب التحليل فثبت بما ذكرنا إباحة لحوم الأضاحي وأكلها في الثلاثة وبعدها وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

بَابُ ٢٧٦ أَكْلِ الضَّبُعِ

۴۲۶۰ - قَالَ أبو جعفر فذهب قوم إلى إباحة أكل لحوم الضبع واحتجوا في ذلك بحديث ابن أبي عمار رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال هي من الصيد وبحديث إبراهيم الصائغ عن عطاء عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمثل ذلك وبنحو كل وقد ذكرنا ذلك بإسناده في كتاب مناسك الحج.

۴۲۶۱ وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا يؤكل وكان من الحجة لهم في ذلك أن حديث جابر هذا قد اختلف في لفظه فرواه كل واحد من جرير وإبراهيم الصائغ كما ذكرناه عنه ورواه ابن جريج على خلاف ذلك فذكر عن ابن أبي عمار رضي الله عنه أنه سأل جابرا رضي الله عنه عن الضبع فقال أصيد هي قال نعم قال أسمعته ذلك من النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال نعم فأخبر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنها صيد وليس كل الصيد يؤكل فاحتمل أن تكون تلك الزيادة على ذلك المذكورة في حديث ابن جريج من قول جابر رضي الله عنه لأنه سمع النبي صلى

کے بعد ایسا حکم دیا جس نے اس ممانعت کو منسوخ کر کے اسے حلال کر دیا تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن نیز اس کے بعد بھی کھانا جائز ہے حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ۲۷۶ بجو کھانے کا بیان

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ بجو کا گوشت کھانا جائز ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے حضرت ابن ابی عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شکار میں سے ہے اور ابراہیم صائغ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے حضرت عطاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں نیز فرمایا اور اسے کھایا جاتا ہے ہم نے یہ حدیث اس کی سند کے ساتھ مناسک حج کے بیان میں ذکر کی ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں اسے کھانا جائز نہیں۔— اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے ہر ایک نے اسے حضرت جریر اور حضرت ابراہیم صائغ سے اسی طرح ذکر کیا جس طرح ہم نے بیان کیا اور ابن جریج نے اس کے خلاف روایت کیا ہے انہوں نے حضرت ابن ابی عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں پوچھا کیا یہ شکار ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ فرمایا ہاں، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر دی کہ یہ شکار ہے

اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَمَا هَا صَیْدًا اَوْ اَحْتَمَلَ اَنْ یَکُوْنَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا احْتَمَلَ ذٰلِكَ وَجَدْنَا السُّنَّةَ قَدْ جَاءَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَالضَّبُعُ ذَاتُ نَابٍ لَمْ یُحَرِّمْ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَقَدْ عَلِمْنَا اَنَّهٗ دَخَلَ فِیْهِ شَیْءٌ لَمْ یَعْلَمْ یَقِیْنًا اَنَّهٗ اَخْرَجَهٗ مِنْهُ۔

اور ہر شکار کھایا نہیں جاتا تو ممکن ہے کہ حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو اضافہ ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہو کیونکہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے اسے شکار قرار دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ (یہ اضافہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہو جب یہ احتمال ہے اور ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو یوں پایا کہ آپ نے ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے جانور سے منع فرمایا اور بجو بھی پنجے والا ہے اور آپ نے اس حکم سے کسی جانور کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس حکم میں ہر وہ چیز داخل ہو گی جس کا نکالنا یقینی طور پر ثابت نہ ہو۔

۴۶۲۔ وَمِمَّا رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ تَحْرِیْمِهٖ كُلَّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ مَا حَدَّثَنَا رَبِیْعُ الْمُؤَذِّنُ وَنَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ۔

ہر کچلی والے درندے کے حرام ہونے کے بارے میں یوں مروی ہے حضرت عاصم بن ضمرہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے (شکاری) درندے اور ہر پنجوں والے (شکاری) پرندے (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَیْمٌ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے اور پنجوں والے پرندے سے منع فرمایا۔

۴۶۴۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ شُعَیْبٍ قَالَ ثَنَا یَحْیَی بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ وَقَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ

حضرت ابو عوانہ، حضرت ابو بشر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

٢٦٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ.

حضرت علی بن حسن ابن شقیق فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابو عوانہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٢٦٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٢٦٧- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

حضرت مجاہد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے (شکاری) درندے (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

٢٦٨- وَحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٢٦٩- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبِرَكِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابو سلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَقَدْ قَامَتِ الْحُجَّةُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِنَهْيِهٖ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَتَوَاتَرَتْ بِذٰلِكَ الْآثَارُ عَنْهُ فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الضَّبُعُ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ إِلَّا بِمَا يَقُومُ عَلَيْنَا بِهِ الْحُجَّةُ بِإِخْرَاجِهَا

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کچلی والے (شکاری) درندوں کو کھانے کی ممانعت پر دلیل قائم ہو گئی اور اس سلسلے میں تواتر کے ساتھ روایات مروی ہیں تو اس سے بجو کو نکالنا جائز نہیں کیونکہ وہ بھی کچلی والا درندہ ہے البتہ یہ کہ اس کے نکالنے پر کوئی دلیل قائم ہو جائے

مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ـ

(اور وہ قائم نہیں) یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ صَيْدِ الْمَدِيْنَةِ

باب ۲۷۷: مدینہ طیبہ کا شکار

۴۷۰ ـ حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ثَنَا اَبِيْ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ بِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَاُهٗ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ ثُمَّ نَشَرَهَا فَاِذَا فِيْهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مِنْ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ ـ

حضرت ابراہیم تیمی فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اینٹوں کے منبر پر (بیٹھ کر) خطبہ دیا اس پر ایک تلوار تھی جس کے ساتھ ایک کتاب (لٹک رہی) تھی انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن پاک) اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے، کے سوا کچھ نہیں جسے ہم پڑھیں پھر اس کو کھولا تو اس میں (لکھا ہوا تھا) مدینہ طیبہ مقام عیر سے مقام ثور تک حرام ہے۔

۴۷۱ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ سَعْدًا رَكِبَ اِلٰى قَصْرِهٖ بِالْعَقِيْقِ فَوَجَدَ غُلَامًا يَقْطَعُ شَجَرَةً اَوْ يَخْتَبِطُهُ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلشَّكُّ مِنِّيْ فَاَخَذَ سَلَبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ اَتَاهُ اَهْلُ الْغُلَامِ فَكَلَّمُوْهُ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ مَا اَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى اَنْ يَّرُدَّهٗ اِلَيْهِمْ ـ

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد اپنے محل کی طرف سوار ہوتے جو مقام عقیق پر تھا انہوں نے ایک لڑکے کو پایا جو درخت کو کاٹ رہا تھا یا وہاں سے لکڑیاں چن رہا تھا حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس کا سامان اٹھا لیا جب واپس لوٹے تو لڑکے کے گھر والے ان کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے اس کی واپسی کے بارے میں گفتگو کی جو انہوں نے لڑکے سے لیا تھا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس میں سے کچھ لوٹاؤں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا اور واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔

---

۴۷۲ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ اَتَاهُ قَوْمٌ فِيْ عَبْدٍ لَهُمْ اَخَذَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ سَلَبَهٗ رَآهُ يَصِيْدُ فِيْ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ الَّذِيْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ سَلَبَهٗ فَكَلَّمُوْهُ

حضرت سلیمان بن ابی عبداللہ فرماتے ہیں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کے پاس کچھ لوگ اپنے ایک غلام کے بارے میں آئے تھے جس کا سامان انہوں نے لے لیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ مدینہ طیبہ کے حرم میں شکار کر رہا ہے حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرم قرار دیا

سلبه فأبى وقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما حدّ حدود الحرم حرم المدينة قال من وجد أحدًا يصيد في شيء من هذه الحدود فمن وجده فله سلبه فلا أرد عليكم طعمة أطعمنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن إن شئتم دفعت لكم ثمن سلبه فعلت۔

ہے انہوں نے اس کا سامان لے لیا تو ان لوگوں نے سامان کی واپسی کے بارے میں ان سے کلام کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حرم مدینہ کی حد بندی فرما دی تو ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو ان حدود میں شکار کرتے ہوئے پاؤ تو اس کا سامان اس کو پانے والے کے لیے ہے لہذا میں وہ عطیہ واپس نہیں کروں گا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا ہے لیکن تم چاہو تو میں اس سامان کی قیمت کا تاوان تمہیں دے دیتا ہوں۔

۴۶۳۔ حدثنا أحمد بن داود قال ثنا يعقوب بن حميد قال أخبرنا مروان بن معاوية عن عثمان بن حكيم قال أخبرني عامر بن سعد عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حرّم ما بين لابتي المدينة أن يقطع عضاها أو يقتل صيدها۔

حضرت عثمان بن حکیم فرماتے ہیں مجھے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے خبر دی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی ان دو پہاڑیوں کے درمیان والے مقام کو حرم قرار دیا یعنی اس کا درخت نہ کاٹا جائے نہ اس کا شکار مارا جائے (یعنی یہاں درخت کاٹنا اور شکار کرنا جائز نہیں)۔

۴۶۴۔ حدثنا علي بن معبد قال ثنا أحمد بن أبي بكر قال حدثني أبو ثابت عمران بن عبد العزيز الزهري عن عبد الله بن زيد مولى المنبعث عن صالح بن إبراهيم عن أبيه قال اصطدت طيرا بالقنبلة فخرجت به في يدي فلقيني أبي عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه فقال ما هذا فقلت طير اصطدته بالقنبلة فعرك أذني عركا شديدا ثم أرسله من يدي ثم قال حرّم رسول الله صلى الله عليه وسلم صيد ما بين لابتيها۔

حضرت صالح بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے پرندوں کے ایک جھنڈ سے ایک پرندہ شکار کیا پھر میں اسے ہاتھ میں لے کر باہر نکلا تو حضرت ابو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ پرندہ ہے جسے پرندوں کے جھنڈ سے شکار کیا ہے انہوں نے میری بہت سخت گوشمالی کی پھر اسے میرے ہاتھ سے چھڑا دیا اس کے بعد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دو پہاڑیوں کے درمیان کے شکار کو حرام قرار دیا ہے۔

۴۶۵۔ حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني مالك عن يونس بن يوسف عن عطاء بن يسار عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه أنه وجد غلمانا قد ألجؤوا ثعلبا إلى زاوية فطردهم قال

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کچھ لڑکوں کو پایا کہ انہوں نے ایک لومڑی کو ایک کنارے کی طرف (جانے پر) مجبور کر دیا ہے تو انہوں نے ان لڑکوں کو بھگا دیا حضرت مالک فرماتے

مَا لَكَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَفِي حَرَمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْنَعُ هٰذَا۔

ہیں میں صرف یہ جانتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم شریف میں یہ کام کیا جاتا ہے؟

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ يَقُولُ إِنَّهُ حَرَامٌ آمِنٌ۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے اپنے دست مبارک کو مدینہ طیبہ کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا یہ قابل احترام امن والا ہے۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ قَالَ أَتَانَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَنَحْنُ نَنْصِبُ فِخَاخًا لَنَا بِالْمَدِينَةِ فَرَمَى بِهَا وَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ صَيْدَهَا۔

حضرت شرجیل فرماتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مدینہ طیبہ میں اپنا جال لگا رہے تھے انہوں نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا شکار حرام قرار دیا ہے۔

۴۷۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهُمْ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ وَدَعَوْتُ لَهُمْ بِمِثْلِ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يُبَارِكَ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور ان (اہل مکہ) کے لیے دعا فرمائی اور میں مدینہ طیبہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور ان کے لیے ایسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے کی تھی اللہ تعالیٰ ان کے صاع اور مُد میں برکت دے۔[1]

۴۷۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت محمد بن جعفر فرماتے ہیں مجھے حضرت عمرو بن یحییٰ نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو حرم اور

---

[1] صاع اور مُد دونوں غلہ ماپنے کے پیمانے ہیں ۱۲ ہزاروی

وسلم ان ابراهيم عليه السلام حرم بيت الله و امنه وانی حرمت المدينة ما بين لابتيها لا يقطع عضاها ولا يصاد صيدها -

اس والی جگہ قرار دیا اور میں دو پہاڑیوں کے درمیان مدینہ طیبہ کو حرام قرار دیتا ہوں اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار کیا جائے۔

۲۸۱ - حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا يحيى بن سعيد القطان ح وحدثنا يونس قال ثنا انس بن عياض عن سعد بن اسحق عن زينب بنت كعب عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم حرم ما بين لابتی المدينة ان يعضد شجرها او يخبط -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان جگہ کو حرم قرار دیا اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار کیا جائے۔

---

۲۸۲ - حدثنا حسين بن نصر وعلی بن معبد قالا ثنا ابن ابی مريم قال اخبرنا محمد بن جعفر قال اخبرنی عتبة بن مسلم مولی بنی تيم عن نافع بن جبير عن رافع بن خديج رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم حرم ما بين لابتی المدينة -

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان کو حرم قرار دیا۔

---

۲۸۳ - حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا القعنبی قال ثنا سليمان بن بلال عن عتبة بن مسلم عن نافع بن جبير ان مروان بن الحكم خطب فذكر مكة وحرمتها واهلها ولم يذكر المدينة و حرمتها واهلها فقام رافع بن خديج رضی الله عنه فقال ما لی اسمعك ذكرت مكة وحرمتها و اهلها ولم تذكر المدينة وحرمتها واهلها وقد حرم رسول الله صلی الله عليه وسلم ما بين لابتی المدينة وذلك عندنا فی اديم خولانی ان شئت اقرأتكه فقال مروان قد سمعت -

حضرت نافع بن جبیر سے مروی ہے فرماتے ہیں مروان بن حکم نے خطبہ دیتے ہوئے مکہ مکرمہ اس کی حرمت اور وہاں کے رہنے والوں کا ذکر کیا لیکن مدینہ طیبہ اس کی حرمت اور وہاں کے باشندوں کا ذکر نہ کیا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا بات ہے میں سنتا ہوں تم نے مکہ مکرمہ کا اس کی حرمت اور باشندوں کا ذکر کیا لیکن مدینہ طیبہ اس کی حرمت اور اس کے باشندوں کا ذکر نہیں کیا حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان کو حرم قرار دیا اور یہ ہمارے نزدیک ایک یمنی چمڑے میں ہے اگر تم چاہو تو میں تمہارے سامنے پڑھوں مروان نے کہا میں نے سن لیا ہے۔

---

۲۸۴ - حدثنا محمد بن خزيمة وفهد قالا ثنا عبد الله بن صالح قال حدثنی الليث قال حدثنی

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے مکہ مکرمہ کا ذکر کیا پھر فرمایا

ابن الهاد عن ابي بكر بن محمد عن عبد الله بن عمرو بن عثمان عن رافع بن خديج رضي الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر مكة ثم قال ان ابراهيم عليه السلام حرم مكة واني حرمت ما بين لابتيها يعني المدينة۔

فاعل کون ہے بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا اور میں نے اس (یعنی مدینہ طیبہ) کی دو پہاڑیوں کے درمیان کو حرم قرار دیا۔

۴۸۵۔ حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا حدثه عن عمرو مولى المطلب عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم طلع على احد فقال هذا جبل يحبنا ونحبه اللهم ان ابراهيم حرم مكة واني احرم ما بين لابتيها۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ اُحد پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں اس کی دو پہاڑیوں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔

۴۸۶۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا القعنبي قال ثنا عبد العزيز الدراوردي عن عمرو عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه۔

حضرت عمرو، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۸۷۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا يعقوب بن عبد الرحمن عن عمرو بن ابي عمرو عن انس رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

ایک دوسری سند سے بھی بواسطہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے۔

۴۸۸۔ حدثنا ابو امية قال ثنا عبيد الله بن موسى قال ثنا الحسن بن صالح عن عاصم قال سألت انسا رضي الله عنه أكان النبي صلى الله عليه وسلم حرم المدينة فقال نعم هي حرام من كذا الى كذا

حضرت عاصم فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو حرم قرار دیا انہوں نے فرمایا "ہاں"، فلاں مقام سے فلاں مقام تک۔

۴۸۹۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن عاصم الاحول عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت حماد، حضرت عاصم احول سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۹۰۔ حدثنا ابن ابي داود قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد بن زيد عن عاصم عن انس رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم حرم

حضرت عاصم، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک حرم قرار دیا اس کا درخت

الْمَدِينَةُ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا۔

۴۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

۴۹۲۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ الْمَدِينَةَ بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْضَدَ شَجَرُهَا أَوْ يُخْبَطَ أَوْ يُؤْخَذَ طَيْرُهَا

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى تَحْرِيمِ صَيْدِ الْمَدِينَةِ وَتَحْرِيمِ شَجَرِهَا وَجَعَلُوهَا فِي ذَلِكَ كَمَكَّةَ فِي حُرْمَةِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَقَالُوا مَنْ فَعَلَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فِي حَرَمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّ سَلَبُهُ لِمَنْ

نہ کاٹا جائے۔

حضرت عاصم احول فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے اسی طرح بیان کرتے ہیں البتہ یہ اضافہ فرمایا جس نے یہاں کوئی بدعت اختیار کی تو اس پر اللہ کی لعنت ہے نیز فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرمایا کرتے تھے اگر میں کسی ہرن کو مدینہ طیبہ میں چرتے ہوئے دیکھوں تو میں اسے نہیں ڈراؤں گا کیونکہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اس کی دو پہاڑیوں کے درمیان (جگہ) قابل احترام ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا اور میں ان کے حرم بنانے کی مثل مدینہ طیبہ کو حرم بناتا ہوں اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے درخت کاٹنے، پتے جھاڑنے یا اس کے پرندوں کو پکڑنے سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت مدینہ طیبہ کے شکار اور اس کے درختوں کی حرمت کی طرف گئی ہے اور انہوں نے وہاں کا شکار کرنے اور درخت کاٹنے کی حرمت کے سلسلے میں اسے مکہ مکرمہ کی طرح قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں جو شخص حرم رسول صلی اللہ

---

[1] بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو سنت کے خلاف ہو اور اس سے سنت اٹھ جائے ہر نئے کام کو اگرچہ وہ اچھا ہی ہو بدعت کہہ کر رد کر دینا غلط اور تعصب پر مبنی ہے جس طرح بعض لوگ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل، اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنے اور ان جیسے دوسرے کاموں کو بدعت کہہ کر لوگوں کو روکتے ہیں یہ لوگ غلطی پر ہیں ۱۲ ہزاروی

وجده يفعل ذلك واحتجوا في ذلك بهذه الآثار

علیہ وسلم میں ایسا کام کرے تو جو شخص اس کو پکڑے اس کے لیے اس کا ساز و سامان لینا جائز ہے ان حضرات نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا اما ما ذكرتموه من نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن صيد المدينة وشجرها فقد كان فعل ذلك ليس انه جعله كحرمة صيد مكة ولا كحرمة شجرها ولكنه اراد بذلك بقاء زينة المدينة ليستطيبوها ويألفوها وقد رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم منع من طام المدينة وقال انها زينة المدينة

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کچھ تم نے مدینہ طیبہ کے شکار اور اس کے درختوں کا ٹنے کے بارے میں لکھا ہے تو یقیناً آپ نے ایسا ہی کیا ہے لیکن اس لیے نہیں کہ آپ نے اسے مکہ مکرمہ کی حرمت یا اس کے درختوں کی حرمت کی طرح قرار دیا بلکہ مدینہ طیبہ کی زینت کو برقرار رکھنا مقصود تھا تاکہ لوگ اسے پسند کریں اور اس سے محبت کریں اور ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے قلعوں (کو گرانے) سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ مدینہ طیبہ کی زینت ہیں۔

۴۹۴۔ حدثنا علي بن عبد الرحمن قال ثنا يحيى بن معين قال ثنا وهب بن جرير عن العمري عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن آطام المدينة ان تهدم۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے قلعوں کو گرانے سے منع فرمایا۔

۴۹۵۔ حدثنا ابن ابي داود قال ثنا اسحق بن محمد الفروي قال ثنا العمري فذكر باسناده مثله۔

حضرت اسحاق بن محمد فروی، حضرت عمری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۹۶۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابن ابي مريم قال اخبرنا عبد العزيز بن محمد الدراوردي قال حدثني عبد الله بن نافع عن ابيه عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تهدموا الآطام فانها زينة المدينة۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ طیبہ کے قلعوں کو نہ گراؤ یہ مدینہ طیبہ کی زینت ہیں۔

۴۹۷۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا ابو مصعب قال ثنا الدراوردي فذكر باسناده مثله۔

حضرت ابو مصعب فرماتے ہیں ہم سے دراوردی نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

أفلا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهاهم عن هدم آطام المدينة لأنها زينة لها قالوا أفكذلك ما نهاهم عنه من قطع شجرها وقتل صيدها إنما هو لأن ذلك زينة المدينة فأراد أن يترك لهم فيها زينتها ليألفوها ويطيب لهم بذلك سكناها لا لأنها تكون في ذلك كمكة في حرمة صيدها ونباتها ووجوب الجزاء على من انتهك حرمة شيء من ذلك ثم نظرنا هل نجد عن النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك دليلا آخر يدلنا على ما ذكرنا۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مدینہ طیبہ کے قلعوں کو گرانے سے منع فرمایا کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کی زینت ہیں یہ حضرات فرماتے ہیں اسی طرح آپ کا اس کے درختوں کو کاٹنے اور وہاں کے شکار کو ہلاک سے منع کرنا اسی لیے تھا کہ وہ مدینہ طیبہ کی زینت ہیں تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ ان کے لیے اس کی زینت کو باقی رکھا جائے تاکہ وہ اس سے محبت کریں اور ان کی وجہ سے وہاں کے باشندے خوش رہیں اس لیے نہیں کہ وہاں کے شکار یا سبزیوں کی حرمت اور کسی چیز کی بے حرمتی کرنے والے پر سزا کے وجوب کے سلسلے میں یہ مکہ مکرمہ کی طرح ہے۔

پھر ہم نے دیکھا کہ کیا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دلیل پاتے ہیں جو مذکورہ بات پر دلالت کرے۔

۴۹۸- فإذا إسماعيل بن يحيى المزني قد حدثنا قال قرأنا على محمد بن إدريس الشافعي عن الثقفي عن حميد الطويل عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال كان لأبي طلحة ابن من أم سليم يقال له أبو عمير وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضاحكه إذا دخل وكان له نغير فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فرأى أبا عمير حزينا فقال ما شأن أبي عمير فقيل يا رسول الله مات نغيره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أبا عمير ما فعل النغير۔

تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ام سلیم سے ایک بیٹا تھا جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا جب وہ آتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش طبعی فرماتے اس کے پاس بلبل کا ایک بچہ تھا وہ داخل ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غمگین دیکھ کر پوچھا ابوعمیر کو کیا ہوا عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس کی بلبل مر گئی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوعمیر! بلبل کو کیا ہوا۔

۴۹۹- حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يحيى بن أيوب عن حميد عن أنس رضي الله عنه قال كان لأبي طلحة ابن يدعى أبا عمير فكان له نغير فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل قال يا أبا عمير ما فعل النغير۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا تھا جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا اس کے پاس بلبل کا ایک بچہ تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے جاتے تو فرماتے اے ابوعمیر! بلبل کے بچے کو کیا ہوا۔

۵۰۰- حدثنا سليمن بن شعيب قال ثنا عبد

حضرت ابوالتیاح فرماتے ہیں میں نے حضرت

الرحمن بن زیاد قال ثنا شعبة عن ابی التیاح قال سمعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخالطنا حتی یقول لاخ لی صغیر یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گھل مل کر رہتے حتی کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابو عمیر! بلبل کے بچے کو کیا ہوا۔

٥٠١ - حدثنا فهد قال ثنا ابو نعیم قال ثنا عمارة ابن زاذان عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ قال کان لی اخ فکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستقبله ویقول یا ابا عمیر ما فعل النغیر

حضرت ثابت، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرا ایک بھائی تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے ہوتے اور فرماتے ابو عمیر! بلبل کے بچے کو کیا ہوا۔

قال ابو جعفر

فهذا قد کان بالمدینة ولو کان حکم صیدها کحکم صید مکة اذا لما اطلق له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبس النغیر ولا اللعب به کما لا یطلق ذلک بمکة **فقال** قائل فقد یجوز ان یکون هذا کان بقباء وذلک الموضع غیر الموضع المحرم فلا حجة لکم فی هذا الحدیث **فنظرنا** هل نجد فیما سوی هذا الحدیث ما یدل علی شیء من حکم صید المدینة۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ مدینہ طیبہ کا واقعہ ہے اگر وہاں کے شکار کا حکم، مکہ مکرمہ کے شکار کی طرح ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلبل کے بچے کو بند رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں اس کی اجازت نہیں دی جاتی کسی معترض نے کہا کہ ہو سکتا ہے یہ قباء میں ہوا ہو اور وہ جگہ حرم سے خارج ہے لہذا اس حدیث میں تمہارے لیے حجت نہیں ہے ۔ پس ہم نے دیکھا کہ کیا ہم اس حدیث کے علاوہ کچھ پاتے ہیں جو مدینہ طیبہ کے شکار کے بارے میں ہماری راہنمائی کرے ۔

---

٥٠٢ - فاذا عبد الرحمن بن عمرو الدمشقی وفهد بن سلیمن قد حدثانا قالا ثنا ابو نعیم قال ثنا یونس بن ابی اسحق عن مجاهد قال قالت عائشة رضی اللہ عنها کان لآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحش فاذا خرج لعب واشتد واقبل وادبر فاذا احس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قد دخل ربض فلم یترمرم کراهیة ان یؤذیه۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ایک جنگلی جانور تھا جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا اور دوڑتا آگے اور پیچھے کو جاتا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا پتہ چلتا تو وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا اور خاموشی اختیار کرتا اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ آپ کو اذیت پہنچے۔

فهذا بالمدینة فی موضع قد دخل فیما حرم منها وقد کانوا یؤوون فیه الوحش ویتخذونها ویغلقون دونها الابواب فقد دل هذا ایضا

تو یہ واقعہ مدینہ طیبہ کے اس مقام پر ہوا جو حرم میں داخل ہے اہل وحشی جانوروں کو پناہ دیتے انہیں پکڑتے اور ان پر دروازے بند کر دیتے تھے تو یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت

على أن حكم المدينة في ذلك خلاف حكم مكة ۔

۵۰۳۔ وقد حدثنا ابن أبي داود قال ثنا ابن أبي قتيلة المدني قال ثنا محمد بن طلحة التيمي عن موسى بن محمد بن إبراهيم عن أبيه عن سلمة بن الأكوع أنه كان يصيد ويأتي النبي صلى الله عليه وسلم من صيده فأبطأ عليه ثم جاءه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الذي حبسك فقال يا رسول الله انتفى عنا الصيد فنصيد ما بين بيت إلى قتادة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أما إنك لو كنت تصيد بالعقيق لشيعتك إذا ذهبت وتلقيتك إذا جئت فإني أحب العقيق ۔

کرتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا حکم، مکہ مکرمہ کے حکم کے خلاف ہے۔

حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ وہ شکار کرتے اور اپنے شکار میں سے کچھ، بارگاہ نبوی میں لاتے ایک مرتبہ انہیں دیر ہو گئی پھر وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہیں کس چیز نے روکا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں شکار نہ ملا تو ہم مقام بیت اور قتادہ کے درمیان شکار کرنے لگے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مقام عقیق میں شکار کرتے تو میں رخصت کرنے کے لیے تمہارے ساتھ چلتا اور واپسی پر تم سے ملاقات کرتا بے شک مجھے مقام عقیق پسند ہے

۵۰۴۔ حدثنا حسين بن نصر قال ثنا نعيم بن حماد قال ثنا محمد بن طلحة التيمي عن موسى بن إبراهيم التيمي عن أبيه عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن سلمة بن الأكوع رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن، حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۰۵۔ حدثنا أحمد بن داود قال أخبرنا إبراهيم بن المنذر الحزامي قال ثنا محمد بن طلحة قال حدثني موسى بن محمد بن إبراهيم بن الحارث بن خالد التيمي ثم ذكر بإسناده مثله

حضرت محمد بن طلحہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد تیمی نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

ففي هذا الحديث ما يدل على إباحة صيد المدينة ألا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد دل سلمة وهو بها على موضع الصيد وذلك لا يحل بمكة ألا ترى أن رجلا لو دل وهو بمكة رجلا على صيد صيد ها كان آثما فلما كانت المدينة في ذلك ليست كمكة ثبت أن حكم صيدها خلاف حكم صيد مكة وفي هذا الحديث أيضا إباحة صيد العقيق ۔

تو یہ حدیث بھی مدینہ طیبہ کے شکار کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ کو شکار کی راہنمائی کی حالانکہ آپ اسی مقام پر تھے اور مکہ مکرمہ میں یہ بات جائز نہیں —— کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے کسی شخص کو وہاں کے شکار کی طرف راہنمائی کرے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے تو جب اس سلسلے میں مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ کی طرح نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ وہاں کے

۵۰۶ - وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ سَعْدٍ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ مَا قَدْ رَوَيْنَا فَفِي هٰذَا أَمَا يُخَالِفُهُ لِأَنَّا مَا فِي حَدِيثِ سَعْدٍ مِنْ إِبَاحَةِ سَلَبِ الَّذِي يَصِيدُ صَيْدَ الْمَدِينَةِ فَإِنَّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ كَانَ فِي وَقْتٍ مَا كَانَتِ الْعُقُوبَاتُ الَّتِي تَجِبُ بِالْمَعَاصِي فِي الْأَمْوَالِ -

۵۰۷ - فَمِنْ ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الزَّكٰوةِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَدَّاهَا طَائِعًا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ لَا أَخَذْنَاهَا مِنْهُ وَشَطْرَ مَالِهِ وَمَا رُوِيَ عَنْهُ فِيمَنْ سَرَقَ ثَمَرًا مِنْ أَكْمَامِهِ أَنَّ عَلَيْهِ غَرَامَةَ مِثْلَيْهِ فِي نَظَائِرَ مِنْ ذٰلِكَ كَثِيرَةٍ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ فِي وَقْتِ نَسْخِ الرِّبٰو فَرُدَّتِ الْأَشْيَاءُ الْمَأْخُوذَةُ إِلٰى أَمْثَالِهَا إِنْ كَانَ لَهَا أَمْثَالٌ وَإِلٰى قِيمَتِهَا إِنْ كَانَ لَا مِثْلَ لَهَا وَجُعِلَتِ الْعُقُوبَاتُ فِي انْتِهَاكِ الْحَرَامِ فِي الْأَمْوَالِ فَهٰذَا وَجْهُ مَا رُوِيَ فِي صَيْدِ الْمَدِينَةِ

وَأَمَّا

حُكْمُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَيْنَا مَكَّةَ حَرَامًا وَصَيْدَهَا وَشَجَرَهَا كَذٰلِكَ هٰذَا مَا لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فِيهِ ثُمَّ رَأَيْنَا مَنْ أَرَادَ دُخُولَ مَكَّةَ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَدْخُلَهَا إِلَّا حَرَامًا فَكَانَ دُخُولُ الْحَرَمِ لَا يَحِلُّ

شکار کا حکم، مکہ مکرمہ کے شکار کے خلاف حکم رکھتا ہے۔ اس حدیث کے مطابق مقام عقیق کا شکار بھی جائز ہے۔

ہم نے باب کے شروع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ روایت کیا ہے یہ، اس کے خلاف ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مدینہ طیبہ میں شکار کرنے والے کے سامان کو لوٹنے کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب گناہوں کے سزا میں مال کی صورت میں واجب ہوتی تھیں اور اس بہتر جانتا ہے۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے بارے میں مروی ہے آپ نے فرمایا جس نے اسے خوش دلی کے ساتھ ادا کیا اور اس کے لیے اس کا اجر ہے اور جس نے ایسا نہ کیا ہم اس سے خود وصول کریں گے اور اس کے مال کا نصف بھی وصول کریں گے اور آپ سے خوشوں میں پھلوں کی چوری کے بارے میں مذکور ہے کہ اس کا تاوان دگنا ہوگا اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جنہیں ہم نے اپنی اس کتاب میں مناسب مقام پر ذکر کیا ہے پھر جب سود (کے جواز) کا حکم منسوخ ہوا تو یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا اب جو اشیاء لی جائیں (چوری وغیرہ کے ذریعے) تو ان کا حکم ان کی مثل کی طرف لوٹا دیا گیا اگر وہ مثلی ہوں اور اگر ان کی مثل نہ ہو تو قیمت واجب ہوتی ہے اور حرام امور کے ارتکاب میں جسمانی سزا مقرر کی گئی مالی سزا نہیں تو مدینہ طیبہ کے شکار کے سلسلے میں یہ بیان ہے۔

قیاس کے طریقے پر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں مکہ مکرمہ حرم ہے اور اس کا شکار کرنا نیز درخت کاٹنا بھی حرام ہے اس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں —— پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے تو وہ احرام کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا

حلالًا كانت حرمة صيده وشجره لحرمته في نفسه

ثم رأينا المدينة كل قد أجمع أنه لا بأس بدخولها للرجل حلالًا فلما لم يكن محرمة في نفسها كان حكم صيدها وشجرها كحكمها في نفسها وكما كان صيد مكة إنما حرم لحرمتها في نفسها ولم تكن المدينة في نفسها حرامًا لم يكن صيدها ولا شجرها حرامًا فثبت بذلك قول من ذهب إلى أن صيد المدينة وشجرها كصيد سائر البلدان وشجرها غير مكة هذا أيضًا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين۔

تو احرام کے بغیر حرم میں داخل ہونا جائز نہیں لہٰذا اس کے شکار اور درخت کی حرمت ذاتِ مکہ کی حرمت کی طرح ہے۔

پھر ہم مدینہ طیبہ کو دیکھتے ہیں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہاں احرام کے بغیر داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں تو جب وہ ذاتی طور پر حرام نہیں تو اس کے شکار اور درخت کا حکم بھی اس ذات کی طرح ہوگا تو جس طرح مکہ مکرمہ کا شکار ذاتِ مکہ کی حرمت کی وجہ سے حرام ہے اور مدینہ طیبہ ذاتی طور پر حرم نہیں تو اس کا شکار اور درخت بھی حرام نہیں ہوگا تو اس سے ان لوگوں کا قول ثابت ہوگیا جو کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کا شکار اور درخت مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے شکار اور درخت کی طرح ہے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب ۲۷ أكل الضباب

۵۰۸۔ حدثنا محمد بن الحجاج بن سليمان الحضرمي قال ثنا الخصيب بن ناصح قال ثنا يزيد بن عطاء عن الأعمش عن زيد بن وهب عن عبد الرحمن بن حسنة قال نزلنا أرضا كثيرة الضباب وأصابتنا مجاعة فطبخنا منها فإن القدور لتغلي بها إذ جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا فقلنا ضباب أصبناها فقال إن أمة من بني إسرائيل مسخت دواب في الأرض وإني أخشى أن تكون هذه فأكفئوها۔

باب ۲۷ گوہ کھانے کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایسی زمین میں آئے جہاں گوہ زیادہ ہوتی ہیں ہمیں بھوک لگی تو ہم نے ان کو پکایا ہنڈیاں اُبل رہی تھیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ہم نے عرض کیا گوہ ہیں ہم نے ان کو پایا آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کا ایک گروہ زمین پر چلنے والے جانوروں کی شکل میں مسخ ہوا تھا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ وہی نہ ہو لہٰذا ہنڈیاں انڈیل دو۔

۵۰۹۔ حدثنا فهد قال ثنا عمر بن حفص قال ثنا أبي قال ثنا الأعمش قال ثنا زيد بن وهب الجهني قال ثنا عبد الرحمن بن حسنة رضي الله عنه ثم ذكر مثله.

حضرت زید بن وہب جہنی فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ ابو جعفر فذهب قوم الى تحريم
لحوم الضباب لانهم لم يأمنوا ان تكون ممسوخة
واحتجوا في ذلك بهذا الحديث

وخالفهم في ذلك آخرون فلم يروا باكلها بأسا وكان من الحجة لهم
في ذلك ان حصينا قد روى هذا الحديث عن زيد
ابن وهب على خلاف هذا المعنى الذي رواه الاعمش
عليه.

٥١٠ - حدثنا فهد قال ثنا ابو بكر بن ابي شيبة
قال ثنا محمد بن فضيل عن حصين عن زيد بن وهب
عن ثابت بن زيد الانصاري رضي الله عنه قال كنا مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم فاصاب الناس
ضبابا فاشتووها فاكلوها فاصبت منها ضبا
مشوية ثم اتيت به النبي صلى الله عليه وسلم
فاخذ جريدة فجعل يعد بها اصابعه فقال انه
امة من بني اسرائيل مسخت دواب في الارض واني
لا ادري لعلها هي فقلت ان الناس قد اشتووها
فاكلوها فلم يأكل ولم ينه.

٥١١ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو
الوليد قال ثنا ابو عوانة عن حصين فذكر باسناده
مثله غير انه قال ثابت بن وديعة.

قَالَ ابو جعفر ففي هذا الحديث خلاف ما
في الحديث الاول لان في هذا ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم لم ينههم عن اكلها قد خشي في
هذا الحديث ان يكون ممسوخا كما خشي في الحديث
الاول غير انه قد يجوز ان يكون ترك النهي لانهم
كانوا في مجاعة على ما في حديث الاعمش فاباح

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک
جماعت نے گوہ کا گوشت حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس بات
سے بے خوف نہیں ہو سکتے کہ وہ مسخ شدہ ہوں انہوں نے
اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔
لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے اور
اس سلسلے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے۔ اس سلسلے میں ان کی دلیل
یہ ہے کہ حضرت حصین نے یہ حدیث حضرت زید بن وہب
سے حضرت اعمش کی روایت کے خلاف نقل کی ہے۔

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے
صحابہ کرام کو کچھ گوہ ملیں تو انہوں نے انہیں بھون کر کھایا
مجھے بھی ایک گوہ ملی میں نے اسے بھونا پھر میں نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے ایک شاخ پکڑی اور
اس سے اس کی انگلیاں شمار کرنے لگے پھر فرمایا بنی اسرائیل
کا ایک گروہ تھا جسے زمین کے چوپائے کی شکل میں بدل
دیا گیا اور مجھے معلوم نہیں شاید یہ وہی ہو میں نے عرض
کیا صحابہ کرام نے اسے بھون کر کھایا ہے تو آپ نے
اسے نہ کھایا اور نہ ہی منع فرمایا۔
حضرت ابوالولید فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابوعوانہ
نے بیان کیا انہوں نے حضرت حصین سے روایت کیا
پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں
نے ثابت بن ودیعہ کا ذکر کیا۔
حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس
حدیث میں پہلی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس کے مطابق
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھانے سے منع نہیں
فرمایا۔ البتہ اس بات کا ڈر محسوس کیا کہ یہ وہی مسخ شدہ
قوم ہو جیسا کہ پہلی حدیث میں اس خوف کا ذکر ہے البتہ یہ کر
ہو سکتا ہے آپ نے اس لیے منع کرنا ترک کر دیا کہ وہ

بما نهوا بحضرته ثم رجعنا الى ما في ذلك مما سوى هذين الحديثين۔

بھوک کی حالت میں تھے جیسا کہ حضرت اعمش کی روایت میں ہے تو آپ نے ضرورت کے تحت اسے مباح قرار دیا ــــ پھر ہم نے اس سلسلے میں ان دو حدیثوں کے ماسوا کی طرف رجوع کیا۔

۵۱۰۔ فاذا ابراهيم بن مرزوق قد حدثنا قال ثنا ابو الوليد وعفان قالا ثنا ابو عوانة قال ثنا عبد الملك بن عمير عن حصين رجل من بني فزارة قال اخبرني سمرة بن جندب رضي الله عنه ان نبي الله صلى الله عليه وسلم اتاه اعرابي وهو يخطب فقطع عليه خطبته فقال يا رسول الله ما تقول في الضب فقال ان امة من بني اسرائيل مسخت فلا ادري اي الدواب مسخت۔

تو بنو فزارہ کے ایک شخص حصین سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا آپ خطبہ دے رہے تھے آپ کو خطبہ چھوڑنا پڑا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ گوہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی صورتیں بگڑی تھیں مجھے معلوم نہیں ان کے چہرے کس جانور کی صورت میں مسخ ہوئے۔

۵۱۱۔ حدثنا فهد قال ثنا حيوة بن شريح قال ثنا بقية بن الوليد عن شعبة قال حدثني الحكم عن زيد بن وهب عن البراء بن عازب عن ثابت بن وديعة الانصاري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه اتي بضب فقال امة مسخت۔

حضرت ثابت بن ودیعہ انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپ نے فرمایا ایک گروہ کی صورت تبدیل ہوئی تھی۔

۵۱۲۔ حدثنا ابو بكرة بكار بن قتيبة قال ثنا ابو داود قال ثنا شعبة عن الحكم قال سمعت زيد بن وهب عن البراء بن عازب عن ثابت بن وديعة رضي الله عنه ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم بضب فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ان امة فقدت فالله اعلم۔

حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے ایک شخص بارگاہ نبوی میں گوہ لایا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گروہ گم ہو گیا تھا واللہ اعلم۔

۵۱۳۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا حميد بن فضالة قال ثنا شعبة عن عدي بن ثابت عن زيد بن وهب عن ثابت بن وديعة عن رجل من بني فزارة اتى النبي صلى الله عليه وسلم بضباب احترشها فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يقلبها

حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بنو فزارہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کئی گوہ لایا جنہیں اس نے پکڑا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے پھر فرمایا ایک گروہ کی شکلیں بگڑی تھیں

فينظر أي ضب منها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمة مسخت فلا أدري ما فعلت ولا أدري لعل هذا منها.

٥١٦ - حدثنا فهد قال ثنا الحسن بن بشر قال ثنا المعافى بن عمران عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أبى أن يأكله يعني الضب وقال لا أدري لعله من القرون الأولى التي مسخت.

قال أبو جعفر ففي هذه الآثار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك أكله خوفا من أن يكون مما مسخ فاحتمل أن يكون قد حرمه مع ذلك واحتمل أن يكون تركه تنزها منه عن أكله ولم يحرمه فنظرنا في ذلك.

٥١٧ - فإذا ابن أبي داود قد حدثنا قال ثنا أبو الوليد قال ثنا أبو عقيل بشير بن عقبة قال ثنا أبو نضرة عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن أعرابيا سأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال إني في حائط مضبة وإنه طعام أهلنا فسكت فقلنا له عاوده فعاوده فسكت ثم قلنا له عاوده فعاوده فقال إن الله غضب على سبط من بني إسرائيل فمسخهم دواب يدبون على الأرض فما أظنهم إلا هؤلاء ولست آكلها ولا أحرمها.

قال أبو جعفر ففي هذا الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يحرم الضباب مع خوفه أن تكون من الممسوخ ثم نظرنا هل

ہم نہیں جانتے ان کا کیا حشر ہوا اور نامعلوم یہ ان میں سے ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے یعنی گوہ کے کھانے سے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا شاید یہ ان پہلے لوگوں میں سے ہو جن کے چہرے مسخ ہو گئے تھے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان روایات میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کھانا اس خوف سے ترک کیا کہ شاید یہ مسخ شدہ لوگوں میں سے ہو تو اس بات کا احتمال ہے کہ اس وجہ سے اسے حرام قرار دیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے کھانے سے پرہیز کرتے ہوئے ترک فرمایا اور حرام قرار نہیں دیا تو ہم نے اس سلسلے میں دیکھا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا میں گوہوں کے باغ میں رہتا ہوں اور ہمارے گھر والوں کی خوراک بھی یہی ہے آپ خاموش رہے ہم نے اس شخص سے کہا دوبارہ بیان کرو اس نے دوبارہ عرض کی آپ پھر بھی خاموش رہے پھر ہم نے کہا دوبارہ بیان کرو اس نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر ناراض ہوا تو اس نے انہیں زمین پر چلنے والے چوپایوں میں سے ایک کی صورت میں بدل دیا میرا خیال ہے کہ یہ وہی ہے میں اسے نہ کھاتا ہوں نہ حرام ٹھہراتا ہوں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ڈرنے کے باوجود کہ یہ وہی مسخ شدہ ہو اس کو حرام نہیں

...عن النبي صلى الله عليه وسلم ما ينفي ان تكون ممسوخا ۔

۵۱… فاذا ابو بكرة قد حدثنا قال ثنا مؤمل بن اسماعيل قال ثنا سفيان الثوري عن علقمة بن مرثد عن المغيرة بن عبد الله اليشكري عن المعرور بن سويد عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن القردة والخنازير اهي مما مسخ فقال ان الله عز وجل لم يهلك قوما او لم يمسخ قوما فيجعل لهم نسلا ولا عاقبة ۔

۵۱… حدثنا ابن ابي داود واحمد بن داود قالا ثنا محمد بن كثير قال اخبرنا سفيان الثوري ثم ذكر باسناده مثله وزاد وان القردة والخنازير كانوا قبل ذلك ۔

۵۱… حدثنا روح بن الفرج قال اخبرنا يوسف بن عدي قال حدثنا عبد الرحمن بن سليمان عن مسعر عن علقمة بن مرثد عن المغيرة اليشكري عن المعرور عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لم يهلك قوما فيجعل لهم نسلا ولا عقبا ۔

۵۱… حدثنا فهد قال ثنا الحسن بن الربيع قال ثنا ابن ادريس عن ليث عن علقمة بن مرثد عن المعرور بن سويد عن ام سلمة رضي الله عنها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ۔

فبين رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث ان الممسوخ لا يكون لها نسل ولا عقب فعلمنا بذلك ان الضب لو كان مما مسخ لم يبق فانتفى بذلك ان يكون الضب مكروها من جهة انه مسخ او قبل ما جاز ان يكون ممسوخا

ٹھہرایا — پھر ہم نے دیکھا کہ کیا آپ سے کوئی ایسی روایات مروی ہیں جو اس کے مسخ شدہ ہونے کی نفی کرتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بندروں اور خنزیروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ مسخ شدہ لوگوں میں سے ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک یا مسخ نہیں کیا کہ پھر ان کی نسل چلائی ہو یا ان کی اولاد کو باقی رکھا (یعنی جن کو مسخ کیا گیا ان کی نسل جاری نہیں ہوتی)

حضرت محمد بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سفیان ثوری نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ اس سے پہلے اور بندر اور خنزیر پہلے سے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا کہ پھر ان کی نسل یا اولاد کو باقی رکھا ہو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جن لوگوں کے چہرے مسخ کیے گئے ان کی نسل اور اولاد کو باقی نہیں رکھا گیا تو اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ اگر گوہ بھی ان مسخ شدہ لوگوں میں سے ہوتی تو وہ باقی نہ رہتی تو اس سے اس بات کی نفی ہو گئی کہ

گوہ مسخ ہونے کی وجہ سے یا مسخ کے امکان کے سبب سے مکروہ ہو۔

ثُمَّ نَظَرْنَا فِيمَا رُوِيَ عَنْهُ خِلَافَ مَا ذَكَرْنَا هَلْ نَجِدُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ مَا يَدُلُّنَا عَلَى إِبَاحَةِ أَكْلِهِ أَوْ عَلَى الْمَنْعِ مِنْ ذٰلِكَ۔

پھر ہم نے دیکھا کہ جو کچھ اس کے خلاف مروی ہے کیا ہم اس میں کوئی ایسی بات پاتے ہیں جو اس کے کھانے کے جواز یا منع پر دلالت کرے۔

۵۲۲ - فَإِذَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ وَزَكَرِيَّا بْنُ أَبَانٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَا ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنٍ أَبِي وَاقِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا لَيْتَ عِنْدَنَا قُرْصَةً مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةٍ بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَعَمِلَهَا ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَ كَانَ سَمْنُهَا قَالَ فِي عُكَّةِ ضَبٍّ قَالَ لَهُ ارْفَعْهَا

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہمارے پاس گیہوں کی روٹی ہوتی جو گھی اور دودھ کے ساتھ پکائی ہوتی تو آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک کھڑے ہوئے پھر وہ روٹی لے آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھی کس چیز میں تھا انہوں نے عرض کیا گوہ کے چمڑے میں آپ نے فرمایا اسے اٹھالو۔

فَقَالَ قَائِلٌ فَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلَى كَرَاهَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ قِيلَ لَهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلَى كَرَاهَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِهِ الَّذِي قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْهُ لَا عَلَى تَحْرِيمِهِ إِيَّاهُ عَلَى النَّاسِ۔

تو کسی قائل نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گوہ کا گوشت کھانا ناپسند کرتے تھے تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ ممکن ہے اس ناپسندیدگی کا سبب وہ بات ہو جو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور وہ حدیث ہم روایت کر چکے ہیں یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اسے لوگوں پر بھی حرام کر دیا۔

۵۲۳ - وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بات کو دلالت کرنے والی روایت بھی مروی ہے

۵۲۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَارِمٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِضَبٍّ فَلَمْ يَأْكُلْهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهُ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپ نے اسے کھایا نہ حرام قرار دیا۔

۵۲۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے

قال ثنا ... عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما قال نادى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل فقال ما تقول في الضب فقال لست بآكله ولا محرمه۔

ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور عرض کیا کہ آپ گوہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہ میں اسے کھاتا ہوں نہ حرام ٹھہراتا ہوں۔

۵۲۶۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا مكي بن ابراهيم قال اخبرنا ابن جريج عن نافع قال كان ابن عمر رضي الله عنهما يقول سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الضب فذكر مثله۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا، پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۲۷۔ حدثنا علي بن معبد قال ثنا سهل بن عامر البجلي قال ثنا مالك بن مغول قال سمعت نافعا عن ابن عمر رضي الله عنهما قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الضب فقال لا آكله ولا انهى۔

حضرت مالک بن مغول فرماتے ہیں میں نے حضرت نافع سے سنا وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں اسے کھاتا بھی نہیں اور منع بھی نہیں کرتا۔

۵۲۸۔ حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا اسد قال ثنا ورقاء عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله۔

حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۲۹۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو حذيفة قال ثنا سفيان عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

۵۳۰۔ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هرون قال اخبرنا شعبة عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔
ایک دوسری سند سے بھی بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے۔

۵۳۱۔ فهذا ابن عمر رضي الله عنهما يخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لم يحرم اكل الضب

تو یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے ہیں کہ آپ نے گوہ کا کھانا حرام قرار نہیں دیا۔

۵۳۲۔ وقد روي عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال انه حلال۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بھی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ حلال ہے۔

۵۳۲ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ رَأَيْتُ فُلَانًا يُحَدِّثُ يَرْوِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ اُنَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَاْكُلُوْنَ ضَبًّا فَنَادَتْهُمْ اِمْرَاَةٌ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّهَا ضَبٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُوْهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ وَفِيْ حَدِيْثِ وَهْبٍ فَاِنَّهُ حَلَالٌ

حضرت توبہ عنبری فرماتے ہیں میں نے حضرت شعبی کو سنا فرماتے ہیں میں نے فلاں کو دیکھا جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہا تھا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مجلس کی تو میں نے ان سے نہیں سنا کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے سوا بیان کیا ہو انہوں نے فرمایا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گوہ کھاتے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ نے آواز دی کہ یہ گوہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کھاؤ (اور) یہ میرے کھانے میں شامل نہیں ہے حضرت وہب کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا یہ حلال ہے۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ اَنَّهُ حَلَالٌ وَاَنَّهُ تَرَكَهُ لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ طَعَامِهِ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حلال ہونے کی خبر دی اور آپ نے اسے اس لیے چھوڑا کہ آپ کے کھانے میں نہیں تھی۔

۵۳۴ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمْهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔

۵۳۵ - حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ اُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا اَطْعَمُهُ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَرِّمْهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيَنْفَعُ بِهٖ غَيْرَ وَاحِدٍ وَطَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ لَاَكَلْتُهُ۔

حضرت ابو الزبیر فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے گوہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا میں اسے نہیں کھاتا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار نہیں دیا اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ عام چرواہوں کا کھانا ہے اور اگر وہ میرے پاس ہوتی تو میں بھی اسے کھاتا۔

---

۵۳۶ - وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ اَكْلَ الضَّبِّ مِنْهُمْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَاحْتَجَّ لَهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَطِيْحٍ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ

ایک جماعت نے جن میں حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

ان حضرات کے لیے حضرت امام محمد رحمہم اللہ یوں

سلمة ح وحدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا عفان
ح وحدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا مسلم بن ابراهيم
قالوا ثنا حماد وهو ابن ابي سليمن
عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة رضى الله عنها
ان النبي صلى الله عليه وسلم اهدي له ضب فلم
يأكله فقام عليه سائل فارادت عائشة رضى الله
عنها ان تعطيه فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم
أتعطينه ما لا تأكلين قال محمد رحمة الله فقد
دل ذلك على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كره لنفسه ولغيره اكل الضب قال فبذلك نأخذ
قيل له ما في هذا دليل على ما ذكرت قد يجوز ان
يكون كره لها ان تطعمه السائل لانها انما فعلت
ذلك من اجل انها عافته ولولا انها عافته لما
اطعمته اياه وكان ما تطعمه السائل فانما هو
لله تعالى فاراد النبي صلى الله عليه وسلم ان لا
يكون ما يتقرب به الى الله عز وجل الا من خير الطعام
كما قد نهى ان يتصدق بالبسر الردي والتمر الردي۔

استدلال کرتے ہیں حضرت ابراہیم، حضرت اسود سے وہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتی ہیں کہ آپ کے لیے ایک گوہ بطور تحفہ پیش
کی گئی لیکن آپ نے اسے نہ کھایا پھر ان کے پاس ایک
سائل آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے دینے
کا ارادہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ چیز
اسے دوگی جو خود نہیں کھاتیں۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ
فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا کھانا اپنے لیے بھی اور
دوسروں کے لیے بھی ناپسند فرمایا ہم بھی یہی موقف اختیار
کرتے ہیں تو انہیں (جواباً) کہا جائے گا کہ اس میں
آپ کی اس مذکورہ بات پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتا ہے
آپ نے سائل کو دینا اس لیے ناپسند کیا ہو کہ ام المومنین
اس لیے دے رہی تھیں کہ خود اسے ناپسند کرتی تھیں
اور اگر وہ اسکو ناپسند نہ کرتیں تو سائل کو نہ دیتیں اور سائل
کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے تو
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ جس چیز کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے بہترین کھانا ہونا چاہیے
جیساکہ آپ نے خشک اور زردی کھجوریں صدقہ کرنے
سے منع فرمایا۔

۵۳۰۔ فمما روي عنه في ذلك ما حدثنا ابن ابي داؤد
قال ثنا سعيد بن سليمن الواسطي قال ثنا عباد بن
العوام عن سفيان بن حسين عن الزهري عن ابي امامة
ابن سهل بن حنيف عن ابيه قال امر رسول الله صلى
الله عليه وسلم بالصدقة فجاء رجل بكبائس من هذه
النخل قال سفيان يعني الشيص وكان لا يجيء احد
بشيء الا نسب الى الذي جاء به فنزلت ولا تيمموا
الخبيث منه تنفقون ونهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن الجعرور ولون الحبيق ان يؤخذ ا

اس سلسلے میں اس طرح مروی ہے حضرت ابوامامہ
بن سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ
فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا
حکم دیا تو ایک شخص اس کھجور کے خوشے لایا حضرت سفیان
فرماتے ہیں گھٹیا قسم کے خوشے لایا اور جب بھی کوئی چیز
لائی جائے تو وہ لانے والے کی طرف منسوب ہوتی تو
اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی "اور ردی چیز خرچ کرنے
کا ارادہ نہ کرو" اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "جعرور"
اور "لون الحبیق" کھجوریں صدقہ میں لینے سے منع فرمایا

فِی الصَّدَقَةِ قَالَ الزُّهْرِیُّ لَوْنَانِ مِنْ تَمْرِ الْمَدِیْنَةِ۔

حضرت زہری فرماتے ہیں یہ مدینہ طیبہ کی کھجوروں کی دو قسمیں ہیں۔

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ ثَنَا سُفْیٰنُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْجُعْرُوْرِ وَلَوْنِ الْحُبَیْقِ۔

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا یَجِیْئُوْنَ فِی الصَّدَقَةِ بِاَرْدَاِ تَمْرِهِمْ وَاَرْدَاِ طَعَامِهِمْ فَنَزَلَتْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ قَالَ لَوْ كَانَ لَكُمْ فَاَعْطَاكُمْ لَمْ تَاْخُذُوْهُ اِلَّا وَاَنْتُمْ تَرَوْنَ اَنَّهٗ قَدْ نَقَصَكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ لوگ صدقات کے لیے نہایت گھٹیا قسم کی کھجوریں اور نہایت ردی قسم کا کھانا لاتے تھے، تو آیت کریمہ نازل ہوئی "اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو اور اس چیز سے جو ہم نے زمین میں سے تمہارے لیے نکالی ہے گھٹیا چیز خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو حالانکہ تم خود اسے نہیں لیتے البتہ یہ کہ چشم پوشی کرو" ارشاد فرمایا اگر وہ تمہارے لیے ہو اور کوئی شخص تمہیں دے تو تم اسے لیتے ہوئے یہ سمجھتے ہو کہ اس نے تمہارے حق میں کمی کر دی ہے۔

۵۴۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ مُرَّةَ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ اِذْ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدِهٖ عَصًا وَقِنَاءٌ مُعَلَّقَةٌ فِی الْمَسْجِدِ فِیْهَا قِنْوُ حَشَفٍ فَقَالَ لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذَا الصِّنْوِ لَتَصَدَّقَ بِاَطْیَبَ مِنْهُ اِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ یَاْكُلُ الْحَشَفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَیَدَعُنَّهَا مُذَلَّلَةً اَرْبَعِیْنَ عَامًا لِلْعَوَافِیْ یَعْنِیْ نَخْلَ الْمَدِیْنَةِ۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اس دوران کہ ہم مسجد میں تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں لاٹھی تھی مسجد میں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے ان میں ایک خراب خوشہ تھا آپ نے فرمایا ان کھجوروں کا مالک اگر چاہتا تو اس سے اچھی کھجوریں صدقہ کرتا ہے بلاشبہ ان کا مالک قیامت کے دن ردی کھجوریں کھائے گا پھر آپ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سنو! اللہ کی قسم وہ انہیں مدینہ طیبہ کے باغات کو چالیس سال تک مہمانوں (یا حاجت مندوں) کے لیے مسخر رکھے گا۔

۵۴۱۔ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِیُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ ابْنُ اَبِیْ عَرِیْبٍ عَنْ كَثِیْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت کثیر بن مرہ حضرمی، حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فهٰذا المعنى الذي ذكره رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم لعائشة رضي الله عنها الصدقة
بالضب لا لأن أكله حرام۔

۵۲۱۔ وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم في إباحة أكله أيضا ما حدثنا يونس
قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس ومالك
عن ابن شهاب أنه أخبرهم عن أبي أمامة بن
سهل بن حنيف عن ابن عباس رضي الله عنهما أن
خالد بن الوليد رضي الله عنه دخل مع رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم بيت ميمونة رضي الله
عنها فأتي بضب محنوذ فأهوى إليه رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم بيده فقال بعض النسوة
اللاتي في بيت ميمونة رضي الله عنها أخبروا
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بما يريد أن
يأكل منه فقالوا هو ضب فرفع يده فقلت أحرام
هو فقال لا ولكنه لم يكن بأرض قومي فأجدني
أعافه فاجتررته فأكلته ورسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم ينظر إلي فلم ينهني۔

۵۲۲۔ حدثنا محمد بن عمرو بن يونس قال
حدثني أسباط بن محمد عن الشيباني عن يزيد
بن الأصم قال دعينا لعرس بالمدينة فقرب
إلينا طعام فأكلنا ثم قرب إلينا ثلاثة عشر ضبا
فمنا آكل ومنا تارك فلما أصبحت أتيت ابن عباس
رضي الله عنهما فأخبرته بذلك فقال بعض من
عنده قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا آكله
ولا أحرمه ولا آمر به ولا أنهى عنه فقال ابن
عباس رضي الله عنهما ما بعث رسول الله صلى الله
عليه وسلم إلا محلا أو محرما قرب إلى رسول الله صلى

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو گوہ کا صدقہ کرنے سے منع فرمایا اس لیے
نہیں کہ اس کا کھانا حرام ہے۔

گوہ کھانے کے جواز کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے مزید مروی ہے حضرت ابو امامہ بن سہیل بن
حنیف، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے
تو ایک بھنی ہوئی گوہ لائی گئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
کی طرف ہاتھ بڑھایا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں
موجود عورتوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دو
کہ آپ کس چیز کو کھانے کا ارادہ فرما رہے ہیں چنانچہ انہوں
نے بتایا کہ یہ گوہ ہے تو آپ نے ہاتھ اٹھا لیا حضرت خالد
بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے عرض کیا' کیا یہ
حرام ہے؟ آپ نے فرمایا "نہیں" لیکن یہ میری قوم کی
زمین میں پائی نہیں جاتی تو میں اس سے گھن کرتا ہوں
حضرت خالد فرماتے ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور
کھا لیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے رہے
لیکن مجھے منع نہیں فرمایا۔

حضرت یزید بن اصم فرماتے ہیں ہمیں مدینہ طیبہ میں
ایک شادی کی دعوت دی گئی کھانا ہمارے قریب کیا گیا
تو ہم نے اسے کھایا پھر تیرہ گوہ ہمارے قریب کی گئیں تو
ہم میں سے بعض کھانے لگے اور بعض نے چھوڑ دیا صبح
ہوئی تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت
میں حاضر ہوا آپ کو واقعہ کی خبر دی تو حاضرین میں سے بعض
نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال اور حرام کرنے
کے لیے بھیجا گیا ہے، اسے آپ کے سامنے پیش کیا گیا
تو آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا حضرت میمونہ رضی اللہ
عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپ

اللہ علیہ وآلہ وسلم لحم فمد یدہ لیاکل فقالت میمونۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ انہ لحم ضب فکف یدہ ثم قال ھذا لحم لم آکلہ قط فاکل الفضل ابن عباس رضی اللہ عنہما وخالد بن الولید وامراۃ کانت معھم وقالت میمونۃ رضی اللہ عنہا لا آکل طعاما لم یاکل منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نے اپنا ہاتھ روک لیا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں وہ کھانا نہیں کھاتی جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا۔

۵۲۴۔ حدثنا ابن ابی داود قال ثنا المقدمی قال ثنا یزید بن زریع قال ثنا حبیب المعلم عن عطاء عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بصحفۃ فیھا ضباب فقال کلوا فانی عائفہ۔

حضرت عطاء حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں کچھ گوہ تھیں آپ نے فرمایا تم اسے کھاؤ مجھے اس سے گھن آتی ہے۔

۵۲۵۔ حدثنا ابراھیم بن مرزوق قال ثنا وھب قال ثنا شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال اھدت خالتی ام حفید الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقطا وسمنا واضبا فاکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاقط والسمن ولم یاکل من الاضب واکل علی مائدۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان حراما لم یؤکل علی مائدتہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میری خالہ حضرت ام حفید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ کا ہدیہ بھیجا تو آپ نے پنیر اور گھی کو کھایا لیکن گوہ سے نہ کھایا لیکن آپ کے دستر خوان پر اسے کھایا گیا اگر یہ حرام ہوتی تو آپ کے دستر خوان پر اسے نہ کھایا جاتا۔

فثبت بتصحیح ھذہ الآثار انہ لا باس باکل الضب وھو القول عندنا واللہ اعلم بالصواب۔

ان روایات کی تصحیح سے ثابت ہوا کہ گوہ کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہمارا بھی یہی قول ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب ۲۷۹ اکل لحوم الحمر الاھلیۃ

باب ۲۷۹ گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا

۵۲۶۔ حدثنا فھد قال ثنا ابو نعیم قال ثنا مسعر ابن کدام عن عبید بن حسن عن ابن معقل عن رجلین من مزینۃ احدھما عن الآخر عبد اللہ بن عمرو بن لیوم والآخر غالب بن الابجر قال مسعر

حضرت ابن معقل، مزینہ قبیلہ کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے ایک کا نام عبد اللہ بن عمرو بن لیوم ہے اور دوسرا غالب بن ابجر ہے حضرت مسعر راوی فرماتے ہیں

أرى غالبا الذي سأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انه لم يبق من مالي شيء أستطيع أن أطعم منه أهلي غير حمر لي أو حمرات لي قال فأطعم أهلك من سمين مالك فإنما قذرت لكم جوال القرية۔

میرا خیال ہے کہ غالب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ! میرے مال میں سے کچھ بھی نہیں بچا کہ میں اس سے اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں البتہ میرے پاس کچھ گھریلو گدھے اور گدھیاں ہیں آپ نے فرمایا اپنے قیمتی مال میں سے گھر والوں کو کھلاؤ میں گاؤں کے نجاست خور جانوروں کو تمہارے لیے ناپسند کرتا ہوں۔

۵۴۷ - حدثنا فهد قال ثنا ابو نعيم قال ثنا شعبة عن عبيد بن حسن عن عبد الرحمن بن معقل عن عبد الرحمن بن بشير عن رجال من مزينة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من الظاهرة عن أبجر أو ابن أبجر أنه قال يا رسول الله إنه لم يبق من مالي شيء أستطيع أن أطعمه أهلي إلا حمر لي قال لي فأطعم أهلك من سمين مالك فإنما كرهت لكم جوال القرية۔

حضرت عبدالرحمن بن بشیر نے مزینہ قبیلہ کے کچھ صحابہ کرام سے روایت کیا وہ ابجر یا ابن ابجر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے مال میں سے کچھ نہیں بچا کہ میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں البتہ کچھ گدھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کو اپنے قیمتی مال میں سے کھلاؤ میں تمہارے لیے بستی کے نجاست خور جانور ناپسند کرتا ہوں۔

۵۴۸ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا شعبة قال سمعت عبيد بن الحسن عن عبد الرحمن بن معقل عن عبد الرحمن بن بشير أن ناسا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من مزينة حدثوا عن سيد مزينة الأبجر أو ابن الأبجر سأل النبي صلى الله عليه وسلم ثم ذكر مثله۔

حضرت عبدالرحمن بن بشیر سے مروی ہے کہ مزینہ قبیلہ سے چند صحابہ کرام نے قبیلہ مزینہ کے سردار ابجر یا ابن ابجر سے روایت کیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا پھر اس کی مثل بیان کیا۔

۵۴۹ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو داود قال ثنا شعبة فذكر بإسناده مثله غير أنه قال عبد الرحمن بن معقل وقال عن رجال من مزينة الظاهرة ولم يقل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وقال إن أبجر أو ابن أبجر۔

حضرت ابوداؤد فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے عبدالرحمن بن معقل کا ذکر کیا اور فرمایا کہ انہوں نے مزینہ ظاہرہ کے کچھ لوگوں سے روایت کیا یہ نہیں فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے "اور فرمایا ابجر یا ابن ابجر۔

قال ابو جعفر فذهب قوم إلى هذا فأباحوا أكل لحوم الحمر الأهلية واحتجوا في ذلك بهذا الحديث

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے وہ گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا جائز سمجھتے ہیں ان حضرات نے اسی (سند بعد بالا)

وخالفهم في ذلك آخرون فكرهوا أكل لحوم الحمر الأهلية وقالوا قد يجوز أن يكون الحمر التي أباح النبي صلى الله عليه وسلم أكلها في هذا الحديث كانت وحشية ويكون قول النبي صلى الله عليه وسلم إنما كرهت لكم جوال القرية على الأهلية وقد روى شريك حديث غالب هذا على خلاف ما رواه مسعر وشعبة۔

۵۵۰۔ حدثنا ابن أبي داود ويحيى بن عثمان ومحمد بن الفرج قالوا حدثنا يوسف بن عدي ح وحدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعيد يزيد بعضهم على بعض قالوا ثنا شريك عن منصور بن معتمر عن عبيد بن الحسن عن غالب بن أبجر قال قيل للنبي صلى الله عليه وسلم إنه قد أصابتنا سنة وإن سمين مالنا في الحمير فقال كلوا من سمين مالكم۔

فأخبر أن ما كان أباح لهم من ذلك كان في عام سنة فإن كان ذلك على ما حملنا عليه حديث مسعر وشعبة فهو على ما حملناه عليه من ذلك وإن كان ذلك على الحمر الأهلية فإنه إنما كان في حال الضرورة وقد تحل في حال الضرورة الميتة فليس في هذا الحديث دليل على حكم لحوم الحمر الأهلية في غير حال الضرورة وقد جاءت الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مجيئا متواترا في نهيه عن أكل لحوم الحمر الأهلية۔

۵۵۱۔ فمما روي عنه في ذلك ما قد حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس وأسامة ومالك عن ابن شهاب عن الحسن وعبد الله ابني محمد بن علي بن أبي طالب عن أبيهما أنه سمع علي بن

حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا ناپسند فرمایا وہ فرماتے ہیں ممکن ہے اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی گدھوں کا کھانا جائز قرار دیا ہو اور آپ کا ارشاد گرامی کہ میں بستی کے نجاست خور جانوروں کو ناپسند کرتا ہوں اس سے مراد گھریلو گدھے ہوں۔

حضرت شریک نے حضرت غالب کی یہ روایت حضرت مسعر اور شعبہ کی روایت کے خلاف نقل کی ہے۔

حضرت شریک، حضرت منصور بن معتمر سے وہ عبید بن حسن سے اور وہ غالب بن ابجر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم قحط زدہ ہو گئے ہیں اور ہمارے قیمتی مال گدھے ہیں آپ نے فرمایا اپنے قیمتی مال میں سے کھاؤ۔

تو انہوں نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لیے اسے جائز قرار دینا قحط سالی میں تھا اگر اس سے مراد وہ ہو جس پر ہم نے حضرت مسعر اور شعبہ کی روایت کو محمول کیا ہے تو وہ اسی پر ہو گا جس پر ہم نے اسے محمول کیا اور اگر اس سے گھریلو گدھے مراد ہوں تو وہ حالت ضرورت کا حکم ہے اور ضرورت کے وقت مردار بھی حلال ہو جاتا ہے تو اس حدیث میں ضرورت کے بغیر گھریلو گدھوں کے حلال ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت میں تواتر کے ساتھ روایات مروی ہیں۔

حضرت حسن اور حضرت عبد اللہ اپنے والد حضرت محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرما رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے

أبي طالب رضي الله عنهم يقول لابن عباس رضي الله عنهما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكل لحوم الحمر الانسية وعن متعة النساء يوم خيبر۔

دن گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے اور عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

۵۵۲۔ حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يحيى بن عبد الله بن سالم عن عبد الرحمن ابن الحارث المخزومي عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى يوم خيبر عن أكل لحوم الحمر الانسية۔

حضرت مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۵۵۳۔ حدثنا فهد قال ثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال ثنا عبد الله بن نمير قال ثنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر عن لحوم الحمر الاهلية۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۵۵۴۔ حدثنا ابن أبي داؤد قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى القطان عن عبيد الله بن عمر فذكر باسناده مثله۔

حضرت یحییٰ قطان، حضرت عبید اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۵۵۔ حدثنا ابن أبي داؤد قال ثنا دحيم قال ثنا عبيد الله بن موسى عن أبي حنيفة هو النعمان عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت ابو حنیفہ یعنی حضرت نعمان، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۵۶۔ حدثنا فهد قال ثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال ثنا ابن نمير قال حدثنا محمد بن إسحق عن عبيد الله بن محمد بن حمزة الفزاري عن عبيد الله بن أبي سليط عن أبيه أبي سليط وكان بدريا قال لقد أتانا نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكل لحوم الحمر ونحن بخيبر وإن القدور لتفور بها فأكفأناها على وجوهها۔

حضرت عبد اللہ بن ابی سلیط اپنے والد ابو سلیط بدری سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم خیبر میں تھے ہمیں اطلاع ملی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے حالانکہ ہانڈیاں اس (گوشت) کے ساتھ جوش مار رہی تھیں تو ہم نے انہیں (روہیں) الٹ دیا۔

۵۵۷۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن محمد بن علي عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى يوم خيبر عن أكل لحوم الحمر الاهلية وأذن في لحوم الخيل۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْحِمَارَ الْوَحْشِيَّ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ۔

حضرت ابو الزبیر کی خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں ہم نے خیبر کے زمانے میں گھوڑوں اور جنگلی گدھوں کا گوشت کھایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں (کے گوشت) سے منع فرمایا۔

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ۔

حضرت عطاء، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۶۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَسَمِعَهُ مِنْهُ قَالَ أَصَبْنَا حُمُرًا يَوْمَ خَيْبَرَ فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ۔

حضرت سعید، حضرت ابو اسحٰق سے اور وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ان سے سنا وہ فرماتے ہیں ہمیں خیبر کے دن کچھ گدھے ملے تو ہم نے انہیں پکایا (اس دوران) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک منادی نے پکارا کہ ہنڈیاں الٹ دو۔

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت عدی بن ثابت، حضرت براء اور حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں

۵۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ خَيْبَرَ۔

حضرت عدی بن ثابت سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت براء اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل سنا انہوں نے خیبر کا ذکر نہیں کیا۔

۵۶۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى مِثْلَهُ۔

حضرت ابراہیم ہجری، حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۶۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت شیبانی، حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۶۶ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَهُ۔

ایک دوسری سند سے بھی شیبانی حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۵۶۷ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُولُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ أَبٰى ذٰلِكَ الْبَحْرُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَرَأَ قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ الْآيَةَ

حضرت عمرو خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا انہوں نے فرمایا الحکم بن عمرو غفاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی اس طرح نقل کرتے تھے لیکن بحر (علم کا سمندر) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی (ترجمہ) آپ فرما دیجئے! مجھ پر جو وحی آتی ہے میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا کہ اسے کھائے۔

۵۶۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

---

۵۶۹ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت دراوردی فرماتے ہیں مجھ سے حضرت محمد بن عمرو نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۷۰ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوا مِنْهَا فَنَادٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْهَا فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَاكْفَئُوا الْقُدُورَ۔

حضرت ابن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو فتح کیا تو صحابہ کرام کو کچھ گدھے ملے انہوں نے ان میں سے کچھ کو پکایا اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک منادی نے آواز دی سنو! بےشک اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ان سے منع فرما رہے ہیں یہ ناپاک ہے لہذا ہنڈیاں الٹ دو۔

۵۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَمَّادٌ وَأَظُنُّهُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں خیبر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ گدھے کھائے گئے ہیں آپ خاموش رہے پھر تشریف لائے تو عرض کیا گیا گدھے ختم ہو گئے چنانچہ

يُعِيدُ لَهُ بِعَيْنِ الْخَمْسِ فَسَكَتَ ثُمَّ فِي سَبِيلِ لَهُ فَقِيبَتْ الْخُمُسِ فَأَمَرَ أَبَا طَلْحَةَ يُنَادِي ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ۔

آپ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اعلان کریں اس کے بعد اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

۵۰۲۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت محمد، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قَالَ ثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت ابو ادریس خولانی، حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے (شکاری) درندے کو کھانے اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

۵۰۴۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَاءَ يَوْمِ افْتَتَحُوا خَيْبَرَ فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيرَانًا تُوقَدُ فَقَالَ مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ قَالُوا عَلَى لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَاكْسِرُوهَا يَعْنِي الْقُدُورَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَوْ نَغْسِلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ ذٰلِكَ۔

حضرت سلمہ بن اکوع کے غلام یزید بن ابی عبید سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سلمہ نے مجھے خبر دی کہ جس دن خیبر فتح ہوا اس کی شام وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ نے آگ جلتی ہوئی دیکھی تو پوچھا یہ کیسی آگ ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا گھریلو گدھوں کے گوشت کے لیے جلائی گئی ہے تو آپ نے فرمایا جو کچھ ان (ہنڈیوں) میں ہے اسے گرا دو اور ان ہنڈیوں کو توڑ دو قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کیا ہم انہیں دھو لیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اسی طرح کر دو۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ فَلَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ كَانَ أَوْلَى الْأَشْيَاءِ بِنَا أَنْ نَحْمِلَ حَدِيثَ غَالِبِ بْنِ الْأَبْجَرِ عَلَى مَا وَافَقَهَا لَا عَلَى مَا خَالَفَهَا

حضرت ابو عاصم فرماتے ہیں ہم سے حضرت یزید بن ابو عبید نے حضرت سلمہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔ تو یہ روایات تواتر کے ساتھ مروی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھا کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو ہمارے لیے زیادہ مناسب یہی ہے کہ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ کی روایت کو اس معنی پر محمول کریں جو ان (روایات) کے موافق ہو مخالف معنی پر محمول نہ کریں۔

فقال قوم انما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك ابقاء على الظهر ليس على وجه التحريم.

ایک جماعت کہتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس لیے منع فرمایا کہ سواری باقی رہے حرام کرتے ہوئے منع نہیں فرمایا۔

ورووا في ذلك ما

۵۷۶ - حدثنا ابن ابي داؤد قال ثنا عباد بن موسى الختلي قال ثنا يحيى بن سعيد الاموي عن الاعمش قال حدثت عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال قال ابن عباس رضي الله عنهما ما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر عن اكل لحوم الحمر الاهلية الا من اجل انها ظهر.

انہوں نے اس سلسلے میں یہ روایت کیا ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا کیونکہ انہیں ان کی ضرورت تھی۔

---

۵۷۷ - **حدثنا** فهد قال ثنا ابن ابي مريم قال اخبرنا يحيى بن ايوب عن ابن جريج ان نافعا اخبره عن عبد الله بن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل الحمار الاهلي يوم خيبر وكانوا قد احتاجوا اليها.

۵۷۸ - **حدثنا** يزيد بن سنان قال ثنا مكي بن ابراهيم وابو عاصم قالا اخبرنا ابن جريج قال اخبرني نافع قال قال ابن عمر ثم ذكر مثله

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں مجھے حضرت نافع نے خبر دی وہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر اس کی مثل ذکر کیا۔

فكان من الحجة عليهم في ذلك ان جابرا رضي الله عنه قد اخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم اطعمهم يومئذ لحوم الخيل ونهاهم عن لحوم الحمر وهم كانوا الى الخيل احوج منهم الى الحمر فدل تركه منعهم عن اكل لحوم الخيل انهم كانوا في بقية من الظهر ولو كانوا في قلة من الظهر حتى احتيج لذلك ان يمنعوا من اكل لحوم الحمر لكانوا الى المنع من اكل لحوم الخيل احوج لانهم يحملون على الخيل كما يحملون على الحمر ويركبون الخيل بعد ذلك لمعان لا يركبون لها الحمر فدل ما ذكرنا ان العلة التي لها منعوا من اكل لحوم الحمر ليست هي هذه العلة وقد

اس سلسلے میں ان لوگوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ان کو گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا حالانکہ اس وقت وہ گدھوں کی نسبت گھوڑوں کے زیادہ محتاج تھے تو آپ کا ان کو گھوڑوں کے گوشت سے منع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس زائد سواریاں تھیں اگر سواریوں کی قلت ہوتی حتیٰ کہ گدھوں کے گوشت سے منع کرنے کی ضرورت پیش آتی تو گھوڑوں کا گوشت کھانے سے منع کرنے کی حاجت زیادہ ہوتی کیونکہ جس طرح وہ گدھوں پر سامان لادتے تھے اسی طرح وہ گھوڑوں پر بھی لادتے تھے اور گھوڑوں پر سوار بھی ہوتے تھے

قال آخرون إنما نهوا يومئذ عن أكل لحوم الحمر لأنها كانت تأكل العذرة.

---

۵۷۹ - وَرَوَوا في ذلك ما حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن الشيباني قال ذكرت لسعيد بن جبير حديث ابن أبي أوفى في أمر النبي صلى الله عليه وسلم إياهم بإكفاء القدور يوم خيبر فقال إنما نهى عنها لأنها كانت تأكل العذرة.

وقالوا إنما نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن أكلها لهذه العلة فكان من الحجة عليهم في ذلك أنه لو لم يكن جاء في هذا إلا الأمر بإكفاء القدور لكان ذلك محتملا لما قالوا ولكنه قد جاء هذا وجاء النهي في ذلك مطلقا.

۵۸۰ - حدثنا علي بن معبد قال ثنا شبابة بن سوار قال ثنا أبو زيد عبد الله بن العلاء قال ثنا مسلم بن مشكم كاتب أبي الدرداء رضي الله عنه قال سمعت أبا ثعلبة الخشني يقول أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله حدثني ما يحل لي ومما يحرم علي فقال لا تأكل الحمار الأهلي ولا كل ذي ناب من السبع.

فكان كلام النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث جوابا لسؤال أبي ثعلبة إياه عما يحل له مما يحرم عليه فدل ذلك على نهيه عن أكل لحوم الحمر الأهلية ولا لعلة تكون في بعضها دون بعض من أكل العذرة وما أشبهها ولكن لها في أنفسها

کیونکہ وہ بوجوہ گدھوں پر سوار نہیں ہوتے تھے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس وجہ سے ان کو گدھوں کے گوشت کھانے سے روکا گیا وہ یہ بات نہیں ہے کہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لیے روکے گئے تھے کہ وہ گدھے نجاست کھاتے ہیں۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح روایت کیا ہے حضرت شیبانی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن ابی اوفی کی روایت جس میں آپ نے خیبر کے دن ہانڈیاں الٹانے کا حکم دیا تھا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے ان سے اس لیے منع فرمایا کہ وہ گندگی کھاتے تھے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان گدھوں کے کھانے سے منع کرنا اس علت کی بنیاد پر تھا — ان لوگوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ اگر اس سلسلے میں صرف ہانڈیاں الٹانے کا حکم ہی ہوتا تو ان کی بات کا احتمال تھا لیکن یہ بات بھی مروی ہے اور اس سلسلے میں مطلق نہی بھی آئی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے کاتب مسلم بن مشکم (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ میرے لیے کیا حلال ہے اور کیا چیز مجھ پر حرام ہے آپ نے فرمایا گھریلو گدھوں اور کچلی والے (شکاری) درندوں کو نہ کھانا۔

تو اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے سوال کا جواب ہے جب انہوں نے پوچھا کہ ان کے لیے کیا حلال ہے اور کیا حرام! تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرنا

وقد جعلها صلى الله عليه وسلم في نهيه عنها كذي الناب من السباع فكما كان ذو ناب منهيا عنه لا لعلة كان كذلك الحمر الأهلية منهيا عنها لا لعلة وقد قال قوم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما نهى عنها لأنها كانت نهبة۔

اس علت کی بنا پر نہیں جو بعض میں ہوا اور بعض میں نہ پائی جاتی ہو مثلاً نجاست کھانا یا اس جیسی دوسری باتیں بلکہ وہ سبب خود گدھے کی ذات میں پایا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کرتے ہوئے کچلی والے درندوں کی طرح قرار دیا تو جس طرح کچلی والا درندہ کسی علت کے بغیر ممنوع ہے اسی طرح گھریلو گدھے بھی کسی علت کے بغیر منع ہیں۔

بعض حضرات کے نزدیک انہیں ان سے اس لئے منع کیا گیا کہ یہ چھینے گئے تھے۔

۵۸۱ - ورووا في ذلك ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عمرو بن مرزوق قال ثنا حرب بن شداد عن يحيى بن أبي كثير عن الغاز الحنفي عن سنان بن سلمة عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر يوم خيبر بقدور فيها لحم حمر الناس فأمر بها فأكفئت۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح روایت کیا ہے حضرت سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے دن کچھ ہانڈیوں کے پاس سے گزرے جن میں لوگوں کے گدھوں کا گوشت تھا تو آپ کے حکم سے انہیں الٹا دیا گیا۔

فكان من الحجة عليهم في ذلك أن قوله حمر الناس يحتمل أن يكون انتهبوها من الناس ويحتمل أن تكون نسبت إلى الناس لأنهم يركبونها فيكون النهي وقع عليها لأنها أهلية لا لغير ذلك قالوا فإنه قد روي في ذلك ما يدل على أنها كانت نهبة۔

تو اس سلسلے میں ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ان کا قول "لوگوں کے گدھے" اس بات کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے چھینا ہو اور ممکن ہے لوگوں کی طرف نسبت کی گئی ہو کیونکہ وہ ان پر سوار ہوتے تھے تو ان سے ممانعت اس لیے ہوئی کہ وہ گھریلو ہیں کسی اور وجہ سے نہیں۔

وہ حضرات فرماتے ہیں اس سلسلے میں ایسی بات مروی ہے جو ان کے چھینے پر دلالت کرتی ہے۔

۵۸۲ - قد ذكروا ما حدثنا أحمد بن داود قال ثنا أبو الوليد قال ثنا شعبة عن عدي بن ثابت عن البراء رضي الله عنه أنهم أصابوا من الفيء حمرا فذبحوها فقال النبي صلى الله عليه وسلم أكفئوا القدور قالوا فبين هذا الحديث أن تلك الحمر كانت نهبة فقيل لهم فإذا ثبت أنها كانت نهبة كما ذكرتم فما دليلكم على أن النهي عنها كان للنهبة وما جعلكم بتأويل ذلك النهي أنه كان للنهبة أولى من غيركم في تأويله

وہ یوں روایت کرتے ہیں حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں مال فیئ سے کچھ گدھے ملے تو انہوں نے ان کو ذبح کیا اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہانڈیوں کو الٹ دو۔ یہ حضرات فرماتے ہیں اس حدیث نے واضح کر دیا کہ وہ گدھے چھینے ہوئے تھے تو انہیں

أن النهي عنها كان لها في أعينها لا للنجاسة۔

جواباً کہا جائے گا کہ اگر ان کا چھینا ہوا ہونا ثابت ہو جائے جیسا کہ تم نے ذکر کیا تو اس بات کی کیا دلیل ہے کہ ان سے ممانعت چھینے کی وجہ سے تھی۔ اور تمہاری تاویل کہ ممانعت کی وجہ ان کا چھینا ہے تمہارے غیر کی تاویل سے کہ وہ نجاست پر مبنی ہیں۔ چھینے ہوئے ہونے کی وجہ سے نہیں اس کی وجہ سے (دوسروں کی تاویل سے) اولیٰ قرار پائے گی۔

۵۸۳۔ وقد ذكرنا في حديث أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لهم أكفئوها فإنها رجس فدل ذلك على أن النهي وقع عليها لأنها رجس لا لأنها نهبة۔

ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہانڈیاں انڈیل دو بے شک یہ ناپاک ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ممانعت ان کے ناپاک ہونے کی وجہ سے آئی ہے چھینے ہوئے ہونے کی وجہ سے نہیں۔

۵۸۴۔ وفي حديث سلمة بن الأكوع رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لهم أكفئوا القدور واكسروها فقالوا يا رسول الله أو نغسلها فقال أو ذاك فدل ذلك أيضاً على أن النهي كان لنجاسة لحوم الحمر لا لأنها نهبة ولا لأنها مغصوبة۔

اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہانڈیوں کو انڈیل دو اور انہیں توڑ ڈالو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ان کو دھو لیں آپ نے فرمایا اس طرح کر لو۔ تو یہ بھی اس بات پر دلالت ہے کہ ممانعت کی وجہ گھریلو گدھوں کی نجاست ہے نہ کہ ان کا چھینا ہوا ہونا اور نہ یہ کہ وہ مغصوبہ تھے۔

ألا يرى أن رجلاً لو غصب رجلاً شاة فذبحها وطبخ لحمها أن قدره التي طبخ ذلك فيها لا يتنجس وأن حكمها في طهارتها حكم ما طبخ فيه لحم غير مغصوب فدل ما ذكرنا من أمره إياه بغسلها على نجاسة ما طبخ فيها وعلى أن الأمر الذي كان منه بطرح ما كان فيها لنجاسته لا لغصبهم إياها

کیا وہ شخص نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کی بکری غصب کرے پھر اسے ذبح کر کے اس کا گوشت پکائے تو جب ہانڈی میں اسے پکایا ہے وہ ناپاک نہیں ہوگی اور طہارت کے سلسلے میں اس کا حکم اس ہانڈی کی طرح ہے جس میں غیر مغصوبہ بکری کا گوشت پکایا گیا تو آپ کا ان برتنوں کو دھونے کا حکم جن میں اس گوشت کو پکایا گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کچھ فرمایا گیا وہ ناپاک تھا یہ اس بات پر بھی دلالت ہے کہ جو کچھ ان برتنوں میں تھا ان کو گرانے کا حکم اس کی نجاست کی وجہ سے تھا غصب کی وجہ سے نہ تھا۔

وَقَدْ رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ فِيْ شَاةٍ غُصِبَتْ فَذُبِحَتْ وَطُبِخَتْ بِخِلَافِ هٰذَا۔

۵۸۵. حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ حَسِبْتُهُ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَلَقِيَهُ رَسُوْلُ امْرَاَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ يَدْعُوْهُ اِلٰى طَعَامٍ فَجَلَسْنَا مَجَالِسَ الْغِلْمَانِ مِنْ آبَائِهِمْ فَفَطِنَ آبَاؤُنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهٖ اُكْلَةٌ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا لَحْمُ شَاةٍ يُخْبِرُنِيْ اَنَّهَا اُخِذَتْ بِغَيْرِ حِلِّهَا فَقَامَتِ الْمَرْاَةُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَمْ تَزَلْ تُعْجِبُنِيْ اَنْ تَاْكُلَ فِيْ بَيْتِيْ وَاِنِّيْ اَرْسَلْتُ اِلَى الْبَقِيْعِ فَلَمْ يُوْجَدْ فِيْهِ شَاةٌ وَكَانَ اَخِي اشْتَرٰى شَاةً بِالْاَمْسِ فَاَرْسَلْتُ بِهَا اِلٰى اَهْلِهٖ بِالثَّمَنِ فَقَالَ اَطْعِمُوْهُ الْاُسَارٰى

اور ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے بارے میں اس کے خلاف حکم دیا جسے غصب کر کے پکایا گیا تھا۔

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں (راوی فرماتے ہیں) میرا خیال ہے کہ وہ انصار میں سے تھے وہ ایک جنازہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک قریشی خاتون کا قاصد آپ سے ملا اور اس نے کھانے کی دعوت دی ہم اس طرح بیٹھے جس طرح بچے اپنے باپ کے ساتھ (با ادب) بیٹھتے ہیں ہمارے باپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ سمجھ گئے آپ کے ہاتھ میں لقمہ تھا آپ نے فرمایا یہ بکری کا گوشت ہے جو مجھے بتا رہی ہے کہ وہ حرام طریقے پر حاصل کی گئی ہے عورت کھڑی ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ ہمیشہ یہ بات پسند رہی کہ آپ میرے گھر تناول فرمائیں میں نے بقیع کی طرف کسی کو بھیجا وہاں بکری نہ ملی میرے بھائی نے کل ایک بکری خریدی تھی میں نے اس کے گھر قیمت بھیج دی آپ نے فرمایا یہ قیدیوں کو کھلاؤ۔

—

فَتَنَزَّهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِهَا وَلَمْ يَاْمُرْ بِطَرْحِهَا بَلْ اَمَرَهُمْ بِالتَّصَدُّقِ بِهَا اِذْ اَمَرَهُمْ اَنْ يُطْعِمُوْهَا الْاُسَارٰى فَهٰذَا حُكْمُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّحْمِ الْحَلَالِ اِذَا غُصِبَ فَاسْتُهْلِكَ فَلَوْ كَانَتْ لُحُوْمُ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ حَلَالًا عِنْدَهٗ لَاَمَرَ فِيْهَا لَمَّا انْتُهِبَتْ بِمِثْلِ مَا اَمَرَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ لَمَّا غُصِبَتْ وَلٰكِنَّهٗ اِنَّمَا اَمَرَ فِيْ لَحْمِ تِلْكَ الْحُمُرِ لِمَا اَمَرَ بِهٖ لِمَعْنًى خِلَافِ الْمَعْنَى الَّذِيْ مِنْ اَجْلِهٖ اَمَرَ فِيْ لَحْمِ هٰذِهِ الشَّاةِ بِمَا اَمَرَ بِهٖ اَلَا تَرٰى اَنَّ رَجُلًا لَوْ غَصَبَ رَجُلًا شَاةً فَذَبَحَهَا وَطَبَخَ لَحْمَهَا اَنَّهٗ لَا يُؤْمَرُ بِطَرْحِ ذٰلِكَ فِيْ قَوْلِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَكَذٰلِكَ لَحْمُ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ الْمَذْبُوْحَةِ بِخَيْبَرَ لَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے پرہیز کیا لیکن اسے پھینکنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسے صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ وہ اسے قیدیوں کو کھلا دیں تو جب حلال جانور غصب کیا جائے پھر اسے ہلاک کیا جاوے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ حکم بیان فرمایا اگر آپ کے نزدیک گھریلو گدھوں کا گوشت حلال ہوتا تو اس کے چھیننے کی صورت میں وہ حکم بیان فرماتے جو اس مغصوبہ بکری کے بارے میں فرمایا لیکن آپ نے ان گدھوں کے بارے میں دوسرا حکم فرمایا کیونکہ اس کی وجہ وہ نہ تھی جس کے باعث اس بکری کے بارے میں وہ حکم فرمایا کیا وہ شخص نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی شخص کسی کی بکری غصب کر کے اسے ذبح کرے پھر اس کا گوشت

من أجل النهبة التي حكمها حكم الغصب أو لما أمرهم بطرح ذلك اللحم ولأمرهم فيه بمثل ما يؤمر به من غصب شاة فذبحها وطبخ لحمها فلما انتفى أن يكون نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن أكل لحوم الحمر لمعنى من هذه المعاني التي ادعاها الذين أباحوا لحمها ثبت أن نهيه ذلك عنها كان نهيا في نفسها كالنهي عن أكل كل ذي ناب من السباع فكان ذلك النهي لذاته في نفسه فلا ينبغي لأحد خلاف شيء من ذلك فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قال لا ألفين أحدا منكم متكئا على أريكته يأتيه الأمر من أمري فيقول بيننا وبينكم كتاب الله فما وجدنا فيه من حرام حرمناه وما وجدنا من حلال حللناه ألا وإن ما حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو مثل ما حرم الله حدثنا بذلك محمد بن الحجاج قال ثنا أسد قال ثنا معاوية بن صالح عن الحسن بن جابر عن المقدام رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

۵۸۶ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا أبو مسهر قال ثنا يحيى بن حمزة قال حدثني الزبيدي عن مروان بن رؤبة أنه حدثه عن عبد الرحمن بن أبي عوف الجرشي عن المقدام بن معديكرب الكندي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إني أوتيت الكتاب وما يعدله يوشك شبعان على أريكته يقول بيننا وبينكم هذا الكتاب فما كان فيه من حلال أحللناه وما

پکائے تو کسی کے نزدیک بھی گوشت کو پھینکنے کا حکم نہیں تو اسی طرح جن گھریلو گدھوں کو خیبر میں ذبح کیا گیا تھا اگر ان کے چھینے ہوئے ہونے کی وجہ سے منع کرتے اور ان کا غصب والا حکم ہوتا تو آپ ان کو گوشت کے پھینکنے کا حکم نہ دیتے بلکہ ان کو اس قسم کا حکم دیتے جیسا کہ اس بکری کے بارے میں دیا جسے غصب کرنے کے بعد ذبح کر کے پکایا گیا۔ جب اس بات کی نفی ہو گئی کہ گدھوں کے گوشت کو کھانے کی ممانعت ان وجوہ سے ہو جو ان حضرات نے ذکر کی ہیں اور ان کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے تو ثابت ہو گیا کہ آپ کا ان سے منع کرنا ان گدھوں کی ذاتی بنیاد پر تھا جیسا کہ آپ نے کچلی والے (شکاری) درندوں کے کھانے سے منع فرمایا تو وہ ممانعت بھی ان کی ذاتی وجہ سے تھی لہٰذا کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس کے خلاف بات بیان کرے۔ بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کو ہرگز نہ پاؤں کہ اس نے تکیہ لگا رکھا ہو اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم آئے تو وہ کہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ ہم اس میں جو کچھ حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے اور جو کچھ حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے۔ سنو! بے شک جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا وہ اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے کی طرح ہے ۔ یہ حدیث حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کتاب اور اس کے برابر عطا کی گئی قریب ہے کہ کوئی سیر شکم اپنے تخت پر کہے ہمارے اور تمہارے درمیان یہ کتاب کافی ہے پس جو کچھ اس میں حلال ہے ہم اسے حلال سمجھیں گے اور جو کچھ اس میں حرام ہے ہم اس کو حرام سمجھیں گے۔ سنو! بات اس طرح نہیں ہے بلکہ

كان فيه من حرام حرمناه ألا وإنه ليس كذلك لا يحل
ذو ناب من السباع ولا الحمار الأهلي.

والے (شکاری) درندے اور گھریلو گدھے حلال نہیں ہیں

۵۸۷۔ حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال
أخبرني عمرو بن الحارث عن أبي النضر عن أبي رافع
رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت ابوالنضر حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۸۸۔ وحدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب
قال أخبرني الليث بن سعد عن أبي النضر عن موسى
بن عبد الله بن قيس عن أبي رافع مولى
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم والناس حوله لا أعرفن أحدكم
يأتيه الأمر من أمري قد أمرت به أو نهيت عنه
وهو متكئ على أريكته فيقول ما وجدناه في كتاب
الله عملناه وإلا فلا.

حضرت موسیٰ بن عبداللہ بن قیس، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس وقت صحابہ کرام آپ کے اردگرد تھے، نہ جانوں میں تم میں سے کسی کو کہ اس کے پاس میرا کوئی حکم آئے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو اور وہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے ہوئے کہے کہ ہم جو کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پائیں گے اس پر عمل کریں گے ورنہ نہیں۔

۵۸۹۔ حدثنا عيسى بن إبراهيم الغافقي قال
حدثنا سفيان عن ابن المنكدر وأبي النضر عن عبيد
الله بن أبي رافع عن أبيه أو عن غيره عن النبي صلى
الله عليه وسلم أنه قال لا ألفين أحدكم متكئا على
أريكته يأتيه الأمر من أمري مما قد أمرت به
أو نهيت عنه فيقول لا أدري ما وجدنا في كتاب
الله اتبعناه

حضرت عبیداللہ بن ابورافع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے یا ان کے علاوہ کسی سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کو ہرگز نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے ہوئے ہو اس کے پاس میرا کوئی حکم آئے کہ میں نے اسے کرنے کا حکم دیا یا منع فرمایا تو وہ کہے کہ میں نہیں جانتا ہم جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے اس کی پیروی کریں گے۔

فحذر رسول الله صلى الله عليه وسلم
من خلاف أمره كما حذر من خلاف كتاب الله عز وجل
فليحذر أن يخالف شيئا من أمر رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيحق عليه ما يحق على مخالف كتاب الله

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم کی خلاف ورزی سے اسی طرح ڈرایا جس طرح اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالفت سے ڈرایا لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت سے ڈرنا چاہیے ورنہ یہ (مخالف) اسی عذاب کا مستحق ہوگا جس سے مستحق وہ شخص ہے جو قرآن کی مخالفت کرتا ہے۔

وقد تواترت الآثار عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم في النهي عن لحوم الحمر الأهلية بما قد ذكرنا
ورجعت معانيها إلى ما وصفنا فليس ينبغي لأحد

تو گھریلو گدھوں کے کھانے سے ممانعت کے بارے میں تواتر کے ساتھ روایات آئی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور ان کے معانی اسی طرف لوٹ گئے جو ہم نے بیان کیا ہیں

خلاف شيء من ذلك۔

۵۹۔ فإن قال قائل فقد رويتم عن ابن عباس رضي الله عنهما إباحتها وما احتج به في ذلك من قول الله عز وجل قل لا أجد فيما أوحي إلي محرما على طاعم يطعمه الآية

قيل له ما قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك فهو أولى مما قال ابن عباس رضي الله عنهما وما قاله رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك فهو مستثنى من الآية على هذا ينبغي أن يحمل ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا المجيء المتواتر في الشيء المقصود إليه بعينه مما قد أنزل الله عز وجل في كتابه آية مطلقة على ذلك الجنس فيجعل ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك مستثنى من تلك الآية غير مخالف لها حتى لا يتضاد القرآن والسنة ولا السنة القرآن فهذا حكم لحوم الحمر الأهلية من طريق تصحيح معاني الآثار قال أبو جعفر ولو كان إلى النظر لكان لحوم الحمر الأهلية حلالا وكان ذلك كلحم حمر الوحشية لأن كل صنف قد حرم إذا كان أهليا مما قد أجمع على تحريمه فقد حرم إذا كان وحشيا ألا ترى أن لحم الخنزير الوحشي كلحم الخنزير الأهلي فكان النظر على ذلك أيضا إذا كان الحمار الوحشي لحمه أن يكون حلالا أن يكون كذلك الحمار الأهلي ولكن ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أولى ما اتبع وهذا

کسی شخص کے لیے اس کی خلاف ورزی مناسب نہیں۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ تم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا مباح ہونا اور ان کا آیت کریمہ آپ فرما دیجئے کہ مجھ پر جو کچھ وحی بھیجی گئی ہے اس میں کسی کھانے والے پر حرام نہیں پاتا کہ وہ اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہنے والا خون یا خنزیر کا گوشت کیونکہ وہ سخت ناپاک ہے یا جو نافرمانی کا باعث ہو یعنی وہ جانور جس پر ذبح کے وقت بلند کیا جائے، غیر خدا کا نام سے استدلال ذکر کیا ہے۔

تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ اس سلسلے میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے اولیٰ ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ آیت کریمہ سے مستثنیٰ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں مقصوداً تواتر کے ساتھ جو کچھ مروی ہو اسے قرآن پاک کی مطلق آیت سے اس طرح مستثنیٰ قرار دینا چاہیے لہٰذا اس سلسلے میں جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوگا وہ اس آیت سے مستثنیٰ ہوگا اس کا مخالف نہیں کہ قرآن وسنت میں تضاد ثابت ہو۔ معانی روایات کی تصحیح کے طور پر گھریلو گدھوں کے گوشت کے بارے میں یہ حکم ہے حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر قیاس کی طرف رجوع کیا جائے تو گھریلو گدھوں کا گوشت حلال ہوگا اور یہ جنگلی گدھے کے گوشت کی طرح ہوگا کیونکہ جو گھریلو ہونے کی صورت میں حرام ہو اور اس پر اتفاق ہو تو وہ جنگلی ہونے کی صورت میں بھی حرام ہوگی کیا نہیں دیکھا جاتا کہ جنگلی خنزیر کا گوشت بستی کے خنزیر کے گوشت کی طرح ہے تو اس پر قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ جب جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے تو گھریلو گدھے کا گوشت بھی حلال ہونا چاہیے لیکن جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اس کی اتباع زیادہ ضروری ہے۔ یہ حضرت

قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۲۸۰ اَكْلِ لُحُوْمِ الْفَرَسِ

باب ۲۸۰۔ گھوڑے کا گوشت کھانا

۵۹۱۔ حَدَّثَنَا رَبِیْعُ الْجِیْزِیُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِیُّ قَالَ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ وَخَالِدُ بْنُ خَلِیٍّ قَالَا ثَنَا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ الْمِقْدَامِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰی هٰذَا فَكَرِهُوْا لُحُوْمَ الْخَیْلِ وَمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰی ذٰلِكَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ

حضرت صالح بن یحییٰ بن مقدام نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے وہ گھوڑوں کا گوشت مکروہ خیال کرتے ہیں، اس بات کے قائلین میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں ان حضرات نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ

اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا بَاْسَ بِاَكْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ گھوڑوں کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۹۲۔ وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِیْمِ الْجَزَرِیِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَاْكُلُ لُحُوْمَ الْخَیْلِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے یوں استدلال کیا ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم عہد رسالت میں گھوڑوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔

۵۹۳۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَا شَرِیْكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِیْمِ وَوَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِیْمِ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت سفیان حضرت عبدالکریم سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ یُوْنُسَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں ہم نے عہد رسالت میں ایک گھوڑا ذبح کر کے کھایا۔

على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نأكلها. وفي هذا الباب آثار قد دخلت في باب النهي عن لحوم الحمر الأهلية فأغنانا ذلك عن إعادتها فذهب قوم إلى هذه الآثار فأجازوا أكل لحوم الخيل وممن ذهب إلى ذلك أبو يوسف ومحمد رحمهما الله واحتجوا بذلك بتواتر الآثار في ذلك وتظاهرها ولو كان ذلك مأخوذا من طريق النظر لما كان بين الخيل الأهلية والحمر الأهلية فرق ولكن الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صحت وتواترت أولى أن يقال بها من النظر ولا سيما إذ قد أخبر جابر بن عبد الله رضي الله عنهما في حديثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أباح لهم لحوم الخيل في وقت منعه إياهم من لحوم الحمر الأهلية فدل ذلك على اختلاف حكم لحومهما.

اس باب میں کچھ ایسی روایات ہیں جو گدھوں کے گوشت کی ممانعت میں داخل ہیں لہٰذا ہمیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ایک جماعت نے یہ موقف اختیار کر کے گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں ان حضرات نے اس سلسلے میں تواتر کے ساتھ مروی روایات سے استدلال کیا ہے اور یہ بات قیاس کے طور پر لی جائے تو گھریلو گھوڑوں اور گھریلو گدھوں میں کوئی فرق نہ ہوگا لیکن جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات صحیح ثابت ہوں اور تواتر کے ساتھ ہوں تو قیاس کے مقابلے میں ان پر عمل کرنا اولیٰ ہے خصوصاً جب کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنی روایت میں خبر دے رہے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اس وقت اجازت دی جب آپ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو یہ بات ان دونوں کے گوشت کا حکم باہم مختلف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

۲۴ کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

مشروبات کا بیان

بَابُ ۲۸۱ اَلْخَمْرُ الْمُحَرَّمَةُ مَا هِيَ

۵۹۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ -

۵۹۶ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ وَعِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اَبِيْ كَثِيْرٍ وَهِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ -

۵۹۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ التَّوْاَمِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَثِيْرٍ الْيَمَامِيُّ قَالَ دَخَلْتُ مِنَ الْيَمَامَةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ الْاِخْتِلَافَ فِي النَّبِيْذِ لِاَلْقٰى اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَسْاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَلَقِيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِنِّيْ اَتَيْتُكَ مِنَ الْيَمَامَةِ اَسْاَلُكَ عَنِ النَّبِيْذِ فَحَدِّثْنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحَدِّثْنِيْ عَنْ غَيْرِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْخَمْرُ مِنَ الْكَرْمَةِ وَالنَّخْلَةِ -

---

باب ۲۸۱ حرام شراب کونسی ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمر (شراب) ان دو درختوں کھجور اور انگور سے ہوتی ہے۔

ایک دوسری سند سے بھی بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے۔

حضرت ابوکثیر یمامی فرماتے ہیں میں یمامہ سے مدینہ طیبہ آیا اس وقت نبیذ کے بارے میں لوگوں کے درمیان زیادہ اختلاف پیدا ہوا تھا تو میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے ان سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ میں یمامہ سے آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ سے نبیذ کے بارے میں پوچھوں پس آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مجھ سے بیان فرمائیں مجھے کسی اور کی بات بیان نہ کرنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے خمر، انگور اور کھجور سے ہوتی ہے۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الْخَمْرَ مِنَ التَّمْرِ وَالْعِنَبِ جَمِيْعًا وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت کا یہی مذہب ہے کہ خمر کھجور اور انگور سے ہوتی ہے ان حضرات نے اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا الْخَمْرُ الْمُحَرَّمَةُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى هِيَ الْخَمْرُ الَّتِيْ مِنْ عَصِيْرِ الْعِنَبِ اِذَا نَشَّ الْعَصِيْرُ وَاَلْقٰى بِالزَّبَدِ هٰكَذَا كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا نَشَّ وَاِنْ لَّمْ يُلْقِ بِالزَّبَدِ فَقَدْ صَارَ خَمْرًا وَلَيْسَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ بِخِلَافِ ذٰلِكَ عِنْدَنَا لِاَنَّهُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ اَرَادَ بِقَوْلِهِ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ اِحْدٰهُمَا فَجَمَعَهُمَا بِالْخِطَابِ وَاَرَادَ اِحْدٰهُمَا دُوْنَ الْاُخْرٰى كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ وَاِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ اَحَدِهِمَا وَكَمَا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ وَالرُّسُلُ مِنَ الْاِنْسِ لَا مِنَ الْجِنِّ وَكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اِذَا اَخَذَ عَلٰى اَصْحَابِهِ فِي الْبَيْعَةِ كَمَا اَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن پاک میں جس خمر کو حرام قرار دیا گیا ہے وہ انگور کے رس سے ہوتی ہے جب اسے جوش آئے اور جھاگ چھوڑے حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ اسی طرح فرماتے ہیں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب جوش مارے اگرچہ جھاگ نہ چھوڑے تو وہ خمر بن جاتی ہے اس باب کے شروع میں ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت ذکر کی ہے وہ ہمارے نزدیک اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے آپ کے ارشاد گرامی کہ خمر ان دو درختوں سے ہوتی ہے سے مراد ان میں سے ایک درخت ہو لیکن خطاب میں دونوں شامل ہوئے جب کہ مراد ایک ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان دونوں میں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک سے نکلتے ہیں اور فرمایا اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے حالانکہ رسول انسانوں سے ہوتے ہیں جنوں سے نہیں اور جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے صحابہ کرام سے بیعت لی جس طرح عورتوں سے لی تو فرمایا شرک نہ کرو چوری نہ کرو اور نہ زنا کرو، پھر فرمایا تم میں سے جو شخص یہ عمل کرے پھر اسے سزا مل جائے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے۔

---

۵۹۸ - حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ حدیث ہم سے (امام طحاوی سے) حضرت یونس نے بیان کی پھر انہوں نے اپنی سند سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ

وقد علمنا من أشرك ثم تاب بشركه فليس ذلك بكفارة فدل ما ذكرنا أنه إنما أراد ما سوى الشرك مما ذكر في هذا الحديث **فلما** كانت هذه الأشياء قد جاءت ظاهرها على الجمع وباطنها على خاص من ذلك **احتمل** أيضا أن يكون قوله الخمر من هاتين الشجرتين النخلة والعنبة ظاهر ذلك عليهما وباطنه على أحدهما فيكون الخمر المقصود في ذلك من العنبة لا من النخلة **ويحتمل** أيضا قوله الخمر من هاتين الشجرتين أن يكون عنى به الشجرتين جميعا ويكون ما خمر من ثمرهما خمرا كما ذهب إليه أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد فيما ينقع من الزبيب والتمر فجعلوه خمرا **ويحتمل** قوله الخمر من هاتين الشجرتين أن يكون أراد الخمر منهما وإن كانت مختلفة على أنها من العنب ما قد علمناه وفي الخمر على أنها من التمر ما يسكر فيكون خمر العنب هي عين العصير إذا اشتد وخمر التمر هو المقدار من نبيذ التمر الذي يسكر **فلما** احتمل هذا الحديث هذه الوجوه التي ذكرنا لم يكن أحدها بأولى من بقيتها ولم يكن لمتأول أن يتأوله على أحدها إلا كان لخصمه أن يتأوله على ذلك **فإن قال** قائل فما معنى حديث عمر يريد ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا محمد بن عبد الله بن نمير قال سمعت ابن إدريس قال سمعت أبا حيان التيمي عن الشعبي عن ابن عمر قال سمعت عمر على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أما بعد أيها الناس إنه نزل تحريم الخمر وهي يومئذ من خمسة التمر والعنب والعسل والحنطة والشعير والخمر ما خامر العقل۔

علیہ وسلم سے روایت کی ـــــ ہم جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شرک کرے پھر اسے شرک کی سزا مل جائے تو یہ اس کے لیے کفارہ نہیں تو جو ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت ہے کہ یہاں شرک کے علاوہ گناہ مراد ہیں تو جب ان امور میں ظاہراً جمع اور باطن میں خاص مراد ہے تو اس (حدیث) میں بھی یہ احتمال ہے کہ آپ کے ارشاد گرامی "خمر ان دو درختوں کھجور اور انگور سے ہے" میں ظاہراً دونوں کا ذکر ہو لیکن باطن میں ایک ہی مراد ہو لہذا اس میں خمر مقصود انگور سے ہوگی کھجور سے نہیں ـــ آپ کے ارشاد گرامی "خمر ان دو درختوں سے ہے" میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ دونوں درخت ہی مراد ہوں اور ان دونوں کے پھل سے جو خمر بنے اسے خمر کہا جائے جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ اس طرف گئے ہیں کہ کشمش اور کھجور سے جو رس نکالا جاتا ہے وہ اسے خمر کہتے ہیں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ "ان دو درختوں سے خمر ہوتی ہے" سے مراد یہ ہو کہ خمر ان دونوں درختوں سے ہوتی ہے اگرچہ وہ مختلف ہے کہ انگور سے تو اسی طرح خمر بنتی ہے جس طرح ہم جان چکے ہیں اور کھجور سے اس وقت خمر ہوگی جب نشہ دے لہذا انگور کی خمر تو اس کا رس ہوگا جب وہ گاڑھا ہو جائے اور کھجور سے خمر اس انداز سے ہوگی جب کھجور کا رس نشہ دینے لگے۔ تو جب اس حدیث میں ان تمام وجوہ کا احتمال ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں تو ان سے ایک بھی دوسری سے اولیٰ نہیں ہوگی اور کوئی بھی شخص ان میں سے کوئی معنی مراد نہیں لے سکتا مگر یہ کہ دوسرے فریق کو بھی کوئی معنی مراد لینے کا حق ہوگا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کیا مطلب ہوگا جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر سنا آپ نے فرمایا اما بعد!

۵۹۹- وقد روی مثل ذلک ایضا عن ابن عمر و نعمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۰۰- حدثنا ربیع بن سلیمن الجیزی قال ثنا ابو الاسود قال ثنا ابن لہیعۃ عن ابی النضر عن سالم ابن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من العنب خمرا وانہاکم عن کل مسکر۔

۶۰۱- حدثنا فہد قال ثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ قال ثنا عبید اللہ بن موسی عن اسرائیل عن ابراہیم ابن المہاجر عن الشعبی عن النعمان بن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ غیر انہ لم یذکر قولہ وانہاکم عن کل مسکر۔

قیل لہ یحتمل ہذان الحدیثان جمیع المعانی التی یحتملہا الحدیث الاول غیر معنی واحد وہو ما احتملہ الحدیث الاول مما حملہ علیہ من ذہب الی کراہۃ نقیع التمر والزبیب فانہ لا یحتملہ ہذا الحدیث لانہ قرن مع ذلک خمر الحنطۃ وخمر الشعیر وہم لا یقولون ذلک لانہم لا یرون بنقیع الحنطۃ والشعیر باسا ویفرقون بینہما وبین نقیع التمر والزبیب فذلک التاویل لا یحتملہ ہذا الحدیث ولکنہ یحتمل التاویلات الاخر کما یحتملہ الحدیث الاول۔

۶۰۲- فان احتج فی ذلک بما روی عن انس قال حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابو الاحوص قال ثنا ابو اسحق الحمد انی عن یزید بن ابی مریم عن انس

اے لوگو! جب خمر کی حرمت نازل ہوئی تو ان دنوں وہ پانچ چیزوں سے ہوتی تھی کھجور، انگور، شہد، گندم اور جو سے اور خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے۔

بواسطہ حضرت ابن عمر اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہم بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگور سے خمر ہوتی ہے اور میں تمہیں ہر نشہ والی چیز سے روکتا ہوں۔

حضرت شعبی، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ ان کی روایت میں یہ الفاظ نہیں کہ میں تمہیں ہر نشہ والی چیز سے روکتا ہوں۔

اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ ان دو حدیثوں میں بھی ان تمام وجوہ کا احتمال ہے جن کا پہلی حدیث میں ہے البتہ ایک معنی کا احتمال نہیں ہے جب کہ پہلی حدیث میں اس کا احتمال ہے اور یہ وہ معنی ہے جو ان لوگوں نے اختیار کیا جنہوں نے کھجور اور کشمش کے رس کو مکروہ جانا ہے اس حدیث میں اس معنی کا احتمال نہیں ہے کیونکہ اس میں گندم کی خمر اور جو کی خمر کو بھی ملایا گیا ہے اور وہ حضرات اس کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک گندم اور جو کے رس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ ان دونوں اور کھجور و کشمش کے رس میں فرق کرتے ہیں پس اس حدیث میں اس معنی کا احتمال نہیں ہے بلکہ اس میں دوسری تاویلات کا احتمال ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے۔

اگر وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرے جو یوں ہے، حضرت یزید بن ابی مریم، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے

قال کنا فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ننبذ الرطب والبسر فلما نزل تحریم الخمر اهرقناهما من الاوعیة ثم ترکناهما۔

ہیں ہم عہد رسالت میں پکی اور کچی کھجوروں کا نبیذ بنایا کرتے تھے جب خمر کی حرمت نازل ہوئی تو ہم نے برتنوں سے دونوں کو گرا دیا پھر ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔

٦٠٣۔ حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا علی بن معبد قال ثنا اسماعیل بن جعفر قال ثنا حمید الطویل عن انس قال کان ابو عبیدة بن الجراح و سهیل ابن بیضاء وابی بن کعب عند ابی طلحة وانا اسقیهم من شراب حتی کاد ان یاخذ فیهم قال فمر بنا مار من المسلمین فنادی الا هل شعرتم ان الخمر قد حرمت فوالله ما انتظروا ان امرونی ان اکفی ما فی الآنیة ففعلت فما عادوا فی شیء منها حتی لقوا الله انها للبسر والتمر وانها الخمر یومئذ۔

حضرت حمید طویل، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابو عبیدہ ابن جراح، سہیل بن بیضاء اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور میں ان سب کو شراب پلا رہا تھا حتی کہ قریب تھا وہ ان میں اثر کرے فرماتے ہیں اس دوران ایک مسلمان ہمارے پاس سے گزرا اور اس نے آواز دی سنو کیا تمہیں معلوم نہیں خمر حرام ہو چکی ہے اللہ کی قسم اس بات کا انتظار نہیں کیا گیا کہ وہ مجھے برتنوں میں اس چیز کو گرانے کا حکم دیں جو ان میں ہے بلکہ میں نے خود ہی ایسا کیا (گرا دیا) پھر انہوں نے مرتے دم تک ان برتنوں کی طرف رجوع نہیں کیا اور وہ کچی اور پختہ کھجور سے تھی اور ان دنوں ہماری شراب یہی تھی۔

٦٠٤۔ حدثنا علی بن شیبة قال ثنا عبد الله بن بکر قال ثنا حمید عن انس مثله۔

حضرت عبد اللہ بن بکر فرماتے ہیں ہم سے حضرت حمید نے بیان کیا انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کی مثل روایت کیا۔

٦٠٥۔ حدثنا ابراهیم بن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا حماد بن سلمة قال انا ثابت وحمید عن انس قال کنت اسقی ابا طلحة وسهیل بن بیضاء وابا عبیدة بن الجراح وابا دجانة خلیط البسر والتمر حتی اشرعت فیهم فنادی رجل الا ان الخمر قد حرمت فوالله ما انتظروا حتی یعلموا احقا ما قال ام باطلا فقالوا اکفئ اناءك یا انس فکفأتها فلم یرجعوا الی رؤسهم حتی لقوا الله عز وجل وکان خمرهم یومئذ البسر والتمر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں، حضرت ابو طلحہ، سہیل بن بیضاء، ابو عبیدہ بن جراح اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم کو خام اور پختہ کھجور کا ملا ہوا نبیذ پلا رہا تھا حتی کہ میں شروع ہی ہوا تھا کہ ایک شخص نے آواز دی سنو! بے شک خمر حرام ہو چکی ہے پس اللہ کی قسم انہوں نے اس بات کی انتظار نہ کی کہ آیا اس نے سچ کہا ہے یا جھوٹ انہوں نے فرمایا اے انس اپنا برتن الٹا دو تو میں نے اسے اُلٹا دیا پھر وہ (خمر) ان کے سروں کی طرف نہ لوٹی حتی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اور ان دنوں ان کی خمر، خام اور پختہ کھجوروں سے ہوتی تھی۔

٦٠٦۔ حدثنا عبد الله بن محمد بن خشیش قال

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنِّيْ لَاَسْقِيْ اَبَا طَلْحَةَ وَاَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ خَلِيْطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ اِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَاَرَقْتُهَا وَاَنَا سَاقِيْهِمْ يَوْمَئِذٍ وَاَصْغَرُهُمْ وَاِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ خَمْرًا

قَالُوْا هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ خَمْرًا اَيْضًا **قِيْلَ** لَهُمْ لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى مَا ذَكَرْتَ لِاَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ الشَّرَابُ نَقِيْعَ تَمْرٍ فَيَثْبُتَ بِذٰلِكَ قَوْلُ مَنْ كَرِهَ نَقِيْعَ التَّمْرِ وَلَا يَجِبُ بِذٰلِكَ حُجَّةُ حُرْمَةِ طَبِيْخِهِ **وَيَحْتَمِلُ** اَنْ يَكُوْنُوْا فَعَلُوْا ذٰلِكَ بِعِلْمِهِمْ اَنَّ كَثِيْرَ ذٰلِكَ مُسْكِرٌ فَلَمْ يَاْمَنُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمُ الْوُقُوْعَ فِيْهِ لِقُرْبِ عَهْدِهِمْ بِهِ فَكَسَرُوْهُ لِذٰلِكَ **وَاَمَّا** قَوْلُ اَنَسٍ وَاِنَّهَا الْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ فَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ اَرَادَ بِذٰلِكَ مَا كُنَّا نُخَمِّرُ۔

۶۰۷- **وَالدَّلِيْلُ** عَلٰى ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عِيْسٰى اَنَّ اَبَاهُ بَعَثَهُ اِلٰى اَنَسٍ فِيْ حَاجَةٍ فَاَبْصَرَ عِنْدَهُ طِلَاءً شَدِيْدًا وَالطِّلَاءُ مَا يُسْكِرُ كَثِيْرُهُ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ اَنَسٍ خَمْرًا وَاِنْ كَثِيْرُهُ يُسْكِرُ وَثَبَتَ بِمَا وَصَفْنَا اَنَّ الْخَمْرَ عِنْدَ اَنَسٍ لَمْ يَكُنْ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ وَلٰكِنَّهَا مِنْ خَاصٍّ مِنَ الْاَشْرِبَةِ

وَقَدْ وَجَدْنَا مِنَ الْاٰثَارِ مَا يَدُلُّ

کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوطلحہ، ابودجانہ اور سہیل بن بیضاء کو خام اور پختہ کھجوروں کا ملا جلا نبیذ پلا رہا تھا کہ خمر حرام کردی گئی تو میں نے اس کو بہا دیا اور اس وقت میں ہی ان کو پلا رہا تھا اور میں سب سے چھوٹا تھا ان دنوں ہم اس (کھجور کے نبیذ) کو خمر شمار کرتے تھے۔

حضرات فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ (کھجور نبیذ) بھی خمر تھا ——— تو ان حضرات کو (جوابا) کہا جائے گا کہ تمہاری اس مذکورہ بات میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کھجور کا وہ نبیذ خمر بن چکا ہو (یعنی نشہ کی حد کو پہنچ چکا ہو) اس سے ان لوگوں کا قول ثابت ہو جائے گا جو کھجور کے نبیذ کو بھی مکروہ جانتے ہیں اور اس سے پکے ہوئے نبیذ کی حرمت ثابت نہ ہوگی اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ انہوں نے یہ جان کر ایسا کیا ہو کہ اس کا زیادہ پینا نشہ آور ہے اور (شراب نوشی کا) زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے انہیں (دوبارہ) اس میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو لہٰذا انہوں نے اس برتن کو توڑ ڈالا ——— جہاں تک حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کا تعلق ہے کہ ان دنوں یہ ہماری خمر تھی تو اس بات کا احتمال ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ ہم اس سے خمر بنا دیتے تھے۔

اس پر دلیل یہ ہے حضرت ابن ابی لیلیٰ، حضرت عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں کسی کام سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا انہوں نے ان کے پاس سخت تیز طلاء دیکھا اور طلاء اسے کہتے ہیں جس کی زیادتی نشہ آور ہو تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ خمر نہ تھی حالانکہ اس کا کثیر نشہ آور ہوتا ہے تو جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہر شراب خمر نہیں بلکہ وہ خاص مشروبات سے حاصل ہوتی ہے ——— ہمیں کچھ دیگر روایات بھی ملتی ہیں جو حضرت انس رضی اللہ

علی ما ذکرنا ایضا مما تاولنا علیہ احادیث انس۔

۶۰۸- حدثنا فہد قال ثنا ابو نعیم قال ثنا مسعر بن کدام عن ابی عون الثقفی عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن عبد اللہ بن عباس قال حرمت الخمر بعینہا والسکر من کل شراب فاخبر ابن عباس ان الحرمۃ وقعت علی الخمر بعینہا وعلی السکر من سائر الاشربۃ سواہا فثبت بذلک ان ما سوی الخمر التی حرمت مما یسکر کثیرہ قد ابیح شرب قلیلہ الذی لا یسکر علی ما کان علیہ من الاباحۃ المتقدمۃ لتحریم الخمر وان التحریم الحادث انما ہو فی عین الخمر والسکر مما فی سواہا من الاشربۃ فاحتمل ان یکون الخمر المحرمۃ ہی عصیر العنب خاصۃ واحتمل ان یکون کل ما خمر من عصیر العنب وغیرہ۔

فلما احتمل ذلک وکانت الاشیاء قد تقدم تحلیلہا جملۃ ثم حدث تحریم فی بعضہا لم یخرج شیء مما قد اجمع علی تحلیلہ الا باجماع یاتی علی تحریمہ ونحن نشہد علی اللہ عز وجل انہ حرم عصیر العنب اذا حدثت فیہ صفات الخمر ولا نشہد علیہ انہ حرم ما سوی ذلک اذا حدث فیہ مثل ہذہ الصفۃ فالذی نشہد علی اللہ بتحریمہ ایاہ ہو الخمر الذی آمنا بتاویلہا من حیث قد آمنا بتنزیلہا

والذی لا نشہد علی اللہ انہ حرمہ فہو الشراب الذی لیس بخمر فما کان من خمر فقلیلہ وکثیرہ حرام وما کان مما سوی ذلک من الاشربۃ فالسکر منہ حرام وما سوی ذلک منہ مباح ہذا ہو النظر عندنا وہو قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ غیر نقیع الزبیب والتمر خاصۃ

عنہ کی غدیث کے اس معنی پر دلالت کرتی ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن شداد بن ہاد حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں خمر بعینہ حرام ہے اور ہر مشروب کی نشہ آور مقدار حرام ہے —— تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ خمر بعینہ حرام ہے اور باقی مشروبات کا نشہ آور مقدار حرام ہے اس سے ثابت ہوا کہ خمر کے علاوہ جس کی زیادہ مقدار نشہ لائے وہ حرام ہے تو اس کی تھوڑی مقدار جو نشہ نہ دے وہ اسی طرح مباح ہے جس طرح تحریم خمر سے پہلے مباح تھی نو پیدا تحریم عین خمر اور دیگر مشروبات کی نشہ آور مقدار کے بارے میں ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ خمر حرام ہے وہ خاص طور پر انگور کا رس ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جس چیز سے بھی خمر بنے وہ حرام ہے انگور یا کوئی دوسری چیز۔

تو جب اس بات کا احتمال ہے اور ہر چیز ابتداءً حلال تھی پھر بعض کے اندر حرمت آئی تو جس کی حلت پر اجماع ہے جب تک اس کی حرمت پر اجماع نہ ہو وہ حلت سے نہیں نکلے گی اور ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انگور کے رس کو اس نے حرام کیا جب اس میں خمر کی صفات پیدا ہو جائیں اور اس بات پر قسم نہیں کھا سکتے کہ اس کے علاوہ جن اشیاء میں یہ صفت پیدا ہوا سے بھی حرام ٹھہرایا پس جس چیز کی حرمت پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا سکتے ہیں وہ خمر ہے جس کے معنی پر ہم ایمان رکھتے ہیں جیسے کہ ہم اس کے اترنے پر ایمان رکھتے ہیں اور جس چیز کی حرمت پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں کھا سکتے وہ ایسا مشروب ہے جو خمر نہیں ہے تو جو چیز خمر ہے وہ قلیل و کثیر حرام ہے اور جو اس کے علاوہ مشروبات ہیں ان سے نشہ کی مقدار حرام ہے اس کے علاوہ جائز

فإنهم كرهوه وليس ذلك عندنا في النظر كما قالوا لأنا وجدنا الأصل المجمع عليه أن العصير وطبيخه سواء وأن الطبخ لا يحل به ما لم يكن حلالا قبل الطبخ إلا الطبخ الذي يخرجه من حد العصير إلى أن يصير في حد العسل فيكون بذلك حكمه حكم العسل ثم رأينا طبيخ الزبيب والتمر مباحا بالاتفاق فهو فالنظر على ذلك أن يكون فيهما كذلك فيستوي نقيع التمر والعنب والمطبوخ كما استوى العصير وطبيخه فهذا هو النظر ولكن أصحابنا خالفوا ذلك للتأويل الذي تأولوا عليه حديث أبي هريرة وأنس الذين ذكرناهما وشيء رووه عن سعيد بن جبير۔

ہے ہمارے نزدیک قیاس یہی ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے البتہ کشمش اور کھجور کے رس میں ان کا اختلاف ہے وہ اسے مکروہ جانتے ہیں لیکن ہمارے (امام طحاوی رحمہ اللہ کے) نزدیک مطابق قیاس ایسا نہیں ہے جیسے وہ فرما رہے ہیں کیونکہ ایک متفق علیہ بات دیکھتے ہیں وہ یہ کہ کچا رس اور پکا ہوا دونوں برابر ہیں وہ پکانے سے حلال نہیں ہوتا جب تک وہ پہلے سے حلال نہ ہو البتہ ایسا پکانا جو اسے رس کی تعریف سے نکال کر شہد کی تعریف میں داخل کر دے اس طرح اس کا وہی حکم ہوگا جو شہد کا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ کشمش اور کھجور کا پکا ہوا رس بالاتفاق مباح ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ ان دونوں کے رس کا بھی یہی حکم ہو پس کھجور اور انگور کا نبیذ اور پکا ہوا برابر ہو گئے جس طرح اس کا رس اور مطبوخ (پکا ہوا) دونوں برابر ہیں، قیاس یہی ہے لیکن ہمارے اصحاب نے اس تاویل کی وجہ سے اس کی مخالفت کی ہے جو انہوں نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایات کے سلسلے میں بیان کی ہے ہم نے یہ دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

٦٠٩۔ فإنه حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عمرو بن عون قال أنا هشام عن ابن شبرمة عن سعيد بن جبير أنه قال في ذلك هي الخمر فاجتنبها۔

حضرت ابن شبرمہ، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ اس کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ شراب ہی ہے لہذا اس سے بچو (کشمش اور کھجور کے رس کے بارے میں فرمایا)۔

باب ٢٨٢ ما يحرم من النبيذ

٦١٠۔ حدثنا يزيد بن سنان وربيع الجيزي قالا ثنا عبد الله بن مسلمة قال ثنا عبد الله بن عمر عن عبد الرحمن بن زياد عن مسلم بن يسار عن سفيان بن وهب الخولاني عن عمر بن الخطاب قال قال رسول

باب ٢٨٢ حرام نبیذ کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

...صلى الله عليه وسلم كل مسكر حرام.

۶۱۱ - حدثنا علي بن معبد قال ثنا عبد الوهاب بن عطاء قال انا محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل مسكر خمر وكل مسكر حرام.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ دینے والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

۶۱۲ - حدثنا حسين بن نصر قال سمعت يزيد بن هرون قال انا محمد بن عمرو فذكر باسناده مثله.

حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں ہمیں محمد بن عمرو نے خبر دی پھر انھوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۶۱۳ - حدثنا محمد بن خزيمة قال انا يوسف بن عدي قال ثنا عبد الله بن ادريس عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة وابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۶۱۴ - حدثنا ابن ابي داود قال انا ابو الربيع الزهراني قال انا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کرتے ہیں۔

۶۱۵ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا الخطاب بن عثمان قال ثنا عبد المجيد عن ابن جريج عن ايوب السختياني عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کرتے ہیں۔

۶۱۶ - حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابن ابي مريم قال انا يحيى بن ايوب قال ثني ابن عجلان عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت ابن عجلان حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۶۱۷ - حدثنا محمد بن ادريس المكي قال حدثنا القعنبي قال ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت ایوب حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کرتے ہیں۔

۶۱۸ - حدثنا محمد بن ادريس المكي قال ثنا سليمن بن حرب قال ثنا حماد بن زيد فذكر باسناده مثله ولم يرفعه.

حضرت سلیمان بن حرب فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد بن زید نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل غیر مرفوع ذکر کیا۔

۶۱۹ - حدثنا علي بن معبد قال ثنا سعيد بن

حضرت عامر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے

ابی مریم قال انا محمد بن جعفر قال انا الضحاک بن عثمان عن بکیر بن عبد اللہ بن الاشج عن عامر بن سعید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھاکم عن قلیل ما اسکر کثیرہ۔

ہیں وہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے میں اس کی تھوڑی مقدار سے بھی تمہیں روکتا ہوں۔

---

٦١٩ - حدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعید قال انا عبد الرحمن بن محمد المحاربی عن الحسن بن عمرو الفقیمی عن الحکم عن شهر بن حوشب عن ام سلمة قالت نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز سے منع فرمایا۔

---

٦٢٠ - حدثنا یونس وحسین بن نصر قالا ثنا علی بن معبد عن عبید اللہ بن عمرو وعن عبد الکریم الجزری عن قیس بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل حرم الخمر والمیسر والکوبة وقال کل مسکر حرام۔

حضرت قیس بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے اور شطرنج سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

---

٦٢١ - حدثنا علی بن معبد قال حدثنا اسحق بن عیسی قال ثنا مالک بن انس قال ثنا ابن شهاب الزهری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البتع نبیذ العسل فقال کل شراب اسکر فهو حرام۔

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کا نبیذ فروخت کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ہر وہ مشروب جو نشہ دے حرام ہے۔

٦٢٢ - حدثنا یونس قال انا ابن وهب قال اخبرنی مالک ویونس عن ابن شهاب فذکر باسنادہ مثله۔

حضرت مالک اور یونس نے حضرت ابن شہاب سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٦٢٣ - حدثنا علی بن معبد قال ثنا شریح بن النعمان الجوهری قال ثنا سفیان بن عیینة عن الزهری عن ابی سلمة عن عائشة رضی اللہ عنها عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل شراب اسکر فهو حرام۔

حضرت ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

---

٦٢٤ - حدثنا علی قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا مهدی بن میمون عن ابی عثمان الانصاری

حضرت قاسم بن محمد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ

قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَا أَسْكَرَ الْفَرْقُ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ ـ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کا ایک فرق[1] نشہ دے اس کا ہتھیلی بھر مقدار بھی حرام ہے۔

---

۶۲۵ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مَيْمُونَةَ وَعَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا ہر نشہ وہ مشروب جو نشہ دے حرام ہے۔

---

۶۲۶ ـ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ وَلِيدِ بْنِ عَبْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ـ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب (خمر) جوئے اور شطرنج سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

---

۶۲۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ ـ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

---

۶۲۸ ـ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ أَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ شَيْخًا يُحَدِّثُ أَبَا تَمِيمٍ أَنَّهُ سَمِعَ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ـ

حضرت ابو تمیم سے مروی ہے انہوں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ منبر پر فرما رہے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

---

۶۲۹ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يَعْلَى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ ـ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

---

[1] فرق ایک پیمانہ ہے جس میں تین صاع یا سولہ رطل آتے ہیں ۱۲ (ہزاروی)

۶۳۰ - حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا سعید بن سلیمان الواسطی عن عثمان بن مطر عن ابی حریز عن الشعبی قال سمعت النعمان بن بشیر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہاکم عن کل مسکر۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔

---

۶۳۱ - حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا علی بن بحر قال ثنا معتمر بن سلیمان قال قرأت علی فضیل بن میسرۃ ابی معاذ قال ثنی ابو حریز ان الشعبی حدثہ قال سمعت النعمان بن بشیر یخطب علی منبر الکوفۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہاکم عن کل مسکر۔

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کوفہ میں منبر پر تشریف فرما ہو کر فرما رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ہر نشہ آور چیز سے روکتا ہوں۔

---

۶۳۲ - حدثنا مبشر بن الحسن قال ثنا ابو داؤد الطیالسی قال ثنا العویس بن مسلم الکوفی عن طلحۃ الیامی عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

---

۶۳۳ - حدثنا حسین بن نصر قال ثنا عبد الرحمن ابن زیاد قال ثنا شعبۃ عن سعید عن ابی بردۃ قال سمعت ابی یحدث عن ابی موسیٰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث ابا موسیٰ ومعاذا الی الیمن قال ابو موسیٰ ان شرابا یصنع فی ارضنا من العسل یقال لہ البتع ومن الشعیر یقال لہ المزر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو حضرت ابو موسیٰ نے عرض کیا کہ ہمارے علاقے میں شہد سے شراب بنتی ہے اسے بتع کہا جاتا ہے اور جَو سے بھی بنتی ہے جسے مزر کہا جاتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

قال ابو جعفر فذھب قوم الی ان حرموا قلیل النبیذ وکثیرہ واحتجوا فی ذلک بھذہ الآثار و

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ انہوں نے قلیل و کثیر نبیذ کو حرام قرار دیا اور اس سلسلے میں ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

خالفھم فی ذلک آخرون فاباحوا من ذلک ما لا یسکر وحرموا الکثیر الذی یسکر وکان من الحجۃ لھم فی ذلک ان ھذہ الآثار التی ذکرنا قد رویت عن جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اتنی مقدار کو حلال قرار دیا جو نشہ نہ دے اور زیادہ مقدار جو نشہ دے اسے حرام ٹھہرایا۔ اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ روایات جو ہم نے ذکر

مسکر ولکن تاویلها یحتمل ان یکون کما ذهب الیه من حرم قلیل النبیذ وکثیره ویحتمل ان یکون علی المقدار الذی یسکر منه شاربه خاصة فلما احتملت هذه الآثار کل واحد من هذین التاویلین نظرنا فیما سواها لیعلم به ای المعنیین ارید بها فکرنا فیها فوجدنا عمر بن الخطاب وهو احد النفر الذین روینا عنهم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال کل مسکر حرام۔

کی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہیں لیکن ان کے مفہوم میں اس بات کا احتمال ہے کہ وہ ان لوگوں کے مذہب کے مطابق ہوں جن کے نزدیک نبیذ کا قلیل وکثیر حرام ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ صرف وہی مقدار حرام ہو جس سے پینے والے کو نشہ آجاتا ہے۔ تو جب ان روایات میں ان دو معنوں کا احتمال ہے تو ہم نے ان کے علاوہ میں غور کیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان دونوں معنوں میں سے کونسا معنی مراد ہے تو ہم نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو ان روایات کے راویوں میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٦٣٤۔ قد روی عنه فی اباحة القلیل من النبیذ الشدید ما حدثنا فهد قال ثنا عمر بن حفص قال ثنا ابی قال ثنا الاعمش قال ثنی ابراهیم عن همام بن الحارث عن عمر انه کان فی سفر فاتی بنبیذ فشرب منه فقطب ثم قال ان نبیذ الطائف له غرام فذکر شدة لا احفظها ثم دعا بماء فصب علیه ثم شرب۔

انہی سے سخت نبیذ کی قلیل مقدار کی اباحت مروی ہے۔

حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ایک سفر پر تھے آپ کی خدمت میں نبیذ پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے نوش فرمایا پھر اس سے برتن بھرا اور فرمایا طائف کے نبیذ میں ہلاکت (یا تیزی) ہوتی ہے آپ نے ایسی تیزی کا ذکر فرمایا جو مجھے یاد نہیں پھر پانی منگوا کر اس پر ڈالا اس کے بعد نوش فرمایا۔

٦٣٥۔ حدثنا ابو بکرة قال ثنا ابو داود قال ثنا زهیر بن معاویة عن ابی اسحق عن عمرو بن میمون قال شهدت عمر حین طعن فجاءه الطبیب فقال ای شراب احب الیک قال النبیذ فاتی بنبیذ فشرب منه فخرج من احدی طعنتیه۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا اس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا طبیب آیا اور اس نے پوچھا کہ آپ کو کونسا مشروب پسند ہے آپ نے فرمایا "نبیذ"، وہ لایا گیا تو آپ نے اس سے نوش فرمایا تو وہ نیزے کی دو ضربوں میں سے ایک (یعنی زخم) سے نکل گیا۔

٦٣٦۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا زهیر قال ثنا ابو اسحق عن عمرو بن میمون مثله وزاد قال عمر وکان یقول انا نشرب من هذا النبیذ شرابا یقطع لحوم الابل فی

حضرت ابو اسحٰق، حضرت عمرو بن میمون سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن اس میں یہ اضافہ ہے حضرت عمرو فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم اس نبیذ سے ایسا مشروب پیتے ہیں جس کے باعث اونٹ

بطونها من ان يؤذينا قال وشربت من نبيذه فكان اشد النبيذ۔

کا گوشت ہمارے پیٹوں میں نقصان نہیں دیتا راوی کا فرمانا ہے میں نے ان کے نبیذ سے پیا تو سخت ترین نبیذ تھا۔

۶۳۷ - حدثنا روح قال ثنا عمرو قال ثنا زهير قال قال ابو اسحق عن عامر عن سعيد بن ذى لعوة قال اتى عمر برجل سكران فجلده فقال انما شربت من شرابك فقال وان كان۔

حضرت عامر، حضرت سعید بن ذی لعوہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نشہ والے شخص کو لایا گیا آپ نے اسے کوڑے لگائے اس نے عرض کیا میں نے آپ کے مشروب سے پیا ہے آپ نے فرمایا اگرچہ ایسا ہی ہو۔

---

۶۳۸ - حدثنا فهد قال ثنا عمر بن جعفر قال ثنا ابى عن الاعمش قال ثنى ابو اسحق عن سعيد بن ذى حدان او ابن ذى لعوة قال جاء رجل قد ظمى الى خازن عمر فاستسقاه فلم يسقه فاتى بسطيحة لعمر فشرب منها فسكر فاتى به عمر فاعتذر اليه وقال انما شربت من سطيحتك فقال عمر انما اضربك على السكر فضربه عمر۔

حضرت سعید بن ذی حدان یا ابن ذی لعوہ فرماتے ہیں ایک پیاسا شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خازن کے پاس آیا اور اس سے پانی طلب کیا اس نے نہ پلایا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشکیزہ لایا گیا اس نے اس سے پیا تو اسے نشہ چڑھ گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو اس نے عذر پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے آپ کے مشکیزے سے پیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس نشہ پر تجھے ماروں گا چنانچہ آپ نے اسے مارا۔

---

۶۳۹ - حدثنا فهد قال ثنا عمر بن حفص قال ثنا ابى عن الاعمش قال ثنى حبيب بن ابى ثابت عن نافع عن ابن علقمة قال امر بنبيذ له فصنع فى بعض تلك المنازل فابطا عليهم ليلة فاتى بطعام فطعم ثم اتى بنبيذ قد اخلف واشتد فشرب منه ثم قال ان هذا الشئ شديد ثم امر بماء فصب عليه ثم شرب هو واصحابه۔

حضرت نافع، حضرت ابن علقمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ان کے لیے نبیذ کا حکم دیا گیا تو ان مکانات میں سے کسی مکان میں تیار کیا گیا لیکن رات کو اس میں تاخیر ہو گئی ان کے پاس کھانا لایا گیا انہوں نے تناول فرمایا پھر نبیذ لایا گیا لیکن وہ شراب کے قریب ہو گیا اور سخت ہو گیا انہوں نے اس سے پیا پھر فرمایا یہ بہت تیز ہے پھر حکم دیا تو اس میں پانی ڈالا گیا پھر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اس سے نوش کیا۔

---

۶۴۰ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا الحجاج ابو منهال قال ثنا حماد بن سلمة قال ثنا خالد الحذاء عن المعذل عن ابى عمر ان عمر اتخذ له فى مزاد فيها خمسة عشر او ستة عشر فاتاه فذاقه فوجده حلوا فقال كانكم اقللتم عكره۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے ایک توشہ دان میں نبیذ تیار کیا گیا جس میں پندرہ یا سولہ (رطل) آتے تھے آپ تشریف لائے اسے چکھا تو میٹھا پایا فرمایا معلوم ہوتا ہے تم نے اس کے تلچھٹ (گدلا پن) میں کمی کر دی ہے (یعنی

۶۴۱- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا ابو صالح قال حدثنی اللیث قال ثنا عقیل عن ابن شهاب انه قال اخبرنی معاذ بن عبد الرحمن بن عثمان اللیثی ان اباه عبد الرحمن بن عثمان قال صحبت عمر بن الخطاب الی مكة فاهدی له ركب من ثقیف سطیحتین من نبیذ والسطیحة فوق الاداوة ودون المزادة قال عبد الرحمن فشرب عمر احداهما ولم یشرب الاخری حتی اشتد ما فیه فذهب عمر فشرب منه فوجده قد اشتد فقال اكسروه بالماء۔

۶۴۲- حدثنا فهد قال ثنا ابو الیمان قال ثنا شعیب عن الزهری فذكر باسناده مثله فلما ثبت بما ذكرنا عن عمر اباحة قلیل النبیذ الشدید وقد سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول كل مسكر حرام كان ما فعله فی هذا دلیلا ان ما حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم بقوله ذلك عنده من النبیذ الشدید هو السكر منه لا غیر فاما ان یكون سمع ذلك من النبی صلی الله علیه وسلم قولا او رآه رأیا فان ما یكون منه فی ذلك یكون رأیا فرأیه فی ذلك عندنا حجة ولا سیما اذ كان فعله المذكور فی الآثار التی رویناها عنه بحضرة اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فلم ینكره علیه منهم منكر فدل ذلك علی متابعتهم ایاه علیه۔

اس میں ملاوٹ کم ہے)

حضرت معاذ بن عبدالرحمٰن بن عثمان لیثی سے مروی ہے فرماتے ہیں ان کے والد حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان نے فرمایا میں مکہ مکرمہ کی طرف جاتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوا ثقیف کے کچھ سواروں نے آپ کو نبیذ کے دو مشکیزے بطور تحفہ پیش کئے سطیحہ (مشکیزہ) اداوۃ سے بڑا اور مزادہ سے چھوٹا ہوتا ہے حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک میں سے نوش فرمایا لیکن دوسرے سے نہ پیا حتیٰ کہ جو کچھ اس میں تھا، سخت ہو گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے پینے لگے تو اسے تیز پایا فرمایا اس کی تیزی کو پانی سے توڑ دو۔

حضرت ابوالیمان فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعیب نے حضرت زہری سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا، پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شدید نبیذ کی تھوڑی مقدار کی اباحت ثابت ہوئی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا حالانکہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے پھر انہوں نے یہ عمل کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول سے جس شدید نبیذ کو حرام قرار دیا اس سے مراد وہ ہے جو نشہ دے اس کے علاوہ نہیں تو آپ نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو گی یا ان کی اپنی رائے ہو گی اگر ان کی اپنی رائے بھی ہو تو وہ بھی اس سلسلے میں ہمارے نزدیک حجت ہے خصوصاً جب کہ ان روایات میں مذکور آپ کا عمل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا اور ان میں سے کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ صحابہ کرام) نے اس مسئلے میں آپ کی اتباع کی۔

٦٢٣ - وَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَهُوَ أَحَدُ النَّفَرِ الَّذِيْنَ رَوَوْا عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

اور یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٦٢٤ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَخِي الْقَعْقَاعِ بْنِ شَوْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَأَدْنَاهُ إِلَى فِيْهِ فَقَطَّبَ فَرَدَّهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَرَامٌ هُوَ فَرَدَّ الشَّرَابَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ إِذَا اغْتَلَمَتْ هٰذِهِ الْأَسْقِيَةُ عَلَيْكُمْ فَاكْسِرُوْا مُتُوْنَهَا بِالْمَاءِ

انہی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے خدمت میں ایک مشروب پیش کیا گیا آپ نے اسے منہ کے قریب کیا اور حرکت دی پھر ہٹا دیا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حرام ہے؟ آپ نے وہ مشروب دوبارہ لیا پھر پانی منگوا کر اس پر ڈالا پھر دو یا تین مرتبہ ذکر کیا، پھر فرمایا جب یہ مشکیزے تم پر تیز ہو جایا کریں تو ان کی تیزی کو پانی سے توڑ دیا کرو۔

---

٦٢٥ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُوْ هِشَامٍ قَالَ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا قُرَّةُ الْعِجْلِيُّ قَالَ ثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَخِي الْقَعْقَاعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ۔

حضرت قرۃ عجلی نے بیان کیا فرماتے ہیں مجھ سے عبدالملک بن اخی القعقاع نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کیا۔

---

٦٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ ثَنِيْ أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ إِنَّ أَهْلَنَا يَنْبِذُوْنَ نَبِيْذًا فِيْ سِقَاءٍ لَوْ نَهَكْتُهُ لَأَخَذَنِيْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا الْبَغْيُ عَلَى مَنْ أَرَادَ الْبَغْيَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هٰذَا الرُّكْنِ وَأَتَاهُ رَجُلٌ بِقَدَحٍ مِنْ نَبِيْذٍ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِيْ أُمَيَّةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَاكْسِرُوْهَا بِالْمَاءِ

حضرت عبدالملک بن نافع رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا میں نے عرض کیا ہمارے گھر والے مشکیزے میں نبیذ بناتے ہیں اگر میں اسے زیادہ پیوں تو وہ مجھ میں اثر کرے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا گناہ اس پر ہے جو گناہ کا ارادہ کرے میں اس عظیم معاملہ کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ایک شخص آپ کے پاس نبیذ کا ایک پیالہ لایا، پھر ابو امیہ کی روایت کی مثل ذکر کیا البتہ اس میں فرمایا کہ آپ نے ارشاد فرمایا پانی کے ساتھ اس (کے اثر) کو توڑ دو۔

فَفِيْ هٰذَا الْإِبَاحَةُ قَلِيْلِ النَّبِيْذِ الشَّدِيْدِ وَأَدَلُّ الْأَشْيَاءِ بِنَا إِذْ كَانَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ

تو اس حدیث میں تھوڑی مقدار میں سخت نبیذ کا جواز ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے

هذا عن النبي صلى الله عليه وسلم نروي عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم كل مسكر حرام على المقدار الذي يسكر منه من النبيذ ويكون ما في الحديث الآخر على اباحة قليل النبيذ الشديد۔

اور آپ سے یہ بھی روایت کیا گیا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے تو ہمارے لیے زیادہ مناسب یہی ہے کہ ان دونوں قولوں میں سے ہر ایک کو اس معنی پر محمول کریں جو دوسرے کا مخالف ہو پس آپ کا ارشاد گرامی کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے نبیذ کی اس مقدار کے بارے میں ہے جو نشہ دے اور دوسری حدیث میں جو کچھ مذکور ہے اس سے سخت نبیذ کی تھوڑی مقدار مراد ہے۔

٦٢٧- وقد روي عن ابي مسعود الانصاري عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو حديث ابن عمر هذا۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی طرح مروی ہے۔

٦٢٨- اخبرنا فهد قال ثنا محمد بن سعيد قال ثنا يحيى بن اليمان عن سفيان عن منصور عن خالد بن سعد عن ابي مسعود قال عطش النبي صلى الله عليه وسلم حول الكعبة فاستسقى فاتي بنبيذ من نبيذ السقاية فشمه فقطب فصب عليه من ماء زمزم ثم شرب فقال رجل احرام هو فقال لا۔

حضرت خالد بن سعد، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کعبہ شریف کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس محسوس ہوئی تو آپ نے پانی طلب کیا آپ کے پاس مشکیزے میں سے نبیذ لایا گیا آپ نے اسے سونگھا پھر سامنے سے ہٹایا اس کے بعد اس میں آب زمزم ملا کر نوش فرمایا ایک شخص نے عرض کیا کیا یہ حرام ہے! آپ نے فرمایا نہیں۔

٦٢٩- وقد روي في ذلك عن ابي موسى الاشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم ما حدثنا علي بن معبد قال ثنا يونس قال ثنا شريك عن ابي اسحق عن ابي بردة ابن ابي موسى عن ابيه قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم انا ومعاذ الى اليمن فقلنا يا رسول الله ان بها شرابين يصنعان من البر والشعير احدهما يقال له المزر والآخر يقال له البتع فما نشرب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشربا ولا تسكرا۔

اس سلسلے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہاں دو قسم کی شرابیں ہیں جو گندم اور جو سے بنائی جاتی ہیں ان میں سے ایک کو "مزر" کہا جاتا ہے اور دوسری کو "بتع" کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیئو لیکن نشہ میں نہ آنا۔

٦٥٠- وحدثنا ابو بكرة قال ثنا عبد الله بن رجاء قال انا شريك عن ابي اسحق عن ابي بردة عن ابيه انه قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا ومعاذا الى اليمن فقلت انك بعثتنا الى ارض كثير شراب اهلها

حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا آپ ہمیں ایسی جگہ کی طرف بھیج رہے ہیں جہاں کے

فقال اشربا ولا تشربا مسكرا۔

باشندوں کے پاس شراب بہت زیادہ ہے آپ نے فرمایا پیو لیکن نشہ کی حد تک نہ پینا۔

٦٥١- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا الفضيل بن مرزوق عن أبي إسحٰق فذكر بإسناده مثله۔

حضرت فضیل بن مرزوق، حضرت ابو اسحٰق سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

فلما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لأبي موسى ومعاذ حين سألاه عن البتع اشربا ولا تسكرا ولا تشربا مسكرا كان ذلك دليلا أن حكم المقدار الذي يسكر من ذلك الشراب خلاف حكم ما لا يسكر منه۔

٦٥٢- **فدل** ذلك على أن ما ذكره أبو موسى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مما ذكرنا عنه في الفصل الأول من قوله كل مسكر حرام إنما هو على المقدار الذي يسكر لا على العين التي كثيرها يسكر

تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بتع شراب کے بارے میں پوچھنے پر فرمایا کہ پی سکتے ہو لیکن نشہ میں نہ آنا اور نشہ کی حد تک نہ پینا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نشہ دینے والی مقدار کا حکم اس مقدار کے حکم سے الگ ہے جو نشہ نہیں دیتی۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور ہم نے اسے پہلی فصل میں ان سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اس سے نشہ آور مقدار مراد ہے عین شراب مراد نہیں جس کی زیادہ مقدار نشہ دیتی ہے۔

٦٥٣- **وقد** روينا حديث أبي سلمة عن عائشة في جواب النبي صلى الله عليه وآله وسلم للذي سأله عن البتع بقوله كل شراب أسكر فهو حرام فإن جعلنا ذلك على قليل الشراب الذي يسكر كثيره فضاد جواب النبي صلى الله عليه وآله وسلم لمعاذ وأبي موسى الأشعري وإن جعلناه على تحريم السكر خاصة لا على تحريم الشراب وافق حديث أبي موسى وأولى الأشياء بنا حمل الآثار على الوجه الذي لا تتضاد إذا حملت عليه۔

اور ہم نے حضرت ابو سلمہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جواب دیا جس نے بتع شراب کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ دے حرام ہے اگر ہم اس سے تھوڑی مقدار مراد لیں کہ جس کی زیادہ مقدار نشہ دیتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب حضرت معاذ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے خلاف ہو جائے گا۔ اور اگر ہم خاص نشہ کی حرمت مراد لیں محض شراب کا حرام ہونا مراد نہ ہو تو یہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہے اور ہمارے لیے بہترین بات یہی ہے کہ روایات کو اس معنی پر محمول کریں جس سے تضاد نہ پیدا ہو۔

٦٥٤- **وقد** روي عن عبد الله بن مسعود في ذلك أيضا ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا محمد بن كثير

اس سلسلے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت شماس فرماتے ہیں حضرت

قال انا سفیان عن ابیہ عن لبید عن شماس قال قال عبد اللہ ان القوم لیجلسون علی الشراب وھو علیھم حل فما یزالون حتی یحرم علیھم۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ شراب پر مجلس کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان کے لیے حلال ہوتی ہے وہ مسلسل اس حالت میں رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان پر حرام ہو جاتی ہے۔

۶۵۵- حدثنا محمد بن خزیمۃ قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن ابراھیم عن علقمۃ بن قیس انہ اکل مع عبد اللہ بن مسعود خبزا ولحما قال فاتینا بنبیذ شدید نبذتہ سیرین فی جرۃ خضراء فشربوا منہ۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روٹی اور گوشت کھایا فرماتے ہیں پھر ہمارے پاس سخت قسم کا نبیذ لایا گیا یہ نبیذ حضرت سیرین نے سبز گھڑے میں بنایا تھا تو سب حضرات نے اس سے نوش کیا۔

۶۵۶- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا نعیم وغیرہ قال انا حجاج عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ قال سألت ابن مسعود عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی المسکر قال الشربۃ الاولی لا الاخیرۃ لہ الاخیرۃ۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نشہ آور چیز سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا پہلا گھونٹ حلال ہے، آخری نہیں (یعنی جب نشہ دے تو حرام ہے اور یہ خمر کے علاوہ کا حکم ہے ۱۲ ہزاروی)

۶۵۷- فھذا عبد اللہ بن مسعود قد روی عنہ فی اباحۃ قلیل النبیذ الشدید من فعلہ وقولہ ما ذکرنا ومن تفسیر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کل مسکر حرام علی ما وصفنا۔

تو یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جس سے سخت نبیذ کی تھوڑی مقدار کے بارے میں ان کا عمل اور قول مروی ہے جو ہم نے ذکر کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے کی تفسیر بھی مروی ہے۔

۶۵۸- وقد روی عن عبد اللہ بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما یدل علی ھذا ایضا۔

بواسطہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مفہوم پر دلالت کرنے والی روایات مروی ہیں۔

۶۵۹- حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا ابو احمد الزبیری قال ثنا سفیان عن علی بن بذیمۃ عن قیس بن حبتر قال سألت ابن عباس عن الجر الاخضر والجر الاحمر فقال انہ اول من سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک وفد عبد القیس فقال لا تشربوا فی الدباء ولا فی النقیر واشربوا فی الاسقیۃ فقالوا یا رسول اللہ فان اشتد فی الاسقیۃ قال صبوا علیہ من الماء وقال لھم

حضرت قیس بن حبتر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سرخ گھڑے اور سبز گھڑے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس مسئلے کے بارے میں سب سے پہلے عبد القیس کے وفد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کدو کے برتن، تارکول لگائے ہوئے برتن اور لکڑی کھود کر بنائے گئے برتن میں نہ پیو بلکہ

في الثالثة أو الرابعة فأمر بهراقه ۔

مشکیزوں میں پیو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ مشکیزوں میں سخت ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا اس کو پانی ڈالو تیسری یا چوتھی بار فرمایا اسے گرادو۔

۶۶۰۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا عبد الله بن رجاء قال ثنا إسرائيل عن علي بن بذيمة عن قيس بن حبتر عن ابن عباس أنه سئل عن الجر فذكر مثل ذلك

حضرت علی بن بذیمہ، حضرت قیس بن حبتر سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے گھڑے (میں) شراب کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

ففي هذا الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أباح لهم أن يشربوا من نبيذ الأسقية وإن اشتد فإن قال قائل فإن في أمره إياهم بإهراقه بعد ذلك دليلا على نسخ ما تقدم من الإباحة قيل لهم كيف يكون ذلك

تو اس حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جائز قرار دیا کہ وہ مشکیزوں میں شراب پی سکتے ہیں اگرچہ سخت ہو۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس کے بعد ان کو گرانے کا حکم دینا اس اباحت کو منسوخ کر دیتا ہے۔

تو ان لوگوں کو جواب دیا جائے گا یہ بات کیسے ہو گی۔

۶۶۱۔ وقد روي عن ابن عباس من كلامه بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حرمت الخمر بعينها والسكر من كل شراب

جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مروی ہے انہوں نے فرمایا خمر بعینہٖ حرام ہے اور ہر شراب سے نشہ آور مقدار حرام ہے۔

وقد ذكرنا ذلك بإسناده فيما تقدم من هذا الكتاب وهو الذي روي عنه ما ذكرت فدل ذلك أن التحريم في الأشربة كان على الخمر بعينها قليلها وكثيرها والسكر من غيرها وكيف يجوز على ابن عباس مع علمه وفضله أن يكون قد روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما يوجب تحريم النبيذ الشديد ثم يقول حرمت الخمر بعينها والسكر من كل شراب فيعلم الناس أن قليل الشراب من غير الخمر وإن كان كثيره يسكر حلال هذا غير جائز عليه عندنا ولكن معنى ما أراد بإهراق النبيذ في حديث قيس أنه لم يأمنهم عليه أن يسرعوا إلى شربه

اور ہم یہ بات اس کی سند کے ساتھ اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ شرابوں کے سلسلے میں ذاتی طور پر حرمت خمر سے متعلق ہے وہ تھوڑی ہو یا زیادہ اور اس کے علاوہ سے نشہ آور مقدار حرام ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے علم و فضل کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کریں کہ نبیذِ شدید حرام ہے پھر خود فرمایا کہ خمر بعینہٖ حرام ہے اور باقی تمام مشروبات نشہ دیں تو حرام ہیں تاکہ لوگ جان لیں کہ خمر کے علاوہ شراب اگرچہ زیادہ ہونے کی صورت میں نشہ دے لیکن جب تھوڑی مقدار میں ہو تو حلال ہے ہمارے نزدیک ان کے لیے ایسا کہنا جائز

يُسْكِرُ وَالسُّكْرُ الْحَرَامُ عَلَيْهِمْ فَأَمَرَهُمْ بِإِهْرَاقِهِ بِعَيْنِهِ.

٦٦٢۔ وَقَدْ رُوِيَ فِي مِثْلِ هٰذَا أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ الْجَهْمِ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ ثَنِي أَبُو الْقَمُوصِ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَحَدِ الْوَفْدِ الَّذِي وَفَدُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ أَوْ يَكُونُ قَيْسُ بْنُ النُّعْمَانِ فَإِنِّي قَدْ نَسِيتُ اسْمَهُ أَنَّهُمْ سَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي النَّقِيرِ وَاشْرَبُوا فِي أَسْقِيَةِ الْحَلَالِ الْمُوكَأِ عَلَيْهَا فَإِنِ اشْتَدَّ مِنْهُ فَاكْسِرُوهُ بِالْمَاءِ فَإِنْ أَعْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ قَدْ رُوِيتَ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَا ذَكَرْتَ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ وَغَيْرِهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ.

٦٦٣۔ فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فَصَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُمْ إِنِّي وَجَدْتُ آنِفًا مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رِيحَ الشَّرَابِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَزَعَمَ أَنَّهُ الطِّلَاءُ وَإِنِّي سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ قَالَ ثُمَّ شَهِدْتُ عُمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَدَ عُبَيْدَ اللّٰهِ ثَمَانِينَ فِي رِيحِ الشَّرَابِ الَّذِي وُجِدَ مِنْهُ.

نہیں لہٰذا ہمارے نزدیک حضرت قیس کی روایت میں جو بہانے کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ڈر تھا کہ وہ شراب پینے کے لیے جلدی کریں اور پھر بے ہوش ہو جائیں اور نشہ دینے والی مقدار حرام ہے لہٰذا آپ نے انہیں اسے گرانے کا حکم دیا۔

اس قسم کے حکم میں یہ مروی ہے حضرت قموص زید بن علی نے عبد القیس کے وفد میں آنے والوں میں سے ایک سے روایت کیا ہے یا وہ قیس ابن نعمان ہیں راوی فرماتے ہیں مجھے ان کا نام بھول گیا ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرابوں کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کدو کے بنے ہوئے برتن اور کھود کر بنائی ہوئی لکڑی میں نہ پیو حلال مشکیزوں سے پیو جن کا منہ بند کیا ہوا ہو اگر وہ تیز ہو جائے تو پانی کے ساتھ اس کی سختی کو ختم کرو اگر وہ تمہیں تھکا دے تو اسے گرا دو (یعنی پھر بھی سختی رہے تو اب نہ پیو بلکہ گرا دو) — اگر کوئی معترض کہے کہ اس باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جو تم نے حضرت عمرو بن میمون وغیرہ کی روایت میں ذکر کی ہے اور ان سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

اور وہ یوں ذکر کرے حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے ایک جنازہ پر نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا میں نے ابھی عبید اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے شراب کی بو پائی ہے میں نے اس سے پوچھا تو اس کے خیال میں یہ طلاء ہے میں دریافت کرتا ہوں اگر یہ نشہ دیتی ہے تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا (راوی فرماتے ہیں) پھر اس کے بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حضرت عبید اللہ کو اسی شراب کی وجہ سے کوڑے مارے جس کی ان سے بو پائی گئی تھی۔

٦٦٤ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اِنِّى وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيْحَ شَرَابٍ فَزَعَمَ اَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ وَاَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًّا۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے فلاں سے شراب کی بُو پائی ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس نے طلاء شراب پی رکھی ہے میں پوچھوں گا کہ اس نے کیا پیا تھا اگر اسے نشہ آیا تو میں اسے کوڑے ماروں گا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے مکمل حد لگائی۔

قَالَ فَهٰذَا عُمَرُ قَدْ حَدَّ فِى الشَّرَابِ الَّذِىْ يُسْكِرُ فَهٰذَا يُخَالِفُ مَا رَوَيْتُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ وَغَيْرِهٖ عَنْهُ قِيْلَ لَهٗ مَا هٰذَا بِمُخَالِفٍ لِذٰلِكَ لِاَنَّ عُمَرَ قَالَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَاَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَاِنْ كَانَ مُسْكِرًا جَلَدْتُهٗ فَقَدْ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ اَرَادَ بِذٰلِكَ الْمِقْدَارَ الَّذِىْ شَرِبَ اَىْ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْمِقْدَارُ يُسْكِرُ ...... فَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّهٗ قَدْ سَكِرَ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَهٰذَا اَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ تَاْوِيْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَتّٰى لَا يُضَادَّ مَا سِوَاهُ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الَّتِىْ قَدْ رُوِيَتْ عَنْهُ۔

امام طحاوی فرماتے ہیں یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس شراب پر حد لگائی جو نشہ دیتی ہے اور یہ روایت اس کے خلاف ہے جو تم نے بواسطہ حضرت عمرو بن میمون وغیرہ، ان سے روایت کی ہے تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ یہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پوچھوں گا کہ اس نے کونسی شراب پی تھی اگر وہ نشہ دیتی ہے تو کوڑے لگاؤں گا تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ کتنی مقدار شراب پی تھی اگر اتنی مقدار سے نشہ آتا ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ اسے نشہ آیا ہے اور اس پر حد واجب ہو گئی ہے حدیث شریف کو اسی معنیٰ پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے تاکہ اس سلسلے میں مروی دیگر احادیث کے ساتھ اس کا تضاد ثابت نہ ہو۔

---

٦٦٥ - وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَيْضًا فِىْ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ سُمَىٍّ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَاَطْعَمَهٗ طَعَامًا فَلْيَاْكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا يَسْاَلْ عَنْهُ فَاِنْ سَقَاهُ شَرَابًا فَلْيَشْرَبْ مِنْهُ وَلَا يَسْاَلْ عَنْهُ فَاِنْ خَشِىَ مِنْهُ فَلْيَكْسِرْهُ بِشَئٍ

اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت ابو صالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اسے کھانا پیش کرے تو اس کے کھانے سے کھائے اور اس کے بارے میں تفتیش نہ کرے اور اگر وہ اسے کوئی مشروب پلائے تو وہ اس سے پیئے اس کے بارے میں سوال نہ کرے اور اگر اسے

ففي هذا الحديث إباحة شراب نبيذ شديد فإن قال قائل إنما أباحه بعد كسره بالماء وذهاب شدته قيل له هذا كلام فاسد لأنه لو كان في حال شدته حراماً لكان لا يحل وإن ذهبت شدته بصب الماء عليه ألا ترى أن خمراً لو صب فيها ماء حتى غلب الماء عليها أن ذلك حرام فلما كان قد أبيح في هذا الحديث الشراب الشديد إذا كسر بالماء ثبت بذلك أنه قبل أن يكسر بالماء غير حرام فثبت بما روينا في هذا الباب إباحة ما لا يسكر من النبيذ الشديد وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔

سے ڈر محسوس کرے (نشہ وغیرہ کا) تو پانی کے ساتھ اسے (اس کی سختی کو) توڑ دے۔

اس حدیث میں بھی نبیذ کی اباحت کا ذکر ہے اگر کوئی شخص کہے کہ پانی کے ساتھ اس کی سختی ختم کرنے کے بعد اسے مباح قرار دیا گیا جب اس کی شدت ختم ہو جائے —— تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ یہ کلام فاسد ہے کیونکہ اگر وہ شدت کی حالت میں حرام ہو تو وہ حلال نہیں ہو سکتی اگرچہ پانی کے ساتھ اس کی شدت ختم ہو جائے —— کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر خمر میں پانی ملایا جائے حتی کہ اس پر پانی غالب آجائے تو وہ حرام ہی رہے گی تو جب اس حدیث میں سخت شراب مباح قرار دی گئی جب کہ پانی کے ساتھ سختی ختم کی جائے تو اس سے ثابت ہوا کہ پانی کے ساتھ سختی ختم کرنے سے پہلے بھی وہ حرام نہیں پس جو کچھ ہم نے اس باب میں روایت کیا اس سے اس نبیذ کی حلت ثابت ہو گئی جو تیز ہونے کے باوجود نشہ نہ دے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۸۳ الانتباذ في الدباء والحنتم والنقير والمزفت

٦٦٦۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا القواريري قال ثنا يحيى بن سعيد عن سفيان الثوري عن سليمن عن إبراهيم التيمي عن الحارث بن سويد عن علي قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الدباء والمزفت۔

٦٦٧۔ حدثنا علي بن معبد قال ثنا مسلم بن إبراهيم قال ثنا هشام الدستوائي قال ثنا أيوب عن سعيد بن جبير قال سئل ابن عمر عن نبيذ الجر قال حرمه النبي صلى الله عليه وسلم فأتيت

باب ۲۸۳ کدو کے برتن، سبز گھڑے، کھدی ہوئی لکڑی اور تارکول لگے ہوئے برتن میں نبیذ بنانا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو سے بنائے گئے برتن اور رال ملے ہوئے گھڑے سے منع فرمایا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے گھڑے کے نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا ہے فرماتے ہیں میں

ابن عباس فذكرت ذلك له فقال صدق قلت اي جر قال كل شيء من المدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) سچ فرمایا ہے میں نے پوچھا کونسا گھڑا مراد ہے فرمایا مٹی کی (بنی ہوئی) ہر چیز (مراد ہے)

---

۶۶۸ - حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا الخصيب ابن ناصح قال ثنا وهيب عن ايوب عن رجل عن سعيد بن جبير مثله -

حضرت وہیب ، حضرت ایوب سے وہ ایک دوسرے شخص سے اور وہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۶۶۹ - حدثنا علي بن معبد قال ثنا ابو احمد الزبيري قال ثنا سفيان عن علي بن بذيمة قال ثني قيس بن جبتر قال سالت ابن عباس عن الجر الابيض والاحمر فقال ان اول من سال النبي صلى الله عليه واله وسلم وفد عبد القيس فقالوا انا نصيب من الثفل فقال لا تشربوا في الدباء ولا في المزفت ولا في النقير ولا في الجر

حضرت قیس بن جبتر فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سفید اور سرخ گھڑے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلے عبدالقیس کے وفد نے پوچھا تھا انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں کھجوروں کے درخت حاصل ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدو کی کئی رال ملے ہوئے برتن لکڑی کو کھرچ کر بنائے گئے برتن اور گھڑے سے نہ پیا (یعنی ان برتنوں میں نبیذ نہ بنانا)

---

۶۷۰ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا روح ابن عبادة قال ثنا شعبة عن يحيى الزهراني قال سمعت ابن عباس يقول نهى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن الدباء والحنتم والنقير والمزفت -

حضرت یحیی زہرانی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے برتن ، سبز گھڑے کھرچی ہوئی لکڑی اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

---

۶۷۱ - حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا شعبة وحماد بن سلمة عن ابي حمزة قال سمعت ابن عباس يقول نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم وفد عبد القيس عن الدباء والحنتم والنقير في حديث شعبة وربما قال النقير والمزفت في حديثهما جميعا وفي حديث شعبة فاحفظوهن عني واخبروا بهن من وراءكم -

حضرت شعبہ اور حضرت حماد بن سلمہ ، حضرت ابو حمزہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے وفد کو کدو کے برتن سبز گھڑے اور کھرچی ہوئی لکڑی سے منع فرمایا حضرت شعبہ کی روایت میں ہے بعض دفعہ دونوں حدیثوں میں کھرچی ہوئی لکڑی اور رال ملے ہوئے برتن کا ذکر فرمایا اور حضرت شعبہ کی روایت میں ہے کہ مجھ سے ان برتنوں کو یاد رکھو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی خبر دو۔

۶۶۲۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا حماد بن زيد وابو هلال عن ابي حمزة عن ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وفد عبد القيس عن الحنتم والنقير والمزفت وفي حديث حماد والدباء.

حضرت ابو حمزہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبد القیس کو سبز گھڑے کھوپی ہوئے لکڑی اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا حضرت حماد کی روایت میں کدو کے برتن کا بھی ذکر ہے۔

۶۶۳۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا ابي عن يعلى بن حكيم عن سعيد بن جبير قال سمعت ابن عمر يقول حرم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نبيذ الجر قال فاتيت ابن عباس فقلت الا تعجب مما يقول ابن عمر قال وما يقول قلت يقول حرم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نبيذ الجر قال صدق ابن عمر حرم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نبيذ الجر۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ نے نہیں سنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کیا فرماتے ہیں انہوں نے پوچھا کیا فرماتے ہیں؟ میں نے کہا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کا نبیذ حرام قرار دیا ہے فرمایا ابن عمر نے سچ فرمایا ہے واقعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کا نبیذ حرام قرار دیا ہے۔

۶۶۴۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابو عامر العقدي قال ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال سمعت ابا الحكم قال سألت ابن عباس عن النبيذ قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن نبيذ الجر والدباء والمزفت قال وسألت ابن الزبير فقال مثل ذلك قال وسألت ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن نبيذ الجر والدباء والمزفت قال واخبرني اخي عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثل ذلك۔

حضرت ابو الحکم فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کدو اور رال ملے ہوئے برتن کے نبیذ سے منع فرمایا فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسی قسم کی بات فرمائی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے اور کدو کے برتن نیز رال ملے ہوئے برتن کے نبیذ سے منع فرمایا فرماتے ہیں مجھے میرے بھائی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی خبر دی۔

۶۶۵۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر العقدي قال ثنا زهير بن محمد عن عبد الله بن عقيل عن عطاء

حضرت میمونہ اور حضرت قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ

اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِی الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِیْرِ وَالْجِرَارِ۔

علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا کدو کے برتن، رال ملے ہوئے برتن، کھدی ہوئی لکڑی کے برتن اور گھڑے میں نبیذ نہ بناؤ۔

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ عَمَّا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَوْعِیَۃِ الَّتِیْ یُنْبَذُ فِیْہَا فَقَالَتِ الْمُزَفَّتُ۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا جن میں نبیذ بنائی جاتی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا انہوں نے فرمایا رال ملا ہوا برتن۔

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ عَنِ الْاَوْعِیَۃِ الَّتِیْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ الْقَرْعُ وَالْمُزَفَّتُ وَہِیَ جِرَارٌ خُضْرٌ کَانَ یُجَاءُ بِہَا مِنْ مِصْرَ مُزَفَّتَۃٌ۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا تو انہوں نے فرمایا کدو کا برتن، رال ملا ہوا برتن اور سبز گھڑے جو مصر سے لائے جاتے تھے اور ان پر رال ملی ہوتی تھی۔

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرَۃَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاہِیْمَ یُحَدِّثُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ عَمَّا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَوْعِیَۃِ الَّتِیْ یُنْبَذُ فِیْہَا فَقَالَتِ الْمُزَفَّتُ۔

حضرت ابراہیم، حضرت اسود سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا اور ان میں نبیذ بنایا جاتا تھا تو آپ نے فرمایا رال ملے ہوئے برتن۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا فَذَکَرَ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ قَالَ قُلْتُ فَالْجِرَارُ قَالَتْ مَا اَنَا زَائِدَتُکَ عَلٰی مَا قَدْ سَمِعْتَ۔

حضرت عبد الصمد، حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت منصور سے سنا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا فرماتے ہیں میں نے پوچھا اور گھڑے بھی؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے جو کچھ سنا ہے اس سے زائد نہیں کہہ سکتی۔

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا رَبِیْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا شَیْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَعْقِلٍ الْمُحَارِبِیُّ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ تَقُوْلُ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یُنْبَذَ فِی الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت اشعث بن شعثاء فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبد اللہ بن معقل محاربی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑے، کدو سے بنائے گئے برتن اور رال ملے ہوئے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۶۸۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنِیْ قَتَادَةُ قَالَ ثَنِیْ اَرْبَعَةُ رِجَالٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَحَدَّثَتْنِیْ خَمْسُ نِسْوَةٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ.

حضرت قتادہ فرماتے ہیں مجھ سے چار آدمیوں نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اور پانچ عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کی نبیذ سے منع فرمایا۔

۶۸۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوْ عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَمَّاسٍ یَقُوْلُ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقَالَتْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمَةِ وَهِیَ الْجَرَّةُ وَعَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَ النَّقِیْرِ.

حضرت عبید اللہ بن عمر یا حضرت عمران بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن شماس سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتمہ سے منع فرمایا اور یہ گھڑا ہوتا ہے نیز کدو کے برتن، رال ملے ہوئے برتن اور کھوکھلی ہوئی لکڑی کے برتن سے منع فرمایا۔

۶۸۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ ثَنَا الْاَشْعَثُ قَالَ سَمِعْتُ حَبَّةَ الْعُرَنِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَ النَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت اشعث بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت حبہ عرنی سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے برتن، سبز گھڑے، کھوکھلی ہوئی لکڑی کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

۶۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ شَیْبَةَ قَالَ ثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ قَدْ زَعَمُوْا ذٰلِكَ۔

حضرت حماد بن زید، حضرت ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تو انہوں نے فرمایا ہاں صحابہ کرام کا یہی خیال ہے۔

۶۸۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا هُدْبَةُ عَنْ خَالِدٍ قَالَ اَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ مُغِیْرَةَ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ زَعَمُوْا ذٰلِكَ۔

حضرت سلیمان بن مغیرہ خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا تو انہوں نے فرمایا صحابہ کرام کا یہی خیال ہے۔

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَطَبَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ اَبْلُغَهٗ فَسَاَلْتُ مَاذَا قَالَ قَالُوْا نَهٰی اَنْ یُنْتَبَذَ فِی الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں خطبہ دیا اور میرے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیا میں نے پوچھا وہ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ آپ نے کدو کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن میں نبیذ

بنانے سے منع فرمایا۔

۶۸۸۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو الوليد قال ثنا شعبة عن سليمان التيمي عن طاؤس عن ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن نبيذ الجر۔

حضرت طاؤس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا۔

حدثنا ابن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن القرع والمزفت۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو سے اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

۶۸۹۔ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يحيى بن يحيى قال ثنا ابو خيثمة عن ابي الزبير عن جابر وابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن النقير والدباء والمزفت۔

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کو کھرچ کر بنائے گئے برتن، کدو کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

۶۹۰۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة ح وحدثنا ابن مرزوق ايضا قال ثنا بشر ابن عمر قال ثنا شعبة عن عقبة وهو ابن حريث عن ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الجر والدباء والمزفت وامر ان تنبذ في الاسقية۔

حضرت عقبہ یعنی ابن حریث سے مروی ہے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے، کدو کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ نبیذ مشکیزوں میں بنائی جائے۔

۶۹۱۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن محارب ابن دثار عن ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الدباء والحنتم والمزفت قال لا ادري ذكر النقير ام لا۔

حضرت محارب بن دثار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے برتن، سبز گھڑے اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا راوی فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کھودی ہوئی لکڑی کے برتن کا ذکر فرمایا یا نہیں۔

۶۹۲۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا شعبة قال سمعت عمرو بن مرة عن زاذان قال قلت لابن عمر اخبرني عما نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عنه من الاوعية وفسره لنا بلغتنا قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الحنتم وهي التي تسمونها الجرة ونهى عن

حضرت زاذان سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے ان برتنوں کی خبر دیجئے جن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ہماری زبان میں ہمارے لیے ان کی وضاحت کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنتم سے منع فرمایا اور یہ وہ ہے جسے تم

الدُّبَّاءِ وَهِيَ الَّتِي تُسَمُّونَهَا الْقَرْعَةَ وَنَهَى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهِيَ الْمُقَيَّرَةُ وَنَهَى عَنِ النَّقِيرِ وَهِيَ أَصْلُ النَّخْلَةِ تُنْسَحُ نَسْحًا وَتُنْقَرُ نَقْرًا وَأَمَرَ أَنْ تَنْتَبِذَ فِي الْأَسْقِيَةِ۔

جبرو (گھڑا) کہتے ہو اور کدو کے برتن سے منع فرمایا الدبا وہ ہے جسے تم قرعہ (کدو) کہتے ہو اور مزفت (رال ملے ہوئے برتن) سے منع فرمایا اور نقیر سے منع فرمایا اور یہ لکڑی ہوتی ہے جسے کھرچا جاتا ہے اور آپ نے ہمیں مشکیزوں میں نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

٦٩٣- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا نُوحٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ۔

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے برتن، رال ملے ہوئے اور لکڑی کو کھرچ کر بنائے گئے برتن سے منع فرمایا۔

٦٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ۔

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رال ملے ہوئے گھڑے، کدو کے برتن اور کھرچی ہوئی لکڑی کے برتن سے منع فرمایا۔

٦٩٥- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو قَزَعَةَ أَنَّ أَبَا نَضْرَةَ وَحَسَنًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ قَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ لَا نَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ۔

حضرت ابوقزعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابونضرہ اور حسن نے انہیں خبر دی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بتایا کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ ہم کو آپ پر فدا کرے ہمارے لیے کون سے مشروبات بہتر ہیں تو آپ نے فرمایا کھرچی ہوئی لکڑی کے برتن میں نہ پیئو، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ہم آپ پر فدا ہوں ہم نقیر کو نہیں جانتے آپ نے فرمایا ہاں درخت کے تنے کو اندر سے کھرچا جائے اور نہ کدو کے برتن میں پیئو اور نہ ہی سبز گھڑے میں۔

٦٩٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَمَّا يُصْنَعُ فِي الظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ وَفِي الدُّبَّاءِ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

حضرت زہری، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اس (نبیذ) سے منع فرماتے تھے جو رال ملے ہوئے برتنوں اور کدو میں بنائی جائے اور آپ نے فرمایا ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

۶۹۷ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح قال ثنا شعبة قال سمعت الشيخ يحدث عن ابي نضرة عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن نبيذ الجر.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا۔

---

۶۹۸ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا ابو زيد الهروي عن سليمن التيمي فذكر باسناده مثله.

حضرت ابوزید ہروی، حضرت سلیمان تیمی سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۶۹۹ - حدثنا يونس قال ثنا يحيى بن عبد الله بن بكير قال حدثني الليث عن ابن شهاب عن انس بن مالك انه اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن الدباء والمزفت ان ينبذ فيهما.

حضرت ابن شہاب، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو اور رال ملے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۷۰۰ - حدثنا علي بن معبد قال ثنا علي بن الجعد قال انا شعبة قال اخبرني سليمن الشيباني قال سمعت عبد الله ابن ابي اوفى يقول نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن نبيذ الجر الاخضر قال قلت فالابيض قال لا ادري.

حضرت سلیمان شیبانی فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑے کی نبیذ سے منع فرمایا (سلیمان بن شیبانی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اور سفید گھڑا؟ تو انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

---

۷۰۱ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب وسعيد ابن عامر قالا ثنا شعبة عن سليمن الشيباني عن ابن ابي اوفى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله.

ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے حضرت سلیمان شیبانی، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۷۰۲ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح قال ثنا شعبة عن ابي شمر الضبعي قال سمعت عائذ بن عمرو يقول نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن الدباء والنقير والمزفت والحنتم.

حضرت ابوشمر ضبعی فرماتے ہیں میں نے حضرت عائذ بن عمرو سے سنا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلی، موٹی لکڑی، رال ملے ہوئے برتن اور سبز گھڑوں سے منع فرمایا۔

۷۰۳ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن ابي التياح عن حفص الليثي عن عمران ابن حصين ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن الحنتم.

حضرت حفص لیثی، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز گھڑے سے منع فرمایا۔

---

۷۰۴ - حدثنا حسين بن نصر قال سمعت يزيد ابن هارون قال انا هشام بن حسان عن محمد عن

حضرت محمد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابی هریرة قال نهی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وفد عبد القیس عن الدباء والحنتم والنقیر والمزفت والمزادة المجبوبة وقال انتبذ فی سقائك واشربه حلوا طیبا فقال له رجل ائذن لی فی مثل هذه واشار بیده وفرج بینهما فقال اذا تجعلها مثل هذه واشار بیده اکثر من ذلك -

نے عبدالقیس کے وفد کو کدو کے برتن، سبز گھڑے، لکڑی کو کریدے ہوئے برتن اور رال ملے ہوئے برتن اور توشہ بنائے ہوئے برتن سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اپنے مشکیزے میں نبیذ بناؤ پیٹھا مزیدار پیو۔ ایک شخص نے عرض کیا کیا آپ مجھے اس کی مثل میں اجازت دیتے ہیں اور اس نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا دونوں کے درمیان کشادگی رکھی آپ نے فرمایا ہاں جب تو اس کی مثل کرے آپ نے بھی دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور اس سے زیادہ کشادگی رکھی۔

۷۰۵۔ حدثنا علی بن معبد قال ثنا شریح بن النعمان الجوهری قال ثنا سفیان عن الزهری اخبره ابو سلمة انه سمع ابا هریرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تنتبذوا فی الدباء ولا فی المزفت ثم یقول ابو هریرة اجتنبوا الحناتم والنقیر

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدو کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن میں نبیذ نہ بناؤ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے سبز گھڑے اور لکڑی کو کھرچ کر بنائے گئے برتن سے بچو۔

۷۰۶۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا عمرو بن ابی سلمة قال سمعت الاوزاعی یقول حدثنی یحیی بن ابی کثیر قال ثنی ابو سلمة قال حدثنی ابو هریرة قال نهی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن نبیذ الجرار المزفتة و الدباء المزفتة والظروف -

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑوں اور کدو سے نبیز دوسرے برتنوں سے منع فرمایا۔

۷۰۷۔ حدثنا فهد قال ثنا النفیلی قال ثنا زهیر قال ثنا ابو اسحق قال انبانی مجاهد قال سمعت ابا هریرة یقول نهانا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ننتبذ فی الدباء والمزفت -

حضرت مجاہد خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کدو کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۷۰۸۔ حدثنا محمد بن عبد الله بن میمون قال ثنا الولید بن مسلم عن الاوزاعی عن یحیی عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال نهی النبی صلی الله علیه وآله وسلم عن الجرار والدباء والظروف المزفتة -

حضرت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑوں، کدو کے برتن اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

۷۰۹۔ حدثنا یونس قال انا ابن وهب ان مالکا اخبره عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیه عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

حضرت علاء بن عبدالرحمن اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو اور رال ملے ہوئے

نَهٰى اَنْ تُنْتَبَذَ فِى الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

٧١٠ - حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلمی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٧١١ - حَدَّثَنَا عَلِىٌّ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَفَاءٍ عَنْ اَيَاسٍ عَنْ عَلِىِّ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت علی بن ربیعہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے برتن، سبز گھڑے اور رال ملے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

٧١٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِىْ عَمْرٍو عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِىِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّا اَصْحَابُ كَرْمٍ وَقَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَمَاذَا نَصْنَعُ بِهَا فَقَالَ تَتَّخِذُوْنَهٗ زَبِيْبًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْنَعُ بِالزَّبِيْبِ مَاذَا قَالَ تَنْقَعُوْنَهٗ عَلٰى غَدَائِكُمْ وَتَشْرَبُوْنَهٗ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَتَنْقَعُوْنَهٗ عَلٰى عَشَائِكُمْ وَتَشْرَبُوْنَهٗ عَلٰى غَدَائِكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نُؤَخِّرُهٗ حَتّٰى يَشْتَدَّ قَالَ لَا تَجْعَلُوْهُ فِى الْقِلَالِ وَالدُّبَّاءِ

حضرت عبداللہ بن دیلمی، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب خمر کی حرمت نازل ہوئی تو میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم انگور والے لوگ ہیں اور خمر کی حرمت نازل ہو گئی ہے ہم ان کے ساتھ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا ان کو کشمش بنا دو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کشمش کے ساتھ کیا کریں؟ فرمایا اسے صبح بھگو دیا کرو اور شام کو پی لیا کرو اور شام کا رکھا ہوا صبح پیا لیا کرو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم اسے مزید نہ رکھیں تاکہ وہ تیز ہو جائے آپ نے فرمایا گھڑوں اور کدو کے برتن میں نہ رکھو۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الْاِنْتِبَاذَ فِى الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ حَرَامٌ وَاحْتَجُّوْا فِىْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ وَخَالَفَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَاَبَاحُوا الْاِنْتِبَاذَ فِى الْاَوْعِيَةِ كُلِّهَا وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰثَارَ الَّتِىْ رَوَيْنَاهَا مَنْسُوْخَةٌ كُلُّهَا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی طرف گئی ہے کہ کدو، کھوچی ہوئی لکڑی کے برتن، گھڑے اور رال ملے ہوئے برتن میں نبیذ بنانا حرام ہے انہوں نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنانے کو جائز قرار دیا ــــ اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ مذکورہ بالا تمام روایات منسوخ ہیں۔

٧١٣ - فَمِمَّا رُوِىَ فِىْ نَسْخِهَا مَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ دَاوٗدَ

اس کے نسخ کے سلسلے میں یوں مروی ہے حضرت

قال ثنا ابو معمر عبد اللہ بن عمرو بن ابی الحجاج قال ثنا عبد الوارث قال ثنی علی بن یزید قال ثنی النابغۃ بن مخارق بن سلیم قال ثنی ابی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی کنت نھیتکم عن الاوعیۃ فاشربوا فی ما بدا لکم وایاکم وکل مسکر۔

۷۱۴۔ حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن ربیعۃ بن نابغۃ عن ابیہ عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ۔

۷۱۵۔ حدثنا محمد بن خزیمۃ قال حدثنا حجاج قال حدثنا حماد فذکر باسنادہ مثلہ۔

۷۱۶۔ حدثنا یونس قال ثنا ابن وھب قال ثنا ابن جریج عن ایوب بن ھانی عن مسروق بن الاجدع عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ وزاد الا ان وعاء لا یحرم شیئا۔

۷۱۷۔ حدثنا حسین بن نصر قال سمعت یزید بن ھارون قال ثنا حماد بن زید قال ثنا فرقد السبخی قال ثنا جابر بن زید انہ سمع مسروقا یحدث عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل حدیث علی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۷۱۸۔ حدثنا ابن ابی داود قال ثنا محمد بن الصباح الدولابی قال ثنا شریک عن زیاد بن فیاض عن ابی عیاض عن عبد اللہ بن عمرو قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الاوعیۃ فقال لا تنبذوا فی الدباء والحنتم والنقیر فقال اعرابی یا رسول اللہ لا ظروف قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشربوا ما حل لکم واجتنبوا

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں کچھ برتنوں سے منع کرتا تھا اب جو برتن ملے اس میں پی لو البتہ ہر نشہ والی چیز سے بچو۔

حضرت ربیعہ بن نابغہ اپنے والد سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت محمد بن خزیمہ فرماتے ہیں ہم سے حجاج نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے حضرت حماد نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا اور یہ اضافہ کیا کہ برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتے۔

حضرت جابر بن زید فرماتے ہیں انہوں نے حضرت مسروق سے سنا وہ حضرت عبد اللہ (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتنوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کدو، گھڑے اور لکڑی کے برتن میں نبیذ نہ بناؤ ایک دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے علاوہ برتن نہیں تو آپ نے فرمایا جو کچھ تمہارے لیے حلال ہے پیو اور ہر نشہ آور سے بچو۔

يَكُنْ مُسْكِرًا

۷۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ أَنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَا إِذًا۔

حضرت سالم بن ابی جعد حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے عرض کیا کہ ہمارے لیے یہ برتن ضروری ہیں تو آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں۔

۷۲۰ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ ثَنِي أَبُو الْحَزْرَةِ يَعْقُوْبُ بْنُ مُجَاهِدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ فَانْتَبِذُوْا وَلَا أُحِلُّ مُسْكِرًا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں کدو، گھڑے اور رال ملے ہوئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع کرتا تھا پس تم نبیذ بناؤ اور میں تمہارے لیے نشہ آور چیز کو حلال نہیں کرتا۔

۷۲۱ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْوَاسِعَ بْنَ حِبَّانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت واسع بن حبان فرماتے ہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا۔

۷۲۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ قَالَا ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْمَا بَدَا لَكُمْ وَلَا تُسْكِرُوْا۔

حضرت ابو بردہ بن نیار انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان برتنوں میں پینے سے منع کرتا تھا پس جو مناسب ہو اس میں پیو لیکن نشہ نہ آئے۔

۷۲۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيْلُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

حضرت علقمہ بن مرثد، حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل

عَنْ اِبْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

روایت کرتے ہیں۔

۷۲۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاؤُدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُحَارِبِ ابْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاؤُدَ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ يُوْنُسَ قَالَا ثَنَا مَعْرُوْفُ بْنُ وَاصِلٍ حَدَّثَنِيْ مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت محارب بن دثار حضرت ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۲۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ زُهَيْرٍ اَرَاهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔

حضرت زبید یامی، حضرت محارب بن دثار سے وہ حضرت ابن بریدہ سے وہ حضرت زہیر سے راوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۲۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ وَغَيْرِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَهٰى عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ وَشَهِدْتُهٗ حِيْنَ اَمَرَ بِشُرْبِهٖ وَقَالَ اجْتَنِبُوا السُّكْرَ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جب آپ نے گھڑے کے نبیذ سے منع فرمایا اور اس وقت بھی موجود تھا جب آپ نے اس کے پینے کی اجازت دی اور فرمایا کہ نشہ سے بچو۔

۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ اَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَفَلَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُّ امْرِئٍ حَسِيْبُ نَفْسِهٖ لِيَنْتَبِذْ كُلُّ قَوْمٍ فِيْمَا بَدَا لَهُمْ

فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ نَسْخُ مَا تَقَدَّمَهَا مِمَّا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مِنَ النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْاَوْعِيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْهَا وَثَبَتَتْ اِبَاحَةُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْاَوْعِيَةِ كُلِّهَا وَهٰذَا اَقُوْلُ

حضرت شہر بن حوشب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب عبدالقیس کا وفد واپس لوٹا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی اپنے نفس کا محاسب ہے چاہیے کہ ہر قوم جس چیز میں چاہے نبیذ بنائے ان روایات سے ثابت ہوا کہ پہلی روایات میں جو ہم نے روایت کیا کہ ان مذکورہ برتنوں میں نبیذ بنانا حرام ہے وہ منسوخ ہوا اور ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنانا ثابت ہو گیا یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد

أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى.

رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۷۲۹ - ومما يدل على ذلك أيضًا أن فهدًا حدثنا قال ثنا أبو نعيم قال ثنا أبو جعفر عن الربيع قال دخلت على أنس فرأيت نبيذه في جرة خضراء.

اس پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے حضرت ابو جعفر حضرت ربیع سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ ان کا نبیذ سبز گھڑے میں ہے

۷۳۰ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد بن سلمة عن حماد بن أبي سليمان قال دخلت على أنس بن مالك بواسط القصب فرأيت نبيذه في جرة خضراء ينبذ له فيها.

حضرت حماد بن ابی سلیمان فرماتے ہیں میں مقام واسط میں بانس بیچنے کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سبز گھڑے میں نبیذ دیکھا تو ان کے لیے اس میں بنایا جاتا تھا۔

۷۳۱ - فهذا أنس بن مالك ينبذ في الظروف وهو أحد من روى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم النهي عن الانتباذ فيها فدل على ثبوت نسخ ذلك.

تو یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو ان برتنوں میں نبیذ بناتے ہیں حالانکہ وہ ان حضرات میں سے ایک ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان (برتنوں) میں نبیذ بنانے کی ممانعت روایت کی ہے

۲۵ کِتَابُ الکَرَاھَۃِ

مکروہات کا بیان

بَابُ حلقِ الشَّارِبِ [۲۸۲]

باب موچھیں منڈوانا [۲۸۲]

۷۳۲ ـ حَدَّثَنَا محمد بن الحجاج الحضرمی قال ثنا خالد بن عبد الرحمٰن قال ثنا حماد بن سلمۃ ح وحدثنا ابراہیم بن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن سلمۃ بن محمد عن عمار ابن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفطرۃ عشرۃ فذکر قص الشارب ـ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں فطرت سے ہیں پھر آپ نے موچھیں کاٹنے کا ذکر فرمایا ۔

---

۷۳۳ ـ حَدَّثَنَا فہد قال ثنا الحمانی قال ثنا وکیع عن زکریا عن مصعب بن شیبۃ عن طلق بن حبیب عن عبد اللہ بن الزبیر عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ ـ

حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل ذکر کرتی ہیں ۔

---

۷۳۴ ـ حَدَّثَنَا عبد الغنی بن رفاعۃ عن ابی عقیل ویونس قالا ثنا ابن وہب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الفطرۃ خمس ثم ذکر مثلہ ـ

حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں پھر اس کی مثل ذکر کیا ۔

---

۷۳۵ ـ حَدَّثَنَا سلیمن بن شعیب قال ثنا عبد الرحمٰن ابن زیاد قال ثنا المسعودی عن ابی عون الثقفی عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا طویل الشارب فدعا بسواک

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی موچھوں والے ایک شخص کو دیکھا تو آپ نے ایک مسواک اور چھری منگوائی پھر مسواک کی لکڑی پر (رکھ کر) موچھوں کو کاٹا ۔

وَشَفْرَةٍ فَقَصَّ شَارِبَ الرَّجُلِ عَلٰى عُوْدِ السِّوَاكِ۔

۷۳۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الشَّارِبِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِوَاكٍ ثُمَّ دَعَا بِشَفْرَةٍ فَقَصَّ شَارِبَ الرَّجُلِ عَلٰى سِوَاكٍ۔

حضرت محمد بن عبید اللہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک لمبی مونچھوں والا آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک منگوائی پھر چھری منگوا کر اس آدمی کی مونچھیں کو مسواک پر رکھ کر کاٹا۔

۷۳۷ - حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِيْ صَخْرَةَ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ الْمُحَارِبِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَارِبِيْ عَلٰى سِوَاكٍ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری مونچھوں کو مسواک پر رکھ کر کاٹا۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰثَارِ وَاخْتَارُوْا لَهَا قَصَّ الشَّارِبِ عَلٰى اِحْفَائِهٖ **وَخَالَفَهُمْ** فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا بَلْ يُسْتَحَبُّ اِحْفَاءُ الشَّوَارِبِ وَنَرَاهُ اَفْضَلَ مِنْ قَصِّهَا **وَاحْتَجُّوْا** فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَجُزُّ شَارِبَهٗ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَجُزُّ شَارِبَهٗ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل مدینہ میں سے ایک جماعت ان روایات کی طرف گئی ہے اور انہوں نے مونچھوں کو بالکل صاف کرنے پر کاٹنے کو ترجیح دی ہے ــــ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ مونچھوں کو منڈوانا مستحب ہے اور ہمارے خیال میں یہ کٹوانے سے افضل ہے ــــ انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح استدلال کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھوں کو بالکل صاف کرتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنی مونچھوں کو صاف کیا کرتے تھے۔

۷۳۸ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو وَيُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ

حضرت نافع خود بھی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا مونچھوں کو منڈاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

وَاعْفُوا اللُّحٰی۔

۷۳۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَقِیْلٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت ملک حضرت نافع سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۴۰ ـ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَزَادَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا کہ یہودیوں سے مشابہت اختیار نہ کرو۔

۷۴۱ ـ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوْا اَوْ اَعْفُوا اللُّحٰی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو منڈاؤ اور داڑھی کو چھوڑ دو۔

۷۴۲ ـ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا مونچھوں کو منڈاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ الْاِحْفَاءُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فِیْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَفِیْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ فَذٰلِكَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ جَزًّا مَعَهُ الْاِحْفَاءُ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ عَلٰى مَا دُوْنَ ذٰلِكَ فَقَدْ ثَبَتَ مُعَارَضَةُ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِحَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَمَّارٍ وَعَائِشَةَ الَّذِیْ ذَكَرْنَا فِیْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو منڈوانے کا حکم دیا اس سے منڈوانا ثابت ہو گیا جیسا کہ ہم نے حضرت ابن عمر کی روایت میں ذکر کیا اور ابن عباس اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) کی روایات میں ہے کہ مونچھوں کو کاٹو تو اس میں احتمال ہے کہ ایسا کاٹنا ہو جس کے ساتھ مونڈنا بھی ہو اور یہ احتمال ہے کہ اس (مونڈنے) کے بغیر ہو تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا حضرت ابوہریرہ، حضرت عمار اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی ان روایات سے جنہیں ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا، ٹکراؤ لازم ہوا۔

۷۴۳ ـ وَاَمَّا حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ فَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى شَیْءٍ لِاَنَّهٗ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَكُنْ بِحَضْرَتِهٖ مِقْرَاضٌ يَقْدِرُ عَلٰى اِحْفَاءِ

جہاں تک حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو اس میں کسی بات پر دلیل نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ایسا

الشارب محتمل أيضا. حديث عمار وعائشة وأبي هريرة في ذلك معنى آخر يحتمل أن يكون الفطرة هي التي لا بد منها وهي قص الشارب وما سوى ذلك فضل حسن فثبتت الآثار كلها التي رويناها في هذا الباب ولا تتضاد ويجب بثبوتها أن الإحفاء أفضل من القص وهذا معنى هذا الباب من طريق الآثار وأما من طريق النظر فإنا رأينا الحلق قد أمر به في الإحرام ورخص في التقصير فكان الحلق أفضل من التقصير وكان التقصير من شاء فعله ومن شاء زاد عليه إلا أنه يكون بزيادته عليه أعظم أجرا ممن قص۔

کیا ہو کہ آپ کے پاس قینچی نہ ہو جس کے سبب آپ ان کو مونڈنے پر قادر ہوتے۔ حضرت عمار، حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں ایک دوسرے معنی کا بھی احتمال ہے وہ یہ کہ فطرت وہی بات ہے جو لازمی اور ضروری ہے اور مونچھوں کو کاٹنا ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ حسن ہے افضل ہے پس وہ تمام روایات جو ہم نے اس باب میں ذکر کی ہیں ثابت ہو جائیں گی اور تضاد لازم نہیں آئے گا اور ان کے ثابت ہونے سے لازم آئے گا کہ کاٹنے سے مونڈنا افضل ہے اس باب میں روایات کے طور پر یہ بیان ہے۔ اور قیاس کے طور پر یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں احرام کے سلسلے میں (سر) منڈانے کا حکم ہے اور کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے پس کاٹنے سے منڈوانا افضل ہے اب جو چاہے نغوائے اور جو چاہے اس پر اضافہ کرے البتہ اس اضافہ سے کاٹنے کے مقابلے میں زیادہ عظمت و فضیلت ہے۔

فالنظر على ذلك أن يكون كذلك حكم الشارب قصه حسن وإحفاؤه أحسن وأفضل وهذا مذهب أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد۔

تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ مونچھوں کا بھی یہی حکم ہے کاٹنا اچھا ہے اور منڈوانا احسن و افضل ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔

٢٤٧- وقد روي عن جماعة من المتقدمين ما حدثنا ابن أبي عقيل قال ثنا ابن وهب قال أخبرني إسمعيل بن عياش قال حدثني إسمعيل بن أبي خالد قال رأيت أنس بن مالك وواثلة بن الأسقع يحفيان شواربهما ويعفيان لحاهما ويصفرانها قال إسمعيل وحدثني عثمان بن عبيد الله بن رافع المدني قال رأيت عبد الله بن عمر وأبا هريرة وأبا سعيد الخدري وأبا أسيد الساعدي ورافع بن خديج وجابر بن عبد الله وأنس بن مالك وسلمة بن الأكوع

متقدمین کی ایک جماعت سے مروی ہے حضرت اسماعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ اپنی مونچھوں کو منڈواتے اور داڑھیوں کو بڑھاتے اور انہیں (مہندی کے ذریعے) زرد کرتے تھے۔ حضرت اسماعیل فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عثمان بن عبید اللہ بن رافع المدنی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابواسید ساعدی، حضرت رافع بن خدیج، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت

يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ۔

۷۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا أَبُو ثَابِتٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا أُسَيْدٍ وَرَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يُحْفُونَ شَوَارِبَهُمْ

۷۴۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ الْجِلْدِ۔

۷۴۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ۔

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَاطِبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ وَأَنَّهُ يَنْتِفُهُ۔

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُحْفِي شَارِبَهُ۔

۷۵۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ سَالِمٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ إِحْفَاءً لِشَارِبِهِ مِنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يُحْفِيهِ حَتَّى أَنَّ الْجِلْدَ لَيُرٰى،

فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوا يُحْفُونَ شَوَارِبَهُمْ وَفِيهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ وَهُوَ مِمَّنْ رَوَيْنَا عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ قَصَّ الشَّارِبِ مِنَ الْفِطْرَةِ وَهُوَ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ وَأَنَّ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِحْفَاءِ

انس بن مالک اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ اسی طرح کرتے تھے۔

حضرت عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدری، ابو اسید، رافع بن خدیج، سہل بن سعد، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ مونچھوں کو منڈواتے تھے۔

حضرت عاصم بن محمد، اپنے والد سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی مونچھوں کو منڈواتے حتی کہ جلد کی سفیدی نظر آتی۔

حضرت ابراہیم بن محمد بن حاطب فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ مونچھوں کو منڈواتے تھے۔

حضرت عثمان بن ابراہیم حلبی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ مونچھوں کو منڈواتے تھے گویا ان کو اکھیڑتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھوں کو منڈواتے تھے۔

حضرت عقبہ بن سالم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی کو مونچھیں صاف کرنے والا نہیں دیکھا آپ منڈواتے حتی کہ چمڑے کی سفیدی دکھائی دیتی۔

تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو مونچھوں کو منڈواتے تھے اور ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا تو آپ نے فرمایا مونچھوں کو کٹوانا فطرت سے ہے، تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ مونچھوں کا کٹنا فطرت سے ہے اور یہ ضروری

هُوَ أَفْضَلُ وَفِيهِ مِنْ رِعَايَةِ الْحَدِيثِ مَا لَيْسَ فِي الْقَصِّ.

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِالْفُرُوجِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

۷۵۱ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ.

۷۵۲ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ.

۷۵۳ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَلَامَ أَبِي أَيُّوبَ أَيْضًا.

۷۵۴ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ مَوْلًى لِآلِ الشِّفَاءِ امْرَأَةٍ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ وَهُوَ بِمِصْرَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهَذِهِ الْكَرَابِيسِ فَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ لِغَائِطٍ أَوْ لِبَوْلٍ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ.

۷۵۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ

بات ہے اور اس کے بعد منڈوانا افضل ہے اور اس کی وہ فضیلت ہے جو کاٹنے میں نہیں ہے۔

باب ۲۸۵ قضائے حاجت اور پیشاب کے وقت قبلہ رُخ ہونا

حضرت عطاء بن یزید لیثی سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قضائے حاجت اور پیشاب کرتے وقت قبلہ رُخ نہ ہو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رُخ کرو پس ہم شام میں آئے تو ہم نے دیکھا کہ طہارت خانے قبلہ رُخ بنے ہوئے تھے تو ہم قبلہ سے ہٹ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے۔

حضرت یونس حضرت ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا قول نقل نہیں کیا کہ ہم شام میں آئے (حدیث کے آخر تک)

حضرت عبدالرحمن بن یزید بن حارثہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ پھر انہوں نے پوری حدیث نقل کی اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا قول بھی ذکر کیا۔

آل شفاء (شفاء ایک خاتون ہیں) کے آزاد کردہ غلام حضرت رافع بن اسحٰق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہیں مولیٰ ابی طلحہ بھی کہا جاتا تھا انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا آپ مصر میں فرماتے تھے اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ ان طہارت خانوں کا کیا کروں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت یا پیشاب کے لیے جائے تو نہ قبلہ رُخ ہو اور نہ اُدھر پیٹھ کرے۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک شخص نے انہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ انہوں

أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى أن يستقبل القبلة لغائط أو بول۔

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے قضائے حاجت اور پیشاب کرنے وقت قبلہ رُخ ہونے سے منع فرمایا۔

۷۵۶۔ حدثنا أحمد بن الحسن الكوفي قال ثنا عبيدة بن حميد الضوي عن منصور عن ابراهيم عن عبد الرحمن بن يزيد عن رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال له أجل إني أظن أن صاحبكم يعلمكم حتى إنه ليعلمكم كيف تأتون الغائط فقال له أجل وإن سخرت إنه ليفعل إنه لينهانا إذا أتى أحدنا الغائط أن يستقبل القبلة۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان سے ایک شخص نے کہا میرا خیال ہے کہ تمہارا صاحب (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں تعلیم دیتا ہے حتی کہ وہ تمہیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ تم قضائے حاجت کے لیے کیسے جاؤ انہوں نے فرمایا ہاں اگرچہ تم انتلاف کرو آپ ہمیں منع کرتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے آئے تو قبلہ رُخ بیٹھے۔

۷۵۷۔ حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث والليث وابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي قال أنا أول من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يبولن أحدكم مستقبل القبلة وأنا أول من حدث الناس بذلك۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص قبلہ رُخ ہو کر ہرگز پیشاب نہ کرے اور میں نے ہی یہ بات سب سے پہلے صحابہ کرام سے بیان کی۔

۷۵۸۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن عبد الحميد ابن جعفر عن يزيد بن أبي حبيب عن عبد الله بن الحارث بن جزء قال أنا أول من سمع النبي صلى الله عليه وسلم ينهى الناس أن يبولوا مستقبل القبلة فخرجت إلى الناس فأخبرتهم۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ لوگوں کو قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرنے سے منع کرتے تھے تو میں صحابہ کرام کی طرف نکلا اور ان کو یہ بات بتائی۔

۷۵۹۔ حدثنا أبو البشر عبد الرحمن بن الجارود قال ثنا ابن أبي مريم قال ثنا ابن لهيعة قال أخبرني يزيد بن أبي حبيب عن جبلة بن رافع قال سمعت عبد الله بن الحارث الزبيدي فذكر نحوه۔

حضرت جبلہ بن رافع فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ سے سنا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۷۶۰۔ حدثنا فهد قال ثنا عبد الله بن صالح قال حدثني الليث قال حدثني سهل بن ثعلبة عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يبول الرجل مستقبل القبلة وأنا أول من سمع ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سب سے پہلے میں نے ہی سنی۔

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا جَنْدَلُ بْنُ وَالِقٍ قَالَ ثَنَا حَفْصٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ نُهِيْنَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں قضائے حاجت کے وقت قبلہ رُخ ہونے سے روکا گیا۔

۷۶۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہارے لیے والد کی طرح ہوں میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے آئے تو نہ قبلہ رُخ ہو اور نہ ادھر پیٹھ کرے۔

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت بکار نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم سے حضرت صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت محمد بن عجلان نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَ أَحَدُكُمْ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا وَلَا يَسْتَقْبِلُ الرِّيْحَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت یا پیشاب کے لیے جائے تو قبلہ رُخ بھی نہ ہو اور ادھر پیٹھ بھی نہ کرے اور نہ ہوا کے رُخ پر بیٹھے۔

۷۶۵۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِيْ مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ وَكَانَ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ۔

حضرت معقل بن ابی معقل اسدی رضی اللہ عنہ جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف صحابیت حاصل ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضائے حاجت یا پیشاب کے لیے قبلہ رُخ ہونے سے منع فرمایا۔

۷۶۶۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا دَاوُدُ الْعَطَّارُ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا أَبُوْ زَيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ ثَعْلَبَةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِيْ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دوسری سند سے حضرت معقل بن ابی معقل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ زَيْدٍ

حضرت ابوزید، حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

عن معقل عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

فذهب قوم الى كراهة استقبال القبلة بغائط او بول في جميع الاماكن واحتجوا في ذلك بهذه الآثار، وممن ذهب الى ذلك ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا بأس باستقبال القبلة للغائط والبول في الاماكن۔

واحتجوا في ذلك بما حدثنا يونس قال ثنا

۷۶۸۔ ابن وهب ان مالكا حدثه عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن ابن عمر انه كان يقول ان ناسا يقولون اذا قعدت لحاجتك فلا تستقبل القبلة ولا بيت المقدس فقال عبد الله لقد ارتقيت على ظهر بيت فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على لبنتين مستقبل بيت المقدس لحاجته۔

۷۶۹۔ حدثنا يونس قال ثنا انس عن يحيى بن سعيد فذكر باسناده مثله۔

۷۷۰۔ حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد ابن منصور قال انا هشيم قال ثنا يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان قال سمعت ابن عمر يقول ظهرت على اجار لي في بيت حفصة في ساعة لم اكن اظن ان احدا يخرج فيها فذكر مثله۔

۷۷۱۔ حدثنا احمد بن داود قال ثنا ابراهيم ابن الحجاج قال ثنا وهيب عن اسمعيل بن امية ويحيى ابن سعيد وعبيد الله بن عمر عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن ابن عمر قال رقيت فوق بيت حفصة فاذا انا بالنبي صلى الله عليه وسلم جالس على مقعدته مستقبل القبلة مستدبر الشام۔

تو ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ ہر جگہ قضائے حاجت اور پیشاب کے لیے قبلہ رُخ ہونا مکروہ ہے انہوں نے اس سلسلے میں ان روایات سے استدلال کیا ہے۔ ان حضرات میں امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض جگہوں میں قضائے حاجت یا پیشاب کے لیے قبلہ رُخ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت واسع بن حبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ کہتے ہیں جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ رُخ بھی نہ ہو اور بیت المقدس کی طرف بھی منہ نہ کرو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ دو اینٹوں پر قضائے حاجت کے لیے بیٹھے اور آپ کا رُخ بیت المقدس کی طرف تھا۔

حضرت انس حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت واسع بن حبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے۔ میں نے اپنے گھر کی چھت سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جھانکا میرا خیال نہیں تھا کہ اس وقت کوئی شخص باہر ہو گا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت واسع بن حبان، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر چڑھا تو اچانک دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہیں آپ قبلہ رُخ تھے اور پشت مبارک شام کی طرف تھی۔

۷۷۲ - حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابن ابی مریم قال ثنا یحیی بن ایوب قال حدثنی محمد بن عجلان عن محمد بن یحیی عن واسع بن حبان عن ابن عمر انہ قال یتحدث الناس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغائط بحدیث وقد اطلعت یوما ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ظہر بیت یقضی حاجتہ محجوبا علیہ بلبن فرأیتہ مستقبل القبلۃ۔

حضرت واسع بن حبان رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قضائے حاجت کے سلسلے میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں اور میں نے ایک دن دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکان کی چھت پر قضائے حاجت فرما رہے تھے اینٹوں سے پردہ کیا گیا تھا اور میں نے آپ کو قبلہ رُخ دیکھا۔

۷۷۳ - حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا حماد بن سلمۃ عن خالد الحذاء عن خالد بن ابی الصلت قال کنا عند عمر بن عبد العزیز فذکروا استقبال القبلۃ بالفرج فقال عراک بن مالک قالت عائشۃ ذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ناسا یکرہون استقبال القبلۃ بالفروج فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد فعلوہا حولوا مقعدتی نحو القبلۃ۔

حضرت خالد بن ابی الصلت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اہل مجلس نے شرمگاہ کے ساتھ قبلہ رُخ ہونے کا ذکر کیا عراک بن مالک نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ قضائے حاجت کے لیے قبلہ رُخ ہونے کو ناپسند کرتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ تو میری پیشاب گاہ کا رُخ قبلہ کی طرف کر دو۔

۷۷۴ - حدثنا محمد بن الحجاج قال ثنا اسد بن موسی قال ثنا ابن لہیعۃ عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ عن ابی قتادۃ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبول مستقبل القبلۃ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

---

۷۷۵ - حدثنا علی بن معبد قال ثنا یعقوب بن ابراہیم بن سعد قال ثنا ابی عن ابن اسحق قال ثنا ابان بن صالح عن مجاہد بن جبیر عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نہانا ان نستقبل القبلۃ ونستدبرہا بفروجنا لبول ثم رأیتہ قبل موتہ بعام یبول مستقبل القبلۃ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پیشاب کے لیے قبلہ رُخ ہونے اور اُدھر پیٹھ کرنے سے منع فرماتے تھے پھر میں نے آپ کو وصال سے ایک سال پہلے دیکھا کہ قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرتے تھے۔

---

۷۷۶ - حدثنا علی بن شیبۃ قال ثنا یزید بن ہرون قال ثنا حماد بن سلمۃ عن خالد الحذاء عن خالد بن ابی الصلت قال کنا عند عمر بن عبد العزیز فذکروا الرجل یجلس علی الخلاء فیستقبل القبلۃ

حضرت خالد بن ابی الصلت سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھے تو اہل مجلس نے ایک شخص کا ذکر کیا جو اپنے طہارت خانے میں قبلہ رُخ ہو کر بیٹھتا ہے تو ان حضرات نے اسے ناپسند کیا اس پر

نكره ذلك فحدث عراك بن مالك عن عروة بن الزبير عن عائشة ان ذلك ذكر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال او قد فعلوها حولوا مقعدي الى القبلة.

فكانت هذه الاثار حجة لاهل هذه المقالة على اهل المقالة الاولى وموجبة الحجة عليهم لان في هذه الآثار تاخير الاباحة عن النهي على ما ذكرنا في حديث جابر فهي ناسخة للآثار التي ذكرناها في اول هذا الباب **وقد** خالف قوم في القولين جميعا فقالوا بل نقول ان هذه الآثار كلها لا ينسخ شيء منها شيئا وذلك ان عبد الله بن الحارث اخبر في حديثه انه اول من سمع النبي صلى الله عليه وسلم ينهى عن ذلك قال وانا اول من حدث الناس بذلك فقد يجوز ان يكون ذلك النهي لم يقع على البول والغائط في جميع الاماكن وقد وقع على خاص منها وهي الصحارى

حضرت عراک بن مالک نے بواسطہ حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ میری نشست قبلہ کی طرف پھیر دو۔

تو یہ روایات پہلے قول والوں کے خلاف اس قول کے قائلین کی دلیل ہیں اور ان پر حجت کو واجب کرتی ہیں کیونکہ ان روایات کے مطابق اباحت نہی سے موخر ہے جیسا کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر کیا لہذا یہ روایات ان روایات کے لیے ناسخ ہیں جو باب کے شروع میں ہم نے ذکر کی ہیں —— ایک جماعت ان دونوں کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں بلکہ ہم تو یہ بات کہتے ہیں کہ ان روایات میں سے کوئی روایت بھی منسوخ نہیں وہ اس لیے کہ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں خبر دی کہ وہ سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اس سے منع فرمایا اور وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے ہی یہ بات لوگوں سے بیان کی تو ممکن ہے کہ یہ ممانعت تمام جگہوں میں قضائے حاجت یا پیشاب سے متعلق نہ ہو بلکہ خاص جگہوں کے بارے میں ہو اور وہ صحرا ہیں

ثم جاء ابو ايوب فكانت حكايته عن النبي صلى الله عليه وسلم هي النهي خاصة فذلك يحتمل ما حمله حديث ابن جزء على ما فسرناه وكراهة الاستقبال في الكرابيس المذكور فيه فهو عن رايه ولم يحكه عن النبي صلى الله عليه وسلم فقد يجوز الاستقبال الى ان يكون سمع من النبي صلى الله عليه وسلم ما سمع فعلم ان النبي صلى الله عليه وسلم اراد به الصحارى ثم حكم هو للبيوت برايه بمثل ذلك ويجوز ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم اراد البيوت والصحارى الا انه ليس في ذلك دليل عن النبي صلى الله عليه وسلم يبين لنا انه اراد احد المعنيين دون الآخر وحديث عبد الرحمن بن يزيد عن سلمان

پھر حضرت ایوب رضی اللہ عنہ آتے ہیں تو ان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکایت کرنا خاص نہی ہے تو اس میں بھی وہی احتمال ہے جو ہم نے حضرت ابن جزء کی روایت میں وضاحت کی اور مذکورہ بیت الخلاؤں میں قبلہ رخ ہونے کی کراہت ان کی اپنی رائے ہو اور انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہ کی ہو تو استقبال قبلہ جائز قرار دیا ہو یہاں تک کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو کچھ سنا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحرا مراد لیے ہیں پھر انہوں نے اپنی رائے سے گھروں کا حکم اسی طرح بیان کیا اور یہ بھی جائز ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور صحرا دونوں مقام مراد لیے ہوں لیکن اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی دلیل نہیں کہ جس سے ہمارے لیے واضح ہو کہ آپ نے دو معنوں میں سے فلاں معنی مراد لیا ہے حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی حضرت سلمان سے روایت حضرت

وحديث معقل بن أبي معقل وحديث أبي هريرة بما بيناه عن النبي صلى الله عليه وسلم فيحتمل ذلك أيضا **ثم** عدنا إلى ما روينا في الإباحة **فإذا** ابن عمر يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم على ظهر بيت مستقبل القبلة فاحتمل أن يكون ذلك على إباحته لاستدبار القبلة بالغائط والبول في الصحاري والبيوت واحتمل أن يكون ذلك على الإباحة لذلك في البيوت خاصة فكان أراد به فيما روي عنه في النهي على الصحاري خاصة فأولى بنا أن نجعل هذا الحديث زائدا على الأحاديث الأول غير مخالف لها فيكون هذا على البيوت وتلك الأحاديث الأول على الصحاري وهذا قول مالك بن أنس۔

۷۷۷۔ **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب أنه سمع مالكا يقول ذلك **ثم** رجعنا إلى حديث أبي قتادة ففيه أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يبول مستقبل القبلة فقد يكون رآه حيث رآه ابن عمر فيكون معنى حديثه وحديث ابن عمر سواء أو يكون رآه في صحراء فيخالف حديث ابن عمر ويضاد الأحاديث الأول فهو عندنا غير ناسخ لها حتى يعلم يقينا أنه قد نسخها۔

وأما حديث جابر ففيه النهي من رسول الله صلى الله عليه وسلم عن استقبال القبلة واستدبارها لغائط أو بول ولم يبين مكانا فيحتمل أن يكون ذلك أيضا على ما فسرنا وبينا من حديث أبي أيوب فلا حجة فيه أيضا توجب مضادة حديث ابن عمر وأبي قتادة قال جابر في حديثه ثم رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يبول مستقبل القبلة فقد يحتمل أن يكون ذلك البول كان في المكان الذي لم يكن نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم الأول وقع عليه

معقل بن ابی معقل کی روایت اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اس کا بھی [illegible] مفہوم ہو سکتا ہے۔ پھر ہم اباحت کی روایات کی طرف [illegible] تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر کی چھت پر قبلہ رُخ بیٹھے دیکھا تو اس میں احتمال ہے کہ اس میں صحراؤں اور گھروں میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے کا جواز ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ صرف گھروں میں جواز ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نہی کی روایات مروی ہیں ان میں آپ نے صرف صحراؤں میں ممانعت کا ارادہ فرمایا ہو تو ہمارے لیے بہتر ہے کہ اس حدیث کو پہلی حدیث پر زائد قرار دیں اس کی مخالفت شمار نہ کریں لہٰذا یہ گھروں سے متعلق ہو اور وہ پہلی حدیث صحراؤں سے متعلق ہو۔ یہ حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کا قول ہے۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مالک کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا پھر ہم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہو سکتا ہے انہوں نے آپ کو اسی طرح دیکھا ہو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا تو ان کی روایت اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا ایک ہی مفہوم ہوگا۔ یا انہوں نے آپ کو صحرا میں دیکھا تو یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے خلاف ہوگی۔ تو یہ پہلی حدیث کے لیے ناسخ ہوگی لیکن ہمارے نزدیک یہ اس وقت ناسخ نہیں ہو سکتی جب تک یقین سے معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے ان کو منسوخ کر دیا جہاں تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قضائے حاجت اور پیشاب کے لیے قبلہ رُخ ہونے اور اُدھر پیٹھ کرنے کی ممانعت ہے لیکن جگہ کا بیان نہیں ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ اس کا مفہوم بھی وہی ہو جو ہم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت کے سلسلے میں وضاحت و تفسیر کی ہے لہٰذا اس میں بھی ایسی کوئی دلیل نہیں جو حضرت ابن عمر اور

فلم نعلم شيئا من هذه الآثار نسخ شيئا منها شيء

ثم عدنا إلى حديث عراك نفسه أنه ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم أن ناسا يكرهون استقبال القبلة بفروجهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حولوا مقعدتي مستقبل القبلة **فقد** يجوز أن يكون أنكر قولهم لأنهم كرهوا ذلك في جميع الأماكن فأمر بتحويل مقعدته نحو القبلة ليرد عليهم وليعلم أنه لم يقع نهيه على ذلك وإنما وقع النهي على استقبالها في مكان دون مكان ويحتمل أن يكون أراد بذلك نسخ النهي الأول في الأماكن كلها لأن النهي كان قد وقع في الآثار الأول عن ذلك فليس فيه دليل أيضا على نسخ ولا غيره **فلما** كان حكم هذه الآثار كذلك كان أولى بنا أن نصححها كلها فنجعل ما فيه النهي منها على الصحارى وما فيه الإباحة على البيوت حتى لا تتضاد منها شيء۔

۷۷۱ - **وقد** حدثنا ابن أبي عمران قال ثنا إسحاق بن إسماعيل قال ثنا حاتم بن إسماعيل قال ثنا يونس قال ثنا ابن وهب عن حاتم عن عيسى بن أبي عيسى الخياط ح وحدثنا إسماعيل قال ثنا عبيد الله بن موسى قال ثنا عيسى عن الشعبي أنه سأله عن اختلاف هذين الحديثين فقال الشعبي صدقا والله أما حديث أبي هريرة فعلى الصحارى إن لله ملائكة يصلون فلا تستقبلوهم وإن حشوشكم هذه لا قبلة فيها فعلى هذا المعنى تحمل هذه الآثار حتى

(ابو قتادہ رضی اللہ عنہم) کی روایات سے تضاد ثابت کرے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قبلہ رخ ہو کر پیشاب فرما رہے تھے تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ پیشاب اس جگہ ہو جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی نہی وارد نہیں ہوئی تو ہمیں ان روایات سے معلوم نہ ہوا کہ ان میں سے کس نے کس روایت کو منسوخ کیا۔

پھر ہم نے حضرت عراک رحمۃ اللہ کی روایت کی طرف رجوع کیا تو اس میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ اپنی شرمگاہوں کے ساتھ قبلہ رخ ہونا پسند نہیں کرتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری پیشاب گاہ کو قبلہ رخ کر دو تو ممکن ہے آپ نے ان لوگوں کے قول کا انکار فرمایا کیونکہ وہ اسے تمام مقامات میں ناپسند کرتے تھے تو آپ نے اپنی پیشاب گاہ کو قبلہ رخ کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کا رد ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ آپ کی نہی اس پر واقع نہیں ہوئی اور آپ کی طرف سے ممانعت بعض مقامات سے متعلق ہے بعض سے نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے تمام مقامات سے متعلق پہلی نہی کے نسخ کا ارادہ فرمایا ہو کیونکہ پہلی روایات میں ان تمام کے بارے میں نہی آئی ہے تو اس میں بھی نسخ وغیرہ پر کوئی دلیل نہیں۔ تو جب روایات کا حکم اس طرح ہے تو ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم ان تمام کی تصحیح کریں لہٰذا اس سلسلے میں جو ممانعت ہے اسے صحراؤں سے متعلق سمجھیں اور جو اباحت و جواز ہے وہ گھروں سے متعلق قرار دیں تاکہ ان میں سے کسی حدیث کا تضاد ثابت نہ ہو۔

حضرت عیسیٰ سے روایت ہے انہوں نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے ان دو (قسم کی) حدیثوں کے اختلاف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا دونوں حدیثیں سچی ہیں اللہ کی قسم! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحراؤں سے متعلق ہے بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں لہٰذا ان کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے اور تمہارے ان باغوں میں کوئی قبلہ نہیں تو ان روایات کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا تاکہ ان میں تضاد ثابت نہ ہو۔

وَيَتَضَادُّ مِنْهُمَا شَيْئٌ۔

بَابُ ۲۸۶ اَكْلِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ

۷۷۹ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ خَضْرَاوَاتِكُمْ هٰذِهِ ذَوَاتِ الرِّيْحِ فَلَا يَقْرَبُنَا فِيْ مَسَاجِدِنَا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ۔

۷۸۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَاْتِي الْمَسَاجِدَ۔

۷۸۱ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهَا يَعْنِي الثُّوْمَ۔

۷۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ يَوْمَ خَيْبَرَ۔

۷۸۳ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا وَيُؤْذِيْنَا فِيْ مَسْجِدِنَا۔

۷۸۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ الْحَنَفِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ

باب ۲۸۶: پیاز، لہسن اور گندنا کھانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تمہاری ان بو والی سبزیوں میں سے کوئی سبزی کھائے وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو اس چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس پودے سے کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس ساگ سے کھائے وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے حتی کہ اس کی بُو ختم ہو جائے اس سے لہسن مراد ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں لہسن کے کھانے سے منع فرمایا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے اس ساگ سے کچھ کھایا وہ ہماری مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا کہ وہ ہمیں اذیت نہ دے۔

حضرت عباد بن تمیم، اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس پودے

ابراهيم بن سعد عن الزهري عن عباد بن تميم عن عمه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من اكل هذه الشجرة فلا يقربن مساجدنا يعني الثوم۔

سے کھائے وہ ہماری مساجد کے قریب ہرگز نہ آئے لہسن مراد ہے۔

۴۸۵۔ **حدثنا** احمد بن ابي داؤد قال ثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث قال ثنا عبد العزيز بن صهيب قال سأل رجل انسا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في الثوم فقال يعني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من اكل من هذه الشجرة فلا يقربنا ولا يصلين معنا۔

حضرت عبدالعزیز بن صہیب فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کر کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لہسن کے بارے میں کچھ فرمایا ہو تو انہوں نے فرمایا یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس نے اس پودے سے کھایا وہ ہرگز قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے

۴۸۶۔ **حدثنا** محمد بن عمرو قال ثنا عبيد الله بن موسى عن ابن ابي موسى عن ابن ابي ليلى عن عطاء عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه البقلات فلا يقربنا في مسجدنا ولا يقربن مسجدنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس ساگ سے کھائے وہ ہماری مساجد میں ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔

۴۸۷۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا ابو الوليد قال ثنا قيس بن الربيع عن بشر بن بشير عن ابيه وكان من اصحاب الشجرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يجيئنا۔

حضرت بشر بن بشیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ اصحاب شجر سے تھے (صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور علیہ السلام کے دست اقدس پر بیعت کرنے والوں میں سے تھے) فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس پودے سے کھائے وہ ہم سے سرگوشی نہ کرے۔

۴۸۸۔ **حدثنا** علي بن معبد قال ثنا يونس بن محمد قال ثنا حكم بن عطية عن ابي الرباب عن معقل بن يسار قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسير له وانا نزلنا في مكان فيه ثوم فنبث اصحابه فيه فاكلوا منه ثم غدوا الى المصلى فوجد النبي صلى الله عليه وسلم ريح الثوم فقال لا تقربوا هذه الشجرة ثم تاتوا المساجد قال ثم جاء الثانية الى المصلى فوجدها فقال من اكل من هذه الشجرة فلا يقربن المصلى۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو ہم ایک ایسی جگہ اترے جہاں لہسن کے پودے تھے صحابہ کرام وہاں پھیل گئے اور انہوں نے اس سے کھایا پھر وہ مسجد میں گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن کی بو پائی آپ نے فرمایا اس درخت کے قریب نہ جاؤ کہ اس کے بعد مساجد میں آتے ہو فرماتے ہیں پھر دوسری بار مسجد میں آئے تو آپ نے بو محسوس فرمائی تو ارشاد فرمایا جو آدمی اس پودے سے کھائے وہ ہرگز مسجد کے قریب نہ آئے۔

۴۸۹۔ **حدثنا** فهد قال ثنا ابو غسان قال ثنا قيس عن ابي اسحق عن شريك بن حنبل عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اكل من هذه البقلة

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے اس ساگ سے کھایا وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے

فلا یقربنا او یوذینا فی مساجدنا

قال ابو جعفر فکرہ قوم اکل البقول ذوات الریح اصلا و احتجوا فی ذلک بهذہ الآثار **وخالفهم** فی ذلک آخرون وقالوا انما نهی النبی صلی اللہ علیه وسلم عن اکلها لا لانها حرام و لکن لئلا یوذی بریحها من یحضر معه المسجد **وقد** جاء فی ذلک آثار اخر ما قد دل علی ذلک۔

۷۹۰۔ **حدثنا** علی بن معبد قال ثنا عبد الوهاب ابن عطاء قال ثنا سعید عن قتادة عن سالم بن ابی الجعد عن معدان بن ابی طلحة الیعمری ان عمر بن الخطاب قال یا ایها الناس انکم لتاکلون من شجرتین خبیثتین هذا الثوم وهذا البصل ولقد کنت اری الرجل علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوجد منه ریحه فیوخذ بیدہ فیخرج الی البقیع فمن کان اکلها فلیمتهما طبخا

فهذا عمر قد اخبر بما کانوا یصنعون بمن اکلها علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وقد اباح هو اکلهما بعد ان یماتا طبخا فدل ذلک علی ان النهی عنه لم یکن للتحریم

۷۹۱۔ **وقد** حدثنا علی بن معبد قال ثنا یونس بن محمد قال ثنا خالد بن میسرة عن معاویة بن قرة عن ابیه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من اکل من هاتین الشجرتین الخبیثتین فلا یقربن مسجدنا فان کنتم لا بد آکلیهما فامیتوهما طبخا

فهذا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد اباح اکلهما بعد ذهاب ریحهما فدل ذلک ان نهیه عن اکلهما انما کان لکراهته ریحهما لا انهما حرام فی نفسهما۔

۷۹۲۔ **وقد** حدثنا علی بن شیبة قال ثنا یزید بن

یا فرمایا ہمیں اذیت نہ دے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے بُودار سبزیوں کو کھانا مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کا مطلب ان روایات سے استدلال کیا لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے اس لیے منع نہیں فرمایا کہ یہ حرام ہیں بلکہ اس لیے روکا کہ جو لوگ ان کے ساتھ مسجد میں موجود ہیں انہیں ان کی بُو سے اذیت نہ پہنچے اس سلسلے میں کچھ دوسری روایات آئی ہیں جو اس مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! بے شک تم ان دو خبیث پودوں سے کھاتے ہو یعنی لہسن اور پیاز ــــ اور میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیکھتا تھا کہ کسی شخص سے اس کی بُو پائی جاتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت البقیع کی طرف نکال دیا جاتا تو جو شخص ان دونوں کو کھانا چاہے وہ پکانے کے ذریعے ان کی بُو کو مٹا دے۔

تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو بتاتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے کھانے والے کے ساتھ کیا سلوک ہوتا تھا اور آپ نے ان دونوں کا کھانا جائز قرار دیا جب پکانے کے ذریعے بُو ختم کر دی جائے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس سے ممانعت حرام کرنے کے لیے نہیں ہے۔

حضرت معاویہ بن قرۃ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو آدمی ان دو بدبودار پودوں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے اگر تم نے ان کو ضرور کھانا ہے تو پکا کر ان کی بُو مٹا دو۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کھانا حلال قرار دیا جب ان کی بُو چلی جائے تو یہ بھی اس بات پر دلالت ہے کہ ان کے کھانے سے ممانعت ان کی ناپسندیدہ بُو کی وجہ سے ہے یہ بات نہیں کہ یہ ذاتی طور پر حرام ہیں۔

حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

هرون قال ثنا ابو هلال الراسبي وغيره عن حميد بن هلال عن ابي بردة بن ابي موسى عن المغيرة بن شعبة قال اكلت الثوم على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتيت المسجد وقد سبقت بركعة فدخلت معهم في الصلوة فوجد رسول الله صلى الله عليه وسلم ريحه فلما سلم قال من اكل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يقربن مصلانا حتى يذهب ريحها فاتممت صلاتي فلما سلمت قلت يا رسول الله اقسمت عليك الا اعطيتني يدك فناولني يده صلى الله عليه وسلم فادخلتها في كمي حتى انتهيت الى صدري فوجده معصوبا فقال ان لك عذرا۔

ففي قول رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اكل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يقربن في مسجدنا حتى يذهب ريحها دليل على انه انما نهى عن اكلها لئلا يؤذي ريحها من يحضره المسجد لا لان اكلها حرام۔

٧٩٢۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا سعيد بن عامر قال ثنا شعبة عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل من طعام بعث بفضله الى ابي ايوب قال فبعث اليه ذات يوم بقصعة لم يأكل منها فاتاه ابو ايوب فقال يا رسول الله احرام هو قال لا ولكن كرهته لريحه قال فانا اكره ما كرهت۔

٧٩٣۔ حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن عبيد الله بن ابي يزيد عن ابيه قال نزلت على ام ايوب الانصارية التي كان النبي صلى الله عليه وسلم نزل عليهم فحدثتني انهم تكلفوا له طعاما فيه بعض هذه البقول فاتوه فكرهه فقال لاصحابه كلوه فاني لست كاحد كم اني اخاف ان اوذي صاحبي۔

سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عہد رسالت میں لہسن کھایا پھر میں مسجد میں آیا ایک رکعت ہو چکی تھی میں صحابہ کرام کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بو محسوس ہوئی جب سلام پھیرا تو فرمایا جو شخص اس بدبودار پودے سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے یہاں تک کہ اس کی بو چلی جائے میں نے اپنی نماز مکمل کی جب سلام پھیرا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں اپنا ہاتھ مبارک پکڑا دیجئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک مجھے پکڑا دیا میں نے اسے اپنی آستین میں داخل کیا حتیٰ کہ اسے سینے تک پہنچا دیا تو آپ نے اسے پٹی باندھے ہوئے پایا تو فرمایا بے شک تمہارے لیے عذر ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ایک ہے کہ جو شخص اس بدبودار پودے سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے حتیٰ کہ اس کی بو چلی جائے اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اس کے کھانے سے اس لیے منع فرمایا کہ حاضرین مسجد کو اس سے اذیت نہ پہنچے اس لیے نہیں کہ اس کا کھانا حرام ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (فرماتے ہیں) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کھانا تناول فرماتے تو بچی ہوئی خوراک حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیج دیتے فرماتے ہیں آپ نے ایک دن ایک پیالہ بھیجا جس میں سے تناول نہیں فرمایا تھا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں لیکن میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں انہوں نے عرض کیا پھر جسے آپ ناپسند کرتے ہیں میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت عبید اللہ بن ابی یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت ام ایوب انصاری رضی اللہ عنہا جن کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے تھے ان کی والدہ میرے پاس آئیں انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک کھانا تیار کیا جس میں ان ساگ (لہسن) سے کچھ تھا تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور اپنے صحابہ کرام سے فرمایا اسے کھاؤ میں تم سے کسی کی مثل نہیں ہوں مجھے ڈر ہے کہ میں اپنے ساتھی (حضرت جبرئیل علیہ السلام) کے لیے اذیت کا باعث بنوں۔

۷۹۵۔ حدثنا یونس مرة اخرى قال ثنا سفيان عن عبيد الله قال سمعت ام ايوب الانصارية قالت نزل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقربت اليه طعاما فيه من بعض هذه البقول فلم يأكله وقال اني اكره ان اوذي صاحبي۔

حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں میں نے ام ایوب انصاریہ سے سنا وہ فرماتی تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جس میں ان سبزیوں میں سے کچھ تھا آپ نے تناول نہ فرمایا اور فرمایا کہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میرے ساتھی کو اذیت پہنچے۔

۷۹۶۔ وحدثنا ربيع المؤذن قال ثنا شعيب بن الليث قال ثنا الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الخير عن ابي رهم السماعي ان ابا ايوب حدثه قال قلت يا رسول الله كنت ترسل بالطعام فانظر فاذا رايت اثر اصابعك وضعت يدي فيه حتى كان هذا الطعام الذي ارسلت به فنظرت فيه فلم ار فيه اثر اصابعك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجل ان فيه بصلا فكرهت ان آكله من اجل الملك الذي يأتيني واما انتم فكلوه۔

حضرت ابو رہم سماعی سے مروی ہے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے پاس کھانا بھیجا کرتے تھے تو میں اسے دیکھتا اگر اس میں آپ کے مبارک انگلیوں کے نشانات پاتا تو اس میں اپنا ہاتھ ڈالتا حتی کہ یہ کھانا آیا جو آپ نے بھیجا میں نے اسے دیکھا تو مجھے آپ کی انگلیوں کے نشان نظر نہ آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس میں پیاز تھا تو میں نے اس فرشتے کی وجہ سے اس کا کھانا پسند نہ کیا جو میرے پاس آتا ہے لیکن تم اسے کھاؤ۔

۷۹۷۔ حدثنا صالح ابن عبد الرحمن الانصاري قال ثنا ابو عبد الرحمن المقرئ قال حدثني ابن لهيعة عن يزيد بن ابي حبيب فذكر باسناده مثله۔

حضرت ابن لہیعہ حضرت یزید بن ابی حبیب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۷۹۸۔ حدثنا ابن ابي داؤد قال ثنا عياش بن الوليد الرقام قال ثنا عبد الاعلى قال ثنا ابن اسحق قال حدثني يزيد بن ابي حبيب عن مرثد بن عبد الله عن ابي امامة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله غير انه لم يسم الشجرة۔

حضرت مرثد بن عبد اللہ حضرت ابو امامہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے اس پودے کا نام نہیں لیا۔

۷۹۹۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث عن بكر بن سوادة ان سفيان بن عبد الله حدثه عن ابي ايوب الانصاري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنحوه الا انه قال بصل او كراث وزاد في آخره وليس بمحرم۔

حضرت بکر بن سوادہ سے مروی ہے کہ حضرت سفیان بن عبد اللہ نے ان سے بیان کیا انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا البتہ انہوں نے پیاز اور گندنے کا ذکر کیا اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا کہ یہ حرام نہیں ہے۔

فقد اباح رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذه الآثار للناس

تو ان تمام روایات کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کے لیے پیاز اور گندنے کا کھانا مباح قرار دیا اور

إلى البصل والكراث وإن ذلك غير محرم. فإن قال قائل هذا الذي ذكرت إنما هو على ما كان منهما قد طبخ فأما ما كان غير مطبوخ فهو داخل في النهي الذي في الآثار الأول قيل له قد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ذكرنا عنه في هذه الآثار إنما أكرهه لريحه وقد أباح أصحابه أكله فما كانت ريحه فيه قائمة بعد الطبخ كان على حكمه قبل الطبخ وكان إنما كره أكله فيهما جميعا من أجل ريحه فدل إباحته أكله لهم بعد الطبخ وريحه موجودة على أن أكلهم إياه قبل الطبخ مباح لهم أيضا۔

---

۸۰۰ - **وقد حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني عطاء بن أبي رباح أن جابر بن عبد الله قال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو يعتزل مسجدنا فيقعد في بيته وإنه أتي بقدر أو ببدر فيه خضرات من بقول فوجد لها ريحا فسأل عنها فأخبر بما فيها من البقول فقال قربوها إلى بعض أصحابه كان معه فلما رآه كره أكله قال كل فإني أناجي من لا تناجي۔

۸۰۱ - **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال ثنا ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أكل من الكراث فلا يغشانا في مسجدنا حتى يذهب ريحها فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنسان۔

۸۰۲ - **حدثنا** عبد العزيز بن معاوية العتابي قال ثنا عبد الله بن صالح ح وحدثنا حسين بن نصر قال ثنا شبابة بن سوار قال ثنا إسرائيل عن مسلم

یہ حرام نہیں ——— اگر کوئی شخص کہے کہ یہ جو کچھ تم نے ذکر کیا تو یہ اس کے بارے میں ہے جو پکایا گیا لیکن جو کچا ہے وہ اس ممانعت میں داخل ہے جو پہلی روایات میں مذکور ہے تو اس شخص کو یوں جواب دیا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایات ہم نے نقل کی ہیں ان میں آپ نے فرمایا کہ میں اسے اس کی بُو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں اور آپ نے صحابہ کرام کے لیے اس کا کھانا حلال قرار دیا تو پکانے کے بعد بھی جب تک اس کی بُو باقی رہے گی اس کا وہی حکم ہوگا جو پکانے سے پہلے ہے کیونکہ آپ نے اسے دونوں صورتوں میں بُو کی وجہ سے ناپسند فرمایا اور آپ کا صحابہ کرام کے لیے پکانے کے بعد کھانا جائز قرار دینا جب کہ اس کی بُو باقی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ پکانے سے پہلے بھی ان کے لیے جائز تھا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے دور رہے یا فرمایا ہماری مسجد سے دور رہے وہ اپنے گھر میں بیٹھے آپ کے پاس ایک ہنڈیا یا تھال لایا گیا جس میں کچھ ساگوں کی سبزیاں تھیں آپ نے ان کی بُو محسوس فرمائی تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ کو ان ساگوں کے بارے میں بتایا گیا جو ان میں تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں بعض صحابہ کرام کی طرف لے جاؤ جو آپ کے ہمراہ تھے جب آپ نے دیکھا کہ وہ اسے کھانا پسند نہیں کرتے تو فرمایا تم کھاؤ بے شک میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم سرگوشی نہیں کرتے۔

حضرت ابو الزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے گندنا کھایا وہ ہماری مساجد میں ہمارے پاس نہ آئے حتی کہ اس کی بُو چلی جائے کیونکہ فرشتوں کو اس بات سے اذیت ہوتی ہے جس سے انسان کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت حبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں لہسن کھانے کا حکم دیا اور فرمایا اگر مجھ پر فرشتہ نہ اترتا تو میں بھی اسے کھاتا

دُخُوْرٍ عَنْ حَبَّةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَاْكُلَ الثُّوْمَ وَقَالَ لَوْلَا اَنَّ الْمَلَكَ يَنْزِلُ عَلَيَّ لَاَكَلْتُهُ

فَقَدْ دَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلٰى اِبَاحَةِ اَكْلِهَا مَطْبُوْخًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مَطْبُوْخٍ لِمَنْ تَعَدَ فِيْ بَيْتِهِ وَكَرَاهَةِ حُضُوْرِ الْمَسْجِدِ وَرِيْحُهُ مَوْجُوْدٌ لِئَلَّا يُؤْذِيَ بِذٰلِكَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ وَبَنِيْ اٰدَمَ فَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

بَابُ ٢٨٧ الرَّجُلِ يَمُرُّ بِالْحَائِطِ اَلَهُ اَنْ يَاْكُلَ مِنْهُ اَمْ لَا

٨٠٣۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَحْسِبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ عَلٰى حَائِطٍ فَلْيُنَادِ صَاحِبَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِنْ اَجَابَهُ وَاِلَّا فَلْيَاْكُلْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُفْسِدَ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى غَنَمٍ فَلْيُنَادِ صَاحِبَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِنْ اَجَابَهُ وَاِلَّا فَلْيَشْرَبْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُفْسِدَ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى هٰذَا فَجَعَلُوْا لِمَنْ مَرَّ بِالْحَائِطِ اَنْ يُنَادِيَ صَاحِبَهُ ثَلٰثًا فَاِنْ اَجَابَهُ وَاِلَّا فَاَكَلَ وَكَذٰلِكَ فِي الْغَنَمِ **وَخَالَفَهُمْ** فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَاْكُلَ مِنْ غَيْرِ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ فَاِنْ كَانَتْ ضَرُوْرَةٌ فَالْاَكْلُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَالشُّرْبُ لَهُ مُبَاحٌ قَالُوْا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِبَاحَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هِيَ عَلَى الضَّرُوْرَةِ۔

ترجمہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس کا کھانا مباح ہے پکا ہوا ہو یا نہ لیکن یہ اس کے لیے ہے جو گھر میں بیٹھے تک بو موجود ہو تو مسجد میں حاضری مکروہ ہے تاکہ وہاں حاضر فرشتوں اور انسانوں کو تکلیف نہ ہو ہم اسی پر عمل کرتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ٢٨٧ کسی کے باغ سے گزرتے ہوئے وہاں سے کھانا کیسا ہے

حضرت ابونضرہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے اور فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی باغ میں آئے تو تین مرتبہ آواز دے اگر جواب ملے تو ٹھیک ورنہ کھائے لیکن خراب نہ کرے اور جب بکری کے پاس آئے تو اس کے مالک کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دے تو ٹھیک ہے ورنہ (اس کا دودھ) پیئے لیکن نقصان نہ کرے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے انہوں نے کسی باغ سے گزرنے والے کے لیے یہ حکم بیان کیا ہے کہ وہ اس کے مالک کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دے تو ٹھیک ہے ورنہ کھائے اسی طرح بکری کا حکم ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ضرورت کے بغیر کھانا مناسب نہیں اگر ضرورت ہو تو اس سے کھانا اور پینا جائز ہے وہ فرماتے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث میں ایسی بات مروی ہے جو اس حدیث میں مذکور اباحت کے ضرورت سے مشروط ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

فذكروا ما حدثنا فهد قال ثنا مخول
۸۰۴- بن ابراهيم قال ثنا اسرائيل عن عبد الله بن
عصمة قال سمعت ابا سعيد الخدري يقول اذا
ارمل القوم فصبحوا الابل فلينادوا الراعي ثلثا
فان لم يجدوا الراعي ووجدوا الابل فليصطبحوا
من الراوية ان كان في الابل راوية ولا حق لهم
في بقيتها فان جاء الراعي فليمسكه رجلان ولا
يقاتلوه ويشربوا فان كان معهم دراهم فهو
حرام عليهم الا باذن اهلها

انہوں نے یہ ذکر کیا حضرت عبداللہ بن عصمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے جب کسی قوم کا توشہ ختم ہو جائے اور وہ صبح کے وقت اونٹوں کے پاس آئیں تو چرواہے کو تین بار پکاریں اگر چرواہے کو نہ پائیں اور اونٹوں کو پائیں تو پانی لانے والی اونٹنی کا دودھ دوہ لیں اگر ان میں پانی لانے والی اونٹنی ہو باقی اونٹوں میں ان کا کوئی حق نہیں پھر اگر چرواہا آ جائے تو دو آدمی اسے روکے رکھیں لیکن اس سے لڑائی نہ کریں اور دودھ پئیں اگر ان کے پاس درہم ہوں تو اب اونٹوں کے مالک کی اجازت کے بغیر دودھ پینا حرام ہے۔

ففي هذا الحديث
دليل على ان ما ابيح من ذلك في هذا الحديث الاول
انما هو على الضرورة **وقد** جاء عن رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم في غير هذا الحديث
ما يدل على هذا المعنى ايضا۔

تو اس حدیث میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ اس پہلی حدیث میں جو جواز ہے وہ ضرورت کے وقت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے علاوہ حدیث بھی مروی ہے جو اس معنی پر دلالت کرتی ہے۔

۸۰۵- **حدثنا** ربيع الجيزي قال ثنا اسحق بن
بكر بن مضر قال ثنا ابي عن يزيد بن الهاد عن مالك
ابن انس عن نافع عن ابن عمر انه سمع رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول لا يحتلبن احدكم ماشية
اخيه بغير اذنه ايحب احدكم ان يؤتى مشربته فيكسر خزانته فينتقل طعامه فانما تخزن
لهم ضروع مواشيهم اطعمتهم فلا يحتلبن احدكم
ماشية امرئ الا باذنه۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس کے توشہ خانہ میں آئے اس کا خزانہ توڑے اور کھانا اٹھا کر لے جائے ان کے جانوروں کے تھن ان کے کھانے کا خزانہ ہیں پس تم میں سے کوئی بھی کسی شخص کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔

۸۰۶- **حدثنا** بكار قال ثنا موسى بن اسمعيل
قال ثنا الثوري عن اسمعيل بن امية عن نافع عن
ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت اسماعیل بن امیہ حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۰۷- **حدثنا** ابن ابي داود قال ثنا محمد بن
المنهال قال ثنا شريك بن عبد الله عن عبد الله
ابن عصيم قال سمعت ابا سعيد الخدري رفعه
قال لا يحل لاحد يحل صرار ناقة الا باذن اهلها

حضرت عبداللہ بن عصیم سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اونٹنیوں کے گلے سے ان کی مالک کی اجازت کے بغیر کچھ لے کیونکہ وہ ان پر

فَاِنَّهٗ خَاتَمُهُمْ عَلَيْهَا۔

۸۰۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ اَنْ يَّاْخُذَ عَصَا اَخِيْهِ بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ قَالَ وَذٰلِكَ لِشِدَّةِ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ مَّالِ الْمُسْلِمِ۔

۸۰۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَارِثَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَثْرِبِيٍّ قَالَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِّنْ مَّالِ اَخِيْهِ شَيْءٌ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَقِيْتُ غَنَمَ ابْنِ عَمِّيْ اٰخُذُ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ اِنْ لَقِيْتَهَا تَحْمِلُ شَفْرَةً وَّزِنَادًا بِخَبْتِ الْجَمِيْشِ فَلَا تَهِجْهَا فَهٰذِهِ الْاٰثَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَا تَمْنَعُ مَا تَوَهَّمَ مَنْ ذَهَبَ فِيْ تَاْوِيْلِ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ اِلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ وَلَوْ ثَبَتَ مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ لَاحْتَمَلَ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ الْحَدِيْثُ كَانَ فِيْ حَالِ وُجُوْبِ الضِّيَافَةِ حِيْنَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا وَاَوْجَبَهَا لِلْمُسَافِرِيْنَ عَلٰى مَنْ حَلُّوْا بِهٖ۔

۸۱۰۔ فَاِنَّهٗ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْمِقْدَامِ اَبِیْ كَرِيْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَاِنْ اَصْبَحَ بِفِنَائِهٖ فَاِنَّهٗ دَيْنٌ اِنْ شَاءَ قَضَاهُ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَهٗ۔

۸۱۱۔ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

پُر (نشانی) ہے۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کی مرضی کے بغیر اس کی لاٹھی لے فرمایا یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مسلمان کا مال بڑی سختی سے حرام فرمایا۔

حضرت عمرو یثربی سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کے لیے اس کے بھائی کے مال سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی لینا جائز نہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اپنے چچا زاد بھائی کی بکری کو پاؤں تو کیا اس سے کچھ لے سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا اگر تو اس کو اس حالت میں پائے کہ اس کے ساتھ چھری اور آگ ہو اور بے آب و گیاہ زمین میں ہو تو اسے پریشان نہ کر۔

تو یہ روایات جو ہم نے بیان کی ہیں وہ اس شخص کے وہم کا ازالہ ہیں جو پہلی حدیث کی تاویل میں اس بات کی طرف گیا جو ہم نے ذکر کی ہے اگر اس کا موقف ثابت ہو جائے تو بھی اس بات کا احتمال ہے کہ یہ حدیث اس حالت سے متعلق ہو جب مہمان نوازی واجب تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا اور مسافر جہاں اتریں وہاں کے لوگوں پر اسے واجب قرار دیا۔

حضرت مقدام ابو کریمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان کی رات (کو خاطر تواضع کرنا) واجب ہے اگر صبح بھی اس کے صحن میں ہو تو وہ قرض ہے اگر چاہے تو اسے پورا کرے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

حضرت ابو داؤد فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ

٨١٢- قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مَنْصُورٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

٨١٣- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا ضَيْفٍ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَدْرِ قِرَاهُ وَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ۔

٨١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَمِّي قَالَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

٨١٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُؤْبَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ الْجُرَشِيِّ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ بِقَوْمٍ فَلَمْ يَقْرُوهُ كَانَ لَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ۔

٨١٦- حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَمُرُّ بِقَوْمٍ قَالَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا وَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي

فَأَوْجَبَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضِّيَافَةَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ وَجَعَلَهَا دَيْنًا وَجَعَلَ لِلَّذِي وَجَبَتْ لَهُ أَخْذَهَا كَمَا يَأْخُذُ الدَّيْنَ **ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ**

٨١٧- **فَمِمَّا** رُوِيَ فِي نَسْخِهِ مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ ثَنَا الْمِقْدَادُ بْنُ

حضرت وہیب نے حضرت منصور سے روایت کیا انہوں نے انہی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے پاس بطور مہمان جائے پھر مہمان محرومی کی حالت میں صبح کرے تو وہ اپنی مہمانی کا اندازہ لے سکتا ہے اور اس پر کوئی حرج نہیں۔

حضرت نعیم بن زیاد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے ہاں بطور مہمان جائے اور وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو اس کے لیے جائز ہے کہ مہمانی کا اندازہ ان سے حاصل کرے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں بھیجتے ہیں تو ہم ایک قوم کے پاس سے گزرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس اترو پھر وہ تمہارے لیے اس چیز کا حکم کریں جو مہمان کے لیے مناسب ہے تو اسے قبول کرو اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے مہمان کا مناسب حق وصول کرو۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روایات میں مہمان نوازی کو واجب قرار دیا اور اسے قرض قرار دیا اور جس کے لیے یہ واجب ہے اسے اجازت دی کہ وہ اسے قرض کی طرح وصول کر سکتا ہے پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اور میرا ساتھی اس حالت میں آئے کہ بھوک کی وجہ سے ہماری سماعت و بصارت ضائع ہونے کے قریب پہنچ

الأسود قال جئت أنا وصاحبان لي قد كادت أن تذهب أسماعنا وأبصارنا من الجوع فجعلنا نتعرض للناس فلم يضفنا أحد فأتينا النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله أصابنا جوع شديد فتعرضنا للناس فلم يضفنا أحد فأتيناك فذهب بنا إلى منزله وعنده أربعة أعنز فقال يا مقداد احلبهن وجزئ اللبن لكل اثنين جزءا وذكر حديثا طويلا۔

چکی تھی ہم لوگوں سے درخواست کرنے لگے (کہ وہ ہماری مہمان نوازی کریں) لیکن کسی نے بھی ہماری مہمان نوازی نہ کی ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں سخت بھوک لگی ہے ہم نے لوگوں سے درخواست کی لیکن کسی نے بھی ہماری مہمان نوازی نہیں کی اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں آپ ہمیں اپنے خانۂ اقدس میں لے گئے آپ کے پاس چار بکریاں تھیں فرمایا اے مقداد ان (بکریوں) کو دوہو اور ہر دو کے لیے ایک ایک حصہ کے طور پر تقسیم کرو انہوں نے طویل حدیث ذکر کی۔

۸۱۸ - **حدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن ثابت عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن المقداد بن عمرو قال قدمت المدينة أنا وصاحب لي ثم ذكر مثله۔

حضرت مقداد بن عمرو سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اور میرا ساتھی مدینہ طیبہ آئے پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

أفلا ترى أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يضيفوهم وقد بلغت بهم الحاجة إلى ما ذكر في هذا الحديث ثم لم يعنفهم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ذلك فدل ما ذكرنا على نسخ ما كان أوجب على الناس من الضيافة **وقد** ذكرنا فيما تقدم من كتابنا هذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مال المسلم على المسلم كحرمة دمه۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے ان کی مہمان نوازی نہیں کی حالانکہ ان کو وہ حاجت درپیش تھی جس کا حدیث میں ذکر ہوا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (صحابہ کرام) کے اس عمل پر انہیں جھڑکا نہیں، تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ آپ نے جو مہمان نوازی لوگوں پر واجب کی تھی وہ منسوخ ہو گئی — ہم نے اس سے پہلے اپنی اس کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان پر اس کے اپنے خون کی مثل حرام ہے۔

۸۱۹ - **وقد** حدثنا ربيع قال ثنا أسد قال ثنا ابن أبي ذئب عن عبد الله بن السائب عن أبيه عن جده أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يأخذ أحدكم متاع صاحبه لاعبا ولا جادا وإذا أخذ أحدكم عصا أخيه فليردها إليه۔

حضرت عبداللہ بن سائب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کا سامان نہ لے مذاق کے طور پر بھی اور سنجیدگی سے بھی، اور جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی لے تو اس کی طرف لوٹا دے صحابہ کرام نے مہمان نوازی کے سلسلے میں اس بات پر عمل کیا جو ہم نے ذکر کی ہے۔

۸۲۰ - **وقد** عمل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في الضيافة بما حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو داود قال ثنا أبان بن يزيد العطار قال ثنا يحيى بن أبي كثير قال ثنا عبد الرحمن مولى سعد بن أبي وقاص قال كنت مع سعد بن أبي وقاص في سفر

حضرت عبدالرحمن (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) فرماتے ہیں میں ایک سفر میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا ہمیں ایک دہقان بستی میں رات پڑ گئی وہاں کچھ اونٹ تھے جن پر سامان لدا ہوا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اگر تم سچے مسلمان بننے کا ارادہ رکھتے ہو تو اسی سے

فاذا انا الليل في قرية دهقان واذا الابل عليها
فانا لها فقال لي سعد ان كنت تريد ان تكون مسلما
حقا فلا تاكل منها شيئا فبتنا جائعين فهذا سعد
يقول ان سرك ان تكون مسلما حقا فلا تاكل
منها شيئا
فلا يكون ذلك الا وقد ثبت عنده حقيقة علمه
به اذ كان عنده من امور الاسلام ولم ياخذ اهل
القرية بحق الضيافة فدل ذلك دليل انه لم يكن حينئذ
الضيافة واجبة والله سبحانه تعالى اعلم .

کچھ بھی نہ کھانا چنانچہ ہم نے بھوک کی حالت میں رات گزاری - تو یہ
حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں اگر تمہیں سچا مسلمان بننا پسند
ہے تو اس سے کچھ نہ کھانا اور یہ بات نہیں ہو سکتی مگر اسی وقت جب ان
کا علم اس کے ساتھ ثابت ہو چکا ہو کیونکہ انہیں امور اسلام کا علم
حاصل تھا انہوں نے مہمان نوازی پر بستی والوں کی گرفت نہیں
کی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت مہمان نوازی واجب
نہ تھی ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

باب ۲۸۸ لبس الحرير

۸۲۱- **حدثنا** فهد قال ثنا عبد الله بن صالح
قال حدثني الليث بن سعد عن ابن ابي مليكة عن
المسور بن مخرمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قدمت عليه اقبية فبلغ ذلك ابي مخرمة فقال يا
بني انه قد بلغني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قدمت عليه اقبية فهو يقسمها فاذهب بنا اليه قال
فذهبنا فوجدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في
منزله فقال لي ابي يا بني ادع لي رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال المسور فاعظمت ذلك وقلت
كيف ادعو لك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
يا بني انه ليس بجبار فدعوت رسول الله صلى الله
عليه وسلم فخرج وعليه قباء من ديباج مزرر بذهب
فقال يا مخرمة هذا خبأته لك فاعطاه اياه

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا فقالوا لا باس بلبس
الحرير للرجال والنساء واحتجوا في ذلك بهذا الحديث
وخالفهم في ذلك آخرون فكرهوا لبس الحرير

باب ۲۸۸ ریشم پہننا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جبے آئے تو اس کی خبر میرے والد حضرت مخرمہ
رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے فرمایا اے بیٹے ! مجھے خبر ملی ہے کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جبے آئے ہیں اور آپ انہیں تقسیم
فرما رہے ہیں تو ہمیں وہاں لے جاؤ فرماتے ہیں ہم گئے تو سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خانۂ اقدس میں پایا میرے باپ نے مجھے فرمایا
بیٹے ! میرے لیے حضور علیہ السلام کو بلاؤ حضرت مسور فرماتے ہیں مجھے
یہ کام بھاری معلوم ہوا اور میں نے کہا کیا میں آپ کے لیے سرکار دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں ! انہوں نے فرمایا بیٹے ! نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سخت مزاج نہیں ہیں چنانچہ میں نے آپ کو بلایا آپ
باہر تشریف لائے اور آپ پر ایک ریشمی جبہ تھا اور اس میں
سونے . آپ نے فرمایا اے مخرمہ میں نے یہ تمہارے لیے چھپا رکھا
تھا چنانچہ آپ نے وہ (جبہ) ان کو دے دیا ۔
حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت
اسی بات کی طرف گئی ہے وہ فرماتے ہیں مردوں اور عورتوں کے لیے
ریشمی کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں ان حضرات نے اس (مندرجہ بالا)
حدیث سے استدلال کیا ہے . لیکن دوسرے حضرات نے ان کی

بِالرِّجَالِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِالْآثَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ الْمَرْوِيَّةِ فِي النَّهْيِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مخالفت کرتے ہوئے مردوں کے لیے ریشم پہننے کو مکروہ قرار دیا ہے انہوں نے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی متواتر روایات سے استدلال کیا ہے جن میں آپ نے اس سے منع فرمایا۔

۸۲۲۔ **فَمِنْهَا** مَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهَى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلٰثٍ أَوْ أَرْبَعٍ۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا البتہ دو، تین یا چار انگلیوں کی مقدار (کی اجازت ہے)۔

۸۲۳۔ **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلٰثٍ أَوْ أَرْبَعٍ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار کے علاوہ ریشم پہننے سے منع فرمایا۔

۸۲۴۔ **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ ثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِيَّاكُمْ وَالْحَرِيرَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْهُ وَقَالَ لَا تَلْبَسُوا مِنْهُ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِإِصْبَعَيْهِ۔

حضرت ابوعثمان نہدی فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ریشم سے اجتناب کرو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور اس سے نہ پہنو مگر اس قدر آپ نے دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔

۸۲۵۔ **حَدَّثَنَا** حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت حسین بن نصر فرماتے ہیں میں نے حضرت یزید بن ہارون سے سنا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۲۶۔ **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هٰكَذَا قَالَ فَعَلِمْنَا أَنَّهَا الْأَعْلَامُ۔

حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط آیا اس وقت ہم حضرت عتبہ بن فرقد کے ہمراہ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا مگر اس قدر، فرماتے ہیں تو آپ نے ہمیں بتایا کہ وہ نقش و نگار ہیں۔

۸۲۷۔ **حَدَّثَنَا** ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْوَضِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا وَرَأَى عَلٰى رَجُلٍ بُرْدًا يَتَلَأْلَأُ فَقَالَ فِيهِ

حضرت ابوالوضی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص پر چادر دیکھی جو چمک رہی تھی فرمایا کیا اس میں ریشم ہے اس نے کہا ہاں

حریر فقال نعم فاخذه وجمع سقیفتیه بین اصبعیه ثم شقه فقال اما انی لم احسدك علیه ولكن سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن الحریر۔

تو آپ نے وہ اس سے لیا اور اس کے دونوں حاشیوں (کناروں) کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھاڑ دیا اور فرمایا مجھے اس کی وجہ سے تم پر حسد نہیں لیکن میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ریشم سے منع فرمایا۔

---

۸۲۸ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عارم قال ثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ان عمر قال یا رسول الله انی مررت بعطارد او لبید وهو یعرض علیه حلة حریر فلو اشتریتها للجمعة وللوفود فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما یلبس الحریر فی الدنیا من لا خلاق له فی الآخرة۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں عطارد یا لبید کے پاس سے گزرا تو انہیں ریشمی جوڑا پیش کیا جا رہا تھا کیا اچھا ہوتا اگر آپ جمعۃ المبارک اور وفود سے ملاقات کے لیے اسے خرید لیتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

---

۸۲۹ - حدثنا یونس قال ثنا ابن وهب ان مالكا حدثه عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نحوه غیر انه لم یذكر عطاردا ولا لبیدا۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے عطارد یا لبید کا ذکر نہیں کیا۔

---

۸۳۰ - حدثنا یونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس وعمرو عن ابن شهاب عن سالم عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله وذكر ان الرجل عطارد او لبید۔

حضرت سالم اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں انہوں نے ذکر کیا کہ وہ مرد عطارد یا لبید تھے۔

---

۸۳۱ - حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث بن سعید قال ثنا یحیی بن ابی اسحق قال قال لی سالم بن عبد الله ما الاستبرق قلت ما غلظ من الدیباج وخشن منه فقال سمعت عبد الله بن عمر یقول رای عمر بن الخطاب علی رجل حلة من استبرق فاتی بها فقال یا رسول الله اشتر هذه فالبسها لوفد الناس اذا قدموا علیك فقال انما یلبس الحریر من لا خلاق له قال فمضی لذلك ما مضی ثم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعث الیه بحلة فاتاه بها فقال یا رسول الله بعثت الی بهذه وقد قلت

حضرت یحیی بن ابی اسحق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا "استبرق" کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا جو سخت اور دبیز قسم کا ریشمی کپڑا ہو تو انہوں نے فرمایا میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر استبرق کا ایک جبہ دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خرید لیں اور اسے لوگوں کے وفود آنے پر پہنا کیجئے انہوں نے فرمایا ریشم وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں فرماتے ہیں بات ادھر ادھر ہو گئی پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ایک ریشمی جوڑا بھیجا وہ لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض

فی مثل هذا ما قلت فقال انما بعثت الیک بها لتصیب بها مالا وکان عبد الله بن عمر یکره العلم فی الثوب من اجل هذا الحدیث۔

کیا یا رسول اللہ! یہ جوڑا میری طرف بھیج گیا حالانکہ آپ نے اس کے متعلق وہ بات فرمائی ہے آپ نے فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس سے مال حاصل کرو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کی بنیاد پر کپڑے میں ریشمی نقش و نگار کو بھی ناپسند کرتے تھے۔

۸۳۲ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا ابی قال سمعت الصعب بن زهیر یحدث عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن عبد الله بن عمر قال اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم اعرابی علیه جبة مکفوفة بحریر او قال مزررة بدیباج فقام الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم مغضبا واخذ بجامع جبته لجذبها به ثم قال الا اری علیک ثیاب من لا یعقل وهو حدیث طویل فاختصرنا منه هذا المعنی۔

حضرت عطاء بن یسار، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اس پر ایک جبہ تھا جس کی آستینیں ریشمی تھیں فرمایا اس کی گھنڈیاں ریشمی تھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصے کی حالت میں ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کے جبے کے دامنوں کو پکڑ کر کھینچا پھر فرمایا کیا میں تجھ پر بے عقل لوگوں کا لباس نہیں دیکھتا یہ طویل حدیث ہے ہم نے اختصار کے طور پر یہ مفہوم ذکر کیا ہے۔

---

۸۳۳ - حدثنا سلیمن بن شعیب قال ثنا الخصیب قال ثنا همام عن قتادة عن ابی شیخ الهنائی قال کنت فی ملا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عند معاویة فقال انشدکم الله هل تعلمون ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن لبس الحریر قالوا اللهم نعم قال وانا اشهد۔

حضرت ابو الشیخ ھنائی فرماتے ہیں میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا انہوں نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا فرماتے ہیں ان سب نے کہا ہاں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

۸۳۴ - حدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا حجاج قال ثنا همام فذکر باسناده مثله۔

حضرت محمد بن خزیمہ فرماتے ہیں ہم سے حجاج نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے ہمام نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے کی مثل ذکر کیا۔

۸۳۵ - حدثنا محمد قال ثنا حجاج قال ثنا حماد قال اخبرنی حمید عن بکر بن عبد الله عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انما یلبس الحریر من لا خلاق له۔

حضرت بکر بن عبد اللہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم وہ شخص پہنتا ہے جس کے لیے (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔

---

۸۳۶ - حدثنا محمد بن حمید قال ثنا عبد الله ابن یوسف قال ثنا یحیی بن حمزة قال ثنا الاوزاعی قال حدثنی یحیی بن ابی کثیر قال ثنا حمران قال

حضرت حمران نے بیان کیا فرماتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو کعبہ شریف میں چند انصار کو بلایا اور فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ

عن معاوية فدعا نفرا من الانصار في الكعبة فقال انشدكم الله الم تسمعوا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثياب الحرير فقالوا اللهم نعم قال وانا اشهد۔

اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا انہوں نے فرمایا ہاں سنا ہے فرمایا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں۔

٨٣٧۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر العقدي قال ثنا شعبة عن الحكم عن ابن ابي ليلى قال استسقى حذيفة بالمدائن فاتاه دهقان باناء من فضة فرمى به ثم قال اني كنت نهيته عنه فابى ان ينتهي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الشرب في آنية الذهب والفضة وعن لبس الحرير والديباج وقال هو لهم في الدنيا وهي لكم في الآخرة۔

حضرت ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں پانی طلب کیا تو ایک دیہاتی چاندی کا پیالہ لایا انہوں نے اسے پھینک دیا پھر فرمایا میں نے اس کو چاندی کے برتن سے منع کیا تھا تو یہ باز نہ آیا، بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے نیز حریر اور دیباج (ریشمی لباس) پہننے سے منع فرمایا اور فرمایا اسے دنیا میں ان (کفار) کے لیے چھوڑ دو اور آخرت میں یہ تمہارے لیے ہے۔

٨٣٨۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن الحكم عن ابن ابي ليلى مثله۔

حضرت شعبہ، حضرت حکم سے اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٨٣٩۔ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا ابو غسان قال ثنا مسعود بن سعد الجعفي عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الرحمن بن ابي ليلى مثله غسان قال ثنا مسعود بن سعد الجعفي عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الرحمن بن ابي ليلى مثله۔

حضرت یزید بن ابی زیاد حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٨٤٠۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو اسحق الضرير قال ثنا ابن عون عن مجاهد عن ابن ابي ليلى مثله۔

حضرت ابو اسحٰق ضریر فرماتے ہیں ہم سے ابن عون نے بیان کیا وہ حضرت مجاہد سے اور وہ ابن ابی لیلیٰ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٨٤١۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عاصم قال ثنا عمر بن سعيد عن ابيه عن علي بن عبد الله عن ابيه عن معاوية قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الحرير والذهب۔

حضرت علی بن عبد اللہ اپنے والد سے اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور سونا پہننے سے منع فرمایا۔

٨٤٢۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن ابي التياح عن رجل من بني ليث عن عمران بن حصين ان رسول الله صلى الله

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ.

۸۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ ثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ حَفْصٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت حفص لیثی، حضرت عمران بن حصین سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۴۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَيَّاشُ الرَّقَّامُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ مَطَرٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَلْبَسُ الْقَمِيْصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيْرِ وَأَوْمَى الْحَسَنُ إِلٰى جَيْبِ قَمِيْصِهٖ.

حضرت سعید بن مطر حضرت حسن سے اور وہ حضرت عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسی قمیص نہیں پہنتا جس کے کنارے پر ریشم لگا ہوا ہو حضرت حسن نے قمیص کے گریبان کی طرف اشارہ کیا۔

۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ أَبِيْ عَقِيْلٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ وَوَهْبٌ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر اور دیباج پہننے نیز سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا۔

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ثابت بنانی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۸۴۷۔ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا هِشَامُ ابْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ دَاوُدَ السَّرَّاجِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ وَلَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ يَلْبَسُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَا يَلْبَسُهُ هُوَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا اور اگر وہ جنت میں داخل ہو تو دیگر جنتی اسے پہنیں گے لیکن یہ نہیں پہنے گا۔

۸۴۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرة۔

آخرت میں بھی نہیں پہنے گا۔

٨٤٩۔ حدثنا مبشر بن الحسن قال ثنا ابو عاصم العقدی قال ثنا شعبة عن عبد العزیز بن صهیب وسألته عن الحریر فقال سمعت انسا فقلت عن النبی صلی الله علیه وسلم فقال شدیدا انه ذکر مثله۔

حضرت شعبہ حضرت عبدالعزیز بن صہیب سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے ان سے ریشم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے میں نے پوچھا کیا انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ تو فرمایا میں نے ٹھیک بیان کر دیا پھر اسی کی مثل ذکر کیا۔

٨٥٠۔ حدثنا یونس قال ثنا اسد قال ثنا شعبة عن حمید الطویل عن انس قال کنا نتحدث بذلك۔

حضرت حمید طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم یہ بات ایک دوسرے سے بیان کیا کرتے تھے۔

٨٥١۔ حدثنا یونس وبحر قال یونس اخبرنا ابن وهب وقال بحر ثنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان هشام بن ابی رقیة اللخمی حدثه قال سمعت مسلمة بن مخلد یخطب وهو یقول اما لکم فی القطن والکتان ما یغنیکم عن لبس الحریر وهذا رجل یخبرکم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قم یا عقبة فقام عقبة بن عامر فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من لبس الحریر فی الدنیا حرمه ان یلبسه فی الآخرة۔

حضرت ہشام بن ابی رقیہ لخمی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت مسلمہ بن مخلد سے سنا وہ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے تھے کیا تمہارے پاس روئی اور کتان (کا کپڑا) نہیں ہے وہ چیز نہیں جو تمہیں ریشم کے پہننے سے بے نیاز کر دے اور تم میں یہ شخص ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتا ہے پھر فرمایا اے عقبہ اٹھو تو حضرت عقبہ بن عامر نے کھڑے ہو کر بتایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو آدمی دنیا میں ریشم پہنے گا اس پر آخرت میں پہننا حرام ہے۔

٨٥٢۔ حدثنا محمد بن حمید بن هشام قال ثنا عبد الله بن یوسف قال حدثنی یحیی بن حمزة عن ابی الولید بن السائب ان الولید بن عثمان قال ثنا ابو امامة انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یلبس الحریر فی الدنیا الا من لا خلاق له۔

حضرت ابوامامہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا دنیا میں وہی شخص ریشم پہنتا ہے جس کے لیے (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔

٨٥٣۔ حدثنا حسین بن نصر ومحمد بن حمید قالا ثنا عبد الله بن یوسف قال ثنا یحیی بن حمزة قال حدثنی زید بن واقد ان خالد بن عبد الله بن ابی حسین حدثه قال حدثنی ابو هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا اور جس نے دنیا میں شراب نوشی کی وہ اسے آخرت میں نہیں پیئے گا اور جو آدمی چاندی اور سونے کے برتنوں میں پیتا ہے وہ آخرت کے دن ان میں نہیں پیئے گا پھر فرمایا اہل جنت کا لباس ہے اہل جنت کا مشروب ہے

فی الآخرة ومن شرب الخمر فی الدنیا لم یشربه فی الآخرة ومن شرب فی آنیة الفضة والذهب لم یشرب بها فی الآخرة ثم قال لباس اهل الجنة وشراب اهل الجنة وآنیة اهل الجنة.

اور جنت والوں کے برتن ہیں۔

ففی هذه الآثار المتواترة النهی عن لبس الحریر فاحتمل ان یکون نسخ ما فیه الاباحة للبسه واحتمل ان یکون ما فیه الاباحة هو الناسخ فنظرنا فی ذلک لنعلم الناسخ من ذلک من المنسوخ۔

تو ان متواتر روایات میں ریشم پہننے سے ممانعت ہے اس بات کا احتمال ہے کہ جن روایات میں اس کی اجازت ہے وہ منسوخ ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ جواز والی روایات ناسخ ہوں لہٰذا ہم نے ان میں غور و فکر کیا تاکہ ناسخ و منسوخ میں تمیز کر سکیں۔

٨٥٤- فاذا ابن ابی داود قد حدثنا قال ثنا محمد بن عبد الرحمن العلاف ثنا ابن سوار عن سعید عن قتادة عن انس ان اکیدر دومة اهدی الی النبی صلی الله علیه وسلم جبة من سندس وذلک قبل ان ینهی عن الحریر فلبسها فعجب الناس منها فقال والذی نفسی بیده لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة احسن من هذه۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سُندس کا جبہ بھیجا اور یہ ریشم پہننے کی ممانعت سے پہلے کی بات ہے آپ نے اسے پہنا تو صحابہ کرام کو بہت اچھا لگا آپ نے فرمایا اللہ کی قسم ! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے اچھے ہیں۔

٨٥٥- حدثنا یونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرنی ابن لهیعة واللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر انه سمع عقبة بن عامر یقول خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم وعلیه فروج حریر فصلی فیه ثم انصرف فنزعه وقال لا ینبغی لباس هذه للمتقین۔

حضرت ابوالخیر سے مروی ہے انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ پر ریشمی قبا تھا آپ نے اس میں نماز پڑھی فارغ ہوئے تو اسے اتار دیا۔ اور فرمایا یہ لباس متقی لوگوں کے مناسب نہیں۔

٨٥٦- حدثنا ابو بکرة قال ثنا ابو عاصم قال حدثنی عبد الحمید بن جعفر قال ثنا یزید بن ابی حبیب وذکر باسناده مثله۔

حضرت عبدالحمید بن جعفر فرماتے ہیں ہم سے حضرت یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٨٥٧- حدثنا یونس قال ثنا عبد الله بن یوسف قال ثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر عن عقبة بن عامر انه قال اهدی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فروج حریر

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشمی قبا پیش کیا گیا آپ نے اسے پہنا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا

لُبْسَهُ ثُمَّ ذُكِرَ مِثْلُهُ

فَدَلَّتْ هٰذِهِ الْآثَارُ اَنَّ لُبْسَ الْحَرِيْرِ كَانَ مُبَاحًا وَاَنَّ النَّهْيَ عَنْ لُبْسِهٖ كَانَ بَعْدَ اِبَاحَتِهٖ فَعَلِمْنَا اَنَّ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ لُبْسِهٖ هُوَ النَّاسِخُ لِمَا جَاءَ فِيْ اِبَاحَةِ لُبْسِهٖ وَهٰذَا اَيْضًا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَاَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ۔

تو یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریشم کا پہننا جائز تھا اور اس سے ممانعت جواز کے بعد آئی ہے تو ہمیں معلوم ہوا کہ اسے پہننے کے سلسلے جو ممانعت ہے وہ جواز کے لیے ناسخ ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور اکثر علماء رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۸۵۸۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَمَّهٗ اِسْمٰعِيْلَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ دَخَلَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عُمَرَ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ مِّنْ حَرِيْرٍ وَقُلْبَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَشَقَّ الْقَمِيْصَ وَفَكَّ الْقُلْبَيْنِ وَقَالَ اذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ۔

اس سلسلے میں صحابہ کرام سے بھی مروی ہے حضرت سعد بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا حضرت اسماعیل بن عبدالرحمٰن، حضرت عبدالرحمٰن کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان پر ریشمی قمیص اور سونے کے دو کنگن تھے، آپ نے قمیص کو پھاڑ دیا اور کنگن جدا کر دیئے اور فرمایا اپنی ماں کے پاس جاؤ۔

۸۵۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ قَالَ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَامِرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ اَتَيْنَا عُمَرَ وَعَلَيْنَا مِنْ ثِيَابِ اَهْلِ فَارِسٍ اَوْ قَالَ كِسْرٰى فَقَالَ بَرَّحَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْوُجُوْهَ فَرَجَعْنَا فَاَلْقَيْنَاهَا وَلَبِسْنَا ثِيَابَ الْعَرَبِ فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقَالَ اَنْتُمْ خَيْرٌ مِّنْ قَوْمٍ اَتَوْنِيْ وَعَلَيْهِمْ ثِيَابُ قَوْمٍ لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ لَهُمْ لَمْ يُلْبِسْهُمْ اِيَّاهَا لَا يَصْلُحُ اَوْ لَا يَحِلُّ اِلَّا مُصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا يَعْنِي الْحَرِيْرَ۔

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم پر ایرانیوں کا یا فرمایا اہل کسریٰ کا لباس تھا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان چہروں کو دُور کر دے تو ہم نے وہ کپڑے اتار کر اہل عرب کا لباس پہن لیا پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا تم اس گروہ سے بہتر ہو جو میرے پاس آیا تھا اس حال میں کہ اس پر اس قوم کا لباس تھا، اگر اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا تو ان کو وہ لباس نہ پہناتا مناسب نہیں یا فرمایا حلال نہیں مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار، یعنی ریشم۔

۸۶۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ سُمَيْعٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ رَاٰى عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلٰى رَجُلٍ جُبَّةً فِيْ صَدْرِهٖ لِبْنَةٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ مَا هٰذَا الشَّيْءُ الَّذِيْ تَحْتَ لِحْيَتِكَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّمَا يَعْنِي الدِّيْبَاجَ۔

حضرت ابو عمرو شیبانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر جبہ دیکھا جس کے سینے میں گریبان ریشمی تھا تو فرمایا یہ تمہاری داڑھی کے نیچے کیا ہے وہ شخص دیکھنے لگا تو ایک شخص نے اس سے کہا ان کی مراد ریشم ہے۔

٨٦١ - حدثنا أبو بكرة قال ثنا إبراهيم بن بشار قال ثنا سفيان عن عمرو عن صفوان بن عبد الله بن صفوان قال استأذن سعد بن أبي وقاص على ابن عامر وتحته مرافق من حرير فأمر بها فرفعت فدخل عليه سعد وعليه مطرف شطره خز وشطره حرير فقال له ابن عامر يا أبا إسحاق استأذنت علي وتحتي مرافق من حرير فأمرت بها فرفعت فقال نعم الرجل أنت يا ابن عامر إن لم تكن من الذين قال الله عز وجل أذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها لأن أضطجع على جمر الغضا أحب إلي من أن أضطجع على مرافق حرير قال فهذا عليك مطرف شطره خز وشطره حرير قال إنما يلي جلدي منه الخز.

٨٦٢ - حدثنا أبو بكرة قال ثنا إبراهيم قال ثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن طلق بن حبيب قال قلت لابن عمر أرأيت هذا الذي تقول في هذا الحرير أشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم أو وجدته في كتاب الله عز وجل قال ما وجدته في كتاب الله ولا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكني رأيت أهل الإسلام يكرهونه.

٨٦٣ - حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا ابن الخصيب قال ثنا يزيد بن زريع عن عبد الله بن عون قال لا أعلمه إلا قال عن الحسن قال دخلنا على ابن عمر بالبطحاء فقال له رجل إن ثيابنا هذه يخالطها الحرير قال دعوه قليله وكثيره.

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن ما حرم من ذلك فقد دخل فيه النساء والرجال جميعا واحتجوا في ذلك بقول النبي صلى الله

حضرت صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ابن عامر کے پاس جانے کی اجازت طلب کی ان کے نیچے ریشمی گدے تھے انہوں نے حکم دیا تو وہ ہٹا دیا گیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو ان پر ریشمی نقش ونگار والی چادر تھی حضرت ابن عامر نے ان سے فرمایا اے ابو اسحاق آپ نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور میرے نیچے ریشمی گدے تھے تو میں نے انہیں ہٹانے کا حکم دیا انہوں نے فرمایا اے ابو عامر! آپ اچھے آدمی ہیں اگر آپ اُن لوگوں میں سے نہ ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنی پاکیزہ اشیاء دنیا میں لے گئے اور تم نے نفع اٹھایا البتہ مجھے جھاؤ درخت کی چنگاری پر لیٹنا ریشم کے گدوں پر لیٹنے سے زیادہ پسند ہے اور یہ آپ پر ریشمی نقش ونگار والی چادر ہے جس کا نصف اون اور نصف ریشم ہے تو انہوں نے فرمایا میرے بدن سے اس کا پشمینہ متصل ہے۔

حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے ریشم کے بارے میں خبر دیجئے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پایا ہے انہوں نے فرمایا نہ تو میں نے کتاب اللہ میں پایا اور نہ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بلکہ میں نے دیکھا کہ مسلمان اسے ناپسند کرتے ہیں۔

حضرت یزید بن زریع حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں مجھے یہی معلوم ہے کہ وہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم مقام بطحاء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک شخص نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے ان کپڑوں میں ریشم ملا ہوتا ہے (تو کیا حکم ہے) تو انہوں نے فرمایا اسے چھوڑ دو تھوڑا ہو یا زیادہ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کچھ لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اس سے جو کچھ حرام ہے اس میں عورتیں اور مرد سب شامل ہیں انہوں نے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول

عليه وسلم من لبسه في الدنيا لم يلبسه في الآخرة و لم يخص في ذلك الرجال دون النساء **قالوا** انه لما آنية الذهب والفضة حرمت على المسلمين لانها آنية الكفار فاستوى في ذلك النساء و الرجال فكذلك الحرير لما حرم على المسلمين لانه لباس الكفار استوى فيه الرجال والنساء جميعا **فكان** من الحجة على من ذهب الى هذا القول انه قد نهى عن لبس الثياب المصبغات وقيل انها لباس الكفار۔

سے استدلال کیا آپ نے فرمایا جو شخص اسے دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا آپ نے اس سلسلے میں عورتوں یا مردوں کی تخصیص نہیں کی —— وہ فرماتے ہیں ہم دیکھتے کہ سونے اور چاندی کے برتن مسلمانوں پر حرام ہیں کیونکہ وہ کفار کے برتن ہیں تو اس میں مرد و عورت برابر ہیں تو اسی طرح جب ریشم مسلمانوں پر حرام ہے کیونکہ وہ کفار کا لباس ہے تو اس میں مرد و عورت برابر ہیں اس قول والوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ رنگے ہوئے کپڑوں کی ممانعت ہے اور کہا گیا کہ یہ کفار کا لباس ہے۔

۸۶۴۔ **وروی** عن رسول الله صلی الله علیه وسلم في ذلك ما حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى عن هشام عن يحيى بن ابي كثير عن محمد بن ابراهيم عن خالد بن معدان عن جبير بن نفير عن عبد الله بن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى عليه ثوبين معصفرين قال هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر دو زرد رنگ کے کپڑے دیکھے تو آپ نے فرمایا یہ کفار کا لباس ہے پس تم اسے نہ پہنو۔

۸۶۵۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا هرون بن اسمعيل الخزاز قال ثنا علي بن المبارك قال ثنا يحيى فذكر باسناده مثله

حضرت علی بن مبارک فرماتے ہیں ہمیں حضرت یحییٰ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

ففي هذا الحديث ان الثياب المصبغة ثياب الكفار۔

تو اس حدیث میں ہے کہ زرد رنگ کے کپڑے کفار کا لباس ہے۔

فنظرنا في ذلك هل حرم لبسها لهذه العلة على النساء ام لا۔

تو ہم نے اس میں غور کیا کہ کیا اس علت کی بنیاد پر اس کا پہننا عورتوں پر بھی حرام ہے یا نہ؟۔

۸۶۶۔ **فاذا** سليمن بن شعيب قد حدثنا قال ثنا الخصيب قال ثنا عمارة بن زاذان عن زياد النميري عن انس بن مالك قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم وعليه ثوب معصفر فقال له لو ان ثوبك هذا كان في تنور لكان خيرا لك فذهب الرجل فجعله تحت القدر او في التنور فاتى النبي صلى الله عليه وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس پر زرد رنگ کے کپڑے تھے آپ نے فرمایا اگر تمہارے یہ کپڑے تنور میں ہوتے تو تمہارے لیے بہتر تھا وہ شخص گیا اور اس نے اپنے کپڑے ہنڈیا کے نیچے یا تنور میں ڈال دیئے پھر وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تمہارے کپڑوں کو کیا ہوا اس نے عرض کیا میں نے وہی کیا جس کا آپ نے

قَالَ مَا فَعَلَ ثَوْبُكَ قَالَ صَنَعْتُ بِهِ مَا أَمَرْتَنِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهٰذَا أَمَرْتُكَ أَوَلَا أَلْقَيْتَهُ عَلَى بَعْضِ نِسَائِكَ

حکم دیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے اس بات کا حکم نہیں دیا تھا تو اپنی کسی عورت پر ڈال دیتا۔

فَكَانَ ذٰلِكَ النَّهْيُ عَلَى الرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ۔

تو یہ مردوں پر حرام کرتا تھا عورتوں پر نہیں۔

٨٦٧۔ وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ ثَنَا بُنْدَارٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَرَأَيْتُ عَلَيْهَا ثِيَابًا مُصَبَّغَةً۔

اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے حضرت ابومعشر، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان پر رنگین کپڑے تھے۔

٨٦٨۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَعَائِشَةُ وَأُمُّ حَبِيبَةَ يَلْبَسْنَ الْمُعَصْفَرَاتِ۔

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ام سلمہ، عائشہ صدیقہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہن زرد رنگ کے کپڑے پہنتی تھیں۔

٨٦٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ لِأَهْلِهِ لَا تَلْبَسُوا ثِيَابَ الطِّيبِ وَتَلْبَسُوا الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ مِنْ غَيْرِ الطِّيبِ۔

حضرت ابن جریج سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوالزبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنے گھر والوں سے فرما رہے تھے خوشبودار کپڑے نہ پہنو اور غیر خوشبودار زرد رنگ کے کپڑے نہ پہنو۔

٨٧٠۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَاتِ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ لَيْسَ فِيهِنَّ زَعْفَرَانٌ۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حالت احرام میں زرد رنگ کے کپڑے پہنتی تھیں جن میں زعفران نہیں ہوتی تھی۔

٨٧١۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَسْمَاءَ لَبِسَتْ إِلَّا الْمُعَصْفَرَ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَتْ لَتَلْبَسُ الثَّوْبَ يَقُومُ قِيَامًا مِنَ الْعُصْفُرِ فَمَا تُنْكِرُونَ أَنْ يَكُونَ الْحَرِيرُ كَذٰلِكَ فَيَكُونَ لُبْسُهُ

حضرت فاطمہ بنت منذر سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا مگر وہ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوتی تھیں حتیٰ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (وصال ہو گیا) اگر وہ ایسا کپڑا پہنتی تھیں جو زرد رنگ کی طرح ہوتا تھا — تو وہ اس بات کا کیوں انکار کرتے ہیں کہ ریشم کا حکم بھی یہی ہو یعنی مردوں پر حرام ہو لیکن عورتوں کے لیے حلال ہو — اگر وہ کہیں کہ تم اس

مکروہ للرجال غیر مکروہ للنساء فان قالوا فانتم لا تشبہون حکم لباس الحریر فی ہذا الباب بحکم استعمال آنیۃ الذہب والفضۃ۔

قیل لہم لان الثیاب المصبغۃ ہی من لباس وکذلک ثیاب الحریر والدیباج والذہب والفضۃ ہما من الاوانی واللباس بعضہ ببعض اشبہ منہ بالآنیۃ وہذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سلسلے میں ریشمی لباس کے حکم کو سونے اور چاندی کے برتنوں کے حکم کے مشابہ کیوں نہیں قرار دیتے۔

تو انہیں کہا جائے گا کہ رنگدار کپڑے لباس سے تعلق رکھتے ہیں اسی طرح حریر اور دیباج بھی لباس ہے جب کہ سونا اور چاندی برتنوں سے ہیں اور برتنوں کی نسبت لباس کو دوسرے لباس سے زیادہ مشابہت ہوتی ہے۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۸۶۲ - وقد روی فی ذلک ایضا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا شعیب بن اللیث قال ثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الصعبۃ عن رجل ہمدان ان یقال لہ افلح عن ابن زریر انہ سمع علی بن ابی طالب یقول ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی یسارہ ثم قال ان ہذین حرام علی ذکور امتی۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے حضرت ابن زریر سے مروی ہے انہوں نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں ریشم پکڑا اور بائیں میں سونا لیا پھر فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

۸۶۳ - حدثنا حسین بن نصر قال ثنا یزید بن ہرون قال ثنا محمد بن اسحق عن یزید بن ابی حبیب عن عبد العزیز بن ابی الصعبۃ عن ابی افلح عن عبد اللہ بن زریر الغافقی عن علی بن ابی طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبداللہ بن زریر غافقی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۶۴ - حدثنا فہد قال ثنا ابن ابی مریم قال اخبرنی ابن لہیعۃ عن یزید بن ابی حبیب عن عبد العزیز بن ابی الصعبۃ القرشی عن ابی علی الہمدانی عن عبد اللہ بن زریر قال سمعت علی بن ابی طالب یقول خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی احدی یدیہ ذہب وفی الاخری حریر فقال ہذان حرام علی ذکور امتی وحل لاناثہا۔

حضرت عبداللہ بن زریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ کے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے میں ریشم تھا فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں پر حلال ہیں۔

۸۶۵ - حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا

حضرت یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ حضرت عبدالعزیز

ابن لهيعة قال ثنا يزيد بن ابي حبيب ان عبد العزيز بن ابي الصعبة القرشي حدثه ثم ذكر باسناده مثله

بن ابی صعبہ قرشی نے ان سے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۷۶ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني عبد الرحمن بن زياد بن انعم عن عبد الرحمن بن رافع عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت عبدالرحمٰن بن رافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا۔

---

۸۷۷ - حدثنا ابراهيم بن منقذ وصالح بن عبد الرحمن قالا ثنا المقرئ عن عبد الرحمن بن زياد فذكر باسناده مثله.

حضرت ابراہیم بن منقذ اور صالح بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں ہم سے حضرت مقری نے بیان کیا انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زیاد سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۷۸ - حدثنا ابن ابي عمران وابن ابي داود وعلي بن عبد الرحمن وابو زرعة الدمشقي ومحمد بن خزيمة قالوا ثنا سعيد بن سليمان الواسطي عن عباد بن العوام قال ثنا سعيد بن ابي عروبة قال حدثني ثابت بن ارقم قال حدثتني عمتي انيسة بنت زيد بن ارقم عن ابيها زيد بن ارقم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله وزاد علي بن عبد الرحمن فقال له رجل انك تقول هذا وهذا امير المؤمنين علي بن ابي طالب ينهى عنه قالت وكان في يدي قلبان من ذهب فقال ضعيهما وركب حميرا له فانطلق ثم رجع فقال اعيديهما فقد سألته فقال لا بأس به.

حضرت ثابت بن ارقم فرماتے ہیں مجھے میری پھوپھی انیسہ بنت زید بن ارقم نے اپنے والد حضرت زید بن ارقم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا حضرت علی بن عبدالرحمٰن نے اس روایت میں اضافہ کیا کہ ان سے ایک شخص نے کہا تم یہ بات کہتے ہو اور یہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جو اس سے منع کرتے ہیں زید بن ارقم کی بیٹی نے کہا میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے فرمایا ان کو اتار دو پھر وہ اپنی خچر پر سوار ہو کر چلے گئے پھر واپس لوٹے اور فرمایا پہن لو میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

---

۸۷۹ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا ابن ابي مريم قال ثنا يحيى بن ايوب قال حدثني الحسن بن ثوبان وعمرو بن الحارث عن هشام بن ابي رقية قال سمعت مسلمة بن مخلد يقول لعقبة بن عامر قم فحدث الناس بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام عقبة فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كذب علي متعمدا فليتبوأ بيته من جهنم وسمعت رسول الله صلى الله عليه

حضرت ہشام بن ابی رقیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت مسلمہ بن مخلد کو دیکھا وہ حضرت عقبہ بن عامر سے فرما رہے تھے اٹھو اور لوگوں سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے چنانچہ حضرت عقبہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص مجھ سے جھوٹی بات منسوب کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہے۔

وسلم يقول الحرير والذهب حرام على ذكور امتي حل لاناثهم

٨٨٠ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا الحجاج بن المنهال الانماطي قال ثنا حماد بن سلمة عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن سعيد بن ابي هند عن ابي موسى الاشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الحرير والذهب حلال لاناث امتي حرام على ذكورها۔

حضرت سعید بن ابی ہند حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں پر حرام ہے۔

---

٨٨١ - حدثنا فهد قال ثنا ابن ابي مريم قال ثنا محمد بن جعفر قال اخبرني عبد الله بن سعيد ابن ابي هند عن ابيه عن ابي موسى الاشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

ایک دوسری سند سے حضرت سعید ابن ابی ہند حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فبين في هذه الآثار من قصد اليه بالنهي في الآثار الاول وانهم الرجال دون النساء فقال لآخرون نقد روي عن ابن عمر وابن الزبير انهما جعلا قول النبي صلى الله عليه وسلم من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة على الرجال والنساء

تو ان روایات سے واضح ہو گیا کہ پہلی روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کرنے میں کس کا قصد کیا یعنی مردوں کا ارادہ فرمایا عورتوں کا نہیں دوسرے حضرات فرماتے ہیں حضرت ابن عمر اور حضرت عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا سے عورت اور مرد دونوں مراد لیے ہیں۔

٨٨٢ - وذكروا في ذلك ما حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داود قال ثنا هشيم عن ابي بشر عن يوسف بن ماهك قال سألت امرأة ابن عمر قالت اتحلى بالذهب قال نعم قالت فما تقول في الحرير قال يكره ذلك قالت ما يكره اخبرني حلال هو ام حرام قال كنا نتحدث ان من لبسه في الدنيا لم يلبسه في الآخرة۔

وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کرتے ہیں حضرت یوسف بن ماہک سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک عورت نے پوچھا کہ کیا میں سونا پہن سکتی ہوں انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ ریشم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ مکروہ ہے اس نے کہا مکروہ کا کیا مطلب ہے مجھے بتائیے کہ حلال ہے یا حرام فرمایا ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ جو شخص اسے دنیا میں پہنتا ہے وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

٨٨٣ - حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا خالد ابن نزار قال ثنا عبد العزيز بن ابي داود عن نافع عن ابن عمر ان امرأة سألته عن لبس الحرير فكرهه فقالت ولم فقال لها اما اذا ابيت فسأخبرك

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ان سے ریشم پہننے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے مکروہ قرار دیا اس نے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا جب تو انکار کرتی ہے تو میں تمہیں بتاتا ہوں

كُنَّا نَقُولُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

ہم کہا کرتے تھے کہ جو آدمی اسے دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔

۸۸۴ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تُلْبِسُوا نِسَاءَكُمُ الْحَرِيرَ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَأَنَا أَقُولُ مَنْ لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ۔

حضرت ابو دینار خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا آپ خطبہ دے رہے تھے فرمایا لوگو اپنی عورتوں کو ریشم نہ پہناؤ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ جو آدمی اسے آخرت میں نہیں پہنے گا وہ جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس (جنت) میں ان کا لباس ریشم ہو گا۔

---

۸۸۵ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا تُلْبِسُوهُ نِسَاءَكُمْ وَلَا أَبْنَاءَكُمْ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ازرق بن قیس حارثی فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر سے سنا آپ آٹھ ذوالحجہ کو خطبہ دیتے ہوئے فرماتے تھے اے لوگو! ریشم نہ پہنو اور نہ اپنی عورتوں اور بیٹوں کو پہناؤ جو آدمی اسے دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔

---

۸۸۶ - **وَذَكَرُوا** فِي ذَٰلِكَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْنَعُ أَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيرَ وَيَقُولُ إِنْ كُنْتُنَّ تُحِبِّينَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيرَهَا فَلَا تَلْبَسْنَهَا فِي الدُّنْيَا

انہوں نے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا حضرت ابو غسانہ معافری بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے سنا وہ خبر دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زیورات اور ریشم (پہننے) والوں کو منع کرتے اور فرماتے تھے اگر تم جنت کا زیور اور ریشم پسند کرتی ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔

قِيلَ لَهُمْ أَمَّا قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ بِهِ الرِّجَالَ خَاصَّةً وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِهِ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ وَمَا ذَكَرْنَا مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأَبِي مُوسَى يُخْبِرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان حضرات سے کہا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ جس نے اسے دنیا میں پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا آپ سے مروی ہے لیکن ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خاص مرد مراد لیے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مرد اور عورتیں دونوں مراد ہوں اور ہم نے جو حضرت علی المرتضیٰ، عبد اللہ بن عمر

فَمَا اُرِيدَ بِهِ الرِّجَالُ دُوْنَ النِّسَاءِ فَهُوَ اَوْلٰى وَهٰذَا مَعْنًى اَوْلٰى اَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهِ وَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَتّٰى اَيْضًا لِمَا ذَكَرْنَا تَبْلُغُهُ وَلَئِنْ كَانَ مَا ذَكَرُوْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ ذٰلِكَ حُجَّةً فَاِنَّ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ مِمَّا يُخَالِفُ ذٰلِكَ اَحْرٰى بِاَنْ يَكُوْنَ حُجَّةً وَقَدْ رُوِيَ فِيْ هٰذَا اَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ ۔

زبیر بن ارقم اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کی حدیث نقل کی ہے تو وہ خبر دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے صرف مرد مراد لیے ہیں اور عورتیں مراد نہیں ہیں تو یہ اولیٰ ہے اور اس حدیث کو اسی معنی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ ان روایات کے ساتھ تضاد ثابت نہ ہو جو ہم نے پہلے ذکر کی ہیں اور اگر ان کی حضرت ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے مروی روایات حجت ہو سکتی ہیں تو جو کچھ ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ دلیل بننے کے زیادہ لائق ہے ــــ اس سلسلے میں بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف بھی مروی ہے ۔

---

٨٨٧ ـ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاٰى عُمَرُ عُطَارِدَ التَّمِيْمِيَّ يُقِيْمُ فِي السُّوْقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَهَا لِوُفُوْدِ الْعَرَبِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلَلٍ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ اِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةٍ وَاِلٰى اُسَامَةَ بِحُلَّةٍ وَاَعْطٰى عَلِيًّا حُلَّةً فَاَمَرَهُ اَنْ يَشُقَّهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِهِ قَالَ وَرَاحَ اُسَامَةُ بِحُلَّتِهِ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظْرًا عَرَفَ اَنَّهُ كَرِهَ مَا صَنَعَ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتَشُقَّهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ ۔

حضرت وہب بن جریر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے والد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت نافع سے سنا وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عطارد تمیمی کو دیکھا وہ بازار میں ریشمی دھاری دار جوڑے کی قیمت لگا رہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ اسے عرب کے وفود کی آمد پر پہننے کے لیے خرید لیں (تو اچھا ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی جوڑے آئے تو آپ نے ایک جوڑا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا ایک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی طرف اور ایک جوڑا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کو دوپٹے بنا دیں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ یہ جوڑا پہن کر جانے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اس طرح دیکھا گویا انہوں نے اس عمل کو ناپسند کیا ہے تو آپ نے فرمایا ہم نے یہ تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

---

٨٨٨ ـ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَبْصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عطارد رضی اللہ عنہ پر ایک دھاری دار ریشمی جوڑا دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا

حُلَّةَ سِيَرَاءَ عَلَى عُطَارِدٍ فَكَرِهَهَا لَهُ وَنَهَاهُ عَنْهَا ثُمَّ إِنَّهُ كَسَا عُمَرَ مِثْلَهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ وَتَكْسُونِي هٰذِهِ فَقَالَ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهَا لِتُلْبِسَهَا النِّسَاءَ

فَأَخْبَرَ

ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ قَوْلَهُ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ إِنَّمَا قَصَدَ بِهِ الرِّجَالَ دُونَ النِّسَاءِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۸۸۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي عَوْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَ حَرِيرٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَقَالَ شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔

۸۹۰۔ وَرُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ الْحَنَفِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ مِنْ حَرِيرٍ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْكَرَاهَةَ فِي وَجْهِهِ فَأَطَرْتُهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِي۔

۸۹۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَوْنٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

۸۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

اور انہیں اس سے منع کر دیا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی مثل پہنایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت عطارد کے جوڑے کے بارے میں آپ نے وہ بات فرمائی اور مجھے یہ پہنایا ہے آپ نے فرمایا میں نے آپ کو یہ پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ یہ عورتوں کو پہنائیں۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی خبر دی کہ آپ کے ارشاد مبارک کہ وہ شخص ریشم پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، آپ نے اس سے مردوں کا قصد کیا عورتوں کا نہیں۔ بواسطہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے۔

حضرت ابو صالح حنفی سے مروی ہے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑے کا تحفہ بھیجا تو آپ نے ان کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور فرمایا اسے پھاڑ کر عورتوں کو دوپٹے بنا دیں۔

اور اس سلسلے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابو صالح حنفی فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی دھاری دار جوڑا بطور تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے وہ جوڑا مجھے بھیج دیا میں نے اسے پہنا تو آپ کے چہرۂ انور میں ناگواری محسوس کی تو میں نے اسے دوپٹوں کی صورت میں خواتین میں تقسیم کر دیا۔

حضرت شعبہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابو عون محمد بن عبداللہ نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت عبدالملک بن میسرہ، حضرت زید بن وہب سے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

٨٩٣ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ كَسَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَرُحْتُ فِيْهَا فَقَالَ لِيْ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَعْطَيْتُهَا طَرَفَهَا كَاَنَّهَا تَطْوِيْ مَعِيْ فَشَقَّقْتُهَا فَقَالَتْ تَرِبَتْ يَدَاكَ يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ مَاذَا جِئْتَ بِهٖ قُلْتُ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَلْبَسَهَا فَالْبَسِيْهَا وَاكْسِيْ نِسَاءَكِ۔

٨٩٤ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاؤُدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ فَاخِتَةَ عَنْ جَعْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَهْدٰى اَمِيْرُ آذَرْبِيْجَانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً مُسَيَّرَةً بِحَرِيْرٍ اِمَّا سَدَاهَا وَاِمَّا لُحْمَتُهَا فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْبَسُهَا قَالَ لَا اَكْرَهُ لَكَ مَا اَكْرَهُ لِنَفْسِيْ وَلٰكِنِ اجْعَلْهَا خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ قَالَ فَقَطَعْتُ مِنْهَا اَرْبَعَ خُمُرٍ خِمَارًا لِفَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ اُمِّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَخِمَارًا لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخِمَارًا لِفَاطِمَةَ بِنْتِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَخِمَارًا لِفَاطِمَةَ اُخْرٰى قَدْ نَسِيْتُهَا۔

٨٩٥ - حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ فَاخِتَةَ عَنْ جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُهْدِيَتْ لَهٗ حُلَّةٌ لُحْمَتُهَا اَوْ سَدَاهَا اِبْرِيْسَمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْبَسُهَا قَالَ لَا اَكْرَهُ لَكَ اِلَّا مَا اَكْرَهُ لِنَفْسِيْ وَلٰكِنْ اَقْطِعْهَا خُمُرًا لِلْفُلَانَةِ وَفُلَانَةَ وَ

حضرت یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حنین نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشمی جوڑا پہنایا آخر میں اسے پہن کر گیا آپ نے فرمایا اے علی! میں نے تمہیں یہ پہننے کے لیے نہیں دیا تو میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹا میں نے اس کا پلو ان کو پکڑایا گویا وہ میرے ساتھ اسے لپیٹ رہی تھیں پھر میں نے اسے پھاڑ دیا انہوں نے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم کیا لائے ہو میں نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے پہننے سے منع فرمایا لہٰذا تم خود پہنو اور دوسری خواتین کو پہناؤ۔

حضرت جعدہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آذربائیجان کے مالک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا بھیجا جس میں ریشم تھا یا تو اس کا تانا ریشم کا تھا یا بانا۔ آپ نے وہ میری طرف بھیج دیا میں اسے لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اسے پہن لوں آپ نے فرمایا نہیں میں تمہارے لیے بھی وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں بلکہ اسے فاطمہ نامی خواتین میں دوپٹوں کے طور پر تقسیم کردو فرماتے ہیں میں نے اس سے چار دوپٹے بنائے ایک دوپٹہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ) کے لیے ایک دوپٹہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک دوپٹہ حضرت فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کے لیے اور ایک اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے بنایا میں انہیں بھول گیا ہوں۔

حضرت جعدہ بن ہبیرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا پیش کیا گیا جس کا بانا یا تانا ریشم کا تھا فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اسے پہن لوں آپ نے فرمایا نہیں میں تمہارے لیے بھی وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں بلکہ فلاں فلاں عورتوں کے دوپٹے بنالو ان میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بھی ذکر کیا فرماتے ہیں میں نے اس کے چار دوپٹے بنادیے۔

ثَلَاثَةً وَذَكَرَ بِنْتِي فَاطِمَةَ قَالَ فَشَقَقْتُهَا أَرْبَعَ خُمُرٍ

۸۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيرٍ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْكَرَاهَةَ فِي وَجْهِهِ فَأَطَرْتُهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ۔

حضرت ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی جوڑا آیا تو آپ نے میری طرف بھیجا میں نے اسے پہنا تو آپ کے چہرۂ انور میں ناگواری کے اثرات دیکھے چنانچہ میں نے اسے خواتین کے درمیان دوپٹوں کے طور پر تقسیم کر دیا۔

---

۸۹۷ - وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ۔

اس سلسلے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے

حضرت زہری، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر ایک دھاری دار ریشمی چادر دیکھی۔

---

۸۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ۔

حضرت زبیدی، حضرت زہری سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۸۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَمَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ۔

حضرت اوزاعی اور حضرت معمر، حضرت زہری سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۰۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْخَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ ثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ قَالَ قَالَ وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ۔

حضرت بقیہ، حضرت زبیدی سے وہ حضرت زہری سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ "سیراء" سے مراد وہ چادر ہے جس کے کناروں پر ریشم ہو۔

۹۰۱ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدًا سِيَرَاءَ مِنْ حَرِيرٍ فَقَدْ ثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ مِمَّا قَدَّمْنَا فِي ذَلِكَ مِنَ النَّظَرِ إِبَاحَةُ لُبْسِ الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ

حضرت معمر، حضرت زہری سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر ریشم کی دھاری دار چادر دیکھی۔

"ان روایات سے وہ بات ثابت ہوگئی جو ہم نے قیاس سے ثابت کی ہے کہ عورتوں کے لیے ریشمی لباس پہننا جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول

عَلَيْهِمْ ۔

٩٠٢ - وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثنا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ ثنا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ نَزَعَ الْحَرِيرَ عَنِ الْغُلَامِ وَتَرَكَهُ عَلَى الْجَوَارِي قَالَ مِسْعَرٌ وَسَأَلْتُ عَنْهُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ فَلَمْ يَعْرِفْهُ ۔

بَابُ ٢٨٩ الثَّوْبِ يَكُونُ فِيهِ عَلَمُ الْحَرِيرِ أَوْ يَكُونُ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْحَرِيرِ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ قَدْ رَوَيْنَا فِي غَيْرِ هٰذَا الْبَابِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّهْيَ عَنِ الْحَرِيرِ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ ذٰلِكَ النَّهْيَ قَدْ وَقَعَ عَلَى قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ وَكَرِهُوا بِذٰلِكَ لُبْسَ الثَّوْبِ الْمُعْلَمِ بِعَلَمِ الْحَرِيرِ وَالثَّوْبِ الَّذِي لُحْمَتُهُ غَيْرُ حَرِيرٍ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا قَدْ وَقَعَ النَّهْيُ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى مَا جَاوَزَ الْأَعْلَامَ وَعَلَى مَا كَانَ سُدَاهُ غَيْرَ حَرِيرٍ لَا عَلَى ذٰلِكَ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رَوَيْنَا فِي بَابِ لُبْسِ الْحَرِيرِ عَنْ عُمَرَ فِي اسْتِثْنَائِهِ مِمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَرِيرِ الْأَعْلَامَ ۔

٩٠٣ - وَبِمَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثنا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ كَانَتْ لَنَا قَطِيفَةٌ عَلَمُهَا حَرِيرٌ فَكُنَّا نَلْبَسُهَا ۔

٩٠٤ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اشْتَرَى جُبَّةً فِيهَا خَيْطٌ أَحْمَرُ فَرَدَّهَا فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ

ہے ۔

حضرت مسعر حضرت عبد الملک بن میسرہ سے اور وہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے ریشمی کپڑا اتار دیا اور لڑکیوں پر چھوڑ دیا حضرت مسعر فرماتے ہیں میں نے اس سلسلے میں حضرت عمرو بن دینار سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

باب ٢٨٩ کپڑے میں ریشمی نقوش یا کچھ ریشم ہو

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے اس باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے ریشم سے منع فرمایا تو ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ ممانعت تھوڑے اور زیادہ سب سے متعلق ہے تو انہوں نے ایسے کپڑے کا پہننا مکروہ قرار دیا جس میں ریشم کے نقش و نگار ہوں اور وہ کپڑا جس کا بانا ریشم کا ہو۔
لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے ممانعت ہے جو نقش و نگار سے تجاوز کر جائے اور وہ جس کا تانا غیر ریشمی ہو اس کے علاوہ ممنوع نہیں ہے انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا جسے ہم نے ریشم پہننے کے باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے حرام ریشم سے نقش و نگار کو مستثنیٰ کیا۔
اور ان روایات سے استدلال کیا حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا فرمایا ہمارے پاس ایک چادر تھی جس پر ریشمی نقوش تھے تو ہم اسے پہنا کرتے تھے

حضرت مغیرہ بن زیاد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت ابو عمر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے ایک جبہ خریدا جس میں سرخ دھاری تھی تو انہوں نے اسے لوٹا دیا میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں

فَلَمَّا تَعَالَتْ تَوَّ بِنَا لِابْنِ عُمَرَ يَا جَارِيَةُ نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا جُبَّةً مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ وَالْكُمَّيْنِ وَالْفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ۔

علم ہوا اور انہیں یہ بات بتائی انہوں نے فرمایا ابن عمر کے پاس خوش ہے لے لڑکی! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک مجھے پکڑاؤ اس نے ایسا جبہ نکالا جس کا گریبان، آستینیں اور آگے پیچھے کا حصہ ریشم سے تھی۔

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ ح وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ وَأَمَّا السَّدَى وَالْعَلَمُ فَلَا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے سے منع فرمایا جو تمام کا تمام ریشم کا ہو لیکن تانا ریشم کا ہو یا نقش و نگار ہوں تو منع نہیں کیا۔

۹۰۶۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ خُصَيْفٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ إِبَاحَةُ لُبْسِ الثَّوْبِ مِنْ غَيْرِ الْحَرِيرِ إِذَا كَانَ فِيهِ مِنَ الْحَرِيرِ مِثْلُ الْعَلَمِ أَوْ كَانَتْ لُحْمَتُهُ غَيْرَ حَرِيرٍ إِذَا كَانَ سَدَاهُ حَرِيرًا وَمِمَّا دَلَّ عَلَى صِحَّةِ مَا قَالُوا مِنْ ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لُبْسِهِمُ الْخَزَّ۔

حضرت ابو غسان نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم سے حضرت زہیر بن معاویہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت خصیف سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔۔۔۔ تو ان روایات کے مطابق ایسا کپڑا پہننا جائز ہے جو ریشمی نہ ہو لیکن اس پر ریشمی نقش ہوں یا اس کا بانا غیر ریشمی ہو اور تانا ریشم کا ہو۔۔۔۔ ان کے قول کی صحت پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اون اور ریشم سے مخلوط کپڑا (خز) پہننا مروی ہے۔

۹۰۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ جُبَّةَ خَزٍّ۔

حضرت اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت شعبی سے ذکر کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ریشم اور اون سے بنا ہوا جبہ دیکھا۔

۹۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مِطْرَفَ خَزٍّ۔

حضرت یونس بن ابی اسحٰق حضرت عیزار بن حریث سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر خز کی ایک چادر دیکھی (ریشم اور اون سے مخلوط)

۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ جُبَّةً شَامِيَّةً قِيَامُهَا قَزٌّ قَالَ بُسْرٌ وَرَأَيْتُ عَلَى زَيْدٍ

حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت بشیر بن سعید نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما پر ایک شامی جبہ دیکھا جو اون اور ریشم سے بنا ہوا تھا حضرت بشر فرماتے ہیں میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ریشم کے بیل بوٹے والی چادر دیکھی۔

إنما ثياب خمائص معلمة.

۹۱۰ - حدثنا علي قال ثنا يحيى بن معين قال ثنا وهب بن جرير قال ثنا عبد الله بن عمر عن وهب بن كيسان قال رأيت سعد بن أبي وقاص وأبا هريرة وجابر بن عبد الله وأنس بن مالك يلبسون الخز.

حضرت وہب بن کیسان فرماتے ہیں میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص، ابوہریرہ، جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ خز پہنتے تھے۔

۹۱۱ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة أنها كست عبد الله بن الزبير مطرف خز كانت عائشة تلبسه.

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خز کی چادر پہنائی جسے وہ خود پہنا کرتی تھیں۔

۹۱۲ - حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا يحيى بن حسان قال ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار مولى بني هاشم قال قدمت على مروان بن الحكم مطارف خز فكساها ناسا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكأني أنظر إلى أبي هريرة وعليه منها مطرف أغبر كأني أنظر إلى طرائق الإبريسم فيه.

حضرت حماد بن سلمہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام حضرت عمار بن ابی عمار سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں مروان بن حکم کے پاس خز کی چادریں آئیں تو اس نے کچھ صحابہ کرام کو پہنائیں گویا میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ ان پر ان چادروں میں سے ایک بھوری خاکستری رنگ کی چادر تھی اور گویا میں اس میں ریشمی لکیریں دیکھ رہا ہوں۔

۹۱۳ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا صالح بن حاتم بن وردان قال ثنا يزيد بن زريع قال حدثني عبد الله بن عون قال رأيت على أنس بن مالك جبة خز ومطرف خز وعمامة خز.

حضرت عبد اللہ بن عون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر خز کا جبہ خز کی چادر اور خز ہی کا عمامہ شریف دیکھا۔

۹۱۴ - حدثنا ابن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا مهدي بن ميمون عن شعيب بن الحبحاب قال رأيت على أنس بن مالك جبة خز ومطرف خز أو قال وبرنس خز.

حضرت شعیب بن حجاب فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر خز کا جبہ، خز کی چادر یا فرمایا خز کی ٹوپی دیکھی۔

۹۱۵ - حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال ثنا شعبة عن محمد بن زياد أنه رأى على أبي هريرة مطرف خز.

حضرت شعبہ حضرت محمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر خز کی چادر دیکھی۔

تو یہ صحابہ کرام ہیں جو خز پہنتے تھے حالانکہ وہ ریشم سے

فهؤلاء أصحاب

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوا يَلْبَسُونَ الْخَزَّ وَقِيَامُهُ حَرِيرٌ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلْآخَرِينَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الْمَقَالَةِ أَنَّ الْخَزَّ يَوْمَئِذٍ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَرِيرٌ فَيُقَالُ لَهُمْ وَمَا دَلِيلُكُمْ عَلَى مَا ذَكَرْتُمْ وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي بَعْضِ هَذِهِ الْآثَارِ أَنَّ جُبَّةَ سَعْدٍ كَانَ قِيَامُهَا حَرِيرٌ وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ فِي كِتَابِنَا هَذَا فِي غَيْرِ هَذَا الْبَابِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَطْرُهَا خَزٌّ وَشَطْرُهَا حَرِيرٌ فَكَلَّمَهُ ابْنُ عَامِرٍ فِي ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَلِي جِلْدِي مِنْهُ الْخَزُّ فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ خَزَّهُمْ كَانَ كَخَزِّ النَّاسِ مِنْ بَعْدِهِمْ فِيهِ حَرِيرٌ وَفِيهِ خَزٌّ فَفِي ثُبُوتِ ذَلِكَ ثُبُوتُ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ أَبَاحَ لُبْسَ الثَّوْبِ مِنْ غَيْرِ الْحَرِيرِ الْمُعْلَمِ بِالْحَرِيرِ وَلُبْسَ الثَّوْبِ الَّذِي قِيَامُهُ حَرِيرٌ وَظَاهِرُهُ غَيْرُ حَرِيرٍ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

بتا ہے — اس قول والوں کے خلاف دوسرے حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ان دنوں خز میں ریشم نہیں ہوتا تھا — تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری اس بات پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے حالانکہ ہم نے بعض روایات میں نقل کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جبہ میں ریشم تھا اور ہم نے اسے اسی کتاب کے دوسرے باب میں روایت کیا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان پر جبہ تھا جس کا نصف خز تھا اور نصف حریر (ریشم) تھا انہوں نے اس سلسلے میں ابن عامر سے گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا میرے جسم کے ساتھ اس کی خز کا اتصال ہوتا ہے — تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کا خز بعد والوں کے خز کی طرح تھا اس میں ریشم اور خز والوں ہوتے تھے تو اس بات کا ثبوت ہے جس کی طرف جواز کے قائلین گئے ہیں کہ جو شخص ایسا غیر ریشمی کپڑا پہنے جس کے نقش و نگار ریشمی ہوں اور وہ ریشمی کپڑا جس کا اندرون ریشم اور ظاہر غیر ریشم ہو تو جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

بَابُ ۲۹۰ الرَّجُلِ يَتَحَرَّكُ سِنُّهُ هَلْ يَشُدُّهَا بِالذَّهَبِ أَمْ لَا

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الرَّجُلِ يَتَحَرَّكُ سِنُّهُ فَيُرِيدُ أَنْ يَشُدَّهَا بِالذَّهَبِ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَيْسَ لَهُ ذَلِكَ وَأَنْ يَشُدَّهَا بِالْفِضَّةِ كَمَا لَكَ.

۹۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ أَصْحَابُ الْإِمْلَاءِ مِنْهُمْ بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَشُدَّهَا بِالذَّهَبِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ لَا بَأْسَ أَنْ يَشُدَّهَا بِالذَّهَبِ كَذَلِكَ.

باب ۲۹۰، ہلتے ہوئے دانت کو سونے سے باندھنا

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فقہاء کرام کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جس کے دانت ہلتے ہوں تو وہ اسے سونے سے باندھنا چاہے حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں وہ اسے چاندی سے باندھ سکتا ہے۔

حضرت علی بن معبد نے حضرت محمد بن حسن سے انہوں نے حضرت امام ابویوسف سے اور انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ سے اسی طرح بیان کیا۔ اور اصحاب املاء جن میں بشیر بن ولید بھی ہیں بواسطہ امام ابویوسف، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ سونے سے باندھنے میں کوئی حرج نہیں حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ بھی اسی طرح فرماتے ہیں کہ سونے سے باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔

وكان من الحجة

لأبي حنيفة في قوله الذي رواه محمد عن أبي يوسف عنه أنه قد نهى عن الذهب والحرير فنهى عن استعمالهما وكان ما نهى عنه من الحرير قد دخل فيه لباسه وعصب الجراح به فكذلك ما نهى عنه من استعمال الذهب يدخل فيه شد الثنية به

وكان من الحجة لمحمد فيما ذهب إليه من ذلك على أبي حنيفة في روايته عن أبي يوسف عنه أن ما ذكر من تعصيب الجراح بالحرير إن كان ما فعل أنه علاج للجراح فلا بأس به لأن ذلك دواء كما أباح رسول الله صلى الله عليه وسلم للزبير بن العوام وعبد الرحمن بن عوف لبس الحرير من الحكة التي كانت بهما كذلك عصائب الحرير إن كانت علاجا للجرح لتقل مدته كما أن الثوب الحرير علاج للحكة فلا بأس بها وإن لم يكن علاجا للجرح فكانت هي وسائر العصائب في ذلك سواء فهي مكروهة فكذلك ما ذكرنا من الذهب إن كان يراد منه أنه لا ينتن كما تنتن الفضة فلا بأس به وقد أباح رسول الله صلى الله عليه وسلم لعرفجة بن أسعد أن يتخذ أنفا من ذهب۔

٩١٧ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا الحجاج بن منهال قال ثنا أبو الأشهب ح وحدثنا أبو بشر الرقي قال ثنا غسان بن عبيد الموصلي قال ثنا أبو الأشهب ح وحدثنا ابن أبي داود قال ثنا أحمد بن يونس قال ثنا أبو الأشهب عن عبد الرحمن بن طرفة عن جده عرفجة بن أسعد أنه أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فشكا ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأمره أن يتخذ أنفا من ذهب ففعل۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا جو قول حضرت امام محمد نے بواسطہ امام ابو یوسف نقل کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سونے اور ریشم سے منع کیا گیا تو ان کے استعمال سے بھی منع کیا گیا لہٰذا ریشم سے ممانعت میں اس کا لباس اور زخم کی پٹی بھی شامل ہے اسی طرح سونے سے ممانعت میں اس کے ساتھ دانتوں کو باندھنے کی ممانعت بھی شامل ہے۔ حضرت ابو یوسف نے جو کچھ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے نقل کیا اس کے خلاف حضرت امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ ریشم کے ساتھ زخمی کی پٹی کا جو ذکر کیا گیا ہے اگر وہ علاج کی غرض سے کیا گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ دوا ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے اس کی اجازت دی جو انہیں لاحق تھی اسی طرح ریشم کی پٹیاں زخم کے علاج کے طور پر ہوں تو بھی جائز ہے کیونکہ اس سے زخم کی مدت کم ہو جاتی ہے جس طرح ریشمی کپڑا خارش کا علاج ہے اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ زخم کے علاج کے طور پر نہ ہو تو اس سلسلے میں یہ اور دوسری پٹیاں برابر ہیں پس یہ مکروہ ہے اسی طرح سونے کے بارے میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا اگر مقصود یہ ہو کہ یہ بدبودار نہ ہو جیسے چاندی سے بدبو آنے لگتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کو سونے کا ناک لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت ابوالاشہب، حضرت عبدالرحمن بن طرفہ سے اور وہ اپنے دادا حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دور جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن ان کی ناک جاتی رہی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی تو اس سے بو آنے لگی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو آپ نے ان کو سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔

٩١٨ - حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا عبد الرحمن بن زياد والخصيب بن ناصح وأسد بن موسى قالوا ثنا أبو الأشهب عن عبد الرحمن بن طرفة عن عرفجة مثله۔

٩١٩ فقد أباح رسول الله صلى الله عليه وسلم لعرفجة بن أسعد أن يتخذ أنفا من ذهب إذ كان تنتن الفضة فلما كان ذلك كذلك في الأنف كان كذلك السن لا يشدها بالذهب إذا كان لا ينتن ويكون نتن الذي من الفضة مبيحا لاستعمال الذهب كما كان النتن الذي يكون منها في الأنف مبيحا لاستعمال الذهب مكانها فهذه حجة۔

وفي ذلك حجة أخرى إنا رأينا استعمال الفضة مكروها كما استعمال الذهب مكروه فلما كانا مستويين في الكراهة وقد عمهما النهي جميعا وكان شد السن بالفضة خارجا من الاستعمال المكروه كان كذلك شدها بالذهب أيضا خارجا من الاستعمال المكروه **فإن** قال قائل فقد رأينا خاتم الفضة أبيح للرجال ومنعوا من خاتم الذهب فقد أبيح لهم من الفضة ما لم يبح لهم من الذهب **قيل** له قد كان النظر ما حكينا وهو إباحة خاتم الذهب للرجال كخاتم الفضة ولكنا منعنا من ذلك وجاء النهي عن خاتم الذهب نصا فقلنا به وتركنا له النظر ولولا ذلك لجعلناه في الإباحة كخاتم الفضة فكذلك شد السن لما أبيح بالفضة ثبت أن شدها بالذهب كذلك حتى يأتي بالتفرقة بين ذلك سنة يجب بها ترك النظر كما جاء في خاتم الذهب سنة نهت عنه فثبتت بها الحجة ووجب لها ترك النظر فثبت بما ذكرنا ما قال محمد **فإن** قال قائل لما الذي روي في النهي

ایک دوسری سند سے ابوالاشہب، حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ سے اور وہ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کو سونے کی ناک بنوانے کی اجازت دی جب چاندی کی ناک سے بدبو آنے لگی جب ناک کا یہ حکم ہے تو دانت کا بھی یہی حکم ہوگا اسے سونے کے ساتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں جب اس سے بدبو نہ آئے لہٰذا چاندی کی وجہ سے آنے والی بو سونے کے استعمال کو جائز کر دے گی جیسا کہ چاندی کی وجہ سے ناک میں آنے والی بو نے اس کی جگہ سونے کا استعمال جائز کر دیا پس یہ دلیل ہے

اس سلسلے میں ایک اور دلیل بھی ہے وہ یہ کہ ہم دیکھتے ہیں سونے کے استعمال کی طرح چاندی کا استعمال بھی مکروہ ہے تو جب کراہت میں دونوں برابر ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم میں عموم رکھا ہے اور چاندی کے ساتھ دانت کو باندھنا کراہت سے خارج ہے تو اسی طرح سونے کے ساتھ باندھنا بھی مکروہ استعمال سے باہر ہوگا ــــ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم دیکھتے ہیں مردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی جائز ہے لیکن ان کو سونے کی انگوٹھی سے منع کیا گیا تو ان کے لیے چاندی سے وہ چیز جائز ہوگی جو سونے سے منع ہے۔ تو اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ قیاس تو وہی ہے جو ہم نے کہا یعنی مردوں کے لیے بھی چاندی کی انگوٹھی کی طرح سونے کی انگوٹھی بھی جائز ہونی چاہئے لیکن ہمیں اس سے منع کیا گیا اور سونے کی انگوٹھی سے ممانعت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واضح حکم آیا ہے لہٰذا ہم نے اس کا قول کیا اور اس کے لیے قیاس کو ترک کر دیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم چاندی کی انگوٹھی کی طرح اس کو جائز قرار دیتے اسی طرح جب دانت کو چاندی کے ساتھ باندھنا جائز ہے تو ثابت ہوا کہ اسے سونے کے ساتھ باندھنا بھی اسی طرح جائز ہوگا۔ جب تک کہ ان دونوں کے درمیان تفریق سنت

عن خاتم الذهب قيل له قد رويت عنه صلى الله عليه وسلم في ذلك آثار متواترة جاءت بها تجيء وسنذكرها في باب النهي عن خاتم الذهب ان شاء الله تعالى ۔

سے ثابت نہ ہو جائے جس کے پیش نظر قیاس کو چھوڑنا واجب ہو جس طرح سونے کی انگوٹھی کے بارے میں حدیث آتی ہے کہ اس سے منع کر دیا گیا پس اس سے حجت مکمل ہو گی اور اس کے پیش نظر قیاس کو چھوڑنا واجب ہوگا جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے امام محمد رحمہ اللہ کا قول ثابت ہو گیا ۔ اگر کوئی کہے کہ سونے کی انگوٹھی سے ممانعت کی روایت کر رہی ہے ۔۔۔ تو اسے کہا جائے گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں متواتر صحیح روایات آئی ہیں ہم ان شاء اللہ سونے کی انگوٹھی سے ممانعت کے باب میں انہیں ذکر کریں گے ۔

وقد روي عن جماعة من المتقدمين اباحة شد الاسنان بالذهب فمن ذلك ۔

متقدمین کی ایک جماعت سے سونے کے ساتھ دانت کو باندھنے کا جواز مروی ہے ۔

٩٢٠ ۔ **ما حدثنا** فهد قال ثنا ابو غسان و موسى بن داود قالا ثنا طعمة بن عمرو قال رأيت صفرة الذهب بين ثنايا او قال بين ثنيتي موسى ابن طلحة ۔

حضرت طعمہ بن عمرو فرماتے ہیں میں نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دو دانتوں کے درمیان سونے کی زردی دیکھی ۔

---

٩٢١ ۔ **حدثنا** ابن ابي داود قال ثنا سعيد بن سليمن قال ثنا حماد بن سلمة عن حميد الطويل قال رأيت الحسن شد اسنانه بالذهب ۔

حضرت حماد بن سلمہ حضرت حمید طویل سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے اپنی دانتوں کو سونے سے باندھا ہوا تھا ۔

٩٢٢ ۔ **حدثنا** سليمن بن شعيب قال ثنا اسد قال ثنا ابو الاشهب عن حماد قال رأيت المغيرة ابن عبد الله امير الكوفة قد ضبب اسنانه بالذهب فذكرت ذلك لابراهيم فقال لا بأس به

حضرت حماد فرماتے ہیں میں نے امیر کوفہ حضرت مغیرہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے سے باندھا ہوا تھا ۔

---

٩٢٣ ۔ **حدثنا** سليمن بن شعيب قال ثنا عبد الرحمن قال ثنا شعبة قال رأيت ابا التياح و ابا حمزة و ابا نوفل بن ابي عقرب قد ضببوا اسنانهم بالذهب ۔

حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں میں نے ابو التیاح ابو حمزہ اور ابو نوفل بن ابی عقرب کو دیکھا انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے سے باندھا ہوا تھا ۔

---

٩٢٤ ۔ **حدثنا** سليمن قال ثنا الخصيب قال رأيت عبيد الله بن الحسن قاضي البصرة قد شد اسنانه بالذهب

حضرت خصیب بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے بصرہ کے قاضی حضرت عبید اللہ بن حسن کو دیکھا انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے سے باندھا ۔

فَقَدْ وَافَقَ مَا رَوَيْنَا مِنْهُمْ مِنْ هٰذَا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى۔

بَابُ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ [٢٩]

٩٢٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَقِيلَ لَهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيمَةً فَأَلْبَسَنِيهِ وَقَالَ الْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُولُهُ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى إِبَاحَةِ لُبْسِ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا قَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَلْبَسُونَ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ۔

---

٩٢٦ - فَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي يَدِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَرَأَيْتُ فِي يَدِ صُهَيْبٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَرَأَيْتُ فِي يَدِ سَعْدٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ۔

٩٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ قُتِلَ وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ۔

٩٢٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قُتِلَ وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ۔

ترجمہ کچھ ہم نے روایت کیا وہ حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق ہے۔

باب [٢٩١]، سونے کی انگوٹھی پہننا

حضرت محمد بن مالک فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو مجھے پہنا دی اور فرمایا وہ چیز پہن لو جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں پہنائی ہے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سونے کی انگوٹھی پہنتی تھی۔

اس سلسلے میں انہوں نے ذکر کیا حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، حضرت صہیب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی اور حضرت سعد کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی (رضی اللہ عنہم)

حضرت عیسٰی بن طلحہ سے مروی ہے انہوں نے خبر دی کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ شہید ہوئے تو ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔

حضرت یحیٰی بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔

۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ ثَنَا اَبُو السَّفَرِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ ثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ ثَنَا یُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ ثَنَا اَبُو السَّفَرِ قَالَ رَاَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ

حضرت ابو السفر نے بیان کیا فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ پر سونے کی انگوٹھی دیکھی —

فَذَهَبُوْا اِلٰی تَقْلِیْدِ هٰذِهِ الْاٰثَارِ مَعَ مَا تَعَلَّقُوْا بِهٖ فِیْ ذٰلِكَ مِنْ حَدِیْثِ الْبَرَاءِ الَّذِیْ ذَکَرْنَاهُ فِیْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ وَلَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ مِنَ النَّظَرِ اَنَّهٗ قَدْ نَهٰی عَنِ اسْتِعْمَالِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ نَهْیًا وَاحِدًا وَمَنَعَ مِنَ الْاَکْلِ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ کَمَا مَنَعَ مِنَ الْاَکْلِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ فَلَمَّا کَانَ قَدْ سَوّٰی فِیْ ذٰلِكَ بَیْنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَجَعَلَ حُکْمَهُمَا وَاحِدًا ثُمَّ ثَبَتَ اَنَّ خَاتَمَ الْفِضَّةِ لَیْسَ مِمَّا نُهِیَ عَنْهُ کَانَ کَذٰلِكَ خَاتَمُ الذَّهَبِ وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَکَرِهُوْا خَاتَمَ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ۔

تو ان حضرات نے ان روایات کی تقلید کی اور اس کے علاوہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت جو ہم نے شروع میں بیان کی اسے بھی اپنایا پھر وہ قیاس کے ساتھ بھی ثابت کرتے ہیں وہ یوں کہ سونے اور چاندی سے ایک ہی نہی کے ساتھ منع کیا گیا چاندی کے برتنوں میں کھانے سے منع کیا گیا جیسا کہ سونے کے برتنوں میں کھانے سے روکا گیا تو جب اس مسئلے میں سونے اور چاندی کو برابر برابر رکھا گیا اور ان کے لیے ایک ہی حکم ہو گیا پھر یہ بات ثابت ہے کہ چاندی کی انگوٹھی سے منع نہیں کیا گیا تو سونے کی انگوٹھی کا حکم بھی یہی ہو گا — لیکن دوسرے حضرات نے اس مسئلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کو مکروہ جانتے ہیں۔

۹۳۰۔ وَاحْتَجُّوْا فِیْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ قَیْسٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح استدلال کیا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

۹۳۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرٰهِیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابن عباس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۳۲۔ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

حضرت ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین اپنے والد سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۳۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ قَیْسٍ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

حضرت ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین اپنے والد سے وہ حضرت ابن عباس سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور

حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۳۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَا ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔

حضرت یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم ابن عبداللہ بن حنین نے ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ مَرْيَمَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔

حضرت ہبیرہ بن مریم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۹۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخَتَّمْ بِالذَّهَبِ۔

حضرت حارث، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سونے کی انگوٹھی نہیں پہنتے۔

۹۳۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي الْكَنُودِ قَالَ أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ۔

حضرت ابوالکنود سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے حلقہ سے منع فرمایا۔

۹۳۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت وہب بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا وہ حضرت یزید سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۹۳۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا جَلَسَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِسَ خَاتَمَ حَدِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رخ انور پھیر لیا اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن لی آپ نے فرمایا یہ جہنمیوں کا لباس ہے وہ واپس لوٹا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

وَسَلَّمَ هٰذِهٖ لِبْسَةُ أَهْلِ النَّارِ فَرَجَعَ فَلَبِسَ خَاتَمَ وَرِقٍ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے ہے۔

۹۲۰۔ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

فَهٰذَا الْبَرَاءُ قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا خِلَافَ مَا رَوَيْنَا عَنْهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ۔

تو یہ حضرت براء رضی اللہ عنہ ہیں جن کے واسطے سے ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باب کے آغاز میں اس کے خلاف روایت کیا۔

۹۲۱۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ يَقُوْلُ أَشْهَدُ عَلٰى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔

حضرت ابوالتیاح بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے بنو لیث کے ایک آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۹۲۲۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ حَفْصٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت حفص لیثی، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۲۳۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

۹۲۴۔ **حَدَّثَنَا** ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ جَلَسَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَرَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ کے ساتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھی اس کے ہاتھ کو مارا پھر آپ نے توجہ پھیر لی اس شخص نے انگوٹھی پھینک دی پھر نبی کریم

يده بمخضيب كان في يده ثم غفل عنه نرمى الرجل خاتمه ثم نظر اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اين خاتمك فقال ألقيته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اظننا الا قد اوجعناك واغرمناك

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہاری انگوٹھی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے پھینک دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنے آپ کو گمان نہیں کرتے مگر ہم نے تجھے درد پہنچایا اور تیرا نقصان کیا۔

---

۹۲۵ - حدثنا بحر بن نصر قال ثنا ابن وهب قال اخبرني ابن لهيعة عن عمارة ابن غزية الانصاري عن سمي مولى ابي بكر عن ابي صالح عن ابي هريرة ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من ذهب فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فانطلق فلبس خاتما من حديد ثم جاء فاعرض عنه فانطلق فنزعه ولبس خاتما من ورق فاقره النبي صلى الله عليه وسلم واقبل اليه۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی آپ نے اس سے اعراض فرمایا وہ چلا گیا اور اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی پھر آیا تو آپ نے توجہ نہ فرمائی وہ چلا گیا اور انگوٹھی اتار دی اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا اور اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

فقد رويت هذه الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في النهي عن التختم بالذهب منها حديث البراء الذي قد ذكرناه فيها وهو اصح واثبت مما رويناه عنه في الاباحة فاحتمل ان يكون ما ذهب اليه الفريقين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ناسخا لما قد رواه الفريق الآخر فنظرنا في ذلك۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایات سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت میں مروی ہیں ان میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جسے ہم پہلے ذکر چکے ہیں اور یہ اس روایت سے زیادہ صحیح اور زیادہ ثابت ہے جو جواز کے بارے میں ان سے مروی ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فریق کی روایت کردہ احادیث دوسرے فریق کی روایات کے لیے ناسخ ہوں تو ہم نے اس سلسلے میں دیکھا۔

۹۲۶ - فاذا ابن ابي داود قد حدثنا قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى بن سعيد عن عبيد الله قال حدثني نافع عن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما من ذهب وجعل فصه مما يلي كفه فاتخذه الناس فرمى به واتخذ خاتما من ورق او فضة۔

حضرت نافع، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا صحابہ کرام نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنانی شروع کر دیں تو آپ نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی (راوی نے ورق یا فضہ کا لفظ استعمال کیا مفہوم وہی ہے۔)

۹۲۷ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو الوليد قال ثنا ابو عوانة عن ابي بشر عن نافع عن ابن

حضرت ابوبشر، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی

عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۴۸ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَامَ فَنَبَذَهُ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

حضرت قعنبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے پڑھا حضرت مالک بن انس پر پڑھا انہوں نے حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے پھر کھڑے ہوئے اور اسے پھینک دیا پھر فرمایا میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا تو صحابہ کرام نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

۹۴۹ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

حضرت اسماعیل بن جعفر، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۵۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ أَصْحَابُهُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ رَمٰى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَكَتَبَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ -

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی صحابہ کرام نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں پھر آپ نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" لکھا۔

---

۹۵۱ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت ابو عوانہ، حضرت ابو بشر سے وہ حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ قَدْ كَانَ لُبْسُهَا مُبَاحًا ثُمَّ نُهِيَ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَثَبَتَ أَنَّ مَا فِيهِ تَحْرِيمُ لُبْسِهَا هُوَ النَّاسِخُ لِمَا فِيهِ إِبَاحَةُ لُبْسِهَا فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ وَأَمَّا النَّظَرُ فِي ذٰلِكَ فَقَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ وَأَنَّهُ يُوَافِقُ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ ذَهَبَ فِي ذٰلِكَ إِلَى الْإِبَاحَةِ وَلٰكِنَّ السُّنَّةَ فِي ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ قَدْ حَظَرَتْ ذٰلِكَ وَمَنَعَتْ مِنْهُ.

ان روایات سے ثابت ہوا کہ سونے کی انگوٹھیوں کا پہننا جائز تھا پھر اس کے بعد منع کر دیا گیا اس سے ثابت ہو گیا کہ پہننے کی حرمت اس جواز کے لیے ناسخ ہے روایات کے طریقے پر اس باب کی وضاحت یہ ہے۔

اور قیاس کے طریقے پر اس کا بیان ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور دوسرے مقامات پر بھی ہم نے ذکر کیا اور وہ جواز کے قائلین کے موافق ہے لیکن اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ نے اسے منع فرمایا اور اس سے روکا گیا۔

---

۹۵۲ - وَمِمَّا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

ممانعت کے سلسلے میں مزید یوں مروی ہے حضرت نافع (ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام) حضرت حنین (ابن عباس رضی اللہ عنہما

خزیمۃ قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن عبید اللہ بن عمر عن نافع مولی ابن عمر عن حنین مولی ابن عباس عن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہاہ عن التختم بالذہب۔

کے غلام اسے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

۹۵۳۔ حدثنا محمد قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن محمد بن عمرو عن ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین عن ابیہ عن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

حضرت ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین اپنے والد سے وہ حضرت علی المرتضیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فان قال قائل فہل تجد عن احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک نہیا قیل لہ نعم۔

اگر کوئی کہے کہ کیا تم کسی صحابی سے بھی نہی پاتے ہو تو اسے کہا جائے گا ہاں۔

۹۵۴۔ حدثنا علی بن معبد قال ثنا یزید ابن ہرون قال ثنا ہمام عن قتادۃ عن عبد الرحمن مولی ام برثن عن زیاد عامل البصرۃ قال وفدنا الی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مع الاشعری فرای علی خاتما من ذہب فقال عمر لقد تشبہتم بالعجم ثلثا یقولہا تختموا بہذا الورق قال فقال الاشعری اما انا فخاتمی حدید فقال عمر ذلک اخبث وانتن۔

بصرہ کے حاکم حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضرت اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بصورت وفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو تین بار فرمایا تم نے عجمیوں سے مشابہت اختیار کی ہے چاندی کی انگوٹھی پہنو حضرت اشعری فرماتے ہیں میں نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ زیادہ بری اور زیادہ بدبودار ہے۔

باب ۲۹۲ نقش الخواتیم

باب ۲۹۲ انگوٹھیوں کے نقش

۹۵۵۔ حدثنا ابن ابی عمران قال ثنا محمد بن الصباح قال ثنا ہشیم عن العوام بن حوشب عن الازہر بن راشد عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تستضیئوا بنیران اہل الشرک ولا تنقشوا عربیا قال فسالت الحسن عن ذلک فقال قولہ لا تنقشوا عربیا لا تنقشوا فی خواتیمکم محمد رسول اللہ وقولہ لا تستضیئوا بنیران اہل الشرک یقول لا تشاوروہم فی امورکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو اور انگوٹھی میں عربی نقش نہ کرو راوی فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا آپ کے ارشاد گرامی کہ عربی نقش نہ کرو، کا مطلب یہ ہے کہ اپنی انگوٹھیوں میں "محمد رسول اللہ" نقش نہ کرو اور مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے معاملات میں ان سے مشورہ نہ لو۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى كَرَاهَةِ نَقْشِ الْخَوَاتِيمِ بِشَيْءٍ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَرَوْا بِنَقْشِ غَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ بَأْسًا وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا كَانَ عَلَى خَوَاتِيمِ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ انگوٹھیوں میں کسی قسم کی عربی عبارت کندہ کرنا مکروہ ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ غیر عربی عبارت کندہ کرانے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے انہوں نے اس سلسلے میں اس بات سے استدلال کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انگوٹھیوں پر نقش ہوتے تھے۔

۹۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُعَلَّى عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ نَافِعٍ بِنْتُ أَبِي الْجَعْدِ مَوْلَى النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنْ أَبِيهَا قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ إِيَّلًا قَابِضًا إِحْدَى يَدَيْهِ بَاسِطًا أُخْرَى۔

حضرت ام نافع بنت ابی الجعد (ابو الجعد، نعمان بن مقرن کے غلام ہیں) اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت نعمان بن مقرن کی انگوٹھی پر اونٹ کا نقش تھا جس نے اپنا ایک ہاتھ بند کیا ہوا اور دوسرا پھیلایا ہوا تھا۔

۹۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ عَبْدِ اللّٰهِ ذُبَابَانِ۔

حضرت قاسم فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کا نقش تھا۔

۹۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ حُذَيْفَةَ كُرْكِيَّانِ

حضرت عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش سارس کی شکل تھا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا بَأْسَ بِنَقْشِ الْعَرَبِيَّةِ عَلَى الْخَوَاتِيمِ غَيْرَ مَا مَنَعَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِنْتِقَاشِ عَلَى خَاتَمِهِ وَقَالُوا لَا حُجَّةَ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى فِيمَا احْتَجُّوا بِهِ فِي ذٰلِكَ لِأَنَّ حَدِيثَهُمُ الَّذِي رَوَوْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَثْبُتُ مِنْ طَرِيقِ الْإِسْنَادِ وَإِنَّمَا أَصْلُهُ عَنْ عُمَرَ لَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا انگوٹھیوں پر عربی عبارت بھی کندہ کی جاسکتی ہے البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نقش سے منع فرمایا وہ جائز نہیں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اس میں ان کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ سند کے اعتبار سے ثابت نہیں، اصل حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔

۹۵۹۔ وَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُحْرِزُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَنْقُشُوا فِي خَوَاتِيمِكُمُ الْعَرَبِيَّةَ

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح ذکر کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی انگوٹھیوں میں عربی نقش نہ کرو۔

فَهٰذَا اَمْرٌ اٰخَرُ

حَدِيْثُ اَنَسٍ هٰذَا عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَوْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَانَ تَفْسِيْرُهٗ عِنْدَنَا مَا قَالَ الْحَسَنُ لِاَنَّ نَقْشَ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَذٰلِكَ نَهٰى اَنْ يُّنْقَشَ عَلَيْهِ۔

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اصل حدیث یہ ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اگر یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہو جائے تو ہمارے نزدیک اس کی تفسیر وہ ہوگی جو حضرت حسن نے بیان کی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش یہی تھا آپ نے اس کے نقش سے منع فرمایا۔

۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَشِيْشٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ سَطْرٌ مُحَمَّدٌ وَسَطْرٌ رَسُوْلُ وَسَطْرٌ اللّٰهِ هٰكَذَا كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ثمامہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر "محمد" دوسری سطر "رسول" اور تیسری سطر "اللہ"، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش اس طرح تھا۔

۹۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ آپ کے مکتوب گرامی کو مہر کے بغیر قبول نہیں کریں گے تو آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔

۹۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا شَبَابَةُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكْتُبَ كِتَابًا اِلَى الرُّوْمِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا پھر اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْتَقَشَ فِيْ خَاتَمِهِ الْعَرَبِيَّةَ ثُمَّ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی میں عربی عبارت نقش کروائی پھر آپ کے بعد صحابہ کرام نے اس طرح کیا۔

۹۶۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَدِمَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدٍ مَعَ اَخِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلٰى حَلْقَةٍ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الْحَلْقَةُ فِيْ يَدِكَ قَالَ هٰذِهٖ حَلْقَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَمَا نَقْشُهَا

حضرت عمرو بن یحییٰ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں حضرت عمرو بن سعید اپنے بھائی کے ہمراہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ میں انگوٹھی کی طرف دیکھا آپ نے فرمایا تمہارے ہاتھ میں کیسی انگوٹھی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ انگوٹھی ہے فرمایا اس کا نقش کیا ہے

قال محمد رسول الله قال أرنيه فختمه رسول الله صلى الله عليه وسلم فمات وهو في يده ثم أخذه أبو بكر بعد ذلك فكان في يده ثم أخذه عمر فكان في يده ثم أخذه عثمان فكان في يده عامة خلافته حتى سقط منه في بئر أريس

فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينكر على خالد بن سعيد لبس ما هو منقوش بالعربية۔

۹۶۴ - حدثنا علي بن معبد قال ثنا علي بن الجعد قال ثنا الربيع بن صبيح عن حيان الصائغ قال كان نقش خاتم أبي بكر الصديق نعم القادر الله۔

۹۶۵ - حدثنا علي قال ثنا خالد بن عمرو قال ثنا إسرائيل عن جابر عن أبي جعفر قال كان نقش خاتم علي لله الملك۔

۹۶۶ - حدثنا علي قال ثنا عبد الوهاب قال ثنا شعبة عن قتادة قال كان نقش خاتم أبي عبيدة بن الجراح الحمد لله

فهؤلاء أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفاؤه الراشدون المهديون قد نقشوا على خواتيمهم العربية فدل ما فعلوا من ذلك على أنه غير محظور عليهم وأنه إنما أريد بالنهي أن لا ينقش على خاتم الإمام لئلا يفتعل بما بيده من الأموال التي للمسلمين ألا ترى أن عمر قد روينا عنه النهي عن ذلك ثم قد لبس هو من بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هو منقوش بالعربية فدل ذلك على أن ما كره من العربية هو العربية الموضوعة على خاتم إمام المسلمين خاصة لا غير ذلك وأما ما روي مما

انہوں نے عرض کیا "محمد رسول اللہ" فرمایا مجھے دکھاؤ پھر آپ نے اسے پہنا لیا آپ کا وصال ہوا تو وہ آپ کے ہاتھ مبارک میں تھی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے لیا وہ آپ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے لیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے لیا وہ آپ کی خلافت کے والے سال آپ کے پاس رہی پھر اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی نقش والی انگوٹھی پہننے کی وجہ سے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض نہ فرمایا۔

حضرت حیان صائغ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش یہ الفاظ تھے "نعم القادر اللہ" اللہ تعالیٰ بہترین قادر ہے۔

حضرت جابر حضرت ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "للہ الملک" کے الفاظ تھے (بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "الحمد للہ" تھا۔

تو یہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین ہیں جنہوں نے اپنی انگوٹھیوں پر عربی عبارت نقش کروائی تو ان کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے ان کو منع نہیں کیا گیا تھا، ممانعت سے اس بات کا ارادہ کیا گیا کہ حاکم کی انگوٹھی کے نقش جیسا نقش نہیں ہونا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے ان اموال میں جو اس کے اختیار میں ہیں کوئی حرکت نہ ہو جائے ۔۔۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نہی کی روایت نقل کی پھر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی انگوٹھی پہنی جس پر عربی کا نقش تھا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ عربی کا جو نقش ناپسندیدہ ہے وہ ایسا نقش ہے جو حاکم کی انگوٹھی کے مطابق ہو اس کے علاوہ نہیں ۔۔۔ حضرت نعمان بن مقرن، ابن مسعود

كَانَ نَقْشَ خَاتَمِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَحُذَيْفَةَ فَإِنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونُوا فَعَلُوا ذٰلِكَ وَلَهُمْ أَنْ يَنْقُشُوا مَكَانَهَا غَيْرَهَا۔

٩٦٧ - وَلَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْقُشَ الرَّجُلُ عَلَى خَاتَمِهِ صُورَةً وَقَالَ إِذَا خَتَمْتَ بِهَا فَقَدْ صَوَّرْتَ بِهَا۔

بَابُ ٢٩٣ لُبْسِ الْخَاتَمِ لِغَيْرِ ذِي سُلْطَانٍ

٩٦٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا عَيَّاشُ بْنُ عَيَّاشٍ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شُفَيٍّ الْحَجْرِيِّ عَنْ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى كَرَاهَةِ لُبْسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَلَمْ يَرَوْا بِلُبْسِهِ لِسَائِرِ النَّاسِ مِنْ سُلْطَانٍ وَغَيْرِهِ بَأْسًا۔

٩٦٩ - وَكَانَ مِنْ حُجَّتِهِمْ فِي ذٰلِكَ الْحَدِيثُ الَّذِي قَدْ رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ أَنَّهُ أَلْقَى خَاتَمَهُ فَأَلْقَى النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ فَقَدْ دَلَّ هٰذَا عَلَى أَنَّ الْعَامَّةَ قَدْ كَانَتْ تَلْبَسُ الْخَوَاتِيمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَكَيْفَ تَحْتَجُّ بِهٰذَا وَهُوَ مَنْسُوخٌ قِيلَ لَهُ إِنَّ الَّذِي احْتَجَجْنَا بِهِ مِنْهُ لَيْسَ بِمَنْسُوخٍ وَإِنَّمَا الْمَنْسُوخُ تَرْكُ لُبْسِ الْخَاتَمِ مِنَ الذَّهَبِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِغَيْرِهِ مِنْ أُمَّتِهِ وَقَبْلَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَانَ هُوَ وَهُمْ فِي ذٰلِكَ سَوَاءً فَلَمَّا

اور حذیفہ رضی اللہ عنہم کی انگوٹھی پر نقش کے بارے میں جو کچھ مروی ہے تو ہو سکتا ہے انہوں نے ایسا کیا ہو جب کہ وہ اس کی جگہ دوسرا نقش کر سکتے تھے۔

حضرت عمرو نے حضرت حسن سے روایت کیا کہ وہ انگوٹھی پر کسی صورت کا نقش کرانے کو مکروہ جانتے تھے اور فرمایا جب تم نے اس کے ساتھ مہر لگا دی تو گویا اس کے ساتھ تصویر بنا دی۔

باب ۲۹۳ غیر حکمران کا انگوٹھی پہننا

حضرت ابو ریحانہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران کے علاوہ لوگوں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی کہ بادشاہ کے علاوہ لوگوں کے لیے انگوٹھی پہننا مکروہ ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا۔ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی وہ بادشاہ یا غیر بادشاہ کسی کے لیے بھی اس کے پہننے میں حرج نہیں سمجھے۔

اس سلسلے میں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو ہم نے گذشتہ باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ آپ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی تو صحابہ کرام نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عام لوگ انگوٹھی پہنتے تھے۔ اگر کوئی معترض کہے کہ تم اس حدیث سے کیسے استدلال کرتے ہو حالانکہ یہ منسوخ ہے۔ تو اسے جواباً کہا جائے گا کہ ہم اس حدیث سے جس بات پر استدلال کر رہے ہیں اس سلسلے میں وہ منسوخ نہیں منسوخ تو اس سلسلے میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا چھوڑ

خواتيم الذهب كان الحكم متقدما في لبسه ولبسهم الخواتيم سواء ثم كان النسخ لم يمنعه صلى الله عليه وسلم من لبس خاتم الفضة فكذلك أيضا لا يمنعهم من لبس الخواتيم من فضة فهذا الذي أردنا من هذا الحديث وقد روي عن جماعة ممن لم يكن لهم سلطان أنهم كانوا يلبسون الخواتيم۔

اور اس سے پہلے آپ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے ایک ہی حکم تھا تو جب سونے کی انگوٹھیوں کا جواز منسوخ ہو گیا تو اسے پہننے کا پہلا حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور عام لوگوں کے لیے ایک جیسا ہو گیا اور اس نسخ نے آپ کو چاندی کی انگوٹھی پہننے سے نہ روکا اسی طرح باقی لوگوں کو بھی یہ چاندی کی انگوٹھی سے منع نہیں کرے گا اس حدیث سے ہماری مراد یہی ہے — ایک جماعت سے مروی ہے کہ وہ حکومت پر فائز نہ ہونے کے باوجود انگوٹھیاں پہنتے تھے۔

۹۷۰۔ فيما روي في ذلك ما حدثنا علي بن معبد قال ثنا محمد بن جعفر المدائني قال ثنا حاتم بن إسماعيل عن جعفر بن محمد عن أبيه أن الحسن والحسين كانا يتختمان في يسارهما وكان في خواتيمهما ذكر الله۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ان کی انگوٹھیوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر (نقش) تھا۔

۹۷۱۔ حدثنا علي قال ثنا يعلى بن عبيد قال ثنا رشدين بن كريب أنه قال رأيت ابن الحنفية يتختم في يساره۔

حضرت رشدین بن کریب فرماتے ہیں میں نے ابن حنفیہ کو دیکھا کہ انہوں نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہن رکھی تھی۔

۹۷۲۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا الوحاظي قال ثنا سليمان بن بلال قال ثنا جعفر بن محمد عن أبيه قال كان الحسن والحسين يتختمان في يسارهما۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہن رکھی تھی۔

۹۷۳۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن إبراهيم بن عطاء عن أبيه قال كان نقش خاتم عمران بن حصين رجلا متقلدا سيفه۔

حضرت ابراہیم بن عطاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ایک آدمی تھا جس نے تلوار لٹکا رکھی تھی۔

۹۷۴۔ حدثنا علي قال ثنا خالد بن عمرو قال ثنا يونس بن أبي إسحق قال رأيت قيس بن أبي حازم وعبد الرحمن بن الأسود وقيس بن ثمامة والشعبي يتختمون بيسارهم۔

حضرت یونس بن ابی اسحٰق فرماتے ہیں میں نے قیس بن ابی حازم، عبدالرحمٰن بن اسود، قیس بن ثمامہ اور شعبی رحمہم اللہ کو دیکھا وہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

۹۷۵۔ حدثنا علي قال ثنا علي بن الجعد قال ثنا شعبة عن مغيرة قال كان نقش خاتم إبراهيم

حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کی انگوٹھی کا نقش "نحن باللہ ولہ" کے الفاظ تھے۔

عَنْ بِاللّٰهِ وَلَهُ

فَهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ رَوَيْنَا عَنْهُمْ هٰذِهِ الْاٰثَارَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابِعِيْهِمْ قَدْ كَانُوْا يَتَخَتَّمُوْنَ وَلَيْسَ لَهُمْ سُلْطَانٌ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْاٰثَارِ وَاَمَّا مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَاِنَّ السُّلْطَانَ اِذَا كَانَ لَهُ لُبْسُ الْخَاتَمِ لِاَنَّهُ لَيْسَ بِحِلْيَةٍ فَكَذٰلِكَ اَيْضًا غَيْرُ السُّلْطَانِ لَهُ اَيْضًا لُبْسُهُ لِاَنَّهُ لَيْسَ بِحِلْيَةٍ وَقَدْ رَاَيْنَا مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنِ اسْتِعْمَالِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ يَسْتَوِيْ فِيْهِ السُّلْطَانُ وَالْعَامَّةُ فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ كَذٰلِكَ مَا اُبِيْحَ لِلسُّلْطَانِ مِنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ يَسْتَوِيْ فِيْهِ هُوَ وَالْعَامَّةُ وَاِنْ كَانَ اِنَّمَا اُبِيْحَ الْخَاتَمُ لِاحْتِيَاجِهِ اِلَيْهِ لِيَخْتِمَ بِهِ مَالَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُ اَيْضًا مُبَاحٌ لِلْعَامَّةِ لِاحْتِيَاجِهِمْ اِلَيْهِ لِلْخَتْمِ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَكُتُبِهِمْ فَلَا فَرْقَ فِيْ ذٰلِكَ بَيْنَ السُّلْطَانِ وَغَيْرِ السُّلْطَانِ۔

بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا ۲۹۴

۹۷۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مُنْذُ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَكَرِهَ قَوْمٌ الْبَوْلَ قَائِمًا وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِهِ بَاْسًا۔

۹۷۷۔ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَقِيْقِ بْنِ

تو یہ صحابہ کرام اور تابعین ہیں جن سے ہم نے روایت نقل کی ہیں کہ وہ انگوٹھی پہنا کرتے تھے حالانکہ ان کے پاس حکومت نہ تھی روایات کے طریقے پر اس باب کا یہ حکم ہے اور قیاس کے طریقے پر یہ ہے کہ حکمران کے لیے انگوٹھی پہننا جائز ہے کیونکہ یہ زیور نہیں تو اسی طرح غیر حکمران کے لیے بھی اس کا پہننا جائز ہوگا کیونکہ یہ زیور نہیں ہے ——— اور ہم دیکھتے ہیں کہ سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال سے روکا گیا تو اس میں حکمران اور غیر حکمران سب برابر ہیں لہذا قیاس کا تقاضا ہے کہ یہاں یہی حکم ہو کہ جو انگوٹھی حکمران کے لیے پہننا جائز ہو اس میں وہ اور عام لوگ برابر ہوں اگر حکمران کے لیے یہ اس لیے جائز ہے کہ وہ مسلمانوں کے مال پر مہر لگانے کے سلسلے میں ضرورت مند ہے تو یہ عام لوگوں کے لیے بھی جائز ہوگی کیونکہ وہ اپنے اموال یا خطوط پر مہر لگانے کی ضرورت سمجھتے ہیں لہذا حکمران اور غیر حکمران میں فرق نہ ہوگا۔

باب ۲۹۴، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب سے قرآن پاک اترا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اس میں کچھ حرج نہیں سمجھا۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ

سَلَمَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ ثُمَّ أُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ۔

کہ پیشاب کرتے ہوئے دیکھا آپ قوم کے ایک کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر کھڑے تھے پھر آپ کے پاس وضو کے لیے پانی لایا گیا آپ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

۹۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت سعید بن عامر فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت سلیمان سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا

۹۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوعوانہ حضرت سلیمان سے نقل کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ ثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت مؤمل فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان ثوری نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت منصور نے بیان کیا انہوں نے بواسطہ ابووائل حضرت حذیفہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ

إِبَاحَةُ الْبَوْلِ قَائِمًا وَهٰذَا أَوْلَى مِمَّا ذَكَرْنَا قَبْلَهُ عَنْ عَائِشَةَ لِأَنَّ حَدِيثَ عَائِشَةَ إِنَّمَا فِيهِ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا بَعْدَ مَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فَلَا تُصَدِّقْهُ أَيْ أَنَّ الْقُرْآنَ لَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ أُمِرَ فِيهِ بِالطَّهَارَةِ وَاجْتِنَابِ النَّجَاسَةِ وَالتَّحَرُّزِ مِنْهَا فَلَمَّا رَأَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ وَعَلِمَتْ تَعْظِيمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَكَانَ الْأَغْلَبُ عِنْدَهَا أَنَّ مَنْ بَالَ قَائِمًا لَا يَكَادُ يَسْلَمُ مِنْ إِصَابَةِ الْبَوْلِ ثِيَابَهُ وَبَدَنَهُ قَالَتْ ذٰلِكَ وَلَيْسَ فِيهِ حِكَايَةٌ مِنْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَافِقُ ذٰلِكَ۔

ثُمَّ جَاءَ حُذَيْفَةُ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ نُزُولِ الْقُرْآنِ عَلَيْهِ يَبُولُ قَائِمًا فَثَبَتَ إِبَاحَةُ الْبَوْلِ قَائِمًا إِذَا كَانَ الْبَائِلُ فِي ذٰلِكَ يَأْمَنُ مِنَ النَّجَاسَةِ عَلَى بَدَنِهِ وَثِيَابِهِ۔

تو اس حدیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گذشتہ روایت سے اولیٰ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص تم سے بیان کرے کہ قرآن پاک نازل ہونے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا یعنی جب قرآن پاک نازل ہو گیا تو اس میں آپ کو طہارت، نجاست سے اجتناب اور اس سے بچنے کا حکم دیا گیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات دیکھی اور دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم فرماتے ہیں اور ان کے نزدیک غالب بات یہ تھی کہ جو آدمی کھڑا ہو کر پیشاب کرے اس کے کپڑے اور بدن پیشاب سے محفوظ نہیں رہ سکتا تو انہوں نے یہ بات فرمائی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آکر خبر دی کہ انہوں نے نزول قرآن کے بعد مدینہ طیبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا ہے تو اس سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز ثابت ہو گیا جب کہ اس صورت میں پیشاب کرنے والا اپنے بدن اور کپڑوں پر پیشاب لگنے سے بے خوف ہو۔

۹۸۲ - وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ فِیْ هٰذَا مَا یَدُلُّ عَلٰی مَا ذَهَبَ اِلَیْهِ مِنْ مَعْنٰی حَدِیْثِهَا الَّذِیْ ذَکَرْنَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی وہ بات مذکور ہے جو ہم نے ان کی حدیث کے مفہوم کے سلسلے میں بیان کی ہے۔

۹۸۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا شَرِیْكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهُ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبُوْلُ قَائِمًا فَكَذِّبْهُ فَاِنِّیْ رَاَیْتُهٗ یَبُوْلُ جَالِسًا

حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں جو آدمی تم سے بیان کرے کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا ہے تو تم اسے جھٹلا دو کیونکہ میں نے آپ کو بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔

فَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَا یَدُلُّ عَلٰی مَا دَفَعَتْ بِهٖ عَائِشَةُ رِوَایَةَ مَنْ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبُوْلُ قَائِمًا لِرُؤْیَتِهَا اِیَّاهُ یَبُوْلُ جَالِسًا فَلَیْسَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَنَا دَلِیْلٌ عَلٰی ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ قَدْ یَجُوْزُ اَنْ یَبُوْلَ جَالِسًا فِیْ وَقْتٍ وَیَبُوْلَ قَائِمًا فِیْ وَقْتٍ اٰخَرَ فَلَمْ نَجِدْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا شَیْئًا یَدُلُّ عَلٰی كَرَاهِیَةِ الْبَوْلِ قَائِمًا۔

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کی روایت کا رد کیا جو کہتا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا ہے جب کہ خود انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا تو اس میں ہمارے نزدیک اس بات پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے آپ نے کسی وقت بیٹھ کر پیشاب کیا اور بعض اوقات کھڑے ہو کر کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کوئی بات نقل نہیں کی جو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی کراہت پر دلالت کرے۔

---

۹۸۴ - وَقَدْ رُوِیَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ بَالَ قَائِمًا۔

پھر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

۹۸۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ اَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بَالَ قَائِمًا فَجَّجَ حَتّٰی كَادَ یَغْصُرُ۔

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا انہوں نے اپنی حاجت کو پورا کیا حتی کہ وہ گرنے کے قریب ہو گئے۔

---

۹۸۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَیْلٍ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَانَ اَنَّهٗ رَاٰی عَلِیًّا بَالَ قَائِمًا۔

حضرت ابوظبیان سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

---

۹۸۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمٰنَ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت سعید بن عامر فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت سلیمان سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۹۸۸ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا

حضرت عمر بن حفص فرماتے ہیں ہم سے میرے باپ نے

إِلَّا عَنِ الْأَعْمَشِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۹۸۹. حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَبُولُ قَائِمًا.

۹۹۰. حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَبُولُ قَائِمًا

فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوا يَبُولُونَ قِيَامًا وَذٰلِكَ عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُمْ كَانُوا يَأْمَنُونَ أَنْ يُصِيبَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ ثِيَابَهُمْ وَأَبْدَانَهُمْ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَا يُخَالِفُ مَا رُوِيتَ عَنْهُ فِي هٰذَا الْبَابِ.

۹۹۱. فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ

قِيلَ لَهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ عُمَرُ لَمْ يَبُلْ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمَ حَتّٰى قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ ثُمَّ بَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَائِمًا عَلَى مَا رَوَاهُ عَنْهُ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ فَفِي ذٰلِكَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَى بِالْبَوْلِ قَائِمًا بَأْسًا وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي هٰذَا الْبَابِ مِنْ بَوْلِهِ قَائِمًا وَقَدْ حَدَّثَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمَا قَدْ ذَكَرْنَا فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى رُجُوعِ عُمَرَ عَنْ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ قَائِمًا إِذَا كَانَ ذٰلِكَ لِمَا رَوَاهُ عَنْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَتْرُكُ مَا سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ إِلَّا إِلٰى مَا هُوَ أَوْلٰى عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ.

بیان کیا انہوں نے حضرت اعمش سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت قبیصہ ابن ذؤیب سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

حضرت عبداللہ ابن دینار سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔

تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اور ہمارے نزدیک اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنے کپڑوں اور بدن پر پیشاب پڑنے سے بے خوف تھے اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے تمہاری اس روایت کے خلاف بھی مروی ہے پھر وہ ذکر کرے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا ہو حتی کہ یہ بات فرمائی لیکن اس کے بعد کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہو جس طرح حضرت زید بن وہب نے ان سے روایت کیا تو اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ آپ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اس پر وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے جو ہم نے اس باب میں ان کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے وہ حدیث روایت کی جو ہم نے ذکر کی تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی کراہت سے رجوع کیا۔

بَابُ الْقَسَمِ ٢٩٥

٩٩٢ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْحُسَيْنِ الطَّحَّانُ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِيهِ ذِكْرُ رُؤْيَا عَبَّرَهَا أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا تُقْسِمْ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى كَرَاهَةِ الْقَسَمِ وَقَالُوا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُقْسِمَ عَلَى شَيْءٍ وَأَعْظَمُوا ذٰلِكَ۔

---

٩٩٣ - وَكَانَ مِمَّنْ أَعْظَمَ ذٰلِكَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ فَذَكَرَ لِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ عِيسَى بْنِ حَمَّادٍ زُغْبَةَ قَالَ أَتَيْتُ بَكْرَ بْنَ مُضَرَ لِأَعُودَهُ فَجَاءَ اللَّيْثُ وَهَمَّ بِالصُّعُودِ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَكْرٌ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ أَنْ تَفْعَلَ فَقَالَ لَهُ اللَّيْثُ وَتَدْرِي مَا الْقَسَمُ أَوَتَدْرِي مَا الْقَسَمُ أَوَتَدْرِي مَا الْقَسَمُ

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَلَمْ يَرَوْا بِالْقَسَمِ بَأْسًا وَجَعَلُوهُ يَمِينًا وَحَكَمُوا لَهُ بِحُكْمِ الْيَمِينِ وَقَالُوا قَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ وَقَالَ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے سنا اس کو اسی صورت میں چھوڑ رکھتے تھے جب انہیں اس سے بہتر بات ملے۔

باب ۲۹۵، قسم کا بیان

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں جس میں ایک خواب کا ذکر ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی تعبیر بیان کی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں نے صحیح کہا ہے آپ نے فرمایا کچھ صحیح ہے اور کچھ غلط ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے قسم کھانے کو مکروہ قرار دیا وہ فرماتے ہیں کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی بات پر قسم کھائے اور انہوں نے اسے بہت بڑی بات قرار دیا۔

اسے بہت بڑی بات سمجھنے والوں میں حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ بھی ہیں وہ فرماتے ہیں مجھ سے ہمارے بہت سے اصحاب نے عیسیٰ بن حماد کی روایت سے ذکر کیا وہ فرماتے ہیں میں بکر بن مضر کے پاس ان کی عیادت کے لیے آیا پس حضرت لیث آئے اور انہوں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا حضرت بکر نے ان سے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں ایسا نہ کرنا حضرت لیث نے فرمایا کیا تم جانتے ہو قسم کیا ہے؟ تین بار فرمایا۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ قسم کھانے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے انہوں نے اسے یمین قرار دیا ہے اور اس پر یمین والا حکم لگایا ہے، وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر ذکر فرمایا۔ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ فَلَا أُقْسِمُ۔

النُّجُوْمِ وَقَالَ لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ فَكَانَ تَأْوِيْلُ ذٰلِكَ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ جَمِيْعًا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا صِلَةٌ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فَلَمْ يَعِبْهُمْ بِقَسَمِهِمْ وَرَدَّ عَلَيْهِمْ كُفْرَهُمْ فَقَالَ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَكَانَ فِيْ ذِكْرِهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الْقَسَمَ كَانَ مِنْهُمْ يَمِيْنًا وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذْ أَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ فَلَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ۔

بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ اور فرمایا لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔

(میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی — میں نفس لوامہ (ملامت کرنے والے نفس) کی قسم کھاتا ہوں — میں ان نجموں کی قسم کھاتا ہوں جہاں ستارے ڈوبتے ہیں — میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔

تمام علماء کے نزدیک بالاتفاق اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں "لا" زائد ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں اپنی قسموں میں کوشش کرتے ہوئے کہ جو آدمی مر گیا اللہ تعالیٰ اسے نہیں اٹھائے گا یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قسم کھانے کو معیوب قرار نہیں دیا بلکہ ان کے کفر پر اعتراض کیا اور فرمایا ہاں اس کا سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان کی تاکیدی قسموں کا ذکر کرنے میں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قسم ان کی طرف سے یمین ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ ضرور توڑیں ان کا پھل صبح سویرے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عیب نہ لگایا پھر فرمایا اور وہ استثناء نہیں کرتے (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قسم یمین ہے ۱۲ ہزاروی)

حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ قسم یمین ہے کیونکہ استثناء یمین میں ہی ہوتی ہے اور جب یہ یمین ہے تو جہاں جہاں باقی یمین جائز ہیں یہ بھی جائز ہے اور جہاں باقی مکروہ ہیں یہ بھی مکروہ ہے۔

٩٩٢۔ فَحَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الْقَسَمَ يَمِيْنٌ لِأَنَّ الْاِسْتِثْنَاءَ لَا يَكُوْنُ إِلَّا فِي الْيَمِيْنِ وَإِذَا كَانَتْ يَمِيْنًا كَانَتْ مُبَاحَةً فِيْمَا سَائِرُ الْأَيْمَانِ فِيْهِ مُبَاحَةٌ وَمَكْرُوْهَةً فِيْمَا سَائِرُ الْأَيْمَانِ فِيْهِ مَكْرُوْهَةٌ **وَلَا حُجَّةَ** عِنْدَنَا عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ الَّذِيْ ذَكَرْنَا فَإِنَّهُ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ الَّذِيْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَسَمِ لِأَبِيْ بَكْرٍ مِنْ أَجْلِهِ هُوَ أَنَّ التَّعْبِيْرَ الَّذِيْ صَوَّبَهُ فِيْ بَعْضِهِ وَخَطَّأَهُ فِيْ بَعْضِهِ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مِنْهُ مِنْ جِهَةِ الْوَحْيِ وَلٰكِنْ مِنْ جِهَةِ مَا يُعَبَّرُ لَهُ الرُّؤْيَا كَمَا نَهٰى أَنْ تُوْطَأَ الْحَوَامِلُ عَلَى الْإِشْفَاقِ مِنْهُ أَنْ يَضُرَّ ذٰلِكَ بِأَوْلَادِهِمْ فَلَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ أَطْلَقَ مَا كَانَ حَظَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَكَمَا قَالَ فِيْ

ہمارے نزدیک اس قول والوں کے خلاف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں کوئی دلیل نہیں جسے ہم نے ذکر کیا کیونکہ ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قسم کو اس لیے مکروہ سمجھا ہو کہ آپ نے جس تعبیر کے بعض کو صحیح قرار دیا اور بعض کو خطا، وہ وحی کے اعتبار سے نہ تھی بلکہ علم تعبیر کے اعتبار سے تھی جس طرح کہ حاملہ عورت سے وطی کرنے کی ممانعت اس بات کا ڈر تھا کہ ان کی اولاد کو نقصان پہنچائے جب آپ کو خبر پہنچی کہ ایران اور روم والے ایسا کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد کو نقصان نہیں پہنچتا تو آپ نے

تلقيحهم النخل ما أظن أن ذلك يغني شيئا فتركوه و نزعوا عنه فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال إنما هو ظن ظننته إن كان يغني شيئا فليصنعوه فإنما أنا بشر مثلكم وإنما هو ظن ظننته والظن يخطئ ويصيب ولكن ما قلت قال الله عز وجل فلن أكذب على الله۔

۹۹۵۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا أبو عامر قال ثنا إسرائيل عن سماك عن موسى بن طلحة عن أبيه

فأخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ما قاله من جهة الظن فهو كسائر البشر في ظنونهم وأن الذي يقوله عن الله عز وجل فهو الذي لا يجوز خلافه وكانت الرؤيا إنما يعبر بالظن والتحري وقد روي ذلك عن محمد بن سيرين واحتج بقول الله عز وجل وقال للذي ظن أنه ناج منهما فلما كان التعبير من هذه الجهة التي لا حقيقة فيها كره رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر أن يقسم عليه ليخبره بما يظنه صوابا على أنه عنده كذلك وقد يكون في الحقيقة بخلافه۔

ألا ترى أن رجلا لو نظر في مسألة من الفقه واجتهد فأداه اجتهاده إلى شيء وسعه القول به ورد ما خالفه وتخطئة قائله إذا كانت الدلائل التي بها يستخرج الجواب في ذلك رافعة له ولو حلف على أن ذلك الجواب صواب كان مخطئا لأنه لم يكلف إصابة الصواب فيكون ما قاله هو الصواب ولكنه كلف الاجتهاد وقد يؤديه

اس سے منع نہ فرمایا اور جیسا کہ آپ نے کھجوروں کی پیوند کاری کے سلسلے میں فرمایا کہ میرے خیال میں یہ عمل کسی بات کا فائدہ نہ دے گا تو انہوں نے چھوڑ دیا اور اس سے نقصان ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا وہ میرا اپنا ایک خیال تھا اگر اس کا فائدہ ہے تو کر دیں کیونکہ (بظاہر) تمہاری مثل انسان ہوں میں نے ایک خیال کیا اور خیال غلط ہوتا ہے اور صحیح بھی، لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں کہتا۔

ہم (امام طحاوی) سے یہ بات یزید بن سنان نے بیان کی انہوں نے ابو عامر سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے اسرائیل نے بیان کیا انہوں نے سماک سے انہوں نے موسیٰ بن طلحہ اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ جو کچھ اپنے گمان سے بیان فرمائیں وہ دوسرے لوگوں کے گمان کی طرح ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کریں اس کے خلاف جائز نہیں خوابوں کی تعبیر گمان اور سوچ بچار کے ذریعے دی جاتی ہے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اسی طرح مروی ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے استدلال کیا ہے ارشاد خداوندی ہے اور (حضرت یوسف علیہ السلام نے) اس سے فرمایا جس کے بارے میں آپ کا خیال تھا کہ وہ رہا ہونے والا ہے تو جب تعبیر اس جہت سے ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ خیال کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کو اس بات کی قسم دیں کہ آپ اسی بات کی خبر دیں جسے آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک یہی بات ہے جب کہ حقیقت میں اس کے خلاف ہو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص کسی فقہی مسئلہ میں غور و فکر اور اجتہاد کرے پھر اس کا اجتہاد اسے کسی بات تک پہنچا دے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ وہی بات کہے اور اس کے خلاف کو رد کر دے بلکہ اس کے قائل کو خطا وار قرار دے جب کہ وہ دلائل جن کے ذریعے مسئلہ نکالا ہے وہ اس (مخالف کے قول) کو رد کرتے ہوں اور اگر وہ قسم کھائے کہ یہ جواب صحیح ہے تو وہ غلطی پر ہے کیونکہ صحیح جواب تک پہنچنے کا مکلف نہیں بنایا گیا کہ جو کچھ وہ کہے وہ صحیح ہی ہو بلکہ اسے

الاجتهاد الى الصواب والى غير الصواب فمن هذه الجهة كره رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر الحلف عليه يخبره بصوابه ما هو لا من جهة كراهية القسم **وقد** روي في ذلك ما يدل على ما ذكرناه.

تو اجتہاد کا سلسلہ بنایا گیا ہے اور اجتہاد کبھی صحیح اور کبھی غیر صحیح جواب تک پہنچاتا ہے تو اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آپ کو قسم دینا کہ آپ صحیح کی خبر دیں مکروہ قرار دیا اس لیے نہیں کہ قسم کھانا (یا قسم دینا) مکروہ ہے ۔

اس سلسلے میں ایسی بات مروی ہے جو ہماری بات پر دلالت کرتی ہے

۹۹۶- **حدثنا** بحر بن نصر قال ثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله ابن عبد الله عن ابن عباس مثل حديث اسحٰق بن الحسين غير انه قال والله لتخبرني بما اصبت مما اخطأت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقسم.

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسحٰق بن حسین کی روایت (روایت نمبر ۹۹۲) کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے فرمایا کہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا) اللہ کی قسم آپ مجھے اس بات کی خبر دیں جو صحیح ہے اور غلط کو چھوڑ دیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ کھاؤ۔

فدل ذلك على ان ما كره رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الحلف فيه على اخباره بصوابه وخطائه في شيء لم يقله رسول الله صلى الله عليه وسلم بالوحي الذي يعلم به حقيقة الاشياء لا لذكره القسم.

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس بات کی صحت و خطا کی اطلاع کے سلسلے میں جسے آپ نے وحی کے ذریعے نہیں فرمایا اور اشیاء کی حقیقت اسی سے معلوم ہوتی ہے، قسم کھانے کو مکروہ قرار دیا قسم کے ذکر کو ناپسند نہیں فرمایا۔

۹۹۷- **وحدثنا** ابن ابي مريم قال ثنا الفريابي قال ثنا شريك عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الرحمن ابن الحارث عن ابن عباس قال القسم يمين

حضرت عبد الرحمٰن بن حارث، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا قسم، یمین ہے۔

فهذا ابن عباس وهو الذي روي عنه الحديث الاول قد جعل القسم يمينا ففي ذلك دليل على اباحة الحلف به وانه عنده كسائر الايمان فثبت بذلك ما تأولنا الحديث الاول عليه وانتفى قول من تأوله على غير ما تأولناه عليه **قال** ابو جعفر وقد روي في اباحة القسم ما قد حدثنا عبد الغني بن ابي عقيل قال ثنا عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة عن اشعث ابي سليم عن معاوية بن سويد بن مقرن عن البراء بن عازب قال امرنا رسول الله صلى الله

تو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور انہوں نے ہی پہلی حدیث روایت کی تھی یہ قسم کو یمین قرار دے رہے ہیں تو اس میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ قسم کھانا جائز ہے اور یہ باقی قسموں (یمین) کی طرح ہے اس سے وہ بات ثابت ہو گئی جو ہم نے پہلی حدیث کی تاویل میں ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے قول کی نفی ہو گئی جنہوں نے ہماری تاویل کے خلاف بیان کیا ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قسم کے جواز میں یوں مروی ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْقَسَمِ۔

۹۹۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِإِبْرَارِ الْقَسَمِ۔

أَفَلَا تَرَى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَلَوْ كَانَ الْمُقْسِمُ عَاصِيًا لَمَا كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يُبَرَّ قَسَمُهُ۔

۹۹۹۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ ثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ فَلَوْ كَانَ الْقَسَمُ مَكْرُوْهًا لَكَانَ قَائِلُهُ عَاصِيًا وَلَمَا أَبَرَّ اللّٰهُ قَسَمَ مَنْ عَصَاهُ۔

۱۰۰۰۔ وَقَدْ رَوَيْنَا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ رِيْحَ ثُوْمٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا فِيْ مَسْجِدِنَا حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَا أَعْطَيْتَنِيْ يَدَكَ فَأَعْطَانِيْهَا فَأَدْخَلْتُهُ فَوَجَدَهُ مَعْصُوْبًا عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ إِنَّ لَكَ عُذْرًا وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ أَقْسَامَهُ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۱۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُصَلِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمٌ فَقَالَ أَهْدِيْ لِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ فَأَهْدَيْتُ لَهَا فَرَدَّتْهُ فَقَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ إِلَّا أَهْدَيْتِهَا فَرُدِّيْهَا فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلٰى إِبَاحَةِ الْقَسَمِ وَأَنَّ حُكْمَهُ حُكْمُ الْيَمِيْنِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ

حضرت ابو داؤد اور حضرت وہب فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی اسناد سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا قسم میں پورا اترنے کا حکم دیا۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے اگر قسم کھانا مکروہ ہوتا تو قسم کھانے والا گناہ گار رہتا اور اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان کی قسم کو پورا نہ کرتا۔

اس سے پہلے اسی کتاب میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر چکے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے لہسن کی بُو محسوس فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جو شخص اس پودے سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے حتیٰ کہ اس کی بُو چلی جائے فرماتے ہیں میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اپنا دست مبارک بڑھائیں آپ نے اپنا مبارک ہاتھ مجھے دیا میں نے آپ کو اپنے سینے پر پٹیاں دکھائیں تو آپ نے فرمایا تمہیں عذر لاحق ہے اور آپ نے ان کی قسم پر اعتراض نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کا تحفہ پیش کیا گیا آپ نے فرمایا یہ حضرت زینب بنت جحش کو دے دو فرماتی ہیں میں نے ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے واپس لوٹا دیا آپ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ دوبارہ بھیجو چنانچہ میں نے دوبارہ بھیج دیا تو جو کچھ تم نے ذکر کیا یہ قسم کے جواز پر دلالت کرتا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو یمین کا ہے حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ

وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

١٠٠٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَقْسَمْتُ وَاَقْسَمْتُ بِهٖ يَمِيْنٌ وَكَفَّارَةُ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ۔

حضرت حماد، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں یہ کہنا کہ میں قسم کھاتا ہوں یا میں نے قسم کھائی ہے تو یہ یمین ہے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو یمین کا کفارہ ہے۔

وَقَدْ اَقْسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نِسَائِهٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر قسم کھائی۔

١٠٠٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ الْفَلَّاسُ قَالَ ثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الرِّجَالِ قَالَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اِيْلَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَا اَقْرَبُكُنَّ شَهْرًا۔

حضرت عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایلاء فرمایا (ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی) تو وہ ان الفاظ کے ساتھ تھا اللہ کی قسم میں ایک مہینہ تمہارے قریب نہیں جاؤں گا۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا ٢٩٦

باب ٢٩٦ کھڑے ہو کر پینا

١٠٠٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوٗدَ قَالَا اَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الطَّالِقَانِيُّ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُوْدِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔

حضرت جارود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے منع فرمایا۔

١٠٠٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُوْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت جارود بن معلی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٠٠٦۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُوْدِ وَعَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٠٠٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ وَهِشَامٌ قَالَا ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۰۸۔ **حدثنا** عبد الله بن محمد بن خشيش قال ثنا مسلم بن ابراهيم قال ثنا هشام بن ابي عبد الله عن قتادة فذكر باسناده مثله۔

۱۰۰۹۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا ابو داؤد قال ثنا هشام الدستوائي فذكر باسناده مثله۔

۱۰۱۰۔ **حدثنا** حسين بن نصر قال سمعت يزيد بن هارون قال ثنا همام عن قتادة عن انس وعن قتادة عن ابي عيسى الاسواري عن ابي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

۱۰۱۱۔ **حدثنا** ابن ابي داؤد قال ثنا موسى بن اسمعيل ح وحدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قالا ثنا حماد بن سلمة عن ايوب عن عكرمة عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

قال
ابو جعفر فذهب قوم الى كراهة الشرب قائما واحتجوا في ذلك بهذه الآثار۔

وخالفهم في ذلك آخرون فلم يروا بالشرب قائما بأسا۔

۱۰۱۲۔ **واحتجوا** في ذلك بما حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني ابن جريج عن محمد بن علي ابن حسين عن ابيه عن جده قال قال لي ابن ابي طالب ايتني بوضوء فاتيته به فتوضأ ثم قام بفضل وضوءه فشرب قائما فعجبت لذلك فقال اتعجب يا بني اني رأيت اباك رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع ذلك۔

۱۰۱۳۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر قال ثنا شعبة عن عبد الملك بن ميسرة عن النزال ابن سبرة قال رأيت عليا شرب فضل وضوءه قائما ثم قال ان ناسا يكرهون ان يشربوا قياما

حضرت ہشام بن ابی عبداللہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن مرزوق فرماتے ہیں ہم سے ابوداؤد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعیسیٰ اسواری سے وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عکرمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے انہوں نے ان (مذکورہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت محمد بن علی بن حسین اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابن ابی طالب نے مجھ سے فرمایا کہ پانی لاؤ میں لایا تو انہوں نے وضو کیا پھر بچا ہوا پانی لے کر کھڑے ہوئے اور اسی حالت میں اسے نوش فرمایا مجھے اس پر تعجب ہوا تو فرمایا بیٹا! تعجب کرتے ہو میں نے تمہارے باپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا پھر فرمایا لوگ کھڑے ہو کر پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں لیکن میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ

وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مَا فَعَلْتُ.

نے اسی طرح کیا جس طرح بیان کیا۔

۱۰۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت مسعر حضرت عبدالملک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے انہی اسناد سے اسی کی مثل روایت کیا۔

۱۰۱۵۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا قَادُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ وَمَيْسَرَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ شَرِبَ قَائِمًا فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ إِنْ أَشْرَبْ قَائِمًا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَإِنْ أَشْرَبْ جَالِسًا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

حضرت زاذان اور حضرت میسرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا اس بارے پوچھا گیا تو فرمایا اگر میں کھڑے ہو کر پیوں تو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر نوش فرماتے دیکھا ہے اور اگر بیٹھ کر پیوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پیتے ہوئے دیکھا ہے۔

۱۰۱۶۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَهُ.

حضرت عطاء بن سائب حضرت زاذان سے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت حجاج فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۱۰۱۸۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر نوش فرماتے دیکھا ہے۔

۱۰۱۹۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَاوَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَلْوًا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ.

حضرت عامر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کے پانی کا ایک ڈول پکڑایا تو آپ نے کھڑے ہونے کی حالت میں نوش فرمایا۔

۱۰۲۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

حضرت عاصم احول حضرت شعبی سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۲۱۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي فَرْوَةَ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنَا عُبَيْدَةُ بِنْتُ نَابِلٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

حضرت عائشہ بنت سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرماتے تھے۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا۔

١٠٢٢۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا حَفْصٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عہد رسالت میں کھڑے ہو کر (بھی) پیتے تھے۔

١٠٢٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَا ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ عَنْ أَبِي الْبَزَرِيِّ وَهُوَ يَزِيْدُ بْنُ عُطَارِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَسْعٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو بزری یزید بن عطارد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عہد رسالت میں پانی (وغیرہ) پیتے اس حال میں کہ ہم کھڑے ہوتے اور دوڑتے ہوئے کھاتے تھے۔

١٠٢٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عُطَارِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهٗ۔

حضرت عمران بن حدیر، حضرت یزید بن عطارد سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٠٢٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ مِنْ قِرْبَةٍ۔

حضرت براء بن زید فرماتے ہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے سے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

١٠٢٦۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ بِنْتِ أَنَسٍ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَفِيْ بَيْتِهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَشَرِبَ مِنَ الْقِرْبَةِ قَائِمًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت ابن زید حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا تو آپ نے مشکیزے سے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

١٠٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ إِبَاحَةُ الشُّرْبِ قَائِمًا وَأَوْلٰى

تو ان روایات میں کھڑے ہو کر پینے کا جواز ہے اور جب

وينبغي لنا إذا روي حديثان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحتملا الاتفاق واحتملا التضاد أن نحملهما على الاتفاق لا على التضاد وكان ما روينا في هذا الفصل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في إباحة الشرب قائما وفيما روينا عنه في الفصل الذي قبله النهي عن ذلك فاحتمل أن يكون ذلك النهي لم يرد به هذه الإباحة ولكن أريد به معنى آخر فنظرنا في ذلك۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دو قسم کی احادیث میں اتفاق و تضاد دونوں باتوں کا احتمال ہو تو بہتر بات یہ ہے کہ اتفاق پر محمول کیا جائے تضاد پر نہیں اس فصل میں ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کھڑے ہو کر پینے کا جواز اور اس سے پہلے ممانعت کا ذکر کیا ہے تو ممکن ہے کہ اس صورت کی ممانعت مراد نہ ہو جس کی اباحت ہے بلکہ کوئی دوسرا معنی مراد ہو تو ہم نے اس سلسلے میں دیکھا۔

۱۰۲۸۔ **فإذا** فهد قد حدثنا قال ثنا أبو غسان قال ثنا خالد عن بيان عن الشعبي قال إنما أكره الشرب قائما لأنه داء فأخبر الشعبي في هذا المعنى الذي من أجله كان النهي وأنه لما يخاف منه من الضرر وحدوث الداء لا غير ذلك فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك النهي الإشفاق على أمته وأمره إياهم بما فيه صلاحهم في دينهم ودنياهم كما قد قال لهم أما أنا فلا آكل متكئا۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں میں کھڑے ہو کر پینا ناپسند کرتا ہوں کیونکہ یہ بیماری ہے تو حضرت شعبی نے نہی کی وجہ بیان کر دی اور وہ یہ ہے کہ اس سے نقصان اور بیماری پیدا ہونے کا ڈر ہے کوئی دوسری وجہ نہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما کر امت پر شفقت کا ارادہ فرمایا اور انہیں ایسی بات کا حکم دیا جس میں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی ہے جیسا کہ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

۱۰۲۹۔ **حدثنا** ابن أبي داود قال ثنا سهل بن بكار ح وحدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قالا ثنا أبو عوانة عن رقبة عن علي بن الأقمر عن أبي جحيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أما أنا فلا آكل متكئا۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

۱۰۳۰۔ **حدثنا** ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا جرير بن عبد الحميد عن منصور عن علي بن الأقمر عن أبي جحيفة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فذكر مثله۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت علی بن اقمر حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۰۳۱۔ **حدثنا** فهد قال ثنا أبو نعيم قال ثنا سفيان عن علي بن الأقمر عن أبي جحيفة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت علی ابن اقمر حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۳۲۔ **حدثنا** فهد قال ثنا أبو نعيم قال ثنا

ایک دوسری سند سے بھی علی بن اقمر سے مروی ہے

بِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَيْسَ ذَلِكَ عَلَى طَرِيقِ التَّحْرِيمِ مِنْهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَأْكُلُوا كَذَلِكَ وَلَكِنْ لِمَعْنًى فِي الْأَكْلِ مُتَّكِئًا مَخَافَةً عَلَيْهِمْ۔

۱۰۳۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ إِنَّمَا كُرِهَ الْأَكْلُ مُتَّكِئًا مَخَافَةَ أَنْ تَعْظُمَ بُطُونُهُمْ

فَأَخْبَرَ الشَّعْبِيُّ بِالْمَعْنَى الَّذِي كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِهِ الْأَكْلَ مُتَّكِئًا وَأَنَّهُ إِنَّمَا هُوَ لِمَا يَحْدُثُ عَنْهُ مِنْ عِظَمِ الْبَطْنِ فَكَذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْهُ مِنَ النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا إِنَّمَا هُوَ لِمَعْنًى يَكُونُ مِنْ ذَلِكَ كَرِهَهُ مِنْ أَجْلِهِ لَا غَيْرُ ذَلِكَ وَقَدْ رُوِيَ فِي هَذَا أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ اجْتَنَبَ ذَلِكَ بِمَا قَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَدْ يَجُوزُ فِي ذَلِكَ مَعْنًى آخَرُ۔

۱۰۳۵۔ فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ الْأَعْوَرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا فَنَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْعَبْدِ كَيْفَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَالَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ

فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا تو اس کا مطلب نہیں کہ آپ نے اس طرح کھانا حرام کر دیا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ تکیہ لگا کر کھانے سے آپ ان پر ڈر محسوس فرماتے تھے۔

حضرت عبدالحمید فرماتے ہیں حضرت شعبی نے فرمایا تکیہ لگا کر کھانا اس لیے مکروہ ہے کہ اس سے ان کے پیٹوں کے بڑا ہونے کا ڈر ہے۔

تو حضرت شعبی نے وہ وجہ بتائی جس کے باعث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ لگا کر کھانے کو مکروہ سمجھا یعنی اس سے پیٹ بڑا ہو جاتا ہے اسی طرح آپ سے کھڑے ہو کر پینے کی جو ممانعت ہے اس کی بھی کوئی وجہ ہے جو اس کراہت کا باعث بنتی ہے اس کے علاوہ نہیں۔

حضرت شعیب بن عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی تکیہ لگا کر کھاتے نہیں دیکھا تو ہو سکتا ہے اس اجتناب کی وجہ وہ ہو جو حضرت شعبی نے بیان کی اور ممکن ہے کوئی دوسری وجہ ہو۔

اس اجتناب کی وجہ وہ ہو جو حضرت شعبی نے بیان کی اور ممکن ہے کوئی دوسری وجہ ہو۔

حضرت اسماعیل اعور سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر تناول فرماتے تھے جبریل علیہ السلام اترے تو فرمایا اس شخص کو دیکھیں کیسے تکیہ لگا کر کھاتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔

تو ممکن ہے اس وجہ سے آپ تکیہ لگا کر نہ کھاتے ہوں کیونکہ

هذا هو المعنى الذي من أجله قال لا آكل متكئا لأن ذلك فعل الملوك الجبابرة وفعل الأعاجم ذلك ورغب في فعل العرب كما روي عن عمر.

یہ متکبر بادشاہوں کا طریقہ اور عجمیوں کا عمل ہے تو آپ نے اس کو ناپسند کر کے اہل عرب کا طریقہ اختیار کیا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۱۰۳۶ - **فإنه** حدثنا حسين بن نصر قال سمعت يزيد بن هارون قال ثنا عاصم الأحول عن أبي عثمان النهدي قال أتانا كتاب عمر بن الخطاب اخشوشنوا واخشوشبوا واخلولقوا وتمعددوا كأنكم معد وإياكم والتنعم وزي العجم.

حضرت ابو عثمان ہندی فرماتے ہیں ہمارے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط آیا کہ جفاکش بنو اور سخت ہو جاؤ کام کاج میں عیش پسند نہ بنو اور عجمیوں کی عادات سے بچو۔

أفلا ترى أنه نهاهم عن زي العجم وأمرهم بالتمعدد وهو العيش المخشن الذي تعرفه العرب فكذلك الأكل متكئا نهوا عنه لأنه فعل العجم وأما الشرب قاعدا فأمروا به خوفا مما يحدث عليهم في صدورهم وليس في ذلك شيء من زي العجم.

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ نے ان کو عجمیوں کی عادت سے بچنے اور ایسی سخت زندگی گزارنے کا حکم دیا جو عربوں میں معروف تھی اسی طرح ان کو تکیہ لگا کر کھانے سے منع کیا گیا کیونکہ یہ عجمیوں کا عمل ہے اور انہیں بیٹھ کر پینے کا حکم ان کے سینوں میں کسی چیز کے پیدا ہونے کے خوف سے دیا اور اس میں عجمیوں کی عادت کا کوئی تعلق نہیں۔

۱۰۳۷ - **وقد** روي في إباحة الشرب قائما عن جماعة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا أبو الأحوص عن عبد الأعلى عن بشر بن غالب قال دخلت على الحسين بن علي داره فقام إلى عنيزة له فمسح ضرعها حتى إذا درت دعا بإناء فحلب ثم شرب وهو قائم ثم قال يا بشر إني إنما فعلت ذلك لتعلم أنا نشرب ونحن قيام.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے بھی کھڑے ہو کر پینے کے جواز میں مروی ہے حضرت بشیر بن غالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے گھر میں گیا تو آپ اپنی ایک بختی اُونٹنی کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا حتیٰ کہ جب اس کا دودھ اترا تو آپ نے ایک برتن منگوا کر اس میں دوہا پھر نوش فرمایا حالانکہ آپ کھڑے تھے پھر فرمایا اے بشر! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہم کھڑے ہو کر بھی پیتے ہیں۔

۱۰۳۸ - **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا أبو عامر قال ثنا .... مالك عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال رأيت أبي يشرب وهو قائم.

حضرت مالک، حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے۔

۱۰۳۹ - **حدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن علي بن عبد الله البارقي قال ناولت ابن عمر إداوة فشرب

حضرت علی بن عبد اللہ بارقی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک برتن پکڑوایا تو انہوں نے کھڑے ہونے کی حالت میں اس سے نوش فرمایا۔

بِهِمَا آثَارًا مِنْ فِيهَا

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ۔

١٠٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ۔

١٠٤١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

فَلَمْ يَكُنْ هَذَا النَّهْيُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى تَحْرِيمِ ذَلِكَ عَلَى أُمَّتِهِ حَتَّى يَكُونَ مَنْ فَعَلَهُ مِنْهُمْ عَاصِيًا وَلَكِنْ لِمَعْنًى قَدِ اخْتُلِفَ فِيهِ مَا هُوَ۔

١٠٤٢ - فَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ لِأَنَّهُ يُنْتِنُهُ فَهَذَا مَعْنَاهُ۔

١٠٤٣ - وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ مَعْنًى آخَرُ وَهُوَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ يُكْرَهُ الشُّرْبُ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَعُرْوَةِ الْكُوزِ وَقَالَ هُمَا مَقْعَدُ الشَّيْطَانِ

فَلَمْ يَكُنْ هَذَا النَّهْيُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرِيقِ التَّحْرِيمِ بَلْ كَانَ عَلَى طَرِيقِ الْإِشْفَاقِ مِنْهُ عَلَى أُمَّتِهِ وَالرَّأْفَةِ بِهِمْ وَالنَّظَرِ لَهُمْ۔

وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَقْصِدُهُ الْهَوَامُّ فَنَهَى عَنْ ذَلِكَ خَوْفَ أَذَاهَا فَكَذَلِكَ مَا ذَكَرْنَاهُ فِي صَدْرِ هَذَا الْبَابِ مِنْ نَهْيِهِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے مشکیزے سے (منہ لگا کر) پینے سے منع فرمایا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نہی اسے امت پر حرام کرنے کی خاطر نہیں ہے حتی کہ اس کے کرنے سے وہ گناہ گار ہو جائے بلکہ اس کے سبب میں اختلاف ہے۔

حضرت ہشام بن عروہ (رضی اللہ عنہما) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے ساتھ منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا کیونکہ یہ اس کو بدبودار کر دیتا ہے اور یہی اس کا مطلب ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور مفہوم بھی مروی ہے حضرت لیث حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ وہ (حضرت مجاہد) پیالے کے ٹوٹے ہوئے کنارے اور لوٹے کی ٹونٹی سے پینا ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ ممانعت بھی حرام کرنے کے طور پر نہ تھی بلکہ امت پر ڈرنے اور شفقت اور کرم کے طور پر تھی۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے اس لیے منع فرمایا کہ موذی اسی جگہ کا قصد کرتے ہیں تو ان کے اذیت دینے کے خوف سے منع فرمایا تو اسی طرح ہم نے باب کے شروع میں جو کچھ ذکر کیا آپ

عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا لَيْسَ عَلَى التَّحْرِيْمِ الَّذِي يَكُوْنُ فَاعِلُهُ عَاصِيًا وَلٰكِنْ لِلْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَا فِي ذٰلِكَ.

١٠٤٤ - **وَقَدْ** رَوَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ اَنَّهُ اَتَى بَيْتَ اُمِّ سُلَيْمٍ فَشَرِبَ مِنْ قِرْبَةٍ وَهُوَ قَائِمٌ مِنْ فِيْهَا **فَدَلَّ** ذٰلِكَ عَلَى اَنَّ نَهْيَهُ الَّذِي رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ لَيْسَ عَلَى النَّهْيِ الَّذِي يَجِبُ عَلَى مُنْتَهِكِهِ اَنْ يَكُوْنَ اٰثِمًا وَلٰكِنَّهُ عَلَى النَّهْيِ مِنْ اَجْلِ الْخَوْفِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ ارْتَفَعَ النَّهْيُ فَهٰذَا عِنْدَنَا مَعْنَى هٰذِهِ الْاٰثَارِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **وَقَدْ** رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا اَنَّهُ نَهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ وَهُوَ اَنْ يُكْسَرَ فَيُشْرَبَ مِنْ اَفْوَاهِهَا۔

کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا تو وہ حرام کرنے کے طور پر نہیں کہ اس کا فاعل گناہ گار ہو بلکہ اس کا مطلب وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا

اور ہم نے اس سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور آپ نے کھڑے ہونے کی حالت میں مشکیزے سے منہ لگا کر نوش فرمایا۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس سلسلے میں آپ سے جو نہی مروی ہے تو یہ ایسی نہی نہیں ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والا گناہ گار ہو بلکہ آپ نے ڈر کی وجہ سے منع فرمایا جب وہ خوف زائل ہو جائے گا تو نہی بھی اٹھ جائے گی تو ہمارے نزدیک ان روایات کا یہی مفہوم ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے "اختناث الاسقیہ" سے بھی منع فرمایا اور یہ وہ ہے کہ مشکیزوں کے منہ کو چار کرا کے باہر کی جانب موڑنا اور اس سے پینا۔

١٠٤٥ - **حَدَّثَنَا** بِذٰلِكَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا الشَّافِعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتنوں کو توڑ کر ان کے سوراخ سے پینے کی مخالفت فرمائی (گذشتہ حدیث والا مفہوم ہے)

١٠٤٦ - **حَدَّثَنَا** سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ اخْتِنَاثُهَا اَنْ تُكْسَرَ فَيُشْرَبَ مِنْهَا فَالْوَجْهُ الَّذِي نَهَى عَنْ ذٰلِكَ هُوَ الْوَجْهُ الَّذِي مِنْ اَجْلِهِ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ۔

حضرت ابن ابی ذئب، حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا حضرت ابن ابی ذئب فرماتے ہیں اختناث یہ ہے کہ اسے توڑ کر اس کے سوراخ سے پیا جائے۔

بَابُ ٢٩٧ وَضْعِ اِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْاُخْرٰى

باب ۲۹۷، پاؤں پر پاؤں رکھنا

١٠٤٧ - **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ

حضرت ابو الزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص اپنے ایک پاؤں کو دوسرے

الرجل احدی رجلیه علی الاخری۔

۱۰۴۸۔ حدثنا یونس قال اخبرنی شعیب بن اللیث عن ابیه عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم مثله وزاد وهو مضطجع۔

۱۰۴۹۔ حدثنا سلیمن بن شعیب قال ثنا عبد الرحمن بن زیاد ح وحدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا حجاج بن المنهال قالا ثنا حماد بن سلمة عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

۱۰۵۰۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا المقدمی قال ثنا المعتمر عن ابیه عن خداش عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

۱۰۵۱۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا امیة بن بسطام قال ثنا یزید بن زریع عن روح بن القاسم عن عمرو بن دینار عن ابی بکر بن حفص عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه نهی ان یثنی الرجل احدی رجلیه علی الاخری

قال ابو جعفر فکره قوم وضع احدی الرجلین علی الاخری لهذه الآثار واحتجوا فی ذلک ایضا بما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن واصل عن ابی وائل قال کان الاشعث وجریر بن عبد الله وکعب قعودا فرفع الاشعث احدی رجلیه علی الاخری وهو قاعد فقال له کعب بن عجرة ضمها فانه لا یصلح لبشر۔

وخالفهم فی ذلک آخرون فلم یروا بذلک باسا واحتجوا فی ذلک بما روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

۱۰۵۲۔ حدثنا یونس قال ثنا سفیان عن الزهری عن عباد بن تمیم عن عمه قال رأیت النبی صلی

پاؤں پر رکھے۔

حضرت شعیب بن لیث اپنے والد سے وہ حضرت ابو الزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ لیٹا ہوا ہو۔

حضرت حماد بن سلمہ حضرت ابو الزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت خداش، حضرت ابو الزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر بن حفص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات کی وجہ سے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے سے منع فرمایا انہوں نے اس سلسلے میں مزید یوں استدلال کیا ہے حضرت ابو وائل فرماتے ہیں حضرت اشعث، جریر ابن عبد اللہ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے حضرت اشعث نے اپنا ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پر رکھا حالانکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت کعب بن عجرہ نے ان سے فرمایا انہیں ملا لو کیونکہ آدمی کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اس میں کچھ حرج نہیں سمجھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسجد

اللہ علیہ وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ علی الاخری۔

کے بل لیٹے ہوئے تھے اور ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔

۱۰۵۳۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا عبد الرحمٰن بن یعقوب عن ابی عباد قال ثنا سفیان قال حدثنی الزھری قال حدثنی عباد بن تمیم عن عمہ عبد اللہ بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۵۴۔ حدثنا یزید بن سنان قال ثنا ابو بکر الحنفی قال ثنا ابن ابی ذئب قال ثنا الزھری قال حدثنی عباد بن تمیم عن عمہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عباد اپنے چچا کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۵۵۔ حدثنا یونس قال ثنا ابن وھب قال حدثنی مالک بن انس ویونس عن ابن شہاب عن عباد بن تمیم عن عمہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عباد اپنے چچا کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۵۶۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عثمان بن عمر قال ثنا مالک عن ابن شہاب فذکر باسنادہ مثلہ۔

حضرت ابن مرزوق کی روایت میں بھی حضرت عباد بواسطہ اپنے چچا کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۵۷۔ حدثنا محمد بن خزیمۃ قال ثنا حجاج قال ثنا عبد العزیز بن عبد اللہ الماجشون ح وحدثنا علی بن عبد الرحمٰن قال ثنا علی بن الجعد قال ثنا عبد العزیز بن عبد اللہ عن ابن شہاب قال حدثنی محمود بن لبید عن عباد بن تمیم عن عمہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

محمد بن خزیمہ اور علی بن عبدالرحمٰن کی روایات میں بھی حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا کے واسطے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قالوا فھذہ الآثار قد جاءت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باباحۃ ما منعت منہ الآثار الاول۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ان روایات میں اس بات کا جواز ہے جس سے پہلی روایات میں آپ نے منع فرمایا تھا۔

واما ما ذکروہ مما احتجوا بہ من قول کعب بن عجرۃ فانہ قد روی عن جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ذلک۔

اور جہاں تک حضرت کعب بن عجرہ کے قول سے استدلال کا تعلق ہے تو صحابہ کرام کی ایک جماعت سے اس کے خلاف مروی ہے۔

۱۰۵۸۔ **حدثنا** یونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرنی مالک ویونس عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان کانا یفعلان ذلک۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما دونوں اسی طرح کرتے تھے۔

۱۰۵۹۔ **حدثنی** ابن مرزوق قال ثنا ابو عاصم عن عبید اللہ بن عمر قال حدثنی سالم ابو النضر قال کانا ابو بکر وعمر وعثمان یجلس احدهم ثم یضع احدی رجلیه علی الاخری۔

حضرت سالم بن ابو النضر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک چوکڑی مار کر بیٹھے اور ان کا ایک پاؤں دوسرے پر ہوتا تھا۔

۱۰۶۰۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا ابو عاصم قال ثنا عبید اللہ بن جعفر عن اسمعیل بن محمد عن سعید عن عبد الرحمن بن یربوع انه رای عثمان بن عفان یفعل ذلک۔

حضرت عبد الرحمٰن بن یربوع سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

۱۰۶۱۔ **حدثنا** یونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال اخبرنی عمر بن عبد العزیز ان محمد بن نوفل حدثه انه رای اسامة بن زید بن حارثة فی مسجد النبی صلی اللہ علیه وسلم فعل ذلک۔

حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن نوفل نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو مسجد نبوی میں اس طرح کرتے دیکھا۔

۱۰۶۲۔ **حدثنا** یونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرنی اسامة بن زید اللیثی عن نافع انه رای ابن عمر یفعل ذلک۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

۱۰۶۳۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر عن سفیان عن جابر عن عبد الرحمن بن الاسود عن عبد الرحمن بن یزید قال رایت عبد اللہ مضطجعا بالارائک واضعا احدی رجلیه علی الاخری وهو یقول ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین۔

حضرت عبد الرحمٰن بن یزید سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ارائک میں اس طرح لیٹے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے اپنا ایک پاؤں، دوسرے (پاؤں) پر رکھا ہوا تھا اور وہ کہہ رہے تھے اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کے لیے آزمائش نہ بنا۔

۱۰۶۴۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر قال ثنا سفیان عن عمران بن مسلم قال رایت انس بن مالک قاعدا قد وضع احدی رجلیه علی الاخری

حضرت عمران بن مسلم فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

فقد رویناعن هؤلاء الاجلة من اصحاب

تو ہم نے ان جلیل القدر صحابہ کرام سے روایت کیا اور ہم

رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا مما لا يعقل
في تبيينه من طريق النظر فنستعمل فيه ما
استعملناه في غيره من أبواب هذا الكتاب ولكن
لما روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما وصفنا في الفصل المتقدم وروي عن كعب
بن عجرة أنه قال إنه لا يصلح لبشر فكان معنى
هذا عندنا والله أعلم أنها لا تصلح لبشر لنهي
رسول الله صلى الله عليه وسلم عنها لأنه لا يصلح
لبشر أن يخالف رسول الله صلى الله عليه وسلم۔
ثم قد جاء ما ذكرناه في الفصل الثاني من
إباحتها باستعمال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إياها فاحتمل أن يكون أحد الأمرين قد نسخ الآخر
فلما وجدنا أبا بكر وعمر وعثمان وهم الخلفاء
الراشدون المهديون على قربهم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وعلمهم بأمره قد فعلوا ذلك
بعده بحضرة أصحابه جميعا وفيهم الذي حدث
بالحديث الأول عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الكراهة فلم ينكر ذلك أحد منهم ثم فعله عبد
الله بن مسعود وابن عمر وأسامة بن زيد وأنس
بن مالك فلم ينكر عليهم منكر **ثبت** بذلك أن
هذا هو ما عليه أهل العلم من هذين الخبرين
المرفوعين وبطل بذلك ما خالفه لما ذكرنا و
بينا **وقد** روي عن الحسن في ذلك ما يدل على
غير هذا المعنى۔

ایسی بات نہیں ہے کہ جس کی وضاحت قیاس و نظر سے ہو سکے تاکہ
ہم اسے (قیاس کو) اس کتاب کے دوسرے ابواب کی طرح یہاں
بھی استعمال کریں لیکن جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ روایت
نقل کر چکے ہیں جو ہم نے باب کے شروع میں بیان کی ہے اور حضرت
کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جائز نہیں تو ہمارے نزدیک اس
کا مطلب یہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کسی شخص کے لیے
یہ عمل اس لیے جائز نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
منع فرمایا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جائز نہیں۔
پھر دوسری فصل میں وہ روایات آئی ہیں جنہیں ہم نے ذکر
کیا کہ یہ عمل جائز ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ
عمل کیا تو اس بات کا احتمال ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کے
لیے ناسخ ہو تو جب حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہم جو خلفاء راشدین ہیں اور ہدایت یافتہ
حضرات ہیں انہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب رہا
اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاننے والے ہیں کو ہم
نے یوں پایا کہ انہوں نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں
یہ عمل کیا اور ان میں وہ حضرات بھی ہیں جنہوں نے کراہت کے
بارے میں پہلی حدیث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہے تو ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا پھر حضرت عبداللہ
بن مسعود، حضرت ابن عمر، اسامہ بن زید اور انس بن مالک
رضی اللہ عنہم نے یہ عمل کیا اور ان پر بھی کسی معترض نے اعتراض
نہیں کیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ان دو مرفوع روایات
میں سے اس روایت پر اہل علم کا عمل ہے اور اس کے
ساتھ وہ باطل ہو گیا جو اس کے خلاف ہے جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا اور وضاحت سے بیان کیا اس سلسلے میں
حضرت حسن رحمہ اللہ سے دوسرے معنی پر دلالت کرنے والی
روایت بھی مروی ہے۔

۱۰۶۵۔ **حدثنا** سليمن بن شعيب قال ثنا

حضرت عقیل بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں حضرت حسن سے

خالد بن نزار الايلي قال حدثني السري بن يحيى قال ثنا عقيل قال الحسن قد كان يكره ان يضع الرجل احدى رجليه على الاخرى فقال الحسن ما اخذوا ذلك الا عن اليهود فيحتمل ان يكون كان من شريعة موسى عليه السلام كراهة ذلك الفعل فكانت اليهود على ذلك فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم باتباع ما كانوا عليه لان حكمه ان يكون على شريعة النبي الذي كان قبله حتى يحدث الله له شريعة تنسخ شريعته ثم امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بخلاف ذلك وباباحة ذلك الفعل بما اباح الله عز وجل له ما قد كان خطره على من كان قبله

پوچھا گیا ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا مکروہ سمجھا جاتا تھا ارشاد آپ بتایئے کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا لوگوں نے اس بات کو یہود سے لیا تو اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں یہ عمل مکروہ ہو۔ اور یہودیوں کا یہی خیال ہو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پیروی کا حکم دیا کیونکہ آپ کے لیے یہی حکم تھا کہ آپ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت پر عمل کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی جدید حکم ظاہر کر دے جو پہلی شریعت کو منسوخ کر دے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف عمل کو جائز کیا اور وہ اس فعل کا جائز ہونا ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو جائز کر دیا جسے آپ سے پہلے نبی کے لیے ناجائز قرار دیا تھا۔

وقد روي عن الحسن خلاف ذلك ايضا.

حضرت حسن سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

١٠٦٦ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد عن حميد عن الحسن انه كان يفعله يعني يضع احدى الرجلين على الاخرى وقال انما كره له ذلك ان يفعله بين يدي القوم مخافة ان ينكشف والوجه الاول عندي اشبه من هذا الاخرى الى قول كعب انها لا تصلح لبشر فلو كان ذلك للمعنى الذي روي عن الحسن في هذا الحديث لم يقل ذلك كعب ولكنه انما قال ذلك لعلمه بنهي رسول الله صلى الله عليه وسلم لما كان عليه من اتباع من قبله ثم نسخ الله عز وجل فلم يعلمه كعب فكان على الامر الاول وعلمه غيره فرجع اليه وترك ما تقدمه.

حضرت حمید، حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ یہ عمل کرتے تھے یعنی ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا کرتے تھے اور فرمایا کہ لوگوں کے سامنے ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے ستر کھلنے کا ڈر ہے۔ (حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں) میرے نزدیک پہلی وجہ زیادہ مناسب ہے کیا تم نے حضرت کعب کے قول کو نہیں دیکھا کہ فرمایا کسی انسان کے لیے جائز نہیں اگر وہ بات ہوتی جو اس روایت میں حضرت حسن سے مروی ہے تو حضرت کعب یہ بات نہ فرماتے بلکہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت کا علم ہونے کی بنیاد پر یہ بات فرمائی ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ پر پہلے نبی کی اتباع ضروری تھی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم منسوخ کر دیا اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ ہو سکا تو وہ پہلے حکم پر ہی قائم رہے جب کہ دوسرے حضرات کو اس بات کا علم ہو گیا تو انہوں نے پہلے حکم کو چھوڑ کر اس کی طرف رجوع کیا۔

بَابُ الرَّجُلِ يَتَطَرَّقُ فِي الْمَسْجِدِ بِالسِّهَامِ[۲۹۸]

١٠٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَا ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي مَسَاجِدِنَا وَفِي يَدِهِ سِهَامٌ فَلْيُمْسِكْ بِنِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِهَا أَحَدًا

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَطَّى الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ وَهُوَ حَامِلٌ مَا أَرَادَ حَمْلَهُ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ **وَخَالَفَهُمْ** فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ وَقَالُوا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَهُوَ حَامِلٌ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ دَخَلَ بِهِ يُرِيدُ بِهِ دُخُولَ الصَّلٰوةِ أَوْ يَكُونَ إِذَا دَخَلَهُ يُرِيدُ بِهِ الصَّدَقَةَ فَأَمَّا أَنْ يَدْخُلَ بِهِ يُرِيدُ تَخَطِّيَ الْمَسْجِدِ فَإِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ **وَقَالُوا** قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ بِمَا ذَكَرْنَا فِي حَدِيثِ أَبِي مُوسَى الْإِدْخَالَ لِلصَّدَقَةِ فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ هَلْ نَجِدُ شَيْئًا مِنَ الْآثَارِ يَدُلُّ عَلَيْهِ۔

باب[۲۹۸] مسجد میں تیر لے کر گزرنے والے کا حکم

حضرت ابو بردہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد میں یا فرمایا مساجد میں گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہوں تو وہ اس کے پھل کو روک دے تاکہ اس کے ساتھ کسی کو زخمی نہ کر دے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد سے گزرے اور اس نے وہ چیز اٹھائی ہوئی ہو جسے وہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ان حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جبکہ دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس قسم کی چیز لے کر مسجد سے گزرے البتہ یہ کہ وہ نماز کے لیے داخل ہوا ہو اور یہ چیز اس کے پاس ہو یا داخل ہوتے وقت اس چیز کو صدقہ کرنے کا ارادہ ہو۔ اگر وہ شخص گزرنے کے لیے داخل ہوا تو یہ مکروہ ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں ہو سکتا ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے لیے داخل کرنا مراد لیا ہو تو ہم نے دیکھا کہ کیا اس سلسلے میں کوئی روایت پاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرے۔

١٠٦٨- **فَإِذَا** يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَتَصَدَّقُ بِنَبْلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَمُرَّ بِهَا إِلَّا وَهُوَ آخِذٌ بِنُصُولِهَا۔

تو حضرت ابو الزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص مسجد میں تیر صدقہ کر رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ ان کے پھل کو پکڑے بغیر نہ گزرے۔

١٠٦٩- **حَدَّثَنَا** رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ

حضرت لیث، حضرت ابو الزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ

اللَّيْثُ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

فَبَيَّنَ جَابِرٌ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَدْخُلُوْنَ بِهَا الْمَسْجِدَ اِنَّمَا كَانُوْا يُرِيْدُوْنَ بِهَا الصَّدَقَةَ فِيْهِ لَا التَّخَطِّيَ فَهٰذَا هُوَ مَا اَبَاحَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا فِي حَدِيْثِ اَبِي مُوْسٰى۔

اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو اس حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو لوگ ان (تیروں) کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے تھے وہ صدقہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے گزرنا مقصود نہ تھا تو یہ وہ بات ہے جسے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار دیا۔

بَابُ ۲۹۹ الْمُعَانَقَةِ

باب ۲۹۹، معانقہ کرنا

۱۰۷۰ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَنْظَلَةَ السَّدُوْسِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيَنْحَنِيْ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ اِذَا الْتَقَيْنَا قَالَ لَا قَالُوْا اَفَيُعَانِقُ بَعْضُنَا بَعْضًا قَالَ لَا قَالُوْا اَفَيُصَافِحُ بَعْضُنَا بَعْضًا قَالَ تَصَافَحُوْا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ملاقات کے وقت ہم ایک دوسرے کے لیے جھک سکتے ہیں آپ نے فرمایا "نہیں" انہوں نے عرض کیا ایک دوسرے سے گلے مل سکتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں عرض کیا ایک دوسرے سے ہاتھ ملا سکتے ہیں (مصافحہ کر سکتے ہیں) فرمایا ایک دوسرے سے مصافحہ کرو۔

۱۰۷۱ - **حَدَّثَنَا** اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ هِلَالٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت حنظلہ، حضرت انس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ!، اس کے بعد اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى هٰذَا فَكَرِهُوا الْمُعَانَقَةَ مِنْهُمْ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا **وَخَالَفَهُمْ** فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِهَا بَاْسًا وَمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰى ذٰلِكَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے وہ معانقہ کرنے کو مکروہ جانتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ بھی ان حضرات میں شامل ہیں ــ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

۱۰۷۲ - **وَكَانَ مِمَّا** احْتَجُّوْا بِهٖ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ ثَنَا اَسَدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ تَلَقَّانِيْ فَاعْتَنَقَنِيْ۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت عبداللہ ابن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب ہم نجاشی کے پاس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور معانقہ کیا۔

۱۰۷۳ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ

حضرت شعبی فرماتے ہیں حضرت جعفر کی تشریف آوری کا زمانہ خیبر

حدثنا يحيى التميمي قال ثنا ابو عوانة عن الاجلح عن الشعبي قال وافق قدوم جعفر فتح خيبر فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا ادري باي الشيئين انا اشد فرحا بفتح خيبر او بقدوم جعفر ثم تلقاه فاعتنقه وقبل بين عينيه۔

کے موقع پر ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ دو باتوں میں کس پر زیادہ خوش ہوں فتح خیبر کی خوشی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد کی مسرت پھر ان سے ملاقات کرتے ہوئے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

۱۰۷۴۔ **حدثنا** ابن ابي داود قال ثنا ابراهيم بن يحيى بن محمد الشجري قال حدثني محمد بن يحيى ابي عبادة قال اخبرني ابن اسحق عن محمد بن مسلم ابن شهاب الزهري عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت قدم زيد بن حارثة المدينة و رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فاتاه فقرع الباب فقام اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم عريانا والله ما رأيته عريانا قبله فاعتنقه و قبله۔

حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے وہ حاضر ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف قمیص کے بغیر کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے آپ کو اس سے پہلے اس طرح برہنہ کبھی نہیں دیکھا آپ نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا۔

۱۰۷۵۔ **وقد** روي في ذلك عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا مسلم بن ابراهيم قال ثنا شعبة عن غالب التمار عن الشعبي ان اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا اذا التقوا تصافحوا واذا قدموا من سفر تعانقوا۔

اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی مروی ہے حضرت غالب تمار حضرت شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے۔

۱۰۷۶۔ **حدثنا** احمد بن داود قال ثنا ابو الوليد ح وحدثنا ابن مرزوق قال ثنا يحيى بن حماد قالا ثنا شعبة فذكر باسناده مثله۔

حضرت ابوالولید اور حضرت یحییٰ بن حماد دونوں حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۰۷۷۔ **حدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا مسلم بن ابراهيم قال ثنا حماد بن سلمة قال ثنا ابو غالب عن ام الدرداء قالت قدم علينا سلمان فقال اين اخي قلت في المسجد فاتاه فلما رآه اعتنقه

حضرت ابو غالب حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں حضرت سلمان ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرا بھائی کہاں ہے میں نے کہا مسجد میں ہیں تو جب انہوں نے ان کو دیکھا تو معانقہ کیا۔

فهؤلاء اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كانوا يتعانقون فدل ذلك ان ما روي عن رسول الله صلى

تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو معانقہ کرتے تھے پس یہ اس بات پر دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کے جواز کے بارے میں جو کچھ مروی ہے وہ ممانعت کی روایات

فهذا عندنا ناسخ لما تقدم من إباحة المعانقة متأخر عما روي
عنه من النهي عن ذلك فبذلك نأخذ وهو قول
أبي يوسف رحمه الله -

بَابُ ٣٠ الصُّوَرِ تَكُونُ فِي الثِّيَابِ

١٠٧٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ -

١٠٧٩ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ -

١٠٨٠ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ ثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ مِقْسَمٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْعُكْلِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا تِمْثَالٌ -

١٠٨١ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دَخَلَ الْبَيْتَ وَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَصُورَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ أَمَّا هُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ هٰذِهِ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ -

١٠٨٢ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ

سے مؤخر ہے تو ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے۔

باب ۳۰: کپڑوں پر تصاویر کا حکم

حضرت عبداللہ بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔

حضرت یعقوب بن اسحاق اور حبان بن ہلال دونوں حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ہم (فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا، تصویر یا بُت ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی تصویریں پائیں آپ نے فرمایا یہ لوگ سن چکے ہیں کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت ہے تو وہ پانسوں سے فال نہیں لیتے تھے۔[1]

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔

---

[1] زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایسی تصویر بنا رکھی تھی جس میں آپ تیروں سے فال لیتے دکھائی دے رہے ہیں ۱۲ ہزاروی۔

بيتا فيه صورة.

۱۰۸۳- **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا حماد بن سلمة قال ثنا سهيل بن أبي صالح عن سعيد بن يسار عن أبي طلحة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت سعید بن یسار، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۸۴- **حدثنا** ابن أبي داود قال ثنا أمية بن بسطام قال ثنا يزيد بن زريع قال ثنا روح بن القاسم عن سهيل بن أبي صالح عن سعيد بن يسار عن زيد بن خالد عن أبي أيوب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت زید بن خالد، حضرت ابوایوب سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۸۵- **حدثنا** روح بن الفرج قال ثنا يحيى بن عبد الله بن بكير عن عبد العزيز بن أبي حازم عن أبيه عن أبي سلمة عن عائشة أن جبريل عليه السلام قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم إنا لا ندخل بيتا فيه صورة.

حضرت ابوسلمہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔

۱۰۸۶- **حدثنا** روح بن الفرج قال ثنا أبو يزيد بن أبي الغمر قال ثنا يعقوب بن عبد الرحمن عن موسى بن عقبة عن نافع عن القاسم عن عائشة قالت اشتريت نمرقة فيها تصاوير فلما دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم رآها تغير ثم قال يا عائشة ما هذه فقلت نمرقة اشتريتها لك تقعد عليها قال إنا لا ندخل بيتا فيه تصاوير.

حضرت قاسم حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے ایک چھوٹا گدا خریدا جس پر تصویریں تھیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو اسے دیکھتے ہی چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا پھر فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا گدا ہے میں نے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں آپ نے فرمایا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصاویر ہوں۔

۱۰۸۷- **حدثنا** ربيع المؤذن قال ثنا بشر بن بكر قال حدثني الأوزاعي قال حدثني ابن شهاب قال أخبرني القاسم عن عائشة قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا مستترة بقرام ستر فيه صورة فهتكه ثم قال إن أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله عز وجل.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں ایک سرخ پردے میں تھی اور اس میں تصاویر تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھاڑ دیا پھر فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی شکل بناتے ہیں۔

۱۰۸۸- **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابن ابی ذئب عن الحارث بن عبد الرحمن عن کریب مولی ابن عباس عن اسامة بن زید عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تدخل الملائکة بیتا فیه صورة۔

سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔

۱۰۸۹۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا علی بن الجعد قال ثنا ابن ابی ذئب عن عبد الرحمن بن مهران عن عمیر مولی ابن عباس عن اسامة بن زید عن النبی صلی الله علیه وسلم انه دخل الکعبة فرای فیها صورة فامرنی فاتیته بدلو من ماء فجعل یضرب به الصور یقول قاتل الله قوما یصورون ما لا یخلقون۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس میں تصویر دیکھی مجھے حکم دیا تو میں پانی کا ایک ڈول لے آیا آپ اس تصویر کو دھونے لگے اور فرماتے جا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہلاک کرے جو ان چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے۔

۱۰۹۰۔ حدثنا یونس قال انا ابن وهب قال حدثنی عمر بن محمد ان سالم بن عبد الله حدثه عن ابیه ان جبریل قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم انا لا ندخل بیتا فیه صورة۔

حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔

۱۰۹۱۔ حدثنا یونس قال انا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب عن ابن السباق عن ابن عباس عن میمونة زوج النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

حضرت ابن عباس، حضرت میمونہ (ام المومنین) (رضی اللہ عنہم) سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۰۹۲۔ حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابن لهیعة قال ثنا ابو الزبیر قال سالت جابرا عن الصور فی البیت وعن الرجل یفعل ذلک فقال زجر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذلک۔

حضرت ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے گھر میں تصویروں کے بارے میں پوچھا اور جو آدمی ایسا کرتا ہے اس کا حکم کیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

۱۰۹۳۔ حدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعید ابن الاصبهانی قال ثنا محمد بن الفضیل عن عمارة عن القعقاع عن ابی زرعة قال دخلت مع ابی هریرة دار مروان بن الحکم فاذا بتماثیل فقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله عز وجل ومن اظلم ممن ذهب یخلق خلقا کخلقی فلیخلقوا ذرة او لیخلقوا

حضرت ابو زرعہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مروان بن حکم کے گھر گیا تو وہاں کچھ مورتیاں نصب تھیں انہوں نے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے چاہیے کہ وہ ایک چیونٹی پیدا کریں یا ایک دانہ پیدا کریں

...اَوْ يَعْلَقُوْا شُعَيْرَةً **قَالَ** اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى كَرَاهِيَةِ اِتِّخَاذِ مَا فِيْهِ الصُّوَرُ مِنَ الثِّيَابِ وَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ يُمْتَهَنُ وَمَا كَانَ مَلْبُوْسًا وَكَرِهُوْا كَوْنَهٗ فِي الْبُيُوْتِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ **وَخَالَفَهُمْ** فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ يُوْطَاُ وَيُمْتَهَنُ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَكَرِهُوْا مَا سِوٰى ذٰلِكَ **وَكَانَ** مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اُمِّهٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِيْ حِجْرِ عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعِنْدِيْ نَمَطٌ لِيْ فِيْهِ صُوْرَةٌ فَوَضَعْتُهٗ عَلٰى سَهْوَتِيْ فَاجْتَبَذَهٗ وَقَالَ لَا تَسْتُرِي الْجِدَارَ قَالَتْ فَصَنَعْتُهٗ وِسَادَتَيْنِ فَاَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا

یا گھر کا ایک دانہ پیدا کریں۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض حضرات کا یہ موقف ہے کہ ایسے کپڑے حاصل کرنا جن میں تصاویر ہوں مکروہ ہے چاہے وہ پاؤں کے نیچے پامال ہوتے ہوں یا پہنے جاتے ہوں انہوں نے ایسے کپڑے کو گھر میں جوڑنا ناپسند کیا ہے۔ ان حضرات نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔ لیکن دیگر حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے جو پامال کیا جاتا ہو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے علاوہ انہوں نے ناپسند کیا ہے ۔۔ اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور میرے پاس ایک اونی کپڑا تھا جس میں تصویر تھی میں نے اسے کھڑکی یا الماری پر ڈال دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھینچا اور فرمایا دیوار پر پردہ نہ کرو تو میں نے اس کے دو بچھونے بنائے پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے لیا اور آپ ان پر تشریف فرما ہوئے۔

۱۰۹۵۔ **حَدَّثَنَا** يُوْنُسُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَطَاءٍ مَوْلٰى بَنِي الْاَزْهَرِ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

۱۰۹۶۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ نَصَبَتْ سِتْرًا فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَهٗ فَقَطَعْتُهٗ وِسَادَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ فِي الْمَجْلِسِ حِيْنَئِذٍ يُقَالُ لَهٗ رَبِيْعَةُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلٰى بَنِيْ اَزْهَرَ سَمِعْتَ اَبَا مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَفِقُ عَلَيْهِمَا

حضرت عبدالرحمن بن قاسم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تصویر والا پردہ لٹکایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اسے اتار کر دو بچھونوں میں تقسیم کر دیا (روایت کی) مجلس میں ایک شخص ربیعہ بن عطاء جو بنو ازہر کے غلام تھے انہوں نے فرمایا کیا تم نے ابو محمد سے سنا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر تشریف فرما ہوتے تھے انہوں نے فرمایا نہیں البتہ میں نے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے سنا وہ ام المؤمنین سے یہ بات نقل کرتے تھے۔

فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْهَا۔

١٠٩٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِى الْوَزِيْرِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا جَعَلَتْ سِتْرًا فِيْهِ تَصَاوِيْرُ اِلَى الْقِبْلَةِ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا۔

حضرت قاسم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک پردہ جس میں تصاویر تھیں قبلہ رخ لٹکایا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہوں نے اسے اتار کر دو بچھونوں میں تقسیم کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر تشریف رکھتے تھے۔

١٠٩٨۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِىْ وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ فَمَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصاویر تھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے میں نے آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں میں نے کونسا گناہ کیا ہے! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ عرض کیا میں نے اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف رکھیں اور تکیہ لگائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن آئیں گے تو ان سے کہا جائے گا جو کچھ تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو پھر فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

١٠٩٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ ثَوْبٌ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَجَعَلْتُهُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَكَرِهَهُ اَوْ قَالَتْ فَنَهَانِىْ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ

فَقَالَ اَهْلُ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ فَمَا كَانَ مِمَّا يُوْطَاُ فَلَا بَاْسَ بِهِ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ وَمَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَوْطُوْءٍ فَهُوَ الَّذِىْ جَاءَتْ فِيْهِ الْاٰثَارُ الْاُوَلُ **وَقَدْ** رُوِىَ

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک کپڑا تھا جس میں تصاویر تھیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا یا فرمایا کہ آپ نے مجھے اس سے منع کر دیا تو میں نے اس کے تکیے بنائے۔

اس قول والے حضرات فرماتے ہیں کہ اس (تصویر) میں جسے روندا جائے ان روایات ہی کی بنیاد پر کوئی حرج نہیں اور جسے روندا نہ جائے تو وہ پہلی روایات کے مطابق ہے — رسول اکرم صلی اللہ

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ استثنی مما نہی عنہ من الصور الا ما کان رقما فی ثوب۔

۱۱۰۰۔ **حدثنا** یونس قال ثنا ابن وہب قال اخبرنی عمرو بن الحارث ان بکیر بن الاشج حدثہ ان بسر بن سعید حدثہ ان زید بن خالد الجہنی حدثہم ومع بسر بن سعید عبید اللہ الخولانی ان ابا طلحۃ حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ قال بسر فمرض زید بن خالد فعدناہ فاذا نحن فی بیتہ بستر فیہ تصاویر فقلت لعبید اللہ الخولانی الم تسمعہ **حدثنا** فی التصاویر قال انہ قد قال الا رقما فی الثوب الم تسمعہ قلت لا قال بلی قد ذکر ذلک۔

۱۱۰۱۔ **حدثنا** ابن ابی داود قال ثنا الوہبی قال ثنا ابن اسحٰق عن سالم ابی النضر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ قال اشتکی ابو طلحۃ بن سہیل فقال لی عثمان بن حنیف ہل لک فی ابی طلحۃ تعودہ فقلت نعم قال فجئناہ فدخلنا علیہ وتحتہ نمط فیہ صورۃ فقال انزعوا ہذا النمط فالقوہ عنی فقال لہ عثمان بن حنیف او ما سمعت یا ابا طلحۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین نہی عن الصورۃ قال الا رقما فی ثوب او ثوبا فیہ رقم قال بلی ولکنہ اطیب لنفسی فامیطوہ عنی۔

۱۱۰۲۔ **حدثنا** یونس قال ثنا ابن وہب ان مالکا حدثہ عن ابی النضر فذکر باسنادہ مثلہ غیر انہ قال مکان عثمان بن حنیف سہل بن حنیف۔

فثبت بما روینا خروج الصور التی فی الثیاب

علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے جن تصاویر سے منع فرمایا ان میں سے کپڑے پر چھپی ہوئی تصاویر کی استثناء فرمائی۔

حضرت بشیر بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خالد جہنی نے ان سے بیان کیا حضرت بشیر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی بھی تھے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ حضرت بشر فرماتے ہیں حضرت زید بن خالد بیمار ہو گئے تو ہم نے ان کی بیمار پرسی کی جب ہم ان کے گھر میں تھے تو اچانک ایک پردہ دیکھا جس پر تصاویر تھیں میں نے حضرت عبید اللہ خولانی سے پوچھا کہ تم نے ان سے نہیں سنا کہ انہوں نے تصاویر کے بارے میں حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا ہاں انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا مگر وہ جو کپڑے میں چھپی ہوئی ہو (مطبوعہ) کیا تم نے ان سے نہیں سنا میں نے عرض کیا نہیں فرمایا ہاں کیوں نہیں انہوں نے یہ بات ذکر کی تھی۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ بن سہیل بیمار ہو گئے تو حضرت عثمان بن حنیف نے مجھ سے فرمایا کیا تم حضرت ابو طلحہ کی بیمار پرسی نہیں کرو گے میں نے کہا ہاں کروں گا وہ فرماتے ہیں پس ہم ان کے پاس حاضر ہوئے اور داخل ہوئے تو ان کے نیچے ایک اونی چادر تھی جس پر تصویر تھی انہوں نے فرمایا اس چادر کو نکال کر مجھ سے دور کر دو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اے ابو طلحہ! کیا آپ نے نہیں سنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تصویر سے منع فرمایا تو فرمایا سوائے اس کے جو کپڑے میں مطبوعہ ہو یا فرمایا وہ کپڑا جس میں تصویر چھپی ہوئی ہو انہوں نے فرمایا ہاں کیوں نہیں لیکن مجھے یہی بات پسند ہے کہ اسے مجھ سے دور کر دو۔

حضرت ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک نے حضرت ابو النضر سے روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف کی جگہ حضرت سہیل بن حنیف کا ذکر کیا۔

ت: جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ جن تصاویر

مِنَ الصُّوَرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا وَثَبَتَ أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ الصُّوَرُ الَّتِي هِيَ نَظِيرُ مَا يَفْعَلُهُ النَّصَارَى فِي كَنَائِسِهِمْ مِنَ الصُّوَرِ فِي جُدْرَانِهَا وَمِنْ تَعْلِيقِ الثِّيَابِ الْمُصَوَّرَةِ فِيهَا فَأَمَّا مَا كَانَ يُوطَأُ وَيُمْتَهَنُ وَيُفْرَشُ فَهُوَ خَارِجٌ مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى۔

۱۱۰۴ - **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ حَمْرَاءَ فِيهَا تَصَاوِيرُ قَالَ فَقُلْتُ أَلَيْسَ هٰذَا يُكْرَهُ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يُكْرَهُ مَا يُعَلَّقُ مِنْهُ وَمَا نُصِبَ مِنَ التَّمَاثِيلِ وَأَمَّا مَا وُطِئَ فَلَا بَأْسَ بِهِ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَنْفُخُوا فِيهَا الرُّوحَ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

فَدَلَّ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سَالِمٍ عَلَى مَا ذَكَرْنَا ثُمَّ اخْتَلَفَ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي هٰذِهِ الصُّوَرِ مَا هِيَ فَقَالَ قَوْمٌ قَدْ دَخَلَ فِي ذٰلِكَ صُورَةُ كُلِّ شَيْءٍ مِمَّا لَهُ رُوحٌ وَمِمَّا لَيْسَ لَهُ رُوحٌ قَالُوا لِأَنَّ الْآثَارَ جَاءَتْ فِي ذٰلِكَ مُبْهَمَةً۔

۱۱۰۵ - **وَاحْتَجُّوا** فِي ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ وَيَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُصَوِّرُونَ۔

۱۱۰۶ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُصَوِّرَ۔

منع کیا گیا ان سے وہ تصاویر خارج ہیں جو کپڑے پر ہوں اور یہ ثابت ہوا کہ ممنوع تصویر وہ ہے جو اس تصویر کی طرح ہو جسے عیسائی اپنی عبادت گاہوں کی دیواروں پر بناتے ہیں اور ان پر تصویر والے کپڑے لٹکاتے ہیں لیکن جنہیں روندا جائے ان کی توہین کی جائے اور بچھائی جائیں وہ اس سے خارج ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت عبد الواحد بن زیاد بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم سے حضرت لیث نے بیان کیا انہوں نے فرمایا میں حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انہوں نے ایک سرخ تکیے کا سہارا لے رکھا تھا اور اس میں تصاویر نقش تھیں فرماتے ہیں میں نے پوچھا کیا یہ مکروہ نہیں فرمایا نہیں بلکہ مکروہ وہ ہے جسے لٹکایا جائے اور جو مورتیاں نصب کی جائیں لیکن جسے روندا جائے اس میں کوئی حرج نہیں فرماتے ہیں پھر انہوں نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے یہاں تک کہ ان میں روح پھونکیں ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو۔

تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہماری مذکورہ تقریر پر دلالت کرتا ہے پھر علماء کا ان تصاویر کی کیفیت میں اختلاف ہوا تو ایک جماعت کہتی ہے کہ ان میں ہر چیز کی تصویر داخل ہے خواہ اس میں روح ہو یا نہ وہ فرماتے ہیں کیونکہ اس سلسلے میں احادیث میں ابہام ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں مزید اس طرح استدلال کیا ہے حضرت مسروق، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔

حضرت شعبہ فرماتے ہیں حضرت عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے مجھے خبر دی انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ رُوْحٌ فَلَا بَأْسَ بِتَصْوِيْرِهِ وَمَا كَانَ لَهُ رُوْحٌ فَهُوَ الْمَنْهِيُّ عَنْ تَصْوِيْرِهِ وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

لیکن اس سلسلے میں بہت سے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں میں روح نہیں ہے ان کی تصویر کشی میں کوئی حرج نہیں اور جو روح والی چیزیں ہیں ان کی تصویر کشی سے روکا گیا ہے انہوں نے اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

١١٠٧ - حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ ثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيْلَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّمَا مَعِيْشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي وَأَنَا أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ أَبَدًا قَالَ فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِالشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ۔

حضرت سعید بن ابی الحسن فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کیا اے ابن عباس! میری گزر اوقات میرے ہاتھ کی کمائی ہے اور میں یہ تصاویر بناتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا میں تم سے وہ بات بیان نہ کروں جو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے فرمایا جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب قیامت کے دن اسے عذاب دے گا حتی کہ وہ اس میں روح پھونکے لیکن کبھی بھی پھونک نہیں سکے گا فرماتے ہیں اس شخص نے بڑے زور کا سانس لیا جس سے اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر تم نے بنانا ہی ہے تو یہ درخت ہیں (ان کی تصویر کشی کرو) اور ہر وہ چیز جس میں روح نہ ہو۔

١١٠٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت قبیصہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے بیان کیا انہوں نے حضرت عوف سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

وَقَدْ دَلَّ عَلٰى صِحَّةِ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ هٰذَا قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ مَا نُهِيَ عَنْ تَصْوِيْرِهِ هُوَ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ الرُّوْحُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی صحت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا حتی کہ وہ اس میں روح پھونکے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس چیز کی تصویر کشی سے روکا گیا ہے وہ ذی روح چیز ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ غَيْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُصَوِّرُوْنَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ کرام سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو

١١٠٩ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم

اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المصورون یعذبون یوم القیمۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم۔

۱۱۱۰۔ **حدثنا** احمد بن داود قال ثنا سلیمن بن حرب قال ثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

۱۱۱۱۔ **حدثنا** یزید بن سنان قال ثنا موسی ابن اسمعیل قال ثنا حماد بن سلمۃ عن ایوب فذکر باسنادہ مثلہ۔

۱۱۱۲۔ **حدثنا** علی بن معبد قال ثنا یزید بن ھرون قال ثنا ھمام بن یحیی عن قتادۃ عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صور صورۃ عذب یوم القیمۃ حتی ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ فمعنی ھذہ الاثار معنی ما روینا عن ابن عباس۔

وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک ایضا ما یدل علی ھذا المعنی۔

۱۱۱۳۔ **حدثنا** ابن ابی داود قال ثنا الوحاظی قال ثنا عیسی بن یونس قال ثنا ابی قال لما قدم مجاھد الکوفۃ اتیتہ انا وابی فحدثنا عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل فقال یا محمد انی جئتک البارحۃ فلم استطع ان ادخل البیت لانہ کان فی البیت تمثال رجل فمر بالتمثال فلیقطع راسہ حتی یکون کھیأۃ الشجرۃ۔

۱۱۱۴۔ **حدثنا** سلیمن بن شعیب قال ثنا علی ابن معبد قال ثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی اسحق عن مجاھد عن ابی ھریرۃ قال استأذن جبریل علیہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویروں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو۔

حضرت ایوب، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت حماد بن سلمہ، حضرت ایوب سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا حتی کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ نہیں پھونک سکے گا تو ان روایات کا وہی مفہوم ہے جو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بیان کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معنی پر دلالت کرنے والی روایات بھی مروی ہے۔

حضرت عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا فرماتے ہیں جب حضرت مجاہد کوفہ میں آئے تو میں اور میرے والد دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمد! میں گذشتہ شام آپ کے پاس آیا تھا لیکن اندر داخل نہ ہو سکا کیونکہ گھر میں کسی شخص کی تصویر تھی تو آپ نے حکم دیں کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے یہاں تک کہ وہ درخت کی طرح ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا داخل ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا کیسے داخل ہو جاؤں جب کہ آپ کے گھر میں ایک ایسا پردہ

يدخل فقال كيف ادخل وفي بيتك ستر فيه تماثيل
خيل ورجال فاما ان تقطع رؤسها واما ان تجعلها
بساطا فانا معشر الملائكة لا تدخل بيتا فيه
تماثيل

ہے جس میں گھوڑوں اور انسانوں کی تصویریں ہیں یا تو ان کے سر کاٹ دیے جائیں یا ان کے بچھونے بنا دیے جائیں ہم ملائکہ کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتی جس میں تصاویر ہوں۔

فلما ابيحت التماثيل بعد قطع رؤسها
الذي لو قطع من ذي الروح لم يبق دل ذلك على
اباحة تصوير ما لا روح له وعلى خروج ما لا
روح لمثله من الصور مما قد نهي عنه في الآثار
التي ذكرنا في هذا الباب۔

جب سر کاٹ دینے کے بعد تصاویر کو جائز رکھا گیا وہ سر جس کے کاٹنے سے ذی روح چیز زندہ نہیں رہتی تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ایسی چیز کی تصویر جائز ہے جو جاندار نہ ہو اور غیر جاندار کی تصویر پہلی روایات میں مذکور ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

وقد روي عن عكرمة في هذا الباب
۵۱۱۱۔ ما حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا ابو ثابت
المدني قال ثنا حماد بن زيد عن رجل عن عكرمة
عن ابي هريرة قال الصورة الرأس فكل شيء ليس له
رأس فليس بصورة۔

اس باب میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت حماد بن زید ایک شخص سے وہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں تصویر سر کا نام ہے پس جس چیز کا سر نہ ہو وہ تصویر نہیں ہے۔

وفي قول جبريل صلوات الله عليه لرسول
الله صلى الله عليه وسلم في حديث ابي هريرة اما ان
تجعلها بساطا واما ان تقطع رؤسها دليل على انه
لم يبح من استعمال ما فيه تلك الصور الا ان
تبسط **فان** قال قائل ففي حديث ابي طلحة انه
كان في بيته ستر فيه تصاوير ولم يدخل ذلك
عنده فيما سمع من النبي صلى الله عليه وسلم لا تدخل
الملائكة بيتا فيه صورة لانه سمع النبي صلى الله
عليه وسلم يقول الا ما كان رقما في ثوب **قيل** له
انما ذكرت من الستر فانما هو فعل ابي طلحة
وقد يجوز ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم
لم يوقفه على ان ذلك الثوب المستثنى هو الستر
وقد يجوز ان يكون الستر ايضا فيما استثنى فلما
احتمل ما ذكرنا وكان في حديث مجاهد عن ابي
هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت جبریل علیہ السلام کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اسے بچھونا بنایا جائے یا اس کا سر کاٹا جائے اس بات کی دلیل ہے کہ جن چیزوں پر تصاویر ہوں انہیں بچھانے کے علاوہ استعمال کرنا جائز نہیں۔

تو اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ گھر میں ایک پردہ تھا جس پر تصاویر تھیں تو ان کے نزدیک یہ اس بات میں داخل نہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو کیونکہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کپڑے میں مطبوعہ ہو وہ مستثنیٰ ہے ___ تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ تم نے جو کچھ پردے سے متعلق ذکر کیا ہے وہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا عمل ہے ، ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات پر مطلع نہ کیا ہو کہ یہ مستثنیٰ کپڑا پردہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے پردہ بھی مستثنیٰ کپڑے میں شامل ہو جب اس بات کا احتمال ہے جو ہم نے ذکر کی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت مجاہد

وصفنا علمنا ان الثياب المستثناة هي الثياب المبسوطة كهيئة البسط لا ما سواها من الثياب المعلقة والملبوسة وهذا قول ابي حنيفة ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔

بَابُ ٣٠١ الرَّجُلِ يَقُولُ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

قَالَ ابو جعفر سمعت ابا جعفر بن ابي عمران يكره ان يقول الرجل استغفر الله واتوب اليه ولكنه يقول استغفر الله واساله التوبة وقال رايت اصحابنا يكرهون ذلك ويقولون التوبة من الذنب هي تركه وترك العود عليه وذلك غير موهوم من احد فاذا قال اتوب اليه فقد وعد الله ان لا يعود الى ذلك الذنب فاذا عاد اليه بعد ذلك كان كمن وعد الله ثم اخلفه ولكن احسن ذلك ان يقول اسال الله التوبة اي اسال الله ان ينزعني عن هذا الذنب ولا يعيدني اليه ابدا **وقد** روي ذلك ايضا عن الربيع بن خثيم۔

١١١٦- **حدثنا** موسى بن المبارك قال ثنا احمد ابن محمد بن يحيى بن سعيد القطان قال ثنا حسين ابن علي الجعفي عن زائدة عن منذر عن الربيع بن خثيم قال لا يقول احدكم اني استغفر الله واتوب اليه ثم يعود فيكون كذبة ويكون ذنبا ولكن ليقل

کی روایات میں وہ بات ہے جو ہم نے بیان کی تو معلوم ہوا کہ جس کپڑے کو مستثنیٰ کیا گیا اس سے بچھایا جانے والا کپڑا مراد ہے جو فرش کی طرح بچھا ہوا ہو اس کے علاوہ یعنی لٹکے یا پہنے ہوئے کپڑے مراد نہیں یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب ۳۰۱ "استغفر اللہ واتوب الیہ" کے الفاظ کہنا

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوجعفر بن ابی عمران سے سنا وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص کہے "استغفر اللہ واتوب الیہ" میں اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ وہ یوں کہے استغفر اللہ واسالہ التوبہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا اور توبہ کا سوال کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ وہ اسے مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گناہ سے توبہ کا مطلب اسے چھوڑ دینا اور دوبارہ اس کی طرف نہ آنا ہے — اور اس کا کسی سے بھی وہم نہیں کیا جاتا جب وہ "اتوب الیہ" کہتا ہے تو گویا اللہ سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس گناہ کی طرف نہیں لوٹے گا پھر اس کے بعد جب اس کی طرف لوٹتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر کے اس کے خلاف ورزی کی لیکن یہ الفاظ کہنا زیادہ اچھا ہے، "اسأل التوبہ" میں توبہ کا سوال کرتا ہوں، یعنی میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس گناہ سے نکال دے اور مجھے کبھی بھی اس کی طرف نہ لوٹائے۔ اس سلسلے میں حضرت ربیع بن خثیم سے بھی مروی ہے۔

حضرت منذر، حضرت ربیع بن خثیم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی بھی یہ الفاظ نہ کہے "استغفر اللہ واتوب الیہ" پھر وہ لوٹے گا تو اس کا یہ کہنا جھوٹ ہو جائے گا اور یہ بھی گناہ ہوگا بلکہ وہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَتُبْ عَلَيَّ اے اللہ! میرے گناہ کو بخش دے اور میری توبہ قبول

اللهم اغفر لي وتب علي.

فرمایا۔

وكان من الحجة لهم في ذلك ما حدثنا

۱۱۱۷۔ ابن ابي داود قال ثنا ابو عمر الحوضي قال ثنا خالد بن عبد الله الواسطي عن ابراهيم الهجري عن ابي الاحوص عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التوبة من الذنب ان يتوب الرجل من الذنب ثم لا يعود اليه۔

اس سلسلے میں ان حضرات کی دلیل یہ ہے حضرت ابو الاحوص، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ یہ ہے کہ آدمی گناہ سے توبہ کرنے کے بعد اس کی طرف کبھی بھی نہ لوٹے۔

فهذه صفة التوبة وهذا غير مأمون

۱۱۱۸۔ على احد غير رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه معصوم ولذلك كان يقول فيما قد روي عنه ما قد حدثنا ابن ابي داود قال ثنا خطاب بن عثمان وحيوة بن شريح قالا ثنا بقية بن الوليد عن الزبيدي عن الزهري عن عبد الملك بن ابي بكر بن الحارث بن هشام عن ابي هريرة انه كان يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اني لاتوب في اليوم مائة مرة وقال انس انما قال سبعين مرة۔

تو یہ توبہ کی صفت ہے اور اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی پر بے خوفی نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام معصوم ہیں (جب کہ باقی لوگ معصوم نہیں) اور یہی وجہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں دن میں ایک سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ نے ستر مرتبہ کا ذکر فرمایا۔

۱۱۱۹۔ **حدثنا** ابن ابي داود قال ثنا ايوب بن سليمان بن بلال قال حدثني ابو بكر بن ابي اويس عن سليمان عن محمد بن عبد الله بن ابي عتيق وموسى بن عقبة عن ابن شهاب عن ابي بكر بن عبد الرحمن عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ یوں فرماتے تھے میں دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

۱۱۲۰۔ **حدثنا** يونس قال ثنا سلامة بن روح قال ثنا عقيل قال ثنا الزهري ان ابا بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام اخبره ان ابا هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكر مثله۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام خبر دیتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۲۱- حَدَّثَنَا یُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۱۲۲- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

۱۱۲۳- حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا زِيَادُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ ثَنَا الْأَغَرُّ الْمُزَنِيُّ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ فرماتے ہیں ہم سے حضرت اغر مزنی نے بیان کیا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ یوں فرما رہے تھے اے لوگو! اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو اللہ کی قسم میں دن میں ایک سو بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

قَالُوا فَهٰذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ لِأَنَّهُ مَعْصُومٌ مِنَ الذُّنُوبِ وَأَمَّا غَيْرُهُ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ غَيْرُ مَعْصُومٍ مِنَ الْعَوْدِ فِيمَا تَابَ مِنْهُ۔

یہ حضرات فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ کہتے تھے کیونکہ آپ معصوم تھے جب کہ دوسرے لوگوں کو ایسا کہنا مناسب نہیں کیونکہ وہ اس گناہ کی طرف لوٹنے سے معصوم نہیں جس سے انہوں نے توبہ کی ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَلَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ **وَكَانَ** مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ اس بات میں کچھ حرج نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص کہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس سلسلے میں ان کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث ہے۔

۱۱۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا كَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ سُبْحَانَكَ رَبَّنَا لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي

حضرت سہیل بن ابی صالح، اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں بکثرت غلط گفتگو ہوئی پھر اٹھنے سے پہلے کہے "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"۔ اے ہمارے رب ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں

مجلسه ذلك۔

تجھ سے بخشش مانگتا اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں تو اس مجلس میں جو کچھ سرزد ہوا بخش دیا جائے گا۔

١١٢٥- **حدثنا** ابن ابی داود قال ثنا سعید بن سلیمان الواسطی قال ثنا عثمان بن مطر عن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کفارۃ المجلس سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلس کا کفارہ یہ الفاظ ہیں۔
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

١١٢٦- **حدثنا** محمد بن خزیمۃ وفھد بن سلیمان قالا ثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی اللیث قال حدثنی ابن الھاد عن اسمعیل بن عبد اللہ بن جعفر قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من انسان یکون فی مجلس یقول حین یرید ان یقوم سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک الا غفر لہ ما کان فی ذلک المجلس قال فحدثنا بھذا الحدیث یزید بن خصیفۃ فقال ھکذا احدثنی السائب بن یزید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی کسی مجلس میں ہو پھر جب کھڑا ہونے کا ارادہ کرے تو یوں کہے
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔
تو جو کچھ مجلس میں ہوا بخش دیا جائے گا فرماتے ہیں ہم سے یہ حدیث حضرت یزید بن خصیفہ نے بیان کی اور فرمایا مجھے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

١١٢٧- **حدثنا** محمد بن خزیمۃ وفھد قالا ثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی اللیث قال حدثنی ابن الھاد عن یحیی بن سعید عن زرارۃ عن عائشۃ قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم من المجلس الا قال سبحانک اللھم ربی وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک فقلت لہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اکثر ما تقول ھؤلاء الکلمات اذا قمت فقال انہ لا یقولھن احد حین یقوم من مجلسہ الا غفر لہ ما کان فی ذلک المجلس۔

فھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد روی عنہ ایضا ما ذکرنا وھو اولی القولین عندنا

حضرت زرارہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے نہیں اٹھتے تھے مگر یوں کہتے (وہی الفاظ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس کثرت کے ساتھ یہ الفاظ پڑھتے ہیں جب مجلس سے اٹھتے ہیں آپ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص مجلس سے اٹھتے وقت یہ کلمات کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مجلس میں کیے گئے گناہ معاف فرما دیتا ہے تو یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور ہمارے نزدیک دونوں قولوں میں سے یہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھی اسی بات کا حکم دیا فرمایا اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی توبہ کرو جو نصوح ہو (پکی توبہ ہو) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان مذکورہ بالا روایات میں اسی بات کا حکم

لأن الله عز وجل قد أمر بذلك في كتابه فقال توبوا إلى بارئكم وقال توبوا إلى الله توبة نصوحا وأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك في الآثار التي ذكرناها فبهذا أبحنا ذلك وخالفنا أبا جعفر فيما ذهب إليه على ما ذكرنا في أول هذا الباب **فإن** قال قائل فإن الله عز وجل إنما أمرهم في كتابه أن يتوبوا والتوبة هي ترك الذنوب وترك العود إليها وليس ذلك بقولهم قد تبنا إنما ذلك الخروج عن الذنوب وترك العود إليها قال وكذلك روي في قول الله عز وجل توبوا إلى الله توبة نصوحا۔

۱۱۲۸ - **فذكر** ما حدثنا أبو بكرة قال ثنا موسى بن زياد المخزومي قال ثنا إسرائيل قال ثنا سماك عن النعمان بن بشير قال سمعت عمر يقول التوبة النصوح أن يجتنب الرجل أي شيء كان يعمله ويتوب إلى الله عز وجل منه ثم لا يعود إليه أبدا۔

۱۱۲۹ - **حدثنا** أبو بكرة قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن سماك عن النعمان عن عمر مثله۔

فهذه صفة التوبة التي أمرهم الله عز وجل بها في كتابه فأما قولهم نتوب إلى الله ليس من هذا في شيء **قيل** لهم إن ذلك وإن كان كما ذكرتم فإنا لم نبح لهم أن يقولوا نتوب إلى الله عز وجل على أنهم معتقدون للرجوع إلى ما تابوا منه ولكنا أبحنا لهم ذلك على أنهم يريدون به ترك ما وقعوا فيه من الذنب ولا يريدون العود في شيء منه فإذا قالوا ذلك واعتقدوا هذا بقلوبهم كانوا في ذلك مأجورين مثابين فمن عاد منهم بعد ذلك في شيء من تلك الذنوب كان ذلك ذنبا أصابه ولم يحبط ذلك أجره المكتوب له بقوله الذي تقدم منه واعتقاده معه ما اعتقد۔

دیا لیکن ہم نے اسے جائز قرار دیا اور ابو جعفر (امام طحاوی نہیں بلکہ ابو جعفر بن ابی عمر) کے مذہب کی مخالفت کی جو ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں توبہ کا حکم دیا اور توبہ کا مطلب گناہ کو چھوڑنا اور اس کی طرف رجوع کو بھی ترک کرنا ہے اور یہ بات صرف "تُبْنَا" (ہم نے توبہ کی) کے لفظ سے حاصل نہ ہوگی بلکہ گناہ سے نکلنے اور اس کی طرف نہ لوٹنے سے توبہ حاصل ہوگی وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "توبۃ النصوح" کے سلسلے میں اسی طرح مروی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے "توبۃ النصوح" یہ ہے کہ انسان ہر اس کام سے اجتناب کرے جسے وہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرے اور پھر کبھی بھی اس (عمل) کی طرف نہ لوٹے۔

حضرت شعبہ حضرت سماک سے وہ حضرت نعمان اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس توبہ کا حکم دیا ہے اس کا طریقہ یہی (مذکورہ بالا ہے) اور ان کا یہ قول کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتے ہیں تو یہ کوئی بات نہیں تو ان کو کہا جائے گا کہ یہ بات اگرچہ اسی طرح ہے جس طرح تم کہتے ہو لیکن ہم نے ان کے لیے یہ الفاظ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرتے ہیں اس طرح جائز قرار نہیں دیئے کہ انہوں نے جس بات سے توبہ کی ہے وہ اس کی طرف لوٹنے کا اعتقاد رکھتے ہوں بلکہ ہم نے ان کے لیے یہ الفاظ جائز قرار دیئے کہ وہ اس سے اس گناہ کو چھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں جو ان سے واقع ہوا وہ اس کی طرف لوٹنے کا ارادہ نہیں کرتے پس جب وہ یہ الفاظ کہیں اور دل سے اس کا عقیدہ بھی رکھیں تو اس میں انہیں اجر و ثواب ملے گا پس اس کے بعد ان میں سے جو شخص اس گناہ کی طرف لوٹے گا تو یہ اس نے نیا گناہ کیا اور اس سے وہ اجر جو

فَأَمَّا مَنْ قَالَ أَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ مُعْتَقِدٌ أَنَّهُ يَعُودُ إِلَى مَا تَابَ مِنْهُ فَهُوَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ فَاسِقٌ مُعَاقَبٌ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ كَذِبَ عَلَى اللهِ فِيمَا قَالَ وَأَمَّا إِذَا قَالَ وَهُوَ مُعْتَقِدٌ لِتَرْكِ الذَّنْبِ الَّذِي كَانَ وَقَعَ فِيهِ وَعَازِمٌ أَنْ لَا يَعُودَ إِلَيْهِ أَبَدًا فَهُوَ صَادِقٌ فِي قَوْلِهِ مُثَابٌ عَلَى صِدْقِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ النَّدَمُ تَوْبَةٌ۔

جرات کے قول اور عقیدے کی وجہ سے لکھا جا چکا ہے سنائی نہیں ہوگا۔

اور وہ شخص جو زبان سے کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں حالانکہ اس کا اعتقاد ہے کہ وہ اس گناہ کی طرف لوٹے گا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو وہ اس قول کی وجہ سے فاسق ہو گا اور اسے اس پر عذاب ہوگا کیونکہ اس نے اس قول کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا — اور اگر وہ اس کیے گئے گناہ کے چھوڑنے کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ الفاظ کہتا ہے اور اس کا پختہ ارادہ ہے کہ وہ کبھی بھی اس کی طرف نہیں لوٹے گا تو وہ اپنے قول میں سچا ہے اور اسے اس سچ پر ان شاء اللہ ثواب ملے گا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے ندامت کو توبہ سے قرار دیا۔

۱۱۳۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَهُ أَبِي أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ النَّدَمُ تَوْبَةٌ فَقَالَ نَعَمْ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے والد نے ان سے پوچھا کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ندامت، توبہ سے ہے۔

۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ شُرَحْبِيلَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت شرحبیل، اپنے والد سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۱۳۲۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ وَابْنِ الْجَرَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت زیاد بن ابی مریم اور ابن جراح، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۳۲۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ زِيَادٍ وَلَيْسَ بِابْنِ أَبِي مَرْيَمَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت زہیر بن معاویہ، حضرت عبدالکریم سے اور وہ حضرت زیاد سے روایت کرتے ہیں جو ابن ابی مریم نہیں ہیں پھر انھوں نے اپنی سند کے ساتھ اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۳۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ

حضرت زہیر نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبدالکریم نے بیان کیا وہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت

عن عبد الله بن مغفل نحوه

فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جعل الندم توبة فدل ذلك على ان من قال اتوب الى الله من ذنب كذا وكذا وهو نادم على ما اصاب من ذلك الذنب انه محسن ماجور على قوله ذلك -

باب ۳۰۲ البكاء على الميت

۱۳۵ - **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني مالك بن انس عن عبد الله بن عبد الله بن جابر بن عتيك ان عتيك بن الحارث بن عتيك وهو جد عبد الله بن عبد الله ابو امه اخبره ان جابر بن عتيك اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء يعود عبد الله بن ثابت فوجده قد غلب فصاح به فلم يجبه فاسترجع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال غلبنا عليك يا ابا الربيع فصاح النسوة وبكين فجعل ابن عتيك يسكتهن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهن فاذا وجب فلا تبكين باكية قالوا يا رسول الله وما الوجوب قال اذا مات -

قال ابو جعفر فذهب قوم الى كراهة البكاء على الميت واحتجوا في ذلك بهذا الحديث وبما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه -

۱۳۶ - **حدثنا** نصر بن سليمان الجيزي قال ثنا احمد بن محمد بن الازرقي قال ثنا عبد الجبار بن الورد قال سمعت ابن ابي مليكة يقول لما ماتت ام ابان بنت

کرتے ہیں ۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ندامت کو توبہ قرار دیا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو آدمی یہ الفاظ کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں گناہ سے بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں اور وہ اس گناہ پر نادم بھی ہے تو وہ نیکی کرنے والا ہے اور اپنے اس قول پر ثواب پائے گا ۔

باب ۳۰۲ میت پر رونا

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک سے روایت ہے کہ ان کے نانا عتیک بن حارث بن عتیک نے خبر دی کہ حضرت جابر بن عتیک نے ان کو بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے اسے بیماری سے مغلوب پایا آپ نے انہیں پکارا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور فرمایا اے ابوالربیع آپ کے معاملے میں ہم مغلوب ہو گئے تو عورتوں نے چیخنا اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت ابن عتیک ان کو خاموش کرانے لگے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو جب واجب ہو گئی تو کوئی رونے والی نہ روئے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہو گی آپ نے فرمایا جب وہ مر جائے ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے میت پر رونے کو مکروہ قرار دیا ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے اور ایک دوسری حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے میت کو گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہوتا ہے ۔

حضرت عبدالجبار بن ورد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے سنا فرماتے ہیں جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام ابان کا انتقال ہوا تو میں بھی لوگوں

عثمان بن عفان حضرت مع الناس فجلست بين يدي عبد الله بن عمر و عبد الله بن عباس فبكى النساء فقال ابن عمر ألا تنهى هؤلاء عن البكاء فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الميت ليعذب ببعض بكاء أهله عليه فقال ابن عباس قد كان عمر بن الخطاب يقول ذلك خرجت مع عمر حتى إذا كنا بالبيداء إذا ركب فقال يا ابن عباس من الركب فذهبت فإذا هو صهيب وأهله فرجعت فقلت يا أمير المؤمنين هذا صهيب وأهله فلما دخلنا المدينة وأصيب عمر جلس صهيب يبكي عليه وهو يقول وا أخاه وا صاحباه فقال عمر لا تبك فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الميت ليعذب ببعض بكاء أهله عليه قال فذكرت ذلك لعائشة فقالت أما والله ما تحدثون هذا الحديث عن الكاذبين ولكن السمع يخطئ وإن لكم في القرآن لما يشفيكم أن لا تزر وازرة وزر أخرى ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله عز وجل ليزيد الكافر عذابا ببعض بكاء أهله عليه۔

کے ساتھ حاضر ہوا اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے سامنے بیٹھ گیا عورتیں رونے لگیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم ان عورتوں کو رونے سے نہیں روکتے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہی بات فرماتے تھے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلا جب ہم مقام بیداء میں پہنچے تو اچانک ایک قافلہ آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابن عباس یہ کونسا قافلہ ہے میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت صہیب اور ان کے گھر والے تھے میں واپس لوٹا اور عرض کیا امیر المومنین یہ حضرت صہیب اور ان کے گھر والے ہیں جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچی تو حضرت صہیب نے بیٹھ کر رونا شروع کر دیا کہنے لگے ہائے دوست ہائے ساتھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت روؤ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میت کو اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم تم یہ حدیث جھوٹوں سے روایت نہیں کرتے لیکن سننے میں غلطی ہے اور تمہارے لیے قرآن پاک میں کافی وشافی بیان موجود ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا البتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کافر کے بعض گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۱۳۷۔ **حدثنا** ابو بكرة قال ثنا ابراهيم بن بشار قال ثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن ابن أبي مليكة فذكر نحوه غير أنه لم يذكر قضية صهيب۔ **قالوا** فلما كان الميت يعذب ببكاء أهله عليه كان بكاؤهم عليه مكروها لهم **وخالفهم** في ذلك آخرون فقالوا لا بأس بالبكاء على الميت

حضرت سفیان، حضرت عمرو بن دینار سے اور وہ ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں پھر وہ اس کی مثل ذکر کرتے ہیں البتہ انہوں نے حضرت صہیب کا واقعہ ذکر نہیں کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو ان کا اس پر رونا مکروہ ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے

إذا كان بكاء لا معصية معه من قول فاحش ولا نياحة۔

۱۳۸- واحتجوا في ذلك بما حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن سعيد بن الحارث الأنصاري عن عبد الله بن عمر قال اشتكى سعد بن عبادة شكوى له فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوده مع عبد الرحمن بن عوف وسعد ابن أبي وقاص وعبد الله بن مسعود فلما دخل عليه وجده في غشيته فقال قد قضى فقالوا لا والله يا رسول الله فبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما رأى القوم بكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بكوا فقال ألا تسمعون أن الله تعالى لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا وأشار إلى لسانه أو يرحم۔

۱۳۹- حدثنا أحمد بن الحسن قال سمعت سفيان يقول حدثنا ابن عجلان عن وهب بن كيسان عن أبي هريرة أن عمر أبصر امرأة تبكي على ميت فنهاها فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم دعها يا أبا حفص فإن النفس مصابة والعين باكية والعهد قريب۔

۱۴۰- حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال حدثني أسامة بن زيد الليثي عن نافع عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر بنساء بني عبد الأشهل يبكين هلكاهن يوم أحد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن حمزة لا بواكي له فجاء نساء الأنصار يبكين حمزة فاستيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ويحهن ما انقلبن بعد مروهن فلينقلبن ولا يبكين على هالك بعد اليوم۔

۱۴۱- حدثنا علي بن معبد قال ثنا إسمعيل

ہیں میت پر رونے میں کوئی حرج نہیں جب کہ اس رونے کے ساتھ گناہ کی آمیزش نہ ہو یعنی کوئی بری بات یا پیٹنا وغیرہ نہ ہو۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت سعید بن حارث انصاری، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے جب ان کے پاس پہنچے تو ان کو بیہوشی کی حالت میں پایا آپ نے فرمایا انتقال ہو گیا انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے جب حاضرین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو پڑے آپ نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے آپ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو میت پر روتے ہوئے دیکھا تو اسے منع فرمایا پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوحفص اسے چھوڑ دو بے شک نفس کو مصیبت پہنچتی ہے آنکھ روتی ہے اور زمانہ (وقت مصیبت) قریب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو الاشہل (بنو عبد الاشہل) کی عورتوں کے پاس سے گزرے جو اپنے قبیلے کے ان لوگوں پر رو رہی تھیں جو احد کے دن ہلاک ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے والا کوئی نہیں چنانچہ انصار کی عورتیں آئیں اور انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونا شروع کر دیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا ان پر افسوس جانے کے بعد نہ لوٹیں پس چاہیے کہ یہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔

حضرت قاسم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے

بن عمر قال ثنا سفيان عن عاصم بن عبيد الله عن القاسم عن عائشة قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل عثمان بن مظعون بعد موته ودموعه تسيل على لحيته

فرماتی ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کو بوسہ دے رہے تھے اور آپ کے آنسو ریش مبارک پر بہہ رہے تھے۔

ففی هذه الآثار التي ذكرنا اباحة البكاء على الموتى وذلك ان ذلك غير ضار لهم ولا سبب لعذابهم ولو لا ذلك لما بكى رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اباح ذلك ولمنع من ذلك **فان** قال قائل فان في حديث ابن عمر الذي ذكرت ما يدل على نسخ ما كان اباح من ذلك وهو قوله ولا يبكين على هالك بعد اليوم **قيل** له ما في ذلك دليل على ما ذكرت قد يجوز ان يكون قوله ولا يبكين على هالك بعد اليوم اي من هلكا هن الذين قد بكين عليهم منذ هلكوا الى هذا الوقت لان في ذلك البكاء ما قد اتين به على ما جلى عنهن حزنهن **وقد** روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في تفسير البكاء الذي قصد الى النهي في نهيه عن البكاء على الموتى

تو ان روایات میں جو ہم نے ذکر کی ہیں مرنے والوں پر رونے کا جواز ہے نیز یہ کہ اس سے ان (مرنے والوں) کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اور نہ ہی یہ ان کے عذاب کا سبب ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ روتے اور نہ اسے جائز قرار دیتے بلکہ اس سے منع فرما دیتے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ تم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایت نقل کی ہے اس میں اس اباحت کے نسخ پر دلالت پائی جاتی ہے اور وہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ رونا ___ تو اس شخص کو جواب کہا جائے گا کہ اس میں تمہاری اس بات پر کوئی دلیل نہیں ممکن ہے آپ کے قول کہ آج کے بعد کسی ہلاک ہونے والے پر نہ رونا کا مطلب یہ ہو کہ جو لوگ اب تک ہلاک ہو گئے اور تم ان پر رو چکے ہو اب ان پر نہ رونا کیونکہ اس رونے سے ان کا غم دور ہو جاتا ہے اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرنے والوں پر رونے کی ممانعت کی وضاحت مروی ہے۔

۴۲۱۱۔ **ما** حدثنا ابن ابي داود قال ثنا احمد بن عبد الله بن يونس قال ثنا اسرائيل عن محمد بن عبد الرحمن عن عطاء عن جابر بن عبد الله عن عبد الرحمن بن عوف قال اخذ النبي صلى الله عليه وسلم بيدي فانطلقت معه الى ابنه ابراهيم وهو يجود بنفسه فاخذه النبي صلى الله عليه وسلم فوضعه في حجره حتى خرجت نفسه فوضعه ثم بكى فقلت يا رسول الله اتبكي وانت تنهى عن البكاء فقال اني لم انه عن البكاء ولكن نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کی روح قبض ہو رہی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا حتی کہ ان کا وصال ہو گیا پھر آپ نے رکھ دیا اور آپ رو پڑے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ رو رہے ہیں، حالانکہ آپ رونے سے منع فرماتے ہیں فرمایا میں رونے سے منع نہیں کرتا بلکہ میں دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کرتا ہوں لہو و لعب کے نغمہ اور شیطانی باجوں کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز جس میں چہروں پر مارنا اور گریبانوں کو پھاڑنا

لهو ولعب ومزامير شيطان وصوت عند مصيبة لطم وجوه وشق جيوب وهذا رحمة من لا يرحم لا يرحم يا ابراهيم لولا انه وعد صادق وقول حق وان آخرنا سيلحق اولنا لحزنا عليك حزنا هو اشد من هذا وانا بك لمحزونون تبكي العين ويحزن القلب ولا نقول ما يسخط الرب.

فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث بالبكاء الذي نهى عنه في الاحاديث الاول وانه البكاء الذي معه الصوت الشديد ولطم الوجوه وشق الجيوب وبين ان ما سوى ذلك من البكاء مما فعل من جهة الرحمة انه بخلاف ذلك البكاء الذي نهى عنه **واما** ما ذكرناه عن عمر وابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه فقد ذكرنا عن عائشة انكار ذلك وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله عز وجل ليزيد الكافر عذابا في قبره ببعض بكاء اهله عليه **وقد** يجوز ان يكون ذلك البكاء الذي يعذب به الكافر في قبره ويزداد به عذابا على عذابه بكاء قد كان اوصى به في حياته فان اهل الجاهلية قد كانوا يوصون بذلك اهليهم ان يفعلوه بعد وفاتهم فيكون الله عز وجل يعذبه في قبره بسبب قد كان منه في حياته فعل بعد موته **وقد** روي هذا الحديث عن عائشة بغير هذا اللفظ.

١١٣٣ - **حدثنا** ربيع المؤذن قال ثنا ابن وهب قال اخبرني ابن ابي الزناد عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت يغفر الله لابي عبد الرحمن بن عمر يقول

پایا جائے اور یہ (رونا) تو رحمت ہے جو آدمی رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اے ابراہیم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور قول حق ہے اور ہمارا پچھلا، پہلے سے ملنے والا ہے تو ہم اس سے بھی زیادہ غم کرتے اور ہم تمہاری وجہ سے غمگین ہیں۔ آنکھ روتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم ایسی بات نہیں کہتے جس سے رب ناراض ہو۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بتایا کہ پہلی روایات میں جس رونے سے منع کیا وہ کیا ہے؟ یعنی یہ وہ رونا ہے جس کے ساتھ بہت زیادہ آواز ہو چہرہ پیٹنا اور گریبان پھاڑنا ہو اور آپ نے واضح فرمایا اور اس کے علاوہ رحمت کے طور پر رونا اس رونے خلاف ہے جس سے منع کیا گیا — اور وہ جو ہم نے بواسطہ حضرت ابن عمر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا انکار بھی ذکر کیا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کے گھر والوں کے رونے کے سبب اس کی قبر میں اس کے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے — اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس رونے سے کافر کے عذاب میں اضافہ ہوتا ہے وہ رونا ہو جس کی اس نے اپنی زندگی میں وصیت کی تھی کیونکہ لوگ اور جاہلیت میں اپنے گھر والوں کو وصیت کرتے تھے کہ ان کے مرنے کے بعد وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ اسے قبر میں اس سبب سے عذاب دیتا ہے جو اس کی زندگی میں پایا گیا اور مرنے کے بعد اس پر عمل ہوا۔ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

حضرت عائشہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبد الرحمن بن عمر کی مغفرت کرے وہ فرماتے ہیں کہ میت کو زندہ لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے اللہ کی قسم یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وہم ہے اللہ تعالیٰ

ان الميت ليعذب ببكاء الحي والله ما ذاك الا انهما لابي عبد الرحمن بن عمر يغفر الله له ان الله عز وجل يقول ولا تزر وازرة وزر اخرى وما ذاك الا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على قبر يهودي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم يبكون عليه وانه ليعذب في قبره يقول بعمله فاخبرت عائشة في هذا الحديث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما اخبر ان ذلك الكافر يعذب في قبره بعمله واهله يبكون عليه وقد منع الله عز وجل ان تزر وازرة وزر اخرى ۔

ان کی مغفرت کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور بات یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کی قبر پر گزرے تو آپ نے فرمایا تم اس پر رو رہے ہو اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے (یعنی اس کے اپنے عمل کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے)

فدل ذلك على ان ميتا لا يعذب في قبره ببكاء حي لم يامر به في حياته ومات لحديث جابر عن عبد الرحمن بن عوف البكاء المكروه ما هو وانه هو الذي معه اللطم والشق **فقد** ثبت بما ذكرنا اباحة البكاء على الميت اذا لم يكن معه سبب مكروه من شق ثوب ولطم وجه ونياحة وما اشبه ذلك ۔

تو اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی کہ اس کافر کو قبر میں اس کے اپنے عمل کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کو منع فرما دیا کہ کوئی گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ اٹھائے ۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ میت کو قبر میں زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب نہیں ہوتا جب کہ وہ اپنی زندگی میں اس بات کا حکم دے کر نہ مرا ہو کیونکہ بواسطہ حضرت جابر حضرت عبد الرحمن بن عوف کی روایت سے مکروہ رونے کی وضاحت ہو رہی ہے کہ وہ کیا ہے اور یہ وہی رونا ہے جس کے ساتھ چہرہ پیٹنا اور گریبان پھاڑنا ہو تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ میت پر رونے کا جواز اس صورت میں ہے جب اس کے ساتھ کوئی مکروہ سبب نہ ہو یعنی کپڑے پھاڑنا، چہرہ پیٹنا اور نوحہ کرنا وغیرہ کرنا ۔

۱۱۴۴- **وقد** حدثنا فهد قال ثنا عبد الحميد الحماني قال ثنا شريك عن ابي اسحق عن عامر بن سعد قال دخلت على قرظة بن كعب وعلى ابي مسعود الانصاري وثابت بن قيس وعندهم جوار يغنين فقلت اتفعلون هذا وانتم اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم قالوا ان كنت تسمع والا فامض فان رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص في اللهو عند العرس وفي البكاء على الميت

حضرت عامر بن سعد سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت قرظہ بن کعب، ابو مسعود انصاری اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو ان کے پاس کچھ لڑکیاں گا رہی تھیں میں نے کہا تم یہ کام کرتے ہو حالانکہ تم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو انہوں نے کہا سننا چاہو تو ٹھیک ہے ورنہ چلے جاؤ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے موقعہ پر کھیل کود اور میت پر رونے کی اجازت دی ہے ۔

فان قال قائل فقد روي عن رسول الله صلى الله عليه

اگر کوئی شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے

وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِہٖ بِنِیَاحَةِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ۔ — عذاب ہوتا ہے۔

۱۱۴۵۔ وَذَکَرَ مَا حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُبَیْدٍ اَبُو الْهُذَیْلِ الطَّائِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ نِیْحَ عَلٰی قَرَظَةَ بْنِ کَعْبٍ فَخَطَبَ الْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ مَا بَالُ النِّیَاحَةِ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ کِذْبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکِذْبٍ عَلٰی اَحَدٍ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ نِیْحَ عَلَیْهِ عُذِّبَ بِمَا نِیْحَ عَلَیْهِ اَوْ لَمَّا نِیْحَ عَلَیْهِ قِیْلَ لَهٗ هٰذَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَلَی النِّیَاحَةِ الَّتِیْ کَانُوْا یُوْصُوْنَ بِهَا اَهْلِیْهِمْ فَتَکُوْنُ مَفْعُوْلَةً بَعْدَهُمْ بِوَصِیَّتِهِمْ بِهَا فِیْ حَیَاتِهِمْ فَیُعَذَّبُوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

حضرت علی بن ربیعہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب قرظہ بن کعب پر نوحہ (بین) کیا گیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا آپ نے فرمایا اس امت میں نوحہ کا کیا حال ہے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ بولنا کسی دوسرے پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے اور جس پر بین کیا گیا تو اس بین کی وجہ سے اسے عذاب ہو جائے تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ہمارے نزدیک اس نوحہ سے مراد وہ ہے جس کی وہ اپنے گھر والوں کو وصیت کرتے تھے تو ان کے بعد اس بات پر عمل ہوتا تھا کیونکہ وہ اپنی زندگی میں وصیت کرتے تھے لہٰذا اس بات پر ان کو عذاب ہوتا تھا۔

بَابُ ۳۰۳ رِوَایَةِ الشِّعْرِ هَلْ هِیَ مَکْرُوْهَةٌ اَمْ لَا

باب ۳۰۳ شعر نقل کرنا مکروہ ہے یا نہیں

۱۱۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ الْبَاغَنْدِیُّ قَالَا ثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَمْتَلِیَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیَ شِعْرًا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا، شعروں کے ساتھ بھرنے سے بہتر ہے۔

۱۱۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الصَّائِغُ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَمْتَلِیَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَهٗ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیَ شِعْرًا۔

حضرت محمد بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے کسی ایک کا پیٹ پیپ سے بھر جائے حتیٰ کہ اسے خراب کر دے تو یہ شعروں کے ساتھ اس کے بھرنے سے بہتر ہے۔

۱۱۴۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ

حضرت عبدالصمد بن عبدالوارث حضرت شعبہ سے روایت

ابن الصمد بن عبد الوارث عن شعبة فذكر باسناده مثله۔

کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

١١٤٩۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر عن شعبة فذكر باسناده مثله غير انه لم يقل حتى يريه۔

حضرت ابن مرزوق فرماتے ہیں ہمیں حضرت ابو عامر نے بیان کیا وہ حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا لیکن یہ الفاظ نہیں فرمائے "یہاں تک کہ اسے خراب کردے"۔

١١٥٠۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال سمعت حنظلة قال سمعت سالم بن عبد الله يقول سمعت عبد الله بن عمر يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١١٥١۔ حدثنا ابن ابي داود قال ثنا علي بن الجعد قال ثنا ابو جعفر الرازي عن عاصم عن ابي صالح عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١١٥٢۔ حدثنا محمد بن اسمعيل قال ثنا مسلم قال ثنا شعبة عن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله وزاد حتى يريه۔

ایک دوسری سند سے حضرت ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں اور اس میں یہ اضافہ ہے "حتی کہ اسے خراب کردے"۔

١١٥٣۔ حدثنا ابن ابي داود قال ثنا عبد الله بن صالح قال ثنا ابن لهيعة عن يزيد بن ابي حبيب عن عبد الرحمن بن شماسة عن عوف بن مالك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لان يمتلى جوف احدكم من عانته الى لهاته قيحا يتخضخض مثل السقاء خير له من ان يمتلى شعرا۔

حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کا پیٹ ناف سے جبڑوں تک پیپ سے بھر جائے کہ مشکیزے کی طرح حرکت کرے تو شعروں کے ساتھ اس کے بھر جانے سے بہتر ہے۔

١١٥٤۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا ابو عوانة عن سليمن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان يمتلى جوف احدكم قيحا خير له من ان يمتلى شعرا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا شعروں کے ساتھ اس کے بھر جانے سے بہتر ہے۔

قال ابو جعفر فكره قوم رواية الشعر واحتجوا في ذلك بهذه الآثار۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے اشعار کو نقل کرنا مکروہ خیال کیا ہے اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا بأس برواية الشعر الذي لا هجو فيه وقالوا هذا الذي روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما هو على خاص من الشعر.

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں ایسے اشعار نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں کوئی فحش گفتگو نہ ہو اور فرماتے ہیں یہ جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا وہ خاص قسم کے شعروں سے متعلق ہے۔

١١٥٥۔ **فذكروا** في ذلك ما حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني إسمعيل بن عياش عن محمد ابن السائب عن أبي صالح قال قيل لعائشة إن أبا هريرة يقول لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا خير له من أن يمتلئ شعرا فقالت عائشة يرحم الله أبا هريرة حفظ أول الحديث ولم يحفظ آخره إن المشركين كانوا يهاجون رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا خير له من أن يمتلئ شعرا من مهاجاة رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں یوں ذکر کیا حضرت ابو صالح فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی ایک کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا شعروں کے ساتھ اس کے بھرنے سے بہتر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے حدیث کا پہلا حصہ یاد رکھا لیکن آخری حصہ انہیں یاد نہ رہا مشرکین، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے (اور آپ کے خلاف شعر کہتے تھے) تو آپ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا شعروں کے ساتھ بھرنے سے بہتر ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہجو تھی۔

١١٥٦۔ **حدثنا** علي بن عبد العزيز البغدادي قال ثنا أبو عبيد قال سمعت يزيد يحدث عن الشرقي ابن القطامي عن مجالد عن الشعبي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا خير له من أن يمتلئ شعرا يعني من الشعر الذي هجي به النبي صلى الله عليه وسلم

حضرت مجاہد، حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا شعروں کے ساتھ بھرنے سے بہتر ہے یعنی وہ اشعار جن کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی۔

قالوا وقد روي في إباحة الشعر آثار فمنها ما حدثنا أحمد بن داود قال ثنا إبراهيم ابن المنذر الحزامي قال ثنا معن بن عيسى قال حدثني عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال لما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفتح رأى نساء يلطمن وجوه الخيل بالخمر فتبسم فقال يا أبا بكر كيف قال حسان بن ثابت فأنشد أبو بكر

یہ حضرات فرماتے ہیں شعر گوئی کے جواز میں روایات آئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو کچھ عورتوں کو دیکھا کہ وہ گھوڑوں کے چہروں کو اپنے دوپٹوں سے صاف کر رہی ہیں تو آپ خوش ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر! حضرت حسان بن ثابت نے کیا کہا ہے۔

شعر

عدمنا خيلنا إن لم تروها
تثير النقع من كنفي كداء

ينازعن الأعنة مصرجات
يلطمهن بالخمر النساء

فكذا حدثنا أحمد بن داود وأهل العلم بالعربية يرون البيت الأول على غير ذلك تثير النقع موعدها كداء ـ حتى يستوي قافية هذا البيت مع قافية البيت الذي بعده قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادخلوها من حيث قال ـ

۱۱۵۷ ـ **حدثنا** صالح بن عبد الرحمن قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا يعقوب بن عبد الرحمن الزهري عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من الشعر حكمة ـ

۱۱۵۸ ـ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا أبو الوليد قال ثنا شريك عن المقدام بن شريح عن أبيه قال قلت لعائشة أكان النبي صلى الله عليه وسلم يتمثل بشيء من الشعر فقالت نعم من شعر ابن رواحة وربما قال هذا البيت ؎

ويأتيك بالأخبار من لم تزود

۱۱۵۹ ـ **حدثنا** علي بن عبد الرحمن قال ثنا يحيى بن معين قال ثنا عبدة بن سليمان عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت استأذن حسان النبي صلى الله عليه وسلم في هجاء المشركين قال فكيف بنسبي فيهم قال أسلك منهم كما تسل الشعرة من العجين ـ

۱۱۶۰ ـ **حدثنا** سليمان بن شعيب قال ثنا يحيى

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھے ؎

"ہم اپنے آپ کو گم کر دوں اگر تم گھوڑوں کو مقام کدا میں جو چڑھ کا مد مسوں کا اور گرد و غبار اڑاتے نہ دیکھو، وہ اس حال میں مقابلہ کرتے ہیں کہ لگام ڈالی ہوئی ہے اور ان پر زیادہ کی ہوئی ہے عورتیں اپنے دوپٹوں سے ان کے چہروں کو صاف کرتی ہیں۔"

ہم سے احمد بن داؤد نے اسی طرح بیان کیا اور عربی جاننے والے پہلے شعر کو دوسری طرح خیال کرتے ہیں یعنی وہ گھوڑے گرد و غبار اڑاتے ہیں جن کا مقام، مقام کدا ہو تاکہ اس مصرعہ کا قافیہ بعد والے شعر کے قافیے کے برابر ہو جائے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح داخل کرو (پڑھو) جس طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض شعر حکمت بھرے ہوتے ہیں۔

حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اشعار پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا ہاں حضرت ابن رواحہ کے اشعار پڑھتے تھے اور بعض اوقات یہ شعر پڑھتے ؎

"اور تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جسے تو نے زادِ راہ نہیں دیا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تم میری نسب کو ان سے کیسے بچاؤ گے (یعنی ان کا اور میرا نسب ایک ہی ہے) انہوں نے فرمایا میں آپ کو ان سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے۔

حضرت مجالد بن سعید، حضرت شعبی سے روایت کرتے

بن حسان قال ثنا ابراهيم بن سليمان التيمي عن مجالد بن سعيد عن الشعبي قال كنا جلوسا بفناء الكعبة احسبه قال مع اناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانوا ينشدون الاشعار فوقف بنا عبد الله بن الزبير فقال في حرم الله وحول الكعبة تنشدون الاشعار فقال رجل منهم يا ابن الزبير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما نهى عن الشعر الذي اذا ابنت فيه النساء وتزدرى فيه الاموات

ہیں فرماتے ہیں ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اور فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا کچھ صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ اشعار پڑھ رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما وہاں آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور کعبہ شریف کے گرد اشعار پڑھتے ہو تو ان میں سے ایک شخص نے کہا اے ابن زبیر! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار سے منع فرمایا جن میں عورتوں پر تہمت لگائی جائے اور مُردوں کی بدگوئی ہو۔

فقد يجوز ان يكون الشعر الذي قال فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ذكرنا في اول هذا الباب من الشعر الذي نهى عنه في هذا الحديث.

تو ممکن ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اشعار کے بارے میں وہ بات فرمائی جو ہم نے باب کے شروع میں ذکر کی ہے اس سے وہ اشعار مراد ہوں جن سے اس حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

١١٦١ - **حدثنا** ابن ابي داود قال ثنا الحماني قال ثنا قيس بن الربيع عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيدة عن عبد الله وعن الاعمش عن عمارة عن عبد الرحمن ابن يزيد عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من الشعر حكمة۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت بھرے ہوتے ہیں۔

١١٦٢ - **حدثنا** ابن ابي داود وفهد واسحق بن ابي ابراهيم قالوا ثنا عبد الله بن معبد قال ثنا ابن عيينة عن ابيه عن عاصم عن زر عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم ان من الشعر حكمة۔

حضرت زر، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔

١١٦٣ - **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن ابي بكر بن عبد الرحمن عن مروان عن عبد الرحمن بن الاسود بن عبد يغوث عن ابي بن كعب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من الشعر حكما۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت بھرے ہوتے ہیں۔

١١٦٤ - **حدثنا** ابو بكرة قال ثنا ابراهيم بن ابي الوزير قال ثنا ابراهيم بن سعد عن الزهري

حضرت ابراہیم بن سعد حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا البتہ انہوں نے

فذکر باسناده مثله غیر انه قال عن عبد الله بن الاسود بن عبد یغوث۔

فرمایا کہ عبداللہ بن اسود بن عبد یغوث سے مروی ہے۔

۱۱۶۵- **حدثنا** حسین بن نصر قال سمعت یزید بن هارون قال ثنا ابراهیم بن سعد فذکر باسناده مثله غیر انه قال عن عبد الله بن الاسود بن عبد یغوث۔

حضرت حسین بن نصر فرماتے ہیں میں نے حضرت یزید بن ہارون سے سنا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابراہیم بن سعد نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں عبداللہ بن اسود بن عبد یغوث سے روایت کا ذکر فرمایا۔

۱۱۶۶- **حدثنا** ابن ابی داود قال ثنا محمد بن عبد الله بن نمیر قال ثنا ابن فضیل عن مجالد عن الشعبی عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یحمی اعراض المؤمنین قال کعب انا قال ابن رواحة انا قال انک لتحسن الشعر قال حسان بن ثابت انا اذا قال اهجهم فانه سیعینک علیهم روح القدس۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں کی عزتوں کی حفاظت کون کرے گا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں کروں گا حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں کروں گا آپ نے فرمایا تم اچھا شعر کہتے ہو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں کروں گا تو آپ نے فرمایا ان کفار کی ہجو کرو بے شک اس پر روح القدس (جبریل علیہ السلام) تمہاری مدد کریں گے۔

۱۱۶۷- **حدثنا** ابن ابی عمران قال ثنا ابراهیم الترجمانی قال ثنا ابن ابی الزناد عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد ینشد علیه الشعر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر بچھایا اور وہ اس پر بیٹھ کر شعر پڑھتے تھے۔

۱۱۶۸- **حدثنا** فهد قال ثنا احمد بن حمید قال ثنا محمد بن فضیل فذکر مثل حدیث ابن ابی داود الذی قبل هذا الحدیث عن ابن نمیر عن ابن فضیل۔

حضرت احمد بن حمید فرماتے ہیں ہم سے حضرت محمد بن فضیل نے بیان کیا تو انہوں نے ابن ابی داؤد کی گذشتہ حدیث کی مثل ذکر کیا جو بواسطہ ابن نمیر حضرت ابن فضیل سے مروی ہے۔

۱۱۶۹- **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا عفان ح وحدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا حجاج وعبد الله بن رجاء قالوا حدثنا شعبة قال اخبرنی عدی بن ثابت قال سمعت البراء یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لحسان اهجهم او هاجهم وجبریل معک۔

حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان (کفار) کی اچھی طرح ہجو کرو حضرت جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

۱۱۷۰- **حدثنا** محمد بن عمرو قال ثنا ابومعاویة عن ابی اسحق الشیبانی عن عدی فذکر باسناده

حضرت ابواسحٰق شیبانی حضرت عدی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

مسئلة

۱۱۷۱- حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو احمد قال ثنا عيسى بن عبد الرحمن قال حدثني عدي بن ثابت قال سمعت البراء بن عازب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لحسان بن ثابت لا يزال معك روح القدس ما هجوت المشركين۔

حضرت عیسیٰ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عدی بن ثابت نے بیان کیا یعنی انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تک تم مشرکین کی ہجو کرتے رہو گے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتھ رہیں گے۔

۱۱۷۲- حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب مر على حسان وهو ينشد في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فانتهره عمر فاقبل عليه حسان فقال قد كنت انشد فيه وفيه من هو خير منك فانطلق عنه عمر فقال حسان لابي هريرة يا ابا هريرة اما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا حسان اجب عن رسول الله اللهم ايده بروح القدس قال اللهم نعم۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ مسجد نبوی میں شعر گوئی کر رہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑکا تو وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اس (مسجد) میں اس وقت بھی شعر کہتا تھا جب اس میں آپ سے بہتر ذات (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) موجود تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوہریرہ! کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا اے حسان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا اللہ! ایسا ہی ہے۔

۱۱۷۳- حدثنا ابن ابي داود قال ثنا المقدمي قال ثنا عبد الاعلى قال ثنا عبد الاعلى قال ثنا معمر عن الزهري عن عروة ان حسان ثم ذكر مثله غير قوله قد كنت انشد فيه وفيه من هو خير منك فانه لم يذكره۔

حضرت زہری، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا [illegible] نے یہ جملہ ذکر نہیں کیا کہ میں اس مسجد میں شعر کہتا تھا جب آپ سے بہتر شخصیت اس میں موجود تھی۔

۱۱۷۴- حدثنا ابن ابي داود قال ثنا ابو اليمان قال ثنا شعيب عن الزهري قال حدثني ابو سلمة ابن عبد الرحمن انه سمع حسان ابن ثابت يستشهد ابا هريرة ثم ذكر مثله۔

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے شہادت لے رہے تھے پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۷۵- حدثنا فهد قال ثنا محمد بن عبد الواحد ابن عنبسة القرشي قال حدثني جدي عنبسة

حضرت حسن، حضرت اسود بن سریع سے روایت کرتے ہیں اور وہ شاعر تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں

ثنا یونس بن عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ وَكَانَ شَاعِرًا اَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اُنْشِدُكَ مَحَامِدَ حَمِدْتُ بِهَا رَبِّي قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْحَمْدَ وَمَا اسْتَزَادَهُ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا۔

آپ کو وہ حامد نہ سناؤں جو میں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف میں کہی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارا رب حمد کو پسند کرتا ہے اور ان الفاظ پر اضافہ نہ فرمایا۔

۱۱۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَجَعَلْتُ اُنْشِدُهُ۔

حضرت علی بن زید حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اور وہ اسود بن سریع سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے اس میں (یہ بھی) ذکر کیا کہ انہوں نے فرمایا پس میں اشعار پڑھنے لگا۔

۱۱۷۷- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الرِّجَالِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاَحْسَنَ ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ فَاَحْسَنَ ثُمَّ قَالَ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے شعر کہے تو بہت اچھے کہے پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بہت اچھے اشعار کہے اس کے بعد حضرت حسان رضی اللہ عنہ اشعار پڑھے تو شفاء دی اور خود بھی شفاء حاصل کی۔

۱۱۷۸- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَعْقُوْبَ عَنْ عُتْبَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَدَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَيَّةَ بْنَ اَبِي الصَّلْتِ فِي شِعْرِهٖ وَقَالَ۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن ابی صلت کے اشعار میں اس کی تصدیق فرمائی۔

شعر

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِيْنِهٖ
وَالنَّسْرُ لِلْاُخْرٰى وَلَيْثٌ مُرْصَدٌ

اس نے یوں کہا۔

اس (عرش) کے دائیں پاؤں کے نیچے انسانی شکل اور بیل کی شکل میں اور دوسرے پاؤں کے نیچے گدھ اور گھات لگائے ہوئے شیر کی شکل میں فرشتے ہیں

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

وَقَالَ **شعر**

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ اٰخِرِ لَيْلَةٍ
حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ

يَاْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِيْ رِسْلِهَا
اِلَّا مُعَذَّبَةً وَاِنْ لَا تُجْلَدُ

پھر پڑھا۔

اور سورج ہر رات کے آخر میں صبح تک طلوع ہوتا ہے اور اس کا رنگ بدلتا رہتا ہے اور اپنے تدریجی دور میں ہمارے لیے یوں طلوع ہوتا ہے کہ وہ باعث عذاب ہوتا ہے اور ہمیشہ نہیں رہتا۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صدق

۱۱۷۹ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا المقدمي قال ثنا ابو معشر البراء عن صدقة بن طيسلة قال حدثني معن بن ثعلبة والحي بعده قال حدثني الاعشى المازني قال لقيت النبي صلى الله عليه وسلم فانشدته **شعر**

يا مالك الناس وديان العرب

اني لقيت ذربة من الذرب

خرجت ابغيها الطعام في رجب

اخلفت العهد ولطت بالذنب

وهن شر غالب لمن غلب

قال فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهن شر غالب لمن غلب۔

۱۱۸۰ - حدثنا الحسن بن عبد الله ابن منصور قال ثنا الهيثم بن جميل قال ثنا شريك عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من الشعر حكما۔

۱۱۸۱ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا الحماني قال ثنا قيس عن الاعمش عن ابراهيم بن عبيدة عن عبد الله ح وحدثنا ابن ابي داود قال ثنا الحماني قال ثنا قيس عن الاعمش عن عمارة عن عبد الرحمن بن يزيد عن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

۱۱۸۲ - حدثنا ابو بشر الرقي قال ثنا الفريابي عن سفيان عن يعلى بن عبد الرحمن عن عمرو بن الشريد عن ابيه قال استنشدني النبي صلى الله عليه وسلم شعر امية بن ابي الصلت فانشدته فكلما انشدته بيتا قال هيه حتى انشدته مائة قافية قال حتى كاد ابن ابي الصلت يسلم۔

۱۱۸۳ - حدثنا محمد بن علي بن داود قال ثنا معلى

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

حضرت اعشی مازنی فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ اشعار پڑھے۔

"اے لوگوں کے مالک اور عرب کے حکمران میں نے زبان دراز عورتوں میں سے ایک عورت کو پایا اسے رجب کے مہینے میں رزق کی تلاش نے تھکا دیا تھا اس نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور ذلیل لوگوں کے ہاں پناہ لے لی اور یہ عورتیں ایک ایسی شر ہیں جو دوسروں پر غالب آجاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے یہ عورتیں ایسی شر ہیں جو دوسروں پر غالب آتی ہیں۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت بھرے ہوتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امیہ بن ابی صلت کے اشعار پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے اس کا کلام پڑھا جب بھی ایک شعر پڑھتا تو آپ فرماتے اور لاؤ حتی کہ میں نے ایک سو شعر پڑھے فرمایا حتی کہ قریب تھا ابن ابی صلت مسلمان ہو جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

...الرحمٰن الواسطی قال ثنا عبد الحمید بن
جعفر عن عمرو بن الحکم عن جابر بن عبد اللہ قال
قال الاقرع بن حابس لشاب من شبابہم قم
یا فلان فاذکر فضلک وفضل قومک فقام فقال۔ **شعر**

نحن الکرام فلا حیّ یعادلنا
نحن الکرام فینا یقسم الربع
ونطعم الناس عند القحط کلہم
من الشریف اذا لم یؤنس القرع
واذا ابینا فلا یعدل بنا احد
انا کرام وعند الفخر نرتفع

قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا
حسان اجبہ فقال۔ **شعر**

نصرنا رسول اللہ والدین عنوۃ
علی رغم عاتٍ من بعید وحاضر
بضرب کانزاع المخاض مشاشۃ
وطعن کافواہ اللقاح الصوادر
السنا نخوض الموت فی حومۃ الوغا ٭ اذا صار برد الموت بین العساکر
ونضرب ھام الدارعین وننتمی ٭ الی حسب من حرم غسان باھر
ولولا حبیب اللہ قلنا تکرما
علی الناس بالحسنین ھل من مفاخر
فاحیاؤنا من خیر من وطئ الحصی
واموا تنا من خیر اھل المقابر

فلما جاءت ھذہ الاثار متواترۃ باباحۃ
قول الشعر ثبت ان ما نھی عنہ فی الاثار الاول
لیس لان الشعر مکروہ ولکن لمعنی کان فی خاص
من الشعر قصد بذلک النھی الیہ **وقد** ذھب
قوم فی تاویل ھذہ الاثار التی ذکرناھا عن رسول

ہیں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے ان کے جوانوں میں سے
ایک نوجوان سے فرمایا اٹھو اپنی اور اپنی قوم کی فضیلت ذکر کرو
چنانچہ وہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

ہم معزز ہیں اور کوئی قبیلہ ہمارے برابر نہیں، ہم عزت والے ہیں اور
سرداری ہمارے درمیان تقسیم ہوتی ہے ہم قحط کے وقت سب
لوگوں کو (اونٹ کے) کوہان کی چربی کھلاتے ہیں جب چھوٹے
اونٹ نہ پائے جائیں جب ہم آجائیں تو ہمارے برابر کوئی
نہیں ہو سکتا ہم عزت والے ہیں اور فخر کے وقت ہم
سربلند ہوتے ہیں۔

راوی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسان!
اسے جواب دو۔ تو انہوں نے یوں کہا۔

ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی بھرپور طریقے سے مدد کی
اور یہ بات شہروں اور دیہاتوں کے سرکش لوگوں کے خلاف ہے ایسی مار
کے ساتھ (مدد کی) جو حاملہ اونٹنی کے پیشاب کی طرح ورنگ جاری
رہتی ہے اور ایسی نیزہ بازی کے ساتھ جو دودھ دینے والی اور
سیراب ہونے والی اونٹنیوں کے منہ کی طرح ہے (یعنی وسیع نیزہ
بازی ہے) کیا ہم بڑی جنگ کے دوران موت کے منہ میں گھس نہیں جاتے
جب لشکروں کے درمیان سخت جھگڑا ہوتا ہے ہم زرہ پوشوں کی گردنیں
اڑاتے ہیں اور قابل فخر قبیلہ غسان کی اصل کی طرف منسوب ہوتے ہیں
اور اگر اللہ تعالیٰ کے حبیب نہ ہوتے تو ہم دو قبیلوں کے ساتھ لوگوں پر
بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کیا ہے کوئی فخر کرنے والا ہمارے
ہمارے قبیلے ان سب لوگوں سے بہتر ہیں جو زمین پر چلتے ہیں اور
ہمارے فوت شدہ کہا قبروں والوں سے اچھے ہیں۔

تو جب ان متواتر روایات میں شعر کہنے کا جواز ہے تو ثابت
ہوا کہ پہلی روایات میں جو ممانعت ہے وہ اس لیے نہیں کہ شعر کہنا
مکروہ ہے بلکہ وہ اس خصوصیت کی وجہ سے ہے جو شعر میں
پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے آپ نے منع فرمایا۔
ایک جماعت ان مذکورہ روایات کے سلسلے میں ہماری

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ فِي خِلَافِ التَّأْوِيلِ الَّذِي وَصَفْنَا فَقَالُوا لَوْ كَانَ أُرِيدَ بِذٰلِكَ مَا هُجِيَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشِّعْرِ لَمْ يَكُنْ لِذِكْرِ الْاِمْتِلَاءِ مَعْنًى لِأَنَّ قَلِيلَ ذٰلِكَ وَكَثِيرَهُ كُفْرٌ وَلٰكِنْ ذِكْرُ الْاِمْتِلَاءِ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِي الْاِمْتِلَاءِ لَيْسَ فِيمَا دُونَهُ قَالَ فَهُوَ عِنْدَنَا عَلَى الشِّعْرِ الَّذِي يَمْلَأُ الْجَوْفَ فَلَا يَكُونُ فِيهِ قُرْآنٌ وَلَا تَسْبِيحٌ وَلَا غَيْرُهُ فَأَمَّا مَا كَانَ فِي جَوْفِهِ الْقُرْآنُ وَالشِّعْرُ مَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِمَّنِ امْتَلَأَ جَوْفُهُ شِعْرًا فَهُوَ خَارِجٌ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔

بیان کردہ تاویل کے خلاف تاویل کرتی ہے وہ فرماتے ہیں اگر اس سے وہ شعر مراد ہوتا جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی ہو تو پیٹ بھرنے کا کوئی مطلب نہ ہوتا کیونکہ اس سلسلے میں قلیل و کثیر کفر لازم آتا ہے جب کہ پیٹ کے بھرنے کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پیٹ بھرنے میں جو بات ہے وہ اس سے کم میں نہیں۔ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اس سے وہ اشعار مراد ہیں جو پیٹ کو بھر دیں اور ان میں قرآن پاک اور تسبیح وغیرہ کچھ نہ ہو لیکن وہ جس میں قرآن بھی ہو اور شعر بھی، تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں جس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہوا ہو اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے خارج ہے کہ تم میں کسی ایک کے پیٹ کا پیپ سے بھرنا شعروں کے ساتھ بھرنے سے بہتر ہے۔

١١٨٤۔ **حَدَّثَنَا** ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَائِشَةَ يُفَسِّرُ هٰذَا التَّفْسِيرَ وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عِمْرَانَ أَيْضًا وَعَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَحْكِيَانِ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ أَيْضًا۔

حضرت ابن ابی عمران فرماتے ہیں میں نے عبید اللہ بن محمد بن عائشہ کو اس حدیث کی یہی تفسیر کرتے سنا ہے اور میں نے ابن ابی عمران اور علی بن عبد العزیز سے سنا وہ دونوں ابو عبید سے یہی بات نقل کرتے ہیں۔

بَابُ ٣٠٤ الْعَاطِسِ يُشَمَّتُ كَيْفَ يَنْبَغِي أَنْ يَرُدَّ عَلٰى مَنْ يُشَمِّتُهُ

باب ٣٠٤ چھینکنے والے کو جواب دینے والے کا جواب کیسا ہو

١١٨٥۔ **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَرْفَجَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ مَا شَأْنُ السَّلَامِ وَشَأْنُهُ هَاهُنَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ أَعَظُمَ عَلَيْكَ مَا قُلْتُ لَكَ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ أُمِّي بِخَيْرٍ وَلَا غَيْرِهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ إِذَا عَطَسَ

حضرت خالد بن عرفجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت سالم بن عبید کے ہمراہ تھے تو جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی اس نے "السلام علیکم" کہا حضرت سالم نے فرمایا تم پر اور تمہاری ماں پر سلام ہو یہاں سلام کا کیا مطلب ہے! پھر تھوڑی دیر چلے اس کے بعد اس شخص سے فرمایا تمہیں میری بات بری لگی ہوگی اس نے کہا میں چاہتا تھا کہ آپ میری ماں کا ذکر نہ کرتے نہ بھلائی کے ساتھ اور نہ اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی اس نے السلام علیکم کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اور تمہاری ماں پر سلام ہو جب تم میں سے کسی ایک کو چھینک آئے تو

حال كم فليقل الحمد لله رب العالمين او على كل حال ولا يردوا عليك يرحمك الله ولا يرد عليهم يغفر الله لكم۔

حضرت الحمد للہ رب العالمین کہے یا اس کے ساتھ علی کل حال بھی اور وہ لوگ تمہیں "یرحمك اللہ" کے ساتھ جواب دیں اور تم "یغفر اللہ لکم" کے الفاظ سے ان کو جواب دو۔

۱۱۸۶۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا قيس بن الربيع عن منصور عن هلال بن يساف عن شيخ من اشجع قال كنا مع سالم فذكر مثله۔

حضرت ہلال بن یساف، قبیلہ اشجع کے ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم حضرت سالم کے ساتھ تھے پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۸۷۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا حبان بن هلال قال ثنا ابو عوانة عن منصور فذكر باسناده مثله۔

حضرت ابوعوانہ حضرت منصور سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا فقالوا هكذا ينبغي ان يقول العاطس ويقال له على ما في هذا الحديث هكذا امذهب ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا بل يقول العاطس بعد ان يشمت يهديكم الله ويصلح بالكم۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے وہ فرماتے ہیں چھینکنے والے کو اسی طرح کہنا چاہیے اور اسے بھی اسی طرح کہا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب اسی طرح ہے لیکن اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں چھینکنے والے کو جب "یرحمك اللہ" کہا جائے تو اس کے بعد اسے یوں کہنا چاہیے "یهدیکم اللہ ویصلح بالکم" اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملے کو درست کرے۔

۱۱۸۸۔ واحتجوا في ذلك بما حدثنا عبد الرحمن بن الجارود قال ثنا سعيد بن ابي مريم قال ثنا عبد الله بن لهيعة عن ابي الاسود انه سمع عبيد بن ام كلاب يقول سمعت عبد الله بن جعفر بن ابي طالب يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عطس حمد الله فيقال له يرحمك الله فيقول لهم يهديكم الله ويصلح بالكم۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوالاسود سے مروی ہے کہ انہوں نے عبید بن ام کلاب سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے سنا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو الحمد للہ کہتے اور آپ کے لیے یرحمك اللہ کے الفاظ کہے جاتے اور آپ ان (صحابہ کرام) کے لیے ان الفاظ سے دعا مانگتے یهدیکم اللہ ویصلح بالکم۔

۱۱۸۹۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال حدثني ابو معشر عن عبد الله بن ابي يحيى عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت عطس رجل عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما ذا اقول يا نبي الله قال قل الحمد لله قال القوم ما ذا نقول له يا رسول الله

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں کیا الفاظ کہوں؟ آپ نے فرمایا تم "الحمد للہ" کہو دوسرے حضرات نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا تم "یرحمك اللہ" کہو اس (چھینکنے والے) نے پوچھا میں انہیں

قَالَ قُوْلُوْا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ مَاذَا أَقُوْلُ لَهُمْ قَالَ قُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

(جواباً) کیا کہوں آپ نے فرمایا تم کہو "یہدیکم اللہ ویصلح بالکم"

فَقَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى إِنَّمَا كَانَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ لِأَنَّ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِحَضْرَتِهِ يَهُوْدُ وَكَانَ تَعْلِيْمُهُ لِلْعَاطِسِ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ مِنْ قَوْلِهِ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّ مَنْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ حِيْنَئِذٍ كَانُوْا يَهُوْدًا۔

پہلے قول والے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "یہدیکم اللہ ویصلح بالکم" کے الفاظ اس لیے فرمائے ہیں کہ آپ کے پاس یہودی تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں چھینکنے والے کو ان الفاظ کی تعلیم دی اس لیے کہ اس وقت بھی وہاں یہودی موجود تھے۔

۱۱۹۰- وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ الدَّيْلَمِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَقُوْلَ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ وَكَانَ يَقُوْلُ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح استدلال کیا حضرت ابو بردہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس امید پر چھینکتے تھے کہ آپ "یرحمك الله" کہیں گے لیکن آپ یوں فرماتے "یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ"

۱۱۹۱- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ الدَّيْلَمِ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ضحاک، حضرت ابو بردہ سے وہ حضرت ابوموسیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالُوْا فَإِنَّمَا كَانَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ لِلْيَهُوْدِ عَلٰى مَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَأَمَّا الْمُسْلِمُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ وَلَيْسَتْ لَهُمْ عِنْدَنَا حُجَّةٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُخْرٰى لِأَنَّ الَّذِيْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَكَانَ يَقُوْلُ لَهُمْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ فَإِنَّمَا كَانَ هٰذَا الْقَوْلُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُوْدِ إِذْ كَانُوْا عَاطِسِيْنَ وَلَيْسَ يَخْتَلِفُوْنَ هُمْ وَمُخَالِفُوْهُمْ فِيْمَا يَقُوْلُ الْمُشَمِّتُ لِلْعَاطِسِ وَإِنَّمَا اخْتِلَافُهُمْ

تو یہ حضرات فرماتے ہیں جس طرح اس حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے لیے "یہدیکم اللہ" کے الفاظ فرمایا کرتے تھے لیکن مسلمانوں کے لیے وہ الفاظ فرماتے تھے جو حضرت سالم بن عبید کی روایت میں ہیں جسے ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا لہٰذا ہمارے نزدیک اس حدیث میں دوسرے قول والوں کے خلاف ان کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ ہے کہ یہودی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکتے تھے کیونکہ وہ اس بات کی امید رکھتے تھے کہ آپ ان کے لیے "یرحمك الله" فرمائیں گے تو آپ نے ان کے لیے "یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" کے الفاظ فرماتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یہودیوں کے لیے تھا جب وہ چھینک مارتے

مما يقولون للعاطس بعد التشميت وليس في حديث أبي موسى من هذا شيء فلم يضاد حديث أبي موسى هذا أحاديث عبد الله بن جعفر ولا حديث عائشة اللذين ذكرنا۔

اور اس سلسلے میں ان لوگوں اور ان کے مخالفین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ چھینکنے والے کو جواب دینے والا کیا الفاظ کہے اختلاف اس بات میں ہے کہ تشمیت (یرحمک اللہ) کے بعد چھینکنے والا کون سے الفاظ کہے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

لہٰذا حضرت ابوموسیٰ کی یہ روایت حضرت عبداللہ بن جعفر کی روایت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت کے خلاف نہیں ہے۔

۱۱۹۲۔ واحتجوا في ذلك بما روي عن إبراهيم حدثنا محمد بن عمرو قال ثنا يحيى بن عيسى النخعي ح وحدثنا أبو بشر الرقي قال ثنا الفريابي قالا ثنا سفيان عن واصل عن إبراهيم قال يهديكم الله ويصلح بالكم عند العاطس قالته الخوارج لأنهم كانوا لا يستغفرون للناس هكذا لفظ حديث أبي بشر وليس في حديث محمد بن عمرو لأنهم كانوا لا يستغفرون للناس

اس سلسلے میں انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی کی روایت سے استدلال کیا ہے حضرت واصل حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں خارجی چھینکنے والے کے پاس "يهديكم الله ويصلح بالكم" کے الفاظ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ لوگوں کے لیے مغفرت نہیں مانگتے تھے ابوبشر کی روایت کے الفاظ اسی طرح ہیں اور حضرت محمد بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ وہ لوگوں کے لیے مغفرت طلب نہیں کرتے تھے۔

قيل

لهم وكيف يجوز أن يكون الخوارج أحدثت هذا وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم يقوله ويعلمه أصحابه.

ان حضرات کو کہا جائے گا کہ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ خوارج نے یہ بات جاری کی ہو جب کہ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ کہتے تھے اور صحابہ کرام کو سکھاتے تھے۔

۱۱۹۳۔ وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك أيضا ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا سعيد أبو عامر ووهب بن جرير قالا ثنا شعبة عن محمد أبي عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أخيه عن أبيه عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أبي أيوب الأنصاري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عطس أحدكم فليقل الحمد لله وليقل له أخوه أو صاحبه يرحمك الله وليقل يهديكم الله ويصلح بالكم۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للہ" کہے اور اس کا بھائی یا (فرمایا) اس کا ساتھی اس کے لیے "یرحمک اللہ" کہے اور وہ چھینکنے والا کہے "يهديكم الله ويصلح بالكم"۔

۱۱۹۴۔ حدثنا حسين بن نصر قال ثنا عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة فذكر بإسناده مثله۔

حضرت حسین بن نصر بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن زیاد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے ذکر کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۹۵۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ وَحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت ابو صالح سمان، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات روایت کرتے ہیں۔

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ انْتِفَاءُ مَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانَ مَا رُوِيَ مِنْ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحَّ مَجِيئًا وَأَظْهَرَ مِمَّا رُوِيَ فِي خِلَافِهِ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا خَالَفَهُ۔

تو اس سے حضرت ابراہیم نخعی کی بات کی نفی ثابت ہوگئی اور اس سلسلے میں جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ روایت کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور واضح ہے اور ہمارے نزدیک یہ اس کے خلاف کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے۔

بَابُ ۳۰۵ الرَّجُلِ يَكُونُ بِهِ الدَّاءُ هَلْ يُجْتَنَبُ أَمْ لَا

باب ۳۰۵۔ بیمار آدمی سے دور رہنا چاہئے یا نہ

۱۱۹۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ فَقَالَ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي ذُبَابٍ فَإِنَّكَ قَدْ كُنْتَ حَدَّثْتَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ الْحَارِثُ بَلٰى فَتَمَارٰى هُوَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ حَتّٰى اشْتَدَّ أَمْرُهُمَا فَغَضِبَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَ لِلْحَارِثِ ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ رَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ ثُمَّ قَالَ لِلْحَارِثِ تَدْرِي مَا قُلْتُ قَالَ الْحَارِثُ لَا قُلْتُ يُرِيدُ مَعَابَذٰلِكَ أَنِّي لَمْ أَعْقِلْ مَا تَقُولُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ لَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمْ ثَبَّتَهُ غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَرَ عَلَيْهِ كَلِمَةً نَسِيَهَا بَعْدَ أَنْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ إِنْكَارِهِ مَا كَانَ يُحَدِّثُنَا فِي قَوْلِهِ لَا عَدْوٰى۔

حضرت زہری فرماتے ہیں حضرت ابوسلمہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار کو تندرست پر نہ لاؤ حارث بن ابی ذباب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کرتے تھے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا حضرت حارث نے فرمایا کیوں نہیں (آپ نے بیان کیا) ہے چنانچہ ان دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا حتی کہ دونوں کے درمیان معاملہ سخت ہو گیا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے حضرت حارث سے کہا، امام مسلم نے روایت کیا کہ انہوں نے حبشی زبان میں گفتگو کی پھر حضرت حارث سے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا اسے سمجھے ہو؟ حارث نے فرمایا نہیں میں کہتا ہوں ان کا مقصد یہ تھا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ بات میں نے تم سے بیان نہیں کی حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ان کو شبہ ہوا لیکن یہ بات ضروری ہے کہ میں ان پر بھولنے کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا کیونکہ

اس سے پہلے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کر چکے ہیں اور وہ اپنے قول کہ بیماری میں تعدی نہیں ہے کا انکار نہیں کرتے۔

۱۱۹۷۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُوْرِدُ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِمَا كِلَيْهِمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَمَتَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ قَوْلِهٖ لَا عَدْوٰى وَاَقَامَ عَلٰى اَنْ لَا يُوْرِدُ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ ثُمَّ حَدَّثَ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ دَاوٗدَ

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیماری متعدی نہیں ہوتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس قول سے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی، خاموش ہو گئے اور اس بات پر برقرار رہے کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے اس کے بعد ابن ابی داؤد کی روایت (نمبر ۱۱۹۶) کی مثل بیان کیا۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى هٰذَا فَكَرِهُوْا اِيْرَادَ الْمُمْرِضِ عَلَى الْمُصِحِّ وَقَالُوْا اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ مَخَافَةَ الْاِعْدَاءِ وَاَمَرُوْا بِاجْتِنَابِ ذِي الدَّاءِ وَالْفِرَارِ مِنْهُ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا بِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ فِي الطَّاعُوْنِ فِيْ رُجُوْعِهٖ بِالنَّاسِ فَارًّا مِنْهُ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے انہوں نے بیمار کو تندرست کے پاس لے جانے کو مکروہ خیال کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ بات بیماری کے تجاوز کرنے کے خوف سے مکروہ ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ بیمار سے اجتناب کیا جائے اور اس سے بھاگا جائے اس سلسلے میں انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ آپ طاعون سے بھاگتے ہوئے لوگوں کے ساتھ واپس ہوئے۔

۱۱۹۸۔ فَذَكَرُوْا مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَقْبَلَ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَقْبَلَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ مَعَكَ وُجُوْهَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخِيَارَهُمْ وَاِنَّا تَرَكْنَا مَنْ بَعْدَنَا مِثْلَ حَرِيْقِ النَّارِ فَارْجِعِ الْعَامَ يَعْنِيْ فَرَجَعَ عُمَرُ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ جَاءَ فَدَخَلَ يَعْنِي الطَّاعُوْنَ۔

یہ حضرات اس سلسلے میں اس طرح ذکر کرتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت ابوطلحہ اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا امیر المومنین! آپ کے ساتھ معزز اور برگزیدہ صحابہ کرام ہیں اور ہم نے اپنے پیچھے آگ کے جلے ہوؤں کی مثل چھوڑے ہیں لہٰذا اس سال واپس تشریف لے جائیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے جب آئندہ سال آیا تو آپ تشریف لائے اور طاعون (کے مقام) میں داخل ہو گئے۔

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ میں

ابن زید بن الخطاب عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن
الحارث ابن نوفل عن عبد اللہ بن عباس ان عمر
بن الخطاب خرج الی الشام حتی اذا کان بسرغ
لقیہ امراء الاجناد ابو عبیدۃ بن الجراح واصحابہ
فاخبروہ ان الوباء قد وقع بالشام قال ابن عباس
فقال عمر ادع لی المہاجرین الاولین فدعاہم
فاستشارہم فاخبرہم ان الوباء قد وقع بالشام
فاختلفوا علیہ فقال بعضہم قد خرجت لامر ولا
نری ان ترجع عنہ وقال بعضہم معک بقیۃ الناس
واصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا نری
ان تقدمہم علی ہذا الوباء فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادعوا لی الانصار فدعوتہم لہ فسلکوا سبیل
المہاجرین واختلفوا کاختلافہم فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی من کان ہہنا من مشیخۃ قریش من
مہاجرۃ الفتح فدعوتہم فلم یختلف علیہ منہم
رجلان قالوا نری ان ترجع بالناس ولا تقدمہم
علی ہذا الوباء فنادی عمر فی الناس انی مصبح علی
ظہر فاصبحوا علیہ قال ابو عبیدۃ افرارا من قدر
اللہ فقال عمر لو غیرک قالہا یا ابا عبیدۃ نعم نفر
من قدر اللہ الی قدر اللہ ارایت لو کانت لک ابل
فہبطت وادیا لہ عدوتان احدہما خصبۃ و
الاخری جدبۃ الیس ان رعیت الخصبۃ رعیتہا
بقدر اللہ وان رعیت الجدبۃ رعیتہا بقدر اللہ
قال فجاء عبد الرحمن بن عوف وکان غائبا فی
بعض حاجتہ فقال ان عندی من ہذا علما انی
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا
سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض
وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ قال فحمد اللہ عمر
ثم انصرف۔

پہنچے تو آپ سے لشکروں کے سرداروں حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور
ان کے ساتھیوں نے ملاقات کی اور آپ کو بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی
ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے فرمایا مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ ان کو بلایا
تو آپ نے ان سے مشورہ لیا اور انہیں بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی
ہے تو ان حضرات کے درمیان اختلاف ہوا بعض نے فرمایا آپ ایک
مقصد کے لیے نکلے ہیں اور ہم آپ کا واپس لوٹنا جائز نہیں سمجھتے
اور بعض حضرات نے فرمایا آپ کے ساتھ باقی لوگ اور صحابہ کرام
ہیں اور ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ آپ اس وبا کی طرف بڑھیں آپ نے
فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ پھر فرمایا انصار کو میرے پاس بلاؤ
راوی فرماتے ہیں میں نے ان کو بلایا تو انہوں نے بھی مہاجرین کے راستے
پر چلتے ہوئے ان کی طرح اختلاف کیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے
اٹھ جاؤ اس کے بعد فرمایا میرے پاس مہاجرین فتح میں سے قریش کے
شیوخ کو بلاؤ میں نے ان کو بلایا تو ان میں سے دو آدمیوں کے درمیان
بھی اختلاف نہ ہوا بلکہ ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں آپ
واپس لوٹ جائیں اور وبا کی طرف نہ بڑھیں پھر حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے با آواز بلند لوگوں میں اعلان کیا میں صبح کے وقت سفر
کرنے والا ہوں چنانچہ وہ صبح کے وقت آپ کے پاس آ گئے حضرت
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ
رہے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو عبیدہ
کاش تمہارے علاوہ کوئی دوسرا یہ بات کہتا۔ ہاں ہم تقدیر خداوندی
سے اس کی تقدیر کی طرف جا رہے ہیں بتائیے اگر آپ کے پاس اونٹ
ہوں اور آپ کسی جنگل میں اتریں جس کے کنارے ہوں ان میں سے
ایک سرسبز اور دوسرا خشک ہو تو کیا ایسا نہیں کہ اگر تم سرسبز حصے
میں چراؤ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ چراؤ گے اور اگر خشک
حصے میں چراؤ تو بھی اللہ تعالیٰ تقدیر کے ساتھ چراؤ گے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
تشریف لائے اور وہ کسی کام کے سلسلے میں غائب تھے انہوں نے
فرمایا اس سلسلے میں میرے پاس علم ہے میں نے رسول اکرم صلی اللہ

۱۲۰۰ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب ان مالكا اخبره عن ابن شهاب عن عبد الله بن عامر بن ربيعة ان عمر بن الخطاب خرج الى الشام فلما جاء بسرغ بلغه ان الوباء قد وقع بالشام فاخبره عبد الرحمن بن عوف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر ما في حديث يونس الذي قبل هذا من حديث عبد الرحمن خاصة قال فرجع عمر من سرغ -

علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جب تم کسی علاقے میں وبا سنو تو ادھر نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں یہ بیماری واقع ہو اور تم پہلے سے وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگتے ہوئے وہاں سے نہ نکلو راوی فرماتے ہیں پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کی اور واپس لوٹ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے جب مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام کے علاقے میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا، پھر انہوں نے حضرت یونس کی گذشتہ روایت کی طرح ذکر کیا یعنی اس سے صرف عبدالرحمٰن کی روایت ذکر کی فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقام سرغ سے واپس لوٹ گئے۔

۱۲۰۱ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال حدثني هشام بن سعد عن ابن شهاب عن حميد بن عبد الرحمن ان عمر بن الخطاب حين اراد الرجوع من سرغ واستشار الناس فقالت طائفة منهم ابو عبيدة بن الجراح امن الموت نفر انما نحن بقدر ولن يصيبنا الا ما كتب الله لنا فقال عمر يا ابا عبيدة لو كنت بواد احدى عدوتيه مخصبة والاخرى مجدبة ايهما كنت ترعى قال المخصبة قال فانا ان تقدمنا فبقدر وان تأخرنا فبقدر وفي قدر نحن -

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جب مقام سرغ سے واپس ہونے کا ارادہ فرمایا اور لوگوں سے مشورہ لیا تو ایک جماعت نے جس میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تھے عرض کیا کہ کیا آپ موت سے بھاگ رہے ہیں ہم تو تقدیر خداوندی میں ہیں اور ہمیں وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوعبیدہ اگر تم ایسی وادی میں ہو جس کا ایک کنارہ سرسبز اور دوسرا خشک ہو تو تم کہاں پڑاؤ گے انہوں نے عرض کیا سرسبز حصے میں تو آپ نے فرمایا اگر ہم آگے بڑھیں تو بھی تقدیر کے ساتھ بڑھیں گے اور اگر پیچھے رہیں تو بھی تقدیر کے ساتھ پیچھے رہیں گے اور ہم تقدیر ہی میں تو ہیں۔

۱۲۰۲ - حدثنا الحسين بن الحكم الجيزي قال ثنا عاصم بن علي ح وحدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا عبد الرحمن بن زياد قالا ثنا شعبة بن الحجاج عن قيس بن مسلم قال سمعت طارق بن شهاب قال كنا نتحدث الى ابي موسى الاشعري فقال لنا ذات يوم لا عليكم ان تخفوا عني فان هذا الطاعون قد وقع في اهلي فمن شاء منكم ان يتنزه فليتنزه واحذروا

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں ہم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کیا کرتے تھے ایک دن انہوں نے ہم سے فرمایا اگر تم مجھ سے پوشیدہ رہو تو تم پر کوئی حرج نہیں بے شک میرے گھر میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم میں سے جو آدمی اس سے بچنا چاہے وہ بچے اور دو باتوں سے پرہیز کرو کہ کوئی کہنے والا کہے نکلنے والا نکل گیا اور بچ گیا اور بیٹھنے والا بیٹھا رہا تو اس وبا میں مبتلا ہو گیا اگر میں بھی نکلتا تو آل فلاں کی طرح بچ جاتا یا کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں وہاں بیٹھا رہتا تو مجھے بھی مصیبت

اثنتين أن يقول قائل خرج خارج فسلم وجلس جالس فأصيب لو كنت خرجت لسلمت كما سلم آل فلان أو يقول قائل لو كنت جلست لأصبت كما أصيب آل فلان وإني سأحدثكم ما ينبغي للناس في الطاعون إني كنت مع أبي عبيدة وإن الطاعون قد وقع بالشام وإن عمر كتب إليه إذا أتاك كتابي هذا فإني أعزم عليك إن أتاك مصبحا لا تمسي حتى تركب وإن أتاك ممسيا لا تصبح حتى تركب إلي فقد عرضت لي إليك حاجة لا غنى لي عنك فيها فلما قرأ أبو عبيدة الكتاب قال إن أمير المؤمنين أراد أن يستبقي من ليس بباق فكتب إليه أبو عبيدة إني في جند من المسلمين إني فررت من المناة والسر لن أرغب بنفسي عنهم وقد عرفنا حاجة أمير المؤمنين فحللني من عزمتك فلما جاء عمر الكتاب بكى فقيل له توفي أبو عبيدة قال لا وكان قد كتب إليه عمر إن الأردن أرض عمقة وإن الجابية أرض نزهة فانهض بالمسلمين إلى الجابية فقال لي أبو عبيدة انطلق فبوئ المسلمين منازلهم فقلت لا أستطيع قال فذهب ليركب وقال لي رحل الناس قال فأخذه أخذة فطعن فمات وانكشف الطاعون۔

١٢٠٣۔ قالوا فهذا عمر رضي الله عنه قد أمر الناس أن يخرجوا من الطاعون ووافقه على ذلك أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وروى عبد الرحمن بن عوف عن النبي صلى الله عليه وسلم ما يوافق ما ذهب إليه من ذلك۔

١٢٠٤۔ وقد روي عن غير عبد الرحمن بن عوف عن النبي صلى الله عليه وسلم في مثل هذا ما روى عبد الرحمن۔

١٢٠٥۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا مسدد

پہنچی جس طرح آل فلاں کو پہنچی ہے عنقریب میں تم سے بیان کروں گا کہ وبا کی صورت میں انسان کو کیا کرنا چاہیے۔ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو شام میں وبا پھیل گئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر یہ خط تمہارے پاس صبح کے وقت پہنچے تو شام سے پہلے سوار ہو جانا اور اگر وہ شام کو پہنچے تو صبح سے پہلے سوار ہو کر میرے پاس آ جانا مجھے تم سے ایک کام ہے کہ اس کے لیے میں تم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مکتوب گرامی پڑھا تو فرمایا حضرت امیر المومنین چاہتے ہیں کہ جو لوگ باقی رہنے والے نہیں ہیں ان کو باقی رکھیں چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ میں مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ ہوں میں آزمائش اور موہوم (پوشیدہ) بات سے بھاگوں میں اپنے آپ کو ان سے ہرگز دور نہیں کروں گا مجھے امیر المومنین کی حاجت کا علم ہو چکا ہے لہذا اپنے عزم کو مجھ پر دائم کر دیجئے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط ملا تو آپ رو پڑے پوچھا گیا کیا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا؟ فرمایا نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا تھا کہ سرزمین اردن گہری زمین ہے اور مقام جابیہ عمدہ زمین ہے لہذا مسلمانوں کو جابیہ میں لے جاؤ تو حضرت ابو عبیدہ نے مجھ سے فرمایا جاؤ اور مسلمانوں کو ان کے ٹھکانوں میں متعین کر دو فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا فرماتے ہیں پھر وہ سوار ہوتے چلے گئے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اسے طاعون نے پکڑ لیا ہے اور اسے شہادت نصیب ہوئی اور طاعون پھیل گیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے لوگوں کو طاعون (والی) جگہ سے نکلنے کا حکم دیا اور تمام صحابہ کرام نے ان کی موافقت کی نیز حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے موافق روایت کیا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کے علاوہ حضرات نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا جو حضرت عبدالرحمن نے روایت کیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

قال ثنا يحيى عن هشام عن يحيى بن ابي كثير عن
حضرمي عن سعيد بن المسيب عن سعد بن ابي
وقاص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول اذا كان الطاعون بارض وانتم بها فلا تفروا
منها واذا كان بارض فلا تهبطوا عليها۔

کہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کسی علاقے میں طاعون ہو اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ جاؤ اور جب کسی دوسری جگہ ہو تو وہاں نہ اترو۔

۱۲۰۶۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا حبان قال ثنا همام قال ثنا يحيى ان الحضرمي بن لاحق حدثه ان سعيد بن المسيب حدثه عن سعد بن ابي وقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل مروی ہے۔

۱۲۰۷۔ **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن عامر بن سعد بن ابي وقاص عن اسامة بن زيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ان هذا الوجع والسقم رجز عذب به بعض هذه الامم قبلكم ثم بقي في الارض فيذهب المرة ويأتي الاخرى فمن سمع بها في ارض فلا يقدمن عليه ومن وقع بارض وهو بها فلا يخرجه الفرار منه۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ درد اور بیماری ایک عذاب ہے جس کے ساتھ تم سے پہلے بعض امتوں کو عذاب دیا گیا پھر جو آدمی کسی علاقے میں اس کے بارے میں سنے تو وہاں ہرگز نہ جائے اور جو شخص کسی جگہ ہو اور وہاں یہ بیماری ہو تو بھاگنے کی خاطر وہاں سے نہ نکلے۔

۱۲۰۸۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن حبيب بن ابي ثابت عن ابراهيم بن سعد قال سمعت اسامة بن زيد يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان هذا الطاعون رجز وعذاب عذب به قوم فاذا كان بارض فلا تهبطوا عليه واذا وقع وانتم بارض فلا تخرجوا عنه۔

حضرت ابراہیم بن سعد سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ طاعون ایک عذاب ہے اس کے ساتھ ایک قوم کو عذاب دیا گیا پس جب یہ کسی علاقے میں ہو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی علاقے میں یہ پھیلے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

۱۲۰۹۔ **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث عن ابي النضر عن عامر بن سعد بن ابي وقاص انه سمع اباه يسأل اسامة بن زيد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الطاعون قال نعم قال كيف سمعته قال سمعته يقول هو رجز سلطه الله على بني اسرائيل او على قوم فاذا سمعتم

حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کا ذکر سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں پوچھا کیا سنا ہے فرمایا میں نے سنا آپ نے فرمایا یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر یا (فرمایا) کسی قوم پر مسلط کیا جب تم سنو کہ کسی

بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِنْ وَقَعَ وَأَنْتُمْ بِأَرْضٍ فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ۔

۱۲۱۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَأَبِي النَّضْرِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

۱۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذُكِرَ الطَّاعُونُ عِنْدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ وَقَدْ بَقِيَتْ مِنْهُ بَقَايَا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ وَزَادَ قَالَ لِي مُحَمَّدٌ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ لِي هٰكَذَا حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ۔

۱۲۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا وَقَعَ الطَّاعُونُ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا كُنْتُمْ بِغَيْرِهَا فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهَا۔

۱۲۱۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ شُرَحْبِيلَ ابْنَ حَسَنَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ الطَّاعُونَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَقَالَ عَمْرٌو تَفَرَّقُوا عَنْهُ فَإِنَّهُ رِجْزٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ شُرَحْبِيلَ بْنَ حَسَنَةَ فَقَالَ قَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّهَا رَحْمَةُ رَبِّكُمْ وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ وَمَوْتُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ فَاجْتَمِعُوا لَهُ وَلَا تَفَرَّقُوا عَلَيْهِ فَقَالَ عَمْرٌو صَدَقَ قَالُوا فَقَدْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

علاقے میں یہ پھیلا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ یہ واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگنے کی خاطر وہاں سے نہ نکلو۔

حضرت مالک حضرت ابن منکدر اور ابوالنضر سے روایت کرتے ہوئے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے سامنے طاعون کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ ناپاکی یا عذاب ہے جو ایک گروہ کو دیا گیا اور کچھ حصہ باقی ہے پھر حضرت یونس کی روایت (روایت ۱۲۰۹) کی مثل روایت کیا اور یہ اضافہ کیا وہ فرماتے ہیں مجھ سے محمد نے کہا تو میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ عامر بن سعد نے مجھ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی اپنے والد یا اپنے چچا سے اور اپنے دادا (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر فرمایا جب کسی علاقے میں طاعون پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور اگر دوسری جگہ ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

حضرت یزید بن خمیر فرماتے ہیں میں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ سے سنا وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شام کے علاقے میں طاعون پھیل گیا تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہاں سے ادھر ادھر ہو جاؤ حضرت شرحبیل بن حسنہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اختیار کی اور آپ سے سنا آپ نے فرمایا یہ تمہارے رب کی رحمت، تمہارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے کے نیکوکار لوگوں کی موت ہے لہٰذا اس کے لیے جمع رہو متفرق نہ ہو جاؤ تو حضرت عمرو نے فرمایا انہوں نے سچ کہا ہے ـــــ یہ حضرات فرماتے ہیں ان روایات کے مطابق

... الآثار أن لا يقدم على الطاعون وذلك ... قيل لهم ما في هذا دليل على ما ذكرتم ... أمره بترك القدوم للخوف منه لأنه لو كان ... لكان يطلق لأهل الموضع الذي وقع فيه أيضا الخروج منه لأن الخوف عليهم منه كالخوف على غيرهم فلما منع أهل الموضع الذي وقع فيه الطاعون من الخروج منه ثبت أن المعنى الذي من أجله منعهم من القدوم غير المعنى الذي ذهبتم إليه فإن قال قائل فما معنى ذلك المعنى قيل له هو عندنا والله أعلم على أن لا يقدم عليه رجل فيصيبه بتقدير الله عز وجل عليه أن يصيبه فيقول لولا أني قدمت هذه الأرض ما أصابني هذا الوجع ولعله لو أقام في الموضع الذي خرج منه لأصابه فأمر أن لا يقدمها خوفا من هذا القول وكذلك فأمر أن لا يخرج من الأرض التي نزل بها لئلا يسلم فيقول لو أقمت في تلك الأرض لأصابني ما أصاب أهلها ولعله لو كان أقام بها ما أصابه من ذلك شيء فأمر بترك القدوم على الطاعون للمعنى الذي وصفنا وبترك الخروج عنه للمعنى الذي ذكرنا وكذلك ما روينا عنه في أول هذا الباب من قوله لا يورد ممرض على مصح فيصيب المصح ذلك المرض فيقول الذي أورده عليه لو أني لم أورده عليه لم يصبه من هذا المرض شيء ولعله لو لم يورده أيضا لأصابه كما أصابه لما أورده فأمر بترك إيراده وهو صحيح على ما هو مريض لهذه العلة التي لا يؤمن على الناس وقوعها في قلوبهم وقولهم مما ذكرنا بألسنتهم۔

١٢١٤- وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفي الإعداء ما حدثنا محمد بن خزيمة قال

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طاعون کی طرف نہ جائیں اور یہ اسی کے خوف کی وجہ سے ہے ۔ ان حضرات کو جواب دیا جائے گا کہ تمہاری ذکر کردہ بات پر اس میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اگر اس سے خوف کے باعث وہاں نہ جانے کا حکم ہوتا تو آپ وہاں کے باشندوں کو بھی وہاں سے نکلنے کا حکم فرماتے کیونکہ ان پر بھی اسی طرح خوف ہوتا ہے جس طرح دوسروں پر ہوتا ہے تو جب طاعون کے مقام سے وہاں کے باشندوں کو نکلنے سے منع کیا گیا تو ثابت ہوا کہ وہاں جانے کی ممانعت کا سبب تمہارے مسلک کے خلاف ہے اگر کوئی کہے کہ اس کا کیا سبب ہے؟ تو اسے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ وہاں اس لیے نہ جائے کہ ہو سکتا ہے تقدیر خداوندی سے اسے یہ بیماری پہنچ جائے تو وہ کہے کہ اگر میں اس زمین میں نہ آتا تو مجھے یہ تکلیف نہ پہنچتی اور ممکن ہے اگر وہ اسی جگہ ٹھہرا رہتا جہاں سے وہ نکلا ہے تو بھی اسے یہ بیماری پہنچ جاتی تو اس بات کے ڈر سے وہاں جانے سے منع فرمایا اسی طرح حکم دیا کہ جہاں یہ بیماری پھیلی ہے وہاں سے نہ نکلے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ محفوظ رہے اور کہے کہ اگر میں وہاں ہی ٹھہرا رہتا ہے تو مجھے بھی وہ بیمار لگ جاتی جو وہاں کے رہنے والوں کو پہنچی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں ٹھہرنے کی صورت میں بھی اسے یہ بیماری نہ پہنچتی تو اس معنی کی وجہ سے جو ہم نے بیان کیا طاعون والی جگہ جانے سے منع فرمایا اور اسی مذکورہ سبب سے وہاں سے نکلنے سے بھی منع فرمایا اسی طرح جو کچھ ہم نے اس باب کے شروع میں روایت کیا کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لے جایا جائے پس صحت مند آدمی کو یہ بیماری لگ جائے تو لانے والا کہے اگر میں اسے یہاں نہ لاتا تو اسے یہ بیماری نہ پہنچتی اور ہو سکتا ہے وہ اسے نہ لاتا تو بھی اسے یہ بیماری لگ جاتی جس طرح لانے کی صورت میں لگی ہے تو صحیح آدمی کو بیمار کے پاس لانے سے اس وجہ سے منع فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں اس بات کے پیدا ہونے اور زبانوں پر جاری ہونے کا ڈر ہوتا ہے ۔

بیماری کے متعدی ہونے کی نفی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت خضری فرماتے ہیں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ

قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى عن هشام عن يحيى بن أبي كثير عن حضرمي أن سعيد بن المسيب قال سألت سعيدا عن الطيرة فانتهرني وقال من حدثك فكرهت أن أحدثه فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا عدوى ولا طيرة۔

عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے بدفالی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا تم سے کس نے بیان کیا ہے میں نے ان سے بیان کرنا پسند نہ کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا نہ بیماری کا (درست) تعدیہ ہے اور نہ بدفالی (کی کوئی حقیقت) ہے۔

۱۲۱۵۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا حبان قال ثنا أبان قال ثنا يحيى فذكر بإسناده مثله وزاد ولا هامة۔

حضرت ابان فرماتے ہیں ہم سے حضرت یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا نہ اُلّو (کی وجہ سے نحوست) ہے۔

۱۲۱۶۔ حدثنا فهد قال ثنا عثمان بن أبي شيبة ح وحدثنا ابن أبي داود قال ثنا محمد بن عبد الله بن نمير قالا ثنا أبو الوليد بن عقبة الشيباني قال ثنا حمزة الزيات عن حبيب بن أبي ثابت عن ثعلبة بن يزيد الحماني عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يعدي سقيم صحيحا۔

حضرت ثعلبہ بن یزید حمانی، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار آدمی، تندرست کو بیمار نہیں بناتا۔

۱۲۱۷۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا أبو الأحوص عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طيرة ولا هامة ولا عدوى فقال رجل تطرح الشاة الجرباء في الغنم فتجرب بهن قال النبي صلى الله عليه وسلم أو ابن عباس فالأولى من أجربها۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بدفالی ہے نہ اُلّو کی وجہ سے نحوست ہے اور نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک خارشی بکری کو ریوڑ میں چھوڑا جاتا ہے تو ان کو بھی خارش لگ جاتی ہے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پہلی بکری کو کس نے خارش لگائی ہے۔

۱۲۱۸۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا المقدمي قال ثنا أبو عوانة عن سماك فذكر بإسناده مثله غير أنه لم يشك في شيء منه وذكره كله عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

حضرت ابو عوانہ، حضرت سماک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے اس میں کچھ بھی شک نہ کیا اور ان سب باتوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا۔

۱۲۱۹۔ حدثنا أبو أمية قال ثنا شريح بن النعمان قال ثنا هشيم عن ابن شبرمة عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى فقال رجل يا رسول الله إن النقبة من الجرب تكون بجنب البعير

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیماری متعدی نہیں ہوتی تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک اونٹ کے پہلو میں تھوڑی سی خارش ہوتی ہے پھر اس سے تمام اونٹوں کو خارش لگ جاتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی

فَيَشْمَلُ ذٰلِكَ الْإِبِلَ كُلَّهَا جَرَبًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ دَابَّةٍ فَكَتَبَ أَجَلَهَا وَرِزْقَهَا وَأَثَرَهَا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کو پیدا کیا اور اس کی مدت، رزق اور اس کا اثر لکھ دیا ہے۔

۱۲۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا قَبِيْصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوزرعہ ایک شخص سے وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاؤُدَ قَالَ ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْكِرْمَانِيُّ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوزرعہ ایک صحابی سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوزرعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ وَيُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا عَدْوٰى۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیماری متعدی نہیں ہوتی۔

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت شعبہ، حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۷ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ وَلَا هَامَةَ وَلَا غُولَ وَلَا صَفَرَ قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَسَافَرْتُ إِلَى الْكُوفَةِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَنْتَقِصُ لَا عَدْوَى لَا يَذْكُرُهَا فَقُلْتُ وَلَا عَدْوَى فَقَالَ أَبَيْتُ -

حضرت ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے یہ اضافہ کیا آپ نے فرمایا نہ کھوپڑی یا الو کی نحوست ہے نہ غول اور ماہ صفر کی نحوست[1] ہے نہ حضرت ابو صالح فرماتے ہیں میں نے کوفہ کی طرف سفر کیا پھر واپس آیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیماری کے متعدی ہونے والی بات کو کم کر دیا وہ اس کا ذکر نہیں کرتے تھے میں نے کہا اور بیماری بھی متعدی نہیں ہوتی تو انہوں نے فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔

۱۲۲۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ -

حضرت ابو سلمہ وغیرہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیماری متعدی نہیں ہوتی ایک دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان اونٹوں کا کیا حال ہے جو ریت میں ہرن کی طرح (صاف چمڑے والے) ہوتے ہیں پھر ایک خارشی اونٹ آ کر ان کو بھی خارشی بنا دیتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اونٹ کو کس نے خارشی بنایا (یعنی جس ذات نے پہلے کو خارش لگائی اسی نے ان کو بھی لگائی ہے)

۱۲۲۹ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

حضرت ابو سلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۳۰ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَعْرُوفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى -

حضرت علی بن رباح لخمی سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیماری متعدی نہیں ہوتی۔

۱۲۳۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ

حضرت زہری فرماتے ہیں مجھے عمر کے بھانجے حضرت

---

[1] الو ایک پرندہ ہے اس سے بدشگونی کی جاتی تھی غول کے بارے میں عربوں کا خیال تھا کہ یہ جانور لوگوں کے سامنے اکر اچانک وبا پیتا ہے اسی طرح سفر کے مہینے کو بھی بیماری اور نحوست کا مہینہ سمجھتے تھے حضور علیہ السلام نے ان کے اس باطل خیال کا رد فرمایا (۱۲ ہزاروی)

ثنا شعيب عن الزهري قال اخبرني السائب بن يزيد ابن اخت نمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اسی کی مثل کی خبر دی۔

۱۲۳۲- حدثنا ابن ابي داؤد قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى قال ثنا هشام وسعيد عن قتادة عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۳۳- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن علقمة بن مرثد قال سمعت ابا الربيع يحدث عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع في امتي من امر الجاهلية لن يدعهن الناس الطعن في الانساب والنياحة ومطرنا بنوء كذا وكذا والعدوى يكون البعير في الابل فيجرب يقول من اعدى الاول۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میری امت میں چار باتیں جاہلیت کے امور سے ہیں ان کو لوگ ہرگز نہیں چھوڑیں گے نسب میں طعن کرنا، پیٹنا، یہ کہنا کہ ہمیں فلاں ستارے کی بدولت بارش ملی ہے اور بیماری کا متعدی ہونا اونٹوں میں سے ایک خارشی اونٹ دوسروں کو خارشی بنا دیتا ہے تو آپ نے فرمایا پہلے اونٹ کو یہ خارش کہاں سے لگی ہے۔

۱۲۳۴- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو حذيفة قال ثنا سفيان عن علقمة فذكر باسناده مثله۔

حضرت سفیان، حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۳۵- حدثنا فهد قال ثنا ابو سعيد الاشج قال ثنا ابو اسامة قال ثنا عبد الرحمن ابن يزيد بن جابر عن القاسم عن ابي امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى وقال فمن اعدى الاول۔

حضرت ابوامامہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیماری متعدی نہیں ہوتی اور فرمایا پہلے کو بیماری کس سے لگی ہے!۔

۱۲۳۶- حدثنا فهد قال ثنا ابو بكر بن ابي شيبة قال ثنا يونس بن محمد عن مفضل بن فضالة عن حبيب بن الشهيد عن محمد بن المنكدر عن جابر قال اخذ النبي صلى الله عليه وسلم بيد مجذوم فوضعها في القصعة وقال بسم الله ثقة بالله وتوكلا على الله۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے پیالے میں رکھا فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام سے اللہ تعالیٰ پر یقین کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے (کھاؤ)

۱۲۳۷- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا محمد بن عبد الله الانصاري قال ثنا اسمعيل بن مسلم عن ابي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۳۸- حدثنا علي بن زيد قال ثنا موسى بن داؤد

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم

قال ثنا يعقوب بن حميد قال ثنا ابراهيم عن يحيى بن سعيد عن ابن مسلم الخير لا أدري عن أبي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل مع صاحب البلاء تواضعا لربك وايمانا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کے لیے عاجزی کرتے ہوئے اور اس پر ایمان لاتے ہوئے مصیبت والے کے ساتھ کھاؤ۔

فَقَدْ نَفَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَدْوٰى فِي هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا وَقَدْ قَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ أَيْ لَوْ كَانَ إِنَّمَا أَصَابَ الثَّانِيَ لِمَا أَعْدَاهُ الْأَوَّلُ إِذًا لَمَا أَصَابَ الْأَوَّلَ شَيْءٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مَا يُعْدِيهِ وَلٰكِنَّهُ لَمَّا كَانَ مَا أَصَابَ الْأَوَّلَ إِنَّمَا كَانَ بِقَدَرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ مَا أَصَابَ الثَّانِيَ كَذٰلِكَ۔

تو ان مذکورہ روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے متعدی ہونے کی نفی فرمائی اور آپ نے فرمایا کہ پہلے (مریض) کو کس نے بیمار لگائی ہے یعنی اگر دوسرے کو پہلے سے لگی ہے تو پہلے کو کوئی بیماری نہیں لگنی چاہیے کیونکہ وہ متعدی ہونے والی کوئی چیز نہ تھی لیکن جب پہلے کو پہنچنے والی مصیبت تقدیر الٰہی سے پہنچی ہے تو دوسرے کو بھی اسی طرح پہنچی ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَنَجْعَلُ هٰذَا مُضَادًّا لِقَوْلِهِ لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ كَمَا جَعَلَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ يُجْعَلُ قَوْلُهُ لَا عَدْوٰى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْيَ الْعَدْوٰى أَنْ يَكُونَ أَبَدًا وَيُجْعَلُ قَوْلُهُ لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ عَلَى الْخَوْفِ مِنْهُ أَنْ يُورَدَ عَلَيْهِ فَيُصِيبَهُ بِقَدَرِ اللّٰهِ مَا أَصَابَ الْأَوَّلَ فَيَقُولُ النَّاسُ أَعْدَاهُ الْأَوَّلُ فَكَرِهَ إِيرَادَ الْمُصِحِّ عَلَى الْمُمْرِضِ خَوْفَ هٰذَا الْقَوْلِ وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَيْضًا وَضْعَهُ يَدَ الْمَجْذُومِ فِي الْقَصْعَةِ فَدَلَّ فِعْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا عَلَى نَفْيِ الْإِعْدَاءِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ الْإِعْدَاءُ مِمَّا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ إِذًا لَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُخَافُ ذٰلِكَ مِنْهُ لِأَنَّ فِي ذٰلِكَ جَرَّ التَّلَفِ إِلَيْهِ وَقَدْ نَهَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ وَمَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَدَفٍ مَائِلٍ فَأَسْرَعَ فَإِذَا كَانَ يُسْرِعُ مِنَ الْهَدَفِ الْمَائِلِ مَخَافَةَ الْمَوْتِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِ أَنْ يَفْعَلَ

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ روایات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان روایات کے خلاف ہیں جن میں آپ نے فرمایا کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے جس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے اس کے مخالف ٹھہرایا ـــ تو میں (امام طحاوی) کہتا ہوں ایسا نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدی کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نفی فرمائی ہے اور آپ کا ارشاد گرامی کہ بیمار کو صحیح آدمی کے پاس نہ لایا جائے اس خوف کی بنیاد پر ہے کہ اگر اسے وہاں لایا جائے اور اسے تقدیر خداوندی سے وہ بیماری لاحق ہو جائے جو پہلے کو لگی ہوئی ہے تو لوگ کہیں گے اسے پہلے (بیمار) سے لگی ہے تو آپ نے اس خوف سے بیمار کو تندرست کے پاس لانے سے منع فرمایا اور ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان روایات میں یہ بات بھی روایت کی ہے کہ آپ نے کوڑھی کے ہاتھ کو پیالے میں ڈالا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی بیماری کے متجاوز ہونے کی نفی کرتا ہے اس لیے اگر بیماری کا متعدی ہونا ممکن ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ڈرتے ہوئے ایسا نہ کرتے کیونکہ اس میں ہلاکت کو اپنی طرف کھینچنا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ارشاد خداوندی ہے "اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو" ـــ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھکی ہوئی عمارت کے پاس سے گزرے تو تیزی سے گزر گئے

مَا يَخَافُونَ مِنْهُ الْإِعْدَاءَ وَقَدْ ذَكَرْتُ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا مَعْنَى مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُوْنِ فِي نَهْيِهِ عَنِ الْهُبُوْطِ عَلَيْهِ وَفِي نَهْيِهِ عَنِ الْخُرُوْجِ مِنْهُ وَأَنَّ نَهْيَهُ عَنِ الْهُبُوْطِ عَلَيْهِ خَوْفَ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ سَبَقَ فِي عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُمْ إِذَا هَبَطُوْا عَلَيْهِ أَصَابَهُمْ فَيَهْبِطُوْنَ فَيُصِيْبُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَصَابَنَا لِأَنَّا هَبَطْنَا عَلَيْهِ وَلَوْلَا أَنَّا هَبَطْنَا عَلَيْهِ لَمَا أَصَابَنَا وَأَنَّ نَهْيَهُ عَنِ الْخُرُوْجِ مِنْهُ لِئَلَّا يَخْرُجَ فَيَسْلَمَ فَيَقُوْلَ سَلِمْتُ لِأَنِّي خَرَجْتُ وَلَوْلَا أَنِّي خَرَجْتُ لَمْ أَسْلَمْ **فَلَمَّا** كَانَ النَّهْيُ عَنِ الْخُرُوْجِ عَنِ الطَّاعُوْنِ وَعَنِ الْهُبُوْطِ عَلَيْهِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ وَهُوَ الطِّيَرَةُ لَا الْإِعْدَاءُ كَانَ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ لَا يُوْرِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ هُوَ الطِّيَرَةُ أَيْضًا لَا الْإِعْدَاءُ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا كُلِّهَا عَنِ الْأَسْبَابِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا يَتَطَيَّرُوْنَ۔

وَفِي حَدِيْثِ أُسَامَةَ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَهُوَ بِهَا فَلَا يُخْرِجْهُ الْفِرَارُ مِنْهُ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا لَا عَلَى الْفِرَارِ مِنْهُ۔

۱۲۳۹۔ **وَقَدْ** دَلَّ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدٍ لَنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا

تو جب آپ جھکی ہوئی حالت سے موت کے خوف سے تیزی کے ساتھ گزرتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ آپ ایسا عمل کریں جس سے بیماری لگنے کا خطرہ ہو اور اس سے پہلے روایات کے ضمن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کا مفہوم بیان کر دیا ہے جس میں آپ نے طاعون والے مقام میں جانے سے منع فرمایا اور اس مقام سے نکلنے سے بھی منع فرمایا آپ کا وہاں جانے سے روکنا اس خوف سے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے بات موجود ہو کہ جب یہ لوگ وہاں اتریں گے تو انہیں طاعون کی بیماری لگ جائے گی پس وہ اتریں اور انہیں یہ بیماری لگ جائے تو وہ کہیں کہ چونکہ ہم یہاں اترے ہیں اس لیے ہمیں یہ بیماری لگی ہے اگر وہاں نہ جاتے تو ہم طاعون میں مبتلا نہ ہوتے اور آپ کا وہاں سے نکلنے سے منع کرنا اس لیے تھا کہ ہو سکتا کہ وہ باہر جانے کی صورت میں محفوظ رہے اور کہے کہ میں اس لیے بچ گیا کہ باہر آ گیا تھا اگر میں وہاں سے نہ نکلتا تو نہ بچتا ــــ تو جب طاعون (والے مقام) سے نکلنے اور وہاں جانے سے ممانعت کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ بدفالی ہے بیماری کا متعدی ہونا نہیں تو آپ کے ارشاد گرامی کہ بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے، کو بھی بدفالی پر محمول کیا جائے گا بیماری کے متعدی ہونے پر نہیں تو ان تمام روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اسباب سے منع فرمایا جن کی بنیاد پر وہ بدفالی لیتے تھے ــ

اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت جسے ہم نے نقل کیا ہے کہ جب یہ بیماری کسی جگہ پھیلے اور آدمی وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگنے کی خاطر وہاں سے نہ نکلے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر فرار مقصود نہ ہو تو نکلنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس بات پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ بارگاہ نبوی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو انہیں بخار ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ہمارے اونٹوں کی طرف جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو اچھا ہے)، چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور تندرست ہو گئے۔

فَفَعَلُوْا وَصَحُّوْا ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

پھر انہوں نے آگے حدیث ذکر کی۔

۱۲۴۰- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مَرْضٰى مِنْ حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَأَسْلَمُوْا وَبَايَعُوْهُ وَقَدْ وَقَعَ الْمُوْمُ وَهُوَ الْبِرْسَامُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْوَجَعُ قَدْ وَقَعَ فَلَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَخَرَجْنَا إِلَى الْإِبِلِ فَكُنَّا فِيْهَا قَالَ نَعَمْ اخْرُجُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے بیمار افراد حاضر ہوئے وہ اسلام لائے اور بیعت کی اور برسام کی بیماری پھیل گئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیماری پھیل گئی ہے اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اونٹوں کی طرف جائیں اور وہاں ٹھہریں آپ نے فرمایا ہاں جاؤ اور وہاں ٹھہرو۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالْخُرُوْجِ إِلَى الْإِبِلِ وَقَدْ وَقَعَ الْوَبَاءُ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ عَلٰى أَنْ يَكُوْنَ خُرُوْجُهُمْ لِلْعِلَاجِ لَا لِلْفِرَارِ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْخُرُوْجَ مِنَ الْأَرْضِ الَّتِيْ وَقَعَ بِهَا الطَّاعُوْنُ مَكْرُوْهٌ لِلْفِرَارِ مِنْهُ وَمُبَاحٌ لِغَيْرِ الْفِرَارِ وَعَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ رَجَعَ عُمَرُ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ لَا عَلٰى أَنَّهُ فَارٌّ مِمَّا قَدْ نَزَلَ بِهِمْ.

تو اس حدیث میں یہ بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اونٹوں کی طرف جانے کی اجازت دی حالانکہ مدینہ طیبہ میں وبا پھیل گئی تھی تو ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نکلنا علاج کے لیے تھا، بھاگنے کے لیے نہیں واللہ اعلم۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ جس جگہ طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں سے بھاگنے کی نیت سے نکلنا مکروہ ہے اور بھاگنا مقصد نہ ہو تو جائز ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب صحابہ کرام کے ہمراہ مقام سرغ سے واپس تشریف لے گئے تو ان کا مقصد بھی اس بیماری سے بھاگنا نہ تھا جو وہاں پھیلی تھی۔

۱۲۴۱- وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ إِنَّ النَّاسَ يَنْحَلُوْنَ ثَلَاثَ خِصَالٍ وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْهُنَّ زَعَمُوْا أَنِّيْ فَرَرْتُ مِنَ الطَّاعُوْنِ وَأَنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ أَحْلَلْتُ لَهُمُ الطِّلَاءَ وَهُوَ الْخَمْرُ وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَنِّيْ أَحْلَلْتُ لَهُمُ الْمَكْسَ وَهُوَ النَّجْسُ وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ

اس کی دلیل یہ ہے حضرت زید بن اسلم، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! لوگوں کے تین خیال ہیں اور میں ان سے بیزار ہوں ان کا خیال ہے کہ میں طاعون سے بھاگا اور میں اس بات سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں (ان کا خیال ہے کہ) میں نے ان کے لیے طلاء (شراب) کو حلال کیا میں اس بات سے بھی تیری بارگاہ میں اظہار برأت کرتا ہوں اور یہ کہ میں نے ان کے لیے ٹیکس سے کچھ زائد لینا حلال قرار دیا تو میں تیری بارگاہ میں اس بات سے بھی برأت کا اعلان کرتا ہوں۔

فَهٰذَا عُمَرُ يَتَبَرَّأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَكُوْنَ فَرَّ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ رُجُوْعَهُ كَانَ لِأَمْرٍ آخَرَ غَيْرِ الْفِرَارِ وَكَذٰلِكَ مَا أَرَادَ بِكِتَابِهِ

تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو اس بات سے برأت کا اظہار فرما رہے ہیں کہ انہوں نے طاعون سے فرار اختیار کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ آپ کا واپس لوٹنا فرار کے علاوہ کسی اور

... إلى أبي عبيدة أن اخرج هو ومن معه من جند المسلمين إنما هو لنتن هذه الجابية وعمق الأردن

فقد بين أبو موسى الأشعري في حديث شعبة ما هو وهو أن يخرج منه خارج فكره في الطاعون ...

يقول سلمت لأني خرجت أو يهبط عليه فيصيبه فيقول أصابني لأني هبطت وقد أباح أبو موسى مع ذلك للناس أن يتنزهوا عنه إن أحبوا فدل ما ذكرناه على التفسير الذي وصفنا لمعنى هذه الآثار عندنا والله أعلم وأما الطيرة فقد رفعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وجاءت الآثار بذلك مجيئا متواترا۔

١٢٤٢ - حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب ابن جرير وروح قالا ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل عن عيسى رجل من بني أسد عن زر عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الطيرة من الشرك وما منا إلا ولكن الله يذهبه بالتوكل۔

١٢٤٣ - حدثنا أبو أمية قال حدثنا شريح قال ثنا هشيم عن ابن شبرمة عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا طيرة۔

١٢٤٤ - حدثنا أبو أمية قال ثنا قبيصة عن سفيان عن عمارة بن القعقاع عن أبي زرعة عن رجل عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

١٢٤٥ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني مالك ويونس عن ابن شهاب عن حمزة وسالم ابني عبد الله بن عمر عن ابن عمر عن رسول الله صلى

بات کے پیشِ نظر تھا اسی طرح آپ نے جو کچھ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ بھی اور ان کے ساتھ جو مسلمانوں کا لشکر ہے سب وہاں سے نکل جائیں تو وہ مقام جابیہ کے بدبودار ہونے اور اردن کے گہرائی نما ہونے کی وجہ سے تھا ــــ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں واضح کر دیا کہ طاعون کے سلسلے میں مکروہ بات کیا ہے وہ یہ کہ کوئی نکلنے والا وہاں سے نکلے اور بچ جائے تو کہے کہ میں اس لیے بچ گیا کہ وہاں سے نکل آیا تھا یا کوئی شخص وہاں جائے اور اسے بیماری پہنچے تو وہ کہے کہ چونکہ میں یہاں آیا ہوں اس لیے مجھے یہ بیماری لگی ہے ــــ اس کے باوجود حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس بات کی اجازت دی کہ اگر وہ چاہیں تو اس سے بچیں تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ اسی وضاحت کی دلیل ہے جو ہم نے بیان کی ہے ہمارے نزدیک روایات کا مفہوم یہی ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جہاں تک بدفالی کا تعلق ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دُور کر دیا اور اس سلسلے میں متواتر روایات آئی ہیں۔

حضرت زر، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدفالی شرک ہے اور ہم میں سے کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ساتھ لے جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدفالی کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابو زرعہ ایک شخص سے وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے دو صاحبزادے حضرت حمزہ اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

۱۲۴۶- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا ابن ابی مریم قال ثنا ابن ابی الزناد قال حدثنی علقمۃ بن ابی علقمۃ عن امہ عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبغض الطیرۃ ویکرھھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پرندوں سے فال لینے کو ناپسند کرتے اور مکروہ سمجھتے تھے۔

۱۲۴۷- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا مسدد قال ثنا یحیی قال ثنا ہشام و شعبۃ عن قتادۃ عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا طیرۃ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا پرندوں سے فال لینے کی کوئی حیثیت نہیں۔

۱۲۴۸- حدثنا علی بن معبد قال ثنا یعقوب بن ابراہیم قال ثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب قال اخبرنی ابو سلمۃ وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

حضرت ابوسلمہ وغیرہ رضی اللہ عنہم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۴۹- حدثنا یونس قال ثنا ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

حضرت ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۵۰- حدثنا یونس قال ثنا ابن وھب قال اخبرنی معروف بن سوید عن علی بن رباح اللخمی قال سمعت اباہریرۃ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

حضرت علی بن رباح لخمی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۵۱- حدثنا عبداللہ بن محمد بن خشیش قال ثنا مسلم قال ثنا ہشام عن قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۵۲- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا سعید بن عامر عن شعبۃ عن قتادۃ فذکر باسنادہ مثلہ۔

حضرت شعبہ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

۱۲۵۳- حدثنا فہد قال ثنا ابو سعید الاشج قال ثنا ابو اسامۃ قال حدثنی عبدالرحمن بن یزید عن القاسم عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

حضرت قاسم، حضرت ابوامامہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۵۴- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا الحمانی قال

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ثنا مروان بن معاوية بن الحارث قال حدثنا ابن المبارك عن عوف عن حيان بن قطن عن قبيصة بن المخارق قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول العيافة والطيرة والطرق من الجبت فلما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الطيرة وأخبر أنها من الشرك نهى الناس عن الأسباب التي يكون عنها الطيرة مما ذكر في هذا الباب۔

فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے فال کے لیے پرندوں کو اڑانا اور جادو منتر کے لیے کنکریاں پھینکنا بت پرستی ہے۔

تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پرندوں سے فال لینے سے منع فرمایا اور بتایا کہ یہ شرک سے ہے تو لوگوں کو بدفالی کے اسباب سے بھی منع فرمایا جس کا اس باب میں ذکر ہو چکا ہے۔

فإن

قال قائل فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم الشؤم في ثلاث قيل له قد روي ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم على ما ذكرت۔

اگر کوئی شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے تو اسے کہا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مروی ہے جس طرح تم نے کہا ہے۔

۱۲۵۵۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني يونس ومالك عن ابن شهاب عن حمزة وسالم ابني عبد الله بن عمر عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إنما الشؤم في ثلاثة في المرأة والفرس والدار۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین چیزوں عورت، گھوڑے اور گھر میں نحوست ہوتی ہے۔

۱۲۵۶۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا القعنبي قال ثنا مالك عن ابن شهاب فذكر بإسناده مثله۔

حضرت مالک، حضرت ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۵۷۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن ابن جريج عن ابن شهاب فذكر بإسناده مثله غير أنه لم يذكر حمزة۔

حضرت ابن جریج، حضرت ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے حضرت حمزہ (راوی) کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۵۸۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا أبو اليمان قال ثنا شعيب عن الزهري قال أخبرني سالم أن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فذكر مثله۔

حضرت سالم خبر دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۵۹۔ حدثنا يزيد قال ثنا ابن أبي مريم قال ثنا محمد بن جعفر قال أخبرني عتبة بن مسلم عن حمزة بن عبد الله بن عمر عن أبيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ اَيْضًا عَلٰى خِلَافِ هٰذَا

يَعْنِيْ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهٖ ؟ -

۱۲۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنِ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ سَاَلْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الطِّيَرَةِ فَانْتَهَرَنِيْ فَقَالَ مَنْ حَدَّثَكَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُحَدِّثَهٗ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَاِنْ كَانَتِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ -

حضرت ابن عمر اور ان کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کے خلاف مفہوم بھی مروی ہے۔

حضرت حضرمی فرماتے ہیں حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے بدفالی لینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ تم سے کس نے حدیث بیان کی میں نے بتانا پسند نہ کیا انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بدفالی نہیں ہے اگر کسی چیز میں بدفالی ہوتی تو عورت، مکان اور گھوڑے میں ہوتی۔

۱۲۶۱ - حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ ثَلٰثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ وَالْمَرْاَةِ -

حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو تین چیزوں یعنی گھوڑے رہائش گاہ اور عورت میں ہوتی۔

۱۲۶۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ -

حضرت ابو الزبیر سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل بیان کرتے تھے۔

۱۲۶۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَكَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَكُنْ يُثْبِتُهٗ وَاَمَّا النَّاسُ فَيُثْبِتُوْنَهٗ -

حضرت ابو حازم سے مروی ہے انہوں نے حضرت سہل بن سعد سے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل بیان کرتے ہیں حضرت ابو حازم فرماتے ہیں حضرت سہل بن سعد اس کو ثابت نہیں رکھتے تھے جب کہ دوسرے حضرات اسے ثابت رکھتے ہیں۔

۱۲۶۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا حَبَّانُ قَالَ ثَنَا اَبَانُ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ لَاحِقٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ حَدَّثَهٗ قَالَ سَاَلْتُ سَعْدًا عَنِ الطِّيَرَةِ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَاِنْ كَانَتِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ -

حضرت یحییٰ بن حضرمی، حضرت لاحق سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بدفالی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور اگر بدفالی کسی چیز میں ہوتی تو عورت مکان اور گھوڑے میں ہوتی۔

۱۲۶۵۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۶۶۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ ثَلٰثٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ۔

حضرت سہل بن سعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو تین چیزوں عورت، گھوڑے اور مکان میں ہوتی۔

۱۲۶۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اِبْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ

حضرت عطیہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری متعدی ہوتی ہے اور نہ بدفالی کی کوئی حیثیت ہے۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى غَيْرِ مَا فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا الْفَصْلِ وَذٰلِكَ اَنَّ سَعْدًا انْتَهَرَ سَعِيْدًا حِيْنَ ذَكَرَ لَهُ الطِّيَرَةَ وَاَخْبَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا طِيَرَةَ ثُمَّ قَالَ اِنْ يَكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ فَلَمْ يُخْبِرْ اَنَّهَا فِيْهِنَّ وَاِنَّمَا قَالَ اِنْ تَكُنْ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْهِنَّ اَيْ لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ لَكَانَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ فَاِذَا لَمْ تَكُنْ فِيْ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ فَلَيْسَتْ فِيْ شَيْءٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ كَانَ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ۔

اس حدیث میں وہ بات ہے جو پہلی فصل کے خلاف ہے وہ یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید کو جھڑک دیا جب انہوں نے بدفالی کا ذکر کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ آپ نے فرمایا بدفالی کوئی چیز نہیں پھر فرمایا اگر کسی چیز میں بدفالی ہوتی تو عورت، گھوڑے اور مکان میں ہوتی تو یہ نہیں بتایا کہ ان میں ہے بلکہ یوں فرمایا اگر کسی چیز میں ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی لیکن جب ان تینوں میں نہیں ہے تو کسی چیز میں نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں دوسرے الفاظ کے ساتھ کلام فرمایا۔

۱۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ قَالَ دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَاَخْبَرَاهَا اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت قتادہ حضرت ابوحسان سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں بنو عامر قبیلے کے دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عورت، مکان

عليه وسلم انه قال ان الطيرة في المرأة والدار والفرس فغضبت وطارت شقة منها في السماء وشقة في الارض فقالت والذي نزل القرآن على محمد ما قالها رسول الله صلى الله عليه وسلم قط انما قال اهل الجاهلية كانوا يتطيرون من ذلك فاخبرت عائشة ان ذلك القول كان من النبي صلى الله عليه وسلم حكاية عن اهل الجاهلية لانه عنده كذلك۔

باب ۳۰۶ التخيير بين الانبياء عليهم السلام

١٢٦٩۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو احمد قال ثنا سفيان عن المختار بن فلفل قال سمعت انسا يقول جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا خير البرية فقال ذلك ابراهيم عليه السلام۔

١٢٧٠۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى عن سفيان عن المختار بن فلفل عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

١٢٧١۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق وابراهيم بن محمد بن يونس قالا ثنا ابو حذيفة قال ثنا سفيان فذكر باسناده مثله۔

١٢٧٢۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا عبد الواحد بن زياد عن المختار بن فلفل عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

قال ابو جعفر

فذهب قوم الى انه لا باس بالتخيير بين الانبياء فيقال ان فلانا خير من فلان على ما جاء مما كان في كل واحد منهم

وخالفهم في ذلك آخرون فكرهوا التخيير بين الانبياء۔

اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے (یہ سن کر) آپ کو غصہ آیا اور آپ کا نصف حصہ آسمان کی طرف چلا گیا اور نصف حصہ زمین میں (پھر) فرمایا اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی یہ بات نہیں فرمائی آپ نے تو یوں فرمایا کہ دور جاہلیت کے لوگ ان سے بدفالی لیتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اہل جاہلیت سے بطور نقل تھا یہ نہیں کہ آپ کا اپنا نظریہ یہی تھا۔

باب ۳۰۶، انبیاء کرام کے درمیان ترجیح کا بیان

حضرت مختار بن فلفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے مخلوق میں سے بہتر! آپ نے فرمایا وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

حضرت یحییٰ حضرت سفیان سے وہ مختار بن فلفل سے وہ حضرت انس بن مالک سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو حذیفہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا ہے۔

حضرت عبدالواحد بن زیاد حضرت مختار بن فلفل سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انبیاء کرام کے درمیان ترجیح میں کوئی حرج نہیں پس کہا جا سکتا ہے کہ فلاں فلاں سے بہتر ہے لیکن بیان ان اوصاف میں ہوگا جو ہر ایک کو انفرادی طور پر حاصل ہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے انبیاء کرام کے درمیان ترجیح کو مکروہ قرار دیا ہے۔

وَاحْتَجُّوْا اِلٰی ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ ثَنَا

۱۲۷۳۔ وَاحْتَجُّوْا ... حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دو۔

۱۲۷۴۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت عمرو بن یحییٰ بن عمارہ اپنے والد سے وہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۷۵۔ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ فَذَکَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت حسین بن نصر بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابونعیم نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۷۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِیُّ قَالَ ثَنَا الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنِی الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں اس کی مثل ذکر فرمایا البتہ اس کے الفاظ یوں ہیں "لا تفضلوا" انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔

فَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّفَضَّلَ بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ وَرُوِیَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کے درمیان ترجیح سے منع فرمایا آپ سے یوں بھی مروی ہے فرمایا مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔

۱۲۷۸۔ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ یُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یُصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَصَعِقَ فِیْمَنْ کَانَ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ کَانَ فِیْمَنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو بے شک قیامت کے دن لوگ بیہوش ہوں گے سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا تو میں اچانک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ انہوں نے عرش کا پایہ پکڑا ہوا ہوگا مجھے معلوم نہیں کہ بیہوش ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی بیہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے انہیں افاقہ ہو گیا یا وہ ان لوگوں میں ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا۔

فَنَهٰی

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کر دیا کہ لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفضلوہ علی موسیٰ وقال لہم انی اول من یفیق من الصعقۃ فاجد موسیٰ قائما فلا ادری اکان فیمن صعق قبلی فافاق قبلی ام کان فیمن استثنی اللہ عز وجل فکان ذلک عندنا علی انہ جائز عندہ ان یکون فیما استثنی اللہ عز وجل فلم تصبہ الصعقۃ فیفضل بذلک او صعق فافاق قبلہ فکان فی منزلتہ لانہما قد صعقا جمیعا فکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لذلک تفضیلہ علیہ لما احتمل خطأ الصعقۃ ایاہ

آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دیں اور ان سے فرمایا کہ سب سے پہلے مجھے بیہوشی سے افاقہ ہوگا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو کھڑا ہونے کی حالت میں پاؤں گا تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے بیہوش ہونے والوں میں سے ہوں اور انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہو گیا یا وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ کیا ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مستثنیٰ کیا اور انہیں بیہوشی نہ پہنچی اس اعتبار سے ان کو فضیلت حاصل ہو یا وہ بیہوش ہوئے لیکن آپ سے پہلے افاقہ ہو گیا تو دونوں ایک ہی درجہ میں ہو گئے اس لیے کہ دونوں پر بیہوشی طاری ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کو ناپسند کیا کیونکہ ممکن ہے وہ بیہوشی سے محفوظ رہے ہوں۔

وقد روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا انہ قال لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کسی آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں (حضور علیہ السلام) حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

۱۲۷۹۔ حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا وہب بن جریر قال ثنا شعبۃ عن قتادۃ عن ابی العالیۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کسی آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

۱۲۸۰۔ حدثنا سلیمان بن شعیب قال ثنا عبد الرحمن بن زیاد قال ثنا شعبۃ عن سعد بن ابراہیم قال سمعت حمید بن عبد الرحمن یحدث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ عز وجل ما ینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کسی آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں (حضور علیہ السلام) حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

۱۲۸۱۔ حدثنا سلیمان قال ثنا عبد الرحمن قال ثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ قال سمعت عبد اللہ بن سلمۃ یحدث عن علی کانہ عن اللہ عز وجل فذکر مثلہ وزاد فقد سبح اللہ عز وجل فی الظلمت

حضرت عمرو بن مرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن سلمہ سے سنا وہ حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں گویا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کیا پھر انہوں نے اسی کی مثل ذکر کیا انہوں نے یہ اضافہ بھی کیا کہ انہوں (حضرت یونس علیہ السلام) نے اندھیروں میں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہی۔

فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التخيير بينه وبين احد من الانبياء بعينه واخبر بفضيلة من ذكر منهم لم تكن لغيره فان قال قائل فقد جعلت هذا الحديث مضادا لحديث المختار بن فلفل قلت ليس هذا عندي بمضاد له لان حديث المختار انما هو على ان ابراهيم خير البرية فلم يقصد في ذلك الى احد دون احد وفي الآثار الاخر تفضيل نبي على نبي ففي تفضيل احدهم بعينه على آخر منهم ازراء على المفضول وليس في تفضيل رجل على الناس ازراء على احد منهم فهذا يحتمل ان يكون هو المعنى حتى لا يتضاد هذه الآثار وقد يحتمل ان يكون الله عز وجل اعلم رسوله على ان ابراهيم عليه السلام خير البرية ولم يطلعه على تفضيل بعض الانبياء غيره على بعض فوقف فيما لم يطلعه الله عز وجل عليه وامر بالوقف عنده واطلق الكلام فيما اطلعه الله عز وجل عليه۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور دوسرے کسی نبی کے درمیان بطور تعیین ترجیح سے منع فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کی وہ فضیلت بیان کی جو دوسرے نبی میں نہیں ہے اگر کوئی شخص کہے کہ اس طرح یہ حدیث حضرت مختار بن فلفل کی روایت کے خلاف ہو گی ۔۔ تو میں (امام طحاوی) کہوں گا کہ میرے نزدیک یہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ حضرت مختار رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہترین مخلوق ہیں تو اس میں کسی ایک کو چھوڑ کر دوسرے کا مقصد نہیں فرمایا جب کہ دوسری روایات میں ایک نبی کی دوسرے نبی پر فضیلت ہے پس ایک معین نبی کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں مفضول کی توہین ہے جب کہ کسی شخص کو دوسرے تمام لوگوں پر فضیلت دیتے ہیں ان میں سے کسی پر عیب لگانا نہیں ہے تو یہ احتمال ہو سکتا ہے تاکہ ان روایات میں تضاد نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر مطلع کر دیا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام مخلوق میں سے بہتر ہیں اور اس بات کی اطلاع نہ دی ہو کہ بعض انبیاء کرام کو دوسرے بعض پر فضیلت ہے تو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اطلاع نہیں دی اس میں آپ نے توقف فرمایا اور دوسروں کو بھی توقف کا حکم دیا اور جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا اس میں کلام کو مطلق رکھا۔

باب ۳۰۷ إخصاء البهائم

۱۲۸۲۔ حدثنا ابو خالد يزيد بن سنان قال ثنا ابو بكر الحنفي قال ثنا عبد الله بن نافع عن ابيه عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان يخصى الابل والبقر والغنم والخيل وكان عبد الله ابن عمر يقول منها نشأت الخلق ولا تصلح الاناث الا بالذكور۔

۱۲۸۳۔ حدثنا يزيد قال ثنا عبد الله بن يوسف قال ثنا عيسى بن يونس عن عبد الله بن نافع فذكر باسناده مثله

باب ۳۰۷، جانوروں کو خصی کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بیل، بکرے اور گھوڑے کو خصی کرنے سے منع فرمایا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ان سے مخلوق پیدا ہوتی ہے اور وہ مادوں کے قابل اسی صورت میں ہوتے ہیں جب نر ہوں (یعنی خصی نہ ہوں)۔

حضرت عیسیٰ بن یونس، حضرت عبداللہ بن نافع سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ ابو جعفر فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا فَقَالُوا لَا يَجُوزُ إِخْصَاءُ شَيْءٍ مِنَ الْفُحُولِ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَبِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ قَالُوا وَهُوَ الْإِخْصَاءُ. **وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ** آخَرُونَ فَقَالُوا مَا خِيفَ عِضَاضُهُ مِنَ الْبَهَائِمِ أَوْ أُرِيدَ تَسْمِينُهُ مِنْهَا فَلَا بَأْسَ بِإِخْصَائِهِ وَقَالُوا هٰذَا الْحَدِيثُ الَّذِي احْتَجَّ بِهِ عَلَيْنَا مُخَالِفُنَا إِنَّمَا هُوَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفٌ وَلَيْسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس (مذکورہ بالا) حدیث کی طرف گئی ہے وہ فرماتے ہیں کسی بھی نر کو خصی کرنا جائز نہیں انہوں نے اس (مذکورہ بالا) حدیث سے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کیا (فرمان خداوندی ہے) "پس وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدل ڈالیں گے" وہ فرماتے ہیں اس سے خصی کرنا مراد ہے۔ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اگر جانور کے کاٹنے کا خوف ہو یا اس کی چربی بڑھانے کا ارادہ ہو تو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں وہ فرماتے ہیں یہ حدیث جس سے ہمارے مخالف نے استدلال کیا ہے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے۔

۱۲۸۴- **فَذَكَرُوا** مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ أَصْلُ هٰذَا الْحَدِيثِ إِنَّمَا هُوَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

چنانچہ انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت مالک بن انس، حضرت نافع اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہوئے) ذکر نہیں کیا۔

فَأَمَّا مَا ذَكَرُوا مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ فَقِيلَ تَأْوِيلُهُ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ وَقِيلَ إِنَّهُ دِينُ اللّٰهِ **وَقَدْ** رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ وَهُمَا الْمَرْضُوضَانِ خُصَاهُمَا وَالْمَفْعُولُ بِهِ ذٰلِكَ قَدِ انْقَطَعَ أَنْ يَكُونَ لَهُ نَسْلٌ فَلَوْ كَانَ إِخْصَاؤُهُمَا مَكْرُوهًا إِذًا لَمَا ضَحَّى بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَنْتَهِيَ النَّاسُ عَنْ ذٰلِكَ فَلَا يَفْعَلُونَهُ لِأَنَّهُمْ مَتَى مَا عَلِمُوا أَنَّ مَا خُصِيَ يُجْتَنَبُ أَوْ تُجُوفِيَ اجْتَنَبُوا عَنْ ذٰلِكَ فَلَمْ يَفْعَلُوهُ.

تو اس حدیث کی اصل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ اور وہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ذکر کیا کہ "وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدل دیں گے" تو اس کی تاویل میں وہ بات بھی کہی گئی ہے جو ان لوگوں نے کہی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلی مراد ہے اور ہم نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی دی ان کے کپوروں (خصتیین) کو کوٹا گیا تھا اور جس جانور کے ساتھ یہ عمل کیا جائے اس کی نسل منقطع ہو جاتی ہے اگر ان کو خصی کرنا مکروہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قربانی نہ کرتے تاکہ لوگ اس سے باز آئیں اور یہ کام نہ کریں کیونکہ جب ان کو علم ہو جاتا کہ خصی کئے ہوئے جانور سے پرہیز کیا جائے اور اس سے دوری اختیار کی جائے تو وہ اس سے باز رہتے اور یہ عمل نہ کرتے۔

أَلَا تَرَى أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِيمَا رُوِّينَا عَنْهُ فِي بَابِ رُكُوبِ الْبِغَالِ فَقِيلَ لَهُ فِي عَبْدٍ خَصِيٍّ يَشْتَرِيهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُعِينَ عَلَى الْإِخْصَاءِ فَمَنَعَ ابْتِيَاعَهُ.

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہم نے خچر پر سواری کے باب میں ذکر کیا کہ ان کے پاس ایک خصی غلام لایا گیا تاکہ آپ اسے خریدیں تو انہوں نے فرمایا

لكان مُعينًا على إخصائه لأنه لولا من يبتاعه لما

أُخصي فكذلك من إخصائه فكذلك إخصاء

البهائم لو كان مكروهًا لما ضحّى رسول الله صلى الله

عليه وسلم بما قد أُخصي منها ولا يشبه إخصاء

البهائم إخصاء بني آدم لأن إخصاء البهائم

فيه ما ذكرنا من سمانتها وقطع عضها

وأذاها وبنو آدم فإنما يراد بإخصائهم

المعاصي فذلك غير مباح ولو كان ما روينا في

أول هذا الباب صحيحًا لاحتمل أن يكون أريد

الإخصاء الذي لا يبقى معه شيء من ذكور البهائم

حتى يخصى فذلك مكروه لأن فيه انقطاع النسل

ألا ترى أنه يقول في ذلك الحديث منه تنشأ

الخلق أي فإذا فعل لم ينشأ شيء من ذلك الخلق

فذلك مكروه فأما ما كان من الإخصاء الذي

لا ينقطع منه نشوء الخلق فهو بخلاف ذلك وقد

روي في إباحة خصاء البهائم عن جماعة من

المتقدمين۔

۱۲۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ أَخْصَى بَغْلًا لَهُ۔

۱۲۸۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ مِثْلَهُ۔

۱۲۸۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْصَى جَمَلًا لَهُ۔

۱۲۸۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِإِخْصَاءِ الْفَحْلِ إِذَا خُشِيَ عِضَاضُهُ۔

جو خصی کرنے پر مدد نہیں کرتا تو انہوں نے اسے خریدنا خصی کرنے پر مدد

کرنا قرار دیا کیونکہ جب کوئی شخص اس کے خصی ہونے کی وجہ سے اسے نہیں

خریدے گا تو خصی کرنے والے اسے خصی نہیں کریں گے اسی طرح جانور

بکرے وغیرہ کو خصی کرنا مکروہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے خصی

کئے ہوئے بکروں دمینڈھوں کی قربانی نہ کرتے اور جانوروں کو خصی

کرنا انسانوں کو خصی کرنے کے مشابہ نہیں ہے کیونکہ جانوروں کو خصی

کرنے کا مقصد ان کو موٹا کرنا ہوتا ہے اور ان کے کاٹنے کے عمل

کو ختم کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور یہ بات جائز ہے جبکہ

انسانوں کو خصی کرنے سے گناہوں کا قصد کیا جاتا ہے اور یہ جائز

نہیں ہے ہم نے جو حدیث باب کے شروع میں ذکر کی ہے اگر وہ

صحیح ہو تو اس میں اس بات کا احتمال ہوگا ہر نر جانور کو خصی کرنا ہو تو

یہ بات مکروہ ہے کیونکہ اس سے نسل کو ختم کرنا ہے — کیا تم نہیں دیکھتے

کہ اس حدیث میں وہ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں اسی سے

مخلوق پیدا ہوتی ہے یعنی جب یہ عمل کیا جائے گا تو کچھ بھی پیدا نہ ہوگا اور

یہ مکروہ ہے لیکن خصی کرنے کی وہ صورت جس میں پیدائش منقطع نہ ہو اس کا

حکم اس کے خلاف ہے متقدمین کی ایک جماعت سے بھی خصی کرنے کا

جواز مروی ہے۔

حضرت ہشام بن عروہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی خچر کو خصی کیا۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت ہشام بن عروہ سے

مروی ہے وہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت

کرتے ہیں۔

حضرت سفیان، حضرت ابن طاؤس سے روایت کرتے ہیں

کہ ان کے باپ نے اپنے ایک اونٹ کو خصی کیا۔

حضرت مالک بن مغول، حضرت عطاء سے روایت کرتے

ہیں وہ فرماتے ہیں نر جانور کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں جب اس

کے کاٹنے کا ڈر ہو۔

باب ۲۰۸ كتابة العلم هل تصلح أم لا

باب ۲۰۸، کتابت علم صحیح ہے یا نہ

١٢٨٩- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا ابراهيم بن بشار قال ثنا سفيان بن عيينة عن عبد الرحمن ابن زيد عن ابيه عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري انه استأذن النبي صلى الله عليه وسلم في كتابة العلم فلم يأذن له

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتابت علم کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت نہ دی۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى كراهة كتابة العلم ونهوا عن ذلك واحتجوا فيه بما ذكرناه وخالفهم في ذلك آخرون فلم يروا بكتابة العلم بأسا وعارضوا ما احتج به عليهم مخالفهم من الآثار التي ذكرناه بما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے علم (کی باتوں) کو لکھنا ناپسند کیا اور اس سے روکا ہے ان حضرات نے اس مندرجہ بالا حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کتابت علم میں کوئی حرج نہیں سمجھا، اور پہلے قول والوں نے جس مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کیا ہے اس کے مقابلے میں حدیث پیش کی ہے۔

١٢٩٠- حدثنا فهد قال ثنا ابو غسان قال ثنا شريك عن المخارق عن طارق قال خطبنا علي فقال ما عندنا من كتاب نقرأه عليكم الا كتاب الله وهذه الصحيفة في ذوابة او قال في علاق سيف عليه اخذناها من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها فرائض الصدقة.

حضرت مخارق حضرت طارق سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جسے ہم تمہارے سامنے پڑھیں مگر قرآن پاک اور یہ صحیفہ یعنی وہ صحیفہ جو آپ کے تھیلے میں تھا یا فرمایا آپ کی تلوار کے غلاف میں تھا ہم نے اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور اس میں فرائض صدقہ کا بیان ہے۔

١٢٩١- حدثنا ابو امية قال ثنا عبيد الله بن موسى قال ثنا سفيان عن الاعمش عن ابراهيم التيمي عن ابيه عن علي قال ليس عندنا عن النبي صلى الله عليه وسلم من كتاب الا كتاب الله عز وجل وشيء في هذه الصحيفة المدينة حرام ما بين عير الى ثور وفي الحديث غير هذا.

حضرت ابراہیم تیمی اپنے والد سے اور وہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمارے پاس قرآن پاک اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے کے علاوہ کچھ نہیں، مدینہ طیبہ عیر سے ثور تک حرم ہے ایک اور حدیث میں اس کے علاوہ مذکور ہے۔

١٢٩٢- حدثنا ابن ابي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا ابن اسحق عن عمرو بن شعيب عن المغيرة بن حكيم

حضرت عمرو بن شعیب، حضرت مغیرہ بن حکیم اور حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ومجاہد انہما سمعا ابا ہریرۃ یقول ما کان احد احفظ لحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانی کنت اعی بقلبی وکان یعی بقلبہ ویکتب بیدہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فاذن لہ۔

عنہ سے سنا فرماتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مجھ سے زیادہ کسی کو یاد نہیں سوائے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کیونکہ میں صرف دل سے یاد کرتا تھا اور وہ دل سے یاد کرتا تھا اور وہ دل سے یاد کرتے اور ہاتھ سے لکھتے تھے انہوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

۱۲۹۳- حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب قال اخبرنی عبد الرحمن بن سلیمن عن عمرو بن شعیب ان شعیبا حدثہ ومجاہدا عن عبد اللہ بن عمرو قال قلت یا رسول اللہ اکتب ما سمعت منک قال نعم قلت عند الغضب والرضاء قال انہ لا ینبغی ان اقول الا حقا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں اسے لکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا غصے اور رضامندی دونوں حالتوں میں؟ آپ نے فرمایا میرے لیے حق بات کے سوا کہنا جائز نہیں۔

۱۲۹۴- حدثنا یونس قال ثنا ابن وہب قال اخبرنی عبد الرحمن بن سلیمن عن عقیل بن خالد عن المغیرۃ بن حکیم انہ سمع من ابی ہریرۃ فذکر نحوا من ذلک۔

حضرت عقیل بن خالد حضرت مغیرہ بن حکیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا پھر اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۹۵- حدثنا ربیع الجیزی قال ثنا ابن ابی مریم قال اخبرنی یحیی بن ایوب عن عثمان بن عطاء عن ابیہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قلت یا رسول اللہ انی اسمع منک اشیاء اخاف ان انساہا افتاذن لی ان اکتبہا قال نعم۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بات سنتا ہوں لیکن مجھے اس کے بھول جانے کا ڈر ہوتا ہے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے لکھ لیا کروں؟ فرمایا "ہاں"۔

ففی ہذہ الآثار الاباحۃ لکتابۃ العلم وخلاف لحدیث ابی سعید الذی ذکرناہ فی اول ہذا الباب وہذا اولی لان اللہ عز وجل قال فی الدین ولا تسأموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ ذلکم اقسط عند اللہ واقوم للشہادۃ وادنی ان لا ترتابوا فلما امر اللہ عز وجل بکتابۃ الدین خوف الریب کان العلم الذی حفظہ اصعب من حفظ الدین احری ان یباح کتابتہ خوف الریب فیہ والشک وہذا قول ابی حنیفۃ

تو ان روایات میں کتابت علم کی اباحت کا ذکر ہے اور یہ روایات حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے خلاف ہیں جسے ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا ہے قیاس کے مطابق یہ روایات اولیٰ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرض کے بارے میں فرمایا "اور لکھنے میں سستی نہ کرو تھوڑا ہو یا زیادہ ایک مقررہ مدت تک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف والا اور گواہی کو خوب قائم کرنے والا ہے اور زیادہ قریب ہے کہ تم شک نہ کرو۔" تو جب اللہ تعالیٰ نے شک کے ڈر سے قرض کے لکھنے کا حکم دیا اور علم کا یاد رکھنا جو قرض کو یاد رکھنے سے زیادہ سخت ہے شک کے خوف سے اس کا لکھنا زیادہ مناسب ہے

وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى وقد روي في ذلك أيضا عن بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يوافق هذا۔

۱۲۹۶۔ حدثنا سالم بن عبد الرحمن قال ثنا حفص بن عمر العدني قال ثنا الحكم بن أبان عن عكرمة عن ابن عباس أن ناسا من أهل الطائف أتوه بصحف من صحفه يقرؤها عليهم فلما أخذها لم ينطلق فقال إني لما ذهب بصري بليت فاقرؤوها علي ولا يكن في أنفسكم من ذلك حرج فإن قراءتكم علي كقراءتي عليكم۔

۱۲۹۷۔ حدثنا حسين بن نصر قال ثنا نعيم بن حماد قال ثنا ابن المبارك قال ثنا سليمان التيمي عن طاوس قال كان سعيد بن جبير يكتب عند ابن عباس فقيل له إنهم يكتبون فقال يكتبون وكان أحسن شيء خلقا۔

۱۲۹۸۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا أبو الربيع الزهراني قال ثنا يعقوب القمي قال ثنا عبد الله بن محمد بن عقيل قال كنا نأتي جابر بن عبد الله فنسأله عن سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم فنكتبها۔

۱۲۹۹۔ حدثنا حسين قال ثنا نعيم قال ثنا ابن المبارك قال ثنا سليمان التيمي عن ثابت عن أنس قال ثنا محمود بن الربيع عن عتبان بن مالك قال أنس فلقيت عتبان فحدثني به فأعجبني فقلت لابني اكتبه فكتبه۔

۱۳۰۰۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد ح و حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا إبراهيم بن بشار قالا ثنا سفيان عن عمرو عن وهب بن منبه عن أخيه سمع أبا هريرة يقول ليس أحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثر حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مني ما خلا عبد الله بن عمرو

یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والوں سے بھی اس کے موافق مروی ہے۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ طائف والوں میں سے کچھ لوگ اپنے صحیفے لائے تاکہ آپ ان پر پڑھیں جب انہوں نے ان کو لیا تو نہ پڑھ سکے فرمایا جب سے میری بینائی گئی ہے میں معذور ہو گیا ہوں تم لوگ مجھ پر پڑھو اور اس سلسلے میں تمہارے دلوں میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے بے شک تمہارا میرے سامنے پڑھنا اسی طرح ہے جیسے میرا تمہارے سامنے پڑھنا۔

حضرت طاؤس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لکھا کرتے تھے ان سے پوچھا گیا کہ دوسرے لوگ بھی لکھ سکتے ہیں؟ فرمایا لکھ سکتے ہیں اور وہ بڑی اچھی سیرت کے مالک تھے۔

حضرت یعقوب قمی فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور ان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے بارے میں پوچھتے تھے، پھر ہم انہیں لکھ لیتے۔

حضرت انس، حضرت محمود بن الربیع سے اور وہ حضرت عتبان بن مالک سے روایت کرتے ہیں حضرت انس فرماتے ہیں میں نے حضرت عتبان سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی اور مجھے پسند آئی میں نے اپنے بیٹے سے کہا اسے لکھ لو چنانچہ اس نے اسے لکھ لیا۔

حضرت وہب بن منبہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث نہیں ہیں سوائے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

بأنه كان يكتب ولا نكتب.

١٣٠١- حدثنا يونس قال ثنا علي بن معبد قال ثنا شعيب بن إسحاق الدمشقي عن عمران بن حدير عن بشير بن نهيك قال كنت آخذ الكتب من أبي هريرة فأكتبها فإذا فرغت قرأتها عليه فأقول الذي قرأته عليك سمعته من رسول الله فيقول نعم.

باب ٣٠٩ الكي هل هو مكروه أم لا

١٣٠٢- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن أبي إسحاق عن أبي الأحوص عن عبد الله أن ناسا أتوا النبي صلى الله عليه وسلم بصاحب لهم فسألوه أنكويه فسكت فسألوه فسكت ثم سألوه فقال ارضفوه أو حرقوه ولم يكره ذلك.

١٣٠٣- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي الأحوص عن عبد الله قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة نفر فقالوا إن صاحبا لنا مريض ووصف له الكي فنكويه فسكت ثم عادوا فسكت ثم قال لهم في الثالثة اكووه إن شئتم فارضفوه بالرضف

قال أبو جعفر ومعنى هذا عندنا على الوعيد الذي ظاهره أمر وباطنه النهي كما قال الله عز وجل واستفزز من استطعت منهم الآية وكقوله اعملوا ما شئتم.

١٣٠٤- حدثنا علي بن عبد الرحمن قال ثنا أبو سعيد محمد بن سعد التغلبي قال ثنا زهير بن معاوية عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن كان في شيء مما تداوون به شفاء ففي شرطة محجم أو شربة عسل أو لذعة

حضرت بشیر بن نہیک فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتب لے کر ان کی عبارت لکھتا جب فارغ ہوتا تو ان کے سامنے پڑھتا اور کہتا جو کچھ میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ وہ فرماتے ہاں میں نے سنا ہے۔

باب ۳۰۹، داغنا مکروہ ہے یا نہیں

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کچھ لوگ اپنے ایک ساتھی کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا ہم اسے داغ سکتے ہیں؟ آپ خاموش رہے انہوں نے پھر سوال کیا آپ نے سکوت فرمایا پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے داغ لگاؤ یا جلا دو آپ نے اسے داغ لگانے کو مکروہ جانا۔

حضرت ابوالاحوص، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین افراد حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارا ساتھی بیمار ہے اور اسے داغنے کی تجویز پیش کی گئی ہے تو کیا ہم اسے داغ دیں؟ آپ خاموش رہے انہوں نے دوبارہ پوچھا تو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی پھر تیسری مرتبہ ان سے فرمایا اگر چاہو تو اسے داغو اور اگر چاہو تو گرم پتھر سے ٹکور کرو۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک یہ وعید ہے جو ظاہر میں حکم ہوتا ہے اور باطن میں ممانعت ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "آپ ان میں جن کو چاہیں الگ کر لیں" اور جیسے فرمایا "جو چاہو کرو"۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تمہاری ان ادویہ میں کچھ شفاء ہے تو وہ پچھنا لگانے یا شہد کے ایک گھونٹ میں یا آگ سے جلانے میں ہے اور میں داغ لگانے کو پسند نہیں کرتا۔

لكى وما أحببت أن أكتوى۔

۱۳۰۵۔ **حدثنا** أبو بكرة قال ثنا وهب بن جرير قال ثنا هشام بن حسان عن الحسن عن عمران ابن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الجنة من أمتي سبعون ألفا بغير حساب قيل يا رسول الله من هم قال هم الذين لا يتطيرون ولا يكتوون ولا يسترقون وعلى ربهم يتوكلون۔

حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو بُری فال نہیں لیتے، داغ نہیں لگاتے اور چوری نہیں کرتے۔ (یا چوری چھپے لوگوں کی باتیں نہیں سنتے) اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

۱۳۰۶۔ **حدثنا** ابن أبي داود قال ثنا أبو عمر الحوضي قال ثنا همام قال ثنا قتادة عن الحسن عن عمران ابن حصين قال نهينا عن الكي۔

حضرت حسن، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں داغ لگانے سے منع کیا گیا۔

۱۳۰۷۔ **حدثنا** روح بن الفرج قال ثنا عمرو بن خالد قال حدثنا ابن لهيعة عن أبي هريرة عن عبد الرحمن بن جبير عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الكي۔

حضرت عبدالرحمن بن جبیر، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داغ لگانے سے منع فرمایا۔

فذهب قوم إلى أن الكي مكروه وأنه لا يجوز لأحد أن يفعله على حال من الأحوال واحتجوا في ذلك بهذه الآثار **وخالفهم** في ذلك آخرون فقالوا لا بأس بالكي لما علاجه الكي۔

تو ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ داغ لگانا مکروہ ہے اور کسی شخص کے لیے کسی حالت میں بھی ایسا کرنا جائز نہیں انہوں نے اس سلسلے میں ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص کا علاج داغنا ہو اسے داغنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۳۰۸۔ **وكان** من الحجة لهم في ذلك ما حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا محمد بن خازم عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال اشتكى أبي بن كعب فأرسل إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم طبيبا فقطع منه عرقا ثم كواه عليه۔

اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ علیل ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ایک طبیب بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کاٹی پھر داغ دیا۔

۱۳۰۹۔ **حدثنا** أحمد بن داود قال ثنا عياش الرقام قال ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيبا فقطع منه عرقا ثم كواه عليه۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی پھر اسے داغ دیا

۱۳۱۰۔ **حدثنا** فهد قال ثنا عمر بن حفص قال ثنا

انہی سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ

الاعمش عن ابی سفیان عن جابر قال اشتکی ابی بن کعب فبعث الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طبیبا فقطع منہ عرقہ الاکحل وکواہ علیہ۔

عنہ بیمار ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک طبیب بھیجا تو اس نے آپ کی اکحل رگ (بازو کی ایک رگ) کو کاٹا پھر اس کو داغ دیا۔

۱۳۱۱- حدثنا فہد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا زہیر قال ثنا ابو الزبیر عن جابر قال رمی سعد بن معاذ فی اکحلہ فحسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ بمشقص ثم ورمت فحسمہ الثانیۃ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اکحل رگ میں تیر لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک چوڑے پھل والے تیر کے ساتھ ان کی رگ کاٹ کر اسے داغا پھر اس میں ورم آگیا تو آپ نے دوبارہ کاٹ کر داغا۔

۱۳۱۲- حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابن لہیعۃ عن ابی الزبیر عن جابر ان ابی بن کعب او سعد رمی رمیۃ فی یدہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طبیبا فکواہ علیہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب یا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تیر لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبیب کو حکم دیا جس نے اسے داغ دیا۔

۱۳۱۳- حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا شعیب قال ثنا اللیث عن ابی الزبیر عن جابر قال رمی یوم الاحزاب سعد بن معاذ فقطعوا اکحلہ فحسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنار فانتفخت یدہ فحسمہ مرۃ اخری۔

حضرت ابو الزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں غزوہ احزاب کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک تیر لگا صحابہ کرام نے ان کی رگ کاٹ دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ کے ساتھ داغا اس سے ان کا ہاتھ پھول گیا تو آپ نے دوسری مرتبہ داغا۔

۱۳۱۴- حدثنا فہد قال ثنا یحیی بن عبد الحمید قال ثنا یزید بن زریع عن معمر عن الزہری عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوی سعد بن زرارۃ من شوکۃ۔

حضرت زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو کانٹا لگنے کی وجہ سے داغا۔

۱۳۱۵- حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا محمد بن المنہال قال ثنا یزید بن زریع فذکر باسنادہ مثلہ غیر انہ قال من شوصۃ۔

حضرت محمد بن منہال فرماتے ہیں ہم سے حضرت یزید بن زریع نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا پہلو کے درد کی وجہ سے داغا۔

۱۳۱۶- حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا عمرو بن مرزوق قال ثنا عمران عن قتادۃ عن انس قال کوانی ابو طلحۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اظہرنا فما نہیت عنہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے اور مجھے منع نہیں کیا گیا۔

۱۳۱۷- حدثنا فہد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا زہیر قال ثنا ابو الزبیر عن عمرو بن شعیب

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا أَوْ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الذُّبْحَةِ فِيْ حَلْقِهٖ.

فَفِيْ هٰذِهِ الْأَخْبَارِ إِبَاحَةُ الْكَيِّ لِلدَّاءِ الْمَذْكُوْرِ فِيْهَا وَفِي الْآثَارِ الْأُوَلِ النَّهْيُ عَنِ الْكَيِّ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ الْمَعْنَى الَّذِيْ كَانَتْ لَهُ الْإِبَاحَةُ فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ غَيْرَ الْمَعْنَى الَّذِيْ كَانَ لَهُ النَّهْيُ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ **وَذٰلِكَ** أَنَّ قَوْمًا كَانُوْا يَكْتَوُوْنَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ بِهِمْ يَرَوْنَ أَنَّ ذٰلِكَ يَمْنَعُ الْبَلَاءَ أَنْ يَنْزِلَ بِهِمْ كَمَا تَفْعَلُ الْأَعَاجِمُ فَهٰذَا مَكْرُوْهٌ لِأَنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى طَرِيْقِ الْعِلَاجِ وَهُوَ شِرْكٌ لِأَنَّهُمْ يَفْعَلُوْنَهٗ لِيَدْفَعَ قَدَرَ اللّٰهِ عَنْهُمْ فَأَمَّا مَا كَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ إِنَّمَا يُرَادُ بِهِ الصَّلَاحُ وَالْعِلَاجُ مُبَاحٌ مَأْمُوْرٌ **وَقَدْ** بَيَّنَ ذٰلِكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۳۱۸۔ **حَدَّثَنَا** أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ هٰذِهٖ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَلَذْعَةِ نَارٍ تُوَافِقُ دَاءً وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ

فَإِذَا كَانَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ لَذْعَةَ النَّارِ الَّتِيْ تُوَافِقُ الدَّاءَ مُبَاحَةٌ وَالَّتِيْ مَكْرُوْهَةٌ وَكَانَتِ اللَّذْعَةُ بِالنَّارِ كَيَّةً ثَبَتَ أَنَّ الْكَيَّ الَّذِيْ يُوَافِقُ الدَّاءَ مُبَاحٌ وَأَنَّ الْكَيَّ الَّذِيْ لَا يُوَافِقُ الدَّاءَ مَكْرُوْهٌ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ الْكَيُّ مَنْهِيًّا عَنْهُ عَلٰى مَا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ ثُمَّ أُبِيْحَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ الْأُخَرِ۔

۱۳۱۹۔ **وَذٰلِكَ** أَنَّ ابْنَ أَبِيْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد یا اسعد بن زرارہ کو حلق میں تکلیف کی وجہ سے داغا۔

ان روایات میں ان مذکورہ بیماریوں کی وجہ سے داغنے کی اجازت کا ذکر ہے جب کہ پہلی روایات میں داغنے سے منع فرمایا تو اس بات کا احتمال ہے کہ ان روایات میں جس وجہ سے اباحت ہے وہ اس معنی کے علاوہ ہو جس کے باعث پہلی روایات میں داغنے سے منع کیا گیا۔ وہ یہ کہ کچھ لوگ بیماری آنے سے پہلے داغتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ بیماری کو آنے سے روکتا ہے جیسا کہ عجمی لوگ کرتے ہیں تو یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ علاج کے طریقے پر نہیں اور یہ شرک ہے کیونکہ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھا ہوا ان سے دور ہو جائے لیکن بیماری آجانے کے بعد جو داغنے سے اصلاح مقصود ہوتی ہے اور علاج جائز بھی ہے اور اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ حدیث سے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری ان ادویہ میں سے کسی میں بھلائی ہے تو وہ پچھنا لگانے، شہد کے ایک گھونٹ یا آگ کی لپٹ میں ہے جو بیماری کے موافق ہو اور میں داغنے کو پسند نہیں کرتا۔

تو جب اس حدیث میں ہے کہ آگ کی لپٹ جو بیماری کے موافق ہے وہ مباح ہے اور داغنا مکروہ ہے اور آگ کی لپٹ داغنا ہے تو ثابت ہوا کہ جو داغنا بیماری کے موافق ہے وہ مباح ہے اور جو داغنا بیماری کے موافق نہ ہو وہ مکروہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے پہل داغنا منع ہو جیسا کہ شروع شروع کی روایات میں ممانعت کا ذکر ہے اور بعد میں اس کی اجازت دی گئی ہو جس طرح بعد والی روایات میں مذکور ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے

خطاب بن عثمان قال ثنا اسمعيل بن عياش عن سليمان بن سليم عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يستأذنه في الكي فقال لا تكتو فقال يا رسول الله بلغ بي الجهد ولا اجد بدا من ان اكتوي قال ما شئت اما انه ليس من جرح الا وهو يأتي الله يوم القيامة يدمى يشكو الالم الذي كان سببه وان جرح الكي يأتي يوم القيامة يذكر ان سببه كان من كراهة لقاء الله ثم امره ان يكتوي

روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر داغ لگانے کی اجازت مانگنے لگا آپ نے فرمایا مت داغو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں سخت مصیبت میں ہوں اور داغنے کے بغیر چھٹکارا نہیں فرمایا جیسے چاہو اور سنو ہر زخم قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس سے خون بہہ رہا ہوگا اس کے سبب جو درد حاصل ہوا اس کی شکایت کرے گا اور داغنے کا زخم قیامت کے دن آئے گا اور بیان کرے گا کہ میرا سبب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرنا تھا پھر آپ نے داغنے کی اجازت دے دی۔

فَفِی

هذا الحديث نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الكي واباحته اياه بعد ذلك فاحتمل ان يكون ما في الآثار الاول كان من رسول الله صلى الله عليه وسلم في حال النهي المذكور في هذا الحديث وما كان من الاباحة في الآثار الآخر كان بعد ما كانت منه الاباحة المذكورة في هذا الحديث فتكون الاباحة ناسخة للنهي **وقد** روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كوى سارقا بعد ما قطعه -

تو اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داغنے سے منع فرمایا اور اباحت اس کے بعد ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ جو کچھ پہلی روایات میں ہے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت کی حالت میں صادر ہوا اور دوسری روایات میں جس کا جواز کا ذکر ہے وہ اس کے بعد کی اجازت ہے جب آپ نے اسے جائز قرار دیا جیسا کہ اس مذکورہ حدیث میں ہے پس اباحت نہی کے لیے ناسخ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے داغا۔

۱۳۲۰۔ **حدثنا** ابن خزيمة قال ثنا مسلم بن ابراهيم قال ثنا ابو بكر بن علي قال ثنا الحجاج بن ارطاة عن مكحول عن ابن محيريز قال قلت لفضالة ابن عبيد امن السنة ان يقطع السارق ويعلق في عنقه فقال نعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتي بسارق فامر به فقطعت يده ثم حسمها ثم علقها في عنقه -

حضرت ابن محیریز سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت فضالہ بن عبداللہ سے پوچھا کہ کیا یہ سنت ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ کر گلے میں لٹکا دیا جائے انہوں نے فرمایا ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر آپ نے اسے داغا اور اس کے بعد اس کے گلے میں لٹکا دیا۔

۱۳۲۱۔ **حدثنا** حسين بن نصر قال ثنا ابو نعيم قال ثنا سفيان عن يزيد بن خصيفة عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان قال اتي النبي صلى الله عليه

حضرت محمد بن عبدالرحمان بن ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے چادر چرائی تھی آپ نے فرمایا کیا تم نے چوری کی

وسلم برجل سرق شملة فقال أسرقت ما إخال سرقت اذهبوا به فاقطعوه ثم احسموه ثم قال تب إلى الله

ففي هذا أيضا دليل على إباحة الكي لمن يريد به العلاج لأنه دواء۔

۱۳۲۲۔ وقد سأل الأعراب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا لا نتداوى فكان جوابه لهم في ذلك ما حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا إبراهيم بن بشار قال ثنا سفيان قال ثنا زياد بن علاقة قال سمعت أسامة بن شريك يقول شهدت النبي صلى الله عليه وسلم والأعراب يسألونه فقالوا هل علينا جناح أن لا نتداوى فقال تداووا عباد الله فإن الله عز وجل لم يضع داء إلا وضع له دواء إلا الهرم۔

ہے میرا خیال تو نہیں تھا کہ تم چوری کرو گے (پھر فرمایا) اسے لے جاؤ اس کا ہاتھ کاٹ پھر اسے داغ دو اس کے بعد فرمایا اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جسے داغنے سے علاج کرنا مقصود ہو وہ جائز ہے کیونکہ وہ دوا ہے۔

دیہاتیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم علاج نہ کریں تو اس کا آپ نے یوں جواب دیا، حضرت زیاد بن علاقہ فرماتے ہیں میں نے حضرت اسامہ بن شریک سے سنا وہ فرماتے تھے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیہاتی آپ سے پوچھ رہے تھے انہوں نے عرض کیا کیا علاج کرنے میں ہم پر کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! علاج کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کے لیے دوا پیدا کی ہے سوائے موت کے۔

۱۳۲۳۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال حدثني طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا أيها الناس تداووا فإن الله عز وجل لم يخلق داء إلا خلق له شفاء إلا السام والسام الموت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! علاج کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے موت کے علاوہ جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کی شفاء پیدا کی ہے، سام، موت کو کہتے ہیں

۱۳۲۴۔ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن عبد ربه بن سعيد عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہر بیماری کی دوا ہے جب دوائی، بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے (بیمار) تندرست ہو جاتا ہے۔

فأباح لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتداووا والكي مما كانوا يتداوون به وقد اكتوى أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من بعده۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داغنے کے ساتھ علاج کی اجازت دی کیونکہ وہ لوگ اسی طرح علاج کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے بھی داغنے کا عمل کیا ہے۔

۱۳۲۵۔ فممن روي عنه في ذلك ما حدثنا أبو بكرة

حضرت جریر فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَقْسَمَ عَلَيَّ عُمَرُ لَاَكْتَوِيَنَّ۔

نے مجھ سے قسم لی کہ میں ضرور داغ لگاؤں۔

۱۳۲۶۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوٰى مِنَ اللَّقْوَةِ فِيْ اَصْلِ اُذُنَيْهِ۔

حضرت ابوالزبیر بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے لقوہ (بیماری) سے کانوں کی جڑوں میں داغ لگایا۔

۱۳۲۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا مُوْسَى ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اكْتَوٰى مِنَ اللَّقْوَةِ۔

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لقوہ کی وجہ سے داغا۔

۱۳۲۸۔ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ قَالَ ثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اكْتَوٰى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرَقٰى مِنَ الْعَقْرَبِ۔

حضرت ابوحنیفہ حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لقوہ کی وجہ سے داغا اور بچھو کی وجہ سے دم کیا۔

۱۳۲۹۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهٗ۔

حضرت مالک حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۳۳۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوٰى۔

حضرت حارثہ بن مضرب فرماتے ہیں میں حضرت خباب کے پاس پہنچا تو انہوں نے داغ لگایا ہوا تھا۔

۱۳۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ خَبَّابٍ اَنَّهٗ اَتَاهُ يَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهٖ۔

حضرت قیس بن ابی حازم حضرت خباب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ان کی بیمار پرسی کرنے گئے تو انہوں نے اپنے پیٹ میں سات جگہ داغ لگایا تھا۔

۱۳۳۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا قَالَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ اَظُنُّهٗ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اَشَعَرْتَ اَنَّهٗ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ فَلَمَّا اكْتَوَيْتُ انْقَطَعَ عَنِّي التَّسْلِيْمُ

حضرت وہب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حمید سے سنا فرماتے ہیں ابن مرزوق نے بیان کیا اور میرا خیال ہے انہوں نے حضرت مطرف سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں حضرت عمران بن حصین نے مجھ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے مجھے سلام کیا جاتا تھا اور جب سے میں نے داغ دیا اسی وقت سے مجھے سلام دینا بند ہو گیا۔

فَهٰؤُلَاءِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اكْتَوَوْا وَكَوَوْا غَيْرَهُمْ۔

تو یہ صحابہ کرام ہیں جو اپنے آپ کو بھی داغ دیتے تھے اور دوسروں کو بھی داغتے تھے۔

١٣٣٣- **وفيهم** ابن عمر وقد روينا عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما أحب أن أكتوي فدل بفعله ذلك على ثبوت نسخ ما كان النبي صلى الله عليه وسلم كرهه من ذلك.

١٣٣٤- **وفيهم** عمران بن حصين وهو الذي روى عن النبي صلى الله عليه وسلم مدحه للذين لا يكتوون فدل ذلك أيضا على علمه بإباحة رسول الله صلى الله عليه وسلم لذلك

فإن قال قائل

فكيف يكون ذلك وقد روي عن عمران بن حصين.

١٣٣٥- **فذكر** ما حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا أبو جابر قال ثنا عمران بن جرير عن أبي مجلز قال كان عمران بن حصين ينهى عن الكي فابتلي فكان يقعد ويقول لقد اكتويت كية بنار فما أبرأتني من إثم ولا شفتني من سقم

قيل له قد يحتمل

أن يكون الكي الذي كان عمران ينهى عنه هو الكي الذي يراد به لا العلاج من البلاء الذي قد حل ولكن لما يفعل قبل حلول البلاء مما كانوا يرون أنه يدفع البلاء فلما ابتلي بما كان ابتلي به اكتوى على أن ذلك كان علاجا لما به من البلاء فلما لم يبرأ بذلك علم أن كيته لم توافق بلاءه ولم يكن علاجا له فأشفق أن يكون بها آثما فقال ما شفتني من سقم ولا أبرأتني من إثم أي لم أعلم أني بريء من الإثم مع أنه لم يحقق أنه صار آثما بها لأنه إنما كان أرادها الدواء لا غير ذلك والدواء مباح للناس جميعا وهم مأمورون به **وقد** جاءت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم آثار

ان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں جن سے ہم روایت کر چکے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں داغنے کو پسند نہیں کرتا۔ تو آپ کا یہ فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں جو ناپسندیدگی ظاہر فرماتے تھے وہ منسوخ ہو چکی ہے۔

اور ان حضرات میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور یہ وہی ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نہ داغنے والوں کی تعریف فرماتے تھے تو یہ بھی اس بات پر دلالت ہے کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے مباح ہونے کا علم ہو چکا تھا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے۔

حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ داغنے سے منع فرماتے تھے پھر وہ بیٹھ گئے اور فرمایا میں نے ایک مرتبہ آگ سے داغا تو اس نے مجھے کسی گناہ سے بری نہ کیا اور نہ مجھے کسی بیماری سے شفا دی۔

تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ اس سے حضرت عمران بن حصین کی مراد وہ داغنا ہو جو آپ کو پیش آنے والی بیماری کے علاج کے طور پر نہ تھا بلکہ آپ نے بیماری کے آنے سے پہلے داغا جیسا کہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ بیماری کو روک دیتا ہے پھر جب وہ بیماری میں مبتلا ہوئے تو اس کے علاج کے طور پر داغا جب اس سے صحت یاب نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ ان کا داغنا بیماری کے موافق نہ تھا اور وہ اس کا علاج بھی نہ تھا تو انہیں ڈر ہوا کہ شاید اس وجہ سے انہیں گناہ ہو تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس نے بیماری سے شفا نہ دی اور نہ گناہ سے بچایا حالانکہ یہ بات ثابت تھی کہ اس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے اس سے علاج کا ارادہ کیا تھا کوئی دوسرا مقصد نہ تھا اور علاج سب لوگوں کے لیے جائز ہے اور انہیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات بھی آئی ہیں جن میں

نهى عن التمائم۔

۱۳۳۶۔ **فمما** روي في ذلك ما حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن أم قيس بنت محصن قالت دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بابن لي وقد علقت عليه من العذرة فقال علام تدعون أولادكن بهذا العلاق عليكن بهذا العود الهندي فإن فيه سبعة أشفية منها ذات الجنب يسعط من العذرة ويلد من ذات الجنب

آپ نے تعویذوں سے منع فرمایا۔

حضرت ام قیس بنت محصن فرماتی ہیں میں اپنے ایک بچے کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے حلق میں درد کے باعث اس پر تعویذ باندھ رکھا تھا آپ نے فرمایا تم ان تعویذوں کی وجہ سے اپنی اولاد سے کیوں غفلت اختیار کرتی ہو تم پر یہ عود ہندی (کٹھ) لازم ہے کیونکہ سات بیماریوں کے لیے شفا ہے ان میں سے ایک پہلو کا درد ہے کہ حلق کے درد کی وجہ سے ناک میں چڑھائی جائے اور پہلو کے درد کی وجہ سے منہ میں ڈالی جائے۔

فقد يحتمل أن يكون ذلك العلاق كان مكروها في نفسه لأنه كتب فيه ما لا يحل كتابته فكرهه رسول الله صلى الله عليه وسلم لذلك لا لغيره۔

لیکن یہ تعویذ باندھنا ذاتی طور پر مکروہ ہو کیونکہ اس میں ایسے کلمات لکھے جاتے تھے جن کا لکھنا جائز نہ تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے اسے ناپسند کیا کسی اور وجہ سے نہیں۔

۱۳۳۷۔ **وقد** روي في ذلك أيضا ما حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني يحيى بن أيوب عن عبيد الله بن زحر عن بكر بن سوادة عن رجل من صدا قال أتينا النبي صلى الله عليه وسلم اثنا عشر رجلا فبايعناه وترك رجلا منا لم يبايعه فقلنا بايعه يا نبي الله فقال لن أبايعه حتى ينزع الذي عليه إنه من كان منا مثل الذي عليه كان مشركا ما كان عليه فنظرنا فإذا في عضده سير من لحي شجرة أو شيء من الشجرة۔

حضرت بکر بن سوادہ، قبیلہ صدا کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم بارہ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہم میں سے ایک آدمی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا اور بیعت نہ فرمایا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسے بیعت فرمائیں آپ نے فرمایا میں اسے بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ اتار دے جو کچھ اس پر ہے ہم میں سے جس شخص پر یہ (تعویذ) ہو وہ مشرک ہے حتی کہ اسے اتار دے ہم نے دیکھا تو اس کے بازو میں کسی درخت کی جڑوں میں سے کچھ تھا یا (فرمایا) درخت میں سے کچھ تھا۔

۱۳۳۸۔ **حدثنا** إبراهيم بن منقذ قال ثنا المقرئ عن حيوة قال أخبرني خالد بن عبيد قال سمعت مشرح بن هاعان يقول سمعت عقبة بن عامر الجهني يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعلق تميمة فلا أتم الله له ومن يعلق ودعة فلا أودع الله له۔

حضرت خالد بن عبید فرماتے ہیں میں نے حضرت مشرح بن ہاعان سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی کو سنا وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا نہ کرے اور جو شخص گھونگا وغیرہ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرمائے۔

۱۳۳۹۔ **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب أن مالكا

حضرت عبداللہ بن ابی بکر، حضرت عباد بن تمیم سے روایت

بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا أَلَا لَا يَبْقَيَنَّ فِي عُنُقِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ وَلَا وَتَرٌ إِلَّا قُطِعَتْ قَالَ مَالِكٌ أَرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ

روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بشر انصاری نے ان کو خبر دی کہ وہ کسی سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے حضرت عبداللہ بن ابی بکر فرماتے ہیں میرا خیال ہے انہوں نے فرمایا لوگ اپنی شب باشی میں تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو بھیجا کہ وہ اعلان کرے کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی ہار یا تانت نہ چھوڑی جائے مگر اسے کاٹ دیا جائے حضرت مالک فرماتے ہیں میرے خیال میں وہ نظر (سے بچنے کے لیے) ایسا کرتے تھے۔

فَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَا عُلِّقَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ لِيَدْفَعَ وَذٰلِكَ مَا لَا يَسْتَطِيْعُهُ غَيْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ شِرْكٌ فَأَمَّا مَا كَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ فَلَا بَأْسَ لِأَنَّهُ عِلَاجٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْكَلَامُ بِعَيْنِهِ عَنْ عَائِشَةَ۔

تو ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ بیماری آنے سے پہلے جو تعویذ اس غرض سے باندھا جائے کہ وہ بیماری کو دور کرے اور اس کی طاقت تو صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے تو اس سے اس لیے منع کیا کہ یہ شرک[1] ہے اور بیماری کے بعد جو تعویذ باندھا جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ علاج ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کلام اسی طرح مروی ہے۔

۱۳۴۰ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَيْسَتْ بِتَمِيْمَةٍ مَا عُلِّقَ بَعْدَ أَنْ يَقَعَ الْبَلَاءُ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو تعویذ بیماری آنے کے بعد باندھا جائے وہ (ممنوع) تعویذ نہیں۔

۱۳۴۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ وَسَعِيْدٍ عَنْ بُكَيْرٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت طلحہ بن ابی سعید سے یا حضرت سعد سے وہ حضرت بکیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ الْكَيُّ نُهِيَ عَنْهُ إِذَا فُعِلَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ وَأُبِيْحَ إِذَا فُعِلَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ لِأَنَّ مَا

تو اس بات کا احتمال ہے کہ داغنے کی ممانعت بھی اسی صورت میں ہو جب بیماری کے آنے سے پہلے ایسا کیا جائے اور جب بیماری آنے کے بعد کیا جائے تو جائز ہے کیونکہ جو کچھ بیمار

---

[1] شرک تب ہوگا جب تعویذ کو مؤثر حقیقی سمجھا جائے اگر اسے محض ایک علاج اور وسیلہ سمجھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح بیماری سے پہلے احتیاطی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں اور مصائب سے محفوظ رہنے کے لیے صدقہ دیا جاتا ہے اسی طرح اگر اچھے کلام پر مبنی تعویذ باندھا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے محفوظ رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۲ ہزاروی)

بعد نزول البلاء فانما هو علاج۔

۱۳۴۲۔ **وقد** روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی العلاج ما قد ذکرناه فی هذا الباب۔

۱۳۴۳۔ **وروی** عنه ایضا ما حدثنا ابو بشر الرقی قال ثنا الفریابی قال ثنا سفیان عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما انزل الله داء الا انزل له شفاء فعلیکم بالبان البقر فانها ترم من کل الشجر۔

۱۳۴۴۔ **حدثنا** ابراهیم بن محمد بن یونس قال ثنا المقرئ قال ثنا ابو حنیفة فذکر باسناده مثله۔ **وقد** کره قوم الرقاء واحتجوا فی ذلک بحدیث عمران بن حصین الذی ذکرناه فی الفصل الاول۔ **وخالفهم** فی ذلک آخرون فلم یروا بها باسا۔

۱۳۴۵۔ **واحتجوا** فی ذلک بما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو داود قال ثنا ابو الاحوص عن مغیرة عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه رخص فی رقیة الحیة والعقرب **ففی** هذا الحدیث الرخصة فی رقیة الحیة والعقرب والرخصة لا تکون الا بعد النهی فدل ذلک علی ان ما ابیح من ذلک منسوخ من النهی عنه فی حدیث عمران۔

۱۳۴۶۔ **وقد** روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الامر بالرقیة للدغة العقرب ما حدثنا محمد بن سلیمان الباغندی قال ثنا ابو الولید قال ثنا ملازم بن عمرو قال ثنا عبد الله بن بدر عن قیس بن طلق عن ابیه قال کنت عند رسول الله

ہونے کے بعد کیا وہ علاج ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علاج کے بارے میں روایات آئی ہیں جیسا کہ ہم نے اس باب میں ذکر کیا ہے۔

آپ سے مروی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لیے شفا اتاری ہے تو تم گائے کا دودھ لازم پکڑو کیونکہ اسے ہر درخت سے قوت حاصل ہوتی ہے (یعنی گائے ہر درخت سے کھاتی ہے اس سے اس کے دودھ میں زیادہ قوت ہوتی ہے)

حضرت مقری فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابو حنیفہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

ایک جماعت نے دم جھاڑے کو مکروہ جانا ہے اور انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے ہم نے پہلی فصل میں ذکر کیا جب کہ دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں جانا۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت اسود حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے سانپ اور بچھو کے ڈسنے میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

تو اس حدیث کے مطابق سانپ اور بچھو کے ڈسنے کے سلسلے میں اجازت دی گئی اور اجازت، ممانعت کے بعد ہوتی ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس میں جس کی اجازت دی گئی ہے وہ حضرت عمران کی حدیث میں بیان کردہ نہی سے مستثنیٰ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے بچھو کے کاٹنے پر دم کرنے کا حکم دیا حضرت قیس بن طلق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو مجھے بچھو نے کاٹا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہاتھ پھیرنے لگے اور آپ نے دم فرمایا۔

صلی اللہ علیہ وسلم قد غشی عقرب فجعل يمسحها ويرقيه۔

١٣٤٧- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا محمد بن عبد الملك بن أبي الشوارب قال ثنا ملازم فذكر بإسناده ومثله۔

١٣٤٨- حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا أبو عاصم عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال لدغت رجلا منا عقرب عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال رجل يا رسول الله أرقيه قال من استطاع منكم أن ينفع أخاه فليفعل۔

١٣٤٩- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا شعيب قال ثنا الليث عن أبي الزبير عن جابر نحوه۔

١٣٥٠- ففي حديث جابر ما يدل أن كل رقية يكون فيها منفعة فهي مباحة لقول النبي صلى الله عليه وسلم من استطاع منكم أن ينفع أخاه فليفعل۔

١٣٥١- وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في إباحة الرقية من النملة۔

١٣٥٢- حدثنا فهد قال ثنا ابن الأصبهاني قال ثنا أبو معاوية عن عبد العزيز بن عمر عن صالح بن كيسان عن أبي بكر بن أبي حثمة عن الشفاء امرأة كانت بنت عم لعمر قالت كنت عند حفصة فدخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ألا تعلمينها رقية النملة كما علمتها الكتابة۔

١٣٥٣- حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو عامر قال ثنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن أبي بكر بن سليمان بن أبي حثمة عن حفصة أن امرأة من قريش يقال لها

حضرت محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب فرماتے ہیں ہمیں حضرت ملازم نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم میں ایک آدمی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچھو نے ڈس لیا ایک دوسرے شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اسے دم کروں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے پہنچائے۔

حضرت شعیب فرماتے ہیں ہم سے حضرت لیث نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابو الزبیر سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا۔

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ جس دم جھاڑ سے میں نفع ہو وہ جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ ایسا کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چیونٹی (کے ڈسنے) کے دم کے بارے میں روایت آئی ہے۔

حضرت ابوبکر بن ابی حثمہ نے شفاء نامی ایک عورت سے روایت کیا اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن تھیں وہ فرماتی ہیں میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تم انہیں چیونٹی کا دم نہیں سکھا دیتیں جس طرح تم نے ان کو کتابت سکھائی ہے (حضرت شفاء سے فرمایا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سکھائیں)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش کی ایک خاتون جن کا نام شفاء تھا چیونٹی کے کاٹنے کا دم کرتی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

لكنه كانت ترقي من النملة فقال النبي صلى الله عليه وسلم علميها حفصة

کو سکھاؤ۔

ففي هذا الحديث إباحة الرقية من النملة فاحتمل أن يكون ذلك كان بعد النهي فيكون ناسخا للنهي أو يكون النهي بعده فيكون ناسخا له۔

تو اس حدیث کے مطابق چیونٹی کے کاٹنے پر دم کرنے کا جواز ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اجازت ممانعت کے بعد ہو تو یہ نہی کے لیے ناسخ ہوگی یا نہی بعد میں ہو تو وہ اس کے لیے ناسخ ہوگی۔

١٣٥٤۔ وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في إباحة الرقية من الجنون ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا المقدمي قال ثنا فضيل بن سليمان عن محمد بن زيد عن عمير مولى آبي اللحم قال عرضت على النبي صلى الله عليه وسلم رقية كنت أرقي بها من الجنون فأمرني ببعضها ونهاني عن بعضها وكنت أرقي بالذي أمرني به رسول الله صلى الله عليه وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پاگل پن کے لیے دم کرنے کے جواز میں حدیث مروی ہے۔ حضرت ابو اللحم کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک دم کے الفاظ کو بارگاہ نبوی میں پیش کیا میں اس کے ساتھ جنون سے دم کیا کرتا تھا تو آپ نے مجھے اس کے بعض کا حکم دیا اور کچھ الفاظ سے روک دیا اور میں ان الفاظ سے دم کیا کرتا تھا جن کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی تھی۔

فهذا يحتمل أيضا ما ذكرنا فيما روي في الرقية من النملة۔

اس میں اسی بات کا احتمال ہے جو ہم نے چیونٹی کے دم کے سلسلے میں ذکر کی ہے۔

١٣٥٥۔ وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في الرقية من العين ما حدثنا حسين بن نصر قال ثنا أبو نعيم قال ثنا سفيان عن معبد بن خالد قال سمعت عبد الله بن شداد عن عائشة قالت أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أسترقي من العين۔

نظر لگنے کے دم کے سلسلے میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں نظر کے لیے دم کراؤں۔

١٣٥٦۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفيان عن معبد عن عبد الله بن شداد عن عائشة مثله أو قال قال عبد الله بن شداد أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عائشة أن تسترقي من العين

حضرت معبد حضرت عبد اللہ بن شداد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں یا فرمایا حضرت عبد اللہ بن شداد فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نظر کے لیے دم کرانے کا حکم دیا۔

١٣٥٧۔ حدثنا علي بن عبد الرحمن قال ثنا يحيى بن معين قال ثنا عبد الرزاق بن إبراهيم عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله أن النبي

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا وجہ ہے میں اپنے بھتیجوں کے جسموں کو کمزور دیکھتا ہوں؟ کیا انہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ مَا لِيْ اَرٰى اَجْسَامَ بَنِيْ اَخِيْ ضَارِعَةً اَتُصِيْبُهُمْ الْحَاجَةُ قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّ الْعَيْنَ تُسْرِعُ اِلَيْهِمْ فَاَرْقِيْهِمْ قَالَ بِمَاذَا فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ كَلَامًا لَا بَاْسَ بِهٖ فَقَالَ اِرْقِيْهِمْ ـ

کوئی حاجت ہے انہوں نے عرض کیا نہیں بلکہ انہیں جلدی نظر لگ جاتی ہے تو کیا انہیں دم کر دوں تو آپ نے فرمایا کس کلام کے ساتھ تو انہوں نے آپ کے سامنے وہ کلام پیش کیا جس میں کوئی حرج نہ تھا تو آپ نے فرمایا دم کرتی رہو۔

١٣٥٨ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ وَاَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَا ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْعَيْنَ تُسْرِعُ اِلٰى بَنِيْ جَعْفَرٍ فَاَسْتَرْقِيْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَلَوْ اَنَّ شَيْئًا يَسْبِقُ الْقَدَرَ لَقُلْتُ اِنَّ الْعَيْنَ تَسْبِقُهٗ فَهٰذَا اَيْضًا يَحْتَمِلُ مَا ذَكَرْنَا فِيْ رُقْيَةِ النَّمْلَةِ وَالْجُنُوْنِ ـ

حضرت عبداللہ بن باباہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو جلد نظر لگ جاتی ہے تو کیا میں انہیں دم کروں یا کرواؤں آپ نے فرمایا ہاں اور اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کرتی تو میں کہتا کہ نظر اس سے آگے بڑھ جائے گی۔ تو اس میں بھی اس بات کا احتمال ہے جو ہم نے چیونٹی اور جنون کے دم کے سلسلے میں ذکر کی ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا الرُّخْصَةُ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ ـ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخار والے کو دم کرنے کی اجازت بھی مروی ہے۔

١٣٥٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بخار والے کو دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

١٣٦٠ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ فَهٰذَا فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ بَعْدَ النَّهْيِ لِاَنَّ الرُّخْصَةَ لَا يَكُوْنُ اِلَّا مِنْ شَيْءٍ مَحْظُوْرٍ ـ

حضرت سفیان نے حضرت شیبانی سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔ تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نہی کے بعد ہے کیونکہ ممنوع چیز کی اجازت دی جاتی ہے (یعنی جو پہلے ممنوع ہو)

١٣٦١ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِبَاحَةِ الرُّقٰى كُلِّهَا مَا لَمْ يَكُنْ شِرْكٌ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَرٰى فِيْ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کے دم کی اجازت مروی ہے جب تک شرک نہ ہو حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دور جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے دم (کے الفاظ) مجھ پر پیش کرو جب تک شرک نہ ہو دم کرنے

فقال اعرضوا علیّ رقاکم فلا باس بالرقی مالم

میں کوئی حرج نہیں۔

بما ذکرنا ۔ فھذا یحتمل ایضا ما احتملہ ما رویناہ قبلہ فاحتجنا ان نعلم ھل ھذہ الاباحۃ للرقی متأخرۃ عما روی فی النھی عنھا او ما روی فی النھی عنھا متأخر فیکون ناسخا لھا۔

اس میں بھی اس بات کا احتمال ہے جو ہم پہلے روایات کر چکے ہیں تو ہمیں اس بات کی حاجت ہے کہ ہم معلوم کریں کہ کیا دم کرنے کی یہ اجازت اس کی ممانعت سے مؤخر ہے یا جو کچھ ممانعت کے بارے میں کہا ہے وہ مؤخر ہے تو وہ اس کے لیے ناسخ ہو۔

فنظرنا فی ذلک فاذا ربیع المؤذن حدثنا

۱۳۶۲- قال ثنا اسد قال ثنا ابن لھیعۃ قال ثنا ابو الزبیر عن جابر ان عمرو بن حزم دعی لامرأۃ بالمدینۃ لدغتھا حیۃ لیرقیھا فابی فاخبر بذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعاہ فقال عمرو یا رسول اللہ انک تزجر عن الرقی فقال اقرأھا علیّ فقرأھا علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا باس بھا انما ھی مواثیق فارق بھا۔

چنانچہ ہم نے اس میں غور کیا تو دیکھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرو بن حزم مدینہ طیبہ میں ایک عورت کے لیے بلائے گئے جسے سانپ نے کاٹا تھا کہ آپ اسے دم کریں تو انہوں نے انکار کر دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تو آپ نے انہیں بلایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو دم کرنے سے روکتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے پڑھو انہوں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو پختہ باتیں ہیں ان کے ساتھ دم کرو۔

۱۳۶۳- حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا وکیع عن الاعمش عن ابی سفیان عن جابر قال لما نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرقی اتاہ خالی فقال یا رسول اللہ انک نھیت عن الرقی وانی ارقی من العقرب قال من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا تو میرے ماموں آپ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ دم کرنے سے روکتے تھے اور میں بچھو کا دم کرتا ہوں آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ ایسا کرے۔

۱۳۶۴- حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا یحیی بن حماد قال ثنا ابو عوانۃ عن سلیمان عن ابی سفیان عن جابر قال کان اھل بیت من الانصار یرقون من الحیۃ فنھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرقی فاتاہ رجل فقال یا رسول اللہ انی کنت ارقی من العقرب وانک نھیت عن الرقی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل قال واتاہ رجل کان یرقی من الحیۃ فقال اعرضھا علیّ فعرضھا علیہ فقال لا باس بھا انما ھی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انصار کے ایک گھر والے سانپ کے ڈسنے کا دم کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا تو ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں سانپ کے ڈسنے پر دم کرتا تھا اور آپ نے دم کرنے سے منع فرما دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے پہنچائے۔ آپ فرماتے ہیں ایک اور شخص آیا جو سانپ کا دم کرتا تھا تو آپ نے فرمایا مجھ پر پیش کرو اس نے پیش کیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں یہ پختہ الفاظ ہیں۔

فلما ثبت بما ذكرنا ان ما روي في اباحة الرقى ناسخ لما روي في النهي عنها ثم اردنا ان ننظر في تلك الرقى كيف هي ـ

تو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھ اس کے جواز کے بارے میں مروی ہے وہ اس کی ممانعت کے لیے ناسخ ہے۔

پھر ہم نے ارادہ کیا کہ اس دم کی کیفیت معلوم کریں۔

۱۳۶۵۔ **فاذا** عوف بن مالك حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك ايضا انه لا باس بها ما لم يكن شرك ـ

تو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جب تک شرک نہ ہو کوئی حرج نہیں۔

۱۳۶۶۔ **وقد** روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ايضا ما حدثنا ابن ابي داود قال ثنا الحماني قال ثنا عبد الواحد بن زياد قال ثنا عثمان بن حكيم قال حدثتني الرباب قالت سمعت سهل بن حنيف يقول مررنا بسيل فدخلنا نغتسل فخرجت منه وانا محموم فنمي ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مروا ابا ثابت فليتعوذ فقلت يا سيدي ان الرقى صالحة فقال لا رقية الا من ثلثة من النظرة والحمة واللدغة ـ

آپ سے یوں بھی مروی ہے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک نالے پر گزرے تو ہم وہاں غسل کرنے کے لیے داخل ہو گئے میں وہاں سے نکلا تو بخار میں مبتلا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا ابو ثابت کو حکم دو کہ وہ پڑھ کر پھونکیں فرماتے ہیں حضرت رباب نے کہا میں نے عرض کیا اے میرے آقا! کیا دم کرنا صحیح ہے حضرت سہل نے فرمایا دم کرنا نہیں مگر تین چیزوں سے نظر لگنے سے، بخار سے اور کاٹنے سے۔

فاحتمل ان يكون ما اباح رسول الله صلى الله عليه وسلم من الرقى هو التعوذ فاما قول سهل لا رقية الا من ثلثة فيحتمل ان يكون علم ذلك من اباحة رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد نهيه المتقدم ولم يعلم ما سوى ذلك مما رويناه عن غيره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص فيه ـ

تو اس بات کا احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دم کی اجازت دی ہے وہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا ہو اور حضرت سہل کا قول کہ دم کرنا صرف تین چیزوں سے ہے تو اس کا مطلب یہ کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممانعت کے بعد ان تین چیزوں کے بارے میں سنا ہوگا۔ اس کے علاوہ جن کے بارے میں ہم نے دوسرے حضرات کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ان کو ان چیزوں کا علم نہ ہو سکا۔

۱۳۶۷۔ **حدثنا** محمد بن علي بن داود قال ثنا عفان قال ثنا عبد الوارث قال ثنا عبد العزيز بن صهيب قال ثنا ابو نضرة عن ابي سعيد الخدري ان جبريل اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال اشتكيت يا محمد قال نعم قال بسم الله ارقيك من كل شيء يؤذيك من شر كل ذي نفس وعين الله يشفيك بسم الله

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ علیل ہیں، آپ نے فرمایا ہاں تو انہوں نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ کو ہر اس چیز سے دم کرتا ہوں جو آپ کو تکلیف دے ہر جاندار چیز سے اور نظر بد سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء دے میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ

رقیتك۔

۱۳۶۸۔ **حدثنا** ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا معاویۃ بن صالح عن ازهر بن سعید عن عبد الرحمن بن السائب ابن اخی میمونۃ ان میمونۃ قالت له الا ارقیك برقیۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بلی قالت بسم الله ارقیك والله یشفیك من كل داء فیك اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شافی الا انت **فهذا** وما اشبهه من الرقی لا باس به۔

۱۳۶۹۔ **وقد** دل علی ذلك ایضا قول رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حدیث عوف لا باس بالرقی ما لم یكن شرك فدل ذلك ان كل رقیۃ لا شرك فیها فلیست بمكروهۃ والله اعلم۔

کو دم کرتا ہوں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت عبدالرحمن بن سائب سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دم کے ساتھ دم کروں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں تو ام المومنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام سے میں تمہیں دم کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہر بیماری سے شفاء دے اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے اور شفاء دے تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں۔

اس قسم کے الفاظ کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے حضرت عوف رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں آپ کا قول نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تک شرک نہ ہو دم کرنے میں کوئی حرج نہیں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ہر وہ دم جس میں شرک نہ ہو مکروہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب ۳۱ الحدیث بعد العشاء الآخرۃ

۱۳۷۰۔ **حدثنا** عبد الغنی بن رفاعۃ اللخمی قال ثنا عبد الرحمن بن زیاد قال ثنا شعبۃ عن سیار بن سلامۃ قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ فسمعته یقول كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یكره النوم قبل العشاء الآخرۃ والحدیث بعدها۔

۱۳۷۱۔ **حدثنا** محمد بن خزیمۃ قال ثنا حجاج قال ثنا حماد بن سلمۃ عن سیار فذكر باسنادہ مثله۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الی كراهۃ الحدیث بعد العشاء الآخرۃ واحتجوا فی ذلك بهذا الحدیث وخالفهم فی ذلك آخرون فقالوا اما الكلام الذی لیس بقربۃ الی الله عز وجل وان كان لیس بمعصیۃ فهو مكروہ حینئذ لانه مستحب للرجل ان ینام علی قربۃ وخیر

باب ۳۱: نماز عشاء کے بعد باتیں کرنا

حضرت سیار بن سلامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد گفتگو کرنا ناپسند کرتے تھے۔

حضرت حماد بن سلمہ حضرت سیار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رضی اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے نماز عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند کیا ہے ان حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو گفتگو قرب خداوندی کا سبب نہ ہو اگرچہ گناہ بھی نہ ہو وہ اس وقت مکروہ ہے کیونکہ انسان کے لیے مستحب ہے

وَتَفْضِيْلِ عِنْدَهُمْ عَمَلُهُ فَاَفْضَلُ الْاَشْيَاءِ لَهُ اَنْ يَنَامَ عَلَى الصَّلٰوةِ فَتَكُوْنُ هِيَ اٰخِرَ عَمَلِهِ -

کہ وہ قربت و خیر پر سو جائے اور بھلائی پر اس کا عمل ختم ہو لہٰذا افضل بات یہ ہے کہ وہ نماز کے بعد سو جائے تاکہ یہی اس کا آخری عمل ہو۔

۱۳۷۲ - وَاحْتَجُّوْا فِيْ اِبَاحَةِ الْحَدِيْثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ جَدَبَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَرَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَتَمَةِ وَقَالَ مُسْلِمٌ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ

انہوں نے نماز عشاء کے بعد گفتگو کے جواز پر یوں استدلال کیا ہے حضرت ابو وائل سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد بات چیت کے لیے ہماری طرف متوجہ ہوئے حضرت مسلم فرماتے ہیں نماز عشاء کے بعد

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَبَ لَهُمُ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَفِي الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ فَوَجْهُهُمَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّهُ كَرِهَ لَهُمْ مِنَ السَّمَرِ مَا لَيْسَ بِقُرْبَةٍ وَجَدَبَ لَهُمْ مَا هُوَ قُرْبَةٌ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْ اَهْلِ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ -

تو اس حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد گفتگو کے لیے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور پہلی حدیث میں ہے کہ آپ اسے مکروہ جانتے تھے تو ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے اس گفتگو کو ناپسند کیا جو قرب خداوندی کا ذریعہ نہ تھی اور ان کی طرف اس گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوئے جو قرب کا ذریعہ تھی یہی وہ مفہوم ہے جو ہم نے دوسرے قول والوں کی طرف سے ذکر کیا اور جو اس باب میں مذکور ہے۔

۱۳۷۳ - وَقَدْ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ الصَّيْرَفِيُّ قَالَ ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رُبَّمَا سَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْاَمْرِ يَكُوْنُ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ

حضرت علقمہ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مسلمانوں کے امور سے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔

فَبَيَّنَ هٰذَا الْحَدِيْثُ سَمَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ كَانَ يَسْمُرُهُ وَاَنَّهُ مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَذٰلِكَ مِنْ اَعْظَمِ الطَّاعَاتِ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ السَّمَرَ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ خِلَافُ هٰذَا ۔

تو اس حدیث نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو کی وضاحت کر دی کہ وہ مسلمانوں کے معاملات سے متعلق ہوتی تھی اور یہ بڑی بڑی عبادات میں سے ہے پس یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ممنوع گفتگو اس کے خلاف ہے۔

تو اس حدیث نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو کی وضاحت کر دی کہ وہ مسلمانوں کے معاملات سے متعلق ہوتی تھی اور یہ بڑی

۱۳۷۴ - وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا

حماد بن سلمة عن عاصم عن أبي وائل عن عبد الله
قال جدب إلينا عمر السمر بعد العشاء الآخرة
ففي هذا الحديث أن عمر جدب إليهم السمر بعد
العشاء الآخرة ولم يتبين لنا في هذا الحديث أي
سمر ذلك السمر فنظرنا في ذلك.

١٣٧٥ - فإذا سليمان بن شعيب قد حدثنا قال ثنا
عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة عن الجريري
قال سمعت أبا نضرة يحدث عن أبي سعيد مولى
الأنصار قال كان عمر لا يدع سامرا بعد العشاء
يقول ارجعوا لعل الله يرزقكم صلوة أو تهجدا فانتهى
إلينا وأنا قاعد مع ابن مسعود وأبي بن كعب وأبي ذر
فقال ما يقعدكم قلنا أردنا أن نذكر الله فقعد معهم

١٣٧٦ - فهذا عمر قد كان ينهاهم عن السمر بعد
العشاء ليرجعوا إلى بيوتهم ليصلوا أو ليناموا نوما ثم
يقومون لصلوة يكونون بذلك متهجدين فلما سألهم
ما الذي أقعدهم فأخبروه أنه ذكر الله لم ينكر
ذلك عليهم وقعد معهم لأن ما كان يقيمهم له هو الذي
هم قعود له فثبت بذلك أن السمر الذي في حديث
أبي وائل عن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه
وسلم وعمر جدباه إليهم هو الذي فيه قربة
إلى الله عز وجل والنهي عنه في حديث أبي برزة هو
ما لا قربة فيه ليستوي معاني هذه الآثار لتتفق
ولا تتضاد.

١٣٧٧ - وقد روينا عن عبد الله بن عباس و
المسور بن مخرمة أنهما سمرا إلى طلوع الثريا فذلك
عندنا على السمر الذي هو قربة إلى الله عز وجل و

بری عبادات میں بات ہے پس یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ممنوع
گفتگو اس کے خلاف ہے۔

تو اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز عشاء
کے بعد گفتگو کے لیے ان کی طرف متوجہ ہوئے لیکن یہ بات واضح نہیں کہ
وہ کون سی گفتگو تھی، تو ہم نے اس سلسلے میں دیکھا۔

حضرت ابوسعید (انصار کے آزاد کردہ غلام) فرماتے ہیں
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد کسی گفتگو کرنے والے کو نہیں
چھوڑتے تھے فرماتے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں نماز یا تہجد کی توفیق
عطا فرمائے (ایک دن) آپ ہمارے پاس تشریف لائے میں حضرت
ابن مسعود، ابی بن کعب اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھا
پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتے
ہیں تو آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔

تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو نماز عشاء کے بعد
گفتگو سے منع فرماتے تھے تاکہ لوگ اپنے گھروں کی طرف لوٹ جائیں
اور نماز پڑھیں یا سو جائیں پھر نماز کے لیے بیدار ہوں تاکہ اس کے ساتھ
وہ تہجد پڑھنے والے قرار پائیں تو جب انہوں نے پوچھا کہ وہ کیوں
بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بات بتائی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھے
ہیں تو آپ نے ان پر یہ اعتراض نہ کیا اور ان کے ساتھ خود بھی بیٹھ گئے
کیونکہ وہ جس بات کے لیے ان کو اٹھانا چاہتے وہ اسی کے لیے تو بیٹھے
ہوئے تھے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابووائل کی روایت میں جس
گفتگو کا ذکر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے یہ وہ گفتگو ہے جو قرب خداوندی
کا ذریعہ تھی اور حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو ممانعت ہے
وہ اس گفتگو کے بارے میں ہے جس میں قربت نہیں تھی اور یہ مفہوم لینا
اس لیے ضروری ہے تاکہ احادیث باہم متفق ہوں اور ان میں
تضاد ثابت نہ ہو۔

ہم نے حضرت عبد اللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ
عنہم سے روایت کیا کہ وہ دونوں ثریا ستارے کے طلوع تک
گفتگو کرتے تھے تو ہمارے نزدیک اس سے مراد بھی وہ گفتگو ہے جو

قد ذكرنا هذا الحديث بإسناده فيما تقدم من كتابنا هذا۔

۱۳۷۸۔ وقد روي عن عائشة أيضا من طريق ليس مثله يثبت أنها قالت لا سمر إلا لمصل أو مسافر فذلك عندنا إن ثبت عنها غير مخالف لما رويناه وذلك أن المسافر يحتاج إلى ما يدفع النوم عنه ليسير فأبيح له بذلك السمر وإن كان ليس بقربة ما لم يكن معصية لاحتياجه إلى ذلك فهذا معنى قولها لا سمر إلا لمسافر وأما قولها أو مصل فمعناه عندنا على المصلي بعد ما يسمر فيكون نومه إذا نام بعد ذلك على الصلاة لا على السمر فقد عاد هذا المعنى إلى المعنى الذي صرفنا إليه معاني الآثار الأول والله أعلم۔

قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔

ہم نے یہ حدیث اس سے پہلے اس کی سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک ایسی سند کے ساتھ مروی ہے جس کی مثل ثابت نہیں انہوں نے فرمایا گفتگو نہیں ہے مگر نمازی اور مسافر کے لیے۔ ہمارے نزدیک اگر یہ حدیث ثابت ہو تو بھی ہمارے خلاف نہیں کیونکہ مسافر ایسی چیز کا محتاج ہوتا ہے جو اس سے نیند کو دور کر دے تاکہ وہ چلتا رہے پس اس کے لیے گفتگو جائز ہے اگرچہ قربِ خداوندی کا ذریعہ نہ ہو جب تک گناہ کی بات نہ ہو کیونکہ اسے گفتگو کی ضرورت ہوتی ہے تو ام المومنین کے قول کہ مسافر کو گفتگو کی اجازت ہے کا یہی مطلب ہے اور ان کا یہ فرمانا کہ نمازی کو اجازت ہے تو ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو گفتگو کے بعد نماز پڑھے پس اس کے بعد اس کا سونا نماز کے بعد ہوگا گفتگو کے بعد نہیں لہٰذا اس کا مفہوم، اس مفہوم کی طرف لوٹ گیا جو ہم نے ان روایات کے معانی کے ضمن میں بیان کیا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب ۳۱۱ نظر العبد إلى شعور الحرائر

۱۳۷۹۔ حدثنا المزني قال ثنا الشافعي قال ثنا سفيان عن الزهري عن نبهان مولى أم سلمة عن أم سلمة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا كان لإحداكن مكاتب وكان عنده ما يؤدي فلتحتجب منه قال سفيان سمعته من الزهري وثبتنيه معمر۔

باب ۳۱۱ آزاد عورتوں کے بالوں کو دیکھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (عورتوں) میں سے کسی کا مکاتب غلام ہو اور اس کے پاس ادائیگی کے لیے مال ہو تو وہ (عورت) اس سے پردہ کرے حضرت سفیان فرماتے ہیں اسے میں نے حضرت زہری سے سنا اور حضرت معمر نے اس کی توثیق فرمائی۔

قال أبو جعفر فذهب قوم من أهل المدينة إلى أن العبد لا بأس أن ينظر إلى شعور مولاته ووجهها وإلى ما ينظر إليه ذو محرم منها واحتجوا في ذلك بهذا الحديث وقالوا في قول النبي صلى الله عليه وسلم لأم سلمة فلتحتجب منه دليل على أنها قد كانت قبل ذلك غير محتجبة منه وقالوا قد روي ذلك عن ابن عباس وعمل به أزواج النبي

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل مدینہ کی ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ غلام پر کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی مالکہ کے بالوں چہرے اور جسم کے اس حصے کی طرف دیکھے جسے اس کا محرم دیکھ سکتا ہے ان حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پردے کا حکم دینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے (مکاتبت سے پہلے) اس سے وہ پردہ نہیں کرتی تھیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں یہی بات حضرت ابن عباس

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْدِہٖ۔

رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان آپ کی ازواج مطہرات نے اسی پر عمل کیا۔

فَذَكَرُوْا فِیْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا

١٣٨٠- ابْنُ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ ثَنَا شَرِیْكٌ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا بَاْسَ اَنْ یَّنْظُرَ الْعَبْدُ اِلٰی شُعُوْرِ مَوْلَاتِهٖ۔

اس سلسلے میں انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت ابو مالک، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ غلام اپنی مالکہ کے بالوں کی طرف دیکھے۔

١٣٨١- حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَیْمُوْنُ بْنُ یَحْیٰی مِنْ اٰلِ الْاَشَجِّ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ وَیَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّ امْرَاَةً جَلَسَتْ عِنْدَ عَبْدِ زَوْجِهَا بِغَیْرِ خِمَارٍ لَمْ یَكُنْ بِذٰلِكَ بَاْسًا قَالَ بُكَیْرٌ وَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ تَجْلِسُ عِنْدَ عَبْدِ الْقَاسِمِ وَهُوَ زَوْجُهَا بِغَیْرِ خِمَارٍ قَالَ بُكَیْرٌ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ كَانَتْ عَائِشَةُ یَرَاهَا الْعَبِیْدُ لِغَیْرِهَا قَالَ بُكَیْرٌ قَالَتْ اُمُّ عَلْقَمَةَ مَوْلَاةُ عَائِشَةَ تَدْخُلُ عَلَیْهَا عَبِیْدُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنْ كَانَ عَبِیْدُ النَّاسِ لَیَرَوْنَ عَائِشَةَ بَعْدَ اَنْ یَّحْتَلِمَ اَحَدُهُمْ وَاِنَّهَا لَتَمْتَشِطُ قَالَ بُكَیْرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ لَمْ تَكُنْ اُمُّ سَلَمَةَ تَحْتَجِبُ مِنْ عَبِیْدِ النَّاسِ

حضرت عمرو بن بکیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عمرو بن شعیب، یزید بن عبداللہ اور عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں یہ سب حضرات فرماتے ہیں اگر کوئی عورت دوپٹے کے بغیر اپنے خاوند کے غلام کے پاس بیٹھ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں حضرت بکیر فرماتے ہیں مجھے حضرت عبدالرحمن بن قاسم نے خبر دی کہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت قاسم کے غلام کے پاس دوپٹے کے بغیر بیٹھی تھیں حضرت بکیر فرماتے ہیں حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی

ام علقمہ نے بتایا کہ مسلمانوں کے غلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے اگرچہ وہ دوسروں کے غلام ہوتے اور بالغ بھی ہو جاتے تاکہ وہ آپ کی زیارت کریں اور آپ کنگھی کر رہی ہوتیں حضرت بکیر حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا لوگوں کے غلاموں سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ

فَقَالُوْا لَا یَنْظُرُ الْعَبْدُ مِنَ الْحُرَّةِ اِلَّا اِلٰی مَا یَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْهَا الْحُرُّ الَّذِیْ لَا مَحْرَمَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا۔

دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کوئی غلام آزاد عورت کو نہیں دیکھ سکتا البتہ وہ حصہ جسے غیر محرم آزاد مرد دیکھ سکتا ہے۔

١٣٨٢- وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ ذَكَرُوْا فِیْ حَدِیْثِ اُمِّ سَلَمَةَ لَا یَدُلُّ عَلٰی مَا قَالَ اَهْلُ تِلْكَ الْمَقَالَةِ لِاَنَّهٗ قَدْ یَجُوْزُ اَنْ یَّكُوْنَ اَرَادَ بِذٰلِكَ حِجَابَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّهُنَّ قَدْ كُنَّ یَحْتَجِبْنَ عَنِ النَّاسِ جَمِیْعًا اِلَّا مَنْ كَانَ

اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو قول نقل کیا ہے وہ ان حضرات کے قول پر دلالت نہیں کرتا ممکن ہے اس سے امہات المومنین کا پردہ کرنا مراد ہو وہ تمام لوگوں سے پردہ کرتی تھیں سوائے ان لوگوں کے جو ان کے ذی رحم محرم ہوتے لہٰذا کسی شخص کے لیے

مُشَاهَدَةُ ذَوِي مَحَارِمِهِنَّ فَكَانَ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَرَاهُنَّ أَصْلًا إِلَّا مَنْ كَانَ بَيْنَهُنَّ وَبَيْنَهُ رَحِمٌ مَحْرَمٌ وَغَيْرُهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ لَسْنَ كَذَلِكَ لِأَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ الرَّجُلُ مِنَ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا رَحِمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا وَلَيْسَتْ عَلَيْهِ بِمُحَرَّمَةٍ إِلَى وَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔

بھی ان کو دیکھنا بالکل جائز نہ تھا سوائے ان حضرات کے جو ان کے ذی رحم تھے جب کہ دوسری خواتین کا یہ حکم نہیں تھا کیونکہ کسی ایسی عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں جو اس دیکھنے والے کی محرم نہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہے"۔

۱۳۸۳۔ فَقَدْ قِيلَ فِي ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا قَالَ الزِّينَةُ الْقُرْطُ وَالْقِلَادَةُ وَالسِّوَارُ وَالْخَلْخَالُ وَالدُّمْلُجُ وَمَا ظَهَرَ مِنْهَا الثِّيَابُ وَالْجِلْبَابُ۔

اس سلسلے میں یوں کہا گیا ہے حضرت ابوالاحوص، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں "اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہو" تو زینت سے بالیاں، ہار، کنگن، پازیب اور بازو بند مراد ہیں اور جو کچھ ظاہر ہے وہ کپڑے اور چادر ہے۔

۱۳۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الْكُحْلُ وَالْخَاتَمُ۔

حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں "اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہو" یہاں ظاہر سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے۔

۱۳۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا قَالَ هُوَ مَا فَوْقَ الذِّرْعِ فَأُبِيحَ لِلنَّاسِ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى مَا لَيْسَ بِمُحَرَّمٍ عَلَيْهِمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَى وُجُوهِهِنَّ وَأَكُفِّهِنَّ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فَفُضِّلْنَ بِذَلِكَ عَلَى سَائِرِ النَّاسِ۔

حضرت منصور، حضرت ابراہیم سے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد گرتے سے اوپر کی اشیاء ہیں پس لوگوں کے لیے جائز ہے کہ وہ ان عورتوں کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھیں جو عورتیں ان پر حرام نہیں ہیں لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو نہیں دیکھ سکتے کیوں کہ پردے کی آیت نازل ہو گئی اور انہیں دوسرے تمام لوگوں پر فضیلت دی گئی۔

۱۳۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ حَجَبْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے پاس نیک و بد سب آتے ہیں اگر امہات المؤمنین پردہ کریں تو کیا ہی اچھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرمائی۔

۱۳۸۷۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ

حضرت حسین بن نصر فرماتے ہیں میں نے حضرت یزید بن ہارون

بن هارون قال ثنا حميد فذكر باسناده مثله.

۱۳۸۸- حدثنا ابن ابي داود قال ثنا عبد الله بن صالح قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني عروة عن عائشة ان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم كن يخرجن بالليل الى المناصع وهو صعيد افيح وكان عمر يقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم احجب نساءك فلم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل فخرجت سودة ذات ليلة وكانت امرأة طويلة فناداها عمر الا قد عرفناك يا سودة حرصا على ان ينزل الله الحجاب قالت عائشة فانزل الحجاب.

۱۳۸۹- حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يحيى بن عبد الله بن بكير قال حدثني الليث فذكر باسناده مثله.

۱۳۹۰- حدثنا روح قال يحيى قال حدثني الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني انس بن مالك قال كنت اعلم الناس بشان الحجاب فيما انزل وكان اول ما انزل في مبنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بزينب بنت جحش اصبح بها عروسا فدعا القوم فاصابوا من الطعام ثم خرجوا وبقي رهط منهم عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطالوا المكث فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج وخرجت معه حتى جاء عتبة حجرة عائشة ثم ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم قد خرجوا فرجع ورجعت معه حتى دخل على زينب فاذا هم جلوس فرجع رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجعت معه حتى اذا بلغ عتبة حجرة عائشة وظن انهم قد خرجوا رجع ورجعت معه فاذا هم قد خرجوا فضرب رسول الله

سے سنا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت حمید نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رات کے وقت قضائے حاجت کے مقامات کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہ کھلی زمین تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے یا رسول اللہ ازواج مطہرات کا پردہ کرا دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے چنانچہ ایک رات حضرت سودہ رضی اللہ عنہا باہر نکلیں آپ کا قد لمبا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا آپ کو حرص تھی کہ اللہ تعالیٰ پردے کا حکم نازل فرمائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پس اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دے دیا۔

حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر فرماتے ہیں مجھ سے حضرت لیث نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی وہ فرماتے ہیں میں پردے کے معاملے کو سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوا سب سے پہلے یہ حکم اس وقت نازل ہوا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ شب زفاف منائی جب اس شب کی صبح ہوئی تو آپ نے لوگوں کو بلایا انہوں نے کھانا کھایا پھر وہ سب چلے گئے مگر ایک گروہ باقی رہ گیا وہ کافی دیر تک آپ کے پاس ٹھہرے رہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ باہر چلا گیا یہاں تک کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ کے پاس تشریف لائے پھر آپ کو خیال ہوا کہ وہ چلے گئے ہوں گے چنانچہ آپ واپس لوٹے میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوا حتیٰ کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے میں بھی واپس آگیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ کے پاس پہنچے اور خیال فرمایا کہ وہ چلے گئے ہوں گے تو آپ پھر تشریف لائے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ۔

میں بھی آپ کے ساتھ آیا اس وقت وہ چلے گئے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردے کا حکم نازل ہو گیا۔

۱۳۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ قَدْ مَدَّ بِهِمَا الْحَدِيثُ فَوَثَبَا مُسْرِعَيْنِ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شب زفاف کی تو ولیمہ کیا پھر امہات المومنین کے حجروں کی طرف تشریف لے گئے جب اپنے خانہ اقدس کی طرف لوٹے تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ وہ باتیں کر رہے تھے تو وہ دونوں جلد جلدی کود کر چلے گئے آپ واپس تشریف لائے گھر میں داخل ہوئے اور پردہ ڈال دیا اور پردے کی آیت نازل ہو گئی۔

۱۳۹۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ قَالَ ثَنَا الْمُقْرِئُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ سَالِمٍ الْعَلَوِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ خَادِمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَكُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَجِئْتُ يَوْمًا أَدْخُلُ فَقَالَ كَمَا أَنْتَ فَإِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْنَا إِلَّا بِإِذْنٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا اور میں اجازت کے بغیر حاضر ہو جایا کرتا تھا ایک دن میں حاضر ہوا اور داخل ہونے لگا تو آپ نے فرمایا ٹھہرو تمہارے بعد ایک حکم ظاہر ہوا لہذا ہمارے پاس اجازت کے بغیر نہ آنا۔

۱۳۹۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَالِمٍ الْعَلَوِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ جِئْتُ أَدْخُلُ كَمَا أَدْخُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَكَ يَا بُنَيَّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب پردے کی آیت نازل ہوئی تو میں آیا اور عادت کے مطابق داخل ہونے لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے! باہر ٹھہر جاؤ۔

۱۳۹۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ وَقَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ الثَّلَاثَةُ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا وَانْطَلَقُوا فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کو کھانے کے لیے بلایا انہوں نے کھانا کھایا اور پھر گفتگو کرنے بیٹھ گئے آپ نے ایسا عمل شروع کیا کہ گویا آپ کھڑا ہونا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگ پھر بھی نہ اٹھے جب آپ نے یہ حالت دیکھی تو کھڑے ہو گئے اور ان میں سے بھی کچھ لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے البتہ تین آدمی بیٹھے رہے پھر آپ تشریف لائے اندر جانے لگے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے میں حاضر ہوا اور اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں چنانچہ آپ تشریف لائے اور داخل ہوئے اب پردے

فانطلقوا فجاء فدخل وأنزلت آية الحجاب يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم الآية.

کی آیت نازل ہوئی "اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے۔"

قال أبو جعفر فكن أمهات المؤمنين قد خصصن بالحجاب ما لم يجعل فيه سائر الناس مثلهن فإن قال قائل فقد قال الله عز وجل وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها ثم قال ولا يبدين زينتهن إلا لبعولتهن أو آبائهن أو آباء بعولتهن أو أبنائهن أو أبناء بعولتهن أو إخوانهن أو بني إخوانهن أو بني أخواتهن أو نسائهن أو ما ملكت أيمانهن فجعل ما ملكت أيمانهن كذي الرحم المحرم فيهن قيل له ما جعلهن كذلك ولكنه ذكر جماعة مستثنين من قوله عز وجل ولا يبدين زينتهن فذكر البعول وذكر الآباء ومن ذكر معهم مثل ما ذكره وما ملكت أيمانهن فلم يكن جمعه بينهم بدليل على استواء أحكامهم لأنا قد رأينا البعل قد يجوز له أن ينظر من امرأته إلى ما لا ينظر إليها أبوها منها ثم قال أو ما ملكت أيمانهن فلا يكون ضمه أولئك مع ما قبلهم بدليل أن حكمهم مثل حكمهم ولكن الذي أبيح بهذه الآية للمملوكين من النظر إلى النساء إنما هو ما ظهر من الزينة وهو الوجه والكفان وفي إباحته ذلك للمملوكين وليسوا بذوي أرحام محرمة دليل أن الأحرار الذين ليسوا بذوي أرحام محرمة من النساء في ذلك كذلك.

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امہات المومنین کو پردے کے اس حکم کے ساتھ مخصوص کیا گیا جس میں باقی تمام لوگ ان کی مثل نہ تھے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر وہ جو خود بخود ظاہر ہے" پھر فرمایا "وہ اپنی زینت کو اپنے خاوندوں، باپ دادا، خاوندوں کے باپ دادا، اپنے بیٹوں، خاوندوں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، اپنی عورتوں یا لونڈی غلام کے علاوہ کسی کے لیے ظاہر نہ کریں" تو ان کے غلاموں کو محارم کی طرح قرار دیا گیا۔

تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ انہیں ایسا نہیں قرار دیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کا ذکر کیا جو اس کے ارشاد گرامی "کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں" سے مستثنیٰ ہے تو خاوند کا ذکر کیا، باپ دادوں کا ذکر کیا اور ان کے ساتھ جن کو اس کی مثل ذکر کیا اور لونڈی غلاموں کا ذکر کیا تو ان کو جمع کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کے احکام ایک جیسے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خاوند کے لیے عورت کا وہ مقام دیکھنا جائز ہے جسے عورت کا باپ نہیں دیکھ سکتا پھر فرمایا "یا وہ جو تمہاری ملک میں ہوں" تو اسے پہلوں کے ساتھ ملانا اس دلیل سے نہیں کہ ان کا حکم ان کی طرح ہے بلکہ اس آیت کے ذریعے غلاموں کے لیے عورتوں کا وہ حصہ دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے جو زینت میں سے ظاہر ہے اور وہ چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں اور اسے غلاموں کے لیے جائز قرار دیا حالانکہ وہ محارم نہیں ہیں، اس بات کی دلیل ہے کہ جو آزاد لوگ محارم نہیں ہے ان کا بھی یہی حکم ہے۔

وقد بين هذا المعنى ما في حديث عبد بن زمعة من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ مفہوم حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں بیان ہوا آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

بسودة تحتجب منه فأمرها بالحجاب منه وهو ابن وليدة أبيها وليس يخلو أن يكون أخاها أو ابن وليدة أبيها فيكون مملوكا لسائر ورثة أبيها فعلمنا أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يحجبها منه لأنه أخوها ولكن لأنه غير أخيها وهو في تلك الحال مملوك فلم يحل له برقه النظر إليها فقد ضاد هذا الحديث حديث أم سلمة وخالفه وصارت الآية التي ذكرنا على قول هذا الذاهب إلى حديث سودة أنها على سائر النساء دون أمهات المؤمنين وأن عبيد أمهات المؤمنين كانوا في حكم النظر إليهن في حكم القرباء منهن الذين لا رحم بينهم وبينهن لا في حكم ذوي الأرحام منهن المحرمة وكل من كان بينه وبينهن محرمة فهو عندنا في حكم ذوي الأرحام المحرمة في منع ما وصفنا ثم رجعنا إلى النظر لنستخرج به من القولين قولا صحيحا فرأينا ذا الرحم لا بأس أن ينظر إلى المرأة التي هو لها محرم إلى وجهها وصدرها وشعرها وما دون ركبتها ورأينا القريب منها ينظر إلى وجهها وكفيها فقط ثم رأينا العبد حرام عليه في قولهم جميعا أن ينظر إلى صدر المرأة مكشوفا أو إلى ساقيها سواء كان رقه لها أو لغيرها فلما كان فيما ذكرنا كالأجنبي منها لا كذي رحمها المحرم عليها كان في النظر إلى شعرها أيضا كالأجنبي لا كذي رحمها المحرم عليها فهذا هو النظر في هذا الباب وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔

۱۳۹۵- وقد وافقهم في ذلك من المتقدمين الحسن والشعبي حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال ثنا مغيرة عن

سے فرمایا ان سے پردہ کرو تو آپ نے ان کو ان سے پردہ کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ وہ ان کے باپ کی لونڈی کے بیٹے ہیں تو وہ یا تو لازماً ان کے بھائی ہوں گے یا ان کے والد کی لونڈی کے بیٹے، پس اگر وہ ان کے والد کے تمام وارثوں کے مملوک ہوئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ان سے پردہ اس لیے نہیں کروایا کہ وہ ان کے بھائی تھے بلکہ اس لیے کہ وہ بھائی نہیں تھے اور وہ اس حالت میں مملوک تھے پس ان کے غلام ہونے کی وجہ سے ان کے لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا جائز نہ تھا اس طرح یہ حدیث، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی ضد اور مخالف ہوئی اور جو آیت ہم نے ذکر کی وہ اس شخص کے نزدیک جس نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو اپنایا، تمام عورتوں کے متعلق ہے صرف امہات المومنین کے لیے نہیں اور امہات المومنین کے غلام، ان کی طرف دیکھنے کے سلسلے میں ان رشتہ داروں کے حکم میں تھے جو ان امہات المومنین کے رشتہ دار نہیں تھے ان کے حکم میں نہیں جو محارم تھے اور امہات المومنین کے ساتھ جس کو محرمیت حاصل ہو وہ اس ممانعت کے سلسلے میں ان رشتہ داروں کی طرح ہیں جو ان کے لیے ذی رحم محرم ہیں پھر ہم نے قیاس کی طرف رجوع کیا تاکہ دونوں قولوں میں سے صحیح قول نکال سکیں تو ہم نے دیکھا کہ ذی رحم محرم کے لیے اس عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں جو اس پر حرام ہو وہ اس کے چہرے، سینے، بالوں اور گھٹنوں سے نیچے دیکھ سکتا ہے اور قریبی رشتہ دار صرف اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھ سکتا ہے پھر ہم نے دیکھا کہ سب کے نزدیک اس پر حرام ہے کہ وہ عورت کے کھلے ہوئے سینے یا پنڈلیوں کی طرف دیکھے چاہے وہ اس عورت کا غلام ہو یا کسی اور کا، تو جب اس مذکورہ بات میں وہ اس عورت کے لیے اجنبی کی طرح ہے ذی رحم محرم کی طرح نہیں ہے تو بالوں کے سلسلے میں بھی وہ اجنبی کی طرح ہے ذی رحم محرم کی طرح نہیں ہے اس بات میں قیاس یہی ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

اس سلسلے میں متقدمین میں سے حضرت حسن اور حضرت شعبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے حضرت مغیرہ، حضرت شعبی سے اور حضرت یونس حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے غلام کے لیے اپنی مالکہ کے بالوں کو

هُشَيْمٌ وَيُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يَنْظُرَ الْعَبْدُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ۔

بَابُ ۳۱۲ التَّكَنِّيْ بِأَبِي الْقَاسِمِ هَلْ يَصِحُّ أَمْ لَا

۱۳۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ قَالَ ثَنَا فِطْرٌ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ وُلِدَ لِي ابْنٌ أُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَكَانَتْ رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَكْتَنِيَ الرَّجُلُ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَأَنْ يَتَسَمَّى مَعَ ذٰلِكَ بِمُحَمَّدٍ وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا أَمَّا مَا ذُكِرَ مِنْ أَنَّ ذٰلِكَ رُخْصَةٌ فَلَمْ يُذْكَرْ ذٰلِكَ فِي الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا ذُكِرَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا هُوَ قَوْلُ مِمَّنْ بَعْدَ عَلِيٍّ وَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا قَالَ وَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّهُ خِلَافُ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ فِي زَمَنِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةٌ قَدْ كَانُوْا مُسَمَّيْنَ بِمُحَمَّدٍ مُتَكَنِّيْنَ بِأَبِي الْقَاسِمِ مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُذَيْفَةَ فَلَوْ كَانَ أَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ خَاصًّا إِذًا لَمَا سَوَّغَهُ غَيْرُهُ وَلَا نَكَرَهُ عَلٰى فَاعِلِهِ وَأَنْكَرَهُ مَعَهُ مَنْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **فَقَالَ** الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ خَاصًّا لِعَلِيٍّ قَدْ رُوِيَ عَنْ

دیکھنا مکروہ جانا ہے۔

باب ۳۱۲ ابوالقاسم کنیت رکھنا کیسا ہے

حضرت محمد بن حنفیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھوں! آپ نے فرمایا ہاں اور یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت تھی۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص اپنی کنیت ابوالقاسم اور اس کے ساتھ اپنا نام محمد رکھے۔ ان حضرات نے اس سلسلے میں اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اجازت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ جو رخصت (اجازت) کا لفظ ذکر کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں حدیث میں یہ بات مذکور نہیں کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور نہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت ہے یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد والے لوگوں کی طرف سے ہے تو ایسا بھی ممکن ہے کہ یہ بات اسی طرح ہو جس طرح آپ نے فرمایا اور ممکن ہے اس کے خلاف ہو۔

اس کے خلاف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں کچھ حضرات کے نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی گئی تھی ان میں حضرت محمد بن طلحہ محمد بن اشعث اور محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم ہیں اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حکم جو پہلی حدیث میں مذکور ہے خاص ہوتا تو دوسروں کے لیے گنجائش نہ ہوتی اور وہ ایسا کرنے والے پر اعتراض کرتے اور ان کے ساتھ دوسرے صحابہ کرام بھی اعتراض کرتے۔ جن حضرات کا موقف یہ ہے کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی

رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل على ما قلنا.

بات مروی ہے جو ہماری بات پر دلالت کرتی ہے۔

١٣٩٧- **فذكروا** في ذلك ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح بن أسلم قال ثنا أيوب بن واقد قال ثنا فطر بن خليفة عن منذر الثوري عن محمد بن الحنفية عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن ولد لك بعدي ابن فسمه باسمي وكنه بكنيتي وهي لك خاصة دون الناس.

حضرت محمد بن حنیفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر اس کا نام اور میری کنیت پر اس کی کنیت رکھنا اور یہ آپ کے ساتھ خاص ہے دوسرے لوگوں کے لیے نہیں ہے

قالوا ففي هذا الحديث الخصوصية من رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بذلك دون الناس **قيل** لهم هذا كما ذكرتم لو ثبت هذا الحديث على ما رويتم ولكنه ليس بثابت عندنا لأن أيوب بن واقد لا يقوم مقام من خالفه في هذا الحديث ممن رواه عن فطر على ما ذكرنا في أول هذا الباب.

اور یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی، دوسرے لوگوں کے لیے یہ حکم نہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ اگر یہ حدیث ثابت ہو تو یہ بات اسی طرح ہوگی لیکن ہمارے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے کیونکہ ایوب بن واقد اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے اس حدیث میں اس کی مخالفت کی ہے یعنی وہ حضرات جنہوں نے حضرت فطر سے روایت کیا جیسا کہ ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا۔

فقال الذين ذهبوا إلى أن ذلك كان خاصا لعلي بعد أن افترقوا فرقتين فقالت فرقة لا ينبغي لأحد أن يكتني بأبي القاسم سواء كان اسمه محمدا أو لم يكن وقالت الفرقة الأخرى لا ينبغي لأحد ممن تسمى محمدا أن يكتني بأبي القاسم ولا بأس لمن لم يتسم محمدا أن يكتني بأبي القاسم **وقد** روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل على ما قلنا في خصوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك علينا.

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خاص ہے ان کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ کہتا ہے کہ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی کنیت ابوالقاسم رکھے چاہے اس کا نام محمد ہو یا نہ جبکہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جس شخص کا نام محمد ہو اس کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات مروی ہیں جو اس کے حضرت کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

١٣٩٨- **فذكروا** ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب بن جرير قال ثنا شعبة عن عبد الله بن يزيد النخعي عن أبي زرعة عن عمرو بن جرير عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ اپناؤ۔

وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي۔

۱۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي.

حضرت سالم بن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے تسموا کی جگہ سموا باسمی کے الفاظ نقل کیے (مفہوم ایک ہے۔)

۱۴۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت محمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۴۰۱۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ وَابْنُ نَافِعٍ قَالَا ثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو بے شک میں ابوالقاسم ہوں۔

۱۴۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَشْكِيْبٍ الْكُوْفِيُّ قَالَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اپناؤ۔

۱۴۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو رَبِيْعَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابو صالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۴۰۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت سالم بن ابی الجعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالُوْا فَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَكَنّٰى بِكُنْيَتِهِ وَأَبَاحَ أَنْ يُتَسَمّٰى بِاسْمِهِ وَجَاءَ ذٰلِكَ عَنْهُ مَجِيْئًا ظَاهِرًا مُتَوَاتِرًا فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى خُصُوْصِيَّةِ مَا خَالَفَهُ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى الْكَلَامِ بَيْنَ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلٰى مَا كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیت پر کنیت رکھنے سے منع فرمایا جب کہ اپنے اسم گرامی پر نام رکھنے کو جائز قرار دیا یہ روایات آپ سے واضح اور متواتر طور پر آئی ہیں لہٰذا یہ اپنی مخالف روایت سے خصوصیت پر دلالت کرتی ہے۔ پھر ہم نے ان لوگوں کے مابین کلام کی طرف رجوع کیا جو

اللہ علیہ وسلم فی حدیث ابن الحنفیۃ انہ کان خاصا لعلی۔ فکان من حجۃ الفرقۃ الذین ذھبوا الی ان النھی المذکور فی حدیث ابی ھریرۃ وجابر انما ھو علی الکنیۃ خاصۃ کان اسم المکتنی بھا محمدا او لم یکن ما قد روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصیت ثابت کرتے ہیں ——— جو فریق اس بات کا قائل ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ممانعت کنیت سے خاص ہے کنیت اختیار کرنے والے کا نام محمد ہو یا نہ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے

۱۴۰۵۔ **حدثنا** ابو بکرۃ قال ثنا ابو عاصم قال ثنا ابن جریج قال اخبرنی عبد الکریم عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی عمرۃ عن عمہ عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکتنی بکنیتہ

حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عمرہ اپنے چچا سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیت پر کنیت اختیار کرنے سے منع فرمایا

فقصد بالنھی فی ھذا الحدیث الی الکنیۃ خاصۃ فدل ذلک ان ما قصد بالنھی الیہ فی الآثار التی ذکرناھا قبلہ ھی الکنیۃ ایضا۔

تو اس حدیث میں ممانعت کنیت کے ساتھ خاص کرنے کا ارادہ فرمایا پس اس بات پر دلالت ہے کہ گذشتہ روایات میں بھی آپ نے صرف کنیت سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا۔

۱۴۰۶۔ **وقد** دل علی ذلک ایضا ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عاصم عن ابن عجلان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم۔

اس پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اپناؤ میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

۱۴۰۷۔ **حدثنا** سلیمن بن شعیب قال ثنا عبد الرحمن بن زیاد قال ثنا شعبۃ عن حصین عن سالم بن ابی الجعد عن جابر بن عبد اللہ قال ولد لرجل من الانصار غلام فسماہ محمدا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی انما انا قاسم اقسم بینکم تسموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک انصاری کے گھر بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام محمد رکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کیا تم میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اپناؤ بے شک میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اپناؤ۔

۱۴۰۸۔ **حدثنا** ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا محمد بن خازم عن الاعمش عن ابن ابی الجعد عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اپناؤ بے شک مجھے قاسم بنایا گیا میں تمہارے

وسلم تسموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي فإنما جعلت قاسما أقسم بينكم

درمیان تقسیم کرتا ہوں[1]

فقد أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمعنى الذي من أجله نهى أن يكنى بكنيته وإنما هو لأنه يقسم بينهم فثبت بذلك أن مقصده كان في النهي إلى الكنية دون الجمع بينها وبين الاسم۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معنی کی خبر دی جس کے باعث آپ نے اپنی کنیت پر کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور وہ آپ کا ان کے درمیان تقسیم کرنا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کا ارادہ کنیت سے منع کرنا تھا اسے اور نام کو جمع کرنے کی ممانعت مقصود نہ تھی۔

۱۴۰۹- واحتجوا في ذلك أيضا بما حدثنا عبد الغني بن أبي عقيل وحسين بن نصر قالا ثنا عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة عن حميد الطويل قال سمعت أنس بن مالك يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في السوق فقال له رجل يا أبا القاسم فالتفت إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني فقال الرجل إنما أدعو ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس روایت سے بھی استدلال کیا حضرت حمید طویل فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کہ اے ابوالقاسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا میں نے تو فلاں کو آواز دی ہے اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اپناؤ۔

۱۴۱۰- حدثنا حسين بن نصر قال سمعت يزيد بن هرون قال ثنا حميد عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

۱۴۱۱- حدثنا أبو بكرة قال ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري قال ثنا حميد عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

ایک دوسری سند سے بھی حضرت حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فهذا يدل أيضا على أن نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما هو عن التكني بكنيته خاصة دون الجمع بينها وبين اسمه وقد ذهب إلى هذا المذهب إبراهيم النخعي

یہ روایت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی کنیت سے منع فرمایا کنیت اور نام کو جمع کرنے سے منع نہیں کیا۔

حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ کا

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی عطا عام ہے کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں اسی طرح آپ کی تقسیم بھی عام ہے اور کائنات انسانیت کو جو کچھ ملتا ہے آپ کے ذریعے ملتا ہے۔ (۱۲ ہزاروی)

وَمُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ۔

۱۴۱۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ قَالَ ثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُكْنَى الرَّجُلُ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَإِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ مُحَمَّدًا قَالَ نَعَمْ۔

فَهَذَا إِبْرَاهِيمُ يُخْبِرُ عَنْ أَصْحَابِهِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَكْرَهُونَ ذَلِكَ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَصْحَابَ عَبْدِ اللَّهِ أَوْ مَنْ فَوْقَهُمْ۔

۱۴۱۳۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي قَالَ وَرَأَيْتُ ابْنَ سِيرِينَ يَكْرَهُ أَنْ يَكْتَنِيَ الرَّجُلُ أَبَا الْقَاسِمِ كَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا أَوْ لَمْ يَكُنْ۔

کا بھی یہی مذہب ہے۔

حضرت وکیع بن جراح حضرت علی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا کیا صحابہ کرام اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی کنیت ابوالقاسم رکھے اگرچہ اس کا نام محمد نہ ہو انہوں نے فرمایا "ہاں"۔

تو یہ حضرت ابراہیم نخعی ہیں جو اپنے اسلاف یعنی اصحاب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں یا ان سے اوپر کے لوگوں سے اسی بات کو نقل کرتے ہیں۔

حضرت یزید بن ابراہیم، حضرت محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو یزید بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین کو دیکھا آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی کنیت ابوالقاسم رکھے اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ ذَهَبَ

إِلَى أَنَّ النَّهْيَ فِي ذَلِكَ أَيْضًا هُوَ عَلَى الْجَمْعِ بَيْنَ الْكُنْيَةِ وَالِاسْمِ جَمِيعًا

۱۴۱۴۔ مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ الْكُوفِيُّ قَالَ ثَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُبَيْدٍ عَنْ عَمِّهَا الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ۔

ان کی دلیل یہ ہے حضرت حفصہ بنت عبید اپنے چچا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام اور کنیت کو جمع کرنے سے منع فرمایا۔

۱۴۱۵۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت محمد بن عجلان اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۴۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَزْدِيُّ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يَكْتَنِي بِكُنْيَتِي وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي۔

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے نام پر نام رکھا اور میری کنیت نہ اپنائے اور جس نے میری کنیت کو اپنایا وہ میرے نام پر نام نہ رکھے۔

قَالُوا فَثَبَتَ

بعض حضرات فرماتے ہیں ان روایات سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم

بهذه الآثار ان ما نهى عنه رسول الله صلى الله
عليه وسلم من ذلك هو الجمع بين كنيته مع اسمه
وفي حديث جابر اباحة التكني بكنيته اذا لم
يجمع معها باسمه **فكان** من الحجة عليهم
لأهل المقالة الأخرى انه يحتمل ان يكون رسول
الله صلى الله عليه وسلم قصد بنهيه ذلك المذكور
في حديث البراء وابي هريرة وجابر الى الجمع بين
الكنية والاسم واباح افراد كل واحد منهما
ثم نهى بعد ذلك عن التكني بكنيته فكان ذلك
زيادة فيما كان تقدم من نهيه في ذلك **فان**
قال قائل فما جعل ما قلت اولى من ان يكون
نهى عن التكني بكنيته ثم نهى عن الجمع بين
اسمه وكنيته وكان ذلك اباحة لبعض ما كان وقع
عليه نهيه قبل ذلك **قيل** له لان نهيه عن
التكني بكنيته في حديث ابي هريرة فيما ذكرنا
معه من الآثار لا يخلو من احد وجهين اما ان
يكون متقدما للمقصود فيه الى الجمع بين الاسم
والكنية او متأخرا عن ذلك فان كان متأخرا عنه
فهو زائد عليه غير ناسخ له وان كان متقدما له
فقد كان ثابتا ثم روي هذا بعده فنسخه فلما
احتمل ما قصد فيه الى النهي عن الكنية ان يكون
منسوخا بعد علمنا بثبوته كان عندنا على اصله
المتقدم وعلى انه غير منسوخ حتى نعلم يقينا
انه منسوخ فهذا وجه هذا الباب من طريق معاني
الآثار **واما** وجهه من طريق النظر فقد رأينا
الملائكة لا بأس ان يتسموا بأسمائهم وكذلك
سائر انبياء الله عليهم السلام غير نبينا صلى الله
عليه وسلم فلا بأس ان يتسمى بأسمائهم ويكنى
بكناهم ويجمع بين اسم كل واحد منهم وكنيته

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں جس چیز سے منع فرمایا وہ آپ
کی کنیت کو آپ کے نام کے ساتھ جمع کرنا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ
عنہ کی روایت میں جو جواز ہے وہ آپ کی کنیت کو اختیار کرنا ہے
جب اس کے ساتھ آپ کا نام نہ اپنایا جائے۔ ان کے خلاف دوسرے
قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت براء، حضرت
ابوہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایات میں جو نہی آئی ہے
اور اس سے کنیت اور نام کو جمع کرنے کا قصد فرمایا ہو جب کہ ان
دونوں کو الگ الگ رکھنا جائز قرار دیا ہو پھر اس کے بعد کنیت
کو اپنانے سے منع فرمایا ہو تو یہ پہلی ممانعت سے زائد ہوگی۔
اگر کوئی شخص کہے کہ تمہاری یہ بات اس بات سے کس طرح بہتر قرار
دی جائے گی کہ آپ کی کنیت رکھنا منع ہو پھر نام اور کنیت کو جمع
کرنے سے منع فرمایا تو پہلی ممنوعات میں سے بعض کے لیے
جواز ہوگا ـــــ تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ ہماری
بات کا اولیٰ ہونا اس لیے ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
مذکورہ روایت میں آپ کی کنیت پر کنیت رکھنے کی ممانعت دو
صورتوں سے خالی نہیں یا تو وہ مقدم ہوگی کیونکہ اس میں نام اور
کنیت کو جمع کرنا مقصود ہے یا متاخر ہوگی اگر وہ اس سے متاخر
ہو تو یہ اس پر زائد ہوگی ناسخ نہ ہوگی اور اگر مقدم ہو تو ثابت
ہوگی پھر اس کے بعد یہ دوسری روایت آئی اور اس نے اسے
منسوخ کر دیا جب اس بات کا احتمال ہے کہ جس روایت میں کنیت
سے منع کرنے کا قصد کیا گیا ہے وہ منسوخ ہو جب کہ پہلے
اس کا ثابت ہونا ہمیں معلوم تھا تو یہ اپنی پہلی اصل پر رہے گی اور
منسوخ نہ ہوگی یہاں تک کہ ہمیں یقین سے معلوم ہو جائے کہ یہ
منسوخ ہے۔ معانی روایات کے طریقے پر اس بات کا یہ
بیان ہے ـــ قیاس کے طریقے پر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم دیکھتے
ہیں فرشتوں کے نام پر نام رکھنا اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے علاوہ انبیاء کرام کے نام پر نام رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور
ان کی کنیت بھی اپنائی جا سکتی ہے اس طرح ان میں سے ہر ایک
کے نام اور کنیت کو جمع بھی کیا جا سکتا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ

فهذا نبينا صلى الله عليه وسلم لا بأس أن يتسمى باسمه فالنظر على ذلك أن لا بأس أن يتكنى بكنيته وأن لا بأس أن يجمع بين اسمه وكنيته فهذا هو النظر في هذا الباب غير أن اتباع ما قد ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أولى۔

فقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك أيضا ما حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن ابن المنكدر سمع جابر بن عبد الله يقول ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقلنا لا نكنيك أبا القاسم ولا ننعمك عينا فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال سم ابنك عبد الرحمن **فهذه** الأنصار قد أنكرت على هذا الرجل أن يسمي ابنه القاسم لئلا يكتني به وقصدوا بالكراهة في ذلك إلى الكنية خاصة ثم لم ينكر ذلك عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بلغه فدل ذلك أن نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التكني بكنيته يتسمى مع ذلك باسمه أو لم يتسم به **فإن** قال قائل ففي هذا الحديث ما يدل على كراهة التسمي بالقاسم **قيل** له قد يجوز أن يكون ذلك مكروها كما ذكرت لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أنا قاسم أقسم بينكم **وقد** يجوز أن يكون كره ذلك لأنهم كانوا يكنون الآباء بأسماء الأبناء وقد كان أكثرهم لا يكتني حتى يولد له فيكتني باسم ابنه۔

۱۳۱۷- **والدليل** على ذلك ما حدثنا يونس قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن

علیہ وسلم کا نام اپنانے میں بھی کوئی حرج نہیں تو قیاس کا تقاضا ہے کہ آپ کی کنیت کو اپنانے میں بھی کوئی حرج نہ ہو اس سلسلے میں قیاس یہی ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات ثابت ہو اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے حضرت ابن منکدر سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں ہم میں سے ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا ہم نے اس سے کہا ہم تمہیں ابوالقاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے اور نہ آنکھوں دیکھے تجھے فرحت دیں گے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات ذکر کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو ۔ تو انصار نے اس شخص پر اعتراض کیا کہ وہ اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھے تاکہ وہ ابوالقاسم کنیت اختیار نہ کرے اور انہوں نے یہاں صرف اس کنیت کو اختیار کرنا ناپسند کیا پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ نے ان پر اعتراض نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کنیت پر کنیت رکھنے سے منع فرمایا اس کے ساتھ وہ آپ کے نام کو اپنائے یا نہ ۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ حدیث قاسم نام رکھنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے تو اس شخص کو جواباً کہا جائے گا ہو سکتا ہے کہ مکروہ ہو جس طرح تم نے ذکر کیا کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ناپسند کرنے کی وجہ یہ ہو کہ وہ لوگ بیٹوں کے نام پر کنیت اختیار کرتے تھے اور ان میں سے اکثر بچے کے پیدا ہونے تک کنیت نہیں اپناتے تھے حتیٰ کہ وہ پیدا ہو جاتا پھر بیٹے کے نام کی مناسبت سے کنیت اختیار کرتے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت حمزہ بن صہیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے

عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن حمزۃ بن صہیب عن ابیہ صہیب قال قال لی عمر نعم الرجل انت یا صہیب لولا خصال فیک ثلاث قلت وما ہی یا امیر المؤمنین قال تکنیت ولم یولد لک وانتمیت الی العرب ولست منہم وفیک سرف فی الطعام قلت اما قولک تکنیت ولم یولد لک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنانی ابا یحیی واما قولک انتمیت الی العرب ولست منہم فانی رجل من بنی نمر بن قاسط سبتنا الروم من الطائف بعد ما عقلت اہلی ونسبی واما قولک فیک سرف فی الطعام فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیارکم من اطعم الطعام۔

۱۴۱۸- **فہذا** عمر قد انکر علی صہیب ان یتکنی قبل ان یولد لہ فدل ذلک انہم او اکثرہم کانوا لا یتکنون حتی یولد لہم فیکتنون بابنائہم فلما ولد لذلک الانصاری ابن فسمی القاسم انکرت الانصار ذلک علیہ لانہ انما سمی بہ لیکتنی بہ فابوا ذلک وانکروہ علیہ فاثنی علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لذلک۔

فرمایا اے صہیب! تم بہت اچھے آدمی ہو اگر تم میں تین باتیں نہ ہوں میں نے پوچھا امیر المؤمنین! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا تم نے کنیت رکھ لی حالانکہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا نہیں ہوا تمہارے کھانے میں اسراف وضرورت سے زائد خرچ کرنا ہے اور تم اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہو حالانکہ تم عربی نہیں ہو انہوں نے عرض کیا آپ کا یہ فرمانا کہ تم نے بچے کے پیدا ہونے کے بغیر کنیت اختیار کر لی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو یحییٰ کنیت عطا فرمائی تھی آپ کا یہ فرمانا کہ تم عرب کی طرف نسبت کرتے ہو حالانکہ عربی نہیں ہو تو میں بنو نمر بن قاسط کا ایک فرد ہوں ہمیں رومیوں نے طائف سے قید کر لیا اس وقت میں اپنے خاندان اور اپنے نسب کو سمجھنے لگا تھا جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ کھانے میں اسراف کرتا ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو کھانا کھلاتا ہے۔

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ انہوں نے بچے کی پیدائش سے پہلے کنیت رکھ لی تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ سب یا ان میں اکثر بچے کے پیدا ہونے تک کنیت نہیں رکھتے تھے پھر وہ بچوں کے ناموں پر اپنی کنیت رکھتے تو جب اس انصاری کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے قاسم نام رکھا صحابہ کرام نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ اس نے یہ نام کنیت اپنانے کے لیے رکھا تو انہوں نے اس سے انکار کیا اور اس پر اعتراض کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے ان کی تعریف فرمائی۔

۱۴۱۹- **وقد** دل علی ذلک ایضا ما حدثنا ابن ابی داود قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا ابن لہیعۃ عن اسامۃ بن زید ان ابا الزبیر المکی اخبرہ عن جابر بن عبد اللہ قال ولد لرجل منا غلام فسماہ القاسم وتکنی بہ فابت الانصار ان تکنیہ بذلک فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احسنت الانصار تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی

ففی ہذا الحدیث ما قد دل علی ان رسول اللہ

اس بات پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا اور اس کے ساتھ کنیت اختیار کی انصار نے اس کی کنیت پر اعتراض کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو فرمایا انصار نے اچھا کیا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

تو اس حدیث میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ رسول اکرم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا حَوَّلَ اِسْمَ ذٰلِكَ الصَّبِيِّ لِاَنَّ اَبَاهُ تَكَنَّى بِهٖ فَحَوَّلَهٗ اِلَى اسْمٍ يَجُوْزُ لِاَبِيْهِ التَّكَنِّيْ بِهٖ وَفِيْهِ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ النَّهْيَ اِنَّمَا قُصِدَ بِهٖ اِلَى الْكُنْيَةِ خَاصَّةً لَا اِلَى الْجَمْعِ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْاِسْمِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کا نام اس لیے بدل دیا کہ اس کا باپ اس کے ساتھ کنیت اختیار کرے تو آپ نے ایسے نام کی طرف پھیر دیا جس کے ساتھ اس کے باپ کے لیے کنیت رکھنا جائز ہو جائے اس میں اس بات پر بھی دلالت پائی جاتی ہے کہ آپ کی ممانعت میں صرف کنیت کا ذکر تھا کنیت اور نام کو جمع کرنا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ السَّلَامِ عَلٰى اَهْلِ الْكُفْرِ ۳۱۳

باب ۳۱۳، کفار کو سلام کرنا

۱۴۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ قَالَ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں مسلمان یہودی مشرکین اور بت پرست ملے جلے تھے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّهٗ لَا بَاْسَ اَنْ يُّبْتَدَاَ اَهْلُ الْكُفْرِ بِالسَّلَامِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَكَرِهُوْا اَنْ يُّبْتَدَءُوْا بِالسَّلَامِ وَقَالُوْا لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّرَدَّ عَلَيْهِمْ اِذَا سَلَّمُوْا

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ کافر کو خود سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کافر کو سلام کرنے میں پہل کرنا ناپسند کیا ہے اور فرمایا کہ جب سلام کریں تو جواب دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۴۲۱۔ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا شَرِيْكٌ وَاَبُوْ بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَءُوْهُمْ بِالسَّلَامِ يَعْنِي الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کو (سلام کرنے میں پہل نہ کرو)

۱۴۲۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت سفیان، حضرت سہیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۴۲۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت وہب فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۴۲۴۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

حضرت یحییٰ بن ایوب، حضرت سہیل سے روایت کرتے

عن ابن ایوب عن سهیل فذکر باسناده مثله۔

ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۱۴۲۵۔ حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا عیاش الرقام قال ثنا عبد الاعلی قال ثنا محمد بن اسحق عن یزید بن ابی حبیب عن مرثد بن عبد الله الیزنی عن ابی عبد الرحمٰن الجهنی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا راکب غدا الی یهود فلا تبدؤوهم فاذا سلموا علیکم فقولوا وعلیکم۔

حضرت ابو عبد الرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل صبح یہودیوں کے پاس جاؤں گا تو تم انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کرنا اگر وہ تمہیں سلام کریں تو "وعلیکم" کہنا۔

۱۴۲۶۔ حدثنا ابن الفرج قال ثنا یوسف بن عدی قال ثنا عبد الرحیم عن محمد بن اسحق فذکر باسناده مثله غیر انه قال فلا تبدؤوهم بالسلام۔

حضرت یوسف بن عدی فرماتے ہیں حضرت عبد الرحیم نے حضرت محمد بن اسحٰق سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ تم انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کرنا۔

۱۴۲۷۔ حدثنا فهد قال ثنا علی بن معبد قال ثنا عبید الله بن عمرو عن محمد بن اسحق عن یزید بن ابی حبیب عن مرثد بن عبد الله الیزنی عن ابی نضرة الغفاری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم مثله غیر انه لم یقل بالسلام

حضرت ابو نضرہ غفاری، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے لفظ سلام ذکر نہیں کیا۔

۱۴۲۸۔ حدثنا یونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرنی ابن لهیعة عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر انه سمع ابا نضرة الغفاری یقول انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انی راکب الی یهود فاذا اتیتموهم فسلموا علیکم فقولوا وعلیکم۔

ایک دوسری سند سے مروی ہے حضرت ابو الخیر فرماتے ہیں انہوں نے حضرت ابو نضرہ غفاری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میں یہودیوں کے پاس جا رہا ہوں پس جب تم ان کے پاس جاؤ اور وہ تمہیں سلام کریں تو تم "وعلیکم" کہنا۔

۱۴۲۹۔ حدثنا ابو بکرة قال ثنا ابو عاصم قال ثنا عبد الحمید بن جعفر قال اخبرنی یزید بن ابی حبیب فذکر باسناده مثله ففی هذه الآثار النهی عن ابتداء الیهود والنصاری بالسلام من قول رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی الحدیث الاول ان النبی صلی الله علیه وسلم سلم علیهم فی قول اسامة فقد یجوز ان یکون النبی صلی الله علیه وسلم اراد بسلامه من کان فیهم من المسلمین ولم یرد

حضرت عبد الحمید بن جعفر فرماتے ہیں مجھے حضرت یزید بن ابی حبیب نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔ تو ان روایات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل کرنے سے منع فرمایا اور پہلی روایات میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا تو ممکن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرتے ہوئے ان مسلمانوں کا ارادہ کیا ہو جو وہاں موجود تھے یہودیوں، عیسائیوں اور بت پرستوں کا ارادہ نہیں فرمایا

الیہود ولا النصاری ولا عبدة الاوثان حتی لا یتضاد هذا والآثار وهذا الذی وصفنا جائز فقد یجوز ان یسلم رجل علی جماعة وهو یرید بعضهم وقد یحتمل ان یکون النبی صلی الله علیه وسلم علیهم اجمعین لان ذلك کان فی وقت قد امر فیه الا یجادلهم الا بالتی هی احسن فکان السلام من ذلك ثم امر بقتالهم ومنابذتهم فنسخ ذلك ما کان تقدم من سلامه علیهم۔

۱۴۳۰- فنظرنا فی ذلك فاذا ابن ابی داود قد حدثنا قال ثنا ابو الیمان قال ثنا شعیب بن ابی حمزة عن الزهری قال اخبرنی عروة ابن الزبیر ان اسامة بن زید اخبره ان النبی صلی الله علیه وسلم رکب علی حمار علیه اکاف علی قطیفة واردف اسامة بن زید وراءه یعود سعد بن عبادة فی بنی الحارث بن خزرج قبل وقعة بدر فسار حتی مر بمجلس فیه عبد الله بن ابی ابن سلول فی ذلك قبل ان یسلم عبد الله بن ابی ابن سلول فاذا فی المجلس اخلاط من المسلمین والمشرکین عبدة الاوثان والیهود وفی المجلس عبد الله بن رواحة فلما غشیت المجلس عجاجة الدابة خمر ابن ابی ابن سلول انفه بردائه ثم قال لا تغبروا علینا فسلم النبی صلی الله علیه وسلم علیهم ثم وقف فنزل فدعاهم الی الله عز وجل وقرأ علیهم القرآن قال عبد الله بن ابی ابن سلول ایها المرء انه لحسن ما تقول ان کان حقا فلا تؤذینا به فی مجالسنا ارجع الی رحلك فمن جاءك فاقصص علیه فقال عبد الله بن رواحة بل یا رسول الله فاغشنا به فی مجالسنا فانا نحب ذلك فاستب المسلمون و

(یہ مفہوم اس لیے بہتر ہے) تاکہ روایات میں تضاد ثابت نہ ہو اور ہم نے یہ بات جو بیان کی ہے تو اس طرح جائز ہے کہ ایک شخص ایک جماعت کو سلام کرے اور ان میں سے بعض کا ارادہ کرے اور یہ احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کا ارادہ فرمایا کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب آپ کو حکم دیا گیا کہ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے جھگڑا کریں تو سلام بھی اس (اچھے طریقے) میں سے ہے پھر ان سے لڑائی اور الگ کرنے کا حکم دیا گیا تو ان کو سلام کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا۔

ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوئے اس پر قطیفہ چادر کے اوپر کاٹھی تھی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھایا آپ بنو حارث بن خزرج (قبیلہ) میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے جا رہے تھے اور یہ غزوۂ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے آپ چلے یہاں تک کہ ایک مجلس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) بھی تھا اور ابھی تک اس نے اسلام کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ آپ نے دیکھا مجلس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہودی بھی تھے مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جب خچر کی غبار نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر ناک پر رکھ لی اور کہنے لگا ہم پر غبار نہ ڈالو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا پھر ٹھہرے، اترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور ان پر قرآن پاک کی تلاوت کی عبداللہ بن ابی سلول کہنے لگا اے شخص! جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ حق ہے تو اچھا ہے لیکن ہمیں ہماری مجلس میں اذیت نہ دو اپنی منزل کی طرف لوٹ جاؤ جو آدمی تمہارے پاس آئے اسے سناؤ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلکہ آپ ہماری مجلس میں تشریف رکھیں ہم آپ سے محبت کرتے ہیں پھر مسلمانوں، مشرکین اور یہودیوں کے درمیان گالی گلوچ کا تبادلہ ہونے لگا حتیٰ کہ وہ لڑنے کے قریب پہنچ گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ان کو خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے پھر آپ سواری پر سوار ہو کر

يشركون واليهود حتى كادوا يتثاورون فلم
يزل النبي صلى الله عليه وسلم يخفضهم حتى
سكنوا ثم ركب النبي صلى الله عليه وسلم دابته
فسار حتى دخل على سعد بن عبادة فقال له
النبي صلى الله عليه وسلم يا سعد ألم تسمع إلى ما
يقول أبو حباب يعني ابن أبي ابن سلول قال كذا
وكذا قال سعد يا رسول الله اعف عنه واصفح
فوالذي نزل عليك الكتاب لقد جاءك الله
بالحق الذي أنزل عليك ولقد اصطلح أهل هذه
البحيرة على أن يتوجوه فيعصبوه بالعصابة فلما
رد الله عز وجل ذلك بالحق الذي أعطاك شرق
بذلك فذلك فعل ما رأيت فعفى عنه النبي صلى
الله عليه وسلم وكان النبي صلى الله عليه وسلم
وأصحابه يعفون عن المشركين وأهل الكتاب
ويصبرون على الأذى حتى قال الله عز وجل
ولتسمعن من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم
ومن الذين أشركوا أذى كثيرا وإن تصبروا
وتتقوا فإن ذلك من عزم الأمور وقال الله عز و
جل ود كثير من أهل الكتاب لو يردونكم من بعد
إيمانكم كفارا حسدا من عند أنفسهم الآية و
كان النبي صلى الله عليه وسلم يتأول العفو ما أمره
الله عز وجل به حتى أذن الله فيهم فلما غزا النبي
صلى الله عليه وسلم بدرا فقتل الله عز وجل به
من قتل من صناديد كفار قريش قال ابن أبي ابن
سلول ومن معه من المشركين عبدة الأوثان
هذا أمر قد توجه فبايعوا رسول الله صلى الله
عليه وسلم على الإسلام وأسلموا ففي هذا الحديث
أن ما كان من تسليم النبي صلى الله عليه وسلم
عليهم وكان في الوقت الذي أمره الله بالعفو

اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے سعد! تم نے سنا ابو حباب
یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول نے کیا کہا اس نے فلاں فلاں بات کہی ہے
حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! معاف کر دیجئے اور
درگزر فرمائیں اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی بیشک
وہ آپ کے پاس وہ حق لایا ہے جو آپ پر اتارا ہے بیشک اس شہر
کے لوگوں نے یہ بات طے کر لی تھی کہ وہ اسے (عبداللہ بن ابی کو) تاج
اور پگڑی پہنائیں گے پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اس حق کی طرف لوٹانے
لگا جو آپ کو عطا فرمایا تو اس کے ساتھ وہ دشمن ہو جائے گا تو اس وجہ
سے ایسا ہوا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مشرکین اور اہل کتاب کو معاف کر دیا کرتے
تھے اذیتوں پر صبر کرتے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ان لوگوں سے
جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور مشرکین سے بہت زیادہ اذیت
سنو گے اگر صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت کا کام
ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کہ وہ تمہیں
ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں وہ حسد کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق درگزر کرتے تھے یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ نے ان سے لڑنے کی اجازت دی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے بدر کے مقام پر جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے
بڑے بڑے سرداروں کو ہلاک کیا تو ابن ابی بن سلول اور اس کے ساتھ
مشرکین بت پرستوں نے کہا یہ ایک کام ہے جو متوجہ ہو گیا چنانچہ
انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت
کی اور اسلام قبول کیا۔ تو اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ان کو سلام کرنا اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کرنے
اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا اور ان سے اچھے طریقے کے
علاوہ مجادلہ کے ترک کا حکم دیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم منسوخ کر دیا
اور ان کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی ان کو سلام کرنے
کا حکم بھی منسوخ ہو گیا اور آپ کی یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہود و نصاریٰ
کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور ان میں جو آدمی تمہیں

عَنْهُمْ وَالصَّفْحِ وَتَرْكِ جِدَالِهِمْ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ثُمَّ نَسَخَ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَأَمَرَهُ بِقِتَالِهِمْ وَنَسَخَ مَعَ ذٰلِكَ السَّلَامَ عَلَيْهِمْ وَثَبَتَ قَوْلُهُ لَا تَبْدَءُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ مِنْهُمْ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ حَتّٰى تَرُدُّوْا عَلَيْهِ مَا قَالَ نُهُوْا أَنْ يَزِيْدُوْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

١٤٣١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ زَادَوَيْهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا أَنْ نَزِيْدَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَلٰى وَعَلَيْكُمْ فَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

سلام کرے اسے صرف وعلیکم کہو اور اس پر اضافہ کرنے سے بھی منع کر دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہمیں اہل کتاب پر "وعلیکم" کے الفاظ سے زیادہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہم اسی بات کو اختیار کرتے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم کا بھی یہی قول ہے۔

كِتَابُ الزِّيَادَاتِ

کتاب الزیادات

بَابُ ۳۱۴ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ كَيْفَ التَّكْبِيْرُ فِيْهِمَا

۱۴۳۲- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرَةَ عَنْ بَكَّارِ بْنِ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الثَّقَفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً سَبْعًا فِي الْاُوْلٰى وَخَمْسًا فِي الْاٰخِرَةِ سِوٰى تَكْبِيْرَتَيِ الصَّلٰوةِ

قَالَ

اَبُوْجَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ التَّكْبِيْرَةَ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ كَذٰلِكَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ-

۱۴۳۳- وَبِمَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ وَعَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالنَّاسِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى فَكَبَّرَ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا وَقَرَاَ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا وَقَرَاَ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ-

۱۴۳۴- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ

باب ۳۱۴، نماز عیدین کی (زائد) تکبیریں

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عیدوں کی نماز میں نماز کی اصلی تکبیروں کے علاوہ بارہ تکبیریں کہیں سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں۔

حضرت ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ عیدین کی نماز اسی طرح ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

نیز اس حدیث سے بھی استدلال کیا حضرت ابو واقد لیثی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحی کے دن صحابہ کرام کو نماز (نماز عید) پڑھائی تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور "قٓ والقرآن المجید" کی قرأت کی جب کہ دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں اور "اقتربت الساعة وانشق القمر" کی قرأت فرمائی۔

حضرت عروہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدوں کی نماز میں رکوع کی تکبیروں

شہاب عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یکبر فی العیدین سبعا وخمسا سوی تکبیرتی الرکوع ۔

کے علاوہ سات اور پانچ تکبیریں کہتے تھے ۔

۱۴۳۵ - حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد بن موسی قال ثنا ابن لہیعۃ فذکر باسنادہ مثلہ ۔

حضرت اسد بن موسیٰ نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابن لہیعہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا ۔

۱۴۳۶ - حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابن لہیعۃ عن عقیل عن ابن شہاب فذکر باسنادہ مثلہ ۔

حضرت ابن لہیعہ، حضرت عقیل سے اور وہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا ۔

۱۴۳۷ - حدثنا یحیی بن عثمان بن صالح قال ثنا حرملۃ عن ابن وہب عن ابن لہیعۃ عن خالد بن یزید عن عقیل بن خالد عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ ۔

حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں ۔

۱۴۳۸ - حدثنا یحیی بن عثمان قال ثنا عبدوس العطار عن الفرج بن فضالۃ عن عبد اللہ بن عامر الاسلمی عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی تکبیر العیدین فی الرکعۃ الاولی سبعا وفی الثانیۃ خمس تکبیرات ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عیدین کی تکبیرات کے بارے میں فرمایا پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں ۔

۱۴۳۹ - حدثنا یونس قال اخبرنا ابن وہب قال کتب الی کثیر بن عبد اللہ بن عمرو وحدثنی عن ابیہ عن جدہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی الاضحی سبعا وخمسا فی الفطر مثل ذلک ۔

حضرت ابن وہب خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو نے مجھے لکھا وہ بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کر رہے تھے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے عید الاضحیٰ میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور عید الفطر میں بھی اسی طرح کیا ۔

۱۴۴۰ - قالوا وقد روی ذلک ایضا عن غیر واحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکروا ما قد حدثنا یونس قال اخبرنا ابن وہب ان مالکا اخبرہ عن نافع انہ قال شہدت الاضحی والفطر مع ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فکبر فی الاولی سبع تکبیرات قبل القراءۃ وفی الآخرۃ خمس تکبیرات قبل القراءۃ ۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بات متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں شریک ہوا تو انہوں نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں ۔

۱۴۴۰ - حدثنا ابو بکرۃ قال حدثنا روح قال ثنا

حضرت مالک اور صخر بن جویریہ رضی اللہ عنہ حضرت نافع

مالك وصخر بن جويرية عن نافع عن ابي هريرة
في سنته عنه مثله

قَالُوْا فَبِهٰذِهِ الْاٰثَارِ نَقُوْلُ وَبِهَا نَأْخُذُ

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا بَلِ التَّكْبِيْرُ فِي الْعِيْدَيْنِ تِسْعُ تَكْبِيْرَاتٍ خَمْسًا فِي الْاُوْلٰى وَاَرْبَعًا فِي الْاٰخِرَةِ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ۔

۲۲۲۱. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى اَهْلِ الْمَقَالَةِ الْاُوْلٰى فِيْمَا احْتَجُّوْا بِهٖ عَلَيْهِمْ مِنَ الْاٰثَارِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا اَنَّ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اِنَّمَا يَدُوْرُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالَّذِيْ يُحْتَجُّ بِرِوَايَتِهٖ ثُمَّ هُوَ اَيْضًا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَذٰلِكَ عِنْدَهُمْ اَيْضًا لَيْسَ بِسَمَاعٍ فَكَيْفَ يَحْتَجُّوْنَ عَلٰى خَصْمِهِمْ بِمَا لَوِ احْتَجَّ بِهٖ عَلَيْهِمْ لَمْ يُسَوِّغُوْهُ ذٰلِكَ

وَاَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ لَهِيْعَةَ فَبَيِّنُ الْاِضْطِرَابِ مَرَّةً يُحَدِّثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَمَرَّةً عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَمَرَّةً عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَمَرَّةً عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَاَبِيْ وَاقِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ كُلَّهٗ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَبَعْدُ فَمَذْهَبُهُمْ فِي ابْنِ لَهِيْعَةَ مَا قَدْ شَرَحْنَاهُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ

وَاَمَّا حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاِنَّمَا يَدُوْرُ عَلٰى مَا رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ وَهُوَ عِنْدَهُمْ ضَعِيْفٌ وَاِنَّمَا اَصْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ نَفْسِهٖ۔

سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ہم انہی روایات کو اپناتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ عیدین کی تکبیریں نو ہیں پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور وہ دونوں قراءتوں کو اکٹھا کرے۔

پہلے قول والوں نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت کا دارومدار حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن پر ہے اور وہ ان کے نزدیک اس قابل نہیں جن کی روایات سے استدلال کیا جا سکے پھر یہ حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کو بھی ان سے سماع حاصل نہ تھا تو کس طرح اپنے مخالف کے خلاف اس بات سے استدلال کر سکتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ ان کے خلاف استدلال کیا جائے تو وہ اسے جائز نہیں سمجھتے۔

جہاں تک حضرت ابن لہیعہ کی روایت کا تعلق ہے تو اس میں اضطراب واضح ہے کبھی وہ حضرت عقیل سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت خالد بن یزید سے اور وہ ابن شہاب سے کبھی وہ خالد بن یزید سے اور وہ عقیل سے اور وہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں بعض اوقات وہ ابوالاسود سے وہ حضرت عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ اور حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں تو ہم نے یہ تمام روایات اس باب میں ذکر کر دی ہیں اور ابن لہیعہ کے بارے میں ان کا مذہب ہم نے اس کتاب میں ایک دوسرے مقام پر تفصیل سے واضح کر دیا ہے۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا تعلق ہے تو اس کا دارومدار حضرت عبداللہ بن عامر پر ہے جیسا کہ انہوں نے روایت کیا اور وہ ان کے نزدیک ضعیف ہے اصل حدیث حضرت عبداللہ بن عمر سے ہی مروی ہے۔

۱۲۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ الْحَدِيْثِ.

حضرت نافع بن ابی نعیم حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں اور انہوں نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا پس یہ اصل حدیث ہے۔

وَأَمَّا حَدِيْثُ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَإِنَّمَا هُوَ عَنْ كِتَابِهِ إِلَى ابْنِ وَهْبٍ وَهُمْ لَا يَجْعَلُوْنَ مَا سُمِعَ مِنْهُ حُجَّةً فَكَيْفَ مَا لَمْ يُسْمَعْ مِنْهُ فَلَمَّا انْتَفَى أَنْ يَكُوْنَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى كَيْفِيَّةِ التَّكْبِيْرِ فِي الْعِيْدَيْنِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ وَهَائِهَا وَسُقُوْطِهَا نَظَرْنَا فِي غَيْرِهَا هَلْ فِيْهِ مَا يَدُلُّ عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ.

اور حضرت کثیر بن عبداللہ کی روایت تو وہ ان کا خط ہے جو ابن وہب کو لکھا اور وہ ان کی سنی ہوئی روایت کو حجت تسلیم نہیں کرتے تو جو نہیں سنی وہ کیسے دلیل بنے گی جب اس بات کی نفی ہوگئی کہ ان روایات میں عیدین کی تکبیرات پر کوئی دلالت پائی جاتی ہے کیونکہ ہم ان کا کمزور اور سست ہونا بیان کر چکے ہیں تو ہم نے ان کے علاوہ روایات کو دیکھا کہ کیا ان میں اس بات پر کوئی دلالت ہے۔

۱۲۴۴- فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَدْ حَدَّثَانَا قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَضِيْنُ بْنُ عَطَاءٍ أَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَنْسَوْا كَتَكْبِيْرِ الْجَنَائِزِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ.

تو حضرت ابو عبدالرحمٰن قاسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں مجھ سے بعض صحابہ کرام نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں عید کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں پھر فارغ ہونے پر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بھولنا مت یہ نماز جنازہ کی تکبیروں کی طرح ہے آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور اپنے انگوٹھے کو بند رکھا۔

فَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَالْوَضِيْنُ وَالْقَاسِمُ كُلُّهُمْ أَهْلُ رِوَايَةٍ مَعْرُوْفُوْنَ بِصِحَّةِ الرِّوَايَةِ لَيْسَ كَمَنْ رَوَيْنَا عَنْهُ الْآثَارَ الْأُوَلَ فَإِنْ كَانَ هٰذَا الْبَابُ مِنْ طَرِيْقِ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ يُؤْخَذُ فَإِنَّ هٰذَا أَوْلَى أَنْ يُؤْخَذَ بِهِ مِمَّا خَالَفَهُ غَيْرَ أَنَّهُ ذُكِرَ فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ أَرْبَعًا وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ ذٰلِكَ كَتَكْبِيْرِ الْجَنَائِزِ فَاحْتَمَلَ بِأَنْ يَكُوْنَ الْأَرْبَعُ سِوَى تَكْبِيْرَةِ الْافْتِتَاحِ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ قَدْ وَافَقَ قَوْلَ الَّذِيْنَ احْتَجَجْنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ لِقَوْلِهِمْ وَاحْتَمَلَ

اس حدیث کی سند حسن ہے اور حضرت عبداللہ بن یوسف یحییٰ بن حمزہ وضین اور قاسم تمام حضرات اہل روایت ہیں اور صحت روایت کے ساتھ مشہور ہیں یہ ان لوگوں جیسے نہیں جن سے ہم نے پہلی روایات نقل کی ہیں — اگر اس باب کو صحت سند کے طریقے پر اختیار کرنا ہے تو اس کے مخالف کی نسبت اسے حاصل کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ یہ کہ اس میں مذکور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رکعت میں چار تکبیریں کہیں اور انہیں بتایا کہ یہ جنازے کی تکبیرات کی طرح ہیں تو ہو سکتا ہے تکبیر تحریمہ کے علاوہ چار تکبیریں ہوں تو اس طرح یہ ان لوگوں کے موافق ہوگا جن کے قول پر ہم نے اس حدیث سے استدلال کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ چار تکبیریں ہوں تو یہ ان کے قول کے مخالف ہوگا تو ہم

فیکون ذلک علی اربع بتکبیرۃ الافتتاح فیکون
یقولہم فنظرنا فیما روی من الآثار فی
فیہا سوی ہذا الاثر ایضا۔
ہذا الباب

نے اس باب میں مروی دیگر روایات کو دیکھا۔

۱۴۲۵- فاذا محمد بن احمد الجوزجانی قد حدثنا
قال ثنا غسان بن الربیع قال ثنا عبد الرحمٰن بن
ثابت بن ثوبان عن ابیہ انہ سمع مکحولا یقول
حدثنی ابو عائشۃ ان سعید بن العاص رضی
اللہ عنہ دعا ابا موسی الاشعری وحذیفۃ
بن الیمان رضی اللہ عنہما فسألہما کیف کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحی
والفطر فقال ابو موسی اربعا کتکبیرۃ علی الجنائز
وصدقہ حذیفۃ فقال ابو موسی کذلک کنت
اکبر لاہل البصرۃ اذا کنت امیرا علیہم فلم یکن
فی ہذا ایضا زیادۃ علی ما فی الحدیث الاول۔

حضرت ابوعائشہ سے مروی ہے کہ حضرت سعید ابن العاص نے حضرت ابوسعید خدری اور حذیفہ بن یمان (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور ان دونوں سے پوچھا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی تکبیرات کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق کار کیا تھا حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا جنازے کی طرح چار تکبیریں ہیں حضرت حذیفہ نے ان کی تصدیق کی حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا جب میں بصرہ کا امیر تھا تو ان لوگوں کے لیے اس طرح تکبیریں کہتا تھا تو اس حدیث میں پہلی حدیث سے کچھ اضافہ نہیں ہے۔

۱۴۲۶- فنظرنا فی ذلک ایضا فاذا یحیی بن عثمان
قد حدثنا قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا محمد
بن زید الواسطی عن النعمان بن المنذر عن
مکحول قال حدثنی رسول حذیفۃ وابی موسی
رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یکبر فی العیدین اربعا واربعا سوی
تکبیرۃ الافتتاح

تو ہم نے اس میں غور کیا حضرت مکحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت حذیفہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے قاصد نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ چار چار تکبیریں کہتے تھے

فبین ہذا الحدیث ان تکبیرۃ
الافتتاح خارجۃ من التکبیرات المذکورات فی
حدیث الجوزجانی وفی حدیث علی بن عبد الرحمٰن
ویحیی بن عثمان فہذا اما ثبت عندنا فی التکبیر
فی العیدین عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم نعلم شیئا روی عنہ مما یثبت مثلہ یخالف
شیئا من ذلک۔

تو اس حدیث سے واضح ہوا کہ جوزجانی کی روایت اور علی بن عبدالرحمٰن نیز یحییٰ بن عثمان کی روایت میں جن تکبیرات کا ذکر ہے۔ تکبیر تحریمہ ان سے خارج ہے عیدین کی تکبیرات کے سلسلے میں ہمارے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات ثابت ہے ہمیں کسی ایسی روایت کا علم نہیں ہے جو اس کی مثل ثابت ہو اور اس کے خلاف ہو

۱۴۲۷- واما ما احتجوا بہ من حدیث نافع عن

انہوں نے جو حضرت نافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا

أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

۱۴۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِي النَّحْرِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ ثَلَاثًا فِي الْأُولٰى وَثِنْتَيْنِ فِي الثَّانِيَةِ لَا يُوَالِي بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ فَهٰكَذَا كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي النَّحْرِ وَقَدْ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ خِلَافَ ذٰلِكَ۔

۱۴۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْفِطْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً يَفْتَتِحُ بِتَكْبِيرَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ خَمْسًا يَرْكَعُ بِإِحْدَاهُنَّ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ خَمْسًا يَرْكَعُ بِإِحْدَاهُنَّ ذَكَرَ عَنْهُ فِيمَا كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحٰى نَحْوًا مِمَّا ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرَةَ فَهٰكَذَا كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَدَلَّ مَا ذَكَرَ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ هٰذَا عَلٰى أَنَّ تَرْكَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمُوَالَاةَ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْضَ التَّكْبِيرِ الَّذِي كَانَ يُكَبِّرُهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَبَعْضَهُ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ وَأَنَّهُ كَانَ يَبْتَدِئُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ الَّذِي كَانَ يُكَبِّرُهُ فِيهَا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ أَيْضًا۔

۱۴۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ طَالِبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ وَعَبْدَ اللّٰهِ

کہ وہ حضرت ابو ہریرہ اور ابن عمر (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتا ہے تو صحابہ کرام کی ایک جماعت سے اس کے خلاف بھی مروی ہے ان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

حضرت حارث، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ عید الاضحیٰ میں پانچ تکبیریں کہتے تھے تین پہلی رکعت میں اور دو دوسری رکعت میں، اور آپ کے دونوں قراءتوں کو اکٹھا نہیں کیا کرتے تھے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ میں اس طرح تکبیریں کہا کرتے تھے اور عید الفطر میں اس کے خلاف تکبیریں کہتے تھے۔

حضرت حارث، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ عید الفطر میں گیارہ تکبیریں کہتے تھے ایک تکبیر کے ساتھ نماز شروع کرتے پھر قراءت کرتے اس کے بعد پانچ تکبیریں کہتے تھے ایک تکبیر کے ساتھ نماز شروع کرتے پھر قراءت کرتے اس کے بعد پانچ تکبیریں کہتے ایک کے ساتھ رکوع کرتے پھر کھڑے ہوتے قراءت کرتے پھر پانچ تکبیریں کہتے ان میں سے ایک کے ساتھ رکوع کرتے پھر انہوں نے (یحییٰ بن عثمان نے) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے بارے میں اسی طرح ذکر کیا جس طرح حضرت ابو بکرہ (روایت ۱۴۴۸) نے ذکر کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عید الفطر میں اس طرح کرتے تھے — حضرت یحییٰ نے اپنی حدیث میں جو ذکر کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں قراءتوں کو ملاتے نہیں تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ پہلی رکعت میں بعض تکبیریں قراءت سے پہلے کرتے اور بعض قراءت کے بعد اور دوسری رکعت میں تکبیرات سے پہلے قراءت کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے خلاف مروی ہے۔

حضرت ابو اسحٰق شیبانی حضرت عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما دونوں اس بات پر متفق تھے کہ عیدین کی تکبیرات پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری

رضی اللہ عنہما اجمعوا انہما فی تکبیر العیدین تسع تکبیرات خمس فی الاولی واربع فی الاخرۃ علی یوالی بین القراءتین

تکبیریں تھیں اور دونوں قرأتوں کو ملاتے۔

وقد روی خلاف ذلک

ایضا عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس کے خلاف مروی ہے۔

۱۴۵۱- حدثنا ابراہیم بن مرزوق قال ثنا عبد الصمد بن عبد الوارث قال ثنا شعبۃ قال ثنا قتادۃ وخالد الحذاء عن عبد اللہ بن الحارث انہ صلی خلف ابن عباس رضی اللہ عنہما فی العید فکبر اربعا ثم قرأ ثم کبر فرکع ثم قام فی الثانیۃ فقرأ ثم کبر ثلثا ثم کبر فرکع۔

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی تو انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر قرأت کی پھر تکبیر کہی پھر سر اٹھایا پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو قرأت کی پھر تین تکبیریں کہیں پھر تکبیر کہی اور پھر سر اٹھایا۔

۱۴۵۲- حدثنا صالح بن عبد الرحمن بن عمرو بن الحارث قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا ہشیم قال اخبرنا خالد الحذاء عن عبد اللہ بن الحارث عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مثلہ

ایک دوسری سند سے بھی حضرت خالد حذاء حضرت عبد اللہ بن حارث سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

وقد روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ایضا ما یخالف ہذا القول وقول اہل المقالۃ الاولی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قول اور پہلے قول والوں کے خلاف بھی مروی ہے۔

۱۴۵۳- حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا ابراہیم بن بشار قال ثنا سفیان بن عیینۃ قال ثنا عمرو عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یکبر یوم الفطر ثلث عشرۃ تکبیرۃ سبعا فی الاولی قبل القراءۃ وستا فی الاخرۃ بعد القراءۃ۔

حضرت عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ عید الفطر میں تیرہ تکبیریں کہتے تھے سات پہلی رکعت میں جو قرأت سے پہلے ہوتی تھیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد چھ تکبیریں۔

۱۴۵۴- حدثنا صالح قال ثنا سعید قال ثنا ہشیم قال ثنا عبد الملک وحجاج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مثلہ ولم یذکر القراءۃ۔

حضرت عبد الملک اور حجاج حضرت عطاء سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے قرأت کا ذکر نہیں کیا۔

۱۴۵۵- وقد روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ایضا فی ذلک من قولہ ما حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا روح قال ثنا سعید عن قتادۃ عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال من شاء کبر سبعا

اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی مروی ہے حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی چاہے سات تکبیریں کہے جو چاہے نو تکبیریں کہے گیارہ کہے یا تیرہ۔

ومن شاء كبر تسعا واحدى عشرة وثلث عشرة فهذا ابن عباس رضي الله عنهما قد روى عنه عكرمة ما ذكرنا فدل ذلك على انه كبر على ما روى عنه كل واحد من عبد الله بن الحارث وعطاء ودله ان يكبر على ما رواه عنه الآخر۔

وقد اختلفا عنه في موضع القراءة فروى عنه كل واحد منهما ما قد ذكرنا في حديثه فاحتمل ان يكون كان الحكم في ذلك عنده ان يفعل من هذين ما شاء واحتمل ان يكون كان الحكم عنده فيمن كبر تسعا ان يوالي بين القراءتين وفيمن كبر ثلث عشرة ان يخالف بين القراءتين

تو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے وہ بات روایت کی جو ہم نے ذکر کی ہے تو یہ اس بات پر دال ہے کہ انہوں نے ان تمام روایات کے مطابق تکبیرات کہی ہیں جیسا عبداللہ بن حارث نے روایت کیا اور جس طرح حضرت عطاء روایت کرتے ہیں اور اس طرح بھی تکبیر کہہ سکتا جس طرح ان سے دوسرے فریق نے روایت کیا۔

قرأت کے بارے میں ان دونوں فریقوں نے ان سے روایت کرتے ہوئے باہم اختلاف کیا ہے ان میں سے ہر ایک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کیا جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ ان کے نزدیک حکم اس طرح ہو کہ ان دونوں طریقوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ جو نو تکبیریں کہے وہ دونوں قراتوں کو ملائے اور تیرہ تکبیریں کہنے کی صورت میں دونوں قراتوں کو الگ الگ رکھے۔

وقد روي خلاف ذلك ايضا عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه۔

۱۴۵۰۔ حدثنا سليمن بن شعيب قال ثنا عبد الرحمن بن زيادة قال ثنا زهير بن معاوية عن ابي اسحق عن ابراهيم بن عبد الله بن قيس عن ابيه ان سعيد بن العاص رضي الله عنه دعاهم يوم عيد فدعا الاشعري وابن مسعود وحذيفة بن اليمان رضي الله عنهم فقال ان اليوم عيدكم فكيف اصلي فقال حذيفة سل الاشعري وقال الاشعري سل عبد الله فقال عبد الله نكبر وذكر الحديث وهو يكبر تكبيرة ويفتتح بها الصلوة ثم يكبر بعدها ثلثا ثم يقرأ ثم يكبر تكبيرة يركع بها ثم يسجد ثم يقوم فيقرأ ثم يكبر ثلثا ثم يكبر تكبيرة يركع بها۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے خلاف مروی ہے۔

حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے عید کے دن لوگوں کو بلایا پھر حضرت اشعری، ابن مسعود اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا آج عید کا دن ہے تو میں نماز کیسے پڑھاؤں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت اشعری سے پوچھیں حضرت اشعری نے فرمایا حضرت ابن مسعود سے پوچھیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تکبیر کہیں اور حدیث ذکر کی اور وہ تکبیر کہتے اور نماز شروع کرتے اس کے بعد تین تکبیریں کہتے پھر قرأت کرتے پھر تین تکبیریں کہتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے۔

۱۴۵۱۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا

حضرت ابو اسحق حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ سے اور وہ

سفیان عن ابی اسحٰق عن عبد اللہ بن ابی موسیٰ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فی التکبیر یوم العید نحو ذلک۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روزِ عید کی تکبیرات کے سلسلے میں اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۴۵۸- حدثنا ابو بکرة قال ثنا ابو داؤد قال ثنا ھشام بن ابی عبد اللہ عن حماد عن ابراھیم عن علقمة بن قیس قال خرج الولید بن عقبة بن ابی معیط علی ابن مسعود وحذیفة والاشعری رضی اللہ عنھم فقال ان العید غدا فکیف التکبیر فقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ فذکر نحو ذلک وزاد فقال الاشعری وحذیفة رضی اللہ عنھما صدق ابو عبد الرحمٰن۔

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ولید بن عقبہ بن ابی معیط حضرت عبد اللہ ابن مسعود، حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہا کل عید ہے تو تکبیرات کا کیا طریقہ ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی کی مثل ذکر کیا اور کچھ اضافہ کیا اس پر حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ابو عبد الرحمٰن نے سچ فرمایا

فھذا حذیفة وابو موسیٰ رضی اللہ عنھما قد وافقا عبد اللہ علی ما ذھب الیہ من التکبیر وکیفیة صلوٰة العید وقد روی خلاف ذلک ایضا عن عبد اللہ بن الزبیر۔

تو حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے تکبیرات اور نمازِ عید کے طریقے کے سلسلے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے خلاف مروی ہے۔

۱۴۵۹- حدثنا ابو بکرة قال ثنا روح عن ابن جریج قال ثنا یوسف بن ماھک اخبرنی ان ابن الزبیر لم یکن یکبر الا اربعا سوی تکبیرتین للرکعتین سمع ذلک منہ زعیم

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں ہم سے حضرت یوسف بن ماہک نے بیان کیا انہوں نے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ رکوع کی تکبیرات کے علاوہ چار تکبیریں کہتے تھے ان سے یہ بات زعیم نے سنی ہے۔

فقد یحتمل ان یکون الاربع التی کان یکبرھن فی الرکعة الاولیٰ سوی تکبیرة الافتتاح فیکون ما فعل من ذلک موافقا لما ذھب الیہ ابن مسعود وحذیفة وابو موسیٰ رضی اللہ عنھم ویحتمل ان یکون تکبیرة الافتتاح داخلة فیھن فیکون ذلک مخالف لمذھبھم واولی بنا ان نحملہ علی ما وافق قولھم علی ما خالفہ وقد روی خلاف ذلک ایضا عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ۔

تو اس بات کا احتمال ہے کہ آپ پہلی رکعت میں جو چار تکبیریں کہتے تھے وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہوں تو اس طرح ان کا عمل حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کے مذاہب کے موافق ہو جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ تکبیر تحریمہ ان میں شامل ہو تو یہ ان کے مذہب کے خلاف ہوگا اور ہمارے لیے مناسب بات یہی ہے کہ اسے اس بات پر محمول کریں جو ان سب کے قول کے موافق ہو مخالف نہ ہو۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے خلاف مروی ہے

۱۴۶۰- حدثنا ابو بکرة قال ثنا روح قال ثنا الاشعث عن محمد عن انس ابن مالک رضی اللہ

حضرت محمد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا نو تکبیریں ہیں پانچ پہلی رکعت میں اور چار

عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ تِسْعُ تَكْبِيرَاتٍ خَمْسٌ فِي الْأُولَىٰ وَأَرْبَعٌ الْأُخْرَىٰ مَعَ تَكْبِيرَةِ الصَّلَاةِ۔

دوسری رکعت میں تکبیر تحریمہ ان میں شامل ہے۔

١٣٦١ - حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيدٌ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا كَانَ فِي مَنْزِلِهِ بِالطَّفِّ فَلَمْ يَشْهَدِ الْعِيدَ إِلَى مِصْرِهِ جَمَعَ مَوَالِيَهُ وَوَلَدَهُ ثُمَّ يَأْمُرُ مَوْلَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ فَيُصَلِّي بِهِمْ كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي هٰذَا الْبَابِ سَوَاءً وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خِلَافُ ذٰلِكَ أَيْضًا۔

حضرت عبید اللہ بن ابی بکر بن انس بن مالک اپنے دادا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ مقام طف میں اپنے گھر میں ہوتے اور عید کے لیے شہر نہ جا سکتے تو اپنے غلام اور اولاد کو جمع کرتے پھر اپنے غلام حضرت عبد اللہ بن ابی عتبہ کو حکم دیتے کہ وہ نماز پڑھائیں جیسے شہر والے پڑھتے ہیں پھر انہوں نے اس حدیث کی طرح روایت کیا جو عبد اللہ بن حارث نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور ہم نے اسے اس باب میں ذکر کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے خلاف مروی ہے۔

١٣٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَسْرُوقٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمْ قَالُوا عَشْرُ تَكْبِيرَاتٍ مَعَ تَكْبِيرَةِ الصَّلٰوةِ وَبِهِ يَأْخُذُ قَتَادَةُ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت مسروق اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں ان سب نے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کو ملا کر دس تکبیریں ہیں حضرت قتادہ اسی کو اختیار کرتے تھے۔

وَقَدْ خَالَفَ ذٰلِكَ غَيْرُهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ان کے علاوہ صحابہ کرام نے اس کی مخالفت کی ہے۔

١٣٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ أَرْسَلَهُ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ فَاتَّفَقَ لَهُ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ ثَمَانِي تَكْبِيرَاتٍ

حضرت مکحول سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جسے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا تو چار صحابہ کرام نے آٹھ تکبیرات پر ان کی موافقت کی۔

فَهٰذَا الْحَدِيثُ هُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ وَفِي الْأَرْبَعَةِ أَبُو مُوسَىٰ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ صَدَّقَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيمَا أَفْتَىٰ بِهِ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ وَفِيمَا أَفْتَىٰ بِهِ أَنَّ تَكْبِيرَةَ الْاِفْتِتَاحِ

تو یہ وہی حدیث ہے جسے ہم نے اس سے پہلے اسی باب میں روایت کیا ان چار صحابہ کرام میں حضرت ابو موسیٰ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما شامل ہیں اور انہوں نے حضرت ابو عبد الرحمٰن کے اس فتویٰ کی تصدیق کی جو انہوں نے ولید بن عقبہ کو دیا اور ان کے فتویٰ میں یہ بات ہے کہ تکبیر تحریمہ ان آٹھ

سوى هذه الثماني تكبيرات فثبت بذلك ان التكبيرات التي في هذا الحديث وفي حديث الجورجاني غير تكبيرة الافتتاح فهذا ما روي عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في تكبير العيدين۔

تکبیروں کے علاوہ ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اس حدیث اور جوزجانی کی حدیث میں جن تکبیرات کا ذکر ہے وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہیں۔ تو تکبیرات عیدین کے بارے میں صحابہ کرام سے یہ (مذکورہ بالا) روایات آئی ہیں۔

وقد روي عن تابعيهم في ذلك اختلاف فمما روي عنهم في ذلك ما

۱۴۶۳۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا روح قال ثنا عتاب بن بشير عن خصيف ان عمر بن عبد العزيز رحمه الله كان يكبر سبعا وخمسا

اس سلسلے میں تابعین سے بھی اختلاف منقول ہے حضرت عتاب بن بشیر حضرت خصیف سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سات اور پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

فقال اهل المقالة الاولى فهذا عمر بن عبد العزيز قد وافق مذهبنا مذهبه قيل لهم فقد روي عن اكثر التابعين خلاف هذا۔

۱۴۶۴۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داود قال ثنا شعبة عن منصور عن ابراهيم ان مسروق بن الاجدع رحمه الله كان يكبر في العيدين تسع تكبيرات۔

تو پہلے قول والے حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا مذہب ہمارے مذہب کے موافق ہے تو ان حضرات کو کہا جائے گا کہ اکثر تابعین سے اس کے خلاف مروی ہے۔

حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ مسروق بن اجدع رحمہ اللہ عیدین میں سات تکبیریں کہا کرتے تھے۔

۱۴۶۵۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا روح قال ثنا شعبة قال سمعت منصورا يحدث عن ابراهيم عن الاسود ومسروق انهما كانا يكبران في العيدين تسع تكبيرات۔

حضرت ابراہیم حضرت اسود اور حضرت مسروق رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عیدین میں نو تکبیریں کہتے تھے۔

۱۴۶۶۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا روح قال ثنا الاشعث عن الحسن رحمه الله قال تسع تكبيرات خمس في الاولى واربع في الآخرة مع تكبيرة الصلوة

حضرت اشعث حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا نو تکبیریں ہیں پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار تکبیر تحریمہ ان میں شامل ہے۔

۱۴۶۷۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا روح قال ثنا سعيد عن ابي معشر عن ابراهيم النخعي رحمه الله قال تسع تكبيرات۔

حضرت ابو معشر حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کل نو تکبیریں ہیں۔

۱۴۶۸۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا روح قال ثنا شعبة قال سمعت حمزة ابا عمارة قال سمعت الشعبي رحمه

حضرت شعبہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حمزہ ابو عمارہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے

اللہ یقول ثنتا ثنتا سوی تکبیرۃ الصلوۃ۔

۱۴۶۹- حَدَّثَنَا ابو بکرۃ قال ثنا الحجاج بن المنهال قال ثنا یزید بن ابراهیم قال ثنا محمد وهو ابن سیرین فی تکبیر العیدین فذکر مثل حدیث تکبیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ووافقہ ایضا علی الموالاۃ بین القراءتین۔

۱۴۷۰- حَدَّثَنَا ابو بکرۃ قال ثنا روح عن ابن عون عن محمد نحوہ۔

فهذا اکثر من روینا عنه من التابعین قد وافق قوله قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ ولما اختلف فی التکبیر فی صلوۃ العیدین هذا الاختلاف اردنا ان ننظر فی ذلک لنستخرج من اقاویلهم هذه قولا صحیحا۔

فنظرنا فی ذلک فلم نجد عن احد منهم انه فرق بین الصلوۃ فی الفطر والاضحی غیر علی رضی اللہ عنہ وکانت صلوۃ الفطر وصلوۃ النحر صلوتین مفعولتین لمعنی واحد وهما مستویتان فی رکوعهما وسجودهما فکان النظر ان یکونا سواء لا اختلاف بین احدهما وبین الاخری فی سائر حکمهما فثبت بما ذکرنا التسویۃ بین الصلوتین فی یوم النحر ویوم الفطر ثم نظرنا فی عدد التکبیر فیهما فراینا سائر الصلوات خالیۃ من هذا التکبیر ورأینا صلوۃ العیدین قد اجمع ان فیهما تکبیرات زائدۃ علی غیرهما من الصلوات فکان النظر ان لا یزاد فی الصلوات للعیدین علی ما فی سائر الصلوات غیرهما الا ما اتفق علی زیادته فکل قد اجمع علی زیادۃ التسع تکبیرات علی ما ذهب الیه ابن مسعود وحذیفۃ وابن

تھے تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تین تکبیریں ہیں۔

حضرت یزید بن ابراہیم فرماتے ہیں ہم سے حضرت محمد بن سیرین نے عیدین کی تکبیرات کے بارے میں بیان کیا پھر انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ذکر کیا اور انہوں نے دونوں قراتوں کے اتصال کے سلسلے میں بھی ان کی موافقت کی۔

حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت روح نے بیان کیا انہوں نے ابن عون سے انہوں نے حضرت محمد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا۔

تو اکثر تابعین سے اس طرح مروی ہے اور ان کا قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق ہے۔ تو جب نماز عید کے تکبیرات کے بارے میں یہ اختلاف ہے تو ہم نے ارادہ کیا کہ اس میں غور کر کے ان کے اقوال سے صحیح قول نکالیں۔

ہم نے اس میں غور کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں فرق منقول نہیں جب کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں کی نمازیں ایک ہی مقصد کے لیے ادا کی جاتی ہیں یہ دونوں رکوع و سجود میں بھی برابر ہیں تو قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ دونوں برابر ہوں اور تمام احکامات میں ان کے درمیان فرق نہ ہو پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نمازیں ایک جیسی ہیں — پھر ہم نے ان نمازوں میں تکبیرات کی تعداد میں غور کیا تو دیکھا کہ باقی تمام نمازیں ان تکبیرات سے خالی ہیں اور اس بات پر اتفاق ہے کہ عیدین کی نمازوں میں دوسری نمازوں کی نسبت زائد تکبیریں ہیں تو قیاس کا تقاضا ہے کہ باقی نمازوں کی نسبت عیدین کی نماز میں وہی تکبیریں زائد ہوں جن کے زائد ہونے پر سب کا اتفاق ہے تو سب کا نو زائد تکبیروں پر اتفاق ہے جس کی طرف حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، ابن عباس، ابوموسیٰ اور وہ

عباس وابو موسى ومن سمعنا معهم رضي الله عنهم واختلفوا في الزيادة على ذلك فردنا في هذه الصلوة ما اتفق على زيادته فيها ونفينا منها ما لم يتفق على زيادته فيها فثبت بذلك ما ذهب اليه اهل هذه المقالة ثم نظرنا في موضع القراءة منها فقال الذين ذهبوا الى انها في الركعة الاولى بعد التكبير وفي الثانية كذلك قد رايناكم قد اتفقتم ونحن ان القراءة في الركعة الاولى مؤخرة عن التكبير فالنظر ان تكون في الثانية كذلك فكان من الحجة عليهم لاهل المقالة الاخرى ان التكبير ذكر يفعل في الصلوة وهو غير القراءة فنظرنا في موضع الذكر من الركعة الاولى من الصلوة ومن الركعة الثانية اين موضعه فوجدنا الركعة الاولى فيها الاستفتاح والتعوذ على ما قد روينا في غير هذا الموضع من كتابنا هذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعمن رويناه عنه من اصحابه رضي الله عنهم فكان ذلك في اول الصلوة قبل القراءة فثبت بذلك ان كذلك موضع التكبير في صلوة العيدين في الركعة الاولى هو ذلك الموضع منها ووجدنا القنوت في الوتر يفعل في الركعة الاخيرة من صلوة الوتر فكل قد اجمع انه بعد القراءة وان القراءة مقدمة عليه وانما اختلفوا في تقديم الركوع عليه وفي تقديمه على الركوع فاما في تاخيره عن القراءة فلا فثبت بذلك ان موضع التكبير من الركعة الاخرة من صلوة العيد هو بعد القراءة ليستوي

حضرات گئے ہیں جن کا ہم نے ان کے ساتھ ذکر کیا ہے رضی اللہ عنہم اس سے زائد میں اختلاف ہے تو ہم نے اس نماز میں ان تکبیروں کو زائد قرار دیا جن کے زائد ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور جن کے اضافہ پر اتفاق نہیں ہے ہم نے ان کی نفی کر دی جب تک ان کے زائد ہونے پر اتفاق نہ ہو اس کا پہلے قول والوں کا مذہب ثابت ہو گیا۔ پھر ہم نے مقام قرأت میں غور کیا تو جو لوگ پہلی رکعت میں تکبیر کے بعد قرأت کے قائل ہیں اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح وہ کہتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ تم اور ہم اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی رکعت میں قرأت تکبیر سے موخر ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ دوسری رکعت میں بھی اسی طرح ہو۔ تو پہلے قول والوں کی دوسرے قول والوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ تکبیر ذکر ہے جو نماز میں کیا جاتا ہے اور یہ قرأت کا غیر ہے تو ہم نے دیکھا کہ پہلی اور دوسری رکعت میں مقام ذکر کونسا ہے تو ہم نے دیکھا کہ پہلی رکعت میں ثناء اور تعوذ بھی ہے جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام سے روایت کیا اور یہ نماز کے شروع میں قرأت سے پہلے ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر کا مقام یہی جگہ ہے اور وتر نماز میں دعائے قنوت آخری رکعت میں پڑھی جاتی ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ قرأت کے بعد ہے اور قرأت اس پر مقدم ہے اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع اس سے پہلے ہے لیکن قرأت سے موخر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید کی دوسری رکعت میں مقام تکبیر قرأت کے بعد ہے تاکہ نماز میں تمام اذکار کا مقام ایک جیسا ہے اور جس کے مقام میں اختلاف ہوا اس کا مقام وہی ہوگا جس پر اتفاق ہے اسی میں

---

۱ یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر ملا کر پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں ہوتی ہیں اس طرح کل نو تکبیریں ہوتی ہیں لیکن زائد تکبیرات چھ ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی جلد ۲ ص ۹۱۰ ۱۲ ہزاروی

موضع سائر الذكر في الصلوات ويكون موضع كل ما تنقلوا في موضع منه كموضع ما قد أجمع على موضعه وكل ما بينا في هذا الباب فهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين

ہم نے جو کچھ بیان کیا یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۳۱۵ حُكْمِ الْمَرْأَةِ فِي مَالِهَا

باب ۳۱۵۔ عورت کا اپنے مال میں اختیار

۱۲۷۱۔ حدثنا يونس قال ثنا يحيى بن عبد الله بن بكير قال حدثني الليث بن سعد عن عبد الله بن يحيى الأنصاري عن أبيه عن جده أن جدته أتت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بحلي لها فقالت إني تصدقت بهذا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنه لا يجوز للمرأة في مالها أمر إلا بإذن زوجها فهل استأذنت زوجك فقالت نعم فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه فقال هل أذنت لامرأتك أن تتصدق بحليها هذا فقال نعم فقبله منها رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عبداللہ بن یحییٰ انصاری اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زیورات لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا میں اسے صدقہ کرنا چاہتی ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتی کیا تم نے اپنے خاوند سے اجازت مانگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (کے خاوند) کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ نے اپنی بیوی کو صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قبول فرمایا۔

قال ابو جعفر فذهب قوم إلى هذا الحديث فقالوا لا يجوز للمرأة هبة شيء من مالها ولا الصدقة به دون إذن زوجها۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے اس حدیث کو اپنایا وہ فرماتے ہیں کہ عورت اپنے مال میں کچھ بھی ہبہ یا صدقہ، خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتی۔

وخالفهم في ذلك آخرون فأجازوا أمرها كله في مالها وجعلوها في مالها كزوجها في ماله واحتجوا في ذلك بقول الله عز وجل وآتوا النساء صدقاتهن نحلة فإن طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فأباح الله للزوج ما طابت له به نفس امرأته وبقوله عز وجل وإن طلقتموهن من قبل أن تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے اس کے تمام مال میں اس کے تصرف کو جائز رکھا ہے جس طرح خاوند اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہے انہوں نے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی سے استدلال کیا ہے (ارشاد خداوندی ہے) اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو اگر وہ اس میں سے تمہیں اپنی طرف سے بخوشی کچھ دیں تو اسے کھاؤ اس حال میں کہ وہ تمہارے لیے خوشگوار ہے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے خاوند کے لیے وہ

فنصف ما فرضتم إلا أن يعفون فأباح لهن عفوهن عن
مالهن بعد طلاق زوجها إياها بغير شيئها من
مالهن فدل ذلك على جواز أمر المرأة في مالها وعلى
أنها في مالها كالرجل في ماله -

مال حلال قرار دیا جو عورت اپنی خوشی سے دے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم جماع سے پہلے انہیں طلاق دو اور تم نے ان کے لیے مہر مقرر کیا ہو تو مقرر کردہ کا نصف دو البتہ یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے خاوند کے طلاق دینے کے بعد عورت کی طرف سے معاف کرنے کو جائز قرار دیا اور اس میں حصول اجازت کی کوئی قید نہیں لہٰذا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ عورت اپنے مال میں تصرف کر سکتی ہے اور وہ اپنے تمام مال کے بارے میں خاوند کی طرح ہے۔

١٢٤٢۔ وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يوافق هذا المعنى أيضا وهو ما قد روينا منه في كتاب الزكوة في امرأة عبد الله بن مسعود رضي الله عنه حين أخذت حليها لتذهب به إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لتتصدق به فقال عبد الله رضي الله عنه هلمي فتصدقي به علي فقالت لا حتى أستأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذنته في ذلك فقال تصدقي به عليه وعلى الأيتام الذين في حجره فإنهم له موضع -

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کے موافق مروی ہے اور یہ وہ روایت ہے جو ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے سلسلے میں زکوٰۃ کے بیان میں نقل کی ہے کہ جب وہ اپنا زیور لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت جانے لگیں تاکہ صدقہ کریں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لاؤ مجھ پر صدقہ کرو انہوں نے عرض کیا نہیں جب تک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لوں چنانچہ وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ان پر اور ان کے زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کرو یہی اس کا مصرف ہے۔

فقد أباحها رسول الله صلى الله عليه وسلم الصدقة بحليها على زوجها وعلى أيتامه ولم يأمرها باستيمار فيما تتصدق به على أيتامه وفي هذا الحديث أيضا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعظ النساء فقال تصدقن ولم يذكر في ذلك أمر أزواجهن فدل ذلك أن لهن الصدقة بما أردن من أموالهن بغير أمر أزواجهن -

---

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا زیور خاوند اور ان کے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا جائز قرار دیا اور اجازت کا حکم نہیں دیا کہ وہ یتیموں پر خرچ کرنے کے لیے اجازت طلب کریں اس حدیث میں یہ بات بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا صدقہ کرو لیکن اس سلسلے میں خاوند کی اجازت کا ذکر نہیں کیا لہٰذا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ عورتوں کو اختیار ہے کہ اپنے مال سے خاوند کی اجازت کے بغیر بھی جس قدر چاہیں صدقہ کر سکتی ہیں۔

١٢٤٣۔ وقد حدثنا أبو بكرة قال ثنا روح وأبو الوليد قالا ثنا شعبة قال سمعت أيوب يحدث عن عطاء قال أشهد على ابن عباس رضي الله عنهما

حضرت شعبہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ایوب سے سنا وہ حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گواہی دیتا ہوں یا انہوں نے حضرت ابن عباس

وحدثت به عن ابن عباس رضي الله عنهما قال اشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم انه خرج يوم فطر فصلى ثم خطب ثم اتى النساء فامرهن ان يتصدقن.

۱۴۷۴- حدثنا ابو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفيان عن عبد الرحمن بن عباس قال قلت لابن عباس رضي الله عنهما شهدت العيد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم ولولا مكاني منه ما شهدته من صغري خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم العيد فصلى ثم خطب ثم اتى النساء مع بلال رضي الله عنه فوعظهن فجعلت المرأة تهوي بيدها الى رقبتها والمرأة تهوي بيدها الى اذنها فتدفعه الى بلال رضي الله عنه وبلال يجعله في ثوبه ثم انطلق به مع النبي صلى الله عليه وسلم الى منزله.

۱۴۷۵- حدثنا ابو بكرة قال ثنا روح قال ثنا ابن جريج قال حدثني الحسن بن مسلم عن طاؤس عن ابن عباس رضي الله عنهما قال شهدت الصلوة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مع ابي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم فكلهم يصليها قبل الخطبة يخطب بعد قال ونزل نبي الله صلى الله عليه وسلم فكاني انظر اليه يجلس الرجل بيده ثم اقبل يشقهم حتى اتى النساء ومعه بلال رضي الله فقال يا ايها النبي اذا جاءك المؤمنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا الى قوله غفور رحيم فقال حين فرغ انتن على ذلك فقالت امرأة واحدة لم تجبه غيرها نعم يا رسول الله قال فتصدقن فبسط بلال رضي الله عنه ثوبه ثم قال لهن الفين فجعلن يلقين الفتخ والخواتم في ثوب بلال

رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور انہوں نے فرمایا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ عید الفطر کے دن باہر تشریف لائے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اس کے بعد خواتین کی طرف تشریف لائے اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا "ہاں" (اور فرمایا) اگر آپ کے ساتھ میرا خصوصی تعلق نہ ہوتا تو میں اپنے بچپن کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تشریف لائے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عورتوں کی طرف آئے اور ان کو وعظ فرمایا تو کوئی عورت اپنا ہاتھ اپنی گردن کی طرف لے جاتی اور کوئی عورت اپنا ہاتھ کان کی طرف لے جاتی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دے دیتی جاتی تھیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسے کپڑے میں ڈالتے پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر کی طرف چل دیئے۔

حضرت طاؤس، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا یہ تمام حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے پھر اس کے بعد خطبہ دیتے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں ہاتھ کے اشارے سے مردوں کو بٹھاتے پھر لوگوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس آئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے آپ نے پڑھا "اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب عورتیں آپ کے پاس آئیں آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گی ___ وہ بخشنے والا مہربان ہے تک فارغ ہونے کے بعد فرمایا تم اس پر قائم ہو؟ ایک عورت نے جواب دیا باقی کسی نے نہ دیا اس نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا اچھا تو صدقہ کرو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا

رضی اللہ عنہ۔

۱۴۷۶۔ حدثنا ابو بکرة قال ثنا روح قال ثنا ابن جريج قال اخبرني عطاء عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال سمعته يقول ان النبي صلى الله عليه وسلم قام يوم الفطر فبدأ بالصلوة قبل الخطبة ثم خطب الناس فلما فرغ نبي الله صلى الله عليه وسلم قام فاتى النساء فذكرهن وهو يتوكأ على بلال وبلال باسط ثوبه فجعل النساء يلقين فيه صدقاتهن۔

کپڑا بچھایا پھر ان سے فرمایا کہ تو وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

حضرت عطاء حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عید الفطر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے عورتوں کی طرف آئے اور انہیں وعظ فرمایا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لے رکھا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کپڑا بچھایا ہوا تھا تو عورتیں اس میں اپنے صدقات ڈالنے لگیں۔

۱۴۷۷۔ وحدثنا ابن ابي داود قال ثنا عبيد بن جناد الحلبي قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن زيد بن ابي انيسة عن زيد بن رفيع عن حزام بن حكيم عن حكيم بن حزام رضي الله عنه قال خطب النبي صلى الله عليه وسلم النساء ذات يوم فامرهن بتقوى الله عز وجل والطاعة لازواجهن وان يتصدقن

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خطبہ دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کرنے اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد امر النساء بالصدقات وقبلها منهن ولم ينتظر في ذلك راي ازواجهن

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ان سے قبول کیا اور اس سلسلے میں ان کے خاوندوں کی رائے کا انتظار نہیں کیا۔

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل على ذلك ايضا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۴۷۸۔ حدثنا الربيع بن سليمن المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابن لهيعة قال ثنا بكير بن الاشج عن كريب مولى ابن عباس رضي الله عنهما قال سمعت ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم تقول اعتقت وليدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لو اعطيتها اختك الاعرابية كان اعظم لاجرك۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سنا آپ فرماتی تھیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لونڈی کو آزاد کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اپنی (وہ لونڈی) اعرابیہ بہن کو کیوں نہیں دے دی تمہارے لیے بہت بڑے اجر کا باعث ہوتا۔

١٢٧٩ - حدثنا ربيع قال ثنا أسد قال ثنا محمد بن حازم عن محمد بن إسحاق عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ميمونة رضي الله عنها مثله.

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فلو كان أمر المرأة لا يجوز في مالها بغير إذن زوجها لرد رسول الله صلى الله عليه وسلم عتاقها وصرفت الجارية إلى الذي هو أفضل من العتاق فكيف يجوز لأحد ترك آيتين من كتاب الله عز وجل وسنن ثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم متفق على صحة مجيئها إلى حديث شاذ لا يثبت مثله. ثم النظر من بعد يدل على ما ذكرنا.

وذلك أنا رأيناهم لا يختلفون في المرأة في وصاياها من ثلث مالها أنها جائزة من ثلثها كوصايا الرجال ولم يكن لزوجها عليها في ذلك سبيل ولا أمر وبذلك نطق الكتاب العزيز قال الله عز وجل ولكم نصف ما ترك أزواجكم إن لم يكن لهن ولد فإن كان لهن ولد فلكم الربع مما تركن من بعد وصية يوصين بها أو دين فإذا كانت وصاياها في ثلث مالها جائزة بعد وفاتها فأفعالها في مالها في حياتها أجوز من ذلك وبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

اگر عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کا اختیار نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آزاد کرنے کو رد فرما دیتے اور لونڈی کو آزادی سے بہتر بات کی طرف پھیر دیتے تو کسی شخص کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ قرآن پاک کی دو آیتوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت احادیث جن کی صحت پر اتفاق ہے کو چھوڑ کر ایک شاذ حدیث کو اختیار کرے جس کی مثل ثابت نہیں پھر قیاس بھی ہمارے اس مذکورہ قول پر دلالت کرتا ہے۔

وہ اس طرح کہ ہم دیکھتے ہیں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مرد کی طرح عورت بھی اپنے تہائی مال میں وصیت کر سکتی ہے اور یہ وصیت جائز ہے اور اس سلسلے میں خاوند کو اس پر کوئی اختیار نہیں قرآن پاک یہی کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکہ سے نصف ہوگا اگر ان کی اولاد نہ ہو اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لیے چوتھا حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض کے بعد" تو جب ان کی وفات کے بعد ان کے مال میں سے تہائی کی وصیت جائز ہے تو ان کی زندگی میں ان کے اپنے مال میں ان کا تصرف بھی جائز ہوگا ہم اسی بات کو اختیار کرتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ٣١٦ ما يفعله المصلي بعد رفعه من السجدة الآخرة من الركعة الأولى

باب ٣١٦ - پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد کا عمل

۱۴۸۰- **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ أَلَا أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ ذٰلِكَ لَفِي غَيْرِ حِيْنِ الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَأَمْكَنَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَانْتَصَبَ قَائِمًا هُنَيْهَةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَتَمَكَّنَ فِي الْجُلُوْسِ ثُمَّ انْتَظَرَ هُنَيْهَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَصَلّٰى كَصَلٰوةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ قَالَ فَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُوْنَهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْأُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ الَّتِيْ لَا يَقْعُدُ فِيْهَا اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ قَامَ -

حضرت ابوقلابہ سے مروی ہے وہ حضرت مالک بن حویرث سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اصحاب (شاگردوں) سے فرماتے تھے کیا میں تمہیں یہ نہ دکھاؤں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسے ہوتی تھی اور ان کا یہ فرمانا وقت نماز کے سوا دوسرے وقت میں ہوتا ہے پس آپ کھڑے ہوتے تو کھڑے رہتے پھر رکوع کرتے تو دیر تک رکوع میں رہتے پھر سر اٹھاتے تو تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہتے پھر سجدہ کرتے اس کے بعد سر اٹھاتے تو کچھ دیر بیٹھتے پھر سجدہ کرتے حضرت ابوقلابہ فرماتے ہیں انہوں نے ہمارے اس شیخ یعنی حضرت عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی میں نے حضرت عمرو بن سلمہ کو دیکھا وہ کچھ عمل کرتے تھے میں نے تمہیں وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا جب وہ پہلی اور تیسری رکعت کے سجدہ سے سر اٹھاتے کہ جس کے بعد قعدہ نہیں تو سیدھے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے

۱۴۸۱- **حَدَّثَنَا** صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا

حضرت ابوقلابہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہمیں حضرت مالک ابن حویرث رضی اللہ عنہ نے خبر دی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کی طاق رکعتوں میں ہوتے تو جب تک نہ بیٹھتے کھڑے نہ ہوتے۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ قَعَدَ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ قَاعِدًا ثُمَّ يَقُوْمُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا بَلْ يَقُوْمُ مِنْهَا وَلَا يَنْتَظِرُ أَنْ يَسْتَوِيَ قَاعِدًا -

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب آدمی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو بیٹھ جائے مطمئن ہو کر بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس سے کھڑا ہو جائے اور بیٹھنے کی انتظار نہ کرے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ان احادیث سے استدلال کیا ہے

۱۴۸۲- **وَاحْتَجُّوْا** فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنِيْ بِهٖ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ بَشِيْرٍ الرَّازِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُوْ هَمَّامٍ الْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُوْنِيُّ قَالَ ثَنَا أَبِيْ قَالَ ثَنَا أَبُوْ خَيْثَمَةَ قَالَ ثَنَا الْحَسَنُ

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء فرماتے ہیں مجھ سے مالک نے بیان کیا انہوں نے ابن عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت کیا وہ ایسی مجلس میں تھے جس میں ان کے باپ بھی تھے اور وہ

المبارك بن الحسن قال حدثني عيسى بن عبد الله بن مالك عن محمد بن عمرو بن عطاء حدثني مالك عن عباس أو عياش بن سهل الساعدي أنه كان في مجلس فيه أبوه وكان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي المجلس أبو هريرة وأبو أسيد وأبو حميد الساعدي من الأنصار رضي الله عنهم أنهم تذاكروا الصلوة فقال أبو حميد أنا أعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم اتبعت ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا فأرنا فقام يصلي وهم ينظرون فكبر ورفع يديه في أول التكبير ثم ذكر حديثا طويلا ذكر فيه أنه لما رفع رأسه من السجدة الثانية من الركعة الأولى قام ولم يتورك

فلما جاء هذا الحديث على ما ذكرنا وخالف الحديث الأول احتمل أن يكون ما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحديث الأول لعلة كانت به فقعد من أجلها لا لأن ذلك من سنة الصلوة كما قد كان ابن عمر رضي الله عنهما يتربع في الصلوة فلما سئل عن ذلك قال إن رجلي لا تحملاني فكذلك يحتمل أن يكون ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك القعود كان لعلة أصابته حتى لا يتضاد ذلك ما روي عنه في الحديث الآخر ولا يخالف وهذا أولى بنا من حمل ما روي عنه على التضاد والتنافي وحديث أبي حميد أيضا فيه حكاية أبي حميد ما حكى بحضرة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم ينكر ذلك عليه أحد منهم فدل ذلك أن ما عندهم في ذلك غير مخالف لما حكاه لهم وفي حديث مالك بن الحويرث رضي الله عنه في كلام أيوب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اس مجلس میں حضرت ابوہریرہ، ابواسید، ابوحمید ساعدی اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم بھی تھے انہوں نے نماز کے بارے میں گفتگو کی حضرت ابوحمید نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں، میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں میں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی انہوں نے فرمایا ہمیں بھی بتایئے چنانچہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے دوسرے حضرات دیکھ رہے تھے انہوں نے تکبیر کہی اور پہلی تکبیر میں انہوں نے ہاتھ اٹھایا پھر ایک طویل حدیث ذکر اس میں بیان کیا کہ جب انہوں نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا تو کھڑے ہو گئے اور تورک نہیں کیا (یعنی بیٹھے نہیں)

جب یہ حدیث آئی ہے اور یہ پہلی حدیث کے خلاف ہے تو اس بات کا احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی حدیث کے مطابق جو عمل کیا وہ کسی عذر کی وجہ سے ہو لہذا آپ اس وجہ سے بیٹھے اس لیے نہیں کہ یہ نماز کی سنت سے ہے جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھتے تھے جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے پاؤں مجھے برداشت نہیں کر سکتے تو اسی طرح احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیٹھنے والا عمل کسی تکلیف کی وجہ سے ہو جو آپ کو پہنچی تاکہ دوسری حدیث کے ساتھ اس کا تضاد اور مخالفت لازم نہ آئے اور اس معنی پر محمول کرنے کی بجائے جس سے تضاد اور ایک دوسرے کی نفی لازم آتی ہے، اُس معنیٰ پر محمول کرنا اولیٰ ہے حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ابوحمید کی حکایت ہے انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے آپ کا عمل نقل کیا تو ان میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کا موقف ان کے نقل کردہ عمل کے خلاف نہیں ہے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت

إنما كان عمرو بن سلمة يفعل من ذلك شيئا لم يكن الناس يفعلونه وهو فقد رأى جماعة من بدري التابعين بذلك حجة في دفع ما نعري عن جملة التابعين فلا بد عن مالك أن يكون سنة.

ثم انظر من بعد هذا إلى ما روي عن أبي حميد رضي الله عنه وذلك أنا رأينا الرجل إذا خرج في صلاته من حال إلى حال استأنف ذكرا من ذلك أنا رأيناه إذا أراد الركوع كبر وخر راكعا وإذا رفع رأسه من الركوع قال سمع الله لمن حمده وإذا خر من القيام إلى السجود فقال الله أكبر وإذا رفع رأسه من السجود قال الله أكبر وإذا عاد إلى السجود فعل ذلك أيضا وإذا رفع رأسه لم يكبر من بعد رفعه رأسه إلى أن يستوي قائما غير تكبيرة واحدة فدل ذلك أنه ليس بين سجوده وقيامه جلوس ولو كان بينهما جلوس لاحتاج أن يكون تكبيرة بعد رفعه رأسه من السجود للدخول في ذلك الجلوس ولاحتاج إلى تكبير آخر إذا نهض للقيام فلما لم يؤمر بذلك ثبت أن لا قعود بين الرفع من السجدة الأخيرة والقيام إلى الركعة التي بعدها ليكون حكم ذلك وحكم سائر الصلوات مؤتلفا غير مختلف فبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد بن الحسن رحمة الله عليهم أجمعين.

ایسے کام کیا ہے اگرچہ حضرت عمرو بن سلمہ نے کیا انہوں نے لوگوں کو اس پر عمل کرتے نہیں دیکھا اور انہوں نے دیکھا تابعین کی ایک جماعت نے اس طرح نہیں کیا، مالک سے مروی عمل کو سنت قرار دینے کا رد کیا اس بات کو حجت قرار دیا یعنی عمرو بن سلمہ کا عمل غیر معروف تھا۔

پھر ہم نے اس کے بعد حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف دیکھا ہے کہ کیونکر ہم دیکھتے ہیں کہ جب آدمی نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا ہے اور سر نیچے کرتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ جب رکوع کرنا چاہتا ہے تو تکبیر کہتا ہے اور رکوع میں چلا جاتا ہے جب رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے جب قیام سے سجدے کی طرف جاتا ہے تو اللہ اکبر کہتا ہے جب سجدے سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ اکبر کہتا ہے جب دوسرے سجدہ کی طرف جاتا ہے تو اسی طرح کرتا ہے جب سر اٹھاتا ہے تو سیدھا کھڑا ہونے تک صرف ایک تکبیر کہتا ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس کے سجدے اور قیام کے درمیان بیٹھنے کا عمل نہیں ہے اگر ان کے درمیان بیٹھنا ہوتا تو سجدے سے اٹھنے کے بعد اس بیٹھنے میں داخل ہونے کے لیے تکبیر کی ضرورت ہوتی اور جب قیام کے لیے اٹھتا تو مزید ایک تکبیر کی ضرورت ہوتی اور جب اس بات کا حکم نہیں دیا گیا تو ثابت ہوا کہ دوسرے سجدے اور بعد والی رکعت کے قیام کے درمیان بیٹھنا نہیں ہے تاکہ اس کا اور باقی تمام نماز کا حکم ایک جیسا ہو جائے اور ان کے درمیان اختلاف نہ ہو ہم اسی بات کو اختیار کرتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ما يجب للمملوك على مولاه من الكسوة والطعام

باب ۳۱۷ آقا پر غلام کا کس قدر کھانا اور لباس واجب ہے

۱۴۸۳۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ ح وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مُجَاهِدٍ اَلْمَدَنِيُّ اَبُوْ حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَاَبِيْ نَطْلُبُ هٰذَا الْعِلْمَ فِيْ هٰذَا الْحَيِّ مِنَ الْاَنْصَارِ قَبْلَ اَنْ يَهْلِكُوْا فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ لَقِيْنَا اَبُو الْيَسَرِ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ غُلَامٌ لَهُ وَعَلَيْهِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ وَعَلٰى غُلَامِهِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ قَالَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ لَوْ اَخَذْتَ بُرْدَةَ غُلَامِكَ وَاَعْطَيْتَهُ مَعَافِرِيَّكَ وَاَخَذْتَ مَعَافِرِيَّهُ وَاَعْطَيْتَهُ بُرْدَتَكَ فَكَانَتْ عَلَيْكَ حُلَّةٌ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ قَالَ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ بَصُرَتْ عَيْنَايَ هَاتَانِ وَسَمِعَتْهُ اُذُنَايَ هَاتَانِ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاَكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ فَكَانَ اَنْ اُعْطِيَهُ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَاْخُذَ مِنْ حَسَنَاتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اور میرے والد اس علم کی تلاش میں انصار کے اس قبیلے میں گئے اس سے پہلے کہ وہ ہلاک ہو جائے سب سے پہلے ہماری ملاقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا ان پر ایک چادر اور ایک معافری کپڑا تھا اور ان کے غلام پر ایک چادر اور ایک معافری کپڑا تھا فرماتے ہیں میں نے عرض کیا چچا جان! کیا اچھا ہوتا اگر آپ اپنے غلام کی چادر لے لیتے اور اپنا معافری کپڑا اسے دے دیتے اور اس کی معافری خود لے کر اپنی چادر اس کو دے دیتے تاکہ آپ پر بھی ایک جوڑا ہو جاتا اور اس پر بھی فرماتے ہیں انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا یا اللہ! اسے برکت عطا فرما پھر فرمایا اے بھتیجے! میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اس کھانے سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہ لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو پس اگر میں اس کو دنیا بھر کا سامان دے دوں تو مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ وہ قیامت کے دن میری تمام نیکیاں لے جائے۔

۱۴۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الشَّيْزَرِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ قَالَ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا اَوْ مُعْتَمِرِيْنَ فَلَقِيْنَا اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ فَاِذَا عَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلٰى غُلَامِهِ بُرْدٌ مِثْلُهُ فَقُلْنَا لَهُ يَا اَبَا ذَرٍّ لَوْ اَخَذْتَ هٰذَا الْبُرْدَ اِلٰى بُرْدِكَ لَكَانَتْ حُلَّةً وَكَسَوْتَهُ بُرْدًا غَيْرَهُ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ

حضرت اعمش، حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم، حج یا عمرہ کرنے نکلے تو مقام ربذہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی ان پر ایک چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی اسی قسم کی ایک چادر تھی ہم نے عرض کیا اے ابوذر! اگر تم اس چادر کو اپنی چادر سے ملا لیتے تو تمہارا ایک جوڑا ہو جاتا اور ان کو کوئی دوسری چادر پہنا دیتے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہ تمہارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جب آدمی کا (مسلمان) بھائی اس کے ماتحت ہو تو وہ اسے

اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ۔

اسے کھانے سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہ لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے اسے ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس پر غالب آجائے اگر ایسے کام کی تکلیف دیتا ہو جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کی مدد کرے۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ عَلَى الرَّجُلِ اَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ مَمْلُوْكِهٖ وَبَيْنَ نَفْسِهٖ فِي الطَّعَامِ وَالْكِسْوَةِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا رَوَيْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا رَوَيْنَاهُ مِنْ مَذْهَبِ اَبِي الْيُسْرِ وَاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الَّذِيْ ذَكَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوا الَّذِيْ يَجِبُ لِلْمَمْلُوْكِ عَلٰى مَوْلَاهُ هُوَ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا يُوَسِّعُ بِهِ الرَّجُلُ عَلٰى نَفْسِهٖ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے اور غلام کے کھانے اور لباس میں مساوات قائم کرے انہوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اس روایت اور حضرت ابوالیسر نیز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کے مذہب سے استدلال کیا جیسے ہم نے ذکر کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مالک پر غلام کا کھانا اور لباس واجب ہے اس کے علاوہ انسان جو کچھ اپنے اوپر فراخی کرتا وہ لازم نہیں ہے۔

١٤٨٥ - وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عَجْلَانَ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ

اس سلسلے میں انہوں نے یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کے لیے کھانا اور لباس ہے اور اسے طاقت سے بڑھ کر عمل کی تکلیف نہ دی جائے۔

قَالُوْا فَهٰذَا الَّذِيْ يَجِبُ لِلْمَمْلُوْكِ عَلٰى سَيِّدِهٖ وَكَانَ اَوْلَى الْاَشْيَاءِ بِنَا لَمَّا رُوِيَ هٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَحْمِلَ مَا رَوَيْنَاهُ قَبْلَهٗ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَلٰى مَا يُوَافِقُهٗ مَا وَجَدْنَا اِلٰى ذٰلِكَ

فَكَانَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ قَدْ يَحْتَمِلُ

یہ حضرات فرماتے ہیں یہ ہے وہ چیز جو غلام کے لیے مالک پر واجب ہے اور ہمارے لیے بہتر یہی بات ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے تو ہم اس سے پہلے روایت کی گئی حدیث کو اس بات پر محمول کریں جو اس کے موافق ہو جس حد تک ممکن ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو تو ممکن ہے آپ کی مراد روٹی، سالن سوتی اور اونی کپڑے ہوں جب وہ ان چیزوں میں اپنے مالکوں کے ساتھ شریک ہو جائیں گے تو گویا انہوں نے اس

أن يكون أراد بذلك الخبز والأدم والثياب من الكتان والقطن فإذا شركوا مواليهم في ذلك فقد أكلوا مما يأكلون ولبسوا مما يلبسون ويكون ذلك معنى حديث أبي هريرة وإنما تجب المساواة لو كان قال أطعموهم مثل ما تأكلون واكسوهم مثل ما تلبسون فلو كان قال هذا لحرم على الموالي أن يفضلوا عبيدهم في طعام أو كسوة ولكنه إنما قال أطعموهم مما تأكلون واكسوهم مما تلبسون فلم يكن ذلك وجوب المساواة بينهم في الكسوة والطعام وإنما فيه وجوب الكسوة مما يلبسون ووجوب الطعام مما يأكلون وإن كانوا في ذلك غير متساويين۔

چیز سے کھایا جو انہوں نے کھائی اور انہوں نے بھی وہ چیز پہنی جو انہوں نے پہنی لیس یہ مفہوم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہو گیا مساوات تو تب واجب ہوتی جب آپ فرماتے انہیں ان کی مثل کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور انہیں اپنے لباس کی مثل پہناؤ اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہوتی تو مالکوں کے لیے جائز نہ ہوتا کہ وہ کھانے اور لباس کے سلسلے میں غلاموں سے بڑھتے لیکن آپ نے تو فرمایا ان کو اس چیز سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور اس چیز سے پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو تو یہ لباس اور کھانے میں مساوات کا وجوب نہیں بلکہ اس چیز سے لباس واجب ہے جو وہ خود پہنتے ہیں اور اس چیز سے کھانا دینا واجب ہے جو وہ خود کھاتے ہیں اگرچہ وہ اس میں مساوی نہ ہوں۔

وقد دل على ذلك أيضا ما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اس مفہوم پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث بھی دلالت کرتی ہیں۔

۱۴۸۶۔ حدثنا إسمٰعيل بن يحيى المزني قال ثنا محمد بن إدريس الشافعي عن سفيان عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كفى أحدكم خادمه طعامه حره ودخانه فليجلسه فليأكل معه فإن أبى فليأخذ لقمة فليروغها ثم ليطعمها إياه۔

حضرت اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے خادم نے کھانا پکانے میں گرمی اور دھواں برداشت کیا تو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اگر ایسا نہ کرے تو چاہیے کہ ایک لقمہ لے کر اسے (گھی یا سالن میں) تر کر کے اسے کھلا دے۔

۱۴۸۷۔ حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا سعيد بن عامر عن شعبة عن محمد بن زياد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى أحدكم خادمه بطعامه فإن لم يجلسه معه فليناوله أكلة أو أكلتين أو قال لقمة أو لقمتين فإنه ولي حره وعلاجه

حضرت محمد بن زیاد، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے پاس اس کا خادم کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو وہ اسے ایک یا دو لقمے دے دے (لفظ اکلہ) یا لقمہ فرمایا) کیونکہ اس نے اس کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے تو کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو کھلا اختیار دیا کہ وہ اس کھانے

أَفَلَا تَرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَسَّعَ عَلَى الْمَوْلٰى أَنْ يُّطْعِمَ عَبْدَهٗ وَمِنْ طَعَامِهِ الَّذِىْ قَدْ وَلِيَ مَشَقَّتَهٗ لَهٗ عَبْدُهٗ لُقْمَةً وَاحِدَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ ثُمَّ هُوَ بِمَا بَقِيَ مِنْ ذٰلِكَ الطَّعَامِ بَعْدَ تِلْكَ اللُّقْمَةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَعْنٰى مَا أَرَادَ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ أَنَّهٗ لَمْ يُرِدِ الْمُسَاوَاةَ وَكَذٰلِكَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ وَأَمَّا مَا فَعَلَ أَبُو الْيُسْرِ فَعَلَى الْإِشْفَاقِ مِنْهُ وَالْخَوْفِ لَا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَهٰذَا الَّذِىْ صَحَّحْنَا عَلَيْهِ مَعَانِيَ هٰذِهِ الْآثَارِ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔

کیا آپ نے دیکھا کہ جس غلام نے تیار کیا ہے ایک لقمہ دے دے پھر باقی کھانے کو اپنے لیے اختیار کرے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ ان کو اسی چیز سے کھلاؤ جو خود کھاتے ہو سے مساوات مراد نہیں ہے اسی طرح یہاں بھی مساوات مراد نہیں کہ انہیں اسی کپڑے سے پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ جہاں تک حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ کے فعل کا تعلق ہے تو وہ ان کی حد اخوف پر محمول ہے کہ کوئی دوسری وجہ نہیں آثار کے معانی کی یہ تصحیح حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۳۱۸ إِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسَاجِدِ

باب ۳۱۸ مساجد میں شعر گوئی

۱۴۸۸۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُنْشَدَ الْأَشْعَارُ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ يُّبَاعَ فِيْهِ السِّلَعُ وَأَنْ يُّتَحَلَّقَ فِيْهِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى كَرَاهَةِ إِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسَاجِدِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں شعر گوئی کرنے، سامان فروخت کرنے اور نماز سے پہلے حلقہ بنانے سے منع فرمایا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ مساجد میں اشعار پڑھنا مکروہ ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِإِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ بَأْسًا إِذَا كَانَ ذٰلِكَ الشِّعْرُ مِمَّا لَا بَأْسَ بِرِوَايَتِهٖ وَإِنْشَادِهٖ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں مساجد میں اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب وہ ایسے شعر ہوں جنہیں مسجد کے علاوہ روایت کرنے اور پڑھنے میں کوئی حرج نہ ہو۔

۱۴۸۹۔ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا

انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے جسے ہم نے دوسرے مقام پر نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

لم يمنع حسان منبرا في المسجد ينشد عليه
شعره بأنه شعر، ورويناه مع ذلك من حديث
حسان رضي الله عنه حين مر به عمر رضي الله
عنه وهو ينشد الشعر في المسجد فزجره فقال
له حسان رضي الله عنه قد كنت أنشد فيه
الشعر لمن هو خير منك وذلك بحضرة أصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم ينكر ذلك
عليه منهم أحد ولا أنكره عليه أيضا عمر رضي
الله عنه۔

۱۴۹۰- وكان حديث يونس الذي قد بدأنا
بذكره في أول هذا الباب قد يجوز أن يكون
رسول الله صلى الله عليه وسلم أراد بذلك الشعر
الذي نهى عنه أن ينشد في المسجد هو الشعر
الذي كانت قريش تهجوه به ويجوز أن يكون
هو من الشعر الذي تؤبن فيه النساء وتزرأ فيه
الأموال على ما قد ذكرناه في باب رواية الشعر
من جواب الأنصار من أصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم لابن الزبير رضي الله عنه بذلك
حين أنكر عليهم إنشاد الشعر حول الكعبة وقد
يجوز أيضا أن يكون أراد بذلك الشعر الذي يغلب
على المسجد حتى يكون كل من فيه أو أكثر من فيه
متشاغلا بذلك كمثل ما تأول عليه ابن عائشة
وأبو عبيد قول رسول الله صلى الله عليه وسلم
لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا حتى يريه خير له
من أن يمتلئ شعرا على ما قد ذكرنا ذلك عنهما
في غير هذا الموضع فيكون الشعر المنهي عنه في
هذا الحديث هو خاص من الشعر وهو الذي
فيه معنى من هذه المعاني الثلاثة التي ذكرنا
حتى لا يضاد ذلك ما قد رويناه عن رسول

نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر بچھایا وہ اس پر کھڑے ہو کر شعر پڑھتے تھے نیز اس کے علاوہ ہم نے روایت کیا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے ان کو ڈانٹا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس شخصیت کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا جو آپ سے بہتر شخصیت تھی اور یہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا تو کسی نے اعتراض نہ کیا اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی اعتراض فرمایا۔

جہاں تک حضرت یونس کی روایت کا تعلق ہے جسے ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا ہے تو ممکن ہے جس شعر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے وہ اشعار مراد ہوں جن کے ذریعے قریش آپ کی ہجو کرتے تھے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اشعار مراد ہوں جن کے ذریعے عورتوں کی عیب جوئی کی جائے اور ان کے ذریعے مال حاصل کیا جائے۔ جیسا کہ ہم نے شعر روایت کرنے کے باب میں انصار صحابہ کرام کی طرف سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو جواب کے سلسلے میں نقل کر چکے ہیں جب انہوں نے کعبۃ اللہ کے گرد شعر گوئی پر ناگواری ظاہر کی تھی — یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اشعار مراد ہوں جو مسجد پر غالب آجائیں یہاں تک کہ تمام حاضرین مسجد یا ان کی اکثریت اس میں مشغول ہو جائے جس طرح کہ ابن عائشہ اور ابو عبیدہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تاویل کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے جیسا کہ ہم نے دوسرے مقام پر ان دونوں سے نقل کیا تو اس حدیث میں جس شعر کی ممانعت ہے وہ خاص قسم کے اشعار ہیں یعنی جن میں ان مذکورہ بالا تین معانی میں سے کوئی معنی پایا جائے تا کہ ان احادیث سے تضاد لازم نہ آئے جو ہم نے جواز کے سلسلے میں اور صحابہ کرام کے عمل سے متعلق ذکر کی ہیں۔

صلى الله عليه وسلم من اباحة ذلك وما
عمل به اصحابه من بعده ـ

فان قال قائل فاذا كان كما ذكرت فلم قصد
في المسجد والذي ذكرت من الذي نهى به النبي
صلى الله عليه وسلم والذي ابنت فيه النساء
ونثيت فيه الاموال مكروه في غير المسجد ولو
كان كما ذكرت لم يكن لذكره في المسجد معنى
قيل له قد يجري الكلام كثيرا بذكر معنى
فلا يكون ذلك المعنى بذلك الحكم الذي جرى
في ذلك الذكر مخصوصا من ذلك قول الله عز
وجل وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم
اللاتي دخلتم بهن فان لم تكونوا دخلتم بهن فلا
جناح عليكم فذكر الربيبة التي قد كانت في حجره
فلم يكن ذلك على خصوصيتها لانها كانت
في حجره بذلك الحكم واخرجها منه اذا لم تكن
كانت في حجره الا ترى انها لو كانت اسن منه
انها عليه حرام كحرمتها لو كانت صغيرة في
حجره وقال عز وجل ايضا في الصيد ومن
قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم
فاجمعت العلماء الا من شذ منهم ان قتله
اياه ساهيا كذلك في وجوب الجزاء فلم يكن
ذكره ما ذكرنا من هاتين الآيتين يوجب
خصوص الحكم فكذلك ما روينا من ذكره
المسجد في الشعر المنهي عن روايته ليس فيه
دليل على خصوصية المسجد بذلك وكذلك
ايضا ما نهى عنه من البيع في المسجد هو البيع
الذي يعمه او يغلب عليه حتى يكون كالسوق
فذلك مكروه فاما ما سوى ذلك فلا وقد
روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل

اگر کوئی شخص کہے کہ اگر بات اس طرح ہوتی جس طرح تم
نے ذکر کیا ہے تو پھر مسجد کا ذکر کیوں کیا گیا وہ جو تم نے نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو پر مشتمل اشعار اور جن میں عورتوں کی
عیب جوئی کی جائے اور ان اشعار کے ذریعے مال حاصل کیا
جائے وہ مسجد کے علاوہ بھی مکروہ ہیں اگر بات اس طرح ہوتی جس
طرح تم کہتے ہو تو پھر مسجد کے ذکر کا کوئی مطلب نہ ہوتا۔ تو
اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ بعض اوقات مفہوم کے لیے
کوئی ذکر جاری ہوتا ہے لیکن وہ اس معنی کے ساتھ مخصوص نہیں
ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "اور تمہاری وہ بیٹیاں جو
تمہاری پرورش میں ہوں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم
نے جماع کیا (حرام ہیں) اگر تم نے ان سے جماع نہیں کیا تو تم پر
(ان لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں" تو یہاں
اس لڑکی کا ذکر کیا جو پرورش میں ہو تو اس کی یہ خصوصیت نہیں
کہ وہ گود (یا پرورش) میں ہے لہٰذا اس صورت میں یہ حکم ہوگا
اور جب پرورش میں نہ ہو تو اس حکم سے خارج ہو جائے
گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ عورت عمر میں اس
سے بڑی ہو تو بھی حرام ہوگی جس طرح چھوٹی ہونے کی صورت
میں اس کی پرورش میں تھی تو حرام تھی۔ اور اللہ تعالیٰ
شکار کے سلسلے میں فرماتا ہے۔ تم میں سے جو شخص
اسے جان بوجھ کر ہلاک کرے تو جو جانور ہلاک کیا اس
کی مثل اس پر لازم ہے تو اس پر علماء کرام کا اجماع ہے سوائے
ان کے جو شاذ ہیں (قلیل ہیں) کہ جزا کے وجوب کے سلسلے
میں بھول کر مارنے والے پر بھی یہی حکم ہوگا تو جو دو آیتیں ہم نے
ذکر کی ہیں ان میں اگرچہ ذکر میں تخصیص ہے لیکن حکم میں تخصیص
واجب نہیں تو اس طرح مسجد میں شعر گوئی سے ممانعت اس
بات کی دلیل نہیں کہ وہ مسجد سے خاص ہے اسی طرح مسجد
میں سودا کرنے کی ممانعت کا مطلب بھی یہ ہے جو عام ہو

عِنْدَ إِبَاحَةِ الْعَمَلِ الَّذِي لَيْسَ مِنَ الْقُرَبِ فِي الْمَسْجِدِ ۔

۱۴۹۱ ۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَجُلًا اِمْتَحَنَ اللّٰهُ بِهِ الْاِيْمَانَ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى الدِّيْنِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ وَكَانَ قَدْ اَلْقٰى اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا فَلَا تَرٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ خَصْفِ النَّعْلِ فِي الْمَسْجِدِ وَاِنَّ النَّاسَ لَوِ اجْتَمَعُوْا حَتّٰى يَعُمُّوا الْمَسْجِدَ بِخَصْفِ النِّعَالِ كَانَ ذٰلِكَ مَكْرُوْهًا فَلَمَّا كَانَ مَا لَا يَعُمُّ الْمَسْجِدَ مِنْ هٰذَا غَيْرَ مَكْرُوْهٍ وَمَا يَعُمُّهُ مِنْهُ اَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ مَكْرُوْهًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْبَيْعِ وَاِنْشَادِ الشِّعْرِ وَالتَّحَلُّقِ فِيْهِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَا عَمَّهُ مِنْ ذٰلِكَ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ وَمَا لَمْ يَعُمَّهُ مِنْهُ وَلَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِمَكْرُوْهٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۔

جائے یا اس (مسجد) پر غالب آجائے حتیٰ کہ وہ بازار کی طرح ہو جائے یہ مکروہ ہے لیکن اس کے علاوہ کے بارے میں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات روایت کی ہے کہ مسجد میں ایسا عمل کرنا جائز ہے جو اللہ تعالیٰ سے قرب کا باعث نہ ہو۔

حضرت ربعی بن خراش ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اے قریش کے گروہ! اللہ تعالیٰ تم پر ایک شخص کو بھیجے گا جس کے ذریعے ایمان کی آزمائش کرے گا وہ دین پر تمہاری گردنیں مارے گا (ہلاک کرے گا) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص مسجد میں جوتوں کو سینے والا ہے راوی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سینے کے لیے جوتا دیا تھا تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مسجد میں جوتا سینے سے منع نہیں فرمایا لیکن لوگ جمع ہو کر مسجد میں جوتے سینا شروع کر دیں تو مکروہ ہے تو جب بات یہ ہے کہ اگر اس کا فعل مسجد کو نہ بھرنے کی صورت میں مکروہ نہیں حالانکہ وہ تمام مسجد کو گھیرے تو مکروہ ہے تو خرید و فروخت ، شعر گوئی اور نماز سے پہلے حلقہ بندی پوری مسجد کو گھیرنے کی صورت میں مکروہ ہے اور اگر نہ گھیرے تو مکروہ نہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ ۳۱۹ شِرَاءِ الشَّيْءِ الْغَائِبِ

باب ۳۱۹ غیر موجود چیز خریدنا

۱۴۹۲ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيُّ قَالَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

وَالْمُنَابَذَةِ -

١٢٩٣ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

حضرت اعرج، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٢٩٤ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

حضرت عامر بن سعد، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٢٩٥ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

حضرت عطاء بن یزید، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٢٩٦ - حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا حَسَّانُ بْنُ غَالِبٍ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَا ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت سہیل بن ابی صالح اپنے والد سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا ابْتَاعَ مَا لَمْ يَرَهُ لَمْ يَجُزْ لَهُ ابْتِيَاعُهُ اِيَّاهُ وَذَهَبُوْا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى تَاْوِيْلٍ تَاَوَّلُوْهُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالُوا الْمُلَامَسَةُ مَا لَمَسَهُ مُشْتَرِيْهِ بِيَدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ بِعَيْنِهٖ قَالُوْا وَالْمُنَابَذَةُ هِيَ مِنْ هٰذَا الْمَعْنٰى اَيْضًا وَهُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اِنْبِذْ اِلَيَّ ثَوْبَكَ وَاَنْبِذُ اِلَيْكَ ثَوْبِيْ عَلٰى اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَبِيْعٌ بِصَاحِبِهٖ مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُشْتَرِيَيْنِ اِلٰى ثَوْبِ صَاحِبِهٖ وَمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰى هٰذَا التَّاْوِيْلِ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی چیز خریدے جسے اس نے نہیں دیکھا تو اس کو خریدنا جائز نہیں وہ اس سلسلے میں حدیث کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ ملامست یہ ہے کہ خریدنے والا اس چیز کو ہاتھ لگائے اور آنکھوں سے نہ دیکھے وہ فرماتے ہیں منابذہ کا بھی یہی معنیٰ ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تم اپنا کپڑا میری طرف پھینکو میں اپنا کپڑا تمہاری طرف پھینکتا ہوں اور یوں ان میں سے ہر ایک (کپڑا) دوسرے کے بدلے بیع قرار پائے گا حالانکہ دونوں خریداروں نے ایک دوسرے کا کپڑا نہیں دیکھا حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کا یہی مفہوم

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا من اشترى شيئا غائبا عنه فالبيع جائز وله فيه خيار الرؤية إن شاء أخذه وإن شاء تركه وذهبوا في تأويل الحديث الأول إلى أن الملامسة المنهي عنها فيه هي بيع كان أهل الجاهلية يتبايعونه فيما بينهم فكان الرجلان يتراوضان على الثوب فإذا لمسه المساوم به كان بذلك مبتاعا له ووجب على صاحبه تسليمه إليه

وكذلك المنابذة كانوا أيضا يتقاولون في الثوب وفيما أشبهه ثم يرميه ربه إلى الذي قاوله عليه فيكون ذلك بيعا منه إياه ثوبه ولا يكون له بعد ذلك نقضه فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك وجعل الحكم في البياعات أن لا يجب إلا بالمعاقدات المتراضى عليها فقال البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فجعل إلقاء أحدهما إلى صاحبه الثوب قبل أن يفارقه غير قاطع لخيار. ثم اختلف الناس بعد ذلك في كيفية تلك الفرقة على ما قد ذكرنا من ذلك في موضعه من كتابنا هذا وممن ذهب إلى هذا التأويل أبو حنيفة رضي الله عنه ولما اختلفوا في ذلك أردنا أن ننظر فيما سوى هذا الحديث من الأحاديث هل فيه ما يدل على أحد القولين اللذين ذكرنا فنظرنا في ذلك فإذا إبراهيم بن محمد الصيرفي قد حدثنا قال ثنا أبو الوليد الطيالسي قال ثنا حماد عن حميد عن أنس رضي الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع العنب حتى يسود وعن بيع الحب حتى

بیان کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا جو آدمی غائب چیز کو خریدے تو یہ سودا جائز ہے اور اس کو دیکھنے کا اختیار (خیار رویت) حاصل ہوگا اگر چاہے تو لے اور چاہے تو چھوڑ دے انہوں نے پہلی حدیث کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے کہ جس ملامست سے روکا گیا ہے وہ دور جاہلیت کا سودا تھا لوگ ایک دوسرے پر اس طرح بیچتے تھے کہ دو آدمی اس پر جھگڑا کرتے تھے جب نرخ کرنے والا اسے چھو لیتا تو وہ اس کا خریدار بن جاتا اور بیچنے والے پر اس چیز کا سونپنا واجب ہو جاتا۔

اسی طرح منابذہ یہ تھا کہ وہ ایک کپڑے یا اس قسم کی کسی چیز کے بارے میں باہم گفتگو کرتے تھے پھر اس کا مالک اسے گفتگو کرنے والے کی طرف پھینکتا تھا، تو یہ اس کی طرف سے اس کپڑے کا سودا ہونا تھا اس کے بعد وہ اسے توڑ نہیں سکتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور سودوں کے بارے میں حکم دیا کہ جب تک باہم رضامندی سے عقد نہ ہو سودا جائز نہ ہوگا آپ نے فرمایا سودا کرنے والے دونوں فریقوں کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں تو آپ نے واضح کر دیا کہ ایک کا دوسرے کی طرف کپڑا پھینکنا اختیار کو ختم نہیں کرتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں — پھر اس جدائی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے اس بات کو ذکر کر دیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اسی مفہوم کے قائل ہیں، تو جب اس میں اختلاف ہے تو ہم نے ارادہ کیا کہ اس کے علاوہ دیگر احادیث کو دیکھیں کہ کیا ان میں ان مذکورہ دو قولوں میں سے کسی ایک پر دلالت پائی جاتی ہے، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کو بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو جائے اور دانے کو بیچنے سے منع

يشتد - فدل ذلك على اباحة بيعه بعد ما يشتد في سنبله لانه لو لم يكن ذلك كذلك لقال حتى يشتد ويبرأ من سنبله فلما جعل الغاية في البيع المنهي عنه هي شدته ويبوسته دل ذلك ان البيع بعد ذلك بخلاف ما كان عليه في البدي فلما اجاز بيع الحب المغيب في السنبل الذي لم يره دل هذا على جواز بيع ما لا يراه المتبايعان اذا كان يرجعان منه الى معلوم كما يرجعان من الحنطة المبيعة المغيبة في السنبل الى حنطة معلومة واولى الاشياء بنا في مثل هذا اذ كنا قد وقفنا على تاويل هذا الحديث واحتمل الحديث الآخر موافقته او مخالفته ان نحمله على موافقته لا على مخالفته -

۱۴۹۸ - وقد حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب في تفسير الملامسة والمنابذة قال كان القوم يتبايعون السلع لا ينظرون اليها ولا يخبرون عنها والمنابذة ان يتنابذ القوم السلع لا ينظرون اليها ولا يخبرون عنها فهذا من ابواب القمار

۱۴۹۹ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ربيعة قال كان هذا من ابواب القمار فنهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

۱۵۰۰ - فهذا الزهري وهو احد من روى عنه هذا الحديث قد اجاز للرجل ان يشتري ما قد اخبر عنه وان لم يكن عاينه ففي ذلك دليل على جواز ابتياع الغائب

فقال قائل ممن

فرمایا یہاں تک کہ وہ سخت ہو جائے۔

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سخت ہو جانے کے بعد اس کا بیچنا جائز ہے اگرچہ وہ بٹے کے اندر ہو کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ فرماتے یہاں تک کہ وہ سخت ہو جائے اور بٹے سے باہر نکل آئے تو جب ممنوعہ بیع کی انتہاء اس کی سختی اور خشک ہو جانے کو قرار دیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس کے بعد کا سودا آغاز میں سودے کے خلاف ہے تو جب بٹے کے اندر پوشیدہ دانے کی بیع بٹے کے بغیر جائز ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس چیز کو عاقدین نے نہ دیکھا ہو اس کی بیع جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز معلوم و معین ہو جس طرح بٹے میں پوشیدہ سودا معلوم اور معین گندم ہو اس سلسلے میں بہتر بات یہی ہے کہ جب ہم اس حدیث کی تاویل پر واقف ہو گئے اور دوسری حدیث میں موافقت اور مخالفت دونوں باتوں کا احتمال ہے تو ہم موافقت پر محمول کریں مخالفت پر نہ کریں۔

حضرت ابن شہاب سے ملامسہ اور منابذہ کی تفسیر یوں مروی ہے فرماتے ہیں لوگ سامان بیچتے تھے اور اسے دیکھتے نہیں تھے اور نہ ہی اس کی خبر دی جاتی تھی اور منابذہ یہ ہے کہ لوگ سامان پھینک دیتے تھے نہ اسے دیکھتے اور نہ اس کی خبر دیتے تھے تو یہ جوئے کی صورتوں میں سے ایک ہے

حضرت یونس، حضرت ربیعہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں یہ جوئے کی ایک قسم ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

تو یہ حضرت امام زہری ہیں جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں انہوں نے جائز قرار دیا کہ کوئی شخص ایسی چیز خریدے جس کی اسے خبر دی گئی اگرچہ اس نے اسے دیکھا نہ ہو تو اس میں غائب چیز کو خریدنے کے جواز پر دلالت پائی جاتی ہے۔

پہلی تاویل کے قائلین میں سے کسی نے اعتراض کیا

ذَهَبَ إِلَى التَّأْوِيلِ الَّذِي قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ مِنْ أَيْنَ أَجَزْتُمْ بَيْعَ الْغَائِبِ وَهُوَ مَجْهُولٌ قِيلَ لَهُ مَا هُوَ مَجْهُولٌ فِي نَفْسِهِ لِأَنَّهُ مَتَى رَجَعَ إِلَيْهِ رَجَعَ إِلَى مَعْلُومٍ فَهُوَ كَبَيْعِ الْحِنْطَةِ فِي سُنْبُلِهَا الْمَرْجُوعِ مِنْهَا إِلَى حِنْطَةٍ مَعْلُومَةٍ وَإِنَّمَا الْجَهْلُ فِي هَذَا هُوَ جَهْلُ الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي فَأَمَّا الْمَبِيعُ فِي نَفْسِهِ فَغَيْرُ مَجْهُولٍ وَإِنَّمَا الْمَجْهُولُ الَّذِي لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ هُوَ الْمَجْهُولُ فِي نَفْسِهِ الَّذِي لَا يُرْجَعُ مِنْهُ إِلَى مَعْلُومٍ كَبَعْضِ طَعَامٍ غَيْرِ مُسَمًّى بَاعَهُ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ فَذَلِكَ الْبَعْضُ غَيْرُ مَعْلُومٍ وَغَيْرُ مَرْجُوعٍ مِنْهُ إِلَى مَعْلُومٍ فَالْعَقْدُ عَلَى ذَلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ۔

کہ تم نے غائب چیز کا سودا کیسے جائز قرار دیا حالانکہ وہ مجہول ہے تو اسے جواب دیا گیا کہ وہ ذاتی طور پر مجہول نہیں کیونکہ جب اس چیز کی طرف رجوع کیا تو وہ معلوم ہو گئی جیسے خوشے کے دانے کی طرف جب رجوع کیا گیا تو وہ معلوم گندم کی طرح ہو گئی یہاں جو جہالت ہے وہ بائع اور مشتری کی جہالت ہے ورنہ مبیع غیر مجہول ہے جس مجہول کی بیع جائز نہیں ہوتی اس سے مراد وہ چیز ہے جو ذاتی طور پر مجہول ہو جس سے معلوم کی طرف رجوع نہ ہو سکتا ہو جیسے بعض طعام جو غیر معین ہو اسے ایک شخص دوسرے پر بیچے تو یہ بعض غیر معلوم ہے اور اس کا معین کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔ اس کا سودا کرنا جائز نہیں ہے۔

وَقَدْ وَجَدْنَا الْبَيْعَ يَجُوزُ عَقْدُهُ عَلَى طَعَامٍ بِعَيْنِهِ عَلَى أَنَّهُ كَذَا وَكَذَا قَفِيزًا وَالْبَائِعُ وَالْمُشْتَرِي لَا يَعْلَمَانِ حَقِيقَةَ كَيْلِهِ فَيَكُونُ مِنْ حُقُوقِ الْبَيْعِ وُجُوبُ الْكَيْلِ لِلْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ وَلَا يَكُونُ جَهْلُهُمَا بِهِ يُوجِبُ وُقُوعَ الْبَيْعِ عَلَى كَيْلٍ مَجْهُولٍ إِذَا كَانَا يَرْجِعَانِ مِنْ ذَلِكَ إِلَى كَيْلٍ مَعْلُومٍ فَذَلِكَ الطَّعَامُ الْغَائِبُ إِذَا بِيعَ وَالْمُشْتَرِي وَالْبَائِعُ بِهِ جَاهِلَانِ لَا يَكُونُ جَهْلُهُمَا بِهِ يُوجِبُ وُقُوعَ الْعَقْدِ عَلَى شَيْءٍ مَجْهُولٍ إِذَا كَانَا يَرْجِعَانِ مِنْهُ إِلَى الطَّعَامِ فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هَذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ معین کھانے کی بیع جائز ہے یعنی وہ اتنے اتنے قفیز (پیمانہ) ہے حالانکہ بائع اور مشتری اس کے پیمانے کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں سودے کے حقوق میں سے ہے کہ مشتری کے لیے بائع پر ماپ واجب ہے اور اس ماپ سے ان دونوں کا ناواقف ہونا مجہول ماپ پر بیع کو واقع نہیں کرتا۔ جب کہ وہ اس سے معلوم ماپ کی طرف رجوع کر سکتے ہوں جب یہ غائب غلہ بیچا جائے بیچنے اور خریدنے والا اس سے ناواقف ہوں تو ان کی جہالت سے مجہول چیز پر عقد لازم نہیں آئے گا جب وہ معلوم غلہ کی طرف رجوع کر سکتے ہوں اس باب میں قیاس یہی ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

١٥٠١- وَقَدْ رَوَيْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هَذَا أَنَّ عُثْمَانَ وَطَلْحَةَ تَبَايَعَا مَالًا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ لِيَ الْخِيَارُ لِأَنِّي بِعْتُ مَا لَمْ أَرَ وَقَالَ طَلْحَةُ لِيَ الْخِيَارُ لِأَنِّي ابْتَعْتُ مَا لَمْ أَرَ فَحَكَّمَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَيْنَهُمَا جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ فَقَضَى أَنَّ الْخِيَارَ لِطَلْحَةَ وَلَا خِيَارَ

اس سے پہلے ہم روایت کر چکے ہیں کہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما نے کوفہ میں مال کا سودا کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اختیار ہے کیونکہ میں نے ایسی چیز بیچی ہے جسے میں نے دیکھا نہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اختیار مجھے حاصل ہے کیونکہ میں نے ایسی چیز خریدی ہے

بِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

فَاتَّفَقَ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةُ

بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَوَازِ بَيْعِ شَيْءٍ غَائِبٍ عَنْ بَائِعِهِ وَعَنْ مُشْتَرِيهِ.

۱۵۰۲ - وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَكِبَ يَوْمًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ حَلِيفٌ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَرْضٍ لَهُ بِرِيمٍ فَابْتَاعَهَا مِنْهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَلٰى أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا وَرِيمٌ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلٰى قَرِيبٍ مِنْ ثَلَاثِينَ مِيلًا۔

۱۵۰۳ - فَهٰذَانِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَدْ تَبَايَعَا مَا هُوَ غَائِبٌ عَنْهُمَا وَرَأَيَا ذٰلِكَ جَائِزًا۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ إِنَّمَا جَازَ ذٰلِكَ لِاشْتِرَاطِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الْخِيَارَ قِيلَ لَهُ إِنَّ ذٰلِكَ الْخِيَارَ لَمْ يَجِبْ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ جِهَةِ الْاِشْتِرَاطِ لَوْ كَانَ مِنْ جِهَةِ الْاِشْتِرَاطِ لَكَانَ الْبَيْعُ فَاسِدًا وَجَبَ لَكَانَ الْبَيْعُ فَاسِدًا أَلَا تَرٰى أَنَّ رَجُلًا لَوِ اشْتَرٰى مِنْ رَجُلٍ عَبْدًا أَوْ أَرْضًا عَلٰى أَنَّهُ بِالْخِيَارِ فِيهَا لَا إِلٰى وَقْتٍ مَعْلُومٍ أَنَّ الْبَيْعَ فَاسِدٌ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْهُ لَمْ يَشْتَرِطْ خِيَارَ الرُّؤْيَةِ إِلٰى وَقْتٍ مَعْلُومٍ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ ذٰلِكَ الْخِيَارَ الَّذِي اشْتَرَطَهُ هُوَ خِيَارٌ يَجِبُ لَهُ بِحَقِّ الْعَقْدِ وَهُوَ خِيَارُ الرُّؤْيَةِ الَّذِي

جسے انہوں نے نہیں دیکھا انہوں نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے فیصلہ چاہا تو انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو خیار حاصل ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نہیں۔

تو یہ تینوں حضرات صحابہ کرام کی موجودگی میں اس بات پر متفق ہو گئے کہ ایسی چیز کا سودا جائز ہے جو بائع اور مشتری دونوں سے غائب ہو۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن حضرت عبداللہ بن بحینہ کے ہمراہ سوار ہوئے وہ بنو مطلب بن عبد مناف کے حلیفوں ازد شنوءہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے مقام ریم میں ان کی زمین کی طرف گئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے وہ زمین اس شرط پر خریدی کہ ہم اسے دیکھیں گے ریم مدینہ طیبہ سے تیس میل کے فاصلے پر ہے تو یہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے ایسی چیز کا سودا کیا جو ان سے غائب تھی اور اسے تو یہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے ایسی چیز کا سودا کیا جو ان سے غائب تھی اور اسے جائز سمجھا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ اس لیے جائز ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھنے کی شرط رکھی تھی تو اسے کہا جائے گا کہ یہ اختیار شرط رکھنے کے طور پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے واجب نہیں ہوا اگر شرط کے طور پر واجب ہوتا تو بیع فاسد ہو جاتی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص کسی سے غلام یا زمین اس طریقے پر خریدے کہ غیر معلوم وقت تک اسے خیار حاصل ہوگا تو یہ بیع فاسد ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس مذکورہ حدیث میں معلوم وقت تک کا بھی خیار حاصل نہیں کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ انہوں نے جو خیار رکھا وہ عقد کے حق کے طور پر واجب ہوتا ہے اور وہ خیار رؤیت ہے جسے حضرت طلحہ اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہما نے بھی اپنایا جیسا کہ ہم نے

ذهب اليه طلحة وجبير فيما رويناه عنهما الخيار شرط

روایت کیا یہ خیار شرط نہیں تھا۔

١٥٠٤۔ وقد حدثنا فهد قال ثنا ابو صالح عبد الله بن صالح قال حدثني الليث قال حدثني يونس عن ابن شهاب عن سالم قال قال ابن عمر رضي الله عنهما كنا اذا تبايعنا كان كل واحد منا بالخيار ما لم يتفرق المتبايعان قال فتبايعت انا وعثمان فبعته مالا لي بالوادي بمال له بخيبر قال فلما بايعته طفقت انكص على عقبي نكص القهقرى خشية ان يترادني البيع عثمان قبل ان افارقه۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب ہم باہم سودا کرتے تھے تو جب تک سودا کرنے والے ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں ہم میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا تھا فرماتے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باہم سودا کیا میں نے اپنا وادی کا مال ان کے خیبر والے مال کے بدلے بیچا فرماتے ہیں جب میں بیچ چکا تو تو جلدی جلدی پیچھے کی طرف مڑا مجھے ڈر تھا کہ کہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے جدا ہونے سے پہلے سودا توڑ نہ دیں۔

١٥٠٥۔ فهذا عثمان بن عفان وعبد الله بن عمر رضي الله عنهم قد تبايعا ما هو غائب عنهما ورايا ذلك جائزا وذلك بحضرة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم ينكره عليهما منكر۔

تو یہ حضرت عثمان ابن عفان اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے ایسی چیز کا سودا کیا جو ان دونوں سے غائب تھی اور اسے جائز سمجھا یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا لیکن ان پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

١٥٠٦۔ حدثنا ربيع بن سليمان المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابو الاحوص عن اشعث ابن ابي الشعثاء عن محمد بن عمير قال قال ابو هريرة رضي الله عنه نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين ان يقول الرجل للرجل انبذ الي ثوبك وانبذ اليك ثوبي من غير ان يتقلبا او يتراضيا او يقول دابتي بدابتك من غير ان يقلبا او ينظرا اصيا۔

حضرت محمد بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سودوں سے منع کیا کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ تم اپنا کپڑا میری طرف پھینکو میں اپنا کپڑا تمہاری طرف پھینکتا ہوں اس کے بغیر کہ وہ الٹ پلٹ کریں یا راضی ہوں یا وہ کہے کہ میرا جانور تیرے جانور کے بدلے ہے اس کے بغیر کہ وہ انہیں دیکھیں یا رضامند ہوں۔

ففي هذا الحديث اجازة البيع بالتراضي ودليل على ان المنابذة المنهي عنها ما ذهب اليه ابو حنيفة رضي الله عنه لا ما ذهب اليه مخالفه والحمد لله رب العالمين۔

تو اس حدیث میں رضامندی کے ساتھ بیع کی اجازت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ جس منابذہ سے منع کیا گیا یہ وہ ہے جس کی طرف حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گئے ہیں نہ وہ جو آپ کی مخالفین کی مراد ہے ہر قسم کی حمد و ستائش تمام جہانوں کے پروردگار کے لیے ہے۔

بَابٌ ۳۲: تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ الْبِكْرَ هَلْ يَحْتَاجُ فِي ذٰلِكَ إِلَى اسْتِئْمَارِهَا

باب ۳۲۔ باپ اپنی باکرہ لڑکی کا نکاح کرے تو اجازت لینا ضروری ہے؟

۱۵۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ أَذِنَتْ وَإِنْ أَنْكَرَتْ لَمْ تُكْرَهْ۔

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم لڑکی سے اس کے نفس کے بارے میں پوچھا جائے اگر وہ خاموش ہو جائے تو اس نے اجازت دے دی اور اگر انکار کرے تو زبردستی نہ کی جائے۔

۱۵۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فَإِنْ رَضِيَتْ فَلَهَا رِضَاهَا وَإِنْ أَنْكَرَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم لڑکی سے پوچھا جائے اگر وہ راضی ہو جائے تو اس کی رضامندی اس کے لیے ہے اگر وہ انکار کرے تو اس پر تصرف کا کوئی جواز نہیں۔

۱۵۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت ابو سلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُزَوِّجَ ابْنَتَهُ الْبِكْرَ الْبَالِغَةَ بِغَيْرِ أَمْرِهَا وَلَا يَسْتَأْذِنُهَا مِمَّنْ رَآى وَلَا رَأْيَ لَهَا فِي ذٰلِكَ مَعَهُ عِنْدَهُمْ قَالُوا وَلَمَّا قَصَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَثَرَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ بِمَا ذُكِرَ فِيهِمَا مِنَ الصِّمَاتِ وَالْحُكْمِ لَهُ بِحُكْمِ الْإِذْنِ إِلَى الْيَتِيمَةِ وَهِيَ الَّتِي لَا أَبَ لَهَا دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ ذَاتَ الْأَبِ فِي ذٰلِكَ بِخِلَافِهَا وَأَنَّ أَمْرَ أَبِيهَا عَلَيْهَا أَوْكَدُ مِنْ أَمْرِ سَائِرِ أَوْلِيَائِهَا بَعْدَ أَبِيهَا وَمِمَّنْ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی باکرہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر یا اس سے اجازت لیے بغیر جہاں چاہے کر سکتا ہے باپ کے ساتھ لڑکی کی رائے کا اتفاق ان حضرات کے نزدیک ضروری نہیں، وہ فرماتے ہیں جب پہلے ذکر کی گئی دو روایتوں میں جس لڑکی کی خاموشی کو اجازت قرار دیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یتیمہ مراد لی ہے اور یہ وہ لڑکی ہوتی ہے جس کا باپ نہ ہو تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس لڑکی کا باپ موجود ہو اس کا حکم اس

ذَهَبَ فِي هٰذَا الْقَوْلِ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

کے خلاف ہے اور اس لڑکی پر باپ کا حکم دیگر تمام اولیاء کے مقابلے میں زیادہ تاکیدی ہے حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَيْسَ لِوَلِيِّ الْبِكْرِ أَبًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا إِلَّا بَعْدَ اسْتِئْمَارِهِ إِيَّاهَا فِي ذٰلِكَ وَبَعْدَ صُمَاتِهَا عِنْدَ اسْتِئْمَارِهِ إِيَّاهَا وَقَالُوا لَيْسَ فِي قَصْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَثَرَيْنِ الْمَرْوِيَّيْنِ فِي ذٰلِكَ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ إِلَى الْيَتِيمَةِ مَا يَدُلُّ أَنَّ غَيْرَ الْيَتِيمَةِ فِي ذٰلِكَ عَلَى خِلَافِ حُكْمِ الْيَتِيمَةِ إِذْ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِذٰلِكَ سَائِرَ الْأَبْكَارِ الْيَتَامَى وَغَيْرَهُنَّ وَخَصَّ الْيَتِيمَةَ بِالذِّكْرِ إِذْ كَانَ لَا فَرْقَ بَيْنَهَا فِي ذٰلِكَ وَبَيْنَ غَيْرِهَا وَلِأَنَّ السَّامِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ فِي الْيَتِيمَةِ الْبِكْرِ يَسْتَدِلُّ بِهِ عَلَى حُكْمِ الْبِكْرِ غَيْرِ الْيَتِيمَةِ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں باکرہ عورت کا ولی باپ ہو یا کوئی دوسرا اس سے اجازت طلب کرنے اور اس کے بعد اس کے خاموش رہنے کے بغیر نکاح کر کے نہیں دے سکتا وہ فرماتے ہیں پہلی دو حدیثوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یتیمہ کا ذکر اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ غیر یتیمہ کا حکم اس کے خلاف ہے ہو سکتا ہے آپ کی مراد تمام باکرہ لڑکیاں ہوں چاہے وہ یتیم ہوں یا اس کے علاوہ ہوں آپ نے خاص طور پر یتیم لڑکی کا ذکر کیا کیونکہ آپ کے نزدیک اس میں اور دوسری لڑکیوں میں کوئی امتیاز نہیں اور سننے والا آپ سے یتیمہ باکرہ لڑکی کے بارے میں سن کر غیر یتیمہ باکرہ کے حکم پر استدلال کرے۔

وَقَدْ رَأَيْنَا مِثْلَ هٰذَا فِي الْقُرْآنِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَا حَرَّمَ مِنَ النِّسَاءِ ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ فَذَكَرَ الرَّبِيبَةَ الَّتِي فِي حِجْرِ الزَّوْجِ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلَى تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حِجْرِ الزَّوْجِ دُونَ الرَّبِيبَةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ مِنْهُ بَلْ كَانَ التَّحْرِيمُ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا فَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبِكْرِ الْيَتِيمَةِ لَيْسَ عَلَى الْيَتِيمَةِ الْبِكْرِ خَاصَّةً بَلْ هُوَ عَلَى الْبِكْرِ الْيَتِيمَةِ وَغَيْرِ الْيَتِيمَةِ وَكَانَ مَا سَمِعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْيَتِيمَةِ الْبِكْرِ دَلِيلًا لَهُمْ أَنَّ ذَاتَ الْأَبِ فِيهِ كَذٰلِكَ إِذْ كَانُوا قَدْ عَلِمُوا أَنَّ الْبِكْرَ قَبْلَ بُلُوغِهَا إِلَى أَبِيهَا عَقْدُ الْبِيَاعَاتِ عَلَى أَمْوَالِهَا وَعَقْدُ النِّكَاحِ عَلَى بُضْعِهَا وَرَأَوْا بُلُوغَهَا يَرْفَعُ وِلَايَةَ أَبِيهَا عَلَيْهَا فِي الْعُقُودِ عَلَى أَمْوَالِهَا فَكَذٰلِكَ

ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک میں اس قسم کا حکم پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حرام ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہ لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہوں تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم نے جماع کیا، یہاں اس لڑکی کا ذکر ہے جو پرورش میں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو پرورش میں ہے وہ حرام ہے اور بیوی کی وہ بیٹی جو اس آدمی سے بڑی ہے وہ حرام نہیں ہے بلکہ دونوں حرام ہیں تو اسی طرح جو کچھ ہم نے یتیمہ باکرہ لڑکی کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ خاص یتیمہ باکرہ کے بارے میں نہیں بلکہ غیر یتیمہ کا بھی یہی حکم ہے صحابہ کرام نے جو کچھ یتیمہ باکرہ (کنواری) کے بارے میں سنا وہ ان کے لیے اس بات پر دلیل تھی کہ اس سلسلے میں باپ والی کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کے مال میں سودا کرنے کا حق باپ کو حاصل ہے اسی طرح اس کے نکاح کا حق بھی اسی کو ہے اور وہ جانتے تھے کہ اس کے بالغ

يَرْتَفِعُ عَنْهَا الْعُقُوْدُ عَلٰى بُضْعِهَا وَمَعَ هٰذَا فَقَدْ رَوٰى اَهْلُ هٰذَا الْمَذْهَبِ لِمَذْهَبِهِمْ آثَارًا احْتَجُّوا لَهُ بِهَا غَيْرَ اَنَّ فِيْ بَعْضِهَا طَعْنًا عَلٰى مَذْهَبِ اَهْلِ الْاٰثَارِ وَاَكْثَرُهَا سَلِيْمٌ مِنْ ذٰلِكَ وَسَنَاْتِيْ بِهَا كُلِّهَا وَبِعِلَلِهَا وَبِفَسَادِ مَا يُفْسِدُهُ اَهْلُ الْاٰثَارِ مِنْهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

مرنے کے بعد اس کے مالی تصرفات سے باپ کی ولایت اٹھ جاتی ہے اسی طرح اس کی بضع کے عقد سے یہ ولایت ختم ہو جاتی ہے اس کے باوجود اس مذہب والوں نے اپنے مذہب کے حق میں کچھ روایات نقل کی ہیں اور ان سے استدلال کیا ہے لیکن ان میں سے بعض کے سلسلے میں اہل روایات والوں پر طعن کیا گیا ہے جب کہ اکثر اس سے محفوظ ہیں ہم ان تمام روایات ان کی علتوں اور جن کو اہل روایات نے فاسد قرار دیا سب کو اس باب میں ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فَمِمَّا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّا طَعَنَ فِيْهِ اَهْلُ الْاٰثَارِ مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَيَّةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ قَالَا ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ بِكْرٌ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا فَكَانَ مِنْ طَعْنِ مَنْ يَذْهَبُ اِلَى الْاٰثَارِ وَالتَّمْيِيْزِ بَيْنَ رُوَاتِهَا وَتَثْبِيْتِ مَا رَوَى الْحُفَّاظُ مِنْهُمْ اِسْقَاطِ مَا رَوٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهُمْ اَنْ قَالُوْا هٰكَذَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَهُوَ رَجُلٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ۔

جن روایات پر اہل روایات نے طعن کیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کیا اور وہ ناپسند کرتی تھی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے اختیار دے دیا۔

جو لوگ روایات کی طرف گئے ہیں روایات میں تمیز کرتے ہیں اور حفاظ کی روایات کو ثابت رکھتے اور ان کے علاوہ کی روایات کو ساقط کرتے ہیں انہوں نے اس روایت پر اس طرح طعن کیا ہے فرماتے ہیں جریر بن حازم نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے اور وہ بہت غلطیاں کرنے والا شخص ہے۔

وَقَدْ رَوَاهُ الْحُفَّاظُ عَنْ اَيُّوْبَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ۔

جب کہ حفاظ حدیث نے حضرت ایوب سے اس کے علاوہ روایت کیا ان میں سے حضرت سفیان ثوری، حماد بن زید اور اسماعیل بن علیہ بھی ہیں۔

۱۵۱۔ فَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَبَيْنَ امْرَاَةٍ زَوَّجَهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ وَكَانَتْ ثَيِّبًا۔ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ عِنْدَهُمْ خَطَاءُ جَرِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

انہوں نے اس سلسلے میں یوں ذکر کیا حضرت سفیان حضرت ایوب سختیانی سے اور وہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی اس عورت کا نکاح اس کے باپ نے کیا تھا اور وہ ناپسند کرتی تھی وہ ثیبہ تھی (کنواری نہ تھی) ان حضرات کے نزدیک اس حدیث میں جریر کی غلطی واضح

مِنْ وَجْهَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَإِدْخَالُهُ ابْنَ عَبَّاسٍ فِيهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَذِكْرُهُ فِيهِ أَنَّهَا كَانَتْ بِكْرًا وَإِنَّمَا كَانَتْ ثَيِّبًا۔

طرح سے ثابت ہوگئی ایک تو یہ کہ انہوں نے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو داخل کیا۔ اور دوسری بات یہ کہ اس میں اس کا باکرہ ہونا ذکر کیا حالانکہ وہ ثیبہ تھی۔

١٥١٢۔ وَمَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ بِكْرٌ بِغَيْرِ أَمْرِهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

ایک روایت یہ ہے حضرت عطاء حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنواری لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔

فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ يَذْهَبُ فِي ذٰلِكَ إِلَى تَتَبُّعِ الْأَسَانِيدِ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ لَا يُعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِمَّنْ رَوَاهُ عَنْ شُعَيْبٍ ذَكَرَ فِيهِ جَابِرًا غَيْرَ أَبِي صَالِحٍ هٰذَا فَمِمَّنْ رَوَاهُ وَأَسْقَطَ مِنْهُ جَابِرًا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ۔

تو جو شخص اسناد کی تحقیق کی طرف جاتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضرت شعیب سے جن لوگوں نے روایت کی ہے ان میں سے ابوصالح کے علاوہ کسی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہو جس نے اسے روایت کرتے ہوئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ساقط کیا ان میں سے یہ ہے۔

١٥١٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ جَابِرًا

حضرت علی بن معبد حضرت شعیب بن اسحاق سے وہ حضرت اوزاعی سے وہ حضرت عطاء سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ فَبَيَّنَ مِنْ فَسَادِهِ مَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْ هٰذَا۔

اور اس عمرو بن ابی سلمہ نے اوزاعی سے روایت کیا تو انہوں نے اس سے بھی بڑھ کر اس کا فساد بیان کیا۔

١٥١٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

حضرت عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں ہم سے اوزاعی نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابراہیم بن مرہ سے انہوں نے حضرت عطاء ابن ابی رباح سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا،

فَصَارَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَطَاءٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُرَّةَ هٰذَا فَضَعِيفُ الْحَدِيثِ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْآثَارِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

تو اس حدیث کی اصل بواسطہ حضرت اوزاعی حضرت ابراہیم بن مرہ سے ہے وہ حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں اور یہ ابراہیم بن مرہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں روایات کا علم رکھنے والوں کے نزدیک یہ بالکل غیر معتبر ہیں۔

وَمِمَّا رَوَاهُ فِي ذٰلِكَ اَيْضًا مِمَّا لَا طَعْنَ لِاَحَدٍ

١٥١٥- فِيْهِ مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ ح وَحَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَا اَخْبَرَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَا ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا

ان روایات میں سے جن پر کسی نے طعن نہیں کیا ہے یہ حدیث ہے حضرت نافع بن جبیر بن مطعم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اپنے ولی کی نسبت خود اپنے نفس پر زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اس کے نفس کے بارے میں پوچھا جائے اور اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

١٥١٦- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَوْهَبٍ عن نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت نافع بن جبیر بن مطعم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٥١٧- حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت عیسٰی بن یونس حضرت ابن موہب سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

١٥١٨- حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدُ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْمَرُ

حضرت عبد اللہ بن فضل سے مروی ہے انہوں نے حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کو اپنے نفس پر ولی کی نسبت زیادہ حق ہے اور کنواری لڑکی سے پوچھا جائے۔

فَلَمَّا كَانَتِ الْاَيِّمُ الْمَذْكُوْرَةُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ هِيَ الَّتِيْ وَلِيُّهَا اَيُّ وَلِيٍّ كَانَ مِنْ اَبٍ اَوْ غَيْرِهِ كَانَ كَذٰلِكَ الْبِكْرُ الْمَذْكُوْرَةُ فِيْهِ هِيَ الْبِكْرُ الَّتِيْ وَلِيُّهَا اَيُّ وَلِيٍّ كَانَ مِنْ اَبٍ اَوْ غَيْرِهِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ

ترجیب اس حدیث میں مذکور بیوہ سے مراد وہ بیوہ ہے جس کا کوئی ولی ہو باپ ہو یا کوئی دوسرا تو کنواری سے مراد بھی وہ کنواری ہوگی جس کا کوئی ولی ہو باپ ہو یا کوئی دوسرا یہ حدیث حضرت صالح بن کیسان کے واسطے سے حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ میں بھی مروی ہے۔

عن صالح بن كيسان عن نافع بن جبير بلفظ غير هذا اللفظ۔

١٥١٩۔ حدثنا فهد قال ثنا يحيى بن عبد الحميد قال ثنا عبد الله بن المبارك عن معمر عن صالح ابن كيسان عن نافع بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس للأب مع الثيب أمر والبكر تستأذن وإذنها صماتها فهذا معناه معنى الأول سواء والبكر المذكورة في هذا الحديث هي البكر ذات الأب كما أن الثيب المذكورة فيه كذلك فهذا ما روي لنا في هذا الباب عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

حضرت نافع بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کے لیے شادی شدہ بیٹی پر کوئی حق نہیں اور کنواری سے اجازت لی جائے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے یہ اور پہلا مفہوم ایک جیسے ہو گئے اور اس حدیث میں مذکورہ کنواری لڑکی وہ ہے جس کا باپ موجود ہو جس طرح مذکورہ شادی شدہ سے مراد باپ والی مراد ہے تو اس باب میں ہمارے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایات مروی ہیں۔

١٥٢٠۔ وأما عائشة رضي الله عنها فروي في ذلك عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم ما حدثنا أبو بشر الرقي قال ثنا حجاج بن محمد عن ابن جريج قال سمعت ابن أبي مليكة يقول قال ذكوان مولى عائشة سمعت عائشة رضي الله عنها تقول سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الجارية ينكحها أهلها أتستأمر أم لا قال نعم تستأمر فقلت إنها تستحيي فتسكت قال فذاك إذنها إذا هي سكتت۔

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے تو ان کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت ذکوان فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتی تھیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا جس کے گھر والے اس کا نکاح کرنا چاہتے تھے کہ کیا اس سے پوچھا جائے یا نہیں آپ نے فرمایا ہاں پوچھا جائے میں نے عرض کیا وہ حیا کرتے ہوئے خاموش رہے گی فرمایا یہی اس کی طرف سے اجازت ہے جب وہ خاموش رہے۔

فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد سوى بين أهل البكر جميعا في تزويجها ولم يفصل في ذلك حكم أبيها ولا حكم غيره من سائر أهلها وأما أبو هريرة رضي الله عنه فروي في ذلك عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری لڑکیوں کے گھر والوں کے لیے ان کے نکاح کے سلسلے میں ایک جیسا حکم بیان فرمایا اور اس سلسلے میں اس کے باپ اور دیگر گھر والوں کے احکام میں کوئی امتیاز نہیں اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح مروی ہے۔

١٥٢١۔ ما حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو داود قال ثنا هشام الدستوائي عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه عن

حضرت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا غیر کنواری (ثیبہ) سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کیا جائے

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا وَكَيْفَ إِذْنُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّمْتُ۔

اور کنواری سے بھی اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کیا جائے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی اجازت کی کیا صورت ہوگی؟ آپ نے فرمایا "خاموشی"۔

۱۵۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت علی ابن مبارک حضرت یحییٰ ابن کثیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَرَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَا ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

حضرت ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَقَدْ جَمَعَ فِيْ ذٰلِكَ بَيْنَ سَائِرِ الْأَوْلِيَاءِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِلْأَبِ فِيْ ذٰلِكَ حُكْمًا زَائِدًا عَلٰى حُكْمِ مَنْ سِوَاهُ مِنْهُمْ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْنَا فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ الَّذِيْ رَوَيْنَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ كَمَا ذَكَرْنَا لِيُوَافِقَ مَعْنَاهُ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا يُضَادَّهُ وَإِنْ كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيْقِ فَضْلِ بَعْضِ الرُّوَاةِ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ وَالْجَلَالَةِ فَإِنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِيْ كَثِيْرٍ أَجَلُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَأَتْقَنُ وَأَصَحُّ رِوَايَةً لَقَدْ فَضَّلَهُ أَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَلٰى أَهْلِ زَمَانِهِ ذَكَرَهُ فِيْهِ۔

تو اس میں تمام اولیاء کو اکٹھا کر دیا اور اس سلسلے میں دوسروں سے ایک باپ کے لیے کوئی زائد حکم بیان نہیں کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہم نے جو مفہوم ذکر کیا ہے یہ وہی ہے جو ہم نے باب کے شروع میں حضرت محمد ابن عمرو سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا تاکہ اس حدیث کا مفہوم اس حدیث کے معنیٰ کے موافق ہو جائے اور ان کے درمیان تضاد نہ ہو اگر یہ مسئلہ بعض راویوں کے دوسرے بعض پر حفظ اور پختگی اور بزرگی میں فضیلت کے حوالے سے اختیار کیا جائے تو حضرت یحییٰ ابن کثیر، حضرت محمد بن عمرو سے زیادہ بزرگ اور قابل اعتماد ہیں اور ان کی روایات زیادہ صحیح ہیں حضرت ایوب سختیانی نے ان کو ان کے ہم عصر محدثین پر فضیلت دی ہے۔

۱۵۲۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَيُّوْبَ يَقُوْلُ مَا بَقِيَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مِثْلُ يَحْيَى ابْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَلَيْسَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ وَلَا فِيْ قَرِيْبٍ مِنْهَا بَلْ قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

حضرت وہیب بن خالد بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت ایوب سختیانی سے سنا فرماتے ہیں زمین پر حضرت یحییٰ ابن ابی کثیر کی مثل کوئی شخص باقی نہیں رہا اور حضرت محمد بن عمرو کا یہ مرتبہ نہیں اور نہ وہ اس کے قریب ہیں بلکہ ان کے بارے میں ایک جماعت نے کلام کیا اس جماعت میں حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

١٥٢٥- فَرَوٰى عَنْهُ مَا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ فَذُكِرَ عِنْدَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ حَمَلُوْهُ يَعْنِي الْحَدِيْثَ فَتَحَمَّلَ۔

حضرت عبدالرحمن بن عثمان بکراوی فرماتے ہیں میں حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس تھا ان کے پاس حضرت محمد بن عمرو کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اسے لوگوں نے سنا کے حدیث کا حامل بنایا تو وہ حامل بن گیا۔

١٥٢٦- وَاَمَّا عَدِيٌّ الْكِنْدِيُّ فَرَوٰى عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَدِيٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمْتُهَا۔

جہاں تک عدی کندی کا تعلق ہے تو ان کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے حضرت عدی بن عدی کندی اپنے والد سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا شادی شدہ (ثیبہ) اپنے بارے میں بیان کرے اور کنوارا کی خاموشی اس کی طرف سے اجازت ہے۔

١٥٢٧- حَدَّثَنَا بَحْرٌ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت بحر نے حضرت شعیب سے اور انہوں نے حضرت لیث سے ان کی سند کے ساتھ اس کی مثل روایت کیا۔

١٥٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْعُرْسِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرَةَ وَقَدْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت عدی بن عدی اپنے باپ سے وہ حضرت عرس یعنی ابن عمیرہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔

١٥٢٩- فَهٰذَا كَنَحْوِ مَا رَوٰى يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا اَصَحُّ الْاٰثَارِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ تَدُلُّ اَنَّ اَبَا الْبِكْرِ لَا يُزَوِّجُهَا بَعْدَ بُلُوْغِهَا اِلَّا كَمَا يُزَوِّجُهَا سَائِرُ اَوْلِيَائِهَا بَعْدَهٗ

تو یہ اس حدیث کی طرح ہے جسے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر نے بواسطہ ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا تو اس باب میں روایات کی تصحیح اس طرح ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کنواری کا باپ اس کے بالغ ہونے کے بعد اس کا نکاح اسی طریقے پر کرا سکتا ہے جس طرح دیگر اولیاء کرا سکتے ہیں (یعنی اجازت لے کر)

وَقَدْ قَدَّمْنَا مِنْ ذِكْرِ النَّظَرِ فِيْ ذٰلِكَ فِيْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ مَا يُغْنِيْنَا

ہم اس سلسلے میں قیاس باب کے شروع میں ذکر کر دیا ہے اب اسے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہمارا یہی موقف ہے ہم سمجھتے

فہٰذا الحدیث کلہ نأخذ نری أن لا یزوج أبُ البکرِ ابنتَہ البکرَ البالغةَ إلا بعد استئمارہ إیاہا فی ذلک وعند صماتہا عند ذلک الاستئمار وہو قول أبی حنیفة وأبی یوسف ومحمد رحمة اللہ علیہم أجمعین۔

وقد احتج قومٌ فی ذلک بما روی فی بنت نعیم بن النحام رضی اللہ عنہ۔

۱۵۲۰۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد بن سعید بن أبی مریم قال حدثنی سعید بن أبی مریم قال أخبرنی ابن لہیعة عن یزید بن أبی حبیب عن إبراہیم عن نعیم أن عبد اللہ بن النحام أخبرہ أن أباہ أخبرہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما أنہ قال لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اخطب علی ابنة عبد اللہ بن النحام فقال لہ إن لہ بنی أخ ولم یکن لیترکہم فذہب ابن عمر رضی اللہ عنہما إلی زید بن الخطاب فکلمہ فخطب علیہ فقال ابن النحام ما کنت لأترب لحمی ودمی وأرفع لحمکم فأنکحہا ابن أخیہ وکان ہوی الجاریة وأمہا ابن عمر رضی اللہ عنہما فذہبت المرأة إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأخبرتہ أن أباہا أنکحہا ولم یؤامرہا فأجاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاحہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أشیروا علی النساء فی أنفسہن وکانت الجاریة بکرا فقال ابن النحام یا رسول اللہ إنما یکرہونہ من أجل أنہ لا مال لہ فإن لہ فی مالی مثل ما أعطاہم ابن عمر رضی اللہ عنہما

قالوا

ففی ہذا الحدیث أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دیا کہ کنواری کا باپ اپنی بالغہ کنواری بیٹی کا نکاح اس کی اجازت حاصل کرنے کے بعد کرے اور اس وقت کہ جب وہ طلب اجازت پر خاموش رہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

اس سلسلے میں ایک جماعت نے نعیم بن نحام کی لڑکی کے سلسلے میں مروی روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

حضرت ابراہیم حضرت نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن نحام نے انہیں خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے لیے عبداللہ بن نحام کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیں انہوں نے فرمایا کہ اس کے بھتیجے موجود ہیں وہ ایسا نہیں کر سکتے کہ تمہارے نکاح میں دے دیں اور انہیں چھوڑ دیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن خطاب کے پاس گئے اور ان سے گفتگو کی انہوں نے نکاح کا پیغام دیا تو ابن نحام نے کہا کہ میں اپنے رشتہ اور خون کو خاک آلود کر کے تمہارے خون کو بلند نہیں کر سکتا تو انہوں نے اپنے بھتیجے کے ساتھ نکاح کر دیا لڑکی اور اس کی ماں کی خواہش تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکاح ہو پس وہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا لیکن اس سے اجازت نہیں مانگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کو جائز رکھا اور آپ نے فرمایا عورتوں سے مشورہ لیا کرو اور وہ لڑکی کنواری تھی ابن نحام نے کہا یا رسول اللہ! وہ ان کو اس وجہ سے برا جانتے ہیں کہ ان کے پاس مال نہیں پس اس کے لیے میرے مال میں اس کی مثل ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو دیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باپ کا کیا ہوا نکاح جائز رکھا حالانکہ

أجاز عليها نكاح أبيها وهي كارهة له إذ كانت بكرا ولم يجعل لها مع أبيها أمرا في عقد النكاح عليه قيل له لو كان هذا الحديث صحيحا ثابتا على ما رويناه كيف يكون ذلك كذلك وقد رواه الليث بن سعد فخالف عبد الله بن لهيعة في إسناده وفي متنه۔

۱۵۳۱ - حدثنا الربيع بن سليمان المؤذن قال ثنا شعيب بن الليث قال حدثنا الليث بن سعد عن يزيد بن أبي حبيب عن إبراهيم بن صالح بن عبد الله واسمه الذي يعرف به نعيم بن النحام ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم سماه صالحا أنه أخبره أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال لعمر بن الخطاب رضي الله عنه اخطب على ابنة صالح فقال له إن له يتامى ولم يكن ليوثرنا عليهم فانطلق عبد الله إلى عمه زيد بن الخطاب يخطب عليه فانطلق زيد بن الخطاب إلى صالح فقال إن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أرسلني إليك يخطب ابنتك فقال لي يتامى ولم أكن لأترب لحمي وأرفع لحمكم إني أشهدك أني قد أنكحتها فلانا وكان هوى أمها في عبد الله بن عمر رضي الله عنهما فأتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله خطب عبد الله بن عمر ابنتي فأنكحها أبوها يتيما في حجره ولم يؤامرها فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى صالح فقال أنكحت ابنتك ولم تؤامرها فقال نعم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أشيروا على النساء في أنفسهن وهي بكر فقال صالح إنما فعلت هذا لما أصدقها ابن عمر رضي الله عنهما فإن لها في مالي مثل ما أعطاها۔

وہ ناپسند کرتی تھی تو اس جواز کی وجہ اس کا کنواری ہونا ہے اس لڑکی کو باپ کی موجودگی میں نکاح کے سلسلے میں رائے کا حق نہیں دیا تو اس شخص (استدلال کرنے والے) کو جواب دیا جائے گا اگرچہ حدیث صحیح ثابت ہو جیسا کہ ہم نے روایت کیا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت لیث بن سعد نے اسے روایت کرتے ہوئے سند اور متن میں عبداللہ بن لہیعہ (اس حدیث کے راوی) کی مخالفت کی ہے۔

حضرت صالح بن عبداللہ اور ان کا معروف نام نعیم بن نحام ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام صالح رکھا کے بیٹے حضرت ابراہیم سے روایت ہے وہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ حضرت صالح کی بیٹی کو میرے لیے نکاح کا پیغام دیں انہوں نے فرمایا ان کے کچھ یتیم (بھتیجے) ہیں وہ ہمیں ان پر ترجیح نہیں دیں گے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے چچا حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تاکہ وہ نکاح کا پیغام دیں حضرت زید بن خطاب، حضرت صالح کے پاس گئے اور فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تیری بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام دوں انہوں نے فرمایا میرے ہاں کچھ یتیم بچے (بھتیجے) ہیں اور میں اپنے گوشت کو خاک آلود کر کے تمہارے گوشت کو بلند نہیں کر سکتا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کا نکاح فلاں سے کر دیا ہے اس لڑکی کی ماں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خواہش رکھتی تھی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے میری بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام دیا لیکن اس کے باپ نے ایک یتیم کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جو اس کی پرورش میں ہے اور اس (لڑکی) سے رائے نہیں لی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صالح کو بلا کر فرمایا کہ تم نے اپنی لڑکی سے پوچھے بغیر اس کا نکاح کر دیا انہوں نے عرض کیا "جی ہاں"

فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ مِنَ الْاِسْنَادِ وَمِنَ الْمَتْنِ جَمِيْعًا لِاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِنَّمَا هُوَ مَوْقُوْفٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ بْنِ صَالِحٍ وَالْاَوَّلُ قَدْ جَوَّزَ بِهِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ صَالِحٍ اِلٰى اَبِيْهِ وَاِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَدْ كَانَ يَنْبَغِيْ عَلٰى مَذْهَبِ هٰذَا الْمُخَالِفِ لَنَا اَنْ يَجْعَلَ مَا رَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ فِيْ هٰذَا اَوْلٰى مِمَّا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ لِتَثَبُّتِ اللَّيْثِ وَضَبْطِهِ وَقِلَّةِ تَخْلِيْطِ حَدِيْثِهِ وَلِمَا فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ لَهِيْعَةَ مِنْ ضِدِّ ذٰلِكَ وَاَمَّا مَا فِيْ مَتْنِ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِمَّا يُخَالِفُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ لَهِيْعَةَ فَاِنَّ فِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنُعَيْمٍ لَمَّا بَلَغَهُ مَا عَقَدَ عَلَى ابْنَتِهِ مِنَ النِّكَاحِ بِغَيْرِ رِضَاهَا اٰمِرُوا النِّسَاءَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ فَكَانَ بِذٰلِكَ رَادًّا عَلٰى نُعَيْمٍ لِاَنَّ نُعَيْمًا لَمْ يُشَاوِرْ بِنْتَهُ فِيْ نَفْسِهَا فَهٰذَا خِلَافُ مَا فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ لَهِيْعَةَ فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَلَيْسَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَخَ النِّكَاحَ قِيْلَ لَهُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ ابْنَةَ نُعَيْمٍ لَمْ تَحْضُرْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا كَانَتْ حَضَرَتْهُ اُمُّهَا لَا عَنْ تَوْكِيْلٍ مِنْهَا اِيَّاهَا بِذٰلِكَ حَتّٰى كَانَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِبُ لَهَا بِهِ الْكَلَامُ عَنْهَا فَكَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مِنَ الْكَلَامِ لِنُعَيْمٍ عَلٰى جِهَةِ التَّعْلِيْمِ وَلَمْ يَفْسَخِ النِّكَاحَ اِذْ كَانَ ذٰلِكَ مِنْ جِهَةِ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ الْقَضَاءُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچیوں سے ان کی ذات کے بارے میں مشورہ کیا کرو جب کہ وہ کنواری ہوں حضرت صالح نے عرض کیا ہمانے یہ اس وقت کیا جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مہر دے دیا تو اس لڑکی کے پیٹ میرے مال میں اس کی شکل ہے جو انہوں نے دیا۔

تو اس حدیث میں سند اور متن دونوں لحاظ سے خرابی ہے کیونکہ یہ حدیث حضرت ابراہیم ابن صالح پر موقوف ہے جب کہ پہلی حدیث حضرت ابراہیم سے تجاوز کر کے ان کے والد اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی ہے تو ہمارے اس مخالف کے مذہب پر مناسب ہے کہ اس حدیث میں جو کچھ حضرت لیث نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت سے اولیٰ قرار دیا جائے کیونکہ حضرت لیث ثابت و ضابط ہیں اور ان کی حدیث میں غلط ملط کم ہے جب کہ حضرت عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت اس کے برعکس ہے۔ اور اس حدیث کے متن میں حضرت عبد اللہ بن لہیعہ کی حدیث کے خلاف یہ بات ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت نعیم نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کیا ہے تو آپ نے فرمایا عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو تو آپ کی یہ بات حضرت نعیم کا رد ہے کیونکہ انہوں نے اپنی بیٹی کے معاملے میں اس سے مشورہ نہیں کیا تھا۔ تو یہ حضرت عبد اللہ بن لہیعہ کی روایت کے خلاف ہے اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث میں یہ بات نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو فسخ کر دیا تو اسے جواباً کہا جائے گا کہ ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ حضرت نعیم کی لڑکی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اس (فسخ نکاح) کا سوال نہیں کیا تھا۔ اس کی ماں حاضر ہوئی تھی اور وہ بھی اس کی وکالت کے طور پر نہیں، یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس توکیل کی وجہ سے اس (ماں) کے ساتھ کلام واجب ہو جاتا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نعیم سے جو کچھ فرمایا وہ تعلیم کے طور پر تھا اور آپ

وَجَبَ الْإِمْضَاءُ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا۔

١٥٣٢۔ وَلَقَدْ رَوَى الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ بِكْرٌ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهُ عَنْهَا فَكَيْفَ يَجُوْزُ أَنْ يُحْمَلَ حَدِيْثُ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ عَلَى مَا رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ إِذْ كَانَ قَدْ رَدَّهُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَهٰذَا نَافِعٌ فَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خِلَافَ ذٰلِكَ۔

ثُمَّ قَدْ وَجَدْنَا حَدِيْثًا قَدْ رُوِيَ فِيْ أَمْرِ ابْنَةِ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا كَانَتْ أَيِّمًا۔

١٥٣٣۔ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ ثَنَا أَبُوْ مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنِّيْ قَدْ خَطَبْتُ ابْنَةَ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ وَأُرِيْدُ أَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ فَتُكَلِّمَهُ لِيْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّيْ أَعْلَمُ بِنُعَيْمٍ مِنْكَ إِنَّ عِنْدَهُ ابْنَ أَخٍ لَهُ يَتِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ لِيَنْفُضَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيُتَرِّبَ لَحْمَهُ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهَا قَدْ خَطَبَتْ إِلَيَّ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَاذْهَبْ مَعَكَ بِعَمِّكَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَذَهَبَا إِلَيْهِ فَكَلَّمَاهُ قَالَ فَكَأَنَّمَا يَسْمَعُ مَقَالَةَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ وَأَهْلًا وَذَكَرَ مِنْ مَنْزِلَتِهِ وَشَرَفِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ عِنْدِيْ ابْنَ أَخٍ لِيْ يَتِيْمٌ وَلَمْ أَكُنْ لِأَنْفُضَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَأُتَرِّبَ لَحْمِيْ فَقَالَتْ أُمُّهَا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ وَاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ حَتّٰى يَقْضِيَ بِهِ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحْبِسُ

نے نکاح کو اس لیے فسخ نہیں فرمایا کیونکہ فسخ کا تعلق فیصلے سے ہے اور اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ فیصلہ کسی کا ... میں ہوتا ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنواری لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو رد کر دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ نعیم بن نحام کی روایت کو اس پر محمول کیا جائے جسے عبداللہ بن لہیعہ نے روایت کیا کیونکہ اس کو آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف لوٹا دیا اور یہ حضرت نافع ہیں جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف نقل کرتے ہیں۔

پھر ہم نے ایک حدیث پائی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت نعیم بن نحام کی لڑکی بیوہ تھی۔

حضرت یحیی بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے نعیم بن نحام کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ تشریف لے جائیں اور میرے لیے اس (لڑکی کے باپ) سے گفتگو کریں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری نسبت میں نعیم کو زیادہ جانتا ہوں۔ اس کے پاس اس کا ایک یتیم بھتیجا ہے وہ ایسا شخص نہیں کہ لوگوں کی حاجات کو پورا کرے اور اپنی حاجت کو خاک آلود کر دے انہوں نے عرض کیا مجھے اس کی ماں نے نکاح کا پیغام دیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم نے ایسا کرنا ہی ہے تو میں تمہارے ساتھ تمہارے چچا حضرت زید بن خطاب کو بھیجوں گا راوی فرماتے ہیں وہ دونوں تشریف لے گئے گویا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن چکا تھا اس نے خوش آمدید کہا اور آپ کی قدر و منزلت اور شرافت کا ذکر کرنے لگا پھر کہا کہ میرے پاس میرا ایک یتیم بھتیجا ہے اور میں ایسا نہیں کر سکتا کہ دوسرں

بَنَاتِ بَنِي عَدِيٍّ عَلَى ابْنِ أَخِيكَ سَفِيهٍ قَالَتْ أَوْ يَتِيمٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجَتْ حَتَّى أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ فَدَعَا نُعَيْمًا فَقَصَّ عَلَيْهِ كَمَا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنُعَيْمٍ صِلْ رَحِمَكَ وَأَرْضِ أَيِّمَكَ وَأُمَّهَا فَإِنَّ لَهُمَا مِنْ أَمْرِهَا نَصِيبًا

کے گوشت کو معزز کروں اور اپنے گوشت کو خاک آلود کر دوں لڑکی کی ماں نے ایک کونے میں سے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوگا حتیٰ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں کوئی فیصلہ فرمائیں کیا تم بنو عدی کی ایک بیوہ لڑکی کو اپنے بے عقل بھتیجے کے لیے روک کر رکھتا ہے (یا اس نے کہا کمزور بھتیجے کے لیے) راوی فرماتے ہیں پھر وہ نکل گئی یہاں تک کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر واقعہ بیان کیا آپ نے حضرت نعیم کو بلایا تو انہوں نے جو کچھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا تھا سب بیان کر دیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نعیم سے فرمایا صلہ رحمی کرو بیوہ اور اس کی ماں کو راضی کرو کیونکہ ان کے معاملہ میں ان کا حصہ ہے۔

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ بِنْتَ نُعَيْمِ ابْنِ النَّحَّامِ كَانَتْ ثَيِّبًا فَذٰلِكَ أَبْعَدُ مِنْ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَازَ نِكَاحَ أَبِيهَا عَلَيْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ۔

تو اس حدیث میں ہے کہ حضرت نعیم بن نحام کی بیٹی بیوہ تھی اور یہ بہت بعید بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مرضی کے بغیر اس کے والد کے کیے ہوئے نکاح کو جائز رکھیں۔

بَابُ ۳۲۱ الْمِقْدَارِ الَّذِي يُحَرِّمُ الصَّدَقَةَ عَلَى مَالِكِهِ

باب ۳۲۱ کتنی مقدار کا مالک ہو تو صدقہ لینا حرام ہے۔

۱۵۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا ظَهْرُ غِنًى قَالَ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ عِنْدَ أَهْلِهِ مَا يُغَدِّيهِمْ وَمَا يُعَشِّيهِمْ۔

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے مالداری کے باوجود لوگوں سے مانگا وہ جہنم کے انگاروں کی زیادتی چاہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مالداری کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جانتا ہو کہ اس کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام کا کھانا موجود ہے۔

۱۵۳۵۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ

حضرت بشر بن بکر فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے

ابو جابر ثم ذکر مثله باسناده.

اس کی مثل ذکر کیا۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان من ملك هذا المقدار حرمت عليه الصدقة ولم تحل له المسألة واحتجوا فى ذلك بهذا الحديث.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جس آدمی کے پاس اتنی مقدار ہو اس پر صدقہ حرام ہے اور اس کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وخالفهم فى ذلك آخرون فقالوا من ملك اوقية من الورق وهى اربعون درهما او عدلها من الذهب حرمت عليه الصدقة ولم تحل له المسألة ومن ملك ما دون ذلك لم تحرم عليه الصدقة.

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے بتلایا کہ جو شخص ایک اوقیہ چاندی یعنی چالیس درہم یا اس کے برابر سونے کا مالک ہو اس پر صدقہ حرام ہے اور اس کے لیے مانگنا جائز نہیں ہے اور جو اس سے کم کا مالک ہو اس پر صدقہ حرام نہیں۔

١٥٣٦- **واحتجوا فى ذلك بما** حدثنا يونس بن عبد الاعلى قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا حدثه عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن رجل من بنى اسد قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول لرجل يسأله من سأل منكم وعنده اوقية او عدلها فقد سأل الحافا والاوقية يومئذ اربعون درهما.

انہوں نے یوں استدلال کیا ہے حضرت عطاء بن یسار بنو اسد کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سنا آپ ایک مانگنے والے سے فرما رہے تھے کہ تم میں سے جو شخص مانگے اور اس کے پاس ایک اوقیہ چاندی یا اس کے برابر (سونا) ہو تو اس نے نہایت اصرار کے ساتھ مانگا ان دنوں ایک اوقیہ چالیس درہم کا تھا۔

١٥٣٧- **وعطه** بما حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا بشر بن عمر قال ثنا مالك بن انس ثم ذكر باسناده مثله.

حضرت بشر بن عمر، حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

١٥٣٨- **و** بما حدثنا يزيد قال ثنا محمد بن كثير قال ثنا سفيان الثورى زيد بن اسلم ثم ذكر باسناده مثله.

حضرت سفیان ثوری، حضرت زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

وخالفهم فى ذلك آخرون فقالوا من ملك خمسين درهما او عدلها من الذهب حرمت عليه الصدقة ولم تحل له المسألة ومن ملك ما دون ذلك لم تحرم عليه الصدقة.

لیکن کچھ دوسرے لوگوں نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص پچاس درہموں یا اس کے مساوی سونے کا مالک ہو اس پر صدقہ حرام ہے اور اس کے لیے مانگنا جائز نہیں اور جو اس سے کم کا مالک ہو اس پر صدقہ حرام نہیں ہے۔

١٥٣٩ - واحتجوا في ذلك بما حدثنا حسين بن نصر قال ثنا الفريابي ح وحدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عاصم قالا ثنا سفيان الثوري عن حكيم بن جبير عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد عن أبيه عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسأل عبد مسألة وله ما يغنيه إلا جاءت شيناً أو كدوحاً أو خدوشاً في وجهه يوم القيامة قيل يا رسول الله وما غناه قال خمسون درهماً أو حسابها من الذهب.

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح استدلال کیا ہے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید اپنے باپ سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس اتنا مال ہے جو اسے بے نیاز کر دے تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ بدنما ہوگا یا اس پر خراشیں ہوں گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ اسے کیا چیز (مانگنے سے) بے پرواہ کرتا ہے تو آپ نے فرمایا پچاس درہم (چاندی) یا اس کے مساوی سونا۔

١٥٤٠ - حدثنا أحمد بن خالد البغدادي قال ثنا أبو هشام الرفاعي قال ثنا يحيى بن آدم قال ثنا سفيان الثوري فذكر بإسناده مثله غير أنه قال كدوحاً في وجهه ولم يشك وزاد فقيل لسفيان ولو كان عن غير حكيم فقال حدثناه زبيد عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد.

حضرت یحییٰ بن آدم نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان ثوری نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے (کدوحا یا خدوشا میں) شک کی بجائے لفظ "کدوح" فرمایا (مفہوم وہی ہے) اور اضافہ کیا حضرت سفیان سے سوال کیا گیا کہ اگر یہ غیر حکیم (حکیم راوی) سے ہو تو انہوں نے فرمایا ہم سے زبید نے بیان کیا اور وہ محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا من ملك مائتي درهم حرمت عليه الصدقة والمسألة ومن ملك دونها لم تحرم عليه المسألة ولم تحرم عليه الصدقة أيضاً.

کچھ دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص دو سو درہموں کا مالک ہو اس کو صدقہ دینا اور اس کا مانگنا حرام ہے اور جو اس سے کم کا مالک ہو اس کے لیے مانگنا حرام نہیں اور نہ ہی اس پر صدقہ کرنا حرام ہے۔

١٥٤١ - واحتجوا في ذلك بما حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا أبو بكر الحنفي قال ثنا عبد الحميد بن جعفر قال حدثني أبي عن رجل من مزينة أنه أتى أمه فقالت يا بني لو ذهبت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألته قال فجئت إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو قائم يخطب الناس وهو يقول من استغنى أغناه الله ومن استعف أعفه الله ومن سأل الناس وله عدل خمس أواق سأل إلحافاً

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت عبد الحمید بن جعفر فرماتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے مزینہ قبیلہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ وہ اپنی ماں کے پاس آیا تو اس کی ماں نے کہا بیٹا! اگر تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر سوال کرو تو اچھا ہے وہ فرماتے ہیں میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا آپ اس وقت کھڑے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جو آدمی بچتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو آدمی اس حالت میں مانگے کہ اس

قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ وَجَبَ الْكَشْفُ عَمَّا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لِيُسْتَخْرَجَ مِنْ هٰذِهِ الْاَقْوَالِ قَوْلًا صَحِيْحًا فَرَاَيْنَا الصَّدَقَةَ لَا تَخْلُوْا مِنْ اَحَدِ وَجْهَيْنِ اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ حَرَامًا لَا تَحِلُّ بِحَالٍ اِلَّا مَا يَحِلُّ مِنَ الْاَشْيَاءِ الْمُحَرَّمَاتِ عِنْدَ الضَّرُوْرَاتِ اِلَيْهَا اَوْ تَكُوْنُ تَحِلُّ لَهٗ اِلٰى اَنْ يَمْلِكَ مِقْدَارًا مِنَ الْمَالِ فَتَحْرُمُ عَلٰى مَالِكِهٖ فَرَاَيْنَا مَنْ مَلَكَ دُوْنَ مَا يُغَدِّيْهِ اَوْ دُوْنَ مَا يُعَشِّيْهِ كَانَتِ الصَّدَقَةُ لَهٗ حَلَالًا بِاتِّفَاقِ الْفِرَقِ كُلِّهَا فَخَرَجَ بِذٰلِكَ حُكْمُهَا مِنْ حُكْمِ الْاَشْيَاءِ الْمُحَرَّمَاتِ الَّتِيْ تَحِلُّ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ اَلَا تَرٰى اَنَّ مَنِ اضْطُرَّ اِلَى الْمَيْتَةِ اَنَّ الَّذِيْ يَحِلُّ لَهٗ مِنْهَا هُوَ مَا يُمْسِكُ بِهٖ نَفْسَهٗ لَا مَا يُشْبِعُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهٗ غَدَاءٌ وَحَتّٰى يَكُوْنَ لَهٗ عَشَاءٌ

فَلَمَّا كَانَ الَّذِيْ يَحِلُّ مِنَ الصَّدَقَةِ هُوَ خِلَافَ مَا يَحِلُّ مِنَ الْمَيْتَةِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ ثَبَتَ اَنَّهَا اِنَّمَا تَحْرُمُ عَلٰى مَنْ مَلَكَ مِقْدَارًا مَّا فَاَرَدْنَا اَنْ نَّنْظُرَ فِيْ ذٰلِكَ الْمِقْدَارِ مَا هُوَ فَرَاَيْنَا مَنْ مَلَكَ دُوْنَ مَا يُغَدِّيْ اَوْ دُوْنَ مَا يُعَشِّيْ لَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ غَنِيًّا وَكَذٰلِكَ مَنْ مَلَكَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ خَمْسِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ مَا هُوَ دُوْنَ الْمِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَاِذَا مَلَكَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ كَانَ بِذٰلِكَ غَنِيًّا لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الزَّكٰوةِ خُذْهَا مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَاجْعَلْهَا فِيْ فُقَرَائِهِمْ فَعَلِمْنَا بِذٰلِكَ اَنَّ مَالِكَ الْمِائَتَيْنِ غَنِيٌّ وَاَنَّ مَالِكَ مَا دُوْنَهَا غَيْرُ غَنِيٍّ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ اَنَّ الصَّدَقَةَ حَرَامٌ عَلٰى مَالِكِ الْمِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَمَا عَدَا وَاَنَّهَا حَلَالٌ لِمَنْ

کے پاس پانچ اوقیہ (دو سو درہم چاندی) ہو تو اس نے بے جا اصرار کے ساتھ مانگا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اس سلسلے میں اختلاف ہے تو اس بات کو واضح کرنا ضروری ہے جس میں اختلاف ہے تاکہ ہم صحیح قول نکال سکیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ صدقہ دو حال سے خالی نہیں یا تو حرام ہوگا اور اس میں کسی بات سے کبھی حلال نہ ہوگا مگر ضرورت کے وقت دوسری حرام چیزوں کی طرح حلال ہو جائے یا وہ مال کی ایک خاص مقدار کا مالک بننے تک حلال ہوگا پھر اس مال کے مالک پر حرام ہو جائے گا تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو آدمی ایک دن صبح شام کے کھانے سے کم کا مالک ہو تو تمام گروہوں کا اتفاق ہے کہ اس کے لیے صدقہ حلال ہے تو اس سے اس کا وہ حکم نکل آیا جو ضرورت کے وقت حرام چیزوں کا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو شخص مردار چیز کھانے پر مجبور ہو جائے تو اس سے صرف اس قدر کھانا حلال ہوگا جس سے وہ اپنے نفس کو باقی رکھ سکے سیر ہو کر کھانا جائز نہیں یہاں تک کہ اس کے پاس ایک صبح اور ایک شام کا کھانا آ جائے۔

تو جب وہ بات جس کے ذریعے صدقہ لینا حلال ہوتا ہے اس کے خلاف ہے جس کے تحت ضرورت کے وقت مردار کھانا حلال ہو جاتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہ اسی پر حرام ہوگا جو کسی مقدار کا مالک ہو تو ہم نے ارادہ کیا کہ دیکھیں کہ وہ کتنی مقدار ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص ایک دن صبح اور شام کے کھانے سے کم کا مالک ہو تو وہ اس کے ذریعے مالدار نہیں ہوتا اسی طرح جو شخص چالیس یا پچاس درہموں یا دو سو سے کم درہموں کا مالک ہو تو وہ بھی غنی نہیں ہوتا اور جب دو سو درہموں کا مالک ہو جاتا ہے تو اس سے غنی بن جاتا ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ ان کے مالدار لوگوں سے لے کر فقراء کو دو تو اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ دو سو درہموں کا مالک غنی (مالدار) ہو جاتا ہے اور اس سے کم کا مالک مالدار نہیں ہوتا تو اس سے

يملك ما هو دون ذلك وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

باب ٣٢٢ فرض الزكوة في الإبل السائمة فيما زاد على عشرين ومائة

١٥٢٢ - حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هرون قال أخبرنا حبيب بن أبي حبيب قال ثنا عمرو بن هرم قال حدثني محمد بن عبد الرحمن الأنصاري قال لما استخلف عمر بن عبد العزيز أرسل إلى المدينة يلتمس كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمرو بن حزم في الصدقات وكتاب عمر فوجد عند آل عمرو بن حزم كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمرو بن حزم في الصدقات ووجد عند آل عمر كتاب عمر في الصدقات مثل كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فنسخا لحدثني عمرو أنه طلب إلى آل محمد بن عبد الرحمن أن ينسخه ما في ذينك الكتابين فنسخ له ما في هذا الكتاب فكان مما في ذلك الكتاب أن الإبل إذا زادت على تسعين واحدة ففيها حقتان طروقتا الفحل إلى أن تبلغ عشرين ومائة فإذا بلغت الإبل عشرين ومائة فليس فيما زاد منها دون العشر شيء فإذا بلغت ثلثين ومائة ففيها بنتا لبون وحقة إلى أن تبلغ أربعين ومائة فإذا كانت أربعين ومائة ففيها حقتان وابنة لبون إلى أن تبلغ خمسين ومائة فإذا كانت خمسين ومائة ففيها ثلث حقاق ثم تجري الفريضة كذلك حتى يبلغ ثلثمائة فإذا بلغت ثلثمائة ففيها من كل خمسين حقة ومن

ثابت ہو گیا کہ وہ سو درہم یا اس سے زائد کے مالک پر صدقہ حرام ہے اور جو اس سے کم کا مالک ہے اس کے لیے حلال ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

باب ٣٢٢ ایک سو بیس سے زائد چرنے والے اونٹوں پر زکوٰۃ کی فرضیت

حضرت محمد بن عبد الرحمن انصاری فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے کسی کو مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ عمرو بن حزم کے نام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک جو صدقات کے بارے میں لکھا گیا تھا نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط تلاش کرے تو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرو بن حزم کے نام مکتوب گرامی حضرت عمرو بن حزم کی اولاد کے پاس پایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس ان کا خط پایا جو صدقات کے بارے میں تھا اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کی طرح تھا پھر وہ دونوں لکھے گئے (حضرت حبیب بن ابی حبیب فرماتے ہیں) مجھ سے حضرت عمرو نے بیان کیا کہ انہوں نے محمد بن عبد الرحمن کی آل کو بلایا تاکہ جو کچھ ان دو تحریروں میں ہے اسے لکھیں تو جو کچھ اس میں تھا انہوں نے لکھا تو اس خط میں یہ تھا کہ جب نوے اونٹوں پر ایک کا اضافہ ہو جائے تو اس میں دو حقے (وہ اونٹ جو تین سال کا ہو جائے حقہ کہلاتا ہے) ہیں یہاں تک کہ وہ ایک سو بیس کو پہنچ جائیں جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس ہو جائے تو اس سے زائد دس سے کم میں کچھ نہیں جب ایک سو تیس ہو جائیں تو ان میں دو بنت لبون، اور ایک حقہ ہے (بنت لبون وہ اونٹ جو دو سال کا ہو جائے) یہاں تک کہ ایک سو چالیس ہو جائیں جب ایک سو چالیس ہو جائیں تو ان میں دو حقے اور ایک بنت لبون ہے حتیٰ کہ وہ ایک سو پچاس تک پہنچ جائیں جب ایک سو پچاس

فی کل اربعین بنت لبون

قال ابو جعفر فذهب الی هذا الحدیث قوم فقالوا به

وخالفهم فی ذلک آخرون فقالوا ما زاد علی العشرین والمائة ففی کل خمسین حقة وفی کل اربعین بنت لبون وتفسیر ذلک انه لو زادت الابل بعیرا واحدا علی عشرین ومائة وجب بزیادة هذا البعیر حکم ثان غیر حکم العشرین والمائة فوجب فی کل اربعین بنت لبون ثم یجرون ذلک کذلک حتی تبلغ الزیادة تمام المائة والثلاثین فیجعلون فیها حقة وبنتی لبون ثم یکون ذلک کذلک حتی یتناهی الزیادة الی اربعین ومائة فاذا کانت اربعین ومائة کان فیها حقتان وبنت لبون الی خمسین ومائة فاذا کانت خمسین ومائة کان فیها ثلاث حقاق ثم یجرون الفرض فی الزیادة علی ذلک ابدا۔

٥٢٣ - واحتجوا فی ذلک من الآثار بما حدثنا ابراهیم بن مرزوق قال ثنا محمد بن عبد الله الانصاری قال حدثنی ابی عن ثمامة بن عبد الله عن انس رضی الله عنه ان ابا بکر الصدیق لما استخلف وجه انس بن مالک رضی الله عنه الی البحرین فکتب له هذا الکتاب هذه فریضة الصدقة التی فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم علی المسلمین التی امر الله عز وجل بها رسوله فمن سئلها من المؤمنین علی وجهها فلیعطها ومن سئل فوقها فلا یعطه فکان فی کتابه ذلک ان الابل اذا زادت علی عشرین

ہو جائیں تو ان میں تین حقے ہوں گے پھر اس میں فریضہ اسی طرح جاری ہوگا یہاں تک کہ وہ تین سو تک پہنچ جائیں جب تین سو ہو جائیں تو ہر پچاس میں ایک حقہ اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہوگی۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور انہوں نے یہی بات کہی ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اگر ایک سو بیس سے زائد ہوں تو ہر پچاس میں ایک حقہ اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہوگا، اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اگر ایک سو بیس اونٹوں سے ایک اونٹ زیادہ ہو تو اس اونٹ کے اضافہ کی وجہ سے ایک دوسرا حکم آئے گا جو ایک سو بیس کے حکم کے خلاف ہوگا ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہوگا پھر وہ اسی طرح جاری کرتے ہیں یہاں تک کہ (ایک سو بیس سے) زائد اونٹوں کی تعداد ایک سو تیس ہو جائے پھر وہ اس میں ایک حقہ اور دو بنت لبون مقرر کرتے ہیں پھر یہ حکم اسی طرح چلے گا حتی کہ زائد اونٹ ایک سو چالیس تک پہنچ جائیں جب ایک سو چالیس ہو جائیں تو ان میں دو حقے اور ایک بنت لبون ہے یہاں تک کہ ایک سو پچاس ہو جائیں جب (یہ زائد) ایک سو پچاس ہو جائیں تو ان میں تین حقے ہوں گے پھر وہ ہمیشہ زائد پر اسی طرح حکم جاری کرتے ہیں۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا تو ان کو یہ نامہ مبارک دیا (فرمایا) یہ صدقات کا فریضہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر لازم کیا اور اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا تو جس مومن سے اس کے مطابق طلب کیا جائے تو وہ دے اور جس سے اس کے مطابق سوال نہ کیا جائے وہ نہ دے ان کے اس خط میں اس طرح تھا کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائے تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر

وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ۔

پچاس پر ایک حقہ ہوگا۔

۱۵۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ إِلَى ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِيَبْعَثَ إِلَيْهِ بِكِتَابِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِي كَتَبَهُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا قَالَ حَمَّادٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ فَإِذَا عَلَيْهِ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا فِيهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَاتِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَرْزُوقٍ۔

حضرت حماد ابن سلمہ فرماتے ہیں حضرت ثابت بنانی نے مجھے حضرت ثمامہ بن عبداللہ بن انس انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نامہ مبارک دیں جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا تھا جب ان کو زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا۔ حضرت حماد فرماتے ہیں انہوں نے وہ خط مجھے دے دیا تو میں نے دیکھا اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر مبارک تھی اور اس میں فرائض صدقات کا ذکر تھا پھر انہوں نے حضرت ابن مرزوق کی حدیث (روایت نمبر ۱۵۴۳) کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۴۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ثُمَّ ذَكَرَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْعِشْرِينَ وَمِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ كَذَلِكَ أَيْضًا۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا (عمرو بن حزم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو ایک خط لکھا جس میں فرائض و سنن اور دیتوں کا بیان تھا اور اسے حضرت عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجا پھر انہوں نے ذکر کیا کہ ایک سو بیس اونٹوں سے زائد پر اسی کا بیان ہے۔

۱۵۴۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ هَذَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الصَّدَقَاتِ فَذَكَرَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْعِشْرِينَ وَالْمِائَةِ كَذَلِكَ أَيْضًا۔

حضرت عمارہ بن غزیہ انصاری حضرت عبداللہ بن ابی بکر انصاری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے خبر دی کہ یہ صدقات کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے نام خط ہے تو اس میں مذکور ہے کہ جب ایک سو بیس اونٹوں سے زائد ہو جائیں وہ بھی اسی طرح ہے۔

۱۵۴۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا (محمد بن عمرو بن حزم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کو اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں لکھا پھر انہوں نے یوں ذکر کیا کہ ایک سو بیس اونٹوں

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَرَائِضَ الْإِبِلِ ثُمَّ ذَكَرَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْعِشْرِينَ وَالْمِائَةِ كَذٰلِكَ أَيْضًا۔

پر زائد ہوں ۔ آگے اسی طرح ہے۔

۱۵۴۸- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ نُسْخَةُ كِتَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَتَبَ فِي الصَّدَقَةِ وَهِيَ عِنْدَ آلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْرَأَنِيهَا سَالِمٌ وَعَبْدُ اللهِ ابْنَا ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَوَعَيْتُهَا عَلَى وَجْهِهَا وَهِيَ الَّذِي نَسَخَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللهُ مِنْ سَالِمٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ حِينَ أُمِّرَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَأَمَرَ عُمَّالَهُ بِالْعَمَلِ بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ قَالُوا وَقَدْ عَمِلَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں مجھے حضرت یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات کے سلسلے میں خط مبارک کا نسخہ جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس تھا حضرت ابن عمر کے دو صاحبزادوں حضرت سالم اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہم) نے مجھے پڑھایا میں نے اسے یاد کر لیا اور یہ وہی تھا جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادوں حضرت سلم اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہا اللہ نے لکھا تھا جب وہ مدینہ طیبہ پر حاکم مقرر ہوئے اور انہوں نے ماتحت حکام کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر عمل کیا تھا۔

۱۵۴۹- وَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَأْخُذُ عَلَى هٰذَا الْكِتَابِ فَذَكَرَ فَرَائِضَ الْإِبِلِ وَفِيمَا ذَكَرَ مِنْهَا أَنَّ مَا زَادَ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح ذکر کیا حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس خط پر عمل کرتے تھے پھر انہوں نے اونٹوں میں زکوٰۃ کا ذکر کیا اور اس مذکورہ بات میں سے یہ بھی ہے کہ جو اونٹ ایک سو بیس سے زائد ہوں تو ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا مَا زَادَ عَلَى الْعِشْرِينَ وَالْمِائَةِ مِنَ الْإِبِلِ أُسْتُوْنِفَتْ فِيهِ الْفَرِيضَةُ فَكَانَ فِي كُلِّ خَمْسٍ مِنْهَا شَاةٌ حَتَّى تَتَنَاهَى الزِّيَادَةُ إِلَى خَمْسٍ وَعِشْرِينَ فَيَكُونُ فِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى تِسْعٍ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا كَانَتْ خَمْسِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلٰثُ حِقَاقٍ ثُمَّ كَذٰلِكَ الزِّيَادَةُ مَا كَانَ دُونَ الْخَمْسِينَ فَفِيهَا فَرَائِضُ مُسْتَأْنَفَاتٌ عَلَى حُكْمِ أَوَّلِ فَرَائِضِ الْإِبِلِ فَإِذَا أَكْمَلَتْ خَمْسِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ۔

لیکن کچھ دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا ایک سو بیس سے زائد اونٹوں پر جو کچھ زائد ہوگا اس پر فریضہ نئے سرے سے جاری ہوگا ان میں سے ہر پانچ میں ایک بکری ہوگی یہاں تک یہ زائد اونٹ ایک سو پچیس تک ہو جائیں اب ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالا اونٹ) ہو گا ایک سو پچاس تک یہی حکم ہوگا جب وہ ایک سو پچاس ہو جائیں تو ان میں تین حقے ہوں گے پھر زائد کا یہی حکم ہوگا جب پچاس سے کم ہوں تو نئے سرے سے جاری ہو گا جب پچاس ہو جائیں تو ان میں ایک حقہ ہوگا

وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ مِنَ الْآثَارِ بِمَا حَدَّثَنَا

۱۵۵۰- سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ اُكْتُبْ لِي كِتَابَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَكَتَبَهُ لِي فِي وَرَقَةٍ ثُمَّ جَاءَ بِهَا وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ أَخَذَهُ مِنْ كِتَابِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَأَخْبَرَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَهُ لِجَدِّهِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي ذِكْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ فَرَائِضِ الْإِبِلِ فَكَانَ فِيهِ أَنَّهَا إِذَا بَلَغَتْ تِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عِشْرِينَ وَمِائَةً فَإِذَا كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ فَمَا فَضَلَ فَإِنَّهُ يُعَادُ إِلَى أَوَّلِ فَرِيضَةِ الْإِبِلِ فَمَا كَانَ أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ فَفِيهِ الْغَنَمُ فِي كُلِّ خَمْسِ ذَوْدٍ شَاةٌ۔

انہوں نے اس سلسلے میں ان روایات سے استدلال کیا ہے حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ مجھے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے خط کی ایک نقل بنا دیں تو انہوں نے ایک ورق پر نقل کر دیا اور مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کے دادا حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ جب نوے کو پہنچ جائیں تو ان میں دو حقے ہیں یہاں تک کہ ایک سو بیس ہو جائیں جب اس سے بھی زیادہ ہو جائیں تو ہر پچاس میں ایک حقہ ہے جو زائد ہو اسے اونٹوں کے پہلے فریضہ کی طرف لوٹایا جائے پس جو پچیس سے کم ہوں تو اس میں بکریاں ہیں ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہوگی۔

۱۵۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت ابو عمر ضریر نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد بن سلمہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ

فَلَمَّا اخْتَلَفُوا فِي ذٰلِكَ وَجَبَ النَّظَرُ لِنَسْتَخْرِجَ مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ الْأَقْوَالِ قَوْلًا صَحِيحًا فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا جَمِيعًا قَدْ جَعَلُوا الْعِشْرِينَ وَالْمِائَةَ بِمَا وَجَبَ فِيمَا زَادَ عَلَى التِّسْعِينَ وَقَدْ رَأَيْنَا مَا جُعِلَ نِهَايَةً فِيمَا قَبْلَ ذٰلِكَ إِذَا زَادَتِ الْإِبِلُ عَلَيْهِ شَيْئًا وَجَبَ بِزِيَادَتِهَا فَرْضٌ غَيْرُ الْفَرْضِ الْأَوَّلِ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّا وَجَدْنَاهُمْ جَعَلُوا فِي خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةً ثُمَّ بَيَّنُوا لَنَا أَنَّ الْحُكْمَ كَذٰلِكَ فِيمَا زَادَ عَلَى الْخَمْسِ إِلَى تِسْعٍ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ أَوْجَبُوا بِهَا حُكْمًا مُسْتَقْبَلًا فَجَعَلُوا فِيهَا شَاتَيْنِ ثُمَّ بَيَّنُوا لَنَا أَنَّ الْحُكْمَ كَذٰلِكَ فِيمَا زَادَ إِلَى أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ أَوْجَبُوا بِهَا حُكْمًا مُسْتَقْبَلًا فَجَعَلُوا فِيهَا ثَلَاثَ شِيَاهٍ ثُمَّ بَيَّنُوا لَنَا

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سلسلے میں اختلاف ہے تو غور کرنا ضروری ہے تاکہ ہم ان تین اقوال میں سے صحیح قول نکال سکیں پس ہم نے اس میں غور کیا تو دیکھا کہ سب نے نوے سے زائد پر واجب ہونے کے سلسلے میں ایک سو بیس کو انتہاء قرار دیا اور ہم نے دیکھا کہ اس سے پہلے کوئی انتہا قرار نہیں دی گئی کہ جب اونٹ اس سے زیادہ ہو جائیں تو اس اضافہ سے پہلے فرض کا غیر لازم ہوگا ہم نے ان حضرات کو یوں پایا کہ وہ پانچ اونٹوں میں ایک بکری مقرر کرتے ہیں پھر انہوں نے ہمارے لیے بیان کیا کہ پانچ سے زائد نو تک میں یہی حکم ہے جب ایک بڑھ جائے تو اس میں وہ ایک نیا حکم لازم کرتے ہیں اس میں وہ دو بکریاں واجب کرتے ہیں پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ زائد میں حکم اس طرح ہوگا یہاں تک کہ وہ چودہ ہو جائیں جب اس پر ایک بڑھ جائے تو وہ نیا حکم نافذ کرتے ہیں پس وہ اس

أن الحكم كذلك فيما زاد إلى العشرين فإذا كانت
عشرين ففيها أربع شياه ثم جعلوا الفرض كذلك
فيما زاد إلى عشرين ومائة كلما أوجبوا شيئا بينوا
أن الواجب فيما أوجبوه فيه إلى نهاية معلومة
فكل ما زاد على تلك النهاية شيء انتقض به
الفرض الأول إلى غيره أو إلى زيادة عليه فلما
كان ذلك كذلك وكانت العشرون والمائة
قد جعلوها نهاية لما أوجبوه في الزيادة على
التسعين ثبت أن ما زاد على العشرين يجب به
شيء إما زيادة على الفرض الأول وإما غير ذلك
فثبت بما ذكرنا فساد قول أهل المقالة الأولى و
ثبت تغير الحكم بزيادة على العشرين والمائة۔

ثم نظرنا بين أهل المقالة الثانية والمقالة
الثالثة فوجدنا الذين يذهبون إلى المقالة
الثانية يوجبون بزيادة البعير الواحد على العشرين
والمائة رد حكم جميع الإبل إلى ما يجب فيه بنات
اللبون في قولهم وهو ما ذكرنا عنهم أن في كل
أربعين بنت لبون **فكان** من الحجة عليهم
لأهل المقالة الثالثة أنا رأينا جميع ما يزيد
على النهايات المسماة في فرائض الإبل فيما دون
العشرين والمائة يتغير بتلك الزيادة الحكم
أن لتلك الزيادة حصة فيما وجب بها **من**
ذلك أن في أربع وعشرين أربعا من الغنم فإذا
زادت واحدة كان فيها بنت مخاض إلى خمس
وثلاثين فإذا زادت واحدة ففيها بنت لبون
فكانت بنت مخاض واجبة في الخمس والعشرين
لا في بعضها وكذلك بنت اللبون واجبة في الستة
والثلاثين كلها لا في بعضها وكذلك سائر الفروض
في الإبل حتى تتناهى إلى عشرين ومائة لا ينتقل

میں تین بکریاں لازم کرتے ہیں پھر انہوں نے بیان کیا کہ زائد میں بھی
یہی حکم اسی طرح ہوگا جب بیس ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہوں
گی پھر انہوں نے زائد میں فریضہ اسی طرح جاری کیا یہاں تک
کہ ایک سو بیس ہو جائیں کہ جب وہ کوئی مقدار واجب کرتے
ہیں تو بیان کرتے ہیں کہ یہ مقدار فلاں معلوم مقدار تک واجب
رہے گی جب بھی اس انتہا سے کچھ بڑھ جائے تو پہلا فرض ٹوٹ
کر دوسرے فرض کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جب یہ بات اسی طرح
ہے اور انہوں نے ایک سو بیس کو نوے پر زائد کے لیے ایک
حد قرار دیا ہے تو ثابت ہوا کہ جو کچھ بیس پر زائد ہوگا اس کی
وجہ سے بھی کچھ واجب ہوگا یا تو پہلے فرض پر اضافہ یا پہلے فرض کے
سوا کچھ، تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے پہلے قول والوں کے قول
کا فساد ثابت ہوا اور ایک سو بیس سے زائد پر حکم کی تبدیلی ثابت ہو گئی۔

پھر ہم نے دوسرے اور تیسرے قول میں غور کیا تو ہم نے
دیکھا کہ جو لوگ دوسرے قول کی طرف جاتے ہیں وہ ایک سو بیس سے
ایک اونٹ کے زیادہ ہو جانے پر تمام اونٹوں کے حکم کو اس کی طرف
لوٹانا واجب قرار دیتے ہیں جن میں ان کے نزدیک بنت لبون واجب
ہیں اور ہم نے ان سے یہ بات نقل کی ہے کہ ہر چالیس میں ایک
بنت لبون ہے ان کے خلاف تیسرے قول والوں کی دلیل یہ ہے
کہ ایک سو بیس سے کم میں اونٹوں کی زکوٰۃ میں جو معینہ حدود
پر جو کچھ اضافہ ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے حکم بدل جاتا ہے
تو معلوم ہوا کہ اس زیادتی کے لیے صدقہ واجب میں کوئی حصہ
ہے چنانچہ چوبیس میں چار بکریاں ہیں جب ایک زیادہ ہو جائے
تو اس میں ایک بنت مخاض ہے یہ پینتیس تک ہے جب ایک
بڑھ جائے تو اس میں ایک بنت لبون ہے تو بنت مخاض پچیس
میں واجب ہے اس کے بعض میں نہیں اسی طرح بنت لبون پوری
چھتیس میں واجب ہے بعض میں نہیں اسی طرح اونٹوں میں باقی
فرائض میں یہاں تک کہ ایک سو بیس ہو جائیں تو فرض ایسی زیادتی
کے ساتھ منتقل نہیں ہوگا جس میں کچھ واجب نہیں بلکہ ایسی زیادتی
کے ساتھ منتقل ہوگا جس میں کچھ واجب ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے

الفرض بزيادة لا شيء فيها بل ينتقل بزيادة
ألا ترى أن في عشر من الإبل شاتين
فيما بين ... فإذا زادت بعيرا فلا شيء فيه ولا يتغير بزيادته
العشرة التي كانت قبله فإذا كانت الإبل
خمس عشرة كان فيها ثلاث شياه فكانت
الفريضة واجبة في البعير الذي كمل به ما
يجب فيه ثلاث شياه وفيما قبله فلما كان ما
ذكرنا كذلك وكانت الإبل إذا زادت بعيرا
واحدا على عشرين ومائة بعير فكل قد أجمع
أنه لا شيء في هذا البعير لأن الذين أوجبوا
استئناف الفريضة لم يوجبوا فيه شيئا ولم
يغيروا به حكما والذين لم يوجبوا استئناف
الفريضة من أهل المقالة الثانية جعلوا في
كل أربعين من العشرين والمائة بنت لبون
ولم يجعلوا في البعير الزائد على ذلك شيئا
فلما ثبت أن الفرض فيما قبل العشرين والمائة
لا ينتقل إلا بما يجب فيه جزء من الفرض
الواجب به وكان البعير الزائد على العشرين
والمائة لا يجب فيه شيء من فرض وجب به ثبت
أنه غير مغير فرض غيره عما كان عليه قبل
حدوثه فثبت بما ذكرنا قول من ذهب إلى
المقالة الثالثة وممن ذهب إليها أبو حنيفة
وأبو يوسف ومحمد رحمة الله عليهم وقد
روي ذلك أيضا عن عبد الله بن مسعود رضي
الله عنه۔

کر دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں جب ایک اونٹ بڑھ جائے تو
اس میں کچھ نہیں تو زائد کے ساتھ دس اونٹوں کا حکم جو پہلے سے موجود
ہے تبدیل نہیں ہوگا جب اونٹ پندرہ ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں
ہوں گی تو فریضہ اس اونٹ میں لازم ہوگا جس کے ساتھ اس
تعداد کی تکمیل ہو جائے جس سے تین بکریاں واجب ہوتی ہیں اور اس
سے کم (یعنی دس سے زائد) میں بکریاں واجب ہوتا تو جو کچھ ہم نے
ذکر کیا جب اس کی صورت یہ ہے اور بیس اونٹوں پر ایک اونٹ
بڑھ جائے تو سب کا اتفاق ہے کہ اس اونٹ میں کچھ بھی نہیں کیونکہ
جنہوں نے نئے سرے سے فریضہ واجب کیا وہ اس میں کچھ بھی
واجب نہیں کرتے اور نہ اس کے ساتھ حکم کو تبدیل کرتے ہیں اور
اور جنہوں نے نئے سرے سے فریضہ واجب نہیں کیا یعنی دوسرے
قول والے تو انہوں نے ہر ایک سو بیس میں سے ہر چالیس پر ایک
بنت لبون لازم قرار دیا ہے اور اس سے زائد پر کچھ بھی
واجب نہیں کرتے۔

تو جب ثابت ہو گیا کہ ایک سو بیس سے پہلے کا فرض منتقل
نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ جس میں واجب فریضہ کا کوئی جزء واجب
ہو اور ایک سو بیس سے زائد اونٹ میں کوئی ایسی چیز واجب نہیں
جو اس کی اپنی وجہ سے واجب ہوتی ہو تو ثابت ہوا کہ وہ اس کے غیر فرض
کو نہیں بدلتا جو پہلے سے چلا آرہا ہے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا
اس سے تیسرے قول والوں کا مذہب ثابت ہو گیا حضرت امام
ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے
اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
بھی روایت آئی ہے۔

١٥٥٢ - حدثنا إسمعيل بن إسحق بن سهل
الكوفي قال ثنا أبو نعيم قال ثنا عبد السلام بن حرب
عن خصيف عن أبي عبيدة وزياد بن أبي مريم
عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال في

حضرت ابو عبیدہ اور زیاد بن ابی مریم دونوں حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے
اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا جب نوے سے ایک
بڑھ جائے تو ایک سو بیس تک دو حقے ہوں گے جب ایک

فرائض الإبل إذا زادت على تسعين ففيها حقتان إلى عشرين ومائة فإذا بلغت العشرين ومائة استقبلت الفريضة بالغنم في كل خمس شاة فإذا بلغت خمسا وعشرين ففرائض الإبل فإذا كثرت الإبل ففي كل خمسين حقة۔

سو بیس ہو جائیں تو نئے سرے سے فریضہ بکریاں کا شمار ہوگا پس ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہوگی جب پچیس ہو جائیں تو فریضہ اونٹوں کی صورت میں ہوگا جب اونٹ زیادہ ہو جائیں تو ہر پچاس میں ایک حقہ ہوگا۔

وقد روي ذلك أيضا عن إبراهيم النخعي رحمه الله۔

اس سلسلے میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے۔

١٥٥٣ - حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو عمر قال ثنا أبو عوانة عن منصور بن المعتمر قال قال إبراهيم النخعي إذا زادت الإبل على عشرين ومائة ردت إلى أول الفرض

حضرت منصور بن معتمر فرماتے ہیں حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو پہلے فریضہ کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

فإن احتج أهل المقالة الثانية لمذهبهم فقالوا معنى الآثار المتصلة شاهد لقولنا وليس ذلك مع مخالفنا قيل لهم أما على مذهبكم فأكثرها لا يجب لكم به الحجة على مخالفكم لأنه لو احتج عليكم بمثل ذلك لم تسوغوه إياه ولجعلتموه باحتجاجه بذلك عليكم جاهلا بالحديث فمن ذلك أن حديث ثمامة بن عبد الله إنما وصله عبد الله بن المثنى وحده لا نعلم أحدا وصله غيره وأنتم لا تجعلون عبد الله بن المثنى حجة

اگر دوسرے قول والے اپنے قول پر استدلال کرتے ہوئے یوں کہیں کہ روایات متصلہ کے معانی ہمارے قول کی گواہی دیتے ہیں ہمارے خلاف نہیں ہیں تو انہیں کہا جائے گا کہ تمہارے مذہب کے مطابق ان میں سے اکثر احادیث کے ساتھ تمہارے مخالف کے خلاف استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر وہ اس قسم کی روایات کے ساتھ تمہارے خلاف استدلال کرے تو تم اسے جائز نہیں سمجھتے اور جب وہ ان روایات کے ساتھ تمہارے خلاف استدلال کرتا ہے تو تم اسے حدیث سے جاہل قرار دیتے ہو۔ انہی سے حضرت ثمامہ بن عبداللہ کی روایت ہے جسے صرف عبداللہ بن مثنیٰ نے موصول ذکر کیا ہم ان کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے جس نے اسے موصول ذکر کیا ہو اور تمہارے نزدیک عبداللہ بن مثنیٰ حجت نہیں ہے

ثم قد جاء حماد بن سلمة وقدره عند أهل العلم في العلم أجل من قدر عبد الله بن المثنى وهو ممن يحتج به فروى هذا الحديث عن ثمامة منقطعا فكان يجيء على أصولكم أن يكون هذا الحديث يجب أن يدخل في معنى المنقطع ويخرج من معنى المتصل لأنكم تذهبون

پھر حماد بن سلمہ آئے اور اہل علم کے نزدیک ان کا مرتبہ عبداللہ بن مثنیٰ سے بہت بڑھا ہوا ہے اور وہ قابل استدلال ہیں انہوں نے یہ حدیث حضرت ثمامہ سے منقطع روایت کی ہے تو تمہارے اصول کے مطابق ضروری ہے کہ یہ حدیث منقطع کے معنی میں داخل ہو اور متصل کے معنی سے نکل جائے کیونکہ تمہارے مذہب میں حافظ پر غیر حافظ کی زیادتی قابل توجہ

اِلَّا اَنَّ زِيَادَةَ غَيْرِ الْحَافِظِ عَلَى الْحَافِظِ غَيْرُ مُلْتَفَتٍ اِلَيْهَا۔

نہیں ہے۔

۱۵۵۴۔ وَاَمَّا حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَاِنَّمَا رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ وَقَدْ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي دَاوُدَ يَقُولُ سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ هٰذَا وَسُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ عِنْدَهُمْ ضَعِيفَانِ فَهٰذَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ الَّذِي يَرْوِي عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عِنْدَهُمْ ثَبْتٌ

جہاں تک حضرت زہری کی روایت کا تعلق ہے جو انہوں نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی تو حضرت زہری سے سلیمان بن داؤد نے روایت کی ہے اور میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ سلیمان بن داؤد اور سلیمان بن داؤد حرانی محدثین کے نزدیک دونوں ضعیف ہیں اور جو سلیمان بن داؤد نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا وہ ان کے نزدیک مضبوط نہیں۔

۱۵۵۵۔ وَمِمَّا يَدُلُّ اَيْضًا عَلٰى وَهَاءِ هٰذَا الْحَدِيثِ اَنَّ اَصْحَابَ الزُّهْرِيِّ الْمَاْخُوذِ عِلْمُهُ عَنْهُمْ مِثْلُ يُونُسَ ابْنِ يَزِيدَ وَمَنْ رَوٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا اِنَّمَا رَوٰى عَنْهُ الصَّحِيفَةَ الَّتِي عِنْدَ آلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اس حدیث کے کمزور ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت زہری کے وہ شاگرد جن سے ان کا (امام زہری) کا علم حاصل کیا جاتا ہے مثلاً یونس بن یزید اور جنہوں نے حضرت زہری سے اس سلسلے میں کچھ روایت کیا انہوں نے اسے اس صحیفہ سے روایت کیا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس تھا۔

اَفَتَرَى الزُّهْرِيَّ يَكُونُ فَرَائِضُ الْاِبِلِ عِنْدَهُ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَهُمْ جَمِيعًا اَئِمَّةٌ وَاَهْلُ عِلْمٍ مَاْخُوذٌ عَنْهُمْ فَيَسْكُتُ عَنْ ذٰلِكَ وَيَضْطَرُّهُ الْاَمْرُ اِلَى الرُّجُوعِ اِلٰى صَحِيفَةِ عُمَرَ غَيْرِ مَرْوِيَّةٍ فَيُحَدِّثُ النَّاسَ بِهَا هٰذَا عِنْدَنَا مِمَّا لَا يَجُوزُ عَلٰى مِثْلِهِ۔

کیا تم دیکھتے ہو کہ امام زہری کے نزدیک اونٹوں کے فرائض حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہیں وہ اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا اور یہ تمام حضرات پیشوا اور اہل علم ہیں جن سے علم حاصل کیا جاتا ہے پس وہ اس میں چپ ہو جائے گا اور اس بات پر مجبور ہو جائے گا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غیر مروی کی طرف رجوع کرے اور اس کے مطابق لوگوں سے حدیث بیان کرے پھر ہمارے نزدیک یہ ان امور میں سے ہے جن کی مثل پر زیادتی جائز نہیں۔

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَاِنَّ حَدِيثَ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ حَدِيثٌ مُتَّصِلٌ لَا مَطْعَنَ لِاَحَدٍ فِيهِ قِيلَ لَهُ مَا هُوَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مَعْمَرًا اِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَجَدُّهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ وَهُوَ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وُلِدَ اِلَّا بَعْدَ اَنْ كَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْكِتَابَ لِاَبِيهِ لِاَنَّهُ

اگر کوئی معترض کہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے حضرت معمر کی روایت متصل ہے اس میں کسی کا طعن نہیں ہے تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ یہ حدیث متصل نہیں ہے کیونکہ معمر نے اسے حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا اور ان کے دادا محمد بن ابی بکر ہیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باپ کے لیے یہ خط لکھا تھا اس کے

إِنَّمَا وُلِدَ بِنَجْرَانَ قَبْلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَلَمْ يُنْقَلْ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ إِلَيْنَا أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ ثَبَتَ انْقِطَاعُ هٰذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا وَالْمُنْقَطِعُ فَأَنْتُمْ لَا تَحْتَجُّونَ بِهِ **فَقَدْ** ثَبَتَ أَنَّ كُلَّ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ مُنْقَطِعٌ فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تُسَوِّغُونَ مُخَالِفَكُمْ الِاحْتِجَاجَ بِالْمُنْقَطِعِ فِي غَيْرِ هٰذَا الْبَابِ فَكَيْفَ تَحْتَجُّونَ عَلَيْهِ بِهِ فِي هٰذَا الْبَابِ فَلَئِنْ وَجَبَ أَنْ يَكُونَ عَدَمُ الِاتِّصَالِ فِي مَوْضِعٍ مِنَ الْمَوَاضِعِ يُزِيلُ قَبُولَ الْخَبَرِ أَنَّهُ لَيَجِبُ أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ هُوَ فِي كُلِّ الْمَوَاضِعِ وَلَئِنْ وَجَبَ أَنْ يُقْبَلَ الْخَبَرُ وَإِنْ لَمْ يَتَّصِلْ إِسْنَادُهُ لِثِقَةِ مَنْ حَدَّثَ بِهِ إِلَيْهِ فِي بَابٍ وَاحِدٍ أَنَّهُ لَيَجِبُ أَنْ يُقْبَلَ فِي كُلِّ الْأَبْوَابِ **فَإِنْ** قَالَ قَائِلٌ أَمَّا حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَدِ اضْطَرَبَ وَاخْتُلِفَ فِيهِ فَلَا حُجَّةَ فِيهِ بِوَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَاتِ وَغَيْرُهُ مِمَّا رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ أَوْلَى مِنْهُ **قِيلَ** لَهُ وَمِنْ أَيْنَ اضْطِرَابُ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ **إِمَّا** قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ فَقَدْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَلَى مَا قَدْ ذَكَرْنَا عَنْهُ وَقَيْسٌ حُجَّةٌ حَافِظٌ **وَإِمَّا** حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ الَّذِي خَالَفَهُ فَإِنَّمَا رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَنْ لَا تَقْبَلُونَ أَنْتُمْ رِوَايَتَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ لِضَعْفِهِ عِنْدَكُمْ **وَأَمَّا** حَدِيثُ مَعْمَرٍ فَإِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَلَيْسَ فِي الثَّبْتِ وَالْإِتْقَانِ كَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ۔

—

۱۵۵۶۔ **وَلَقَدْ** حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُزَنِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ

بعد ان کی ولادت ہوئی ہے کیونکہ وہ دس ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے نجران میں پیدا ہوئے اور اس حدیث میں ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ حضرت محمد بن عمرو بن حزم نے یہ حدیث اپنے والد سے روایت کی ہے تو اس سے بھی اس حدیث کا انقطاع ثابت ہو گیا اور تم لوگ منقطع حدیث سے استدلال نہیں کرتے تو ثابت ہوا کہ اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مروی ہے وہ منقطع ہے اور تم دوسرے مسائل میں اپنے مخالف کو حدیث منقطع کے ساتھ استدلال کی اجازت نہیں دیتے تو اس مسئلے میں اس قسم کی حدیث کے ساتھ اس کے خلاف استدلال کیوں کرتے ہو اگر یہ بات واجب ہے کہ عدم اتصال کسی بھی جگہ حدیث کی قبولیت کو زائل کر دیتا ہے تو ہر جگہ اس طرح ہونا ضروری ہے اور اگر بات اس طرح ہے کہ کسی جگہ اتصال سند کے بغیر بھی حدیث کو اس طرح قبول کیا جاتا ہے کہ اس کا راوی ثقہ ہے تو ہر جگہ اس کا قبول کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمرو بن حزم کی روایت مضطرب ہے اور اس میں اختلاف ہے لہٰذا تینوں اقوال کے قائلین اس سے استدلال نہیں کر سکتے اور اس سلسلے میں دوسری روایات اولیٰ ہیں تو اس شخص کو کہا جائے گا کہ حضرت عمرو بن حزم کی روایت میں اضطراب کہاں سے آیا، حضرت قیس بن سعد نے اس حدیث کو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور حضرت قیس حجت ہیں حافظ ہیں اور حضرت زہری کی جو روایت ان کے خلاف ہے وہ حضرت زہری سے ان لوگوں نے روایت کی ہے جن کی حضرت زہری سے روایت کو تم قبول نہیں کرتے کیونکہ تمہارے نزدیک وہ کمزور ہیں، جہاں تک حضرت معمر کی روایت کا تعلق ہے تو انہوں نے اسے حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر حفظ و اتقان میں حضرت قیس بن سعد کی طرح نہیں ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں میں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے سنا فرماتے تھے جب ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ

سفیان بن عیینہ یقول کنا اذا رأینا الرجل یکتب الحدیث عن واحد من اربعۃ ذکرہم عبد اللہ بن ابی بکر سخرنا منہ لانہم کانوا لا یعرفون الحدیث وکان عبد اللہ بن ابی بکر قیسا فی القسط والفضل والحدیث عندنا علی ما رواہ قیس و قد ذکر قیس ان ابا بکر بن محمد کتبہ لہ واللہ اعلم۔

وہ چار آدمیوں سے میں کسی ایک سے حدیث لکھتا ان چاروں میں عبد اللہ بن ابی بکر بھی ہیں تو ہم ان سے مذاق کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرات حدیث کی معرفت نہیں رکھتے پس جب عبد اللہ بن ابی بکر ضبط و حفظ میں حضرت قیس کے برابر نہیں آتے تو یہ حدیث رہ جاتی ہے جو حضرت قیس نے روایت کی بالخصوص جب حضرت قیس ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر بن محمد نے اسے لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

كِتَابُ الْوَصَايَا

وصیتوں کا بیان

بَابُ ۳۲۳ مَا جَاءَ فِيهِ الْوَصَايَا مِنَ الْاَمْوَالِ وَمَا يَفْعَلُهُ الْمَرِيضُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي يَمُوتُ مِنَ الْهِبَاتِ وَالصَّدَقَاتِ وَالْعِتَاقِ

باب ۳۲۳ کتنے مال کی وصیت جائز ہے اور مرض الموت میں ھبہ کرنے صدقہ دینے اور آزاد کرنے کا حکم

۱۵۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي اِلَّا ابْنَتِي اَفَاَتَصَدَّقُ بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قَالَ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قَالَ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ۔

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں فتح مکہ کے سال اس قدر بیمار ہوا کہ موت کے کنارے پر پہنچ گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری وارث میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا تمام مال صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے پوچھا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں فرمایا نہیں پوچھا نصف مال؟ فرمایا نہیں عرض کیا ایک تہائی؟ فرمایا ہاں ایک تہائی اور تہائی بھی زیادہ ہے۔

۱۵۵۸۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنِ اَبِي بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنِّصْفُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ نَعَمْ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ۔

حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیمار پرسی فرمائی تو میں نے پوچھا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا نصف کی؟ فرمایا نہیں میں نے پوچھا تہائی کی؟ فرمایا ہاں اور تہائی بھی زیادہ ہے۔

۱۵۵۹- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَتَكَلَّمَ النَّاسُ فِي الرَّجُلِ هَلْ يَسَعُهُ اَنْ يُوْصِيَ بِثُلُثِ مَالِهِ اَوْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَقْصُرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ قَوْمٌ لَهُ اَنْ يُوْصِيَ بِثُلُثِ مَالِهِ كَامِلًا فِيْمَا اَحَبَّ بِمَا يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَصَايَا۔

حضرت عطاء ابن سائب، حضرت ابو عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر انہوں نے ایک شخص ذکر کیا۔ حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں علماء کرام نے اس سلسلے میں گفتگو کی ہے کہ آیا کسی شخص کے لیے تہائی مال کی وصیت کرنا جائز ہے یا اس سے کم کی وصیت کرے تو ایک جماعت کہتی ہے کہ جن امور میں وصیت کرنا جائز ہے ان میں سے جس میں چاہے پورے تہائی مال کی وصیت کر سکتا ہے۔

۱۵۶۰- وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِاِبَاحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَعْدٍ اَنْ يُوْصِيَ بِثُلُثِ مَالِهِ بَعْدَ مَنْعِهِ اَنْ يُوْصِيَ بِمَا هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ وَبِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَبَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ لَكُمْ ثُلُثَ اَمْوَالِكُمْ اٰخِرَ اَعْمَارِكُمْ زِيَادَةً فِيْ اَعْمَالِكُمْ۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے تہائی مال کی وصیت کرنا جائز قرار دیا جب کہ اس سے زائد سے منع فرمایا جیسا کہ ہم نے ان (مندرجہ بالا) روایات میں ذکر کیا ہے اور ایک دوسری روایت سے استدلال کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال کے تہائی حصہ کو تمہاری آخری عمر میں اعمال کے اضافے کا باعث بنایا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا يَنْبَغِيْ لِلْمُوْصِيْ اَنْ يَقْصُرَ فِيْ وَصِيَّتِهِ عَنْ ثُلُثِ مَالِهِ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں وصیت کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ تہائی مال سے کم کی وصیت کرے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی کی وصیت کر سکتے ہو اور تہائی بھی زیادہ ہے۔

۱۵۶۱- فَمِمَّا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَمَّنْ ذَهَبَ اِلَيْهِ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اسْتَقْصِرُوْا عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ لَكَثِيْرٌ۔

اس سلسلے میں متقدمین سے اس طرح مروی ہے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ تہائی زیادہ ہے کمی کا مفہوم سمجھو۔

۱۵۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ اَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اقْتَضَيْتُ اَبِيْ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيَّ

حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت ابو حمید بن عبدالرحمن حمیری سے یہ بات حاصل کی کہ وہ فرماتے ہیں ہم اس شخص کی وصیت کو قبول نہیں کرتے

قال ما كنت لأجيز وصية رجل له ولد يوصي بالثلث

فمن حجة أهل المقالة الأولى على أهل هذه المقالة أن الوصية بالثلث لو كانت جورا إذا لأنكر رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك على سعد ولقال له اقصر عن الثلث فلما ترك ذلك كان قد أباحه إياه ودل ذلك ثبوت ما ذهب إليه أهل المقالة الأولى وممن ذهب إلى ذلك أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى **ثم** تكلم الناس بعد هذا في هبات المريض وصدقاته إذا مات في مرضه ذلك فقال قوم وهم أكثر العلماء هي من الثلث كسائر الوصايا **وممن** ذهب إلى ذلك أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى **وقالت** فرقة هو من جميع المال كأفعاله وهو صحيح وهذا القول لم نعلم أحدا من المتقدمين قاله

١٥٦٣ - **وقد** روينا فيما تقدم من كتابنا هذا عن عائشة أنها قالت نحلني أبو بكر جداد عشرين وسقا من ماله بالعالية فلما مرض قال لي إني كنت نحلتك جداد عشرين وسقا من مالي بالعالية فلو كنت جددتيه وحزتيه كان لك وإنما هو اليوم مال وارث فاقتسموه بينكم على كتاب الله تعالى۔

١٥٦٤ - **فأخبر** أبو بكر الصديق رضي الله عنه أنها لو قبضت ذلك من ماله في ملكه صح ملكه وجعل ذلك غير جائز كما لا تجوز الوصية لها ولم ينكر ذلك عائشة على أبي بكر الصديق رضي الله عنه ولا سائر أصحاب رسول الله صلى الله

گا جو صاحبِ اولاد ہو اور تہائی مال کی وصیت کرے۔

تو پہلے قول والوں کی اس قول والوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ اگر تہائی مال کی وصیت ظلم ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ بات قبول نہ کرتے اور ان سے فرماتے کہ تہائی سے کم کرو تو جب آپ نے اس بات کو چھوڑ دیا تو آپ نے ان کے لیے اسے جائز قرار دیا تو اس میں پہلے قول والوں کے مذہب کا ثبوت ہے حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی اس بات کے قائلین میں شامل ہیں اس کے بعد علماء نے مریض کے ہبہ اور صدقات میں گفتگو کی ہے جب کہ اسی مرض میں مر جائے تو علماء کی اکثریت کا قول یہ ہے کہ باقی وصیتوں کی طرح مال کے تہائی حصے میں سے ایسا کر سکتا ہے حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے جب کہ علماء کی ایک جماعت کے نزدیک صحیح اور تندرست آدمی کی طرح پورے مال میں سے ہو سکتا ہے ہمارے علم کے مطابق متقدمین میں سے کسی نے یہ قول نہیں کیا۔

ہم نے اس سے پہلے اسی کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے مقام عالیہ کے مال سے بیس صاع اتری ہوئی کھجوریں عنایت فرمائیں جب آپ بیمار ہوئے تو فرمایا میں نے تمہیں مقام عالیہ سے بیس صاع اتری ہوئی کھجوریں دی تھیں پس اگر تم اسے کاٹ کر اپنی حفاظت میں لے لیتی تو وہ تیری ہوتیں لیکن آج تو وہ وارثوں کا مال ہے۔ لہٰذا تم (سب بہن بھائی) اسے قرآن پاک کے حکم کے مطابق باہم تقسیم کر لیں۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اگر وہ ان کی ملک میں اس پر قبضہ کر لیتیں تو اس کی مالک بن جاتیں اور اب ان کے لیے ناجائز قرار دیا جیسا کہ اب وصیت کرنا جائز نہیں اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کیا تو اس بات

عليه وسلم فدل ذلك أن مذهبهم جميعا فيه كان مثل مذهبه فلو لم يكن لمن ذهب إلى ما ذكرنا من الحجة بقولهم الذي ذهبوا إليه إلا ما في هذا الحديث وما ترك أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الإنكار في ذلك على أبي بكر لكان فيه أعظم الحجة

پر دلالت ہے کہ اس سلسلے میں ان سب صحابہ کرام کا مذہب وہی ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم من الإنكار في ذلك على أبي بكر لكان فيه أعظم الحجة وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم ما يدل على ذلك أيضا.

پس اگر اس مذہب والوں کے پاس صرف یہی بات دلیل ہوتی جو اس حدیث میں بات رہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کیا تو بھی یہ بہت بڑی دلیل ہوتی لیکن خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

١٥٦٥ - **حَدَّثَنَا** صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال ثنا منصور بن زاذان عن الحسن عن عمران بن حصين أن رجلا أعتق ستة أعبد له عند الموت لا مال له غيرهم فأقرع رسول الله صلى الله عليه وسلم بينهم فأعتق اثنين وأرق أربعة.

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے اور اس کے پاس کوئی مال نہ تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلامی میں باقی رکھا۔

١٥٦٦ - **حَدَّثَنَا** أبو بكرة قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن الحسن عن عمران عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت قتادہ، حضرت حسن سے وہ حضرت عمران سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٥٦٧ - **حَدَّثَنَا** محمد بن خزيمة قال ثنا حجاج قال ثنا حماد قال ثنا عطاء الخراساني عن سعيد بن المسيب وأيوب عن محمد بن سيرين عن عمران بن حصين وقتادة وحميد وسماك بن حرب عن الحسن عن عمران بن حصين فذكر مثله.

حضرت عمران بن حصین، حضرت قتادہ، حمید اور سماک بن حرب، حضرت حسن سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

١٥٦٨ - **حَدَّثَنَا** أحمد بن داود قال ثنا مسدد وسليمان بن حرب قالا ثنا حماد بن زيد عن أيوب عن أبي قلابة عن أبي المهلب عن عمران عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت ابوالمہلب، حضرت عمران سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَ الْعَتَاقَ فِي الْمَرَضِ مِنَ الثُّلُثِ فَكَذٰلِكَ الْهِبَاتُ وَالصَّدَقَاتُ۔

١٥٦٩ - وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ مَنْ ذَهَبَ إِلٰى هٰذِهِ الْمَقَالَةِ أَيْضًا بِحَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَهُ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ أَتَصَدَّقُ بِمَالِي كُلِّهِ فَقَالَ لَا حَتّٰى رَدَّهُ إِلَى الثُّلُثِ عَلٰى مَا قَدْ ذَكَرْنَا فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ قَالَ فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُ قَدْ جَعَلَ صَدَقَتَهُ فِي مَرَضِهِ مِنَ الثُّلُثِ كَوَصَايَاهُ مِنَ الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ وَيَدْخُلُ لِمُخَالِفِهِ عَلَيْهِ أَنَّ مُصْعَبَ ابْنَ سَعْدٍ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ سُؤَالَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّمَا كَانَ عَلَى الْوَصِيَّةِ بِالصَّدَقَةِ بَعْدَ الْمَوْتِ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا عَنْهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ فَلَيْسَ مَا احْتَجَّ هُوَ بِهِ مِنْ حَدِيْثِ عَامِرٍ بِأَوْلٰى مِمَّا احْتَجَّ بِهِ عَلَيْهِ مُخَالِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ مُصْعَبٍ۔

ثُمَّ تَكَلَّمَ النَّاسُ بَعْدَ هٰذَا فِيْمَنْ أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَا مَالَ لَهُ غَيْرُهُمْ فَأَبَى الْوَرَثَةُ أَنْ يُجِيْزُوْا فَقَالَ قَوْمٌ يُعْتَقُ مِنْهُمْ ثُلُثُهُمْ وَيَسْعَوْنَ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ قِيْمَتِهِمْ وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَأَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ آخَرُوْنَ يُعْتَقُ مِنْهُمْ ثُلُثُهُمْ وَيَكُوْنُ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ رَقِيْقًا لِوَرَثَةِ الْمُعْتِقِ وَقَالَ آخَرُوْنَ يُقْرَعُ بَيْنَهُمْ فَيُعْتَقُ مِنْهُمْ مَنْ قُرِعَ مِنَ الثُّلُثِ وَرُقَّ مَنْ بَقِيَ۔

١٥٧٠ - وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِمَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں آزاد کرنے کو تہائی مال سے قرار دیا پس ہبہ اور صدقات کا بھی یہی حکم ہے۔

اس مذہب والوں میں سے بعض نے حضرت زہری کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے وہ حضرت عامر بن سعد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیماری کے دوران ان کی عیادت کی تو انہوں نے پوچھا میں اپنا تمام مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں حتیٰ کہ اسے تہائی کی طرف لوٹا دیا جیسا کہ ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا ــــ فرماتے ہیں اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں صدقہ کو موت کے بعد جاری ہونے والی وصیت کی طرح تہائی مال سے جائز رکھا۔ اور اس کا مخالف اس پر یوں اعتراض کر سکتا ہے کہ اس حدیث میں حضرت مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا اس بارے میں سوال کرنا موت کے بعد صدقہ کی وصیت کے بارے میں ہے جیسا کہ ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا پس حضرت عامر کی روایت سے ان کا استدلال حضرت مصعب کی حدیث سے ان کے مخالف کے استدلال کے مقابلے میں زیادہ بہتر نہیں ہے۔

پھر فقہاء کرام نے اس شخص کے بارے میں گفتگو کی ہے جس کے پاس چھ غلام ہوں اور وہ موت کے وقت ان کو آزاد کر دے اور اس کے پاس ان کے علاوہ مال نہ ہو اور ورثاء اس بات کی اجازت بھی نہ دیں تو ایک جماعت کہتی ہے ان کا تہائی آزاد ہو جائے گا اور ان میں سے جو باقی ہیں وہ اپنی قیمتوں کے لیے محنت مشقت کریں حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ یہی فرماتے ہیں جب کہ کچھ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ان میں سے تہائی حصہ (دو غلام) آزاد ہو جائیں گے اور باقی غلام، آزاد کرنے والے کے ورثاء کی ملک میں غلام ہی رہیں گے کچھ اور حضرات فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اور تہائی حصہ میں جن کے نام قرعہ نکل آئے وہ آزاد ہو جائیں گے اور باقی، غلام ہی رہیں گے۔

انہوں نے بواسطہ حضرت عمران، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

صلى الله عليه وسلم في حديث عمران

فكان من

لأهل المقالتين الأولتين على أهل هذه المقالة أن ما ذكروا من القرعة المذكورة في حديث عمران منسوخ لأن القرعة قد كانت في بدء الإسلام يستعمل في أشياء فيحكم بها فيها ويجعل ما قرع منها هو الشيء الذي كانت القرعة من أجله بعينه

کہ حدیث سے استدلال کیا ہے جس نے ذکر کیا ہے۔

پہلے قول والے ان دو قول والوں کے خلاف یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت عمران کی روایت میں جس قرعہ اندازی کا ذکر ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ قرعہ اندازی اسلام کے آغاز میں تھی تاکہ اشیاء میں اسے استعمال کر کے اس کے مطابق حکم لگایا جائے اور جس چیز کی وجہ سے قرعہ اندازی کی جائے اسے بعینہ وہی خیال کیا جائے۔

١٥٧١- من ذلك ما كان علي بن أبي طالب رضي الله عنه حكم به في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم باليمن.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یمن میں اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

١٥٧٢- ما قد حدثنا إسمعيل بن إسحاق الكوفي قال ثنا جعفر بن عون أو يعلى بن عبيد أنا أشك عن الشعبي عن عبد الله بن الأجلح عن عبد الله بن الخليل الحضرمي عن زيد بن أرقم قال بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ أتاه رجل من اليمن وعلي يومئذ بها فقال يا رسول الله أتى عليا ثلاثة نفر يختصمون في ولد قد وقعوا على امرأة في طهر واحد فأقرع بينهم فقرع أحدهم فدفع إليه الولد فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه أو قال أضراسه

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے یمن کا ایک شخص حاضر ہوا ان دنوں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں تعینات تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! تین شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس حاضر ہوئے وہ ایک بچے کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ ان تینوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا تو آپ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی ایک کے نام پر قرعہ نکلا تو وہ بچہ اسے دے دیا اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔

فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينكر على علي ما حكم به في القرعة في دعوى النفر الولد فدل ذلك أن الحكم حينئذ كان كذلك ثم نسخ بعد باتفاقنا واتفاق هذا المخالف لنا ودل على

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے پر اعتراض نہیں فرمایا جو انہوں نے ایک بچے پر کئی افراد کے دعویٰ کے سلسلے میں قرعہ اندازی کے ذریعے فرمایا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان دنوں فیصلہ اسی طرح ہوتا تھا اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا اس پر ہمارا اور ہمارے مخالف کا اتفاق ہے اور اس کے منسوخ ہونے پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو ہم قیافہ کے باب میں روایت کر چکے ہیں

نُسِخَ مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِي بَابِ الْقَافَةِ مِنْ حُكْمِ عَلِيٍّ فِي مِثْلِ هٰذَا بِأَنْ جَعَلَ الْوَلَدَ بَيْنَ الْمُدَّعِيَيْنِ جَمِيعًا يَرِثُهُمَا وَيَرِثَانِهِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْحُكْمَ كَانَ يَوْمَئِذٍ هٰكَذَا يُحْكَمُ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِ النَّسَبِ الَّذِي يَدَّعِيهِ النَّفَرُ وَالْمَالِ الَّذِي يُوصَى بِهِ النَّفَرُ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْصَى بِهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَةٍ أَوِ الْعَتَاقِ الَّذِي يَعْتِقُهُ الْعَبِيدُ فِي مَرَضِ مُعْتِقِهِمْ أَنْ يُقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَيُّهُمْ قُرِعَ اسْتَحَقَّ مَا ادَّعَى وَمَا كَانَ وَجَبَ بِالْوَصِيَّةِ وَالْعَتَاقِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِنَسْخِ الرِّبَوا فَرُدَّتِ الْأَشْيَاءُ إِلَى الْمَقَادِيرِ الْمَعْلُومَةِ الَّتِي فِيهَا التَّعْدِيلُ الَّذِي لَا زِيَادَةَ فِيهِ وَلَا نُقْصَانَ۔

کہ اس قسم کے مسئلے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ دونوں دعویٰ کرنے والوں کے درمیان بچہ کو مشترک قرار دیا کہ وہ ان دونوں کا وارث ہوگا اور وہ دونوں اس کے وارث ہوں گے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان دنوں ہر چیز کا حکم اس طرح تھا جس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا اس نسبت کی طرح جس کا چند افراد نے دعویٰ کیا وہ مال جس کی ایک گروہ کے لیے وصیت کی گئی اس کے بعد کہ ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ اس کی وصیت کی گئی، یا آزادی کی طرح کہ غلام اپنے آزاد کرنے والے کی مرض الموت میں آزاد ہوں کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ اس چیز کا مستحق ہو جائے گا جس کا اس نے دعویٰ کیا اسی طرح اس چیز کا مستحق ہوگا جو وصیت کرنے یا آزاد کرنے سے واجب ہوئی پھر سُود کے منسوخ ہونے پر یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا جب اشیاء کو ان کی معلوم مقداروں کی طرف لوٹا دیا گیا جن میں برابری ہو کمی زیادتی نہ ہو۔

وَبَعْدَ هٰذَا فَلَيْسَ يَخْلُو مَا حَكَمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَتَاقِ فِي الْمَرَضِ مِنَ الْقُرْعَةِ وَجَعْلِهِ إِيَّاهُ مِنَ الثُّلُثِ مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ حُكْمًا دَلِيلًا عَلَى سَائِرِ أَفْعَالِ الْمَرِيضِ فِي مَرَضِهِ مِنْ عَتَاقِهِ وَهِبَاتِهِ وَصَدَقَاتِهِ أَوْ يَكُونَ ذٰلِكَ حُكْمًا فِي عَتَاقِ الْمَرِيضِ خَاصَّةً دُونَ سَائِرِ أَفْعَالِهِ وَهِبَاتِهِ وَصَدَقَاتِهِ فَإِنْ كَانَ خَاصًّا فِي الْعَتَاقِ دُونَ مَا سِوَاهُ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَكُونَ مَا جَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْعَتَاقِ فِي الثُّلُثِ دَلِيلًا عَلَى الْهِبَاتِ وَالصَّدَقَاتِ أَنَّهَا كَذٰلِكَ فَثَبَتَ قَوْلُ الَّذِي يَقُولُ إِنَّهَا مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ إِذْ كَانَ النَّظَرُ شَهِدَ لَهُ وَإِنْ كَانَ هٰذَا لَا يُدْرَكُ فِيهِ خِلَافُ مَا قَالَ إِلَّا بِالتَّقْلِيدِ وَلَا شَيْءَ فِي هٰذَا الْبَابِ نَقَلَهُ

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے وقت آزاد کرنے کا قرعہ کے ذریعے جو فیصلہ فرمایا اور اسے ایک تہائی سے قرار دیا وہ دو باتوں میں سے ایک سے خالی نہیں یا تو وہ مریض کے مرض الموت میں کیے جانے والے تمام افعال پر دلالت ہے چاہے وہ آزادی ہو یا ہبہ یا صدقہ ہو یا یہ حکم مریض کے آزاد کرنے کے ساتھ خاص ہوگا باقی افعال، اور ہبہ وصدقہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہوگا۔

اگر یہ آزادی کے ساتھ خاص ہو دوسرے امور سے متعلق نہ ہو تو چاہیے کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تہائی مال سے آزاد کیا وہ ہبوں اور صدقات پر دلیل نہ بنے کہ ان کا حکم بھی یہی ہے پس اس شخص کا قول ثابت ہو جائے گا جو تمام مال سے وصیت کے نفاذ کا قائل ہے کیونکہ قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے اگرچہ اس میں اس کے قول کا خلاف حرف تقلید سے سمجھا جا سکتا ہے اور اس باب میں اس حدیث

غير هذا الحديث وإن كان قد جعل النبي صلى الله عليه وسلم ذلك العتاق في الثلث دليلا لنا على أن هبات المريض وصدقاته كذلك **فكذلك** هو دليل لنا على أن القرعة قد كانت في ذلك كله جارية يحكم بها فنفي ارتفاعها عندنا وعند هذا المخالف لنا من الهبات والصدقات دليل أن ارتفاعها أيضا من العتاق فبطل بذلك قول من ذهب إلى القرعة وثبت أحد القولين الآخرين **فقال** من ذهب إلى تثبيت القرعة وكيف تكون القرعة منسوخة وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل بها فيما قد أجمع المسلمون على العمل بها فيه من بعده۔

کے سوا اس کو بھی منقول نہیں پایا۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آزادی کو مال کے تہائی حصے میں رکھا جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مریض کے ہبہ اور صدقات کا بھی یہی حکم ہے تو اسی طرح یہ بھی ہماری دلیل ہے کہ ان تمام چیزوں میں قرعہ اندازی چلتی تھی اور اس کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا تو ہمارے اور ہمارے مخالف سب کے نزدیک اس کا ہبہ اور صدقات سے اٹھایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آزادی سے بھی یہ طریقہ اٹھ چکا ہے تو اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو قرعہ اندازی کی طرف گئے ہیں اور دوسرے دو قولوں میں سے ایک ثابت ہو گیا — جن لوگوں نے قرعہ اندازی کو ثابت رکھا وہ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی کس طرح منسوخ ہو سکتی ہے جب کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان معاملات میں اس پر عمل کرتے تھے کہ آپ کے بعد تمام مسلمانوں کا اس پر عمل کرنے پر اجماع رہا ہے۔

۱۵۷۳۔ **فذكروا** ما حدثنا يونس قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن إسحق بن راشد عن الزهري عن عروة وسعيد بن المسيب وعبيد الله بن عبد الله بن عتبة وعلقمة بن وقاص عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد سفرا أقرع بين نسائه فأيتهن خرج سهمها خرج بها معه۔

انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس زوجہ کا قرعہ نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔

۱۵۷۴۔ **حدثنا** فهد قال ثنا أبو صالح قال ثنا الليث قال ثني يونس بن يزيد عن ابن شهاب فذكر بإسناده مثله۔

حضرت یونس بن یزید حضرت ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۷۵۔ **حدثنا** فهد قال ثنا يوسف بن بهلول قال ثنا عبد الله بن إدريس عن محمد بن إسحق قال ثنا محمد بن مسلم عن عروة بن الزبير عن عائشة وعن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة وعن علقمة بن وقاص وسعيد بن المسيب وعبد الله بن أبي بكر عن عمرة عن عائشة ويحيى بن عباد بن

حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عمرہ اور حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

عبد الله بن الزبير عن أبيه عن عائشة مثله۔

۱۵۷۶۔ حدثنا محمد بن حميد قال ثنا سعيد بن عيسى بن تليد قال ثنا المفضل بن فضالة القتباني عن أبي الطاهر عبد الملك بن محمد بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عمه عبد الله بن أبي بكر محمد بن عمرو بن حزم قال حدثتني خالتي عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة رضي الله عنها مثله

قالوا فهذا ما ينبغي للناس أن يفعلوه إلى اليوم وليس بمنسوخ فما ينكرون أن القرعة في العتاق في المرض كذلك قيل لهم قد ذكرنا في موضعه ما يغني ولكنا نذكر ههنا ما فيه أيضا دليل أن لا حجة لكم في هذا إن شاء الله تعالى جمع المسلمون أن للرجل أن يسافر إلى حيث أحب وإن طال سفره ذلك وليس معه أحد من نسائه وأن حكم القسم يرتفع عنه بسفره **فلما** كان ذلك كذلك كانت قرعة رسول الله صلى الله عليه وسلم بين نسائه في وقت احتياجه إلى الخروج بأحد لهن لتطيب نفس من لا يخرج بها منهن وليعلموا أنه لم يحاب التي خرج بها عليهن لأنه فلما كان له أن يخرج ويخلفهن جميعا كان له أن يخرج ويخلف من شاء منهن فثبت بما ذكرنا أن القرعة إنما تستعمل فيما يسع تركها وفيما له أن يمضيه بغيرها۔

حضرت ابوالطاہر عبداللہ الملک بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم فرماتے ہیں مجھ سے میری خالہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے اس کی مثل بیان کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ عمل آج بھی لوگ کر سکتے ہیں یہ منسوخ نہیں تو وہ مرض الموت میں غلام آزاد کرنے کے سلسلے میں قرعہ اندازی کا کیسے انکار کر سکتے ہیں تو ان حضرات کو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ بات ہم اس کے مقام پر ذکر کر چکے ہیں وہی بھی کفایت کرتا ہے لیکن ہم ان شاء اللہ یہاں بھی وہ بات ذکر کریں گے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس میں تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آدمی جہاں چاہے سفر کر سکتا ہے اگرچہ سفر طویل ہو اور راستے میں اس کے ساتھ اس کی کوئی بیوی نہ ہو اور یہ کہ برابری کا حکم سفر کرنے کی وجہ سے اٹھ جاتا ہے۔ جب یہ بات اس طرح ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو ساتھ لے جانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تاکہ جو آپ کے ساتھ نہ جا سکیں ان کا دل بھی خوش ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ دوسری ازواج کی نسبت اس زوجہ سے جسے ساتھ لے جا رہے ہیں زیادہ محبت نہیں ہے کیونکہ جب آپ کے لیے یہ بات جائز ہے کہ خود تشریف لے جائیں اور ان سب کو چھوڑ دیں آپ کو اس بات کا بھی اختیار تھا کہ آپ تشریف لے جائیں اور ان میں سے جسے چاہیں چھوڑ جائیں تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ قرعہ اندازی وہاں ہوتی ہے جہاں چھوڑنے کی گنجائش ہو اور ان میں جہاں اس کے بغیر بھی پورا کیا جا سکے۔

ومن ذلك الخصمان يحضران عند الحاكم

اسی سے یہ بات ہے کہ جب دو شخص جن کے درمیان

يدعي كل واحد منهما على صاحبه دعوى فينبغي للقاضي أن يقرع بينهما فأيهما قرع بدأ بالنظر في أمره، وله أن ينظر في أمر من شاء منهما بغير قرعة فكان الأحسن به لبعد الظن به في هذا استعمال القرعة كما استعملها رسول الله صلى الله عليه وسلم في أمر نسائه وكذلك عمل المسلمون في اقتسامهم بالقرعة فيما قد عدلوه بين أهلهم بما لو أمضوه بينهم لا عن قرعة كان ذلك مستقيما فأقرعوا بينهم ليطمئن قلوبهم ويرتفع الظنة عمن تولى لهم قسمتهم ولو أقرع بينهم على طوائف من المتاع الذي لهم قبل أن يعدل ويسوى قيمته على أملاكهم منه كان ذلك القسم باطلا فثبت بذلك أن القرعة إنما معنت بعد أن تقدمها ما يجوز القسم به وأنها إنما أريدت لانتفاء الظن لا بحكم يجب بها فكذلك نقول كل قرعة يكون مثل هذا فهي حسنة وكل قرعة يراد بها وجوب حكم وقطع حقوق متقدمة فهي غير مستعملة

تو اسے بھی حاکم کے پاس حاضر ہونا تھا جب ہر ایک دوسرے پر دعویٰ کرے تو قاضی کے لیے مناسب ہے کہ وہ قرعہ اندازی کرے جس کے نام پر قرعہ نکلے پہلے اس کے معاملے کو دیکھے حالانکہ یہ بھی جائز ہے کہ قرعہ اندازی کیے بغیر جس کے معاملے میں چاہے غور کرے تو قرعہ اندازی کا طریقہ اختیار کرنا بہتر ہے تاکہ بدگمانی پیدا نہ ہو جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے معاملے میں یہ طریقہ اختیار فرمایا اسی طرح مسلمانوں نے ان چیزوں میں قرعہ اندازی کے ساتھ تقسیم کا انداز اختیار کیا جن میں لوگوں کے درمیان انصاف کرنا چاہا اگر وہ قرعہ اندازی کے بغیر ان کے درمیان فیصلہ کریں تو یہ بھی ٹھیک بات ہے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے دل مطمئن ہو جائیں اور متولی کے بارے میں بدگمانی اٹھ جائے اور اگر وہ ان کے مختلف الانواع مالوں میں برابری قائم کرنے اور ان کی املاک پر قیمت قائم کرنے سے پہلے قرعہ اندازی کریں تو یہ باطل ہوگی تو اس سے ثابت ہوا کہ قرعہ اندازی صرف اسی وقت ہوتی ہے جب اس سے پہلے تقسیم درست ہو چکی ہو اس کا مقصد صرف بدگمانی کو ختم کرنا ہوتا ہے قرعہ اندازی سے کسی چیز کو واجب کرنا مقصود نہیں ہوتا اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جو بھی قرعہ اندازی اس قسم کی ہو وہ اچھی ہے اور جس قرعہ اندازی سے کوئی حکم واجب کرنا ہو اور پہلے سے حاصل شدہ حقوق کو ختم کرنا ہو اس کا استعمال صحیح نہیں۔

ثم رجعنا إلى القولين الآخرين فرأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد حكم في العبد إذا كان بين اثنين فأعتقه أحدهما أنه حر كله ويضمن إن كان موسرا أو كان معسرا ففي ذلك من الاختلاف ما ذكرناه في كتاب العتاق ثم وجدنا في حديث أبي المليح الهذلي عن أبيه أن رجلا أعتق شقصا له في مملوك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو حر كله ليس لله شريك فبين رسول الله صلى الله

پھر ہم نے دوسرے دو قولوں کی طرف رجوع کیا تو ہم نے دیکھا کہ جب ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک مالک اسے آزاد کر دے تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ مکمل طور پر آزاد ہے اب اگر وہ شخص مالدار ہے تو باقی حصے کا ضامن ہوگا اور اگر تنگ دست ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے جسے ہم نے کتاب العتاق میں ذکر کیا ہے۔ پھر ہم نے ابو الملیح الہذلی کی روایت میں جسے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا یہ بات پائی کہ ایک شخص نے غلام میں سے اپنا

عليه وسلم العلة التي بها عتق نصيب صاحبه فدل ذلك أن العتاق متى وقع في بعض العبد انتشر في كله وقد رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حكم في العبد بين اثنين إذا أعتقه أحدهما ولا مال له بحكم عليه فيه بالضمان بالسعاية على العبد في نصيب الذي لم يعتق فثبت بذلك أن حكم هؤلاء العبيد في المرض كذلك وأنه لما استحال أن يجب على غيرهم ضمان ما جاوز الثلث الذي للميت أن يوصي به ويملكه في مرضه من أحب من قيمتهم وجب عليهم السعاية في ذلك للورثة وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔

حصہ آزاد کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پورے کا پورا آزاد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ علت بیان کر دی جس کے باعث اس کے ساتھی کا حصہ آزاد ہوا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جب غلام کے بعض حصے میں آزادی واقع ہو گی تو وہ پورے غلام میں پھیل جائے گی — اور ہم نے دیکھا کہ جب مشترک غلام کو ایک آدمی نے آزاد کیا اور اس کے پاس مال نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے ضمان کا حکم دیا جاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام پر غیر آزاد حصے کے لیے سعی (محنت مزدوری) کا فیصلہ فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ مرض الموت میں آزاد کئے جانے والے ان غلاموں کا حکم بھی یہی ہو گا اور جب یہ بات محال ہے کہ ان کے غیر پر اتنی ضمان واجب ہو جو اس تہائی مال سے بڑھ جائے جو میت کے لیے ہے کہ وہ اس کی وصیت کرے اور اپنی بیماری کے دوران جسے چاہے ان کی قیمت کا مالک بنائے تو ان غلاموں پر وارثوں کے لیے محنت مزدوری واجب ہو گی یہ حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب ۳۲ الرجل يوصي بثلث ماله لقرابته أو لقرابة فلان منهم

باب ۳۲: قرابتداروں یا ان میں سے کسی کے قرابتداروں کے لیے تہائی مال کی وصیت کرنا۔

قال أبو جعفر اختلف الناس في الرجل يوصي بثلث ماله لقرابة فلان منهم القرابة الذين يستحقون تلك الوصية فقال أبو حنيفة رحمه الله هم كل ذي رحم محرم من فلان من قبل أبيه أو من قبل أمه غير أنه يبدأ في ذلك بمن كانت قرابته منهم من قبل أبيه على من كانت قرابته منه من قبل أمه وتفسير ذلك أن يكون للموصي لقرابته عم وخال فقرابة عمه من قبل أبيه وقرابة خاله منه من قبل أمه فيبدأ في ذلك بعمه على خاله فيجعل الوصية له وقال زفر رحمه الله الوصية

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جو آدمی فلاں شخص کے رشتے داروں کے لیے اپنے تہائی مال کی وصیت کرتا ہے جن میں وہ رشتہ دار ہوں جو اس وصیت کے مستحق ہوں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے اس فلاں کا ہر ذی رحم محرم مراد ہے وہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے البتہ یہ کہ اس سلسلے میں ان لوگوں سے ابتدا کی جائے جن کے ساتھ باپ کی طرف سے قرابت و رشتہ داری ہو انہیں ماں کی طرف سے قرابتداروں پر مقدم کرے اس کی وضاحت یہ ہے کہ وصیت کرنے والے کو رشتہ داری کی وجہ سے چچا اور ماموں

بين من قرب منه من قبل ابيه او من قبل امه وبين من كان ابعد منه وسواء كان في ذلك بين من كان منهم ذا رحم محرم وبين من كان ذا رحم غير محرم وقال ابو يوسف ومحمد بن الحسن رحمهما الله تعالى الوصية في ذلك لكل من جمعه واياه اب واحد منذ كانت الهجرة من قبل ابيه او من قبل امه وسواء في ذلك بين من بعد منهم وبين من قرب وبين من كانت رحمه غير محرمة ولم يفضلا في ذلك من كانت رحمه من قبل الاب على من كانت رحمه من قبل الام وقال آخرون الوصية في ذلك لكل من جمعه وفلانا ابوه الرابع الى ما هو اسفل من ذلك

وقال آخرون الوصية في ذلك لكل من جمعه وفلانا اب واحد في الاسلام او في الجاهلية ممن يرجع بآبائه او بامهاته اليه ابا عن اب او اما عن ام الى ان تلقاه ممن تثبت به المواريث او تقوم به الشهادات وانما جوز اهل هذه المقالات الوصية للقرابة على ما ذكرنا من قول كل واحد منهم اذا كانت تلك القرابة قرابة تحصى وتعرف فان كانت لا تحصى ولا تعرف فان الوصية بها باطلة في قولهم جميعا الا ان يوصي بها لفقرائهم فيكون جائزة لمن رأى الوصي دفعها اليه منهم وقال من يجوز له ان يجعلها منهم اثنان فصاعدا في قول محمد بن الحسن رحمه الله وقال ابو يوسف رحمه الله ان دفعها الى واحد منهم اجزاه ذلك ـ

کا رشتہ حاصل ہو تو باپ کی طرف چچا کی رشتہ داری ایسے ہی ہے جیسے ماں کی طرف سے ماموں کا رشتہ ہے پس یہاں ماموں پر چچا کو مقدم کرتے ہوئے وصیت کو اس کے لیے قرار دیا حضرت امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ وصیت ان لوگوں کو حاصل ہوگی جو قریبی رشتہ دار ہیں باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے ان کے لیے نہیں جو دور کے رشتہ دار ہوں چاہے وہ ذی رحم محرم ہوں یا ذی رحم تو ہوں لیکن محرم نہ ہوں — حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں یہ وصیت ان سب کے لیے ہوگی جو اس (موصی) کے ساتھ ہجرت کے وقت سے ایک باپ میں جمع ہوں باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے اس سلسلے میں دور کا رشتہ اور قریب کا ایک جیسے ہیں اسی طرح ذی رحم محرم اور غیر محرم دونوں برابر ہیں جیسے باپ کی طرف سے رشتہ داری ہو تو وہ ماں کی طرف سے رشتہ دار پر فضیلت نہیں رکھتا — کچھ دوسرے لوگوں نے کہا اس صورت میں وصیت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اس (موصی) کے ساتھ چوتھی پشت میں شریک ہے پھر نیچے بھی اسی طرح ہے — کچھ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ یہ وصیت اس شخص کے لیے ہوگی جو اس موصی کے ساتھ ایک باپ یا ایک ماں پر جمع ہوں اسلام میں یا جاہلیت کے دور میں، ان لوگوں میں سے جو اپنے باپوں یا ماؤں کے ساتھ اس باپ کی طرف لوٹتے ہیں جو ان کا حقیقی باپ نہیں اس ماں کی طرف جو ان کی حقیقی ماں نہیں یہاں تک کہ وہ اس سے وہ بات پائے جس کے ساتھ وراثت ثابت ہوتی ہے یا شہادتیں قائم ہوتی ہیں تو ان تمام مقالات کے قائلین نے قرابت کے لیے وصیت کو جائز قرار دیا جیسا کہ ہم نے ان میں سے ہر ایک کا قول نقل کیا جب کہ یہ قرابت ایسی ہو جس کا شمار ہو سکے اور اس کی پہچان ہو اگر اس کا شمار یا پہچان نہ ہو سکے تو سب کے نزدیک وصیت باطل ہوگی البتہ یہ کہ وصیت ان میں سے محتاج لوگوں کے لیے ہو تو جائز ہے اور وصیت کرنے والے کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس کے لیے مناسب سمجھے اسے دے حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے نزدیک کم از کم دو کو دینا ضروری ہے جب کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ

فلما اختلفوا في القرابة من هم هذا الاختلاف وجب أن ننظر في ذلك لنستخرج من أقاويلهم هذه قولا صحيحا فنظرنا في ذلك فكان من حجة الذين ذهبوا إلى أن القرابة هم الذين يلتقون هو ومن يقاربونه عند أبيه الرابع فاستدل من ذلك إنما قالوا ذلك بما ذكروا لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قسم سهم ذوي القربى أعطى بني هاشم وبني المطلب إنما يلتقي هو وبنو المطلب عند أبيه الرابع لأنه محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف والآخرون بنو المطلب بن عبد مناف يلتقون هم وهو عند عبد مناف وهو أبوه الرابع فمن الحجة عليهم في ذلك للآخرين أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما أعطى بني هاشم وبني المطلب قد حرم بني أمية وبني نوفل وقرابتهم منه كقرابة بني المطلب فلم يحرمهم لأنهم ليسوا قرابة ولكن لمعنى غير القرابة فكذلك من فوقهم لم يحرمهم لأنهم ليسوا قرابة ولكن لمعنى غير القرابة ثم قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القرابة من غير هذا الوجه.

١٥٧٧ - ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري قال ثنا حميد عن أنس قال لما نزلت هذه الآية لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون أو قال من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا جاء أبو طلحة فقال يا رسول الله حائطي الذي بمكان كذا وكذا لله ولو استطعت أن أسره لم أعلنه فقال اجعله في فقراء قرابتك وفقراء أهلك.

١٥٧٨ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا محمد بن

فرماتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی دے تو کافی ہے۔

جب قرابت کے سلسلے میں یہ اختلاف ہے تو ہم پر غور و فکر کرنا لازم ہے تاکہ ہم ان اقوال سے صحیح قول نکال سکیں، چنانچہ ہم نے اس میں غور کیا تو جو حضرات اس بات کی طرف گئے ہیں کہ قرابت چوتھی پشت اور اس سے نیچے شرکت قرابت ہے وہ یوں ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرابت داروں کا حصہ تقسیم فرمایا تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرمایا آپ بنو مطلب کے ساتھ چوتھی پشت میں جمع ہوتے ہیں کیونکہ آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں اور دوسرے بنو مطلب بن عبد مناف ہیں آپ ان کے ساتھ عبد مناف پر جمع ہوتے ہیں اور وہ چوتھی پشت ہیں۔ ان کے خلاف دوسرے حضرات کی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرمایا تو بنو امیہ اور بنو نوفل کو محروم رکھا حالانکہ ان کے ساتھ وہی رشتہ داری ہے جو بنو مطلب کے ساتھ ہے تو ان کو قرابت نہ ہونے کی وجہ سے محروم نہیں فرمایا بلکہ قرابت کے علاوہ ایک وجہ تھی اسی طرح ان سے اوپر والوں کو اس لیے محروم نہیں کیا کہ انہیں قرابت حاصل نہ تھی بلکہ قرابت کے علاوہ کوئی سبب تھا۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کے سلسلے میں دوسری بات مروی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی "تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ پسندیدہ چیز سے خرچ کرو" یا فرمایا "کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے" تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا وہ باغ جو فلاں فلاں مقام پر ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اگر میں اسے پوشیدہ کر سکوں تو اس کا اعلان نہ کروں آپ نے فرمایا "تم اسے غریب رشتہ داروں یا فرمایا اپنے گھر کے غرباء میں تقسیم کرو۔"

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

سمعت ابي قال حدثني ابي عن ثمامة قال قال انس وكانت لابي طلحة ارض فجعلها لله عز وجل فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له اجعلها في فقراء قرابتك فجعلها لحسان وابي قال ابي عن ثمامة عن انس قال وكانا اقرب اليه مني۔

۱۵۷۹۔ فهذا ابو طلحة قد جعلها لابي وحسان وانما يلتقي هو وابي عند ابيه السابع لان ابا طلحة اسمه زيد بن سهل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زيد مناة بن عدي بن عمرو بن مالك بن النجار وابي بن كعب بن قيس بن عتيك بن زيد بن معاوية بن عمرو بن مالك ابن النجار فلم ينكر رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابي طلحة ما فعل من ذلك۔

فدل ما ذكرنا على ان من كان يلتقي الرجل الى ابيه الخامس او السادس او الى من فوق ذلك من الآباء المعروفين قرابة له كما ان من يلتقاه الى اب دونه قرابة ايضا وقد امر الله عز وجل نبيه ايضا صلى الله عليه وسلم ان ينذر عشيرته الاقربين۔

۱۵۸۰۔ فروي عنه في ذلك ما حدثنا محمد بن عبد الله بن مخلد الاصفهاني قال ثنا عباد بن يعقوب قال ثنا عبد الله بن عبد القدوس عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عباد قال قال علي لما انزلت وانذر عشيرتك الاقربين قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم

فرمایا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زمین تھی تو انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اسے اپنے محتاج رشتہ داروں میں تقسیم کر دو چنانچہ انہوں نے اسے حضرت حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے لیے کر دیا حضرت محمد بن عبداللہ فرماتے ہیں میرے والد نے حضرت ثمامہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ دونوں حضرات (حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب) میری نسبت ان کے زیادہ قریبی تھے۔ یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اسے حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے لیے قرار دیا حالانکہ وہ حضرت ابی بن کعب کے ساتھ ساتویں پشت میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ حضرت ابوطلحہ کا شجرہ نسب یوں ہے (ان کا نام زید تھا) زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار ——— اور حضرت ابی بن کعب بن قیس بن عتیک بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر کوئی تبصرہ نہ فرمایا (یعنی اعتراض نہ کیا)

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ اس کے پانچویں یا چھٹے یا اس کے اوپر والے باپ میں شریک ہو جب کہ ان آباء کے لیے قرابت معروف ہو تو وہ اس کا قریبی ہے جو اس سے پہلے درجے کی پشت میں شریک ہو یہ بھی اسی طرح کی قرابت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

اس سلسلے میں یوں مروی ہے حضرت عباد بن عباد سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آیت کریمہ "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی! بنو ہاشم کو میرے پاس جمع کرو اور وہ چالیس یا اکتالیس مرد تھے پھر انہوں نے حدیث ذکر کی۔ تو اس حدیث کے مطابق آپ نے تیسری پشت کا قصد فرمایا

يَا بَنِي شَيْبَةَ بْنِ هَاشِمٍ دَعَوْتُكُمْ رَحْمَةً ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ.

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ قَصَدَ بَنِي أَبِيهِ الثَّالِثَ.

۱۵۸۱۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَبُو الْحَسَنِ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الْغَفَّارِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ اجْمَعْ لِي بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا يَزِيدُونَ رَجُلًا أَوْ يَنْقُصُونَهُ فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ قَصَدَ بَنِي أَبِيهِ الثَّانِي.

۱۵۸۲۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا أَعْلَاهَا ثُمَّ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنِّي نَذِيرٌ فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ قَصَدَ بَنِي أَبِيهِ الرَّابِعَ.

۱۵۸۳۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَحَسَّانُ بْنُ غَالِبٍ قَالَا ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا بَنِي هَاشِمٍ يَا بَنِي قُصَيٍّ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنَا النَّذِيرُ وَالْمَوْتُ الْمُغِيرُ وَالسَّاعَةُ الْمَوْعُودُ. فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ دَعَا بَنِي أَبِيهِ الْخَامِسِ.

۱۵۸۴۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَعَفَّانُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

تو اس حدیث کے مطابق آپ نے تیسری پشت کا قصد فرمایا۔

اس سلسلے میں مزید مروی ہے حضرت ابن عباس کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے ارشاد فرمایا میرے پاس بنو عبد المطلب کو جمع کرو اور وہ چالیس مرد تھے ایک مرد کا اضافہ یا کمی کرتے ہیں۔ تو اس کے مطابق دوسری پشت کا ارادہ فرمایا اس سلسلے میں مزید مروی ہے حضرت قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں جب آیت کریمہ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے پھر اس کی بلندی پر چڑھے اس کے بعد فرمایا اے بنو عبد مناف! میں ڈرانے والا ہوں

تو اس حدیث کے مطابق آپ نے چوتھی پشت کا ارادہ فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اے بنو ہاشم! اے بنو قصی! اے بنو عبد مناف! میں ڈرانے والا ہوں موت تبدیلی لانے والی ہے اور قیامت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

تو اس حدیث کے مطابق آپ نے پانچویں باپ کی اولاد کو بھی مخاطب فرمایا۔

اس سلسلے میں مزید مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بنو کعب بن لوی اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں

يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمَنَافِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا. فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ دَعَاهُمْ مَعَهُمْ بَنِي أَبِيهِ التِّسْعَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ -

١٥٨٤۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ثَنِي أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ يَا بَنِي فُلَانٍ لِبُطُونٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ وَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ. فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ دَعَا بُطُونَ قُرَيْشٍ كُلَّهَا وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

١٥٨٥۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سَلَامَةُ بْنُ رَوْحٍ قَالَ ثَنَا عُقَيْلٌ قَالَ ثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ قَالَ سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ

البتہ تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے کہ اس کی تری سے تر کروں گا

تو اس حدیث کے مطابق آپ نے ان کے ساتھ ساتھ ساتوں آپ کی اولاد کو بھی بلایا کیونکہ آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی ہیں۔

اس سلسلے میں آپ سے مزید مروی ہے حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور پکارنے لگے اے بنو فہر! اے بنو عدی! اے بنو فلاں! آپ نے قریش کے تمام بطون (قبیلوں) کو پکارا یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے جو شخص نہیں جا سکتا تھا اس نے اپنا نمائندہ بھیجا تاکہ وہ دیکھے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں، ابولہب اور دیگر قریش بھی آئے جب اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے انہوں نے عرض کیا جی ہاں ہم نے تو آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے آپ نے فرمایا تو میں آنے والے سخت عذاب سے تمہیں ڈراتا ہوں۔

تو اس حدیث کے مطابق آپ نے قریش کے تمام بطون (قبیلوں) کو بلایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

حضرت سعید اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت کریمہ "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اے قریش کے گروہ! اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفسوں

عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا

—

۱۵۸۰- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ يَا صَفِيَّةُ يَا فَاطِمَةُ

فَفِي

هٰذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى أَنْ يُنْذِرَ عَشِيرَتَهُ الْأَقْرَبِينَ دَعَا عَشَائِرَ قُرَيْشٍ وَفِيهِمْ مَنْ يَلْقَاهُ عِنْدَ أَبِيهِ الثَّانِي وَفِيهِمْ مَنْ يَلْقَاهُ عِنْدَ أَبِيهِ الثَّالِثِ وَفِيهِمْ مَنْ يَلْقَاهُ عِنْدَ أَبِيهِ الرَّابِعِ وَفِيهِمْ مَنْ يَلْقَاهُ عِنْدَ أَبِيهِ الْخَامِسِ وَفِيهِمْ مَنْ يَلْقَاهُ عِنْدَ أَبِيهِ السَّادِسِ وَفِيهِمْ مَنْ يَلْقَاهُ عِنْدَ آبَائِهِ الَّذِينَ فَوْقَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ مِمَّنْ قَدْ جَمَعَتْهُ وَإِيَّاهُ قُرَيْشٌ فَبَطَلَ بِذٰلِكَ قَوْلُ أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ وَثَبَتَ إِحْدَى الْمَقَالَاتِ الْأُخَرِ وَنَظَرْنَا فِي قَوْلِ مَنْ قَدَّمَ قَرَابَةَ عَلَى مَنْ هُوَ أَبْعَدُ رَحِمًا مِنْهُ فَوَجَدْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَسَمَ سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبَى عَمَّ بِهِ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَعْضُ بَنِي هَاشِمٍ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ بَعْضٍ وَبَعْضُ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَيْضًا أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ بَعْضٍ فَلَمَّا لَمْ يُقَدِّمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ مَنْ قَرُبَ رَحِمُهُ مِنْهُ عَلَى مَنْ هُوَ أَبْعَدُ إِلَيْهِ رَحِمًا مِنْهُ

کا سودا کر لو میں تمہیں اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکوں گا اے عبد مناف! اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفسوں کا سودا کر لو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب سے تمہیں نہیں بچاؤں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے تمہیں نہیں بچاؤں گا۔ اے رسول اللہ کی پھوپھی حضرت صفیہ! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں بچا نہیں سکوں گا اے فاطمہ بنت محمد! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آنے والے عذاب سے) تمہیں نہیں بچا سکوں گا۔

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے حضرت سعید اور ابو سلمہ نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا البتہ اس میں یوں ہے اے صفیہ! اے فاطمہ!

تو اس حدیث میں بھی یہی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنے قریبی اہل قبیلہ کو ڈرائیں تو آپ نے تمام قریش کو بلایا حالانکہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو دوسری پشت میں آپ سے ملتے ہیں بعض تیسری پشت میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے ہیں بعض کا سلسلہ نسب چوتھی پشت پر آپ سے جا ملتا ہے ان میں سے بعض پانچویں باپ میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے ہیں ان میں سے بعض چھٹے باپ پر آپ کے ساتھ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کچھ ان سے اوپر کی پشتوں میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے ہیں لیکن ان سب کو قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع کیا تو اس قول والوں کی بات باطل ہو گئی اور دوسرے مقالات میں سے کوئی ایک ثابت ہوا اب ہم نے ان لوگوں کے قول کو دیکھا جنہوں نے قریب کے رشتہ دار کو دور والے اہل قرابت پر مقدم کیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل قرابت کا حصہ تقسیم کیا تو آپ نے تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرمایا حالانکہ بعض بنو ہاشم، دوسروں کی نسبت آپ کے زیادہ قریب ہیں اس طرح بعض بنو مطلب، دوسروں کی نسبت آپ

وجعلهم كلهم قرابة له لا يستحقون ما جعل الله عز وجل لقرابته فكذلك من يحدث رحمه في الوصية لقرابة فلان لا يستحق رحمه منه شيئا مما جعل لقرابته إلا كما يستحق سائر قرابته ممن رحمه منه أبعد من رحمه فهذه حجة۔

وحجة أخرى أن أبا طلحة لما أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجعل أرضه في فقراء القرابة جعلها لحسان ولأبي وإنما يلتقي هو وأبي عند أبيه السابع ويلتقي هو وحسان عند أبيه الثالث لأن حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام وأبو طلحة زيد بن سهل بن الأسود بن حرام فلم يقدم أبو طلحة في ذلك حسانا لقرب رحمه منه على أبي لبعد رحمه منه ولم يرد واحد منهما مستحقا لقرابته منه في ذلك منه إلا كما يستحق منه الآخر فثبت بذلك فساد هذا القول

ثم رجعنا إلى ما ذهب إليه أبو حنيفة رحمه الله فرأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قسم سهم ذوي القربى أعطى بني هاشم جميعا وفيهم من رحمه منه رحم محرمة وفيهم من رحمه منه غير محرمة وأعطى بني المطلب معهم وأرحامهم جميعا منه غير محرمة

کے زیادہ قریب ہیں تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سے قریبی قرابت والوں کو دور کی قرابت والوں پر مقدم نہیں کیا اور ان سب کو اپنا رشتہ دار قرار دیا تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے رشتہ داروں کے لیے ٹھہرایا وہ اس کے مستحق نہیں ہوں گے اسی طرح جب فلاں کے رشتہ داروں کے لیے وصیت کی جائے تو دور کے رشتہ داروں کا حکم بھی یہی ہوگا کہ جو حصہ قرابتداروں کے لیے قرار دی جائے اس کا استحقاق قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اسی طرح ہو جیسے قرابت دار ہونے کی وجہ سے دوسرے رشتہ دار مستحق ہے۔ پس یہ حجت ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی زمین اپنے محتاج رشتہ داروں میں تقسیم کردیں تو انہوں نے اسے حضرت حسان اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما کے لیے قرار دیا حالانکہ وہ اور حضرت اُبی بن کعب ساتویں باپ پر اکٹھے ہوتے ہیں جب کہ حضرت حسان بن ثابت کے ساتھ ان کا اشتراک تیسری پشت پر ہوتا ہے کیونکہ حضرت حسان، منذر بن حرام کے بیٹے ہیں اور حضرت ابو طلحہ یعنی زید بن سہل بن اسود بن حرام ہیں تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حضرت اُبی پر مقدم نہیں کیا کہ وہ دور کے رشتہ دار ہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں رشتہ داری کی وجہ سے جس طرح ایک کو مستحق سمجھا دوسرے کو اسی طرح مستحق گردانا تو اس طرح اس قول کا فساد بھی ثابت ہو گیا۔

پھر ہم نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی طرف رجوع کیا تو ہم دیکھتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرابت داروں کا حصہ تقسیم فرمایا تو تمام بنو ہاشم کو دیا تو ان میں سے بعض ذی رحم محرم تھے اور بعض ذی رحم غیر محرم تھے اور بنو مطلب کو بھی ان کے ساتھ دیا اور وہ سب کے سب غیر محرم تھے اسی طرح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اُبی اور

وكذلك أبو طلحة أعطى أبيا وحسانا ما أعطاهما على أنهما قرابته ولم يخرجهما من قرابته ارتفاع الحرمة من رحمهما منه فبطل بذلك أيضا ما ذهب إليه أبو حنيفة رحمه الله رجعنا إلى ما ذهب إليه أبو يوسف ومحمد رحمهما الله فرأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطى سهم ذوي القربى بني هاشم وبني المطلب ولا يجمعه هو وواحد منهم إلى أب منذ كانت الهجرة وإنما يجمعه هو وهم عند آباء كانوا في الجاهلية وكذلك أبو طلحة وأبي وحسان لا يجتمعون منذ أب إسلامي وإنما يجتمعون عند أب كان في الجاهلية ولم يمنعهم ذلك أن يكونوا قرابة له يستحقون ما جعل للقرابة فكذلك قرابة الموصي لقرابته لا يمنعهم من تلك الوصية إلا أن لا يجمعهم وإياه أب منذ كانت الهجرة فبطل بذلك قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله وثبت القول الآخر فثبت أن الوصية بذلك لكل من توقف على نسبه أبا عن أب أو أما عن أم حتى يلتقي هو والموصي لقرابته إلى جد واحد في الجاهلية أو في الإسلام بعد أن يكون أولئك الآباء يستحق بالقرابة بهم المواريث في حال ويقوم بالإنسان منهم الشهادات على سياقة ما بين الموصي لقرابته وبينهم من الآباء أو من الأمهات فهذا القول هو أصح القولين عندنا.

حضرت حسان رضی اللہ عنہما کو جو کچھ دیا تو قرابت کی وجہ سے دیا اور حرمت کے ختم ہونے نے ان کو قرابت داری سے نہیں نکالا اس سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی باطل ہو گیا پھر ہم نے حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع کیا تو ہم نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابتداروں یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرمایا حالانکہ ہجرت کے وقت سے آپ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی ایک باپ پر اکٹھے نہیں ہوتے حالانکہ آپ کا ان کے ساتھ اشتراک دور جاہلیت کے باپوں پر ہوتا ہے اسی طرح حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما اسلامی باپ پر ان (ابو طلحہ) کے ساتھ اکٹھے نہیں بلکہ دور جاہلیت میں پائی جانے والی نشت پر ان کے ساتھ جمع ہوتے ہیں لیکن اس بات نے ان کو قرابتدار ہونے سے نہیں روکا وہ قرابت کی وجہ سے اس چیز کے مستحق ہوئے جو ان کے لیے قرار دی گئی اسی طرح وصیت کرنے والے کی قرابت کو جس کے لیے وہ کچھ وصیت کرتا ہے وہ وصیت سے اسی صورت میں باز رہ سکتا ہے کہ ہجرت کے وقت سے انہیں (وصیت کرنے والے اور جن کے لیے وصیت ہوئی) ایک باپ نے جمع نہ کیا ہو تو اس سے حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول بھی باطل ہو گیا اور دوسرا قول ثابت ہو گیا پس ثابت ہوا کہ یہ وصیت ہر اس شخص کے لیے ہو گی جو اپنے نسب میں اپنے باپ کے علاوہ باپ اور ماں کے علاوہ ماں پر اس کی نسب پر ٹھہرے حتیٰ کہ وہ موصی کے ساتھ دور جاہلیت یا اسلام میں ایک دادا پر جا کر مل جائیں اس کے بعد کہ وہ سب باپ رشتہ داری کی وجہ سے کسی نہ کسی صورت میں وراثت کے مستحق ہوں اور ان پر کسی انسان سے گواہیاں قائم ہو جائیں کہ ان کے اپنے باپوں یا ماؤں اور وصیت کرنے والے کے درمیان قرابت کی وجہ سے رابطہ ہے تو ہمارے نزدیک دونوں قولوں میں سے یہ زیادہ صحیح ہے۔

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

فرائض کا بیان

بَابُ[۳۲۵] الرَّجُلِ يَمُوتُ وَيَتْرُكُ بِنْتًا وَأُخْتًا وَعَصَبَةً سِوَاهَا

باب[۳۲۵] مرنے والا ایک بیٹی، ایک بہن اور دیگر عصبات کو چھوڑ جائے

۱۵۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ أَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْمَالَ بِالْفَرَائِضِ فَمَا أَبْقَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اموال کو فرائض کے ساتھ ملاؤ جو فرائض سے بچ جائے تو زیادہ قریبی مرد کے لیے ہے۔

۱۵۸۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل سے روایت کرتے ہیں۔

۱۵۸۹۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ۔

حضرت ابن طاؤس اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔

۱۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ وَسُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت معمر اور حضرت سفیان، حضرت ابن طاؤس سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الی ان رجلا لو مات وترك ابنته واخاه لابيه واخته لابيه وامه كان لابنته النصف وما بقي فلاخيه لابيه وامه دون اخته لابيه وامه واحتجوا في ذلك بهذا الحديث وقالوا ايضا لو لم يكن مع الابنة اخ وكانت معها اخت وعصبة كان للابنة النصف وما بقي فللعصبة وان بعدوا واحتجوا في ذلك ايضا بما روي عن ابن عباس۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنی بیٹی باپ شریک بھائی اور سگی بہن چھوڑ جائے تو بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی سگے بھائی کے لیے ہوگا سگی بہن کے لیے نہیں ہوگا۔ ؎

ان حضرات نے اس مندرجہ بالا حدیث سے استدلال کیا وہ یوں بھی فرماتے ہیں کہ اگر بیٹی کے ساتھ بھائی نہ ہو بلکہ میت کی بہن اور دیگر عصبات ہوں تو بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی مال عصبات کے لیے ہوگا اگرچہ دور کا رشتہ ہو۔ اس سلسلے میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

―――

۱۵۹۲۔ حدثنا علي بن زيد قال ثنا عبدة بن سليمن قال انا ابن المبارك عن معمر عن ابن طاؤس قال اخبرني ابي عن ابن عباس انه قال قال الله عز وجل إن امرؤ هلك ليس له ولد وله اخت فلها نصف ما ترك قال ابن عباس فقلتم انتم لها النصف وان كان له ولد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو بلکہ اس کی بہن ہو تو اس کے لیے ترکہ کا نصف ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پس تمہارا قول یہ ہے کہ اس کے لیے نصف ہوگا اگرچہ اس کی اولاد ہو۔

―――

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا بل للابنة النصف وما بقي بين الاخ والاخت للذكر مثل حظ الانثيين وان لم يكن مع الابنة غير الاخت كان للابنة النصف وللاخت ما بقي۔

لیکن اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں اس صورت میں بیٹی کے لیے نصف ہوگا اور جو کچھ باقی بچے گا وہ بہن بھائی کے درمیان "للذكر مثل حظ الانثيين" کے تحت تقسیم ہوگا (یعنی بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا) اور اگر بیٹی کے ساتھ بہن کے علاوہ کوئی نہ ہو تو بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی بہن کو ملے گا۔

―――

۱۵۹۳۔ وكان من الحجة لهم في ذلك ان حديث ابن عباس الذي ذكروا على ما ذكرنا في اول هذا الباب ليس معناه عندنا على ما حملوه

اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو روایت ہم نے باب کے شروع میں ذکر کی ہے ہمارے نزدیک اس کا وہ معنیٰ نہیں جس پر ان حضرات (پہلے قول

؎ موجودہ نسخوں میں عبارت یوں ہے "واخاه لابيه واخته لابيه وامه" معلوم ہوتا کہ اصل نسخہ میں "واخاه لابيه وامه واخته لابيه وامه" ہوگا ۱۲ (ہزاروی)

عَلَيْهِ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَا أَبْقَتِ الْفَرَائِضُ بَعْدَ السِّهَامِ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ كَعَمٍّ وَعَمَّةٍ فَالْبَاقِي لِلْعَمِّ دُوْنَ الْعَمَّةِ لِأَنَّهُمَا فِي دَرَجَةٍ وَاحِدَةٍ مُتَسَاوِيَانِ فِي النَّسَبِ وَفَضَلَ الْعَمُّ عَلَى الْعَمَّةِ فِي ذٰلِكَ بِأَنْ كَانَ ذَكَرًا فَهٰذَا أَعْنِي قَوْلَهُ مَا أَبْقَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ وَلَيْسَ الْأُخْتُ مَعَ أَخِيْهَا بِدَاخِلَيْنِ فِي ذٰلِكَ

وَالدَّلِيْلُ عَلٰى

مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ أَنَّهُمْ أَجْمَعُوْا فِي بِنْتٍ وَبِنْتِ ابْنٍ وَابْنِ ابْنٍ أَنَّ لِلِابْنَةِ النِّصْفَ وَمَا بَقِيَ فَبَيْنَ ابْنِ الْابْنِ وَابْنَةِ الْابْنِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَلَمْ يَجْعَلُوْا مَا بَقِيَ بَعْدَ نَصِيْبِ الْابْنَةِ لِابْنِ الْابْنِ خَاصَّةً دُوْنَ ابْنَةِ الْابْنِ وَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَبْقَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ عَلٰى ذٰلِكَ إِنَّمَا هُوَ عَلٰى غَيْرِهِ فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ هٰذَا خَارِجٌ مِنْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ وَثَبَتَ أَنَّ الْعَمَّ وَالْعَمَّةَ دَاخِلَانِ فِي ذٰلِكَ بِاتِّفَاقِهِمْ إِذْ جَعَلُوْا مَا بَقِيَ بَعْدَ نَصِيْبِ الْابْنَةِ لِلْعَمِّ دُوْنَ الْعَمَّةِ ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فِي الْأُخْتِ مَعَ الْأَخِ فَقَالَ قَوْمٌ هُمَا كَالْعَمَّةِ مَعَ الْعَمِّ وَقَالَ آخَرُوْنَ هُمَا كَابْنِ الْابْنِ وَابْنَةِ الْابْنِ ـ

فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ لِنَعْطِفَ مَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنْهُ عَلٰى مَا أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ فَرَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ أَنَّ ابْنَ الْابْنِ وَابْنَةَ الْابْنِ لَوْ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُمَا كَانَ الْمَالُ بَيْنَهُمَا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِذَا كَانَ مَعَهُمَا ابْنَةٌ كَانَ لَهَا النِّصْفُ وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ النِّصْفِ بَيْنَ ابْنِ الْابْنِ وَابْنَةِ الْابْنِ عَلٰى مِثْلِ مَا يَكُوْنُ لَهُمَا مِنْ

والا مال اس نے ٹھہرایا ہے بلکہ ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ مقررہ حصوں سے باقی رہے وہ قریبی رشتہ دار مرد کے لیے ہوگا جیسے پھوپھی اور چچا ہوں تو باقی چچا کے لیے ہوگا پھوپھی کے لیے نہ ہوگا کیونکہ وہ نسب میں ایک درجہ میں مساوی ہیں اور اس میں مرد ہونے کی وجہ سے چچا کو پھوپھی پر فضیلت حاصل ہے لہٰذا ان کے قول کہ جو کچھ باقی بچے وہ قریبی مرد کے لیے ہے، کا یہ مطلب ہے جب کہ بہن اپنے بھائی کے ساتھ اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کی دلیل یہ ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ بیٹی، پوتی اور پوتا اکٹھے ہوں تو بیٹی کے لیے نصف ہوگا اور باقی پوتے اور پوتی میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ لڑکے کو لڑکی کے حصے سے دوگنا ملے گا بیٹی کے حصے سے بچنے والے کو انہوں نے پوتی کو چھوڑ کر صرف پوتے کے لیے قرار نہیں دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ فرائض سے جو کچھ بچے وہ قریبی مرد کے لیے ہوگا کو اس بات پر محمول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا کوئی دوسرا مفہوم ہے۔ جب ثابت ہو گیا کہ بالاتفاق یہ اس حکم سے خارج ہے اور ثابت ہوا کہ اس میں چچا اور پھوپھی دونوں بالاتفاق داخل ہیں کیونکہ انہوں نے بیٹی کے حصے کے بعد بچنے والے (مال) کو چچا کے لیے قرار دیا اور پھوپھی کے لیے قرار نہیں دیا۔ پھر انہوں نے بھائی کے ساتھ بہن کے (حصے کے) بارے میں اختلاف کیا ہے ایک قوم کہتی ہے کہ یہ دونوں چچا کے ساتھ پھوپھی کی طرح ہیں جب کہ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ یہ پوتے اور پوتی (کے جمع ہونے) کی طرح ہے۔

پس ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تاکہ ہم اس سلسلے میں اختلافی بات کو اتفاقی بات کے ساتھ ملائیں۔ تو ہم نے ایک متفق علیہ ضابطہ پایا کہ اگر پوتے اور پوتی کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو تمام مال ان کے درمیان یوں تقسیم کیا جائے گا کہ مرد کو عورت کے مقابلے میں دو حصے ملیں گے، اور اگر ان کے ساتھ (میت کی) بیٹی بھی ہو تو اس کے لیے نصف ہوگا اور اس نصف سے جو کچھ بچے گا وہ پوتے اور

جميع المال لو لم يكن معهما ابنة وكان العم والعمة لو لم يكن معهما ابنة كان المال باتفاقهم للعم دون العمة فإذا كانت هناك ابنة كان لها النصف وما بقي بعد ذلك فهو للعم دون العمة فكان ما بقي بعد نصيب الابنة للذي كان يكون له جميع المال لو لم يكن ابنة فلما كان ذلك كذلك وكان الأخ والأخت لو لم يكن معهما ابنة كان المال بينهما للذكر مثل حظ الأنثيين فالنظر على ذلك أن يكونا كذلك إذا كانت معهما ابنة فوجب لها نصف المال بحق فرض الله عز وجل لها وأن يكون ما بقي بعد ذلك النصف بين الأخ والأخت كما كان يكون لهما جميع المال لو لم يكن ابنة قياسا ونظرا على ما ذكرنا من ذلك **وقد** روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قد دل على ما ذكرنا.

پوتی میں اس طرح تقسیم ہوگا جس طرح وہ مال ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوتا ہے جس طرح صرف دونوں وارث ہوں اور ان کے ساتھ (میت کی) بیٹی نہ ہو جب کہ چچا اور پھوپھی کے ساتھ بیٹی نہ ہو تو بالاتفاق تمام مال چچا کو ملے گا پھوپھی کو نہیں ملے گا اور اگر وہاں بیٹی بھی ہو تو اس کے لیے نصف مال ہوگا اور باقی مال چچا کے لیے ہوگا پھوپھی کے لیے نہیں ہوگا تو بیٹی کے حصے کے بعد باقی مال اس وارث کے لیے ہوگا جسے بیٹی کی عدم موجودگی میں تمام مال ملتا ہے جب یہ مسئلہ یوں ہے تو ہم دیکھتے ہیں اگر بھائی بہن کے ساتھ (میت کی) بیٹی نہ ہو تو تمام مال ان دونوں کے درمیان یوں تقسیم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت کے مقابلے میں دو چند ملتا ہے تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ اگر ان دونوں کے ساتھ (میت کی) بیٹی بھی ہو تو یہی حکم ہوگا اس (بیٹی) کے لیے نصف مال ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہی مقرر کیا ہے اور اس نصف کے بعد جو کچھ بچے گا وہ بہن اور بھائی کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا جس طرح تمام مال ان کے درمیان تقسیم ہوتا ہے جب (میت کی) بیٹی نہ ہو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس پر قیاس کا یہی تقاضا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس پر دلالت کرنے والی بات مروی ہے۔

۱۵۹۲- **حدثنا** علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هرون وعبيد الله بن موسى العبسي ح وحدثنا ابن أبي داود قال ثنا محمد بن يوسف الفريابي قالوا أنا سفيان عن أبي قيس عن هذيل بن شرحبيل قال أتى سلمان بن ربيعة وأبو موسى الأشعري في ابنة وابنة ابن وأخت فقالا للابنة النصف وللأخت النصف ثم قالا ائت عبد الله فإنه سيتابعنا فأتاه فقال عبد الله لقد ضللت إذا وما أنا من المهتدين ولكن سأقضي فيها بما قضى به رسول الله صلى الله عليه وسلم للابنة النصف ولابنة الابن السدس

حضرت هذیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سلمان بن ربیعہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کی خدمت میں (میت کی) بیٹی، پوتی اور بہن کا مسئلہ پیش ہوا تو ان دونوں نے فرمایا نصف بیٹی کے لیے اور نصف بہن کے لیے ہوگا اور پھر ان دونوں نے فرمایا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ عنقریب وہ ہماری اتباع کریں گے وہ حاضر ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس صورت میں تو میں بھٹک جاؤں گا اور راہ راست پر نہیں ہوں گا لیکن میں عنقریب اس سلسلے میں وہ فیصلہ کروں گا جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیٹی کے لیے نصف اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا تاکہ دو تہائی کو مکمل کیا جائے اور جو کچھ باقی بچے گا وہ بہن کے لیے ہوگا۔

بِالْجُمْلَةِ لِلْبِنْتَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ۔

۱۵۹۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُذَيْلٍ مِثْلَهُ۔

فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْأَخَوَاتِ مِنْ قِبَلِ الْأَبِ مَعَ الْابْنَةِ عَصَبَةً فَيَصِرْنَ مَعَ الْبَنَاتِ فِي حُكْمِ الذُّكُوْرِ مِنَ الْإِخْوَةِ مِنْ قِبَلِ الْأَبِ فَصَارَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَبْقَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ لِأَنَّهُ عَصَبَةٌ وَلَا عَصَبَةَ أَقْرَبُ مِنْهُ فَإِذَا كَانَ هُنَاكَ عَصَبَةٌ هِيَ أَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْمَالُ لَهَا فَعَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى يَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَتّٰى لَا يُخَالِفَ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذَا أَوْ لَا يُضَادَّهُ وَسَبِيْلُ الْآثَارِ أَنْ تُحْمَلَ عَلَى الْاِتِّفَاقِ مَا وُجِدَ السَّبِيْلُ إِلٰى ذٰلِكَ وَلَا تُحْمَلَ عَلَى التَّنَافِي وَالتَّضَادِّ وَلَوْ كَانَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ الْمُخَالِفُ لَنَا وَجَبَ عَلٰى مَذْهَبِهِ أَنْ يُضَادَّ بِهِ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لِأَنَّ حَدِيْثَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذَا مُسْتَقِيْمُ الْإِسْنَادِ صَحِيْحُ الْمَجِيْءِ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ مُضْطَرِبُ الْإِسْنَادِ لِأَنَّهُ قَدْ قَطَعَهُ مَنْ لَيْسَ بِدُوْنِ مَنْ رَفَعَهُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ وَأَمَّا مَا احْتَجُّوْا بِهِ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ فَقَالُوْا إِنَّمَا وَرَّثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْأُخْتِ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ فَالْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ أَيْضًا وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ وَقَدْ أَجْمَعُوْا جَمِيْعًا عَلٰى أَنَّهَا لَوْ تَرَكَتْ بِنْتَهَا وَأَخَاهَا لِأَبِيْهَا كَانَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَخِ وَأَنَّ مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ لَمْ يَكُنْ

حضرت وہب بن جریر فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے حضرت ابو قیس سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا انہوں نے حضرت ہذیل سے اس کے مثل روایت کیا۔

تو اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کی طرف سے بہنوں کو بیٹی کے ساتھ عصبہ قرار دیا چنانچہ وہ بیٹیوں کے ساتھ باپ کی طرف سے بھائیوں کی طرح ہو گئیں۔ پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ جو کچھ فرائض سے بچے وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عصبہ ہے اور اس سے قریب ترین عصبہ نہیں ہے پس اگر وہاں اس مرد سے زیادہ زیادہ قریبی عصبہ (رشتہ دار) ہو تو وہ مال ا   کے لیے ہوگا اس حدیث کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی اس سے متضاد ہو۔ روایات کا یہی طریقہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انہیں ایسے معنی پر محمول کیا جائے جو متفق علیہ ہے ایک دوسرے کی نفی اور تضاد پر محمول نہ کیا جائے گا۔ اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو اس معنی پر محمول کیا جائے جو ہمارے مخالف کی مراد ہے تو اس کے مذہب پر اس حدیث کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے تضاد لازم ہوگا کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی سند میں اضطراب ہے اس لیے کہ اس شخص نے مقطوع بیان کیا جو مرفوع بیان کرنے والے سے کم نہیں ہے جیسا کہ ہم نے شروع میں ذکر کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کہ اگر کوئی شخص ہلاک ہو جائے اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی بہن ہو تو اس کے لیے مال کا نصف ہوگا" سے استدلال کرتے ہوئے ان حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بہن کو اس صورت میں وارث بنایا جب (میت کی) اولاد نہ ہو تو اس سلسلے میں ان کی خلاف دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ

لَهَا وَلَدٌ اِنَّمَا هُوَ عَلٰى وَلَدٍ يَحُوزُ كُلَّ الْمِيْرَاثِ لَا عَلٰى الْوَلَدِ الَّذِىْ لَا يَحُوزُ كُلَّ الْمِيْرَاثِ فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ اَيْضًا اَنْ يَكُوْنَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ هُوَ عَلٰى وَلَدٍ يَحُوزُ جَمِيْعَ الْمِيْرَاثِ لَا عَلٰى وَلَدٍ لَا يَحُوزُ جَمِيْعَ الْمِيْرَاثِ۔

بھی ارشاد فرمایا، "اور وہ (بھائی) اس (بہن) کا وارث ہو جائے گا اگر اس (بہن) کی اولاد نہ ہو۔ اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ اگر عورت اپنی بیٹی اور ماں باپ کی طرف سے بھائی چھوڑے تو بیٹی کے لیے نصف ہوگا اور باقی بھائی کے لیے ہوگا اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی کہ اگر اس عورت کی اولاد نہ ہو میں وہ اولاد مراد ہے جو تمام وراثت لے جائے

وہ اولاد مراد نہیں جو تمام وراثت حاصل نہیں کرتی تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی بہن ہو تو اس کے لیے متروکہ مال کا نصف ہوگا" سے مراد بھی وہی اولاد ہو جو تمام مال لے جائے وہ اولاد مراد نہیں جو تمام وراثت کی حقدار نہیں اس سلسلے میں جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب سے جو استدلال کیا ہے تو صحابہ کرام نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے۔

فَاَمَّا مَا احْتَجُّوْا بِهٖ مِنْ مَذْهَبِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ خَالَفَ فِيْهِ سَائِرَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاهُ۔

١٥٩٦۔ فَمِمَّا رُوِىَ عَنْهُمْ فِىْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عُقَيْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُخْبِرُ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ الْمِيْرَاثَ بَيْنَ الْاِبْنَةِ وَالْاُخْتِ نِصْفَيْنِ۔

اس ضمن میں یوں مروی ہے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مال وراثت کو (میت کی) بیٹی اور بہن کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا۔

١٥٩٧۔ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ الْمَالَ شَطْرَيْنِ بَيْنَ الْاِبْنَةِ وَالْاُخْتِ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیٹی اور بہن کے درمیان مال کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا۔

١٥٩٨۔ حَدَّثَنَا عَلِىٌّ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ قَالَ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ عَلِىٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ فِىْ اِبْنَةٍ وَاُخْتٍ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَقَالَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ اِلَّا ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ۔

حضرت شعبی، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیٹی اور بہن کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ بیٹی کے لیے بھی نصف ہوگا اور بہن کے لیے بھی نصف، حضرت ابن عباس اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے علاوہ تمام صحابہ کرام نے اسی طرح فرمایا۔

۱۵۹۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ فِي ابْنَةٍ وَأُخْتٍ وَجَدٍّ قَالَ مِنْ أَرْبَعَةٍ۔

حضرت مسروق، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیٹی بہن اور دادا کے بارے میں روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں چار سے تقسیم ہوگا۔ ؎

۱۶۰۰- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ قَضَى فِينَا مُعَاذٌ بِالْيَمَنِ فِي رَجُلٍ تَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطَى الْابْنَةَ النِّصْفَ وَأَعْطَى الْأُخْتَ النِّصْفَ قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَضَى فِينَا مُعَاذٌ بِالْيَمَنِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ مِثْلَهُ۔

حضرت اشعث بن ابو الشعثاء فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں ہمارے درمیان ایک ایسے شخص کی وراثت کا فیصلہ فرمایا جس نے اپنی بیٹی اور بہن چھوڑی تھی انہوں نے بیٹی کو نصف دیا اور بہن کو بھی نصف عطا فرمایا حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اعمش نے بتایا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے سنا وہ حضرت اسود سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان یمن میں اسی طرح فیصلہ فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات سے) زندہ تھے۔

۱۶۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَضَى ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي ابْنَةٍ وَأُخْتٍ فَأَعْطَى لِلِابْنَةِ النِّصْفَ وَأَعْطَى لِلْعَصَبَةِ سَائِرَ الْمَالِ فَقُلْتُ إِنَّ مُعَاذًا قَضَى فِينَا بِالْيَمَنِ فَأَعْطَى لِلِابْنَةِ النِّصْفَ وَأَعْطَى لِلْأُخْتِ النِّصْفَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَأَنْتَ رَسُولِي إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ فَحَدِّثْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَكَانَ قَاضِيَ الْكُوفَةِ۔

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (میت کی) بیٹی اور بہن کے بارے میں یوں فیصلہ فرمایا کہ بیٹی کو نصف دیا اور عصبہ (بہن) کو باقی سارا مال دیا فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن میں ہمارے درمیان یوں فیصلہ فرمایا کہ بیٹی کو نصف دیا اور بہن کو بھی نصف عطا فرمایا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضرت عبداللہ بن عتبہ کی طرف میرے قاصد ہو ان سے یہ حدیث بیان کرو اور وہ کوفہ کے قاضی تھے۔

فَهَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ الَّذِي وَافَقَ فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَى قَوْلِ الْآخَرِينَ۔

تو یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق قول سے دوسرے حضرات کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

؎ یعنی بیٹی کو نصف اور باقی نصف (میت کے) دادا اور بہن میں نصف نصف تقسیم ہو گیا چار سے تقسیم کرنے کا یہی مطلب ہے مثلاً چار ہزار کو چار حصوں پر تقسیم کر کے دو ہزار (میت کی) بیٹی کو اور باقی ایک ایک ہزار دادا اور بہن کو دیا ۱۲ ہزاروی۔

۱۶۰۲ - حدثنا سليمان بن عبد الرحمن وروح بن الفرج قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا أبو الأحوص عن أشعث بن أبي الشعثاء عن الأسود بن يزيد قال قدم معاذ إلى اليمن فسئل عن ابنة وأخت فأعطى للابنة النصف وللأخت النصف.

حضرت اسود بن یزید سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو ان سے بیٹی اور بہن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف دیا۔

۱۶۰۳ - حدثنا ابن أبي شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال أنا سفيان الثوري عن معبد بن خالد عن مسروق عن عائشة في ابنتين وبنات ابن وبني ابن وأختين لأب وأم وإخوة وأخوات لأب أنها شركت بين بنات الابن وبني الابن وبني الإخوة والأخوات من الأب فيما بقي قال وكان عبد الله لا يشرك بينهما

حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میت کی دو بیٹیوں، پوتیوں، پوتوں، دو سگی بہنوں اور باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے باقی مال میں پوتیوں، پوتوں اور باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کو شریک کیا جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ان کو شریک نہیں کرتے تھے۔

وقال قوم في ابنة وعصبة أن للابنة جميع المال ولا شيء للعصبة فكفى بهم جهلا في تركهم قول كل الفقهاء إلى قول لم يعلم أنه قال به قبلهم من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا من تابعيهم مع أن ما ذهبوا إليه من ذلك فاسد بنص القرآن لأن الله عز وجل يقول يوصيكم الله في أولادكم للذكر مثل حظ الأنثيين فبين الله عز وجل لنا بذلك كيف حكم الأولاد في المواريث إذا كانوا ذكورا وإناثا ثم قال الله عز وجل فإن كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك فبين لنا حكم الأولاد في المواريث إذا كانوا نساء ثم قال الله عز وجل وإن كانت واحدة فلها النصف فبين لنا كم ميراث الابنة الواحدة.

فلما بين لنا مواريث الأولاد على هذه الجهات علمنا بذلك أن حكم ميراث الواحدة لا يخرج من هذه الجهات الثلاث واستحال أن

بیٹی اور عصبہ کے بارے میں ایک جماعت کہتی ہے کہ بیٹی تمام مال کی وارث ہوگی اور عصبہ کو کچھ بھی نہیں ملے گا تو ان لوگوں کے جہالت کے ثبوت میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ انہوں نے تمام فقہاء کے قول کو چھوڑ کر ایسا قول اختیار کیا جس کے بارے میں صحابہ کرام اور تابعین سے کچھ بھی پتہ نہیں چلتا علاوہ ازیں ان کا قول قرآن پاک کی اس نص سے فاسد ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے ہمارے لیے بیان فرمایا کہ جب بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) ہوں تو ان کے لیے وراثت کا حکم کیسے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کے لیے کل ترکہ کا دو تہائی ہوگا۔ تو صرف لڑکیوں کے وارث ہونے کی صورت میں وراثت کا حکم بیان فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لیے نصف ہے تو اس میں ہمارے لیے واضح فرمایا ایک لڑکی کو وراثت کا کتنا حصہ ملے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے اولاد کی وراثت کو ان طریقوں پر بیان فرمایا تو اس سے ہم نے جان لیا کہ ایک لڑکی کی وراثت ان تین طریقوں سے خارج نہیں ہے اور یہ بات محال ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بیٹی

سمّى الله عزّ وجلّ للابنة النصف وللبنات
الثلثين ولهنّ الأكثر من ذلك إلا لمعنى خصّهنّ
به أو على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كما أبان في مواريث ذوي الأرحام ولو كانت
الابنة ترث المال كلّه دون العصبة لما كان
لذكر الله عزّ وجلّ النصف معنى ولأهمل أمرها
كما أهمل الابن فلمّا بيّن لها ما ذكرنا كان توقيفًا
منه عزّ وجلّ إيّانا على ما سمّى لها من ذلك هو
لها كما كان ما سمّى للأخوات من قبل الأب والأم
بقوله وإن كان رجل يورث كلالة أو امرأة
وله أخ أو أخت فلكلّ واحد منهما السدس فإن
كانوا أكثر من ذلك فهم شركاء في الثلث فكان
ما بقي بعد الذي سمّى لهنّ للعصبات وكذلك
ما سمّى للزوج والمرأة فيما بقي بعد الذي سمّى
لهما للعصبة فكذلك الابنة أيضًا ما بقي بعد
الذي سمّى لها للعصبة هذا دليل قائم صحيح
في هذه الآية ثم رجعنا إلى قوله عزّ وجلّ
إن امرؤ هلك ليس له ولد وله أخت فلم يبيّن
لنا عزّ وجلّ ههنا من ذلك الولد فدلّنا ما تقدّم
من قوله في الآية التي وقفنا فيها على أنصباء
الأولاد أنّ ذلك الولد هو ما تقدّم من الولد
الذي سمّى له الفرض في الآية الأخرى ثم
قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما ذكرنا أيضًا.

۱۶۰۲- حدّثنا يونس بن عبد الأعلى وبحر بن
نصر قالا ثنا عبد الله بن وهب قال أخبرني داود بن
قيس عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر بن
عبد الله أنّ امرأة سعد بن الربيع أتت رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله

کے لیے نصف اور دو بیٹیوں کے لیے دو تہائی بیان فرماتے اور ان
کے لیے زیادہ ہوتا البتہ ایسا کسی اور وجہ سے ہوسکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ اپنی
کتاب میں یا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بیان فرمائے جیسا
کہ ذوی الارحام کی وراثت کے سلسلے میں بیان فرمایا اگر بیٹی تمام مال
کی وارث ہوجائے اور عصبہ کو کچھ نہ ملے تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ
کہ اس کے لیے نصف ہے، کوئی مفہوم نہ ہوگا اور اس کا معاملہ بھی بیٹے
کے معاملے کی طرح مہمل ہوگا تو جب وہ بات بیان کردی جو ہم نے
ذکر کی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں آگاہی ہے کہ اس کا
حصہ اتنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا جیسا کہ سگی بہنوں کا حصہ بیان
فرمایا ارشاد فرمایا اگر وہ شخص جس کی وراثت تقسیم ہوتی ہے اور وارث
مرد یا وارث عورت ہو اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک
کو چھٹا حصہ ملے گا، اور اگر وہ اس سے زائد ہوں تو وہ تہائی حصے میں
شریک ہوں گے اور ان کے مقررہ حصے سے جو کچھ بچے گا وہ
عصبات کے لیے ہوگا اسی طرح خاوند اور بیوی کے لیے جو حصہ
مقرر فرمایا اس سے باقی ماندہ بھی عصبہ کے لیے ہوگا پس بیٹی
کے مقررہ حصہ سے بچنے والا بھی عصبہ کے لیے ہوگا اس آیت میں
یہ صحیح قائم دلیل ہے۔ پھر ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی طرف
رجوع کیا کہ اگر کوئی شخص ہلاک ہوجائے اور اس کی اولاد نہ ہو بلکہ اس کی
بہن ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس اولاد کی وضاحت نہیں فرمائی تو اس
سے پہلے ہم نے جس آیت سے اولاد کے حصے پر واقفیت حاصل
کی وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس سے وہی اولاد مراد ہے
جس کا حصہ دوسری آیت میں مقرر فرمایا۔

پھر جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی روایات مروی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت
سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی زوجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت سعد رضی اللہ
عنہ آپ کے ہمراہ تھے شہید ہوگئے انہوں نے دو بیٹیاں چھوڑیں
نیز مجھے اور ایک بھائی کو چھوڑا ان کے بھائی تمام مال لے گئے ہیں

عليه وسلم إن سعدا قتل معك وترك ابنتيه وتركني وأخاه فأخذ أخوه ماله وإنما ينكح النساء على أموالهن فدعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أعط امرأته الثمن وابنتيه الثلثين ولك ما بقي -

اور عورتوں سے ان کے مال کے سبب شادی کی جاتی ہے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر فرمایا ان (حضرت سعد) کی بیوی کو آٹھواں حصہ اور ان کی بیٹیوں کو دو تہائی مال دو باقی تمہارے لیے ہے۔

۱۶۰۵ - حدثنا يونس قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن عبد الله بن محمد ابن عقيل عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

حضرت محمد بن عقیل حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فهذا وافق هذا أيضا ما ذكرنا وبهذا كان أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد رحمهم الله يقولون وبه نقول أيضا.

تو یہ حدیث بھی ہماری مذکورہ گفتگو کے موافق ہے حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی یہی بات فرماتے ہیں اور ہم بھی یہی کہتے ہیں

بَابُ ۲۲۶ مَوَارِيثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ

باب ۲۲۶ قرابتداروں کی وراثت

۱۶۰۶ - حدثنا يونس قال ثنا عبد الله بن نافع عن هشام بن سعد عن زيد بن أسلم عن عطاء ابن يسار أن رجلا من الأنصار جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله رجل هلك وترك عمته وخالته فقال النبي صلى الله عليه وسلم وهو راكب على حمار له فوقف ثم رفع يديه فقال اللهم رجل هلك وترك عمته وخالته فيسأله الرجل ويفعل النبي صلى الله عليه وسلم ذلك ثلاث مرات ثم قال لا شيء لهما.

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہیں آپ اپنے دراز گوش پر سوار ٹھہرے ہوئے تھے آپ ذرا دیر رک گئے پھر ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے اللہ ایک شخص ہلاک ہو گیا اور اس نے اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہیں چنانچہ وہ شخص پوچھتا رہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے رہے تین بار ایسا کیا پھر فرمایا ان دونوں کے لیے کچھ بھی نہیں۔

۱۶۰۷ - حدثنا بحر بن نصر قال ثنا عبد الله ابن وهب قال أخبرني حفص بن ميسرة وهشام ابن سعد وعبد الرحمن بن زيد عن زيد بن أسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعي إلى جنازة من الأنصار حتى إذا جاءوها قال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ترك قالوا ترك عمته وخالته ثم تقدم فقال لقوا الحمار كي تقفوا الحمار فقال اللهم رجل ترك عمته وخالته فلم

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے ایک جنازہ کی طرف بلایا گیا یہاں تک کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے ان لوگوں سے پوچھا کہ اس نے کون کون لوگ چھوڑے ہیں انہوں نے عرض کیا پھوپھی اور خالہ پھر آپ آگے بڑھے فرمایا دراز گوش کو روکو پھر فرمایا اے اللہ ایک شخص نے اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہیں تو آپ پر کچھ بھی حکم نازل نہ ہوا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان دونوں کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا۔

يَنْزِلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَجِدُ لَهُمَا شَيْئًا۔

۱۶۰۸۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ رَجُلًا هَلَكَ وَتَرَكَ عَمَّةً وَخَالَةً فَانْطَلِقْ نَقْتَسِمْ مِيْرَاثَهُ فَتَبِعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ فَقَالَ يَا رَبِّ رَجُلٌ تَرَكَ عَمَّةً وَخَالَةً ثُمَّ سَارَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ رَجُلٌ تَرَكَ عَمَّةً وَخَالَةً ثُمَّ سَارَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ رَجُلٌ تَرَكَ عَمَّةً وَخَالَةً ثُمَّ قَالَ لَا أَرَى يُنْزَلُ عَلَيَّ شَيْءٌ لَا شَيْءَ لَهُمَا۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عالیہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص فوت ہو گیا اس نے پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہیں آپ تشریف لے جائیں اور اس کی میراث تقسیم فرمائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر اس کے پیچھے تشریف لے گئے (راوی کہتے ہیں) عرض کیا اے میرے رب ایک شخص نے پھوپھی اور خالہ کو چھوڑا ہے پھر کچھ چلے اس کے بعد عرض کیا اے رب ایک شخص نے پھوپھی اور خالہ کو چھوڑا ہے کچھ دیر چلنے کے بعد پھر عرض کیا اے میرے رب ایک شخص نے پھوپھی اور خالہ کو چھوڑا ہے پھر فرمایا میرا خیال ہے (اس سلسلے میں) مجھ پر کچھ بھی نازل نہیں ہوگا پس ان دونوں کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ ذَا رَحِمٍ لَيْسَ بِعَصَبَةٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً غَيْرَهُ أَنَّهُ لَا يَرِثُ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ **وَخَالَفَهُمْ** فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا يَرِثُ ذَوُو الْأَرْحَامِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَصَبَةٌ بِالرَّحِمِ الَّذِيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَيِّتِ كَمَا يُوْرَثُ بِالرَّحِمِ الَّذِيْ يُدْلِيْ بِهِ فَيَكُوْنُ لِلْعَمَّةِ الثُّلُثَانِ وَلِلْخَالَةِ الثُّلُثُ لِأَنَّهَا تُدْلِيْ بِرَحِمِ الْأُمِّ **وَكَانَ** مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ الَّذِيْ يَحْتَجُّ بِهِ عَلَيْهِمْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ حَدِيْثٌ مُنْقَطِعٌ وَمِنْ مَذْهَبِ هٰذَا الْمُخَالِفِ لَهُمْ أَنْ لَا يَحْتَجَّ بِمُنْقَطِعٍ فَكَيْفَ يَحْتَجُّ عَلَيْهِمْ بِمَا لَوِ **احْتَجُّوْا** بِهِ عَلَيْهِمْ لَمْ يُسَوِّغُوْهُمْ إِيَّاهُ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص مر جائے اور ایسا قرابت دار چھوڑ جائے جو عصبہ نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی عصبہ بھی نہ چھوڑے تو وہ (قرابت دار) اس کے مال سے کسی چیز کا مالک نہ ہوگا انہوں نے اس سلسلے میں اس (مذکورہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں جب عصبہ نہ ہو تو یہ ذوی الارحام اس قرابت کی وجہ سے جو اس کے اور میت کے درمیان ہے، وارث ہو جائے گا جیسا کہ اس قرابت کی وجہ سے وارث بنتا ہے جو اسے رشتہ دار بناتی ہے پس پھوپھی کے لیے دو تہائی اور خالہ کے لیے ایک تہائی ہوگا کیونکہ وہ ماں کی قرابت کے سبب سے رشتہ دار بنتی ہے اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ جس حدیث سے ان کے مخالف نے استدلال کیا ہے وہ حدیث منقطع ہے اور اس مخالف کا مذہب یہ ہے کہ وہ ان کی جانب سے حدیث منقطع سے استدلال کو قبول نہیں کرتا تو ان کے خلاف ایسی حدیث سے کیسے

ثُمَّ لَوْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ اَيْضًا عِنْدَنَا حُجَّةٌ فِيْ دَفْعِ مَوَارِيْثِ ذَوِي الْاَرْحَامِ لِاَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ لَا شَيْءَ لَهُمَا اَيْ لَا فَرْضَ لَهُمَا مُسَمًّى كَمَا لِغَيْرِهِمَا مِنَ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يَرِثْنَ كَالْبَنَاتِ وَالْاَخَوَاتِ وَالْجَدَّاتِ فَلَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ لَا شَيْءَ لَهُمَا عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى وَيَحْتَمِلُ اَيْضًا لَا شَيْءَ لَهُمَا لَا مِيْرَاثَ لَهُمَا اَصْلًا لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَزَلَ عَلَيْهِ حِيْنَئِذٍ وَاُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِ جَعَلَ لَهُمَا الْمِيْرَاثَ

استدلال کر سکتا ہے کہ اگر یہ حضرات ان کے خلاف اس قسم کی حدیث سے استدلال کریں تو وہ ان کو اس کی اجازت نہیں دیتے۔

پھر اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو ہمارے نزدیک اس میں قرابتداروں کی وراثت کو دور کرنے پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ لاشی کا مطلب یہ ہو کہ ان کے لیے متعین و مقرر وراثت فرض نہیں جیسا کہ ان کے علاوہ ان عورتوں کے لیے ہے جو وارث بنتی ہیں مثلاً بیٹیاں بہنیں اور دادیاں، پس حضور علیہ السلام پر (پھوپھی اور خالہ کے بارے میں) کچھ نازل نہیں ہوا تو آپ نے اس بنیاد پر فرمایا ان دونوں کے لیے کچھ نہیں۔ لاشی لھما میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ان کے لیے وراثت میں بالکل حصہ نہیں کیونکہ اس وقت تک آپ پر اس سلسلے میں کچھ بھی نازل نہیں ہوا تھا اور قرابتداروں میں سے بعض دوسرے بعض کی نسبت قریبی ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (اس طرح ہے) پس جب آپ پر (اس سلسلے میں حکم) نازل ہوا تو آپ نے ان دونوں کے لیے حصہ قرار دیا۔

۱۶۰۹ - فَاِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِيْ مِثْلِ هٰذَا اَيْضًا مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ تُوُفِّيَ ثَابِتُ بْنُ الدَّحْدَاحِ وَكَانَ اَتِيًّا وَهُوَ الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ يُعْرَفُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ هَلْ تَعْرِفُوْنَ لَهُ فِيْكُمْ نَسَبًا قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ ابْنَ اُخْتِهِ فَاَعْطَاهُ مِيْرَاثَهُ۔

اس قسم کے مسئلے میں بھی آپ سے مروی ہے حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان اپنے چچا واسع بن حبان سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ثابت بن دحداح کا انتقال ہو گیا اور وہ اجنبی تھے یعنی ان کی اصل معروف نہ تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن عدی سے فرمایا کیا تم اپنے درمیان ان کا نسب پہچانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھانجے حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر کو بلایا اور ان کی وراثت ان (ابولبابہ) کو عطا فرمائی۔

فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَرَّثَ اَبَا لُبَابَةَ مِنْ ثَابِتٍ بِرَحِمِهِ الَّذِيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ مَوَارِيْثُ ذَوِي الْاَرْحَامِ وَدَلَّ سُؤَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى فِيْ حَدِيْثِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ کو اس قرابت کی وجہ سے جو ان کے اور حضرت ثابت کے درمیان تھی حضرت ثابت کا وارث قرار دیا تو اس سے قرابتداروں (ذوی الارحام) کا وارث ہونا ثابت ہوا اور حضرت عطاء بن یسار کی روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی اور خالہ کے بارے

فِيمَا لِعَقْلِهِ وَالْخَالُ لَمْ تَدْخُلْ لَهُمَا سِهَامٌ أَمَرَ اللّٰهُ
تَدْلِيلٌ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ
ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا تَأَخُّرُ حَدِيثِ وَاسِعٍ هٰذَا عَنْ
حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ فَكَانَ نَاسِخًا لَهُ فَإِنْ
قَالُوا إِنَّ حَدِيثَ وَاسِعٍ هٰذَا مُنْقَطِعٌ قِيلَ
لَهُمْ وَحَدِيثُ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُنْقَطِعٌ أَيْضًا فَمَنْ
جَعَلَكُمْ أَوْلَى بِتَثْبِيتِ الْمُنْقَطِعِ فِيمَا يُوَافِقُكُمْ مِنْ مُخَالِفِكُمْ
فِيمَا يُوَافِقُهُ

پس اللہ تعالیٰ سے کہ ان کا مال ان کے پہلے وارث ہے انہیں اس کی بات پر دلالت
کرتا ہے کہ اس سلسلے میں آپ پہلے کر چکے ہیں تو اس پر جو کچھ ہم
نے ذکر کیا اس سے حضرت واسع رضی اللہ عنہ کی روایت کا حضرت عطاء بن
یسار رضی اللہ عنہ کی روایت سے مؤخر ہونا ثابت ہو گیا پس یہ اس کے
لیے ناسخ ہے۔ اگر تم کہو کہ حضرت واسع رضی اللہ عنہ کی یہ روایت منقطع ہے
تو انہیں کہا جائے گا کہ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت بھی منقطع
ہے تو کس نے تمہیں اس بات کا زیادہ حقدار بنایا ہے کہ جو منقطع حدیث تمہارے
موافق ہو وہ ثابت ہے۔ اور جو تمہارے مخالف کے موافق ہے وہ
ثابت نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی بات ایسی روایات
میں مروی ہے جس کی اسناد متصل ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ هٰذَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارٍ مُتَّصِلَةِ الْأَسَانِيدِ

۱۶۱۰- مِنْهَا مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا رَمَى رَجُلًا بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا خَالٌ فَكَتَبَ فِي ذٰلِكَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكَتَبَ عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ۔

حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کو تیر مار کر ہلاک کر دیا اس کے ماموں کے علاوہ کوئی وارث نہ تھا اس سلسلے میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مولا نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کا ولی ہے اور جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہے۔

۱۶۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ۔

حضرت طاؤس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہے۔

۱۶۱۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔

حضرت ابراہیم بن مرزوق سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابو عاصم نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل غیر مرفوع روایت کیا۔

۱۶۱۳- حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى بْنُ اَحْمَدَ بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَبِيْ مَيْسَرَةَ الْمَكِّيُّ قَالَ ثَنَا اَبِيْ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ قَالَ اَبُوْ يَحْيٰى وَاُرَاهُ قَدْ رَفَعَهٗ۔

حضرت ہشام بن سلیمان، حضرت ابن جریج کے واسطے سے بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا حضرت ابو یحییٰ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوعاً روایت کیا۔

۱۶۱۴- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ يَزِيْدُ الْعُقَيْلِيُّ اَخْبَرَنِيْ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ عَامِرِ الْهَوْزَنِيِّ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَعَلَيَّ قَالَ شُعْبَةُ رُبَّمَا قَالَ قَالَ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ اَعْقِلُ عَنْهُ وَاَرِثُهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهٗ۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اہل و اولاد چھوڑ جائے وہ میرے ذمہ ہے حضرت شعبہ فرماتے ہیں بعض اوقات آپ نے فرمایا وہ میری طرف ہے اور جو آدمی مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں میں اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور وارث بنوں گا اور جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں (اس کا) وارث ہے وہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا اور اس کی وراثت حاصل کرے گا۔

۱۶۱۵- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ ثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ ثُمَّ ذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابن ابی میسرہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت بدل بن محبر نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۶۱۶- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ بُدَيْلٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اَرِثُ مَالَهٗ وَاَفُكُّ عَانَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ وَيَفُكُّ عَانَهٗ۔

حضرت سلیمان بن حرب فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد بن زید نے حضرت بدیل سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا میں اس کا وارث بنوں گا اور اس کی گردن چھڑاؤں گا اور جس کا کوئی وارث نہیں اس کا ماموں وارث ہے اور وہ اس کی گردن چھڑائے گا۔

۱۶۱۷- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابن ابی میسرہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت سلیمان بن حرب نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد بن زید نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۶۱۸- حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِيْ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيْكَرِبَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ يَرِثُ مَالَهٗ وَيَفُكُّ

حضرت راشد بن سعد سے مروی ہے انہوں نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کے مولیٰ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہیں وہ اس کے مال کے وارث ہوں گے اور اس کی گردن چھڑائیں گے جس کا کو

الخال وارث من لا وارث له يرث ماله ويفك عنوه

وارث نہیں اس کا ماموں اس کا وارث ہے وہ اس کا وارث بنے گا اور اس کی گردن چھڑائے گا۔

فهذه آثار متصلة قد تواترت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بما يوافق ما روي عن واسع بن حبان ويخالف ما روي عن عطاء بن يسار۔

یہ مسلسل روایات ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں یہ روایات حضرت واسع بن حبان کی روایت کے موافق اور حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت کے خلاف ہیں ان تمام روایات نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو کہ قرابتدار ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں پکا کیا اور واضح کر دیا۔

وقد شد ذلك كله وبينه قول الله عز وجل وأولوا الأرحام بعضهم أولى ببعض في كتاب الله فقال المخالف لنا لا دليل لكم في هذه الآية على ما ذهبتم إليه من هذا لأن الناس كانوا يتوارثون بالتبني كما تبنى رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثة فكان من فعل هذا أورث المتبنى ماله دون سائر أرحامه وكان الناس يتعاقدون في الجاهلية على أن الرجل يرث الرجل فأنزل الله عز وجل وأولوا الأرحام بعضهم أولى ببعض في كتاب الله دفعا لذلك وردا للمواريث إلى ذوي الأرحام وقال ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله۔

ہمارے مخالف نے کہا کہ اس آیت میں تمہارے اس مذہب پر کوئی دلیل نہیں کیوں کہ لوگ متبنّٰی ہونے کی وجہ سے بھی وارث ہوتے تھے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو متبنّٰی (بیٹا) بنایا تھا پس انہیں زید بن محمد کہا جاتا تھا لہٰذا جو شخص اس طرح کرتا تھا وہ منہ بولے بیٹے کو تمام مال کا وارث بناتا تھا اور اپنے تمام قرابتداروں کو چھوڑ دیتا تھا اور دورِ جاہلیت میں لوگ معاہدہ کرتے تھے کہ ایک شخص، دوسرے کا وارث ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کتاب اللہ میں قرابتداروں میں سے بعض، بعض کے زیادہ قریب ہیں اور فرمایا کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف پر مبنی ہے۔

۱۶۱۹- وذكروا في ذلك ما حدثنا علي بن زيد قال ثنا عبدة بن سليمن قال ثنا ابن المبارك قال أخبرنا ابن عون عن عيسى بن الحارث قال كان لأخي شريح بن الحارث جارية فولدت جارية فشبت فزوجها فولدت غلاما ومات الجد فاختصم شريح والغلام إلى شريح قال فجعل شريح يقول ليس له ميراث في كتاب الله تعالى إنما هو ابن بنت وقضى للغلام بالميراث قال وأولوا الأرحام بعضهم أولى ببعض في كتاب الله تعالى قال فركب ميسرة بن زيد إلى عبد الله

اس سلسلے میں انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت عیسیٰ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے بھائی شریح بن حارث کی ایک لونڈی تھی اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی وہ جوان ہوئی تو انہوں نے اس کا نکاح کر دیا اس نے ایک بچہ جنا اور اس کی نانی فوت ہو گئی شریح بن حارث اور بچہ اپنا مقدمہ حضرت قاضی شریح کے پاس لے گئے (راوی) فرماتے ہیں شریح کہتے رہے کہ اللہ کی کتاب میں اس کے لیے وراثت نہیں کیونکہ وہ (مرنے والی کا) نواسہ ہے لیکن حضرت قاضی شریح نے بچے کے حق میں فیصلہ کر دیا اور فرمایا قرابتداروں میں سے بعض، بعض کے زیادہ قریب ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہے (راوی) فرماتے ہیں حضرت میسرہ بن

بن الزبير فحدثه بالذي قضى به شريح ثم قال فكتب ابن الزبير إلى شريح أن ميسرة حدثني أنك قضيت كذا وكذا وقلت عند ذلك وأولو الأرحام بعضهم أولى ببعض في كتاب الله تعالى وإنما كانت تلك الآيات في العصبات في الجاهلية وكان الرجل في الجاهلية يعاقد الرجل فيقول ترثني وأرثك فلما نزلت هذه الآية ترك ذلك قال فقدم الكتاب إلى شريح فقرأه وقال إنما أعتقها حيتان بطنها وأبى أن يرجع عن قضائه۔

١٦٢٠ - وكان من الحجة للآخرين على أهل هذه المقالة أن عبد الله بن الزبير قد أخبر في حديثه هذا أنهم كانوا يتوارثون بالتعاقد دون الأنساب فأنزل الله عز وجل رد ذلك وأولو الأرحام بعضهم أولى ببعض في كتاب الله فكان في هذه الآية دفع الميراث بالمعاقدة وإيجابه لذوي الأرحام دونهم ولم يبين لنا في هذه الآية أن ذوي الأرحام هم العصبة أو غيرهم فقد يحتمل أن يكونوا هم العصبة ويحتمل أن يكون كل ذي رحم على ما جاء في تفصيل المواريث في غير هذا الحديث۔

فلما كان ما ذكرنا كذلك ثبت أن لا حجة لأحد الفريقين في هذا الحديث وأن هذا الحديث حجة على من لو ذهب إلى ميراث المتعاقدين بعضهم من بعض لا غير ذلك **فهذا** معنى حديث ابن الزبير **وقد** ذهب أهل بدر إلى مواريث ذوي الأرحام **فمما** روي عنهم في ذلك ما ذكرناه فيما تقدم من كتابنا

یزید سوار ہو کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور حضرت شریح کا فیصلہ انہیں سنایا فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح کو لکھا حضرت میسرہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایسا ایسا فیصلہ کیا ہے اور اس وقت یہ آیت پڑھی ہے "واولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ" یہ آیات تو دور جاہلیت میں عصبات کے بارے میں تھیں زمانہ جاہلیت میں ایک شخص دوسرے آدمی سے معاہدہ کرتا اور کہتا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ معاہدہ چھوڑ دیا گیا راوی فرماتے ہیں یہ خط حضرت شریح کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے پڑھ کر فرمایا کہ اسے اس کے پیٹ کی مچھلیوں نے آزاد کیا اور آپ نے اپنے فیصلے کے رجوع کرنے سے انکار کر دیا۔

اس قول والوں کے خلاف دوسرے حضرات کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی اس روایت میں اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ لوگ عہد و پیمان کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے نسب کی وجہ سے نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس طریقے کو رد کرتے ہوئے فرمایا رشتہ داروں میں سے بعض، بعض کے زیادہ قریب ہیں یہ اللہ کی کتاب میں ہے، تو اس آیت میں عقد کی وجہ سے وراثت کو رد کر کے قرابتداروں کے لیے اسے ثابت کیا گیا ہے لیکن اس آیت میں ہمارے لیے اس بات کو واضح نہیں فرمایا کہ رشتہ داروں سے عصبات مراد ہیں یا ان کے غیر۔ تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ عصبات ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمام قرابتدار مراد ہوں جس طرح کہ دیگر احادیث میں وراثت کی تفصیل میں آیا ہے۔

تو جب یہ مذکورہ بات اس طرح ہے تو ثابت ہوا کہ اس حدیث میں کسی ایک فریق کے لیے بھی دلیل نہیں یہ حدیث تو ان لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو عقد کی وجہ سے ایک دوسرے کو وارث مانتے ہوں (اگر کوئی شخص ایسا کہتا ہو) دوسرے لوگ مراد نہیں۔ اہل بدر نے قرابتداروں کو وارث قرار دیا ہے

اس سلسلے میں ان حضرات سے وہ روایت مروی ہے جو ہم نے اپنی کتاب میں اس سے پہلے ذکر کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

...عَنْ عُمَرَ فِي اَبٍ بِهِ اِلَى اَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ فَلَمْ يَنْكُرْ اَبُوعُبَيْدَةَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنَّ مَذْهَبَهُ فِيهِ كَمَذْهَبِ عُمَرَ ...

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لکھا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض نہیں کیا گویا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کا مذہب بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مذہب کی طرح تھا۔

١٦٢١۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ قَالَ اَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ اُتِيَ زِيَادٌ فِي رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ عَمَّتَهُ وَخَالَتَهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ كَيْفَ قَضٰى عُمَرُ فِيهَا قَالُوا لَا قَالَ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِقَضَاءِ عُمَرَ فِيهَا جَعَلَ الْعَمَّةَ بِمَنْزِلَةِ الْاَخِ وَالْخَالَةَ بِمَنْزِلَةِ الْاُخْتِ فَاَعْطَى الْعَمَّةَ الثُّلُثَيْنِ وَالْخَالَةَ الثُّلُثَ۔

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑی تو حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا انہوں نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس سلسلے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا فیصلہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے پھوپھی کو بھائی کی طرح اور خالہ کو بہن کی طرح قرار دیا چنانچہ انہوں نے پھوپھی کو دو تہائی اور خالہ کو ایک تہائی دیا۔

١٦٢٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنَا يَزِيدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَالْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ جَعَلَ لِلْعَمَّةِ الثُّلُثَيْنِ وَلِلْخَالَةِ الثُّلُثَ۔

بواسطہ حضرت حسن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے پھوپھی کے لیے دو تہائی اور خالہ کے لیے ایک تہائی مقرر کیا۔

١٦٢٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ اُتِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فِي اِخْوَةٍ لِاُمٍّ فَاَعْطَى الْاِخْوَةَ مِنَ الْاُمِّ الثُّلُثَ وَاَعْطَى الْاُمَّ سَائِرَ الْمَالِ قَالَ الْاُمُّ عَصَبَةُ مَنْ لَا عَصَبَةَ لَهٗ وَكَانَ لَا يَرُدُّ عَلَى الْاِخْوَةِ لِاُمٍّ مَعَ الْاُمِّ وَلَا عَلَى ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةِ الصُّلْبِ وَلَا عَلَى اَخَوَاتٍ لِاَبٍ مَعَ اُخْتٍ لِاَبٍ وَاُمٍّ وَلَا عَلَى امْرَاَةٍ وَلَا عَلَى جَدَّةٍ وَلَا عَلَى زَوْجٍ

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس (میت کی) ماں کی طرف سے بہنوں اور ماں کے بارے میں مقدمہ لایا گیا تو آپ نے ماں کی طرف سے (میت کی) بہنوں کو تہائی حصہ دیا اور باقی تمام مال ماں کو دے دیا اور فرمایا ماں اس شخص کا عصبہ ہے جس کا کوئی دوسرا وارث عصبہ نہ ہو اور آپ ماں کے ساتھ ماں کی طرف سے بہنوں کی طرف وراثت لوٹاتے نہیں تھے اور نہ سگی بیٹی کی موجودگی میں پوتی کی طرف لوٹاتے اور نہ سگی بہنوں کی موجودگی میں باپ کی طرف سے بہنوں کی طرف لوٹاتے اور نہ بیوی، دادی اور خاوند کی طرف لوٹاتے۔

١٦٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنَا قَيْسُ ابْنُ الرَّبِيعِ عَنْ اَبِي حُصَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْخَالَةُ وَالِدَةٌ۔

حضرت یحییٰ بن وثاب، حضرت مسروق سے اور وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا خالہ ماں ہے۔

١٦٢٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ قَالَ ثَنَا حَبِيبُ بْنُ اَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ عُمَرَ قَضٰى لِلْعَمَّةِ الثُّلُثَيْنِ وَلِلْخَالَةِ الثُّلُثَ۔

حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھوپھی کے لیے دو تہائی اور خالہ کے لیے ایک تہائی کا فیصلہ فرمایا۔

۱۶۲۶۔ حدثنا علي قال ثنا يزيد قال ثنا حميد الطويل عن بكر عن عبد الله عن عمر مثله۔

حضرت حمید الطویل، حضرت بکر سے وہ حضرت عبداللہ سے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۶۲۷۔ حدثنا علي قال ثنا يزيد قال انا سفيان الثوري عن منصور عن فضيل عن ابراهيم قال كان عمر وعبد الله يورثان الارحام دون الولاء قلت ان كان علي يفعل ذلك قال كان علي اشدهم في ذلك۔

حضرت فضیل، حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما قرابت کو وارث قرار دیتے تھے، ولاء کو نہیں فرماتے ہیں میں نے پوچھا کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس طرح کرتے ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا اس سلسلے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان سب سے سخت تھے۔

۱۶۲۸۔ حدثنا علي قال ثنا يزيد قال انا عبيدة عن حيان الجعفي عن سويد بن غفلة ان رجلا مات وترك ابنته وامراته ومولاه قال سويد اني جالس عند علي اذ جاءته مثل هذه القضية فاعطى ابنته النصف وامراته الثمن ثم رد ما بقي على ابنته ولم يعط المولى شيئا۔

حضرت حبان جعفی، حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک بیٹی بیوی اور آزاد کردہ لونڈی چھوڑی حضرت سوید فرماتے ہیں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس اس قسم کا واقعہ آیا تو آپ نے اس کی بیٹی کو نصف اور بیوی کو آٹھواں حصہ عطا فرمایا پھر جو کچھ بچا وہ بیٹی کی طرف لوٹا دیا اور لونڈی کو کچھ نہ دیا۔

۱۶۳۰۔ حدثنا علي ثنا عبدة قال انا شريك عن جابر عن ابي جعفر قال كان علي يرد بقية المواريث على ذوي السهام من ذوي الارحام۔

حضرت جابر حضرت ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باقی وراثت ذوالارحام میں سے حصہ داروں کی طرف لوٹاتے تھے۔

۱۶۳۱۔ حدثنا علي قال ثنا عبدة قال انا ابن المبارك قال انا سفيان عن مطرف عن الشعبي قال اتي زياد في عم لام وخالة فقال لا اخبركم بقضاء عمر فيها اعطى العم الثلثين واعطى الخالة الثلث۔

حضرت مطرف، حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس ماں کی طرف سے چچا اور خالہ کی وراثت کے سلسلے میں مقدمہ پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی خبر نہ دوں آپ نے ماں کی طرف سے چچا کو دو تہائی عطا فرمایا اور خالہ کو ایک تہائی دیا۔

۱۶۳۲۔ حدثنا علي بن زيد قال ثنا عبدة قال انا ابن المبارك قال انا شعبة عن سليمان قال قال عبد الله بن مسعود للعمة الثلثان وللخالة الثلث قلت سمعته عن ابراهيم قال هو اول ما سمعته منه۔

حضرت سلیمان سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھوپھی کے لیے دو تہائی اور خالہ کے لیے ایک تہائی ہے حضرت شعبہ فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے ان سے پہلی بات

١٦٣٢- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ. فَهٰذَا الَّذِيْ رَوَيْنَا أَهْلُ بَدْرٍ كَانُوْا يُوَرِّثُوْنَ ذَوِي الْأَرْحَامِ بِأَرْحَامِهِمْ وَإِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا عَصَبَةً فَإِنْ كَانَ إِلَى التَّقْلِيْدِ فَتَقْلِيْدُ هٰؤُلَاءِ أَوْلٰى وَإِنْ كَانَ إِلٰى مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ ذَكَرْنَا مَا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَإِنْ كَانَ إِلَى النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْعَصَبَةَ يَرِثُوْنَ إِذَا كَانُوْا ذُكُوْرًا وَرَأَيْنَا بَعْضَهُمْ إِذَا كَانَ لَهُ مِنَ الْقُرْبِ مَا لَيْسَ لِبَعْضٍ كَانَ بِذٰلِكَ الْقُرْبِ أَوْلٰى بِالْمِيْرَاثِ مِمَّنْ هُوَ أَبْعَدُ مِنْهُ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْمَيِّتِ عَصَبَةٌ يَرِثُوْنَهُ جَمِيْعًا فَإِذَا كَانَ بَعْضُهُمْ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ بَعْضٍ فَالنَّظَرُ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُوْنَ مَنْ قَرُبَ مِنْهُ أَوْلٰى بِالْمِيْرَاثِ مِمَّنْ هُوَ أَبْعَدُ مِنْهُ مِنَ الْمُتَوَفّٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَثَبَتَ بِالنَّظَرِ أَيْضًا مَا ذَكَرْنَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

وَقَدْ ذَكَرْنَا فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِيْ رَوَيْنَاهَا عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتِلَافًا بَيْنَهُمْ فِيْ بَعْضِهَا وَبَعْضَ اجْتِمَاعِهِمْ عَلَى الْوِرَاثَةِ بِالْأَرْحَامِ الَّتِيْ لَا تُعَصِّبُ أَهْلَهَا فَمِمَّنِ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ فِيْ مِيْرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ دُوْنَ الْمَوَالِيْ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ۔

١٦٣٣- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدَةُ قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنَا أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّ ابْنَةَ حَمْزَةَ أَعْتَقَتْ مَوْلًى لَهَا فَمَاتَ الْمَوْلٰى وَتَرَكَهَا وَتَرَكَ

بھی یہی ہے۔

حضرت شعبہ، حضرت مغیرہ سے وہ حضرت ابراہیم سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو اہل بدر ہیں جنہوں نے قرابت کی وجہ سے قرابتداروں (ذوی الارحام) کو وارث بنایا اگرچہ عصبہ نہ تھا اگر بات تقلید کی ہے تو ان حضرات کی تقلید اولیٰ ہے اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث کی طرف رجوع کرنا ہے تو ہم نے اسی باب میں آپ سے مروی احادیث ذکر کی ہیں اور غور و فکر اور قیاس کی طرف جانا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ عصبات مذکر ہونے کی صورت میں وارث ہوتے ہیں اور ہم ان میں سے بعض کو دیکھتے ہیں کہ اگر انہیں دوسروں کی نسبت زیادہ قرب ہوتا تو وہ عصبہ بعید کی نسبت وراثت کا زیادہ حقدار ہوتا تھا اور اگر میت کا عصبہ نہ ہوتا تو تمام مسلمان اس کے وارث ہو جاتے تو جب ان میں سے بعض، دوسرے بعض کی نسبت میت کے زیادہ قریب ہیں تو ہماری مذکورہ گفتگو پر قیاس کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں میں جو شخص میت کے زیادہ قریب ہو وہ دور کے رشتہ دار کی نسبت وراثت کا زیادہ حقدار ہوگا تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ قیاس سے بھی ثابت ہو گیا حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے بعض میں ان کا اختلاف ذکر کیا ہے لیکن اس بات پر وہ متفق ہیں کہ عصبہ نہ ہونے کے باوجود قرابتداری وراثت کا باعث ہے جن حضرات نے اس سلسلے میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض نے قرابتداروں کی وراثت میں اختلاف کیا آزاد کردہ لوگوں (موالی) کے بارے میں اختلاف نہیں کیا۔ ہم نے یہ بات حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے نقل کی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اپنا ایک غلام آزاد کیا وہ غلام فوت ہوا تو اس نے انہیں اور اپنی ایک بیٹی کو چھوڑا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو نصف مال دیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی

ابنته فاعطاها النبي صلى الله عليه وسلم النصف واعطى بنت حمزة النصف۔

صاحبزادی کو بھی نصف مال دیا۔

۱۶۳۴۔ حدثنا علي قال ثنا عبدة قال ثنا ابن المبارك قال ثنا شعبة عن الحكم قال سمعت عبد الله بن شداد يقول هي اختي ثم ذكر مثله۔

حضرت حکم سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن شداد سے سنا فرماتے تھے یہ میری بہن ہے پھر اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۶۳۵۔ حدثنا علي قال ثنا عبدة قال انا ابن المبارك قال انا سفيان عن سلمة بن كهيل قال انتهيت الى عبد الله بن شداد وهو يحدث القوم وهو يقول هي اختي فسألتهم فقالوا كان مولى لابنة حمزة ثم ذكر مثله۔

حضرت سلمہ بن کہیل سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن شداد کے پاس پہنچا اور وہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے فرما رہے تھے کہ یہ میری بہن ہے میں نے ان حضرات سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا آزاد کردہ غلام تھا۔

۱۶۳۶۔ حدثنا علي قال ثنا عبدة قال انا ابن المبارك قال انا سفيان عن منصور بن حبان الاسدي عن عبد الله بن شداد عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت منصور بن حبان اسدی حضرت عبداللہ بن شداد سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۶۳۷۔ حدثنا علي قال ثنا عبدة قال انا ابن المبارك انا جرير بن حازم عن محمد بن عبد الله بن ابي يعقوب وابي فزارة قالا ثنا عبد الله بن شداد فذكر مثله ثم قال هل تدرون ما بيني وبينها هي اختي من امي كانت امنا اسماء بنت عميس الخثعمية۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب اور ابو فزارہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبداللہ بن شداد نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا اس کے بعد فرمایا کیا تم جانتے ہو اس کے اور میرے درمیان کیا رشتہ ہے یہ میری ماں کی طرف سے بہن ہے حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہماری ماں تھیں۔

فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد ورث بنت حمزة من مولاها ما بقي بعد نصيب بنته بحق فرض الله عز وجل لها ولم يرد ما بقي على البنت فدلت هذه الآثار ان مولى العتاقة اولى بالميراث من الرحم الذي ليس بعصبة وقد روي مثل هذا ايضا عن علي۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم کی صاحبزادی کو ان کے آزاد کردہ غلام کا وارث بنایا (یعنی اس کی بیٹی کے حصے سے جو کچھ بچا وہ اس حق کی وجہ سے ان کو دیا جو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اور باقی بچنے والے مال کو بیٹی کی طرف نہیں لوٹایا تو یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آزاد کرنے والا مولی العتاقہ غیر عصبہ رحم سے زیادہ حق رکھتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

۱۶۳۸۔ حدثنا علي بن زيد قال ثنا عبدة قال انا ابن المبارك قال اخبرنا فطر عن الحكم بن عتيبة

حضرت حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں

قال قضى علي في أناس منا في من ترك ابنته و مولاته فأعطى ابنته النصف والمولاة النصف.

١٦٣٩- حدثنا علي قال ثنا عبدة قال أنا ابن المبارك قال أنا سفيان عن سلمة بن كهيل قال رأيت المرأة التي ورثها علي من أبيها النصف وورث مولاها النصف.

وهذا هو النظر أيضا عندنا لأنا رأينا المولى إذا لم يكن معه بنت ورث بالتعصيب كما ترث العصبة من ذوي الأرحام فالنظر على ذلك أن يكون كذلك هو إذا كانت معه ابنة يرث معها كما ترث العصبة من ذوي الأرحام فهذا هو النظر في هذا وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى.

١٦٤٠- وأما ما ذكرناه أيضا عن عبد الله من أنه كان لا يرد على إخوة لأم مع أم شيئا ولا على ابنة ابن مع ابنة الصلب ولا على أخوات لأب مع أخوات لأب وأم شيئا فقد ذكرنا عن علي رضي الله عنه خلاف ذلك وأنه كان يرد بقية المواريث على ذوي السهام من ذوي الأرحام فإن النظر عندنا في ذلك ما ذهب إليه علي لأنهم جميعا ذوو أرحام.

وقد رأيناهم في فرائضهم التي فرضها الله عز وجل لهم فقد ورثوها جميعا بأرحام مختلفة ولم يكن بعضهم بقرب رحمه أولى بالميراث من غيره منهم ممن بعد رحمه فالنظر على ذلك أن يكونوا جميعا فيما يرد عليهم من فضول المواريث كذلك وأن لا يقدم من قرب رحمه على من كان أبعد رحما من الميت منه وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى.

فیصلہ فرمایا اگر کوئی شخص مرے اپنی بیٹی اور ایسی عورت چھوڑ کر جس نے اسے آزاد کیا تھا تو آپ نے لڑکی کو نصف اور آزاد کرنے والی کو بھی نصف عطا فرمایا۔

حضرت سلمہ بن کہیل سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ہے جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے باپ سے نصف مال کا وارث بنایا اور اس کے آزاد کرنے والے کو بھی نصف مال کا وارث بنایا۔

ہمارے نزدیک قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں جب مولیٰ کے ساتھ (مرنے والے کی) بیٹی نہ ہو تو وہ عصبہ ہونے کی وجہ سے وارث بنتا ہے جیسا کہ قرابتداروں میں سے عصبہ وارث ہوتا ہے تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ جب اس کے ساتھ (میت کی) بیٹی ہو تو اس وقت بھی یہی حکم ہونا چاہئے وہ اس (لڑکی) کے ساتھ اسی طرح وارث ہوگا جس طرح قرابتداروں میں سے عصبہ کو وراثت ملتی ہے۔ اس سلسلے میں قیاس یہی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

اور وہ جو ہم نے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ماں کے ساتھ ماں کی طرف سے بہنوں پر کچھ بھی نہیں لوٹاتے تھے اور نہ سگی بہن کے ساتھ پوتی کی طرف لوٹاتے اور نہ ہی سگی بہنوں کے ساتھ باپ کی طرف سے بہنوں کی طرف لوٹاتے تو ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف نقل کیا ہے آپ باقی بچنے والے مال وراثت کو ان قرابتداروں کی طرف لوٹاتے تھے جن کے حصے مقرر تھے، تو اس سلسلے میں ہمارے نزدیک قیاس وہی ہے جس کی طرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے ہیں کیونکہ یہ سب قرابتدار (ذوی الارحام) ہیں۔

اور ہم نے دیکھا کہ ان حضرات نے ان سب (قرابتداروں) کو مختلف رشتوں کی وجہ سے ان فرائض کا وارث قرار دیا جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا اور ان میں سے کوئی، قریبی رشتہ کی وجہ سے ان دوسروں کی نسبت جنہیں دور کی قرابت حاصل ہے، زیادہ مستحق قرار نہیں پاتا تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جن پر باقی مال وراثت لوٹایا جاتا ہے اسی طرح ہوں اور جو شخص میت سے قریبی قرابت رکھتا ہے وہ قرابت بعیدہ والے سے مقدم نہ ہو۔ یہ بھی حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۱۶۴۱۔ **وَقَدْ** رُوِیَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِيمَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِعْطَائِهِ بِنْتَ حَمْزَةَ النِّصْفَ وَبِنْتَ مَوْلَاهَا النِّصْفَ أَنَّ ذٰلِكَ إِنَّمَا كَانَ طُعْمَةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنَةِ حَمْزَةَ۔

۱۶۴۲۔ **حَدَّثَنَا** بِذٰلِكَ فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ **وَهٰذَا** عِنْدَنَا كَلَامٌ فَاسِدٌ لِأَنَّ ابْنَةَ مَوْلَى ابْنَةِ حَمْزَةَ إِنْ كَانَ وَجَبَ لَهَا جَمِيعُ مِيرَاثِ أَبِيهَا بِرَحِمِهَا مِنْهُ لَمُحَالٌ أَنْ يُطْعِمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتَ حَمْزَةَ **وَإِنْ** كَانَ ذٰلِكَ لَمْ يَجِبْ لَهَا كُلُّهُ وَإِنَّمَا وَجَبَ لَهَا نِصْفُهُ فَمَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ النِّصْفِ رَاجِعٌ إِلَى مَنْ أَعْتَقَهُ وَهِيَ ابْنَةُ حَمْزَةَ فَاسْتَحَالَ مَا ذَكَرَ إِبْرَاهِيمُ فِي ذٰلِكَ وَثَبَتَ أَنَّ مَا دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بِنْتِ حَمْزَةَ كَانَ بِالْمِيرَاثِ لَا بِغَيْرِهِ۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ رُوِيَتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا آثَارٌ فِي تَوْرِيثِ مَنْ لَيْسَ بِعَصَبَةٍ وَلَا رَحِمٍ۔

۱۶۴۳۔ **فَذَكَرَ** مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْسَجَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتْرُكْ قَرَابَةً إِلَّا عَبْدًا هُوَ أَعْتَقَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيرَاثَهُ

قَالَ فَهٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ [عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] قَدْ وَرَّثَ الْمَوْلَى الْأَسْفَلَ مِنَ الْمَوْلَى

ہاں ہم نے جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نصف اور ان کے آزاد کردہ غلام (میت) کی بیٹی کو بھی نصف دیا اس سلسلے میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے لیے کھانا تھا۔

یہ بات حسن بن صالح نے بواسطہ منصور، حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک یہ کلام فاسد ہے کیونکہ اگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے آزاد کردہ غلام کی بیٹی کے لیے اس کی قرابت کی وجہ سے باپ کا تمام مال وراثت واجب ہوتا تو محال تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو کھانا دیتے اور اگر یہ تمام اس کے لیے واجب نہ تھا بلکہ اس کے لیے نصف مال واجب تھا تو اس کے بعد جو نصف بچا وہ اس کی طرف لوٹ گیا جس نے اسے آزاد کیا اور وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں پس جو کچھ اس سلسلے میں حضرت ابراہیم نے ذکر کیا وہ محال ہوا اور ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو عطا فرمایا وہ وراثت کی وجہ سے تھا، کسی اور وجہ سے نہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسی روایات مروی ہیں جن کے مطابق آپ نے اس شخص کو وارث بنایا جو عصبہ بھی نہیں اور قرابتدار بھی نہیں۔

اور وہ شخص یوں ذکر کرے حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عوسجہ سے سنا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص مر گیا اور اس نے کوئی قریبی رشتہ دار نہ چھوڑا البتہ ایک غلام تھا جسے اس (میت) نے آزاد کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وراثت اسے دے دی۔

اور وہ (معترض) یوں کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولیٰ اسفل (آزاد ہونے والے) کو مولیٰ اعلیٰ (آزاد کرنے والے

وانتم لا تقولون بهذا قيل لهم انه ليس في
هذا الحديث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال المولى الاسفل يرث المولى الاعلى وانما
فيه انه دفع ميراثه وهو تركته اليه وليس كما
روي عنه في الخال انه قال هو وارث من لا وارث
له فقد يحتمل وجوها منها ان يكون دفعه اليه
لانه ورثه اياه بما للميت عليه من الولاء
ويحتمل ان يكون مولاه ذا رحم له فدفع اليه
ماله بالرحم وورثه له لا بالولاء الا تراه يقول
في الحديث ولم يترك قرابة الا عبدا هو اعتقه
فاخبر ان العبد كان قرابة له فورثه بالقرابة
ويحتمل ان يكون دفع اليه ميراثه لان الميت
كان امر بذلك فوضع رسول الله صلى الله عليه
وسلم ماله حيث امر بوضعه فيه كما ـ

۱۶۴۴ - قد روي عن عبد الله بن مسعود فانه حدثنا
محمد بن عمرو بن يونس قال ثنا يحيى بن عيسى
عن الاعمش عن الشعبي عن عمرو بن شرحبيل
قال قال عبد الله بن مسعود انه ليس من حي من
العرب احرى ان يموت الرجل منهم ولا يعرف
له وارث منكم معشر همدان فاذا كان كذلك
فليضع ماله حيث احب قال الاعمش فذكرت
ذلك لابراهيم فقال حدثني همام بن الحارث
عن عمرو بن شرحبيل عن عبد الله مثله ـ

۱۶۴۵ - حدثنا سليمن بن شعيب قال ثنا
عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة عن سلمة بن
كهيل عن ابي عمرو الشيباني عن ابن مسعود مثله ـ

۱۶۴۶ - حدثنا عبد الرحمن قال ثنا شعبة عن الحكم
عن ابراهيم عن عمرو بن شرحبيل عن عبد الله

کا وارث بنایا اور تم یہ بات نہیں کہتے۔ اسے کہا جائے گا اس حدیث میں رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی کہ اسفل مولیٰ اعلیٰ مولیٰ کا وارث
بنتا ہے اس حدیث میں تو صرف اتنی بات ہے کہ آپ نے اس غلام کو اس
مالک کی وراثت دی اور یہ اس طرح نہیں جیسے ماموں کے بارے میں آپ
سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث
ہے۔ اس میں کئی معانی کا احتمال ہے ان میں سے ایک احتمال یہ ہے کہ آپ نے
اسے اس لیے عطا فرمایا کہ ولاء کی بنیاد پر اسے میت کا وارث قرار دیا
اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا مولیٰ اس کا قرابتدار تھا تو قرابت کی وجہ سے
آپ نے اسے اس کا مال دیا اور اسے اس کا وارث قرار دیا ولاء کی وجہ سے
نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حدیث میں (حضرت ابن عباس) فرماتے ہیں کہ
اس نے آزاد کردہ غلام کے علاوہ کوئی رشتہ دار نہ چھوڑا تھا جو خبر
دی کہ اس غلام کو میت سے قرابت حاصل تھی تو آپ نے قرابت کی وجہ سے
اسے وارث بنا دیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے اسے وراثت اس لیے
دی کہ میت نے اس کا حکم دیا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال
اسے دیا جسے دینے کے لیے اس نے کہا تھا۔

اس سلسلے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے حضرت عمرو بن شرحبیل سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ہمدان کے گروہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا
نہیں کہ ان کا کوئی آدمی مرے اور تم میں سے کوئی اس کا وارث نہ ہو
اگر ایسی صورت حال ہو تو جہاں چاہے مال دے۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں
میں نے یہ بات حضرت ابراہیم سے ذکر کی تو انہوں نے حضرت ہمام بن
حارث سے روایت کرتے ہوئے مجھے بیان کیا وہ حضرت عمرو بن
شرحبیل سے اور وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل
روایت کرتے ہیں۔

حضرت سلمہ بن کہیل حضرت ابو عمرو شیبانی سے اور وہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم حضرت عمرو بن شرحبیل سے اور وہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں

مثلہ۔

١٦٤٧۔ **حدثنا** سلیمن قال ثنا عبد الرحمن قال ثنا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل قال سمعت اباعمرو الشیبانی یحدث عن ابن مسعود قال السائبۃ یضع مالہ حیث احب۔

١٦٤٨۔ **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا بشر و ابو الولید قال شعبۃ عن الحکم عن ابراھیم عن عمرو بن شرحبیل عن عبد اللہ مثلہ۔

١٦٤٩۔ **حدثنا** علی بن شیبۃ قال ثنا یزید بن ھرون قال انا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل عن ابی عمرو الشیبانی عن عبد اللہ مثلہ

ویحتمل ان یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطعمہ المولی الاسفل بفقرہ کما للامام ان یفعل ذلک فیما فی یدہ من الاموال التی لا رب لہا۔

١٦٥٠۔ **وقد** سمعت ابن ابی عمران یذکر ان ھذا التاویل الاخر قد روی عن یحیی بن ادم **فلما** احتمل ھذا الحدیث ما ذکرنا لم یکن لاحد ان یحملہ علی تاویل منہا الا بدلیل یدلہ علیہ من کتاب اللہ او من سنۃ رسولہ او من اجماع۔

١٦٥١۔ **وقد** روی فی نحو من ھذا ما حدثنا یونس ومحمد بن خزیمۃ قالا ثنا عمرو بن خالد قال ثنا شریک عن ابی بکر بن احمد عن ابن بریدۃ عن ابیہ قال توفی رجل من خزاعۃ فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمیراثہ فقال اطلبوا لہ وارثا او ذا قرابۃ ھکذا قال یونس وقال ابن خزیمۃ او ذا رحم فطلبوا فلم یجدوا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادفعوا الی اکبر خزاعۃ فھذا عندنا واللہ اعلم علی ما قال یحیی بن ادم الذی قبل

حضرت سلمہ بن کہیل سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوعمرو شیبانی سے سنا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں لاوارث (آزاد کردہ غلام) جہاں چاہے اپنا مال رکھے (یعنی جس کو چاہے دے)۔

حضرت ابراہیم سے مروی ہے وہ حضرت عمرو بن شرحبیل سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت سلمہ بن کہیل، حضرت عمرو بن شرحبیل سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولیٰ اسفل (آزاد کردہ غلام) کو اس کی محتاجی کی وجہ سے بطور خوراک عطا فرمایا ہو جیسا کہ امام کو حق ہے کہ اگر اس کے قبضہ میں ایسا مال ہو جس کا کوئی مالک نہیں تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

میں (امام طحاوی) نے حضرت ابن ابی عمران سے سنا وہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ دوسری تاویل حضرت یحییٰ بن آدم سے مروی ہے تو جب اس حدیث میں یہ مذکورہ بالا احتمالات ہیں تو کسی کے لیے جائز نہیں کہ جب تک اس کے پاس قرآن، سنت اور اجماع سے دلیل نہ ہو تو وہ کسی ایک تاویل پر محمول کرے۔

اس قسم کی صورت کے بارے میں مروی ہے حضرت ابو بریدہ اپنے والد (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں بنو خزاعہ کا ایک آدمی فوت ہو گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی وراثت کا مسئلہ پیش کیا گیا آپ نے فرمایا اس کا کوئی وارث تلاش کرو یا فرمایا کوئی قرابتدار تلاش کرو حضرت یونس (راوی) اس طرح فرماتے ہیں اور ابن خزیمہ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کسی ذی رحم کو تلاش کرو انہوں نے تلاش کیا لیکن نہ پایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خزاعہ کے کسی بڑے آدمی کو دے دو۔ تو ہمارے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح اس سے پہلے حضرت یحییٰ بن

١٦٥٢ - وَقَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَوْلًى لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا هَلْ لَهُ وَارِثٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَعْطُوْا مَالَهُ بَعْضَ الْقَرَابَةِ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ بِذٰلِكَ قَرَابَتَهُ هُوَ لَا قَرَابَةَ الْمَيِّتِ فَاَرَادَ اَنْ يَّجْعَلَهُ صِلَةً مِّنْهُ لَهُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

آدم نے فرمایا واللہ اعلم

حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آزاد کردہ غلام کھجوروں کے جھنڈ میں گر کر مر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس کا کوئی وارث ہے انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا بعض قرابتداروں کو اس کا مال دے دو۔

تو ممکن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرابتداروں سے میت کے رشتہ دار مراد لیے ہوں پس آپ نے ارادہ فرمایا کہ اس کی طرف ان کے لیے صلہ رحمی ہو۔ واللہ اعلم الصواب۔

تلخیص ابواب

باب ۲۶۹۔ عُمریٰ کا بیان

اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو کوئی چیز ہمیشہ کے لیے عطا کرتا ہے اور یہ شرط رکھتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد یہ چیز دینے والے کی طرف لوٹ آئے گی۔ تو کیا اس مُعمَر (جسے عطا کیا گیا) کے فوت ہونے کے بعد یہ چیز مُعمِر (عطا کرنے والے) کی طرف لوٹ آئیگی یا مُعمَر کے ورثاء کے لیے ہوگی۔

ایک جماعت کا خیال ہے کہ مُعمَر کے مرنے کے بعد یہ چیز اس کے ورثاء کو نہیں ملے گی بلکہ مُعمِر کی طرف لوٹ آئے گی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان اپنی شروط کے پاس ہیں"۔ یعنی شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے یہ مال واپس کرنا ہوگا۔

دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ یہ چیز مُعمَر کے فوت ہونے کے بعد اس کے دیگر مال وراثت کی طرح اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حدیث میں جن شرائط کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے وہ شرائط مراد ہیں جن کی قرآن پاک نے اجازت دی ہے چنانچہ ایک روایت (حدیث بریرہ) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ شرط جو کتاب اللہ کے موافق نہیں وہ باطل ہے اگرچہ وہ ایک سو شرائط ہوں، اور کتاب اللہ کی شرائط وہی ہیں جن کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پورا کرنے کا حکم دیا مسلمانوں کی ہر شرط اس میں داخل نہیں۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اپنی شرائط کو پورا کرنے کے پابند ہیں مگر وہ شرط جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دے (وہ پوری نہیں کی جائیگی)۔

پھر عُمریٰ کے مُعمَر کے وارث کے لیے ہونے پر متواتر روایات پائی جاتی ہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمریٰ کا فیصلہ وارث کے لیے کیا۔

پہلے قول والوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہاں وارث کے وضاحت نہیں کی گئی کہ وہ مُعمِر کا وارث ہے یا مُعمَر کا؟ تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ ایک دوسری حدیث میں جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے اس بات کی وضاحت موجود ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اس کی زندگی میں عمر بھر کے لیے کوئی چیز دی گئی تو وہ اس کے لیے اور اس کے وارثوں کے لیے ہے ایک دوسری حدیث میں فرمایا عُمریٰ، مال وراثت ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس کو عُمریٰ دیا گیا تو وہ اس کا مالک ہے

---

[1] کسی شخص کو کوئی عمر بھر کے لیے کوئی عطیہ دینا عُمریٰ کہلاتا ہے ۱۲ ہزاروی۔

اس کے بعد اس کے پیچھے رہ جانے والے ورثا اس کے وارث ہوں گے پھر ایک حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمریٰ سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، کسی کو عمر بھر کے لیے کوئی چیز نہ دو پس جس نے کسی کو عمر بھر کے لیے کوئی چیز دی وہ اسی کے لیے ہے پہلے قول والے کہتے ہے کہ ہم بھی اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ یہ چیز اس شخص کے لیے ہے انکار تو اس بات کا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد وہ اس کے ورثا کے لیے ہوگی تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اس سے پہلے احادیث نقل کی جا چکی ہیں کہ یہ چیز مُعمَر کے مرنے کے بعد اس کا مال وراثت بنے گا اس سے اس بات کی وضاحت ہوگی کہ مُعمِر کی طرف نہیں لوٹے گی اور یہ شرط باطل قرار پائے گی۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جسے کوئی چیز عمر بھر کے لیے دی گئی تو وہ قطعی طور پر اس کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے ہے مُعمِر کے لیے کوئی شرط رکھنا یا استثناء کرنا جائز نہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سلسلے میں اگر کوئی دوسری روایت نہ بھی ہوتی تو حضرت ابوسلمہ کی یہ روایت بہت بڑی حجت اور دلیل ہے۔

کیونکہ عُمریٰ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ حضور علیہ السلام کے اس قول میں داخل ہوگا کہ مسلمان شرائط کے پابند ہیں تو جس طرح وقف کرنے والے کی شرط نافذ ہوتی ہے یہ بھی نافذ ہوگی یعنی مُعمِر کی طرف لوٹ آئے گا یا وہ مُعمِر کی ملک سے نکل کر مُعمَر کی ملک میں داخل ہوگی اور اب یہ اس کے دوسرے مال میں شامل ہوگی اور شرائط باطل ہو جائیں گی۔

تو جب ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو دیکھا کہ اگر مُعمِر یہ شرط رکھے کہ یہ چیز مُعمَر اور اس کی اولاد کے لیے ہے اب جب وہ شخص مر جائے اور اس کی اولاد کے ساتھ ساتھ بیوی بھی ہو (حالانکہ بیوی اس کی اولاد میں شامل نہیں) تو یہ مال اولاد کے ساتھ ساتھ بیوی کو بھی ملے گا اسی طرح اگر وصیت کی ہے یا اس پر قرض ہے تو یہاں بھی یہ مال خرچ ہوگا حالانکہ شرط میں صرف اولاد کا ذکر ہے تو گویا اس کی شرط پر عمل نہیں کیا جائے یا اسی طرح اگر وہ مُعمِر کے مرنے کے بعد اپنی طرف لوٹانے کی شرط رکھتا ہے تو یہ شرط بھی باطل ہو جائے گی۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۷: صدقات موقوفہ

اگر کوئی شخص اپنا مکان وغیرہ وقف کرتا ہے تو کیا وہ مال اس کی ملک سے نکل جائے گا یا وہ اس کی ملک میں باقی رہے گا، اور عامۃ المسلمین اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں پھر کیا وہ شخص اگر اس وقف کو توڑنا چاہے تو توڑ سکتا ہے؟ اس سلسلے میں دو قول ہیں۔

حضرت امام ابویوسف، امام محمد بن حسن رحمہما اللہ، اہل مدینہ اور اہل بصرہ کے نزدیک یہ مال اس کی ملک سے نکل جاتا ہے اب اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے لہٰذا اس شخص کے لیے اس کو بیچنا یا واپس لینا جائز نہیں۔

جب کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام زفر بن ہذیل رحمہما اللہ فرماتے ہیں یہ مال وقف کی وجہ سے واقف کی ملک سے نہیں نکلے گا بلکہ وہ اس کے مرنے کے بعد بطور وراثت تقسیم ہوگا۔

پہلے قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنے اس مال کے بارے میں جو مقام ثمغ میں تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا کہ اسے صدقہ کر دیں تو آپ نے فرمایا اسے صدقہ کر دو اس کا پھل تقسیم کیا جائے اور اصل روک لیا جائے نہ اسے بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ مال جسے وقف کیا گیا واقف کی ملک سے نکل گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے پیچھے یا جب

کرنے کی اجازت ہوتی۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تو اس جب دو باتوں میں سے ایک کا امکان تھا ہے یا تو وہ اس کی ملک سے نکل گیا یا نہیں نکلا البتہ اس میں وہ عمل جاری رہے گا جو انہوں نے جاری فرمایا اس کا پھل وقف ہوگا اور وہ جب چاہیں اس وقف کو فسخ کر سکتے ہیں جس طرح کوئی شخص اپنے باغ کا پھل زندگی بھر کے لیے وقف کرتا ہے تو اب اسے یہ تو کہا جائے گا کہ اپنے قول پر عمل کرو لیکن اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح اس کے ورثاء کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ اس پر عمل کریں تو اچھا ہے ورنہ ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والے واقعہ میں بھی یہ بات نہیں کہ آپ کے ورثاء اس صدقہ موقوفہ کو بیچ نہیں سکتے یا ہبہ نہیں کر سکتے بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ایسا کرنا نہیں چاہیے۔

پھر خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اس وقف کو توڑ سکتے تھے حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے صدقہ کا ذکر نہ کرتا تو اسے لوٹا لیتا۔۔۔۔۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انہیں اس وقف سے رجوع کرنے کا حق تھا لیکن چونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت وہ اسی حالت میں تھا اس لیے آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ اسے واپس لیا جائے۔

جس طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو روزے رکھتے تھے آپ کے وصال کے بعد بھی انہوں نے ان کو نہیں چھوڑا حالانکہ انہیں چھوڑنے کا اختیار تھا۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے صاحبین کے قول کو اپنایا چنانچہ وہ روایات اور قیاس کے ذریعے اسی موقف کی تائید کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صدقہ موقوفہ کو اپنے پاس روکنے کا حکم اس وقت تک تھا جب تک فرائض (وراثت کے حصوں) کا حکم نازل نہیں ہوا تھا جب سورۂ نساء نازل ہوگئی اور اس میں وراثت کی تقسیم کا ذکر ہے تو آپ نے وقف کو روکنے سے منع فرما دیا۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ صاحبین کے مسلک کو قیاس کے ذریعے بھی ترجیح دیتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں اس بات پر تمام حنفی ائمہ متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص بیماری کی حالت میں اپنا گھر وقف کر دے پھر وہ اسی بیماری میں مر جائے تو تہائی مال سے یہ وقف جائز ہوگا اور یہ بطور وراثت تقسیم نہ ہوگا اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ بات ان دو قولوں میں سے کسی ایک پر صادق آتی ہے تو اگر کوئی شخص کچھ درہم یا دینار صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن ابھی فقراء اور مساکین کو نہیں دیتا تو وہ مال وراثت بن جائیں گے چاہے وہ حالت صحت میں ایسا کرے یا بیماری کی حالت میں، البتہ وصیت کرے تو وہ تہائی مال سے نافذ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ حالت صحت اور حالت مرض دونوں میں صدقہ کا ایک جیسا حکم ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ وقف کا حکم بھی اسی طرح ہو جس طرح حالت مرض کا وقف تہائی مال سے صحیح قرار پایا حالتِ صحت کا وقف بھی صحیح قرار پا کر اس کی ملک سے نکل جائے گا۔

صاحبین کے قول پر وارد ہونے والے دو اعتراضوں کا جواب امام طحاوی یوں دیتے ہیں پوچھا گیا کہ اگر وہ مال واقف کی ملک سے نکل گیا تو اب کس کی ملکیت میں جائے گا تو جواب دیا کہ جس طرح مساجد اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی

ملک میں ہوگا۔ پھر پوچھا گیا کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی کا کیا مطلب ہوگا کہ اسے روکا نہ جائے، تو جواب دیا گیا کہ اس کا ایک مطلب تو وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے حوالے سے گزر گیا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سے دور جاہلیت کے انداز میں روکنے سے ممانعت ہے کہ وہ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے اور ان سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے۔

جن لوگوں کے ہاں مال موقوف، واقف کی ملک سے نکل جاتا ہے ان کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص مال صدقہ، وقف کرے تو یہ اسی وقت نافذ ہو جائے گا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس پر قبضہ ہو یا نہ ہو وقف جائز ہوگا یعنی اگرچہ واقف کے قبضہ میں رہے وقف نافذ ہوگا جب کہ دوسرے حضرات کے نزدیک جب تک وہ اس کے قبضہ سے نہ نکلے وقف کا نفاذ نہ ہوگا حضرت ابن ابی لیلیٰ، مالک بن انس اور محمد بن حسن رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں۔

ے قول کی تائید کی ہے فرماتے ہیں غلام کی آزادی قول سے نافذ ہوتی ہے کیونکہ وہ مولا کی ملک سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں جاتا ہے جب کہ صدقات اور ھبہ کے لیے محض قول کافی نہیں بلکہ قبضہ بھی ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ وقف کس کے مشابہ ہے تو ہم دیکھتے ہیں اگر کوئی شخص زمین کا مکان وقف کرے تو جس پر وقف کیا گیا وہ اس کے منافع کا مالک ہوتا ہے اصل چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے معلوم ہوا کہ وقف غلام کو آزاد کرنے کے مشابہ ہے۔

جب کہ ھبہ اور صدقہ قول سے نہیں بلکہ قبضہ کی صورت میں نافذ ہوتے ہیں جب تک وہ شخص قبضہ نہ کرے جسے صدقہ دیا جا رہا ہے یہ نافذ نہ ہوگا تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وقف غلام کو آزاد کرنے کے مشابہ ہے کیونکہ یہاں کسی انسان کی ملک میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں دیا جاتا ہے مسلمان تو محض نفع اٹھاتے ہیں لہٰذا غلام آزاد کرنے کی طرح یہاں بھی قول کافی ہے پھر دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص اس پر قبضہ کرے گا وہ اس کا مالک نہیں بنتا لہٰذا اس کا قبضہ کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

رہن کا بیان

باب ۲۷۱، رہن جانور پر سواری کرنا اور اس کے دودھ کو استعمال کرنا

مقروض، قرض خواہ کے پاس جو چیز گروی رکھتا ہے اسے مال مرہون یا رہن کہا جاتا ہے رہن رکھنے والا راہن اور جس کے پاس رہن رکھا گیا اسے مرتہن کہتے ہیں۔

اختلاف یہ ہے کہ کیا راہن، رہن سے نفع اٹھا سکتا ہے یعنی اس جانور پر سواری کرنا اور اس کا دودھ وغیرہ استعمال کرنا اس کے لیے جائز ہے یا نہیں۔

ایک جماعت کے نزدیک راہن کو رہن رکھے ہوئے جانور پر سواری کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ وہ اس پر اپنا مال بھی خرچ کر رہا ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سواری پر اس کے نفقہ کے عوض سوار ہونا جائز ہے جب کہ وہ کسی کے پاس رہن رکھی گئی ہو اسی طرح اس کے نفقہ کے بدلے میں اس کا دودھ پینا بھی جائز ہے۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مالِ مرہون جب تک مرہون ہے راہن اس سے نفع نہیں اٹھا سکتا نہ اس پر سوار ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا دودھ استعمال کر سکتا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ مجمل ہے اس میں اس بات کی وضاحت نہیں کہ کون سوار ہو سکتا ہے اور اس کا دودھ پی سکتا ہے لہٰذا اپنی طرف سے اس سے راہن مراد لینا کیسے صحیح ہوا اس بات کے ثبوت کے لیے قرآن و سنت یا اجماع سے دلیل کی ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ پہلی حدیث میں جس شخص کو سوار ہونے یا دودھ پینے کی اجازت دی گئی ہے اس سے مراد مرتہن ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جانور رہن رکھا جائے تو مرتہن پر اس کا چارہ لازم ہے اور اس کا دودھ پیا جائے اور جو شخص دودھ نوش کرے وہی اس کے نفقہ کا ذمہ دار ہے تو اس روایت کے مطابق سوار ہونے اور دودھ استعمال کرنے کا حق مرتہن کو دیا گیا اور یہ اس نفقہ کا بدلہ ہے جو اس پر ڈالا گیا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مرتہن کے لیے یہ اجازت اس وقت تھی جب سُود حرام نہیں ہوا تھا جب سُود حرام ہو گیا تو ہر ایسا قرض حرام کر دیا گیا جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جائے۔

اب اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مالِ مرہون کا نفقہ راہن پر ہو گا مرتہن پر نہیں۔ اور مرتہن اسے استعمال بھی نہیں کر سکتا جہاں تک راہن کے مالِ مرہون سے نفع حاصل کرنے کا تعلق ہے تو اس مسلک والوں پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا جانور رہن رکھے اور خود اس پر سوار بھی ہو تو یہ تمہارے نزدیک بھی جائز نہیں کیونکہ مرتہن کا مالِ مرہون پر قبضہ ضروری ہے قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا "فرہان مقبوضۃ"

تو جب مالِ مرہون، مرتہن کے قبضہ میں ہونا ضروری ہے تو راہن اس سے کیسے خدمت لے سکتا ہے۔

نیز اگر راہن نے مرتہن کے پاس بطور رہن لونڈی رکھی ہو تو راہن اس لونڈی سے جماع نہیں کر سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی بھی مالِ مرہون سے اس وقت تک نفع نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ مال رہن رکھا ہوا ہو حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام شعبی فرماتے ہیں کہ رہن سے کچھ بھی نفع نہ اٹھایا جائے اور یہ وہی حضرت شعبی ہیں جنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ حدیث روایت کی ہے جس سے راہن کو سواری کرنے اور دودھ استعمال کرنے کا حق دینے والوں نے استدلال کیا ہے معلوم ہوا کہ وہ حدیث منسوخ ہے ورنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر تہمت آئے گی کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ روایت کیا اور پھر خود اس کے خلاف اپنی رائے پیش کی، اور اس طرح آپ کی روایت بھی مشکوک ہو جائے گی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

باب ۲۸۲: مرتہن کے پاس رہن کا ہلاک ہونا

اگر مالِ مرہون، مرتہن کے پاس ہلاک ہو جائے تو کیا حکم ہو گا؟

بعض حضرات کے نزدیک مرتہن کی ذمہ داری ہے کہ وہ مالِ مرہون صحیح سلامت، راہن کے حوالے کرے اور راہن قرض واپس کرے ان حضرات نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الرھن لا یغلق" مال مرھون کو روکا نہ جائے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ وہ مالک کی طرف صحیح سلامت لوٹایا جائے اور اس پر قرض کی ادائیگی ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں اس حدیث کی یہ تاویل قطعاً غلط ہے اور اہل علم نے بالاتفاق اس کا انکار کیا ہے۔ اور اس حدیث کا مفہوم یوں بیان کیا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں "لا یغلق الرھن" فرمایا کہ راہن کو اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ اسے اس آدمی سے خریدے جس کے پاس رھن رکھا ہے حتی کہ کسی دوسرے پر بیچا جائے اور جب مال مرھون کو اتنی قیمت پر بیچا جائے جو قرض سے کم ہے تو جتنی رقم کم وہ راہن مرتہن کو دے گا اس کو "غرمہ" کہا گیا اور قرض سے زائد رقم پر بیچے تو یہ زائد رقم راہن کو لوٹا دے اسے اس کو "غنمہ" کہا گیا ہے اس سے قرض کی ادائیگی ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں یہ صحیح ثابت مسلک ہے کہ اگر مال مرھون ہلاک ہو جائے تو وہ قرض کے بدلے میں ہلاک ہوگا۔ چنانچہ حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک گھوڑا بطور رہن رکھا پھر وہ گھوڑا مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا حق چلا گیا یعنی رہن کے ضائع ہونے سے تمہارا قرض بھی ضائع ہو گیا۔

جلیل القدر فقہاء کرام کا یہی موقف ہے اور یہی بات صحابہ کرام اور تابعین سے بھی مروی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں جس کے پاس مال مرھون ہلاک ہو گیا یہ فیصلہ دیا کہ اگر مال مرھون سے قرض کی رقم کم تھی تو وہ زائد رقم لوٹائیں اور اگر قرض زیادہ تھا تو زائد رقم قرض خواہ کے پاس امانت ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کے پاس رہن رکھتا ہے اور مرتہن کہتا ہے کہ مال مرہون، قرض سے زائد قیمت کا ہونا چاہیے اس صورت میں اگر مال مرہون ہلاک ہو جائے تو قرض سے زائد رقم لوٹانا ہوگی اور اگر راہن اپنی مرضی سے ایسی چیز رہن رکھتا ہے جو قرض سے زیادہ قیمتی ہے تو اب ہلاک ہونے کی صورت میں وہ قرض کے بدلے میں ہو جائے گا اور راہن و مرتہن دونوں ایک دوسرے سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔

گویا حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مال مرہون کے ہلاک ہونے کی صورت میں قرض کی ادائیگی ہو جائے گی البتہ اتنا اختلاف ہے کہ اگر مال مرہون کی قیمت زیادہ ہو تو قرض سے زائد رقم، لوٹانا ہوگی یا نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک لوٹائے گا یعنی وہ مرتہن کے پاس امانت ہے جب کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صرف اسی صورت میں لوٹائے گا جب قرض سے زیادہ قیمت کی چیز رکھنا شرط رکھی ہو۔ حضرت قاضی شریح نے بھی یہی فیصلہ فرمایا تھا حضرت ابراہیم نخعی نے بھی وہی موقف اختیار کیا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا حضرت عطاء بھی یہی فرماتے ہیں علاوہ انہی سے وہ حدیث بھی مروی ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "الرھن لا یغلق"۔ گویا اس حدیث کا مفہوم وہی ہے جو حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کیونکہ ہمارا مخالف بھی یہی کہتا ہے کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرے اس کا بیان کردہ مفہوم حجت ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحہم اللہ کا مسلک بھی وہی ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا ہے۔

قیاس بھی ہمارے مخالف کے مسلک کو رد کرتا ہے کیونکہ اس نے مال مرہون کو امانت قرار دیا جو کسی چیز کے بغیر ضائع ہو جاتی ہے حالانکہ امانتوں کے بارے میں اس بات پر اتفاق ہے کہ امانت رکھنے والا جب چاہے اسے واپس لے سکتا ہے جب کہ

رہے گا۔ یس یہ بات نہیں بلکہ جب تک قرض کی ادائیگی نہ ہو وہ واپس نہیں لے سکتا اور مرتہن کو اختیار ہے کہ اسے روک کے رکھے مال مغصوب کا حکم یہ ہے کہ غاصب اسے روک نہیں سکتا اور مغصوب منہ جب چاہے اس سے لے سکتا ہے اسی طرح جو چیز بطور ادھار دی ہو وہ بھی واپس لی جاسکتی ہے ادھار لینے والا اسے روکنے کا مجاز نہیں معلوم ہوا کہ رہن کا حکم غصب، امانت اور ادھار سے الگ ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک قرض کی ادائیگی نہ ہو مرتہن، مال رہن کو روک سکتا ہے اور راہن کو واپس لینے کا حق نہیں لہٰذا جب رہن کو روکنا، قرض کے روکنے کو متضمن ہے اور اس کی رکاوٹ کا ختم ہونا ادائیگی قرض پر موقوف ہے تو جب تک رہن قائم ہے قرض بھی ثابت ہے اور جب رہن باقی نہ رہے تو قرض بھی باقی نہ رہے گا گویا رہن کی ہلاکت سے قرض ادا ہو جائے گا جس طرح خرید و فروخت میں ہمارے اور ہمارے مخالف کے نزدیک یہی معاملہ ہے کہ بائع، ثمن کی وصولی تک مبیع کو روک سکتا ہے اور جب مبیع اس کے پاس ضائع ہو جائے تو ثمن کے بدلے میں ضائع ہوگا اور ثمن ساقط ہو جائیں گے۔

باب [۲۷۳]، مزارعت اور مساقات

مزارعت کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کسی کو اس طریقے پر دے کہ وہ اس میں کاشت وغیرہ کرے اور فصل دونوں میں تقسیم ہو جائے۔

اور مساقات کا مطلب دوسرے شخص کے باغات کو پانی دینا اور اس سے حاصل ہونے والے پھلوں میں سے مقررہ حصہ لینا ہے۔

کیا مزارعت جائز ہے؟ اس سلسلے میں تین قول ہیں۔

(۱) بعض حضرات کے نزدیک زمین سے حاصل ہونے والی فصل کے کسی حصے مثلاً تہائی، چوتھائی وغیرہ پر مزارعت جائز نہیں ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے ان کے نزدیک سونے چاندی کے بدلے مزارعت جائز ہے۔

(۲) ایک جماعت کے نزدیک سونے اور چاندی کے بدلے مزارعت جائز نہیں، حضرت طاؤس اور حضرت مجاہد کا یہی مسلک ہے

(۳) جب کہ تیسرے گروہ کے نزدیک سونے چاندی کے بدلے ہو یا زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار کے کسی حصے کے بدلے ہو، دونوں طرح جائز ہے۔

حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔ پہلے قول والوں نے حضرت ثابت بن ضحاک حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم کی روایات سے استدلال کیا ہے حضرت ثابت بن ضحاک فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارے کچھ آدمیوں کے پاس زائد زمینیں تھیں وہ انہیں، نصف، تہائی اور چوتھائی اجرت پر دیتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بطور عطیہ دے اگر ایسا نہ کرے تو روک رکھے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں بھی حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح مزارعت سے ممانعت ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہیں مزارعت، کہیں مخابرت کہیں زمین کو کرایہ پر دینے اور کہیں حقل

کرایہ پر دینا) سے ممانعت کے الفاظ ہیں کسی روایت میں ان سے یوں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ تین آدمی کاشت کر سکتے ہیں زمین کا مالک کاشت کرے، جس شخص کو اس کے مسلمان بھائی نے زمین بطور عطیہ دی ہو وہ کاشت کرے اور جو شخص سونے چاندی (روپے پیسے) کے بدلے زمین کرایہ پر حاصل کرے وہ کاشت کر سکتا ہے ان ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس آدمی کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اس کا مسلمان بھائی کاشت کرے لیکن وہ اسے تہائی یا چوتھائی یا مقررہ غلہ پر نہ دے۔

جو حضرات سونے چاندی کے بدلے زمین کو کرایہ پر دینا مکروہ جانتے ہیں وہ حضرت طاؤس کے عمل سے استدلال کرتے ہیں۔

صاحبین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح مزارعت کی اجازت دی ہے بلکہ آپ نے خود اس پر عمل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا علاقہ نصف پیداوار پر دیا پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہوں نے پیداوار کو تقسیم کیا۔

جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو اس کی وجہ بھی مختلف احادیث سے واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ زمین کو مزارعت پر دیتے اور جو حصہ چھوٹی نہر کے کنارے یا کنویں کے ساتھ ساتھ ہوتا اس کی پیداوار اپنے لیے رکھتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کیونکہ ایسا بھی ممکن تھا کہ زمین کے دوسرے حصے میں پیداوار کم ہو یہ بھی ہوتا تھا کہ کبھی ایک طرف پیداوار ہوتی ہے اور دوسری طرف نہ ہوتی کبھی دوسری طرف ہوتی اس طرف نہ ہوتی تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور یہ بھی مروی ہے کہ بعض حضرات کے پاس زائد زمین ہوتی تو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ خود کاشت کرو یا کسی مسلمان بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دو۔

اس مفہوم کی روایات حضرت ابن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

پہلے قول والوں نے حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا تو اس میں مزارعت سے ممانعت کی وضاحت نہیں لہٰذا اس کی توجیہ بھی یہی ہوگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں زائد زمینوں کا ذکر ہے تو بطور ترغیب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خود کاشت کرو یا دوسرے بھائی کو دے دو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت میں اضطراب ہے اور پھر انہی کی دوسری روایت میں اس کی ممانعت کی وجہ بیان کر دی گئی ہے یعنی زمین کے اچھے حصے کی پیداوار خود رکھنا اور دوسرے شخص کو دوسرے حصے کی پیداوار دینا (منع ہے۔)

قیاس، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ مزارعت اور مساقات کو مضاربت پر قیاس کیا گیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ مضاربت کی صورت میں منافع اس وقت تقسیم ہوتے ہیں جب اصل مال موجود ہو لیکن یہاں پھل حاصل ہونے کے بعد درخت جل جائیں یا کٹ جائیں تب بھی منافع تقسیم ہوں گے مضاربت میں مدت مقرر نہیں ہوتی یہاں مقرر ہوتی ہے بہر صورت قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ مزارعت صحیح نہیں ہونی چاہیے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور عمل کی روشنی میں حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے قول کو ترجیح حاصل ہے۔

باب۲۶: کسی دوسرے کی کھیتی میں اجازت کے بغیر کاشت کرنا

اگر کوئی شخص، دوسرے آدمی کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں کاشت کرے تو اب کیا کرنا ہوگا؛
بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ کھیتی، مالک زمین کو ملے گی اور اس نے جو کچھ اس زمین پر خرچ کیا وہ اس کو دے دیں،
دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ زمین کے مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو اسے اپنی کاشت شدہ فصل حاصل کرنے دے
اور اس وجہ سے زمین کا جو نقصان ہوا ہے وہ وصول کرے اور چاہے تو کاشت کار کو روک دے اور کاٹی ہوئی فصل کے
حساب سے قیمت دے کر کھیتی خود رکھے پہلے قول والوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی کھیتی میں ان کی اجازت کے بغیر کاشت کرے تو اس کے لیے اس کھیتی میں سے
کچھ بھی نہیں اور اس کا خرچ کیا ہوا مال اس کی طرف لوٹایا جائے۔
دوسرے حضرات فرماتے ہیں یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح مروی نہیں ہے بلکہ وہ اس طرح روایت کی گئی ہے
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں
کاشت کرے اس کے لیے اس کا نفقہ ہے اس کے لیے کھیتی نہیں۔
حضرت یحییٰ بن آدم نے اسے کتاب الخراج میں بھی اسی طرح روایت کیا ہے یہ حضرت فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں کی روایت
سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی اس کاشت کار کو وہ مال دے گا جو اس نے خرچ کیا اور یہ کھیتی اس کے لیے اس کے بدلے
میں نہیں ہوگی تو یہ بات محال ہے۔
کیونکہ جو نفقہ خرچ ہوا وہ قائم نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی بدل ہے کیونکہ کام کرنے والوں کو دے دیا گیا اور اسی طرح ضرورت پر خرچ
کر دیا گیا یعنی اب وہ باقی نہیں تو زمین کے مالک پر وہ اسی صورت میں واجب ہوگا جب اس کا کوئی بدل ہو — لہٰذا اصل حدیث
وہ ہے جو دوسرے قول والوں نے پیش کی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کاشت کار اس کھیتی میں سے اپنے لیے کچھ نہیں لے
سکتا کہ وہ اس کا اس طرح مالک ہو جس طرح اپنی ذاتی کھیتی کا ہوتا ہے یا اسے کوئی زمین بطور عطیہ حاصل ہوتی ہے اور وہ اس میں کاشت
کرتا ہے بلکہ وہ اپنا خرچہ وصول کر کے باقی کو صدقہ کر دے — یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بہترین توجیہ یہی ہے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ (آباد) کیا تو وہ اسی کے لیے ہے اور ظالم کے پسینے کا کوئی حق
نہیں ایک حدیث میں یوں ہے کہ آپ نے ایسے درخت دیکھے تو کاٹنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص اس کھیتی میں سے اپنے
اخراجات وصول کر کے باقی صدقہ کر دے البتہ زمین کا مالک چاہے تو اسے کاٹی ہوئی فصل کے مطابق قیمت دے اور یہ کھیتی اس
کی ہو جائے گی لیکن قیمت کے بغیر وہ نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی کاشت کار کا خرچ کیا ہوا مال اس مالک زمین کے ذمہ ہوگا۔
سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار آدمیوں نے شرکت کی ایک نے بیج کی ذمہ داری اٹھائی دوسرے نے کام کا
تیسرے نے زمین پیش کی اور چوتھے نے بیلوں کی پیش کش کی جب فصل کاٹی اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو
آپ نے بیج والے کو کھیتی دے دی، کام کرنے والے کو معلوم اجرت دی اور بیل والے کو ایک درھم دیا اور زمین والے کو کچھ نہ
دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مزارعت کو فاسد قرار دے کر زمین کے مالک کو کچھ نہ دیا صحابہ کرام اور تابعین کا بھی یہی عمل تھا

ایک شخص نے کسی حویلی میں عمارت بنائی پھر اس کے مستحقین آگئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس نے ان لوگوں کے حکم سے بنائی ہے تو اس کے لیے خرچہ ہے اور اگر اس نے ان کے حکم کے بغیر بنائی ہے گرائے توڑ دے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بھی اس سلسلے میں یہی فیصلہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس صورت میں زمین کے مالک کو کھیتی اسی صورت میں مل سکتی ہے جب وہ اس کی قیمت ادا کرے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

شفعہ کا بیان

باب ۲۷۵، پڑوسی کے لیے حق شفعہ

کیا پڑوسی کے لیے حق شفعہ ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پڑوسی کو شفعہ کا کوئی حق نہیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شریک کو حق شفعہ دیا ہے آپ نے فرمایا جس زمین، راستے اور دیوار میں شرکت ہو تو جب تک شریک کو پیش کش نہ کی جائے اسے بیچنا جائز نہیں اب اس کی مرضی ہے کہ خود لے یا چھوڑ دے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم نے بیان کیا صحیح ہے لیکن پہلے اس شخص کو حق ہوگا جو غیر منقسم چیز میں شریک ہے پھر اس کے لیے جسے تقسیم کے بعد راستے کی شراکت حاصل ہے پھر متصل پڑوسی کے لیے حق ہوگا۔

اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شریک کے لیے شفعہ ثابت فرمایا لیکن غیر شریک سے نفی نہیں فرمائی جب کہ دوسری احادیث میں پڑوسی کے لیے شفعہ ثابت فرمایا ہے، آپ نے فرمایا پڑوسی شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو اگر غائب ہو تو اس کا انتظار کیا جائے تو دونوں میں تضاد نہیں ہے۔

پہلے قول والے اعتراض کرتے ہوئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر منقسم میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا تو جب حدود متعین ہو جائیں تو شفعہ کا حق نہ ہوگا اس میں حد بندی کے بعد شفعہ کی نفی کی گئی ہے اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اصل میں یہ حدیث منقطع ہے اور ہمارے مخالف کے نزدیک مقطوع حدیث حجت نہیں اور اگر اس حدیث کو متصل الاسناد بھی مان لیا جائے تو مخالف کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس میں حضور علیہ السلام کے فیصلہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا کہ جب حدود مقرر ہو جائیں تو شفعہ نہیں، یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائے یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے ہے۔

پھر دوسری حدیث میں اس بات کی وضاحت موجود ہے وہ یہ ہے کہ جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو شفعہ نہیں۔ تو اس حدیث میں راستوں کے الگ الگ ہونے کا ذکر ہے لہٰذا پہلی روایات میں بھی یہی احتمال ہوگا کہ حد بندی کر دی جائے تو اب شفعہ نہیں ہو سکتا۔

اب سوال ہوا کہ اس سے تو راستے میں شرکت کے باعث شفعہ کا ثبوت ہے پڑوسی کے لیے کیسے ثابت کیا گیا، تو جواب دیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مکان کا پڑوسی اس مکان کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا کسی مکان کا پڑوسی شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اب سوال ہوا کہ ممکن ہے اس سے شریک مراد ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ جار (پڑوسی) اس کے لیے استعمال فرمایا جس کے لیے لوگوں میں معروف ہے حدیث میں آتا ہے جو چیز تم سمجھو تو پڑوسی قرب کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے اب سوال ہوا کہ بیوی کو پڑوسی کہا گیا تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ صحیح ہے لیکن ظاہر بات ہے کہ اس کو خاوند کے ساتھ قرب کی وجہ سے ایسا کہا گیا یہ مطلب نہیں کہ ان کے گوشت اور خون ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔

جب ایک سوال ہوا کہ ان تین قسم کے لوگوں کو شفعہ کا حق ہے تو آپ بعض کے لیے شفعہ ثابت کرتے ہیں اور بعض کے لیے نہیں اس کی کیا وجہ ہے کہ جو شخص کسی چیز میں شریک ہوتا ہے وہ اس چیز میں اور اس کے راستے دونوں میں شریک ہو سکتا ہے یعنی محض راستے کا شریک اصل چیز میں شریک نہیں لہٰذا جو بیع میں شریک ہے وہ اولیٰ ہے پھر پڑوسی کے مقابلے میں وہ زیادہ حق رکھتا ہے جسے شرکت حاصل ہے اگرچہ راستے ہی ہو۔

حضرت عثمان غنی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف سے اختلاف نقل کیا گیا کہ انہوں نے فرمایا جب حدود مقرر ہو جائیں تو شفعہ نہیں تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اس کی وضاحت بھی وہی ہے یعنی جب حد بندی کے بعد راستے الگ الگ ہو جائیں۔

اجاروں کا بیان

باب ۲۶: تعلیم قرآن پر اجرت لینا کیسا ہے

بعض حضرات فرماتے ہیں قرآن پاک سکھانے پر اُجرت لینا جائز ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام ایک قبیلے کے پاس پہنچے تو ان کا ایک شخص دیوانہ تھا اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا انہوں نے کہا تم اس بڑے عالم کے پاس سے بہتری لائے ہو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم ہے تو حضرت خارجہ بن صلت کے چچا نے تین دن صبح وشام سورۃ فاتحہ پڑھی اور لعاب جمع کر کے اس پر ڈالتے رہے وہ ٹھیک ہو گیا گویا اس کی رسیاں کھول دی گئیں ان لوگوں نے اجرت دی تو انہوں نے فرمایا پہلے حضور علیہ السلام سے پوچھوں گا چنانچہ آپ نے اجازت دی فرمایا کھاؤ، باطل دم کے ساتھ ممانعت ہے تم نے صحیح دم کے ساتھ کھایا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح نماز سکھانے پر اُجرت لینا جائز نہیں اسی طرح تعلیم قرآن پر بھی جائز نہیں جہاں تک پیش کردہ حدیث کا تعلق ہے تو اس میں تعلیم قرآن پر اجرت کا ذکر نہیں بلکہ دم کرنے کی بات ہے تو چونکہ دم کرنا واجب نہیں لہٰذا اس کی اُجرت لے سکتے ہیں۔ اور قرآن پاک سکھانا واجب ہے لہٰذا اس کی اجرت نہیں لے سکتے۔ قرآن پاک کا سکھانا واجب علی الکفایہ ہے لہٰذا جب بعض حضرات سکھا دیں تو باقی بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک کے ذریعے نہ کھاؤ، حضرت عثمان بن ابوالعاص فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ایک موذن مقرر کرو جو اذان پر اجرت نہ لے۔ اس طرح کی دیگر روایات بھی ہیں تو معلوم ہوا کہ جو کام فرض ہوتا ہے اس پر اجرت لینا صحیح نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک

دم درود کو سکھانا واجب ہے لہٰذا اس پر اجرت لینا صحیح نہیں جب کہ تعویذات وغیرہ کی یہ صورت نہیں۔[1]

باب ۲۷۷ ۔ سینگی لگانے کی اجرت لینا کیسا ہے

بعض حضرات کے نزدیک سینگی (پچھنہ) لگانے کی اجرت لینا مکروہ ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سینگی لگانے والے کی اجرت خبیث ہے اور ایک حدیث میں ہے سینگی لگانے والے کی کمائی حرام ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام (سینگی لگانے والے) کی کمائی کو حرام قرار دیا۔

یہ احادیث حضرت رافع بن خدیج، حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ سینگی لگانے والے کی کمائی ایک میل ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے لیکن حرام نہیں ہے کیونکہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگانے والے کو اجرت دی ہے یہ بات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اسی طرح حضرت انس اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کون سا حکم منسوخ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوطیبہ نے اس کی اجرت کے بارے میں پوچھا (ابوطیبہ سینگی لگایا کرتے تھے) آپ نے فرمایا اس کے قریب نہ جاؤ دوبارہ سوال کیا تو فرمایا پانی لانے والے اونٹ کو کھلا دو ایک روایت میں ہے فرمایا کہ اپنے غلام کو کھلاؤ معلوم ہوا کہ یہ حرام نہیں کیونکہ اگر یہ کمائی حرام ہوتی تو غلام یا جانور کو کھلانے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ جس چیز کا کھانا حرام ہو اسے غلام کو کھلانا بھی جائز نہیں تو معلوم ہوا کہ ممانعت والا حکم منسوخ ہے اور وہ پہلے کا حکم ہے حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا یہی مسلک ہے قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ رگ کا فصد لگانے کے لیے اجرت لینا جائز ہے تو سینگی بھی اسی قسم کا عمل ہے لہٰذا اس کی کمائی بھی حلال ہے اگرچہ بچنا بہتر ہے۔

باب ۲۷۸ ۔ گری پڑی اور گمشدہ اشیاء کا حکم

اگر کسی شخص کو کوئی گمشدہ جانور مل جائے تو اس پکڑ کر لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اسے ناجائز قرار دیتے ہیں اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی جلن ہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اگر وہ چیز اس مقصد کے لیے لی جائے کہ اس کی تشہیر کرے تاکہ اس کے مالک تک پہنچ جائے اور ضائع ہونے سے بھی بچ جائے تو ایسا کرنا جائز بلکہ بہتر ہے جس حدیث سے پہلے گروہ نے استدلال کیا ہے۔ اسی میں اس وجہ ممانعت ہے کہ وہاں مقصد کوئی دوسرا ہے چنانچہ حضرت جارود رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں ایک دوسری روایت میں

---

[1] متقدمین فقہاء کے نزدیک عبادت کے کاموں مثلاً تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں لیکن متاخرین فقہاء کرام نے دینی کاموں میں سستی واقع ہونے کے پیش نظر فتویٰ دیا کہ تعلیم قرآن و فقہ نیز امامت و اذان پر اجرت لینا جائز ہے (بہار شریعت حصہ ۱۴ ص ۱۱۳، ۱۱۴ ملخصاً)

اس مسئلے کو واضح کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ہم کمزور اونٹوں پر سوار تھے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم جار کے کنارے پر گزرتے ہیں اور اونٹ پاتے ہیں تو کیا ہم ان پر سوار ہو سکتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی مثل ہے ۔ گویا سوار ہونے کے بارے میں سوال پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ، تشہیر کے بارے میں سوال نہ تھا اور نہ ہی اس کی ممانعت ہے اسی طرح دیگر جن روایات میں ممانعت ہے ان کا مطلب بھی یہی ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر مالک کے لیے رکھنے کی اجازت دی ہے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے بتایئے اگر کوئی گمشدہ جانور میرے اونٹوں کے حوض پر آجائے اور میں اس کو پانی پلاؤں تو میرے لیے اجر ہوگا۔

آپ نے فرمایا پیاسے جگر (کو سیراب کرنے) میں ثواب ہے۔

ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر گمشدہ چیز کے بارے میں پوچھنے لگا، تو آپ نے فرمایا اس کے ڈھکنے اور تھیلی کو یاد رکھو پھر ایک سال تک اس کی تشہیر کرو اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ جیسے چاہو کرو۔

اس نے پوچھا گمشدہ بکری؟ فرمایا وہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا بھیڑیئے کے لیے اس نے پوچھا اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فرمایا اس کا مشکیزہ اور جوتیاں اس کے ساتھ ہیں وہ خود پانی پر چلا جائے گا اور گھاس کھائے گا حتیٰ کہ اپنے مالک تک پہنچ جائے۔

اس حدیث میں بھی اس بات کی وضاحت کر دی گئی کہ گمشدہ چیز ہو یا گری پڑی اسے اس مقصد کے لیے اٹھانا جائز ہے کہ ضائع نہ ہو جائے اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے اس کی تشہیر کروں گا اور یوں یہ مالک تک پہنچ جائے گی، اونٹ کے بارے میں بھی ممانعت نہیں بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں۔

ایک حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی پہچان رکھو اگر اس کے مالک کو پاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے ۔ گویا گمشدہ (ضالۃ) اور گری پڑی (لقطہ) چیز کا ایک ہی حکم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے گری پڑی چیز ملے تو وہ اس پر دو انصاف والوں کو گواہ بنائے نہ اسے چھپائے اور نہ تبدیل کرے اگر اس کا مالک آجائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے جسے چاہے دے۔

بعض حضرات نے کہا کہ جو چیز خود بخود گم ہو وہ گمشدہ ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ گری پڑی (لقطہ) کہلائے گی لیکن یہ وضاحت صحیح نہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا تو اس کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ضالۃ (گمشدہ) کا لفظ استعمال فرمایا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس سلسلے میں مروی تمام احادیث پر عمل کی یہی صورت ہے کہ جہاں ممانعت ہے تو وہ اس وجہ سے کہ انسان اپنے استعمال کے لیے حاصل کرے اور اس کی تشہیر نہ کرے اور جن احادیث میں اجازت دی گئی تو وہ تشہیر کے ذریعے اس کے مالک تک پہنچانے کی صورت میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فیصلے اور گواہوں کا بیان

بابِ ۲۷۹، ذمی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور عورت کو رجم کیا جب وہ لوگ اپنا مقدمہ آپ کے پاس لے کر آئے۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے ثابت کیا کہ اگر اہل کتاب ذمی اپنا مقدمہ مسلمانوں کے حاکم کے پاس لائیں اور اس کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کریں تو اسے اختیار ہے چاہے فیصلہ کرے چاہے اعراض کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں یا اعراض فرمائیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مسلمان حکمران جس طرح مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے ان کے درمیان بھی فیصلہ کرے اور حد دونافذ کرے البتہ جس کام کو وہ اپنے دین میں حلال سمجھتے ہیں مثلاً شراب نوشی وغیرہ اس میں وہ فیصلہ نہ کرے اگر وہ اپنا مقدمہ مسلمان حاکم کے پاس نہ بھی لائیں تو بھی اسے فیصلہ کرنے کا حق ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص (یہودی) گزرا جس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اسے کیا ہوا انہوں نے کہا کہ اس نے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا تم اس سلسلے میں اپنی کتاب میں کیا پاتے ہو انہوں نے کہا کہ اس کا منہ کالا کر کے اسے سزا دی جائے اور گشت کروائی جائے آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں (بتاؤ) تم اپنی کتاب میں اس کی کیا سزا پاتے ہو انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا آپ نے اس سے پوچھا اس نے کہا ہم تورات میں اس کی سزا رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے معزز لوگوں میں یہ عمل زیادہ ہو گیا تو ہم نے ناپسند کیا کہ چھوٹے لوگوں پر حد نافذ کریں اور بڑوں کو چھوڑ دیں تو ہم نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور یہ طریقہ نکالا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رجم کیا اور فرمایا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے جس حکم کو مٹا دیا ہے ہم اسے زندہ کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اپنا مقدمہ مسلمان حاکم کے پاس نہ بھی لائیں تو بھی وہ فیصلہ کر سکتا ہے۔

جہاں تک پہلی حدیث کا تعلق ہے تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی کہ میں یہ فیصلہ اس لیے کر رہا ہوں کہ وہ میرے پاس لائے ہیں بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ مقدمہ لائے اور آپ نے فیصلہ فرمایا، مقدمہ نہ لانے کی صورت میں فیصلہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے جو آیت کریمہ پیش کی گئی اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے اور آیت کریمہ "آپ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہش پر نہ چلیں" اس پہلی آیت کے لیے ناسخ ہے۔ ایک تاویل یہ ہے کہ اگر آپ فیصلہ کریں تو اس چیز کے ساتھ فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔

تو جب آیت کی تاویل میں اختلاف ہے تو حدیث سے یہ بات ثابت ہو گئی حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

ایک اعتراض کیا گیا کہ تم یہودیوں کو رجم نہیں کرتے حالانکہ حدیث میں تو اسی طرح آیا ہے تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہی حکم تھا زانی محصن ہو یا غیر محصن، اس کی سزا رجم تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں اسی طرح عمل کرتے تھے کیونکہ جب تک آپ کی شریعت میں اس سلسلے میں کوئی حکم نازل نہ ہوتا آپ پہلی شریعت پر عمل کرتے پھر وہ شریعت منسوخ ہو گئی اور حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ ایسا کریں تو انہیں گھروں میں بند رکھا جائے حتیٰ کہ وہ مر جائیں یا اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل کر دے اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہوا اور حد کا حکم نازل ہوا لیکن محصن اور غیر محصن میں فرق کیا گیا اس کے بعد غیر محصن کے لیے کوڑے اور محصن کے لیے رجم کا حکم نازل ہوا محصن کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضرات نے فرمایا کہ میاں بیوی آزاد اور مسلمان ہوں اور نکاح صحیح کے ساتھ حالتِ بلوغت میں جماع کریں تو یہ احصان ہے، احناف کا یہی مسلک ہے محض میاں بیوی ہونا احصان کے لیے کافی نہیں۔

پھر دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اہل کتاب ایک دوسرے کے ساتھ محصن ہو جاتے ہیں اسی طرح مسلمان مرد اپنی عیسائی بیوی کو محصن بنا دیتا ہے لیکن عیسائی عورت اپنے مسلمان خاوند کو محصن نہیں بنا سکتی۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ایک قول بھی یہی ہے لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ شادی شدہ، مرد شادی شدہ عورت سے جماع کرے تو رجم ہے، میں اس بات کا احتمال ہے کہ ہر شادی شدہ مراد ہو یا بعض شادی شدہ مراد ہوں۔

جب ہم نے اس میں غور کیا تو دیکھا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس میں غلام داخل نہیں غلام شادی شدہ ہو یا کنوارا محصن نہیں ہوتا اسی طرح اس کی بیوی آزاد ہو یا لونڈی، محصنہ نہیں ہوتی لونڈی کا بھی یہی حکم ہے اس کا خاوند آزاد ہو یا غلام معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد خاص ہے لہٰذا اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جن پر اجماع منعقد ہوا اور چونکہ مسلمان بیوی جو عاقل بالغ ہوں اور انہوں نے نکاح صحیح کے ساتھ جماع کیا ہو وہ بالاتفاق اس میں داخل ہیں جب کہ باقی لوگوں کے بارے میں اختلاف ہے لہٰذا جن کے بارے میں ہمیں علم ہو گیا وہ داخل ہوں گے اور جن کے بارے میں علم نہیں وہ خارج ہیں۔ قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے اس لیے کہ جس طرح غلام اپنی بیوی کو محصنہ نہیں بنا سکتا اور لونڈی اپنے خاوند کو محصن نہیں بنا سکتی اسی طرح جب نصرانیہ عورت اپنے مسلمان خاوند کو محصن نہیں بنا سکتی تو مسلمان خاوند بھی اپنی نصرانیہ عورت کو محصن نہیں بنا سکتا، لہٰذا جب یہ لوگ محصن نہیں ہو سکتے تو ان کی سزا رجم نہ ہوگی۔

باب ۲۸۰، ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا حضرت ابو ہریرہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خاص امور بالخصوص مالی معاملات میں ایک گواہ کی موجودگی میں مدعی سے قسم لے کر فیصلہ کیا جائے۔

جب کہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے فیصلہ کیا جائے اور کسی بھی معاملے میں ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ نہ کیا جائے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعوے کے مطابق دیا جائے تو لوگ دوسروں کے خون اور اموال کا دعویٰ کریں گے لیکن قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔

اسی طرح حضرموت کے ایک شخص اور ایک کندی کے درمیان جھگڑا تھا حضرمی نے دعویٰ کیا کہ اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے کندی نے کہا کہ یہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے اور میں اس میں کاشت کرتا ہوں اس کا اس میں کوئی حق نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے پوچھا کیا تمہارے پاس گواہ ہیں اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اسے قسم دے اس نے کہا اسے کسی قسم کا کوئی اعتبار نہیں آپ نے فرمایا اس کی طرف سے تمہارے لیے یہی ہے معلوم ہوا کہ قسم مدعیٰ علیہ پر ہوتی ہے مدعی پر نہیں۔

جب دونوں قسم کی روایات میں بظاہر تعارض ہے تو اسے حل کیا جائے گا تاکہ دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو سکے۔

تو پہلے گروہ کی پیش کردہ روایت کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ یہ حدیث ربیعہ نے سہیل سے روایت کی ہے دراوردی نے سہیل سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کی دوسری روایت سہیل کے والد ابو صالح کے واسطے سے حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے تو یہ حدیث منکر ہے کیونکہ ابو صالح کے واسطے سے حضرت زید بن ثابت سے کوئی حدیث معروف نہیں حضرت ابن عباس والی روایت بھی منکر ہے کیونکہ عمرو بن دینار سے قیس بن سعد کی روایت معروف نہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت میں عبد الوہاب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جب کہ حفاظ حدیث حضرت مالک سفیان ثوری اور دیگر حضرات نے اسے بواسطہ جعفر ان کے والد سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا یعنی اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔

اور اگر یہ حدیث صحیح ثابت بھی ہو تو اس میں اس فیصلے کی وضاحت نہیں، ہو سکتا ہے وہی صورت ہو جو پہلے قول والوں نے بیان کی۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ سے قسم لی یعنی مدعی کے پاس گواہ اور نہ تھے ایک گواہ تھا تو اس کی موجودگی میں مدعیٰ علیہ سے قسم لی۔

اور یہ ان لوگوں کا رد ہوگا جو کہتے ہیں کہ مدعی محض دعویٰ کی بنیاد پر مدعیٰ علیہ کو قسم نہیں دے سکتا جب تک اس بات پر گواہی نہ پیش کر دے کہ اس کے اور مدعیٰ علیہ کے درمیان نزاع ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں وہ گواہ مراد ہو جو دو گواہوں کے قائم مقام ہے جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو دو گواہوں کے قائم مقام قرار دیا تو اب قسم کا مطلب یہ ہوگا کہ مدعیٰ علیہ نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ مدعی کا حق دے چکا ہے تو مدعی سے قسم لی گئی کہ اس نے حق ادا نہیں کیا اور پھر مدعی کے حق میں ایک گواہی کے ساتھ فیصلہ ہوا کیونکہ یہ گواہی دو گواہیوں کے برابر تھی۔

جب یہ تمام احتمالات ہیں اور دوسری احادیث واضح کرتی ہیں کہ قسم مدعیٰ علیہ پر ہوتی ہے تو اب دونوں احادیث پر عمل کی یہی صورت ہوگی کہ مدعی پر صرف گواہ پیش کرنا ہے قسم نہیں اور اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعیٰ علیہ کو قسم دی جائے گی۔

قرآن پاک میں بھی یہی فرمایا گیا کہ اپنے مردوں میں سے دو مرد گواہ بناؤ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

ایک متفق علیہ حدیث میں فرمایا گیا کہ ایسے شخص کی گواہی سے فیصلہ نہ کیا جائے جس سے کوئی شخص اپنی طرف نفع کھینچتا ہے یا اپنے آپ سے کسی تاوان کو دور کرتا ہے تو اب اگر وہی شخص گواہ بھی پیش کرے اور قسم بھی اٹھائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ یہ سب کچھ اپنے

نفع کے لیے کر رہا ہے اور اس میں مدعیٰ علیہ کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔
اور پھر اس موقف کے مدعی حضرات اسے مالی معاملات کے ساتھ خاص کرتے ہیں یہ بھی اس قول کے بطلان کی دلیل ہے

باب ۲۸۱ مدعی پر قسم کو لوٹانا

قاعدہ یہ ہے کہ مدعی پر گواہی پیش کرنا اور مدعیٰ علیہ پر قسم ہے۔ لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ، مدعی پر قسم کو لوٹائے اگر مدعی قسم اٹھائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔

اس بات پر ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک انصاری یہودیوں کے علاقہ (خیبر) میں شہید کر دیئے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کے طریقے پر قسم کے سلسلے میں انصار سے فرمایا کہ یہودی پچاس قسموں کے ساتھ تم سے بری الذمہ ہو جائیں گے انہوں نے عرض کیا ہم کفار کی قسمیں کیسے قبول کریں آپ نے فرمایا کیا تم قسم اٹھا کر اپنا حق کہتے ہو؟۔

تو یہ حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قسم جو پہلے مدعیٰ علیہ پر ڈالی تھی اسے مدعی کی طرف لوٹا دیا۔

دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ مدعی پر قسم نہیں لوٹائی جائے گی ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ قسم مدعیٰ علیہ نے مدعی پر نہیں لوٹائی تو ہو سکتا ہے قسامت کا یہی حکم ہو اور یہ ہی ممکن ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بات کا انکار کرتے ہوئے یہ بات فرمائی ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ وہ دعویٰ کر کے مستحق ہو جائیں گے مطلب یہ ہے کہ جب تم ان کی قسموں کو نہیں مانتے تو کیا تمہاری قسموں پر فیصلہ کر دیا جائے جب کہ تم مدعی ہو۔

جب دونوں باتوں کا احتمال ہے تو دوسری احادیث کے ذریعے فیصلہ ہوگا تو اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ پر دیا جائے تو کئی لوگ دوسروں کے خونوں اور مالوں پر دعویٰ کریں گے لیکن مدعیٰ علیہ پر قسم ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ مدعی کے لیے اپنے دعویٰ پر دلیل دینا لازم ہے اور وہ ایسی دلیل نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنی طرف نفع کھینچے یا اپنے آپ سے کسی تاوان کو دور کرے تو اگر مدعیٰ علیہ کی طرف سے مدعی کو قسم دی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مدعی خود ہی دعویٰ کرے اور خود ہی قسم اٹھا کر نفع مند ہو جائے گا۔

اس پر یہ سوال ہوا کہ جب مدعیٰ علیہ اس بات پر راضی ہے تو کیا حرج ہے؟ تو اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مدعیٰ علیہ کی رضا مندی سے کوئی حکم نافذ کر دیا جائے مثلاً اگر کہا جائے کہ میں نے فلاں آدمی پر جس چیز کا دعویٰ کیا ہے وہ اس پر راضی ہے تو کیا محض مدعیٰ علیہ کی رضا مندی سے فیصلہ کر دیا جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا تو جب صورت حال یہ ہے تو یہاں بھی اسی طرح ہوگا کہ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعیٰ علیہ کو قسم دی جائے، مدعی کو قسم نہیں دی جائے گی۔

(احناف کا یہی مسلک ہے)

باب ۲۸۲ کیا گواہی دینا اور حاکم کا قبول کرنا ضروری ہے؟

حاکم کے طلب کرنے سے پہلے گواہی دینا جائز ہے یا نہیں بعض احادیث میں اس کی مذمت کی گئی ہے اس لیے کچھ حضرات

اسے صحیح نہیں سمجھتے جب کہ دوسرے حضرات کے نزدیک حاکم کے طلب کرنے سے پہلے بھی گواہی دینا جائز ہے بلکہ اچھا ہے۔
حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے دونوں طرف کی روایات نقل کرنے کے بعد دوسرے قول والوں کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے احادیث میں تطبیق دی ہے۔
پہلے قول والوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کیا ہے آپ نے فرمایا میرے صحابہ کرام سے اچھا سلوک کرو پھر ان لوگوں سے جو ان سے متصل ہیں پھر ان سے جو ان سے ملے ہوئے ہیں اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا حتیٰ کہ ایک شخص گواہی دے گا حالانکہ اس سے طلب نہیں کی جائے گی اور قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے اس سے مطالبۂ قسم نہیں ہوگا۔
اس مضمون کی متعدد روایات آتی ہیں اور ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے ان حضرات نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو اس طرح کی گواہی دیتے ہیں۔
دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ان روایات میں جس گواہی کا ذکر ہے وہ جھوٹی گواہی ہے مطلق گواہی مراد نہیں یعنی وہ لوگ جھوٹی گواہی دینے میں پہل کریں گے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس زمانے میں جھوٹ پھیل جائے گا۔
بعض روایات میں آتا ہے کہ پھر وہ لوگ آئیں گے جن کی گواہیاں ان کی قسموں سے اور قسمیں گواہیوں سے سبقت کر جائیں گی تو اس قسم کی روایات میں حقوق پر گواہی دینا مراد نہیں بلکہ قسم پر گواہی دینا مراد ہے یعنی کوئی شخص "اشہد باللہ" کے الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے حضرت ابراہیم فرماتے ہیں ہم بچے تھے، اور اس قسم کی قسمیں اٹھاتے تھے تو ہمارے اصحاب ہمیں منع کرتے تھے جہاں تک حاکم کی طلب سے پہلے سچی گواہی دینے کا تعلق ہے۔
تو اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین گواہوں کی خبر نہ دوں! فرمایا وہ لوگ جو طلب سے پہلے گواہی دیں۔
تو ان روایات میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ جہاں طلب سے پہلے گواہی کی مذمت آئی ہے اس سے مراد جھوٹی گواہی ہے اور جہاں ایسے گواہوں کو بہترین گواہ قرار دیا گیا ہے اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے سچی گواہی دیتے ہیں اس سلسلے میں صحابہ کرام کے واقعات بھی پائے جاتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ۲۸۳، حاکم کا فیصلہ جو حقیقتاً ظاہر کے خلاف ہو

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مقدمات میرے پاس لاتے ہو میں بھی انسان ہوں ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی اپنی دلیل میں زیادہ ہوشیار اور چرب لسان ہو تو میں جس طرح اس سے سنوں اس کے مطابق اس کے بھائی کے حق سے اس کے لیے فیصلہ کر دوں تو گویا، میں اس کے لیے جہنم کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوں وہ اسے نہ لے۔
اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض فقہاء کرام جن میں حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، نے فرمایا کہ اگر کسی چیز کا مالک بنانے، ملکیت ختم کرنے، نکاح اور طلاق وغیرہ کے سلسلے میں حاکم کا فیصلہ، حقیقت حال کے مطابق ہے تو

وہ باطن میں بھی اسی طرح نافذ ہوگا اور اگر حقیقت میں اس کے خلاف ہے تو عند اللہ قاضی کے فیصلے سے کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔

جب کہ دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں اگر یہ فیصلہ مالی معاملات سے متعلق ہے اور کسی کو مال کا مالک بنایا گیا ہے تو وہ باطن کے مطابق ہوگا یعنی اگر وہ شخص سمجھتا ہے کہ یہ مال میرا نہیں ہے اگرچہ گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر قاضی نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا تو اسے یہ مال نہیں لینا چاہیئے اور اگر یہ فیصلہ نکاح اور طلاق سے متعلق ہے اور گواہ بظاہر عادل ہیں اگرچہ بباطن عادل نہ ہوں تو یہ فیصلہ ظاہر کی طرح باطن میں بھی نافذ ہوگا۔

مال سے متعلق فیصلے کے بارے میں ان حضرات نے اسی حدیث سے استدلال کیا جس سے پہلے قول والوں نے استدلال کیا ہے لیکن نکاح وطلاق کے سلسلے میں یہ حضرات ایک دوسری حدیث سے استدلال کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لعان کے دو بھائیوں میں تفریق کر دی اور فرمایا تمہارا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تمہارے (یعنی خاوند) کے لیے اس (عورت) پر کوئی حق نہیں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جو مہر دیا ہے اس کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا تیرے لیے اس کے ذمہ کوئی مال نہیں اگر تو نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے تو جو کچھ تو نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال کیا وہ اس کا بدلہ ہے اور اگر تم نے اس کے بارے میں جھوٹ کہا ہے تو وہ (مال) تجھ سے بہت دور ہے گویا پہلی روایات مال سے متعلق ہیں اور دوسری روایات مال کے علاوہ فیصلوں سے متعلق ہیں اس طرح دونوں قسم کی روایات میں تطبیق دی جائیگی۔

باب ۴۸۴، کیا قرض کی وصولی کے لیے آزاد آدمی کو بیچا جاسکتا ہے؟

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں آزاد آدمی کو کسی کے قرض کی ادائیگی کے طور پر بیچا جاتا تھا چنانچہ حضرت سُرّق ایک صحابی تھے۔ مصر میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ نام کیوں رکھا انہوں نے بتایا کہ یہ نام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے پھر انہوں نے واقعہ بتایا کہ انہوں نے ایک شخص سے اونٹوں کا سودا کیا اور اسے اونٹوں کی رقم دینے کی بجائے خرچ کر دی وہ باہر انتظار کرتا رہا جب کافی دیر بعد باہر آئے تو وہ آپ کو حضور علیہ السلام کے پاس لے گیا آپ نے فرمایا رقم ادا کرو عرض کیا میرے پاس نہیں آپ نے فرمایا تم سرق ہو، اے اعرابی اسے لے جا کر بیچ دو لوگ قیمت لگانے لگے تو اعرابی نے چھوڑ دیا اور رقم بھی نہ لی۔

امام طحاوی فرماتے ہیں جب آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر مقروض تنگدست ہو تو اس کی خوشحالی تک مہلت دو اسی طرح جس شخص نے پھل خریدے۔ اور اس پر قرض زیادہ ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر صدقہ کرو جب یہ رقم پوری نہ ہوئی تو آپ نے قرض خواہ سے فرمایا تمہارے لیے یہی کچھ ہے، یعنی آپ نے اس کو قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت نہ کیا تو اب تمام اہل علم کا یہی موقف ہے کہ کسی مقروض کو قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت نہیں کیا جائے گا۔

باب ۴۸۵، کیا والد اپنی اولاد کے مال کا مالک ہوتا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے

کیا میرے پاس مال بھی ہے اور میرے اہل و عیال بھی ہیں اسی طرح میرے والد کے پاس بھی مال اور اہل و عیال ہیں میرے والد چاہتے ہیں کہ وہ میرے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال، تیرے باپ کا ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ تمہاری اولاد، تمہارے بہترین کسب میں سے ہے پس اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ باپ کو بیٹے کے مال کی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ بیٹا جو کچھ کماتا ہے وہ خالصتًا اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے باپ کی نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا مطلب اسے مالک بنانا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر باپ اپنی اولاد کے مال میں تصرف کرنا چاہے تو اسے نہ روکا جائے۔ اگر ملکیت کی بات ہوتی تو بیٹا بھی باپ کا مملوک ہوتا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کے بارے میں بھی وہی بات فرمائی ہے جو اس کے مال کے بارے میں ارشاد فرمائی، تو جب بیٹا، باپ کا مملوک نہیں ہوتا تو اسے بیٹے کے مال کی ملک بھی حاصل نہ ہوگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ جس قدر مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع دیا اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اور میرا مال آپ ہی کا ہے تو اس کا مطلب بھی یہ نہیں تھا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو اس کا مالک قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے مال، تمہاری عزتیں اور تمہارے خون ایک دوسرے پر حرام ہیں تو اس میں بھی والد یا کسی دوسرے کی استثناء نہیں فرمائی آپ نے بدن اور مال دونوں کے بارے میں حرمت کا ذکر کیا تو جس طرح اولاد کا بدن باپ کے لیے حلال نہیں اسی طرح ان کا مال بھی باپ کی ملکیت نہیں البتہ جو حقوق واجب ہیں ان کا حکم الگ ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بیٹے کا عطیہ جانور ہے اس کی قربانی کر دوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم اپنے بال اور ناخن کاٹو، مونچھوں کے بال کاٹو اور زیر ناف بال صاف کرو تو یہی تمہارے لیے قربانی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بیٹے کے جانور کی قربانی کی اجازت نہ دی اسی طرح قرآن پاک میں والد کو بیٹے کا وارث قرار دیا گیا اور فرمایا کہ ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اگر وہ پہلے سے ہی بیٹے کے مال کا مالک ہوتا تو وارث بننے کا کوئی مطلب نہ تھا، معلوم ہوا کہ حدیث شریف کا مطلب تملیک نہیں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ۲۸۶، ایک بچے پر دو آدمیوں کا دعویٰ

اس باب میں اس مسئلے پر گفتگو کی گئی ہے کہ آیا کسی قیافہ لگانے والے کے قول سے کسی بچے کا نسب ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے قول سے بچے کا نسب ثابت ہو جائے گا، ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک قیافہ شناس مجزز مدلجی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے حضرت زید اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کو اکٹھے لیٹا ہوا دیکھا ان کے اوپر ایک چادر تھی جس سے سر ڈھانپے ہوئے تھے اس نے کہا ان قدموں کا آپس میں تعلق ہے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم خوشی خوشی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیافہ شناس کے قول سے نسب ثابت ہو جاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وجہ سے مسرت ہوئی تھی۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ بات اس طرح نہیں ان کا نسب تو پہلے سے ثابت تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر خوشی اور حیرانگی ہوئی کہ قیافہ شناس کا قیافہ کس قدر صحیح نکلا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں ہوتی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ ایک عورت کے پاس کئی لوگ جاتے وہ عورتیں فاحشہ ہوتی تھیں وہ کسی کو نہ روکتیں اور ان کے دروازے پر جھنڈا ہوتا تھا بچے کی پیدائش پر وہ سب جمع ہوتے اور قیافہ شناس جس کے ساتھ چاہتا بچے کو ملا دیتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دین حق لے کر آئے تو یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا اور اس نکاح کو باقی رکھا گیا جس میں قیافہ لگانے والے کی ضرورت نہیں ہوتی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دو آدمی آئے اور انہوں نے ایک بچے پر دعویٰ کیا آپ نے ان دونوں کے پیچھے بنو کعب کے ایک قیافہ شناس کو بلایا اس نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا کہ امیر المومنین یہ دونوں اس میں شریک ہیں آپ نے اسے دُرّے سے مارا اور پھر عورت کو بلا کر فرمایا مجھے صحیح صورت حال بتاؤ۔

اس نے کہا یہ ان دونوں میں سے ایک کا ہے یہ شخص ان کے اونٹ چرایا کرتا تھا تو اس نے اسے (عورت کو) وطی کے بغیر چھوڑا اور یہ خیال کیا کہ اس کا حمل ٹھہر گیا ہے عورت نے اپنے بارے میں کہا کہ پھر مجھے خون آگیا اس کے بعد یہ دوسرا آیا تو اس نے بھی وطی کے بغیر چھوڑا۔ حتیٰ کہ حمل ٹھہر گیا اب معلوم نہیں یہ کس کا ہے اس پر قیافہ شناس نے تکبیر کہی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بچے سے فرمایا ان میں سے جس کے ساتھ چاہو ہو جاؤ۔

پہلے قول والے حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیافہ شناس کے قول پر فیصلہ فرمایا، تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ قیافہ شناس نے کہا تھا کہ یہ ان دونوں کا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ بچے کو حکم دیا کہ جس کے ساتھ چاہے چلا جائے تو معلوم ہوا کہ فیصلہ بچے پر چھوڑا گیا قیافہ شناس کی بات کو بنیاد نہیں بنایا گیا ایک دوسرے واقعہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دعویٰ کرنے والے دونوں آدمیوں کے حق میں بچے کا فیصلہ دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں کے دعویٰ پر فیصلہ فرمایا قیافہ شناس کی بات پر نہیں اب اس میں سوال ہوا کہ پھر ان واقعات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیافہ شناس لوگوں کو کیوں طلب فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دو آدمیوں کا حمل نہیں ہو سکتا تو قیافہ شناس کو اسی لیے بلایا کہ وہ بتائیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے جب اس نے بتایا تو اب آپ نے دعویٰ کرنے والوں کے دعویٰ پر فیصلہ فرمایا قیافہ شناس کے قول پر نہیں آپ نے اس بچے کو دونوں کا وارث قرار دیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کے واقعہ میں اسی قسم کا فیصلہ فرمایا تھا اور قیافہ شناس کو نہیں بلایا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کا نسب ثابت کرنے کے لیے قیافہ شناس کی بات معتبر نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ۲۹۷ خریدار قیمت ادا کیے بغیر مر جائے تو کیا حکم ہے

بعض حضرات فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کوئی سامان خریدا اور اس پر قبضہ بھی کر لیا لیکن ابھی تک قیمت ادا نہیں کی پھر اسے

مفلس قرار دے دیا گیا اس پر قرض بھی ہے اور یہ سامان موجود ہے تو دوسرے قرض خواہوں کے مقابلے میں بیچنے والا اس چیز کا زیادہ مستحق ہے۔

دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ اس سامان کو بیچنے والا اور دوسرے قرض خواہ برابر کے مستحق ہیں کیونکہ اب اس شخص (بائع) کی ملک زائل ہو چکی ہے اور وہ بھی دوسرے قرض خواہوں کی طرح ایک قرض خواہ ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو مفلس قرار دیا گیا پھر کسی شخص (مثلاً بائع) نے اپنا مال اصل حالت میں اس کے پاس پایا تو دوسروں کی نسبت یہ زیادہ حقدار ہے۔

دوسرے قول کے قائلین فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جس مال کا ذکر کیا گیا ہے وہ غصب کیا ہوا، ادھار لیا ہوا اور امانت رکھا ہوا مال بھی ہو سکتا ہے پہلے قول والوں کا موقف تب درست ہوتا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہوتا کہ اگر وہ اپنے اس مال کو پائے جو اس نے اس پر بیچا اور قبضہ بھی دے دیا لیکن ابھی تک قیمت وصول نہیں کی تو یہ شخص دوسرے قرض خواہوں کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا مال چوری ہو جائے یا ضائع (گم) ہو جائے پھر وہ اسے اسی طرح کسی شخص کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے اور خریدار، بیچنے والے سے قیمت واپس لے۔

معلوم ہوا کہ وہ حدیث خرید و فروخت سے متعلق نہیں۔

پہلے قول والوں کی طرف سے اعتراض ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بے مقصد نہیں ہوتا تھا اگر یہ بات اس طرح ہوتی جس طرح تم کہہ رہے ہو تو یہ بات بالکل واضح تھی آپ نے اسے کیوں بیان کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بے مقصد کلام نہیں بلکہ اس کا ایک مقصد تھا وہ یہ کہ اگر کسی شخص کو مفلس قرار دیا جائے تو اس کا مال قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کرنا ضروری ہوگا اب اگر اس میں سے بعض حصے میں کسی شخص کی ملکیت ثابت ہو جائے تو وہ اس کا زیادہ حق رکھتا ہے اور جس کے قبضہ میں ہے اگر اسے وہ دھوکے سے حاصل ہوتی ہے تو اس کے لیے حکم ثابت نہ ہوگا یعنی یہ اس کی ملک نہیں ہوگی۔

پہلے قول والے مزید استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں خرید و فروخت کی وضاحت ہے مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی سامان خریدے پھر خریدار کو مفلس قرار دیا گیا بیچنے والے نے ابھی تک قیمت پر قبضہ نہیں کیا تھا اب اس نے وہ چیز (جو بھی تھی) بعینہ خریدار کے پاس پائی تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور اگر خریدار مر جائے تو بیچنے والا باقی قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔

اس کا جواب یوں دیا گیا کہ یہ حدیث منقطع ہے، انہوں نے فرمایا اگرچہ یہ منقطع ہے لیکن چونکہ یہ پہلی حدیث کی وضاحت کرتی ہے اس لیے ہم نے اسے قبول کیا۔

اس کا جواب دیا گیا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن سے عمر بن عبدالعزیز نے اس طرح روایت کی جس طرح شروع میں مذکور ہے اور ابن شہاب زہری نے اس طرح بیان کیا ہے جو ابھی مذکور ہوا۔

لہٰذا تمہیں چاہیے تھے کہ حضرت بشیر بن نہیک کی روایت جو اس کی مثل ہے، کی طرف رجوع کرتے اور اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی اصل قرار دیتے جب تم نے ایسا نہیں کیا تو تمہارا مخالف کہہ سکتا ہے کہ پہلی حدیث

میں مفلس کا حکم بیان ہوا اور اس میں مفلس اور فوت شدہ کے درمیان فرق واضح کیا گیا۔

لہٰذا پہلی حدیث پر عمل ہے اور یہ حدیث منقطع شاذ ہے لہٰذا اسے بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

معلوم ہوا کہ دونوں قسم کی احادیث پر عمل کی یہی صورت ہے کہ جب تک ملکیت قائم ہو کسی چیز کا مالک دوسرے قرض خواہوں کی نسبت زیادہ حق دار ہوتا ہے اور اگر ملک باقی نہ ہو تو وہ بھی ایک قرض خواہ ہے تو جب کوئی چیز بیچ دی اور خریدار نے قبضہ کر لیا تو اب بیچنے والا اس چیز کا مالک نہیں بلکہ اس کی قیمت خریدار پر قرض ہے۔

قیاس بھی اسی موقف کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ جب کوئی شخص کسی پر کوئی چیز بیچ دے تو جب تک قیمت وصول نہ کرے اسے روک سکتا ہے اور اگر خریدار مر جائے اور اس پر قرض بھی ہو تو بیچنے والا دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہے، تو جب اس نے وہ چیز روک رکھی ہو تو وہ دوسرے قرض خواہوں کی نسبت اس کا زیادہ حق رکھتا ہے اور جب اسے دے دے اور وہ قبضہ بھی کر لے پھر خریدار مر جائے تو اب وہ باقی قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا جب صورت حال یہ ہے تو مفلس قرار دیئے جانے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا یعنی جب تک چیز اس کے اپنے قبضے میں ہے باقی قرض خواہ اس سے نہیں لے سکتے اور اگر اس نے خریدار کے حوالے کر دی تھی اب خریدار کو مفلس قرار دیا گیا تو یہ شخص باقی قرض خواہوں کے ساتھ شریک ہوگا تنہا اس چیز کا حق دار نہیں ہوگا۔

باب ۲۸۸: شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیہاتی کی گواہی شہری کے خلاف قبول نہ کی جائے۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی غیر مقبول ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر دیہاتی ایسا شخص ہو کہ جب اسے بلایا جائے تو وہ حاضر ہو جائے اور اس میں شہریوں کی طرح اسباب عدالت بھی پائے جائیں تو شہری کی گواہی کی طرح اس کی گواہی قبول ہوگی۔

اور جو بلانے پر نہ آئے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات مروی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ام سنبلہ اسلمیہ تشریف لائیں اور ان کے پاس دودھ کا ایک مشکیزہ تھا جو بطور ہدیہ حضور علیہ السلام کے لیے لائی تھیں انہوں نے میرے پاس رکھ دیا ان کے پاس ایک پیالہ بھی تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہیں خوش آمدید کہا انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں دودھ کا ایک مشکیزہ آپ کے لیے تحفہ کے طور پر لائی ہوں آپ نے برکت کی دعا دیتے ہوئے فرمایا پیالے میں ڈالو انہوں نے پیالے میں ڈالا جب آپ نے پیالہ پکڑا تو میں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا تھا میں کسی دیہاتی سے ہدیہ قبول نہیں کروں گا، آپ نے فرمایا جو دیہاتی اسلام لائے ہیں وہ دیہاتی نہیں وہ ہماری بستی والے ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں جب ہم انہیں بلاتے ہیں تو وہ آجاتے ہیں اور جب وہ ہمیں بلاتے ہیں تو ہم بھی ان کی بات قبول کرتے ہیں اس کے بعد آپ نے دودھ نوش فرمایا۔

تو اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ بلانے پر آجائیں وہ شہری کی طرح ہیں ان کی گواہی شہری کے خلاف قبول کی جائے اور اگر وہ بلانے پر نہ آئیں تو وہ شہری کی طرح نہیں ہیں لہٰذا شہری کے خلاف ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

شکار، ذبیحہ اور قربانی کا بیان

باب ۲۸۹، وہ عیب جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی

قربانی اور ہدی کے جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے لیکن اس سلسلے میں اختلاف یہ ہے کہ کون سے عیوب سے پاک ہونا لازمی ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ چار عیب ایسے ہیں جو اس جانور میں نہیں ہونے چاہئیں اس سلسلے میں وہ حدیث پاک سے استدلال کرتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی کے کون کون سے جانوروں سے بچا جائے تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا چار عیب ہیں حضرت براء رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے چھوٹا ہے (پھر فرماتے)، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو، جس کی بیماری واضح ہو اور کمزور جس میں مغز (چربی) نہ رہی ہو۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ان چار عیوب کے علاوہ اگر اس کا کان کٹا ہوا ہو تو بھی اس کی قربانی جائز نہیں اور یہ ہی وہ حلال کے طور پر ذبح کیا جا سکتا ہے۔

ان حضرات نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا، پھٹا ہوا، یا چیرا ہوا ہو اور اسی طرح جو کانا ہو اس کی قربانی نہ کی جائے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں کون سی حدیث پہلے کی ہے اگر حضرت براء رضی اللہ عنہ والی حدیث پہلے کی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اضافہ ہوگا اور اگر یہ حدیث منسوخ ہو تو اس کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے اور چونکہ دونوں میں تضاد نہیں لہٰذا دونوں پر عمل کیا جائے گا۔

پہلے قول والوں کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ آپ لوگ اس جانور کی قربانی کو مکروہ نہیں سمجھتے جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو، حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "عضباء القرن" سے منع فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

جہاں تک حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا تعلق ہے جو ابراہیم بن محمد صیرفی نے ان سے نقل کی ہے کہ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں میں نے ایک مینڈھا خریدا تاکہ اس کی قربانی کروں تو بھیڑیے نے حملہ کر کے اس کی چکی کاٹ دی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی کی قربانی کر دو۔ اس حدیث سے پہلے قول والے ثابت کرتے ہیں کہ یہ عیب قربانی میں مانع نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اپنی سند اور متن کے لحاظ سے فاسد ہے

وضاحت فرمائی ہے۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے فساد کی

لہٰذا احادیث کی تصحیح سے ثابت ہوا کہ ان چار عیوب کے علاوہ عیبوں کی وجہ سے بھی قربانی منع ہوگی مثلاً کان کٹے ہوئے ہوں یا ٹانگ وغیرہ اگر مکمل کٹے ہوئے ہوں تو قربانی جائز نہ ہوگی، البتہ ان کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہو تو اس میں اختلاف ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر چوتھا حصہ یا اس سے زائد کٹا ہوا ہو تو قربانی صحیح نہ ہوگی کم ہو تو ہو جائے گی حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نصف یا اس سے زائد کٹا ہوا ہو تو نا جائز ہے ورنہ جائز ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا بھی قول ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے یہ قول حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا میرا قول بھی تمہارے قول کی طرح ہے گویا انہوں نے اپنے قول سے رجوع فرمایا۔

باب ۲۹: امام کی قربانی سے پہلے قربانی کرنا

عید الاضحیٰ کے دن نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے لیکن بعض حضرات نے فرمایا کہ چاہے نماز عید پڑھی جا چکی ہو جب تک امام قربانی نہ کرے اس وقت تک کوئی دوسرا قربانی نہیں کر سکتا۔ ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن مدینہ طیبہ میں عید کی نماز پڑھائی تو کچھ لوگ آئے جو قربانی کر چکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قربانی کر چکے ہیں آپ نے فرمایا جو لوگ پہلے قربانی کر چکے ہیں وہ دوبارہ کریں اور جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی نہ کریں کوئی شخص قربانی نہ کرے۔

علاوہ ازیں یہ حضرات قرآن پاک کی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں "اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔"

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جب عید کی نماز ہو جائے تو اب قربانی کرنا جائز ہے چاہے امام قربانی کرے یا نہ۔

وہ فرماتے ہیں اس آیت کا تعلق قربانی سے نہیں بلکہ اس کا تعلق دوسری باتوں سے ہے وہ اس کا شان نزول یوں بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کا ایک وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر مقرر کریں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اقرع بن حابس کو مقرر فرمائیں اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تو میری مخالفت کا ارادہ کر رہے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا یہ ارادہ نہیں جب دونوں طرف سے آواز بلند ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز عید پڑھنے سے پہلے بکری کے چھ مہینے کے بچے کی قربانی دی تو آپ نے فرمایا تمہارے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں اور آپ نے نماز سے پہلے ذبح کرنے سے منع کر دیا معلوم ہوا کہ نماز سے پہلے ذبح کرنا صحیح نہیں ورنہ حضور علیہ السلام نماز کا ذکر نہ فرماتے اس مضمون کی متعدد روایات آئی ہیں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر چکے تھے آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ دوبارہ ذبح کرے جب ہم نماز پڑھ چکیں تو اب جو چاہے ذبح کرے اور جو چاہے نہ ذبح کرے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے قول والوں نے جو حدیث پیش کی ہے

اس کا بھی یہی مطلب ہے۔

اور قیاس بھی اسی موقف کی تائید کرتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے امام ذبح نہ کرے جس طرح حضرت ابو سریحہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما (بعض اوقات) ذبح نہیں کیا کرتے تھے تو کیا وہ سب لوگ ذبح نہیں کریں گے معلوم ہوا کہ امام ذبح کرے یا نہ، جب نماز عید ہو جائے تو اب ذبح کرنا جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۱۔ قربانی اور ہدی کا اونٹ کتنے آدمیوں کی طرف سے جائز ہے

بُدنہ بڑے جانور کو کہتے ہیں اس لیے اس کا اطلاق اونٹ پر بھی ہوتا ہے اور گائے پر بھی تو قربانی اور ہدی کے سلسلے میں ایک بدنہ کتنے آدمیوں کی طرف سے جائز ہوگا۔

تو بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں ان کا استدلال یوں ہے مسور بن مخرمہ اور مروان نے روایت کیا کہ حدیبیہ کے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو آپ اپنے ساتھ ہدی کے جانور لے گئے صحابہ کرام سات سو تھے اور جانور ستر تھے اور ہر دس آدمیوں کی طرف سے ایک جانور تھا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اس سے زائد نہیں چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو خود حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح فرمائے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے سات آدمی ایک جانور میں شریک ہوں۔

اسی طرح کی دیگر روایات بھی مروی ہیں اور یہی صحابہ کرام کا مذہب ہے۔

جب ہم یوم حدیبیہ سے الگ اس بات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ پر ایک اونٹنی لازم ہے اور مجھے وہ نہیں ملتی تو آپ نے فرمایا سات بکریاں خرید لو۔ معلوم ہوا کہ ایک اونٹ سات بکریوں کی جگہ ہے تو جب ایک بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے تو اونٹ سات کی طرف سے ہوگا۔

قیاس بھی اسی موقف کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اونٹ گائے کی طرح بڑا جانور ہے (بدنہ ہے) تو جب گائے میں سات سے زائد آدمی شریک نہیں ہو سکتے تو اونٹ میں بھی اتنے ہی شریک ہو سکتے ہیں۔

اس پر اعتراض کیا گیا کہ اونٹ جسمانی طور پر گائے سے بڑا ہوتا ہے لہذا اس کا حکم مختلف ہوگا اس کا جواب یوں دیا گیا کہ جانور کے بڑے چھوٹے ہونے سے فرق نہیں پڑے گا کیونکہ گائے چھوٹی ہو یا بڑی سات آدمی ہی قربانی کریں گے اسی طرح جو لوگ اونٹ میں دس آدمیوں کی شراکت کے قائل ہیں ان کے نزدیک اونٹ چھوٹا ہو یا بڑا تعداد وہی ہوگی لہذا اگرچہ گائے اور اونٹ کے جسم میں تفاوت ہے لیکن دونوں بدنہ (بڑے جانور) ہیں اس لیے دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور وہ سات آدمیوں کی شراکت ہے زائد کی نہیں۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۲ ایک بکری کی قربانی کتنے آدمیوں کی طرف سے ہوگی۔

اس سلسلے میں تین قول ہیں ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ ایک بکری پورے خاندان کی طرف سے کفایت کرتی ہے جبکہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جتنے لوگوں کی طرف سے قربانی دی جائے کافی ہوگی چاہے وہ ایک خاندان کے ہوں گے یا زیادہ کے تیسرا گروہ کہتا ہے کہ بکری کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

پہلے دونوں گروہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی طرف سے ایک مینڈھے کی قربانی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے مینڈھے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا جو سیاہی میں دیکھتا اور سیاہی میں بیٹھتا ہو۔ آپ کے پاس وہ مینڈھا لایا گیا تاکہ آپ اس کی قربانی کریں آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کریں آپ فرماتی ہیں میں نے ایسا کیا پھر آپ نے اسے پکڑا اور مینڈھے کو بھی پکڑ کر لٹایا اور ذبح کر دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام سے (ذبح کرتا ہوں) یا اللہ! اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی طرف سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے قبول فرما پھر آپ نے اس کی قربانی دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے دو موٹے تازے مینڈھوں کی قربانی دی ایک امت کی طرف سے اور دوسرا اپنے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے قربان کیا۔

تیسرے قول والے فرماتے ہیں کہ یہ احادیث یا تو منسوخ ہیں یا حضور علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

کیونکہ اگر بکری کے لیے تعداد مقررہ ہوتی اور غیر معدود افراد کی طرف سے اس کی قربانی ہو جاتی تو گائے اور اونٹ کی قربانی بھی بے شمار لوگوں کی طرف سے جائز ہوتی۔ حالانکہ گذشتہ باب میں احادیث گزر چکی ہیں کہ اونٹ اور گائے کی قربانی سات سے زائد افراد کی طرف سے نہیں ہو سکتی اس سلسلے میں متعدد روایات مروی ہیں جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ گائے اور اونٹ کی قربانی سات سے زائد افراد کی طرف سے نہیں ہو سکتی تو معلوم ہوا کہ بکری کی قربانی بھی زیادہ سے زیادہ سات افراد کی طرف سے ہو سکتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ بکری کی قربانی کتنے افراد کی طرف سے ہوگی تو پچھلے باب میں گزر چکا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا مجھ پر اونٹنی لازم تھی لیکن میں اسے نہیں پاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی جگہ سات بکریاں لے تو معلوم کہ بکری، گائے اور اونٹ کا ساتواں حصہ ہے لہٰذا وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہوگی۔

اس قول کے مخالفین نے اعتراض کیا کہ بکری کا مسئلہ الگ ہے کیونکہ وہ اونٹ اور گائے سے زیادہ قیمتی ہے تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کی موجودگی میں گائے یا بکری کی قربانی نہیں کرتے تھے اور جمعۃ المبارک کے لیے حاضر ہونے والوں کے لیے ثواب کا ذکر کرتے ہوئے بھی آپ نے پہلے اونٹ پھر گائے اور اس کے بعد بکری کا ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ بکری صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہوگی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل آپ کے ساتھ مخصوص ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۳، قربانی کرنے والے کا حجامت بنوانا یا ناخن ترشوانا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

اس حدیث کی روشنی میں بعض حضرات نے فرمایا کہ قربانی کرنے والے کے لیے چاند نظر آنے کے بعد بال کٹوانا یا ناخن ترشوانا جائز نہیں جب کہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ کوئی شخص قربانی کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں وہ بال اور ناخن کاٹ سکتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی کا جانور) کے لیے ہار بٹتی تھی پھر آپ ہدی کا بھیج کر خود ہمارے پاس احرام کے بغیر ٹھہرتے اور جن چیزوں سے محرم اجتناب کرتا ہے آپ ان سے پرہیز نہ فرماتے اس حدیث میں اس چیز کی اباحت ہے جسے پہلی حدیث میں ممنوع قرار دیا گیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ روایت احسن ہے کیونکہ یہ متواتر ہے اور اس حدیث کی سند پر طعن کیا گیا اور کہا گیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت مرفوع نہیں بلکہ ان پر موقوف ہے۔

لہٰذا روایات کے طریقے پر دوسرے مسلک والوں کے قول کو ترجیح حاصل ہے اور قیاس بھی اسی کی تائید کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص احرام باندھتا ہے تو وہ جماع بھی نہیں کرسکتا بال اور ناخن بھی نہیں کاٹ سکتا اور اگر وہ جماع کرے تو احرام فاسد ہو جاتا ہے جب کہ دوسرے امور کے ارتکاب سے احرام فاسد نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ جماع شدید ترین عمل ہے لیکن قربانی کرنے والے پر ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں جماع کی کوئی پابندی نہیں لہٰذا باقی امور یعنی ناخن اور بال وغیرہ کاٹنا بھی منع نہیں

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

باب ۲۹۴، دانت اور ناخن کے ساتھ ذبح کرنا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں تو وہ شکار کو پکڑ کر لاتا ہے، میرے پاس پتھر اور لاٹھی کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں کہ میں اس کے ساتھ ذبح کروں آپ نے فرمایا جس چیز کے ساتھ چاہو خون جاری کردو، اور اللہ تعالیٰ کا نام لو۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا دانت اور ناخن سے ذبح کرنا جائز ہے، وہ اترے ہوئے ہوں یا جسم سے متصل ہوں۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں اترے ہوئے ہوں تو جائز ہے لیکن جسم سے متصل ہوں تو جائز نہیں۔

ان حضرات نے اپنے موقف پر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے کل دشمن سے مقابلہ کرنا ہے اور ہمارے پاس چھری نہیں آپ نے فرمایا خون جاری کرو اور اس (جانور) پر اللہ تعالیٰ کا نام لو لیکن دانت اور ناخن استعمال نہ کرو، اور میں عنقریب تمہیں بتاؤں گا ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے۔

اس حدیث میں دانتوں اور ناخنوں کے ساتھ ذبح کرنے سے ممانعت آئی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سے اترے ہوئے

ناخن اور دانت مراد ہیں یا یہ حکم مطلق ہے اگر یہ اترے ہوئے دانتوں کے بارے میں ہے تو جڑے ہوئے ہوؤں سے ذبح کرنا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا اور اگر جڑے ہوئے مراد ہیں تو اترے ہوؤں سے ذبح کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ادھر حضرت عدی کی روایت میں دانتوں اور ناخنوں کے ساتھ ذبح کرنے کی اجازت مذکور ہے تو اب تطبیق یوں ہوگی، کہ جہاں اجازت ہے وہاں اترے ہوئے مراد ہیں اور جس میں ممانعت ہے اس سے جڑے ہوئے مراد ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول بھی اس پر دلالت کرتا ہے حضرت ابورجاء عطاردی فرماتے ہیں ہم حج کرنے کے لیے گئے تو ایک شخص نے خرگوش کا شکار کیا اور اسے ناخن سے ذبح کرکے بھونا انہوں نے کھایا لیکن میں نے نہ کھایا جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا شاید تم نے بھی ان کے ساتھ کھایا ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا تم نے اچھا کیا کیونکہ یہ گلا گھونٹ کر مارنا ہے — تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ممانعت کی وجہ واضح کردی یعنی جب ناخن کٹا ہوا نہ ہو تو اس صورت میں وہ ہتھیلی کے ساتھ ذبح ہوگا اور یہ گلا گھونٹنا ہے لہٰذا اگر ناخن یا دانت اترے ہوئے ہوں تو جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۵ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد تک کھانا

کیا قربانی کا گوشت تین دن تک کھایا جاسکتا ہے اور اس کے بعد نہیں؟

اس سلسلے میں بعض حضرات نے یہ موقف اختیار کیا کہ تین دن سے زائد نہیں کھا سکتے ان کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے آپ نے قربانی کے دن فرمایا اے لوگو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھاؤ لہٰذا اس کے بعد نہ کھاؤ۔

دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ جب تک چاہیں کھا سکتے ہیں اور جمع بھی کر سکتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم بیس دن کے بعد تک کھاتے رہتے تھے۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانیوں کے گوشت کھاؤ اور جمع کرو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کونسی حدیث ناسخ ہے اور کون سی منسوخ — تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ جمع کرنے سے منع کرتا تھا پس جب تک ضرورت ہو جمع کر سکتے ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت بریدہ، ابوسعید خدری، حضرت جابر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ معلوم ہوا کہ ممانعت کی روایات منسوخ ہیں پہلے ممانعت تھی بعد میں اجازت دے دی گئی۔

پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ اگر ممانعت کی احادیث منسوخ ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے وقت اعلان فرمایا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھائیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پابندی لگا دی تھی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے منع فرمایا تھا تو مسلمانوں پر بھوک کی حالت تھی آپ چاہتے تھے کہ دوسروں کو بھی ملے نیز آپ صدقہ کی ترغیب دینا چاہتے تھے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

گیا اور عرض کیا ام المومنین! کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے کو حرام قرار دیا ہے انہوں نے فرمایا آپ نے یہ اس لیے کیا کہ بھوک کی شدت تھی تو آپ چاہتے تھے کہ امراء فقراء کو بھی دیں اور ہم ایک پشت پندرہ راتوں تک اٹھا رکھتے تھے۔

یعنی تین دن کے بعد کھانا یا جمع کرنا حرام نہ تھا ـــ اسی طرح دیہات والے پھر لوگ آگئے اور قربانی کا وقت آگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دن کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔

لہٰذا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہی صورت پیش آئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسی کی ترغیب دی ممانعت بالحرمت نہ تھی ـــ اس سے دوسرے قول والوں کا موقف ثابت ہو گیا کہ پہلے ممانعت تھی بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۶، بجّو کھانا

کیا بجو کو کھانا حلال ہے؟ اس سلسلے میں ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ اسے کھانا جائز ہے ان حضرات نے حضرت ابن ابی عمار اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایات سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شکار ہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ بجو کا کھانا جائز نہیں وہ فرماتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ہر شکار کھایا نہیں جاتا۔ اب اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ الفاظ کہے ہوں اُدھر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے (دانتوں سے پھاڑنے والے) جانور کے کھانے سے منع فرمایا اور اس سلسلے میں متعدد روایات مروی ہیں اور بجو بھی ان جانوروں میں سے ہے جو کچلیوں سے کھاتے ہیں جب یہ یقین کے ساتھ ان ممنوع جانوروں میں شامل ہے تو اس کا حکم وہی ہوگا جب تک کوئی قطعی دلیل نہ ہو اس سے خارج نہ ہوگا حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۷، مدینہ طیبہ کا شکار

کیا حرم مکہ کی طرح، مدینہ شریف بھی حرم ہے؟ اور اس میں شکار وغیرہ کرنا ناجائز ہے!

اس سلسلے میں بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ مدینہ شریف بھی مکہ مکرمہ کی طرح حرم قرار دیا گیا ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ مدینہ طیبہ عیر سے ثور تک حرام ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ مقام عقیق میں اپنے محل کی طرف تشریف لے گئے آپ نے ایک غلام کو وہاں درخت کاٹتے ہوئے یا لکڑیاں چنتے ہوئے دیکھا، امام ابو جعفر فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس حدیث میں یوں ہے کہ انہوں نے اس کا سامان اٹھا لیا واپس لوٹے تو غلام کے مالک ان کے پاس آکر کلام کرنے لگے کہ ان کے غلام کا سامان واپس کر دیں انہوں نے فرمایا معاذ اللہ میں وہ چیز واپس نہیں کروں گا جو رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ اس قسم کی دیگر احادیث بھی مروی ہیں۔

معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں بھی شکار کرنا اور درخت کاٹنا حرام ہے۔ دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں یہ امور ممنوعہ نہیں ہیں بلکہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مدینہ طیبہ کی زینت باقی رہے۔

جیسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے قلعوں کو گرانے سے منع فرمایا اور خود فرمایا کہ یہ مدینہ طیبہ کی زینت ہیں تو اسی طرح وہاں کے درخت وغیرہ کاٹنے سے بھی صرف اسی وجہ سے منع فرمایا اسے مکہ مکرمہ کی طرح حرم نہیں بنایا گیا۔

حضرت ابوطلحہ کے ایک صاحبزادے ابو عمیر تھے جو حضرت ام سلیم کے بطن سے تھے انہوں نے ایک بلبل پال رکھی تھی جو مر گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خوش طبعی فرماتے ہوئے پوچھا اے ابو عمیر نغیر کو کیا ہوا معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں پرندے کو بند رکھنا جائز ہے ورنہ حضور علیہ السلام اس کی اجازت نہ دیتے۔

اس پر یہ اعتراض ہوا کہ یہ جس مقام کا واقعہ ہے وہ یقیناً وادیٔ قناۃ نامی جگہ ہے اور وہ حرم مدینہ سے باہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حرم مدینہ کے اندر کا بھی یہی حکم ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو مقام عقیق کے شکار کی ترغیب دی اور یہ حرم مدینہ کا حصہ ہے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا جائز ہے قیاس بھی اسی موقف کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ مکہ مکرمہ میں جانے والے کو احرام باندھنا پڑتا ہے جب کہ مدینہ طیبہ کے لیے ایسا حکم نہیں اگر دونوں کا ایک جیسا حکم ہوتا تو مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی حرمت نفس اور درختوں کی حرمت ایک جیسی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کے درخت وغیرہ دنیا کے دوسرے شہروں کے درختوں کی طرح ہیں حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۹۸، گوہ کھانا کیسا ہے

اس سلسلے میں مختلف احادیث مروی ہیں اسی بنیاد پر اس کے کھانے میں اختلاف ہے بعض حضرات نے اس کا کھانا حرام قرار دیا، کچھ حضرات اس کا کھانا جائز سمجھتے ہیں بعض کے نزدیک مکروہ ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

جن حضرات کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے ان کی دلیل یہ ہے حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ فرماتے ہیں ہم ایسے مقام پر اترے جہاں گوہ بہت پائے جاتے ہیں ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی تو ہم نے کچھ گوہ پکائے جب وہ ہنڈیوں میں ابل رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ تو ہم نے بتایا کہ گوہ ہیں جو ہمیں حاصل ہوئے آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی امت کو زمین کے کسی جانور کی شکل میں بدل دیا گیا تھا مجھے ڈر ہے کہ شاید یہ وہی ہو پس انہوں نے ہنڈیاں انڈیل دیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث میں بھی اسی قسم کا مضمون ہے لیکن اس میں یوں ہے کہ صحابہ کرام نے اسے بھون کر کھایا اور حضور علیہ السلام نے نہ کھایا اور نہ منع فرمایا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ نے ان کو منع کیوں نہیں فرمایا اس لیے کہ وہ بھوک کی حالت میں تھے یا اس لیے کہ یہ حرام ہے تو اس واقعہ کے علاوہ دیگر احادیث میں بھی ممانعت کا ذکر نہیں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے آکر اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک امت کا چہرہ مسخ ہوگیا تھا مجھے معلوم نہیں شاید یہ وہی ہو۔ تو ممکن ہے حضور علیہ السلام نے اس وجہ سے منع فرمایا ہے، لیکن احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جن قوموں کی شکلیں بدل گئیں ان کی نسل نہیں چلی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے بندروں اور خنزیروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ وہی مسخ شدہ قوم ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے جس قوم کو ہلاک کیا یا ان کے چہرے مسخ کیے ان کی نسل کو باقی نہیں رکھا۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک گوہ لائی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو اسے کھایا اور نہ ہی حرام قرار دیا
ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا تم اسے کھاؤ یہ میرے کھانے میں نہیں۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہیں کہ حضور علیہ السّلام کو گوہ کا تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے نہ کھایا ایک سائل آیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ گوہ
اسے دینے کا ارادہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ چیز اسے دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ
نے اسے اپنے اور دوسروں سب کے لیے مکروہ قرار دیا۔
احناف کا یہی مسلک ہے — اس کے حرام نہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ایک دسترخوان پر آپ کے سامنے گوہ کھائی
گئی آپ نے اسے نہیں کھایا اور منع بھی نہیں فرمایا اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ان کو منع فرماتے۔ حضرت امام طحاوی کا یہی موقف
ہے کہ اس کا کھانا حلال ہے۔

باب ۲۹۹، گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا

بعض حضرات کے نزدیک گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا جائز ہے انہوں نے حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ کی روایت
سے استدلال کیا ہے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے مال میں سے کچھ نہیں بچا کہ میں اپنے
گھر والوں کو کھلا سکوں البتہ کچھ گدھے یا گدھیاں ہیں آپ نے فرمایا اپنے قیمتی مال میں سے اپنے گھر والوں کو کھلاؤ بے شک میں
تمہارے دیہاتوں کے کھلے پھرنے والے جانور مکروہ خیال کرتا ہوں۔
دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ گھریلو گدھوں کا کھانا جائز نہیں ہے، اس حدیث میں جن گدھوں کا ذکر ہے ممکن ہے ان
سے جنگلی گدھے مراد ہوں اور جن دیہاتی گدھوں کو ناپسند فرمایا وہ گھریلو گدھے ہوں علاوہ ازیں غالب بن ابجر کی ایک دوسری
روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم قحط سالی کا شکار ہو گئے ہیں اور ہمارے قیمتی مال
گدھے ہیں آپ نے فرمایا اپنے قیمتی مال میں سے کھاؤ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ اجازت حالت اضطرار میں دی گئی۔
جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں متعدد روایات آئی ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے کھانے اور عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔
حضرت ابن عباس، ابن عمر، حضرت جابر، حضرت براء، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ، حضرت ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم سے بھی اسی مضمون کی احادیث مروی ہے۔
ان روایات پر چند اعتراضات کیے گئے ہیں۔
پہلا اعتراض یہ ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں سے اس لیے منع فرمایا کہ سواری کی ضرورت تھی
اس کا جواب یوں دیا گیا کہ سواری کے لیے گدھوں کی نسبت گھوڑوں کی زیادہ ضرورت تھی لیکن آپ نے اس دن صحابہ کرام کو گھوڑوں
کا گوشت کھلایا۔
ممانعت کی دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ گدھے گندگی کھاتے تھے، چنانچہ حضرت ابن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہانڈیاں الٹانے کا حکم دیا اور یہ حکم اس لیے دیا کہ وہ گھریلو گدھے گندگی کھاتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف ہانڈیاں الٹانے کا ذکر ہے اس کی وجہ بیان نہیں کی گئی بلکہ احادیث میں مطلقاً ممانعت ہے حضرت ابو ثعلبہ خشنی فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتایئے کہ میرے لیے حرام کیا ہے اور حلال کیا؟ آپ نے فرمایا گھریلو گدھوں اور ہر کچلی والے جانور کو نہ کھاؤ۔

تو اس حدیث میں مطلقاً حرمت بیان کی گئی۔

ممانعت کی ایک وجہ یوں بیان کی گئی کہ انہوں نے کسی کے گدھے زبردستی لیے تھے تو ان کے کھانے سے منع فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ وہ کسی کے گدھے تھے اور زبردستی لیے گئے تھے تو یہ بات کس طرح ثابت ہوگی کہ ممانعت بھی اسی وجہ سے تھی۔ بلکہ یہ بات واضح ہے کہ ان جانوروں کی نجاست کے باعث ممانعت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہانڈیاں انڈیلنے کا حکم دیتے ہوئے انہیں یہ بھی فرمایا کہ ان کو توڑ دیں۔

حالانکہ کسی کی چیز زبردستی لینے سے یہ حکم نہیں آتا جیسی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعوت میں بکری کا گوشت پیش کیا گیا آپ نے لقمہ ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ بکری کا یہ گوشت مجھے بتاتا ہے کہ اسے ناجائز طریقے پر حاصل کیا گیا ہے آپ نے فرمایا اسے قیدیوں کو کھلا دو۔ تو آپ نے خود کھانے سے پرہیز کیا لیکن پھینکنے کا حکم نہیں دیا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص بکری غصب کر کے اسے پکائے تو اس گوشت کو اس وجہ سے ضائع کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا تو اسی طرح خیبر میں جو گدھے ذبح کیے گئے ان کا گوشت اس لیے ضائع نہیں کیا گیا کہ وہ زبردستی حاصل کیے گئے تھے بلکہ ان کی نجاست کی وجہ سے یہ حکم دیا اور چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے کی طرح ہے لہٰذا گھریلو گدھوں کا گوشت حرام ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے بعض لوگوں نے عدم حرمت پر استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آپ فرما دیجئے مجھ پر جو وحی ہوتی ہے میں اس میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز جو وہ کھاتا ہے حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ مردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون یا سؤر کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندا ہے۔ (آخر تک)

وہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حرام چیزوں کا بیان ہے لیکن گدھے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بیان فرمایا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے اولیٰ ہے اور آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ قرآن پاک کی اس آیت سے مستثنیٰ ہے اس طرح قرآن پاک اور احادیث کے درمیان تضاد نہیں ہوگا حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیاس کے مطابق گھریلو گدھے کا گوشت حلال ہونا چاہیے کیونکہ جو چیز حرام ہے وہ گھریلو ہو یا وحشی دونوں صورتوں میں حرام ہے اور جو حلال ہے وہ دونوں صورتوں میں حلال ہے مثلاً خنزیر گھریلو ہو یا جنگلی دونوں طرح حرام ہے تو گدھوں کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے لیکن ہم نے احادیث مبارکہ کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا۔

باب ۳۰: گھوڑوں کا گوشت کھانا

اس مسئلے میں حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت

کہا مکروہ ہے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

صاحبین نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کا گوشت کھایا کرتے تھے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے عہد رسالت میں گھوڑے کو ذبح کر کے کھایا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اسی مسلک کو اپنایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیاس کے تقاضے کے مطابق گھوڑے، گدھوں اور خچر کا ایک جیسا حکم ہونا چاہیے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کی بنیاد پر ان دونوں کے حکم میں فرق کیا گیا خصوصاً حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت گھوڑے کا کھانا حلال قرار دیا جبکہ گدھوں کو حرام فرمایا معلوم ہوا کہ دونوں کے حکم میں اختلاف ہے۔

شرابوں کا بیان

باب ۳۰۱، حرام شراب کونسی ہے

قرآن پاک میں خمر کو ناپاک اور عمل شیطان قرار دے کر اسے حرام قرار دیا گیا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ خمر سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خمر، انگور اور کھجور دونوں سے ہوتی ہے ان کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمر ان دو درختوں کھجور اور انگور سے ہے۔

دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں ان کے نزدیک جس خمر کو قرآن پاک میں حرام قرار دیا گیا وہ انگور کا رس ہے جب وہ جوش مارے اور جھاگ چھوڑے البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جوش مارنا ضروری ہے جھاگ چھوڑے یا نہ۔

ان حضرات نے گذشتہ حدیث کا جواب تین طرح سے دیا ہے فرماتے ہیں ہو سکتا ہے دو پھلوں کا ذکر کر کے ایک مراد لیا گیا ہو جس طرح قرآن پاک میں فرمایا کہ ان دونوں (میٹھے اور کھارے پانی کے دریاؤں) سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں حالانکہ وہ ایک سے نکلتے ہیں اسی طرح فرمایا اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے حالانکہ رسول انسانوں میں سے ہوئے جنوں میں سے نہیں اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا شرک نہ کرنا، چوری نہ کرنا اور زنا نہ کرنا پھر فرمایا جو شخص ان میں سے کسی کام کا ارتکاب کرے پھر اسے سزا دی جائے تو وہ اس کا کفارہ ہے۔ تو یہ کفارہ شرک کے علاوہ گناہوں کا ہے گویا تین باتوں کا ذکر کر کے دو کا ارادہ فرمایا۔ تو اسی طرح انگور اور کھجور کا ذکر کر کے صرف انگور مراد لیے۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ کھجور اور انگور کے پھل کو پانی میں بھگو کر استعمال کیا جائے اسے نقیع کہتے ہیں یا یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں مراد ہوں لیکن حیثیت مختلف ہو یعنی انگور کا رس مراد ہو وہ نشہ دے یا نہ اور کھجور کا رس اسی صورت میں جب وہ نشہ دے حرام ہو یعنی دونوں ہی خمر ہوں لیکن انگور میں نشہ دینے کی قید نہیں اور کھجور میں یہ قید ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا کھجور، انگور، شہد، گیہوں اور جو، تو یہاں بھی وہی احتمالات ہیں یعنی نشہ دینے والا، محال نہیں کیونکہ انگور اور کھجور وغیرہ کے نبیذ اور گندم اور جو کے نبیذ کا حکم مختلف ہے ائمہ کرام کے نزدیک گندم اور جو کے نبیذ میں کوئی حرج نہیں۔

پہلے قول والوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی استدلال کیا وہ فرماتے ہیں ہم عبد رسالت میں کچی اور پکی کھجوروں کا نبیذ (رس) بناتے تھے جب خمر اور (شراب) کی حرمت نازل ہوئی تو ہم نے انہیں برتنوں سے انڈیل دیا اور چھوڑ دیا اسی طرح دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حضرات کے موقف کی دلیل نہیں بنتی کیوں کہ ہو سکتا ہے کھجور کے خمر سے مراد وہ مقدار ہو جو نشہ دیتی ہے یا یہ کہ انہوں نے اسے اس بنیاد پر بہایا ہو کہ کہیں غلطی سے اس کے قریب نہ چلے جائیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس انگور کا گاڑھا رس تھا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ خمر نہ تھا حالانکہ اس کا کثیر نشہ دیتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں خمر بعینہ حرام ہے اور باقی شرابیں جب نشہ دیں تو اس میں اس بات کا امکان ہے کہ خمر سے مراد انگور ہوں اور ہو سکتا ہے ہر نشہ دینے والی چیز ہو تو جب یہ احتمال موجود ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے پھر بعض کو حرام قرار دیا گیا تو جن کی حلت پایا جاتا ہے جب تک ان کی حرمت پر اجماع نہ ہو وہ حرام نہ ہوگی بنا بریں جب تک انگور کے علاوہ پھلوں کے خمر ہونے پر اجماع نہ ہو وہ خمر نہیں امام طحاوی فرماتے ہیں کہ کھجور اور انگور کا نبیذ حرام نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب یہ پکائے ہوئے حرام نہیں تو کچا رس بھی حرام نہ ہوگا قیاس کا یہی تقاضا ہے لیکن حدیث کی تاویل میں ہمارے ائمہ نے قیاس کے خلاف موقف اختیار کیا ہے۔

باب ۳۰۲، کتنا نبیذ حرام ہے

انگور اور کھجور وغیرہ کا رس کس حد تک حلال ہے اور کتنا حرام ہے۔

تو بعض حضرات کے نزدیک تھوڑا ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں حرام ہے جب کہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں جب تک نشہ نہ دے اس کا استعمال مباح ہے اور اتنا زیادہ جو نشہ دے حرام ہے۔

پہلے قول والوں نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

اس حدیث کو حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا اسی قسم کی احادیث دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں حضرت عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس چیز کے قلیل سے بھی منع کرتا ہوں جس کی زیادہ مقدار نشہ دے۔

دوسرے حضرات بھی انہی روایات سے استدلال کرتے ہیں لیکن وہ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ان سے خاص طور پر وہ مقدار مراد ہو جو نشہ لاتی ہے۔ جب دونوں باتوں کا احتمال ہے تو دیگر روایات کو دیکھا جائے گا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اس حدیث کے راوی ہیں ان سے اور دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے کہ کم مقدار جو نشہ نہ دے، حلال ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے آپ کے پاس کسی کا رس (نبیذ) لایا گیا تو آپ نے نوش فرمایا آپ نے برتن پھر ادھر
فرمایا طائف کے نبیذ میں تیزی ہوتی ہے پھر پانی منگوا کر اس میں ڈالا اور نوش فرمایا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے پاس مشروب لایا گیا آپ نے منہ کے قریب کیا تو ہٹا دیا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حرام ہے اس کے بعد آپ نے پانی منگوا کر اس پر ڈالا پھر فرمایا جب تمہارے مشکیزے تیز ہو جائیں تو ان کی سختی کو پانی سے توڑ دو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے یمن کی طرف بھیجا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہاں دو شرابیں ہوتی ہیں جو گندم اور جو سے بنتی ہیں ایک کو مزر اور دوسری کو تبع کہا جاتا ہے آپ نے فرمایا پیو لیکن نشہ میں نہ آؤ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت آئی ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بھی اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ قلیل نبیذ کا پینا حلال ہے

پہلے قول والوں کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ یہ تو شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی فرمایا تھا کہ میں نے ابھی ان سے شراب کی بو پائی ہے میں پوچھوں گا اگر اس سے نشہ آیا تو کوڑے لگاؤں گا۔ ان تمام روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبیذ کی وہ مقدار حرام ہے جو نشہ دے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ پانی ڈالنے کے بعد اس کا پینا جائز ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ شدت کے وقت حرام ہوتا تو پانی ڈالنے کے بعد بھی حرام ہوتا جیسے خمر پانی ڈالنے کے بغیر بھی حرام ہے اور پانی ڈالیں پھر بھی حرام ہی رہتی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

باب ۳۰۳ شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانا

شراب کے حرام ہونے سے پہلے اہل عرب کچھ برتنوں میں شراب بناتے تھے جن کو دباء، حنتم، نقیر اور مزفت کہتے تھے۔
اب اختلاف یہ ہے کہ ان برتنوں میں نبیذ بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟۔
ایک فریق کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا۔

دوسری روایات میں باقی برتنوں کا بھی ذکر ہے یہ روایات حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

دوسرے فریق کا موقف یہ ہے کہ کسی بھی برتن میں نبیذ بنایا جا سکتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلے فریق کی پیش کردہ روایات منسوخ ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان برتنوں سے منع کرتا تھا اب جن برتنوں میں مناسب سمجھو، پیو اور ہر نشے والی چیز سے بچو۔

ایک حدیث میں ہے آپ نے ان برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں، معلوم ہوا کہ ممانعت والی احادیث منسوخ ہیں اور اب ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنانا جائز ہے شروع شروع میں اس لیے منع فرمایا کہ شراب تازہ تازہ حرام ہوئی تھی تو ڈر تھا کہیں ان برتنوں کا استعمال لوگوں کو شراب کے قریب نہ کر دے جب یہ خطرہ باقی نہ رہا تو اجازت دے دی گئی۔ حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

کراہت کا بیان

باب ۳۰۴: مونچھیں مونڈنا

مونچھیں مونڈنا افضل ہے یا کاٹنا؟ اس سلسلے میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے دونوں گروہ احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔

بعض حضرات کے نزدیک مونچھوں کو کاٹنا افضل ہے انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں فطرت ہیں اور اس میں انہوں نے مونچھیں کاٹنے کا بھی ذکر فرمایا، حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی مضمون کی احادیث مروی ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جس کی مونچھیں لمبی تھیں تو آپ نے مسواک اور چھری منگوائی اور مسواک رکھ کر چھری سے اس کی مونچھیں کاٹ دیں۔

دوسرے حضرات کے نزدیک مونچھوں کو مونڈنا افضل ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ ان حضرات نے احادیث اور قیاس سے اپنا موقف ثابت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مونچھوں کو مونڈتے تھے نیز آپ نے فرمایا کہ مونچھوں کو مونڈ دو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پہلے گروہ کی پیش کردہ احادیث کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر، حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مونچھوں کٹوانا فطرت سے البتہ منڈوانا افضل ہے اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی توجیہ یہ ہے کہ ممکن ہے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قینچی نہ ہونے کی وجہ سے آپ مونڈنے پر قادر نہ ہوں۔

احناف قیاس سے بھی اپنے مسلک کی ترجیح ثابت کرتے ہیں وہ یوں کہ احرام سے نکلنے کی صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے کا حکم دیا اور بال کٹوانے کی بھی اجازت دی یعنی منڈوانا افضل ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی منڈوانا افضل ہو۔

پھر متقدمین کا یہی عمل رہا ہے۔

حضرت عثمان بن عبید اللہ بن رافع مدنی فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری حضرت ابو اُسید ساعدی حضرت رافع بن خدیج، حضرت جابر بن عبداللہ حضرت انس بن مالک اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم کو اسی طرح (موچھیں منڈوا تا ہوا) دیکھا ہے۔
پس مونچھوں کو کاٹنے کی بجائے مونڈنے کی افضلیت ثابت ہوگئی اگرچہ جواز دونوں طرح ہے۔

باب ۳۰۵: پیشاب یا قضائے حاجت کے لیے قبلہ رُخ ہونا

اس مسئلہ میں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے خلاف موقف اختیار کیا ہے امام طحاوی رحمہ اللہ نے تین موقف بیان کرتے ہوئے تیسرے مسلک کی تائید فرمائی ہے۔
پہلا موقف یہ ہے کہ کسی بھی جگہ پیشاب یا قضائے حاجت کے وقت قبلہ رُخ ہونا مکروہ ہے مکانات ہوں، یا صحراء ان حضرات کی دلیل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے وہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب اور قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو۔
(نوٹ) مدینہ طیبہ میں قبلہ جنوب کی طرف ہے اس لیے آپ نے مغرب کا ذکر فرمایا۔
حضرت عبداللہ بن جزء زبیدی، حضرت ابوہریرہ اور حضرت معقل اسدی رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح کی روایات مروی ہیں، دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ کسی جگہ بھی پیشاب یا قضائے حاجت کے لیے بیٹھیں قبلہ رُخ ہو سکتے ہیں ان حضرات نے حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، حضرت قتادہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے استدلال کیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ رُخ نہ ہو اور نہ بیت المقدس کی طرف منہ کرو لیکن میں مکان کی چھت پر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف رُخ کئے ہوئے قضائے حاجت کے لیے دو اینٹوں پر بیٹھا دیکھا ایک روایت میں ہے کہ قبلہ رُخ شام کی طرف پیٹھ کئے ہوئے دیکھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیت الخلاء میں قبلہ رُخ بیٹھنے سے منع فرمایا اور اُدھر پیٹھ کرنے سے بھی روکا پھر میں نے آپ کو آپ کے وصال سے ایک سال پہلے قبلہ رُخ (ہو کر قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہوا) دیکھا۔
یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے گروہ نے جن روایات سے استدلال کیا ہے وہ منسوخ ہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے۔
تیسرا گروہ کہتا ہے کہ احادیث کو منسوخ نہ مانا جائے بلکہ دونوں طرف کی احادیث کی یوں تصحیح کی جائے کہ ان کے درمیان تضاد کی بجائے اتفاق ثابت ہو وہ یوں کہ ممانعت کی احادیث میں صحراؤں اور جنگلوں میں اس طرح (قبلہ رُخ) بیٹھنے سے منع فرمایا جب کہ جن روایات میں اس عمل کا ثبوت پایا جاتا ہے وہ گھروں سے متعلق ہیں یعنی گھروں میں قضائے حاجت یا پیشاب کے لیے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر سکتے ہیں لیکن صحراء میں ایسا کرنا مکروہ ہے حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے بھی یہی توجیہ فرمائی ہے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور جواز کی احادیث کی تاویل کی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ استدلال صحیح نہیں کہ گھروں اور صحراء دونوں مقامات پر ایسا کرنا صحیح ہے کیونکہ ممکن ہے اس دیوار کی طرف گھروں کے اندر قبلہ رخ کی اباحت ہو، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت

کی وجہ سے بلکہ اس میں بھی دونوں ہی احتمال ہو سکتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں جو کچھ فرمایا تو وہ بھی اس بات پر محمول ہو سکتا ہے کہ یہ اس جگہ ہو جہاں آپ نے منع نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ان روایات میں دونوں طرح کا احتمال ہے یعنی ممکن ہے گھروں اور صحرا دونوں میں پیشاب کرنا جائز ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ عمل گھروں کے ساتھ خاص ہو اور ادھر ممانعت کی روایات بھی پائی جاتی ہیں لہٰذا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھروں میں قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنا مکروہ نہ ہوگا اور صحرا میں مکروہ ہوگا۔

نوٹ: یہ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ کا مسلک ہے حضرت امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک گھروں اور صحرا ہر جگہ مکروہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۳۰۶: لہسن، پیاز اور گندنا[1] کھانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ان بُو والی سبزیوں میں سے کچھ کھائے تو وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے اذیت پہنچتی ہے جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت بشیر اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہم سے بھی اسی مضمون کی روایات مروی ہیں۔ ان روایات میں لہسن وغیرہ کا ذکر ہے۔

ان روایات کی بنیاد پر بعض حضرات کے نزدیک بُو والی سبزیاں کھانا مطلقاً مکروہ ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس موقف کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا

کہ ممانعت کی وجہ ان سبزیوں کی حرمت نہیں بلکہ اس لیے منع فرمایا کہ جو شخص انہیں کھانے کے بعد مسجد میں آئے تو بُو کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس بات کی وضاحت پائی جاتی ہے آپ نے فرمایا اے لوگو! تم ان دو خبیث پودوں یعنی لہسن اور پیاز سے کھاتے ہو حالانکہ میں دیکھتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی شخص سے ان کی بُو آتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت البقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا۔ لہٰذا جو شخص اسے کھائے تو وہ پکانے کے ذریعے اس کی بُو کو ختم کر دے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح فرمایا تھا، معلوم ہوا کہ ممانعت اسی صورت میں ہے جب اس سے بُو آئے اگر اسے پکانے کے بعد بھی بُو آتی ہے تو بھی مسجد میں آنے والوں کے لیے کھانا منع ہوگا اور مطلقاً منع نہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کھانا تناول فرماتے تو بقیہ کھانا، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیتے ایک دن آپ نے پیالہ بھیجا تو دیکھا کہ اس میں سے آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر پوچھا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ میں اس کی بُو کو ناپسند کرتا ہوں انہوں نے عرض کیا میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ بھی فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سبزی پکائی جاتی اور اس میں لہسن وغیرہ ڈالا جاتا پھر آپ کی خدمت میں لاتے تو آپ ناپسند فرماتے اور صحابہ کرام سے فرماتے ہیں تم اسے کھالو میں

[1] گندنا ایک بدبودار قسم کی سبزی کا ہے، جس کی بعض اقسام پیاز کی طرح اور بعض لہسن جیسی ہوتی ہیں۔

تو بیشک میں کسی ایک کی طرح نہیں ہوں یعنی تمہارے اور میرے درمیان فرق ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو اذیت نہ ہو۔

اس طرح کی دیگر روایات بھی آتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں، اگر ایسا ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو کھانے کیلیے نہ دیتے اگر کوئی معترض کہے کہ یہ حکم تو اس صورت میں ہے جب لہسن پیاز وغیرہ کو پکا لیا جائے کچا ہونے کی صورت میں تو ہر حال ممانعت ہوگی تو اسے یوں جواب دیا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بو کی وجہ سے ناپسند فرمایا جب کہ صحابہ کرام کے لیے مباح قرار دیا تو جب تک اس کی بو باقی ہوگی اگر وہ پکا بھی لیا جائے تب بھی اس کا وہی حکم ہوگا جو پکنے سے پہلے کا ہے تو پکانے کے بعد بو کے پائے جانے کے باوجود صحابہ کرام کے لیے اس کو کھانا مباح قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو کھانا حرام نہیں ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گندنا کھائے تو وہ ہماری مساجد میں نہ آئے، یہاں تک کہ اس کی بو چلی جائے کیونکہ فرشتوں کو اس چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ لہسن، پیاز اور گندنا وغیرہ ایسی سبزیاں جن کے کھانے سے منہ سے بو آتی ہے ان کا کھانا جائز ہے البتہ جب تک بو ختم نہ ہو جائے مسجد میں جانا مکروہ ہے۔

باب ۳۰، دوسروں کے باغ سے پھل کھانا

اگر کوئی شخص کسی کے باغ یا ریوڑ کے پاس سے گزرے تو آیا اس باغ کو نقصان پہنچائے بغیر اس سے کچھ کھا سکتا ہے یا کسی بکری کا دودھ پی سکتا ہے یا نہیں؟

اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنا صحیح ہے ان کی دلیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی باغ کے پاس آئے تو اس کے مالک کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے کھائے لیکن خراب نہ کرے اور اگر بکریوں کے ریوڑ پر آئے تو اس کے مالک کو آواز دے اگر وہ جواب دے تو ٹھیک ہے ورنہ دودھ پی سکتا ہے لیکن خراب نہ کرے۔

دوسرے حضرات کے نزدیک ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں اور مندرجہ بالا حدیث بھی ضرورت کے ساتھ مقید ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

جب کسی قوم کی خوراک ختم ہو جائے اور وہ اونٹوں کو پائیں تو چرواہے کو تین بار پکاریں اگر چرواہا نہ ہو اور اونٹ موجود ہوں تو دیکھیں اگر اونٹوں میں پانی لانے والی اونٹنی ہو تو اس کا دودھ پی لیں لیکن باقی اونٹوں میں ان کا حق نہیں اگر چرواہا آ جائے تو دو آدمی اسے روکیں لیکن اس سے لڑائی نہ کریں اور اگر ان کے پاس درہم ہوں تو مالک کی اجازت کے بغیر حرام ہوگا (یعنی خریدنا ضروری ہوگا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلی روایت میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ ضرورت کے تحت ہے۔

خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی حکم مروی ہے آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان بھائی کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جانوروں کے تھن اس کا خزانہ ہیں لہذا اجازت کے بغیر کسی کے جانور کو دوھنا جائز نہیں۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ ایسا کرنا صحیح ہے تو بھی یہ مہمان نوازی پر محمول ہوگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کے پاس جائے اور وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو مہمان نوازی کے اندازے کے مطابق لے سکتا ہے۔

یعنی چونکہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے لہذا اب ایسا کرنا صحیح نہیں، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی روایت اس نسخ پر دلالت کرتی ہے وہ فرماتے ہیں میں اور میرا ایک ساتھی اس قدر بھوکے تھے کہ قریب تھا ہماری سماعت و بصارت ختم ہو جائے ہم لوگوں کے پاس گئے لیکن کسی نے ہماری مہمان نوازی نہ کی پھر ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھوکے ہیں اور کسی نے بھی ہمیں بطور مہمان کچھ نہیں کھلایا آپ ہمیں خانہ اقدس میں لے گئے آپ کے پاس چند بکریاں تھیں فرمایا اے مقداد ان کو دودھ کر دودھ تقسیم کر لو الخ۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت کے باوجود کسی قسم کے رد عمل کو ظاہر نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ مہمان نوازی کا جواب منسوخ ہو چکا ہے پھر دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کا سامان لینے سے منع فرمایا اور آپ نے فرمایا مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اس کے خون کی طرح حرام ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کے باغ سے پھل توڑنا یا کسی بکری کا دودھ حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ اس کے پاس کچھ نہ ہو اور سخت بھوک کی حالت ہو تو اجازت ہوگی

باب ۳۰۸، ریشمی لباس پہننا

کیا مسلمان ریشمی لباس پہن سکتا ہے! اس سلسلے میں تین مسلک ہیں ایک قول یہ ہے کہ ریشمی لباس، مرد و عورت سب کے لیے حلال ہے۔

دوسرا موقف یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔

جب کہ تیسرا موقف یہ ہے کہ ریشم اور سونا امت مسلمہ کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہے، احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جُبے آئے میرے والد حضرت مخرمہ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا بیٹا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ (ریشمی) جُبے آئے ہیں اور آپ انہیں تقسیم فرما رہے ہیں لہذا مجھے آپ کے پاس لے چلو فرماتے ہیں ہم حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ میں تھے میرے والد نے کہا بیٹا! حضور علیہ السلام کو میری طرف بلاؤ حضرت مسور فرماتے ہیں میں نے یہ بات گراں محسوس کی اور کہا (ابا جان!) حضور علیہ السلام کو آپ کی طرف بلاؤں! انہوں نے کہا بیٹا! حضور علیہ السلام جبار (متکبر) نہیں ہیں چنانچہ عرض کیا گیا تو آپ تشریف لائے آپ پر ریشمی قبا تھی جس پر سونا جڑا ہوا تھا فرمایا اے مخرمہ! اسے میں نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھا تھا چنانچہ آپ نے وہ قبا انہیں عطا فرما دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ریشمی کپڑا پہننا جائز ہے۔

دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ یہ ابتدائی دور کی بات ہے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا اور اس سلسلے میں بے شمار روایات آئی ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر ہو۔ اس قسم کی متعدد روایات آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ممانعت کی احادیث پہلے کی ہیں یا اباحت کی روایات، تاکہ معلوم کیا جاسکے کہ ان میں سے ناسخ کونسی ہیں اور منسوخ کونسی؟

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر بن عبدالملک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ بھیجا اور یہ ریشم سے ممانعت سے پہلے کی بات ہے چنانچہ آپ نے اسے پہنا صحابہ کرام کو یہ جبہ بہت بھلا معلوم ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

اس حدیث اور اس طرح کی دیگر روایات سے معلوم ہوا کہ شروع شروع میں ریشم پہننا جائز تھا اس کے بعد منع کر دیا گیا نتیجہ یہ نکلا کہ اب اس کا پہننا جائز نہیں۔

ان احادیث سے دوسرے فریق نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہاں مطلقاً ممانعت ہے یعنی مرد و عورت دونوں کے لیے منع ہے۔

تو احناف کی طرف سے ان کو یوں جواب دیا جاتا ہے کہ متعدد روایات میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ ریشم مردوں کے لیے حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ——— حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے میں ریشم تھا آپ نے فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

دوسرے قول والوں نے اپنے موقف پر یوں بھی استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے مشابہت کی وجہ سے مسلمانوں کو سونے اور چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا اور اس میں مرد و عورت برابر ہیں لہذا ریشم کے استعمال کا حکم بھی دونوں کے لیے ایک جیسا ہوگا تو انہیں یوں جواب دیا گیا کہ یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر زرد رنگ کے کپڑے دیکھے تو فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو لیکن اس کے باوجود آپ نے یہ لباس عورتوں کے لیے حلال قرار دیا چنانچہ ایک شخص ایسے کپڑے پہن کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا یہ کپڑے تنور کے لائق ہیں چنانچہ وہ شخص گیا اور اپنے کپڑے ہنڈیا کے نیچے یا تنور میں ڈال دیئے دوبارہ حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کپڑوں کے ساتھ کیا کیا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم پر عمل کیا آپ نے فرمایا میں نے تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیا تھا تم نے اپنی بعض خواتین کو کیوں نہیں دے دیئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کپڑوں کو کفار کا لباس قرار دینے کے باوجود عورتوں کے لیے حلال قرار دیا۔

مخالفین نے احناف پر اعتراض کرتے ہوئے پوچھا کہ تم نے ریشم کو زرد رنگ کے کپڑوں پر قیاس کرتے ہوئے مرد و عورت کے درمیان حکم میں تفریق ثابت کی لیکن سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے میں دونوں کا حکم ایک جیسا ہے تو اس پر قیاس کیوں نہیں کرتے۔

اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ریشمی کپڑا بھی لباس ہے اور زرد رنگ کا کپڑا بھی لباس ہے اور یہ لباس ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں جب کہ سونے اور چاندی کے برتن لباس نہیں بلکہ برتن ہیں اور لباس کو لباس پر قیاس کیا جاتا ہے برتنوں پر نہیں، تو احادیث مبارکہ اور

قیاس کی روشنی میں احناف کا موقف ثابت ہوا کہ ریشمی لباس اُمت کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے حلال ہے۔

باب ۳۰۹: جس کپڑے کا حاشیہ یا تانا ریشمی ہو

جس کپڑے کا حاشیہ یا تانا ریشمی ہو اس کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس قسم کا کپڑا پہننا بھی جائز نہیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کا پہننا امت مسلمہ کے مردوں کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ باب میں احادیث گزر چکی ہیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب ریشم حاشیے اور بیل بوٹوں سے تجاوز کر جائے۔ یا تانا ریشم کا ہو اگر تانا ریشم کا اور بانا کسی دوسرے دھاگے سے ہو، یا کپڑے پر لگا ہوا ریشم محض حاشیہ کی حد تک ہو تو اس کا پہننا حلال ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارے پاس ایک ریشمی کناروں والی چادر تھی۔ اور ہم اسے پہنا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ تھا جس کا گریبان اور آستینیں وغیرہ ریشمی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص ریشمی کپڑے سے منع فرمایا لیکن تانا ریشمی ہو یا کناروں پر ریشم ہو تو اس سے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ صحابہ کرام کے بارے میں مروی ہے کہ وہ خز (ریشم اور اُون کا بنا ہوا کپڑا) پہنتے تھے اور اس میں ریشم ہوتا تھا۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر خز کا جبہ دیکھا حضرت بسر بن سعید فرماتے ہیں میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر ایک شامی جبہ دیکھا جس کا قوام (تانا) ریشم سے تھا۔ دیگر صحابہ کرام کے بارے میں بھی اسی طرح کی روایات آئی ہیں۔

معلوم ہوا کہ ایسا کپڑا پہننا جس کے کناروں پر ریشم ہو یا اس میں ریشمی نقش و نگار ہو یا اس کا تانا ریشم کا اور بانا غیر ریشمی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

باب ۳۱۰: ہلتے ہوئے دانت کو سونے سے باندھنا

اگر کسی شخص کا دانت ہل رہا ہو تو کیا اسے سونے کی تار سے باندھ سکتا ہے! بواسطہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے دو قول منقول ہیں حضرت محمد بن حسن کے واسطہ سے جو کچھ منقول ہے اس کے مطابق حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں اور بشیر بن ولید نے بواسطہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یوں نقل کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ـــ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر علاج کے لیے ایسا کیا جائے تو جائز ہے جس طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خارش کی وجہ سے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی تھی۔ اور اگر بیماری کا علاج مقصود نہ ہو تو ریشم کا استعمال ناجائز ہے اسی طرح اگر مقصود یہ ہو کہ چاندی کی تار باندھنے سے بدبو کا خطرہ ہے تو سونے کی تار سے دانت کو باندھا جا سکتا ہے لیکن ایسی صورت نہ ہو تو ناجائز ہوگا۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عرفجہ بن اسعد نے چاندی کا ناک بنایا تھا کیونکہ دور جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن ان کا ناک کٹ گیا تھا تو جب چاندی کے ناک سے بدبو آنے لگی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ نے ان کو سونے کا ناک بنوانے کی اجازت دے دی اور انہوں نے یہ ناک بنوالیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے تحت ان کے لیے مباح قرار دیا۔

حضرت امام محمد رحمہم اللہ نے دوسری دلیل اس طرح دی ہے کہ سونے اور چاندی دونوں کا استعمال مکروہ ہے اور اس سلسلے میں دونوں برابر ہیں لہٰذا جب ذات کے لیے چاندی کے استعمال کی اجازت رہ گئی ہے تو سونے کا استعمال بھی جائز ہونا چاہیے کیونکہ دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ پر اعتراض کیا گیا کہ آپ کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی ہے لیکن سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا معلوم ہوا کہ دونوں کے حکم میں فرق ہے۔

انہوں نے اس بات کا جواب اس طرح دیا ہے کہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی بھی پہننا جائز ہو لیکن چونکہ اس کی ممانعت کے سلسلے میں نص موجود ہے لہٰذا قیاس کو ترک کر دیا گیا جب کہ ذات کے لیے سونے کے استعمال کے سلسلے میں کوئی نص نہیں آیا ہے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا موقف اپنایا ہے اور اسی کو ثابت کیا اور ترجیح بھی دی ہے۔

باب[۳۱۱] سونے کی انگوٹھی پہننا

کیا مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے؟

اس سلسلے میں بعض حضرات نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے جواز کا قول کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی اور فرمایا جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنائیں، پہن لو۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی سونے کی انگوٹھی پہنتی تھی حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ حضرت صہیب اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی ہے حضرت یحییٰ بن سعد بن عاص فرماتے ہیں حضرت سعید بن عاص شہید ہو گئے میں نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی اسی طرح حضرت براء رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی مروی ہے۔

یہ حضرات قیاس سے بھی استدلال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع کیا گیا گویا دونوں کا ایک حکم ہے اب جب چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے تو سونے کی انگوٹھی بھی جائز ہوگی۔

لیکن دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں چاروں مسالک فقہ کے ائمہ کا یہی موقف ہے ان کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے والے سے اعراض فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا حالانکہ حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی سے اس کے خلاف حدیث شروع میں نقل کی جا چکی ہے۔

حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایات مروی ہیں۔

جب دونوں طرف کے حضرات نے احادیث سے استدلال کیا تو دیکھنا ہوگا کہ کونسی احادیث ناسخ ہیں اور کون سی منسوخ، تو حضرت نافع حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ

پہنی کا قول ہے کہ صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی کیا تو آپ نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے پھر آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا میں اسے کبھی بھی نہیں پہنوں گا، تو صحابہ کرام نے بھی اپنی سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شروع شروع میں جب سونے کی انگوٹھی کا پہننا جائز تھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اسے پہنا لیکن بعد میں اس کا حکم منسوخ ہو گیا۔

جہاں تک قیاس کا تعلق ہے تو ٹھیک ہے قیاس اس کے جواز کو چاہتا ہے اور پہلے قول والوں کی تائید کرتا ہے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کی ممانعت ثابت ہے تو اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

باب ۳۱۲، انگوٹھی پر نقش

بعض حضرات کے نزدیک انگوٹھی پر عربی زبان میں کچھ لکھنا یا کندہ کرنا جائز نہیں ہے ان حضرات نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال ہے وہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو اور عربی میں نقش نہ بناؤ۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس کی وضاحت معلوم کی گئی تو انہوں نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ نہ کراؤ اور نہ ہی مشرکین سے مشورہ لو۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ عربی کے علاوہ کچھ لکھانے میں حرج نہیں چنانچہ بعض حضرات کی انگوٹھی پر نقش و نگار تھے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جس بات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کے علاوہ عربی میں کچھ نقش کرنے میں کوئی حرج نہیں جہاں تک حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اگر یہ صحیح ثابت بھی ہو تو اس کا وہی مفہوم ہوگا۔

جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ "محمد رسول اللہ" کے الفاظ نہ لکھائے جائیں مطلقاً عربی الفاظ کی ممانعت نہیں ہے، کیونکہ یہ الفاظ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پر لکھائے تھے جب آپ نے قیصر و کسریٰ کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ لوگ مہر کے بغیر خط کو قبول نہیں کرتے تو آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر تین سطروں میں "محمد رسول اللہ" منقوش تھا۔

حضرت خالد بن سعید انگوٹھی پہنے ہوئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے بتایا یہ انگوٹھی ہے فرمایا اس پر کیا نقش ہے عرض کیا "محمد رسول اللہ" تو آپ نے وہ انگوٹھی لے کر پہن لی آپ کا وصال ہوا تو وہ آپ کے ہاتھ میں تھی پھر حضرت صدیق اکبر، اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق اور بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اسے پہنا اور پھر وہ بئر اریس میں گر گئی۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن سعید کو یہ انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا لیکن اعتراض نہ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "نعم القادر اللہ" کے الفاظ کندہ تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "الملک للہ" کے الفاظ تھے۔

تو خلفاء راشدین کی انگوٹھیوں پر عربی الفاظ کندہ تھے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ یہ منع نہیں البتہ حاکم کی انگوٹھی پر جو الفاظ منقوش ہوں وہ الفاظ کسی دوسرے کی انگوٹھی پر نہ ہوں کیونکہ اس طرح وہ اسے استعمال کر کے مسلمانوں کے مال کو نقصان پہنچا سکتا ہے حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ممانعت کی حدیث آئی ہے لیکن اس کے بعد آپ نے خود عربی نقش والی انگوٹھی پہنی، اسی طرح دیگر صحابہ کرام جنہوں نے غیر عربی جانور یا کچھ صورتیں نقش کروائی تھیں تو ممکن ہے انہوں نے ایسا کیا ہو جب کہ ان کے لیے عربی میں لکھنا جائز تھا اور یہ اس وقت کی بات ہو جب تصویر بنانا جائز تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ انگوٹھی پر تصویر کے نقش کو حرام سمجھتے تھے اور فرماتے تھے جب تم اس کے ساتھ مہر لگاتے ہو تو گویا تم تصویر بناتے ہو۔

باب ۳۱۳، غیر حاکم کے لیے انگوٹھی کا پہننا

اس سلسلے میں دو مسلک ہیں بعض حضرات کے نزدیک حکمران کے علاوہ کسی کے لیے انگوٹھی پہننا جائز نہیں ان کی دلیل حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ کے علاوہ لوگوں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک جائز ہے۔

وہ حضرات فرماتے ہیں کہ گذشتہ باب میں احادیث ذکر کی جا چکی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینکی تو صحابہ کرام نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عام لوگ انگوٹھی پہنتے تھے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے لہٰذا اس سے استدلال جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی پہننے کا حکم منسوخ ہوا مطلقاً نسخ نہیں اور اس سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور عام لوگوں کے لیے ایک ہی حکم ہے چنانچہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ حضرت عمران بن حصین کی انگوٹھی کا نقش ایک آدمی کی تصویر تھی جس نے تلوار لٹکا رکھی تھی۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام اور تابعین کے بارے میں بھی روایات آتی ہیں کہ وہ انگوٹھی پہنتے تھے۔

قیاس بھی جواز کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ حاکم زیور کے طور پر نہیں پہنتا تو دوسرے لوگ بھی بطور زیور نہیں پہنتے اور ہم دیکھتے ہیں کہ سونے اور چاندی کے استعمال کے سلسلے میں حاکم اور عوام کا ایک ہی حکم ہے جس طرح حاکم کو مہر کی ضرورت پڑتی ہے دوسرے لوگوں کو بھی اپنے خطوط پر مہر کے لیے ضرورت پڑتی ہے[1]

باب ۳۱۴، کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

کیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے؟ ایک جماعت کہتی ہے ایسا کرنا مکروہ ہے ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب سے قرآن پاک نازل ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں فرمایا۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے قوم کے کوڑے کرکٹ کے ایک ڈھیر پر کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا پھر وضو کے لیے پانی لایا گیا تو آپ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے اولیٰ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جو شخص تم سے بیان کرے کہ حضور علیہ السلام نے نزول قرآن کے بعد کھڑے ہوکر پیشاب کیا تو تم اس کی تصدیق نہ کرو مطلب یہ ہے کہ

---

[1] آج کل اگرچہ انگوٹھی کا استعمال مُہر کے طور پر بہت کم ہوتا ہے تاہم شریعت میں اسے جائز رکھا گیا ہے لہٰذا اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ۱۲ ہزاروی

نزول قرآن کے ذریعے آپ کو طہارت حاصل کرنے اور نجاست سے اپنے بدن اور کپڑوں کو بچانے کا حکم دیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سلسلے میں حضور علیہ السلام سے کوئی بات نقل نہیں کی بلکہ انہوں نے یہ قیاس کیا کہ چونکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے جسم اور کپڑے محفوظ نہیں رہ سکتے لہٰذا آپ کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرتے تھے۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نزول قرآن کے بعد کا واقعہ بتایا ہو سکتا ہے کہ بعض صحیح پر ہو تو اس سے ثابت ہوا کہ اگر کپڑے یا جسم کے ناپاک ہونے کا خدشہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا تو ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح عمل کیا ہو اور ام المومنین نے صرف بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا۔

متعدد صحابہ کرام کا عمل بھی اسی طرح مروی ہے حضرت زید بن وہب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو ظبیان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت قبیصہ بن ذویب نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو جلیل القدر صحابہ کرام ایسا کیوں کرتے اگر کہا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے انہوں نے جب بات کہی اس کے بعد ایسا کیا ہو نتیجہ یہ ہوا کہ ضرورت کے تحت کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جسم اور کپڑوں کے ناپاک ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

باب ۲۱۵، قسم اُٹھانا

کیا قسم اُٹھانا صحیح ہے یا نہیں اس سلسلے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ ایسا کرنا جائز نہیں ان حضرات نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک خواب کی تعبیر بتائی اور پوچھا یا رسول اللہ کیا میں نے ٹھیک کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ صحیح ہے اور کچھ صحیح نہیں انہوں نے قسم اٹھائی تو آپ نے منع فرما دیا۔ دوسرے حضرات فرماتے ہیں قسم اٹھانے میں کوئی حرج نہیں اور وہ حضرات اسے یمین قرار دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف چیزوں کی قسم کھائی ہے اور کفار کی قسم بھی نقل کی ہے لیکن ان کفار کی قسم کا رد نہیں کیا بلکہ ان کے کفر کا رد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا۔

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائی اور اپنی قسموں (ایمان) میں خوب کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو نہیں اُٹھائے گا ہاں کیوں نہیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ حضرت محمد بن حسن فرماتے ہیں اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ لفظ قسم، یمین ہے کیونکہ استثناء یمین میں ہوتی ہے۔

تو جب قسم یمین ہے تو جو اس کا حکم ہوگا وہی اس کا ہوگا یعنی جہاں یمین جائز ہوگی قسم بھی جائز ہوگی اور جہاں یمین مکروہ ہوگی قسم بھی مکروہ ہوگی۔

جہاں تک پہلے قول والوں کی دلیل کا تعلق ہے تو ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس لیے قسم سے منع فرمایا کہ خواب کی تعبیر کے سلسلے میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ بطور وحی نہ تھا بلکہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا جس طرح بعض دیگر مواقع پر ہوا مثلاً آپ نے حاملہ عورتوں سے وطی کرنا ممنوع قرار دیا کہ بچے کو نقصان نہ پہنچے تو پھر معلوم ہوا کہ ایران اور روم والے ایسا کرتے ہیں لیکن ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ نے اجازت دے دی تو گویا آپ نے قسم سے اس لیے روکا کہ یہ بات وحی سے نہ ہونے کی وجہ سے قطعی نہیں لہٰذا اس پر قسم نہ کھائیں جہاں تک قسم کے جواز کا تعلق ہے تو متعدد احادیث میں آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسموں کو پورا کرنے کا حکم دیا اگر قسم اٹھانا جائز نہ ہوتا تو

پورا کرنے کا حکم نہ فرماتے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کے وقت قسم اٹھائی تھی فرمایا اگر قسم یا تو یہ
ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے اگر قسم اٹھانا
گناہ ہوتا تو ایسا شخص گناہ گار ہوتا۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک قسم اٹھانا جائز ہے۔

باب ۳۱۶، کھڑے ہو کر پینا

کیا کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے؟ تو ایک جماعت کے نزدیک اسی طرح ہے ان حضرات نے احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے منع فرمایا۔
حضرت انس بن مالک، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔
دوسرے گروہ کے نزدیک کھڑے ہو کر پینا جائز ہے وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے یہ حضرات حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے وضو کے لیے پانی لانے کا حکم دیا پھر وضو کیا اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا مجھے
اس پر تعجب ہوا تو فرمایا اے بیٹے! تم تعجب کرتے ہو میں نے تمہارے باپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔
حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام کا عمل اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔
حضرت ام سلیم حضور علیہ السلام کا عمل اسی طرح بتاتی ہیں۔
اب دونوں قسم کی احادیث میں یوں تطبیق دی جا سکتی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض امت پر شفقت کی خاطر کھڑے
ہو کر پینے سے منع فرمایا حرمت کے طور پر نہیں جیسے حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ میں کھڑے ہو کر پینا مکروہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ بیماری کا باعث
ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا حضرت شعبی نے اس کی وجہ یوں بیان فرمائی ہے کہ اس
سے پیٹ بڑھ جاتا ہے یا اس لیے کہ یہ متکبرین اور عجمی لوگوں کی عادت ہے تو یہ ممانعت بطور تحریم نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام کھڑے ہو کر کبھی نہ پیتے، حضرت عامر فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے
حضرت عبد اللہ بارقی فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو برتن پکڑایا تو انہوں نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔
پھر حضور علیہ السلام سے یہ بھی مروی ہے، آپ نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا تو یہ ممانعت بھی حرام کرنے کے طور پر نہ
تھی کہ اس سے آدمی گناہ گار ہو جاتا بلکہ اس کی وجہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی کہ اس سے پانی خراب ہو جاتا ہے تو ظاہر
یہ ہوا کہ بعض امور سے آپ محض رأفت و شفقت کے طور پر منع فرماتے تھے وہ عمل حرام نہیں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ خود اس پر
عمل پیرا ہوتے تھے کھڑے ہو کر پینا بھی ان ہی امور سے ہے لہٰذا یہ حرام نہیں اگرچہ بیٹھ کر پینا بہتر ہے۔

باب ۳۱۷، ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا

پیٹھ کے بل لیٹنے کی حالت میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنے کے سلسلے میں اختلاف کیا گیا ایک جماعت کے نزدیک ایسا کرنا جائز
نہیں جبکہ دوسرے گروہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں دونوں فریق احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹنے کی حالت میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا ناپسند فرماتے

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔
حضرت اشعث، جریر بن عبداللہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے حضرت اشعث نے پاؤں پر پاؤں رکھا تو حضرت کعب نے فرمایا انہیں، ماؤ کسی انسان کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں۔
دوسرے حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے بعد صحابہ کرام کے عمل سے استدلال کیا ہے حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسجد میں آرام فرما تھے اور آپ نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔ یہ حدیث متعدد اسناد کے ساتھ مروی ہے۔
اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما سے بھی اس قسم کا عمل مروی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ حضرت زید بن حارثہ مسجد نبوی میں اسی طرح آرام فرما دیکھے گئے، حضرت نافع فرماتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اسی طرح کئے ہوئے دیکھا حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت اسامہ بن زید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہے اور ان پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے گروہ نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ منسوخ ہوگیا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ جب تک کوئی حکم نازل نہ ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی شریعتوں کے مطابق عمل کرتے تھے چونکہ یہودیوں کے ہاں یہ مکروہ تھا تو آپ نے بھی ناپسند فرمایا لیکن بعد میں اس کا حکم نازل ہوا تو آپ نے جائز قرار دیا۔
حضرت امام حسن ایک دوسرا مفہوم بھی بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس طرح لیٹنے سے بے پردگی کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا لوگوں کے سامنے اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں پہلی بات زیادہ مناسب ہے یعنی ممانعت والا حکم منسوخ ہے

باب ۳۱۸، مسجد میں تیر لے کر داخل ہونا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ہماری مساجد میں گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہوں تو وہ ان کی پیکان سے روک رکھے تاکہ کوئی زخمی نہ ہو۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ مسجد میں ہتھیار لے کر جانے میں کوئی حرج نہیں۔
دوسرے حضرات فرماتے ہیں اگر کوئی شخص نماز پڑھنے یا صدقہ کرنے کی نیت سے مسجد میں جائے تو ہتھیار لے کر جانے میں کوئی حرج نہیں محض مسجد میں جانا مقصود ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلے گروہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے استدلال کیا ہے اس میں بھی صدقہ کے لیے داخل ہونا مراد ہوگا۔
چنانچہ اس بات کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص مسجد میں تیر صدقہ کر رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کی پیکان (الحدیث) پکڑ کر گزرو معلوم ہوا کہ جو لوگ مسجد میں اس طرح داخل ہوتے تھے وہ صدقہ کرنا چاہتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی صورت میں اجازت دی اور اسے جائز قرار دیا۔

باب ۳۱۹، معانقہ کرنا

معانقہ کرنا (گلے ملنا) جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اس سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ملاقات کے وقت ہم ایک دوسرے کے لیے جھک سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں پوچھا کیا معانقہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا نہیں، پوچھا ایک دوسرے سے ہاتھ ملا سکتے ہیں (مصافحہ کر سکتے ہیں) فرمایا مصافحہ کر سکتے ہو۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک معانقہ کرنا جائز ہے وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب ہم نجاشی کے پاس سے (حبشہ کی ہجرت سے واپس) آئے تو حضور علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا ایک روایت میں ہے کہ اس دن خیبر بھی فتح ہوا تھا تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں ان دو باتوں میں سے کس بات کی مجھے زیادہ خوشی ہے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی یا فتح خیبر کی پھر آپ نے انہیں گلے لگایا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے تو حضور علیہ السلام کپڑوں کو سمیٹے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ حضرت شعبی فرماتے ہیں صحابہ کرام باہمی ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے تھے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ معانقہ کے جواز والی احادیث متاخر ہیں لہٰذا نہی والا حکم منسوخ ہو گیا۔

باب ۳۲۰، کپڑوں پر تصاویر کا ہونا

کپڑوں پر تصاویر سے متعلق دو موقف ہیں بعض حضرات کے نزدیک یہ جائز نہیں چاہے وہ بچھونے میں ہوں یا ملبوسات میں، جب کہ دوسرے حضرات کے نزدیک جو تصاویر پاؤں کے نیچے روندی جائیں اور ان کی تعظیم نہ ہو ان میں کوئی حرج نہیں۔

پہلے مسلک والوں نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو ایوب، حضرت عائشہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت میمونہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایات سے استدلال کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہلاک کرے جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنہیں پیدا نہیں کر سکتے۔

دوسرے فریق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے استدلال کیا آپ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے ایک کپڑے کو الماری پر لٹکایا ہوا تھا اس کپڑے میں تصاویر تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھینچ لیا اور فرمایا دیوار کو نہ ڈھانپو فرماتی ہیں ہم نے اس سے دو تکیے بنائے تو حضور علیہ السلام ان تکیوں پر ٹیک لگاتے تھے اس حدیث کی دوسری روایات بھی آتی ہیں۔

تو ان حضرات کا موقف یہ ہے کہ دونوں قسم کی احادیث میں یوں تطبیق دی جائے گی کہ جو تصاویر روندی جائیں ان میں کوئی حرج نہیں اور اس کے علاوہ ناجائز ہے۔

حضرت لیث فرماتے ہیں میں حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور انہوں نے ایک سرخ تکیہ کا سہارا لیا ہوا تھا جس میں

تصاویر تھیں میں نے پوچھا کیا یہ مکروہ نہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ مکروہ تصاویر ہیں جو لٹکائی یا نصب کی جائیں جنہیں روندا جائے ان میں کوئی حرج نہیں پھر انہوں نے اپنے والد کے واسطے سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا اصحاب تصاویر کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ان میں روح پھونک دیں ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ان کو زندہ کرو۔ تو معلوم ہوا کہ پاؤں کے نیچے روندی جانے والی تصاویر ممنوع نہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ ہر چیز کی تصاویر نا جائز ہیں یا صرف ذی رُوح چیز کی؟ تو بعض حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ احادیث میں مطلق تصویر کا ذکر آیا ہے لہٰذا وہ ذی رُوح چیز ہو یا غیر ذی روح دونوں کی تصویر کشی ناجائز ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن انہیں اس میں رُوح پھونکنا ہوگی تو ظاہر ہے کہ روح اسی چیز میں پھونکی جاتی ہے جو ذی رُوح ہو، بلکہ ایک حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا اگر تم نے تصویر بنانا ہی ہے تو درخت کی اور اس چیز کی بناؤ جس میں رُوح نہ ہو اسی طرح ایک حدیث میں ہے حضرت جبریل علیہ السّلام نے فرمایا آپ حکم دیں کہ تصاویر کے سر کاٹ کر ان کو درخت کی طرح کر دیا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صورت تو سر کا نام ہے جس چیز کا سر نہ ہو وہ تصویر نہیں ہے احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۲۱ "استغفر اللہ واتوب الیہ" کے الفاظ کہنا

حضرت ابوجعفر بن ابی عمر فرماتے ہیں کہ "استغفر اللہ واتوب الیہ" کے الفاظ کہنا صحیح نہیں بلکہ "استغفر اللہ واسالہ التوبۃ" کے الفاظ کہنے چاہئیں — ان کا موقف یہ ہے کہ جب آدمی "اتوب الیہ" کہتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا اور چونکہ وہ معصوم نہیں لہٰذا جب دوبارہ گناہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی ہوگی جو جائز نہیں۔ البتہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا صحیح تھا کیونکہ آپ معصوم ہیں اور آپ یہ الفاظ استعمال کرتے بھی تھے آپ فرماتے ہیں انی لاتوب فی الیوم مائۃ مرۃ۔ میں دن میں ایک سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں اس طرح کی متعدد روایات مروی ہیں۔

لیکن حضرت ابوجعفر بن ابی عمر رحمہ اللہ کی اس بات کو محققین صحیح نہیں مانتے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان الفاظ کی تعلیم دی ہے آپ نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں نامناسب گفتگو زیادہ ہو جائے تو اٹھنے سے پہلے کہے "سبحانک ربنا لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب علیک" پڑھے تو مجلس میں ہونے والی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ اس طرح کی روایات حضرت ابوہریرہ حضرت انس اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

قرآن پاک میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں مثلاً توبوا الی بارئکم اور توبوا الی اللہ توبۃ نصوحًا تو یہاں "توبوا" کے الفاظ ہیں "استوبوا" کے الفاظ نہیں۔

جہاں تک توبہ کرنے کے بعد گناہ کرنے کا تعلق ہے تو اصل بات یہ ہے کہ توبہ کرتے وقت آدمی کی کیا صورت ہے اس کو دیکھا جائے گا اگر وہ توبہ کرتے وقت قلبی طور پر گناہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ گناہ گار اور مستحق سزا ہے اور اگر اس نے عزم صمیم بھی کیا ہے کہ وہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا تو وہ مستحق ثواب ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ندامت کو بھی توبہ قرار دیا آپ نے فرمایا ندامت توبہ ہے۔

گویا جو شخص کہتا ہے "اتوب الی اللہ من ذنب کذا وکذا" (میں نے فلاں فلاں گناہوں سے بارگاہ خداوندی میں توبہ کی) گویا عدالت کا اظہار کر رہا ہے اور یہی بات مطلوب ہے لہذا "اتوب الیہ" کے الفاظ قرآن، حدیث اور عقل کے مطابق ہیں۔

باب ۳۲۳، میت پر رونا

کیا میت پر رونا جائز ہے؟ اس سلسلے میں بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ ایسا کرنا مطلقاً ناجائز ہے ان کا استدلال حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اس موقعہ پر جب آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو عورتوں نے رونا اور چیخنا شروع کر دیا، ابن عتیک ان کو خاموش کرانے لگے تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو جب (موت) واجب ہو جائے تو پھر کوئی بھی نہ روئے گویا مرنے کے بعد رونا منع ہے۔

ان حضرات نے ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے وہ یہ ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے باعث عذاب ہوتا ہے لیکن دوسرے حضرات نے فرمایا کہ اگر رونے میں ایسے الفاظ شامل نہ ہوں جو گناہ کا باعث ہیں اور بین کرنا بھی نہ پایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیادت کے لیے تشریف لے گئے ان کی حالت کو دیکھ کر آپ نے رونا شروع کر دیا صحابہ کرام بھی رونے لگے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کے غم کے سبب عذاب نہیں دیتا پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کے ذریعے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔۔۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت اپنے میت پر رو رہی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے روکا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو حفص! اسے چھوڑ دو نفس کو مصیبت آئی آنکھ رونے والی اور (تکلیف پہنچنے کا) وقت قریب ہے۔۔۔ اسی طرح متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ایسے موقعہ پر روتے تھے اور جس رونے سے ممانعت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی وضاحت فرمائی جب آپ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر رونے لگے تو پوچھنے پر آپ نے فرمایا مجھے رونے سے منع نہیں کیا گیا آپ نے وضاحت فرمائی کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب آواز نکالی جائے چہرہ پیٹا جائے اور گریبان پھاڑا جائے یہ تو رحمت ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے کہ میت کو قبر میں رونے والوں کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے مرتے وقت رونے پیٹنے اور بین کرنے کی وصیت کی ہو، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا تو اس عذاب کا سبب وہ عمل ہے جو اس نے دنیا میں کیا یعنی وصیت کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جاتا پھر آپ نے اس حدیث کا پس منظر بیان فرمایا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کی قبر پر گزرے تو فرمایا تم رو رہے ہو اور اسے قبر میں اس کے اعمال کے باعث عذاب ہو رہا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو اشہل کی عورتوں کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے شہداء غزوہ احد پر رو رہی تھیں آپ نے فرمایا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رو، ان پر رونے والا کوئی نہیں

پھر انصار کی عورتوں نے آکر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں رونا شروع کر دیا تو آپ بیدار ہوئے فرمایا ان کو کہو کہ چلی جائیں آج کے بعد کسی ہلاک ہونے والے پر نہ روئیں ــــ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رونے کی اجازت منسوخ ہو گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں مخالفت کے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں پر ان کی ہلاکت سے اب تک وہ رو چکی ہیں اب وہ ان پر نہ روئیں یہ مطلب نہیں کہ کسی کے فوت ہونے پر بھی نہ روئیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ دونوں قسم کی احادیث پر عمل کی یہی صورت ہے کہ ممانعت اس وقت ہے جب ناجائز طریقہ اپنایا جائے شریعت کے دائرے میں رونا جائز ہے۔

باب ۳۲۳۔ شعر گوئی کا حکم

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعر گوئی کے بارے میں دو قسم کی روایات آئی ہیں بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ شعروں کے ساتھ بھرنے سے بہتر ہے۔ اس سے کچھ لوگوں نے استدلال کیا کہ شعر کہنا ناجائز ہے۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں خاص شعروں کے بارے میں فرمایا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے حدیث کا پہلا حصہ یاد رکھا لیکن دوسرے حصے کو محفوظ نہ کیا مشرکین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین (ہجو) میں شعر کہتے تھے تو آپ نے یہ بات فرمائی اس میں (من ہجاء رسول اللہ) کے الفاظ بھی ہیں یعنی حضور کی ہجو میں شعروں سے پیٹ کا بھر جانا پیپ کے ساتھ بھرنے سے بدتر ہے۔

لہٰذا اگر شعروں میں کوئی خرابی نہ ہو تو جائز ہیں چنانچہ خود حضور علیہ السلام شعر سنتے تھے آپ نے یوم فتح کے موقع پر عورتوں کو دیکھا کہ وہ دوپٹوں کے ساتھ گھوڑوں کے چہروں کو صاف کر رہی ہیں تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت حسان بن ثابت نے کیسے کہا ہے چنانچہ انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی اشعار پڑھے اسی طرح آپ نے فرمایا بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔

خود حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مشرکین کی مذمت میں شعر کہتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دیتے تھے اس سلسلے میں بکثرت روایات آئی ہیں۔

ممانعت کی ایک وجہ وہ ہے جو پہلے گزر گئی ہے اور ایک دوسری وجہ یہ تھی کہ جن شعروں میں عورتوں کا ذکر اور فوت شدہ لوگوں کی عیب جوئی ہو اس سے منع کیا گیا۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ ممانعت کی وجہ یہ نہیں کہ مشرکین آپ کی ہجو کرتے تھے اگر یہ بات ہوتی تو اس میں قلیل و کثیر برابر ہوتے پیٹ بھرنے کا ذکر نہ ہوتا کیونکہ آپ کی شان میں بے ادبی گستاخی بھی منع ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ اس قدر شعر گوئی کرنا کہ پیٹ صرف اشعار سے بھر جائے اور اس میں قرآن اور تسبیح و تہلیل نہ ہو، منع ہے۔

حضرت عبید اللہ بن محمد بن عائشہ، ابن ابی عمر اور علی بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم نے یہی وضاحت کی ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اگر اشعار اچھے کلام پر مبنی ہوں تو ان کا پڑھنا جائز ہے لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ شعر گوئی اسے نماز، تلاوت قرآن پاک اور تسبیح و تہلیل سے غافل کر دے ممانعت کی ایک وجہ یہی ہے کہ آدمی اسی کام کو اختیار کر کے بیٹھ جائے دوسرا یہ کہ اس میں غلط اشعار ہوں۔

باب ۳۲۴: چھینک کا جواب دینے والے کو کیا جواب دیا جائے

چھینکنے والا "الحمد للہ" کہتا ہے اس کا جواب "یرحمک اللہ" کے ساتھ دیا جاتا ہے اب چھینکنے والا اس کے جواب میں کیا کہے
تو بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وہ "یغفر اللہ لکم" کے الفاظ کہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔
ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کو چھینک آئی اس نے کہا "السلام علیکم"
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیک وعلی امک" پھر فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ "الحمد للہ رب العالمین"
یا "الحمد للہ علی کل حال" کہے سننے والے "یرحمک اللہ" کہیں اور پھر چھینکنے والا "یغفر اللہ لکم" کہے۔
لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ چھینکنے والا "یرحمک اللہ" کے جواب میں "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کے الفاظ کہے

ان کی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی چھینکتا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "یرحمک اللہ" فرماتے پھر وہ "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کے الفاظ کہتا ایک دوسری حدیث میں ہے ایک شخص کو بارگاہ نبوی میں چھینک آئی تو اس نے پوچھا میں کیا کہوں؟
آپ نے فرمایا "الحمد للہ" کہو۔
صحابہ کرام نے پوچھا ہم کیا کہیں فرمایا "یرحمک اللہ" کہو اس نے پوچھا اب میں کیا کہوں تو فرمایا "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم"
کہو۔
پہلے قول والے اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ جواب اس لیے دیتے تھے
کہ مجلس میں یہودی بھی ہوتے تھے۔
چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جان بوجھ کر چھینکتے تھے کہ آپ "یرحمک اللہ" کے الفاظ فرمائیں لیکن آپ "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" فرماتے تھے۔
معلوم ہوا کہ یہ الفاظ اس وقت کہتے تھے جب مجلس میں یہودی بھی ہوتے لیکن جب صرف مسلمان ہوتے تو وہ الفاظ فرماتے
جو پہلی حدیث میں گزر چکے۔
دوسرے گروہ کی طرف سے انہیں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ چھینکنے والا "یرحمک اللہ" کے
جواب میں کیا کہے۔
اور اس حدیث سے تو چھینک کا جواب ثابت ہو رہا یعنی جب یہودی چھینکتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا جواب دیتے
تھے اس لیے تمہارا استدلال صحیح نہیں۔
ان حضرات نے ایک دلیل یہ دی ہے کہ یہ الفاظ خوارج نے کہے تھے کیونکہ وہ لوگوں کے لیے استغفار نہیں کرتے تو اس
جواب یہ ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام یہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔
حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ نے دوسرے مسلک کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا کہ اس سلسلے میں جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے مروی ہے وہ اپنی اسناد کے اعتبار سے مخالف روایت سے زیادہ صحیح اور اظہر ہے

باب ۳۲۵: بیمار سے اجتناب کرنا

کسی بیمار کو تندرست لوگوں کے پاس لے جانا کیسا ہے؟ اس سلسلے میں بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار کو صحیح تندرست کے پاس نہ لے جایا جائے۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان حضرات نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے کہ جب آپ شام تشریف لے گئے تو حضرت ابو طلحہ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ آپ کے ہمراہ جید اصحاب رسول ہیں آپ واپس تشریف لے جائیں کیونکہ ہمارے پیچھے طاعون ہے چنانچہ آپ واپس چلے گئے اور دوسرے سال تشریف لائے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی علاقے میں طاعون ہو اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور جب تم وہاں نہ ہو تو نہ جاؤ۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیماری متجاوز نہیں ہوتی اور نہ ہی بدفالی کی کوئی حقیقت ہے۔ اس موضوع پر بکثرت روایات مروی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اونٹوں میں ایک خارشی اونٹ آتا ہے اور ان کو خارش لگ جاتی ہے آپ نے فرمایا پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے اونٹ کو حکم خداوندی سے خارش لگی دوسروں کو بھی اسی طرح لگی ہے۔

ایک حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر پیالے میں ڈالا اور فرمایا "بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ"، اللہ تعالیٰ کے نام سے، اس پر یقین رکھتے اور اسی پر توکل کرتے ہوئے — ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس نیت سے بیمار سے دور رہنا کہ اس سے بیماری متجاوز ہو کر ہمیں نہ لگ جائے، حدیث پاک کی رُو سے صحیح نہیں۔

جہاں تک طاعون والے علاقے میں جانے سے منع کرنے کی بات ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی شخص کو وہاں جانے سے بیماری لگ جائے اور اس کا عقیدہ کمزور پڑ جائے یعنی وہ کہے کہ اگر میں وہاں نہ جاتا تو مجھے یہ بیماری نہ لگتی، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ وہاں موجود ہوں ان کو وہاں سے نکلنے سے منع فرمایا تاکہ ان کے عقیدے میں کمزوری نہ آجائے یعنی وہ باہر جائیں اور بیماری سے بچ جائیں تو یہ تصور کیا جائے کہ باہر آنے کی وجہ سے بچاؤ ہوا حالانکہ حکم خداوندی سے ایسا ہوا۔ اگر بیماری سے دور رہنے والی بات ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو باہر جانے کا حکم فرماتے جو طاعون والی جگہ پر موجود ہیں حالانکہ انہیں تو وہاں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔

اب نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جس حدیث میں فرمایا گیا کہ بیمار کو تندرست لوگوں میں نہ لایا جائے اس حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ کوئی شخص بدفالی نہ لے اور اس کا عقیدہ کمزور نہ ہو جائے حالانکہ آپ نے بدفالی کی نفی فرمائی ہے اور چونکہ یہ عمل اس کا سبب ہے لہٰذا اس سے بھی منع فرمایا۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں نحوست ، گھوڑے اور مکان میں نحوست ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدفالی کا متعدی ہونا اور بدفالی (نحوست) کوئی چیز نہیں اگر یہ کسی چیز میں ہوتی تو عورت ، گھوڑے اور مکان میں ہوتی ، تو اس حدیث سے واضح ہوا کہ اس میں بدفالی یا نحوست کی نفی کی گئی ، اسے ثابت نہیں کیا گیا ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

باب ۳۲۶ بعض انبیاء کرام کو بعض پر فضیلت دینا

بعض حضرات کے نزدیک کسی نبی کو دوسرے نبی سے بہتر قرار دینے میں کوئی حرج نہیں وہ فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے تمام مخلوق میں سے بہتر ! تو آپ نے فرمایا وہ تو میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس بات کو پسند نہیں کیا بلکہ وہ اسے مکروہ خیال کرتے ہیں ان کی دلیل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو اسی طرح ایک روایت میں فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو جب قیامت کے دن لوگ بیہوشی کی حالت میں ہوں گے ۔ تو سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہوں گے معلوم نہیں وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں شامل ہوں گے اور انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہو جائے گا یا وہ مستثنیٰ ہونے والوں میں ہوں گے ۔

ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کہے میں (یعنی حضور علیہ السلام) حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں معلوم ہوا کہ نام لے کر کسی نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت دینا صحیح نہیں جہاں تک پہلی حدیث کا تعلق ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے تو اس میں یہ کہا گیا کہ آپ تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور اس طرح کے الفاظ میں کسی دوسرے کی توہین کا پہلو نہیں نکلتا لیکن جب نام لے کر کہا جائے کہ فلاں ، فلاں سے افضل ہے تو اس میں توہین کا پہلو ہوتا ہے ، اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آپ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا ہو ۔ لیکن دوسرے انبیاء کرام کے سلسلے میں آگاہ نہ کیا گیا ہو ۔

نتیجہ یہ ہوا کہ محض فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا کہ ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ۔ البتہ نام لے کر کہ فلاں ، فلاں سے افضل ہے ، فضیلت نہیں دینی چاہیے ۔

باب ۳۲۷ ، جانوروں کو خصی کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں ، بیل اور بکروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ۔

اس حدیث سے اور قرآن پاک کی آیت کریمہ کہ " وہ ضرور بضرور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تبدیلی لائیں گے " سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ جانوروں کو خصی کرنا صحیح نہیں ۔

لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں وہ فرماتے ہیں کہ جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے وہ مرفوع نہیں بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے اور جہاں تک قرآن پاک کی آیت کا تعلق ہے تو اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلی کرنا مراد ہے ۔

اور یہ بات بھی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی دی اگر ایسا کرنا مکروہ ہوتا تو آپ ایسے جانوروں کی قربانی نہ کرتے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ایک خصی غلام کو نہ خریدا کہ اس طرح لوگ خصی کرنا شروع کر دیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ تو آپ نے اس ڈر سے اسے نہ خریدا اسی طرح اگر جانوروں کا خصی کرنا جائز نہ ہوتا تو حضور علیہ السلام ان مینڈھوں کی قربانی نہ دیتے کہ کہیں لوگ جانوروں کو خصی کرنا نہ شروع کر دیں تو آپ کا ان کی قربانی دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جائز ہے۔

اگر کوئی شخص اسے انسانوں کے خصی کرنے پر قیاس کرے تو صحیح نہیں کیونکہ انسانوں کو خصی کرنے سے گناہ کا بڑھانا مقصود ہوتا ہے جب کہ جانوروں کو خصی کرنے سے ان کو موٹا تازہ کرنا ہوتا ہے البتہ اگر خصی کرنے کا عمل اتنا تیز ہو جائے کہ نسل ہی منقطع ہو جائے تو صحیح نہیں ہوگا بنا بریں پہلی حدیث کا یہی مفہوم لیا جائے گا۔

باب ۳۲۸، کتابتِ علم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کو لکھنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت نہیں دی۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے کتابتِ علم کو مکروہ کہا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ کتابتِ علم کو جائز قرار دیتے ہیں ان کا استدلال حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابو ہریرہ حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہم کی روایات سے ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے پاس صرف قرآن پاک ہے اور کچھ اس صحیفہ میں (لکھا ہوا) ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے زیادہ کسی کو احادیث یاد نہ تھیں سوائے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ میں دل میں یاد کرتا تھا اور وہ ہاتھ سے لکھتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام سے لکھنے کی اجازت مانگی تھی تو آپ نے اجازت دے دی۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے کچھ سنتا ہوں لیکن مجھے اس کے بھولنے کا ڈر ہوتا ہے تو کیا آپ مجھے اس کے لکھنے کی اجازت دیتے ہیں آپ نے فرمایا "ہاں۔"

پھر کتابت والی احادیث کو قرآن پاک سے بھی تائید حاصل ہے قرض کے لین دین کے سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے اور تم اس کے لکھنے میں کوتاہی نہ کرو تھوڑا ہو زیادہ جب کہ وہ ایک مدت تک کے لیے ہو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ انصاف والا، گواہی کو زیادہ قائم کرنے والا اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم شک نہ کرو"

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے شک کے خوف سے (بچانے کی خاطر) قرض کے لکھنے کا حکم دیا تو علم جسے یاد رکھنا قرض کے یاد رکھنے سے زیادہ مشکل ہے اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اسے لکھا جائے تاکہ شک و شبہ نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صحابہ کرام لکھا کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اہل طائف کچھ تحریر بھی لائے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لکھا کرتے تھے جب اس سلسلے میں پوچھا گیا

زادہ) بہترین تخلیق ہے ۔۔۔ اس طرح کی دیگر روایات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام لکھا کرتے تھے معلوم ہوا کہ لکھنا جائز بلکہ مناسب ہے کیوں کہ اس سے علم کی حفاظت ہوتی ہے ۔

باب ۳۲۹ داغ لگانا کیسا ہے

لوہے وغیرہ کو گرم کر کے جسم پر داغ لگانا کیسا ہے؟ اس سلسلے میں بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ اپنے ساتھی کو لے کر آئے اور عرض کیا کہ کیا ہم اسے داغ سکتے ہیں، آپ خاموش رہے پھر پوچھا تو خاموش رہے پھر پوچھا تو فرمایا اسے گرم پتھر سے داغو یا جلا دو۔

حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں کہ دراصل یہ بظاہر داغنے کا حکم ہے لیکن حقیقت میں ممانعت ہے جس طرح قرآن پاک میں کہا گیا جو چاہو کرو تو یہ اجازت نہیں۔

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں ہمیں داغنے سے منع کیا گیا، ایک حدیث میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو دوا نہیں پیتے، نہ داغتے ہیں اور نہ دم کرتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ جب مریض کا علاج داغنے سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب بھیجا جس نے ان کی رگ کاٹی پھر داغ دیا۔ اس مفہوم کی روایت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے لیکن مجھے اس سے روکا نہیں گیا۔

تو ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت داغنا جائز ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ممانعت کی روایات کا کیا مطلب ہے۔

تو اس بات کا بھی احتمال ہے کہ بیماری کے آنے سے پہلے داغنا مراد ہو اور یہ جائز نہیں کیونکہ یہ طریقہ علاج نہیں وہ لوگ تقدیر خداوندی کو ٹالنے کے لیے ایسا کرتے تھے لہذا یہ شرک کے زمرے میں آتا ہے اس لیے اس سے منع فرمایا۔

حالانکہ "الذعة النار" آگ سے داغنے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باعث شفاء قرار دیا تو (گویا) لوہے وغیرہ سے داغنا بھی تو وہی چیز ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شروع شروع میں اس کی ممانعت ہو پھر اس کی اجازت دے دی۔ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے داغنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت نہ دی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں سخت تکلیف میں ہوں اور داغنے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں آپ نے فرمایا تم جیسے چاہو ہر زخم قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس سے خون بہہ رہا ہوگا وہ درد کی شکایت کرے گا جب داغا ہوا زخم آئے گا تو بتائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہوئے ایسا کیا گیا ۔۔۔ اس کے بعد آپ نے داغنے کی اجازت دے دی۔

تو آپ نے پہلے منع فرمایا پھر اجازت دے دی گویا اجازت کا حکم، ممانعت کے لیے ناسخ ہے۔ چنانچہ خود حضور علیہ السلام نے چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے داغا معلوم ہوا کہ علاج کے لیے داغنا جائز ہے آپ نے فرمایا موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام دم اور تعویذ کا عمل کرتے تھے یہ بھی جواز کی دلیل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویذ باندھنے کی بھی ممانعت آئی ہے لیکن آپ نے اس کی اجازت بھی دی امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہی ہوگا کہ جو شخص اس نیت سے تعویذ باندھتا ہے کہ اب کوئی بیماری نہیں آئے گی تو یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ تقدیر کا مقابلہ ہے لیکن بیماری کے بعد تعویذ باندھنے یا دم وغیرہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے [1]

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں (ممنوع) تعویذ وہ نہیں جو بیماری کے بعد باندھا جائے۔

تو ممکن ہے کہ جس واقعے سے منع کیا گیا وہ بیماری سے پہلے کا واقعہ ہو کیونکہ وہ علاج نہیں اور بیماری کے بعد اس کی اجازت ہو کیونکہ یہ علاج کے لیے ہے۔

اسی طرح دم کرنے کے بارے میں بھی جن احادیث میں ممانعت آئی ہے۔ وہ منسوخ ہیں اور بعد میں اس کی اجازت دی گئی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمارے ایک ساتھی کو بچھونے ڈس دیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اسے دم کر دوں؟ فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ اسے نفع پہنچائے۔

حضرت شفاء، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن تھیں اور وہ چیونٹی کے کاٹے کا دم کرتی تھیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا حضرت حفصہ کو بھی سکھاؤ جیسا کہ تم نے ان کو لکھنا سکھایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر کا دم کروانے کا حکم دیا۔

مختلف احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا کہ جب تک دم میں شرک پر مبنی الفاظ نہ ہوں نبی اکرم صلی اللہ نے ہر قسم کے دم کی اجازت دی ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ علیل ہیں فرمایا ہاں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ کو دم کیا۔

باب ۳۳۰۔ نماز عشاء کے بعد باتیں کرنا

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونے اور نماز کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

اس حدیث کے پیش نظر بعض حضرات نے نماز عشاء کے بعد گفتگو کو ناجائز قرار دیا ہے لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس میں مطلقاً ممانعت نہیں بلکہ ایسی گفتگو سے منع کیا گیا جو نیکی اور ذکر خداوندی پر مبنی نہ ہو یا یہ کہ اس کے بعد نماز کے بغیر سو جائے کیونکہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ انسان کو ذکر خداوندی پر سونا چاہیے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں رات کے وقت مسلمانوں کے امور کے بارے میں گفتگو کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز عشاء کے بعد کسی کو گفتگو کرنے دیتے بلکہ فرماتے گھروں کو لوٹ جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں نماز کی یا تہجد کی توفیق دے حضرت ابو سعید جو انصار کے ایک غلام تھے وہی اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں جب آپ

---

[1] یاد رہے کہ مسلمان جو تعویذ باندھتے ہیں تو ان کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہوتا کہ اب کوئی بیماری نہیں آئے گی بلکہ وہ اسے محض وسیلہ اور حفاظتی تدبیر کے طور پر باندھتے ہیں ۱۲ ہزاروی

جب ہم ان کے پاس پہنچے تو میرے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم بھی تھے فرمایا تم کیوں بیٹھے ہوئے ہو
ہم نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز عشاء کے بعد ایسی گفتگو کرتا ہے جو شریعت کے خلاف نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اسی طرح جو شخص
آخر میں نماز پڑھنا چاہے تو اسے بھی اجازت ہے نیز مسافر اپنے سفر کو کاٹنے کے لیے نماز کے بعد گفتگو کرتا ہے تو اسے بھی اجازت ہے بشرطیکہ
بری گفتگو نہ ہو۔

ممانعت اسی صورت میں ہے جب آخر میں نماز نہ پڑھے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔

نوٹ:۔ چونکہ عشاء کا مستحب وقت رات کی پہلی تہائی تک ہے لہٰذا اس صورت میں گفتگو وغیرہ نماز سے پہلے کی جائے اور نماز پڑھ کر سو
جائے۔ لیکن چونکہ آج کل نماز عشاء جلدی پڑھی جاتی ہے اور عام طور پر اس کے بعد مختلف امور پر گفتگو ہوتی ہے۔
اس لیے سونے سے پہلے وضو کر کے نفل پڑھ لیں یا اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مبنی کلمات پڑھے جائیں۔ (ہزاروی)

باب ۳۳۱: غلام کا آزاد عورتوں کے بالوں کو دیکھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کا مکاتب غلام ہو اور اس کے پاس
ادائیگی کے لیے رقم ہو تو چاہیے کہ وہ اس سے پردہ کرے۔

بعض اہل مدینہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ غلام اپنی مالکہ کے بال، چہرے اور جسم کے اس حصے
کو دیکھ سکتا ہے جسے اس کا ذورحم محرم دیکھ سکتا ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ پردہ کرے اس بات کی دلیل
ہے کہ پہلے وہ اس سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔

وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا غلام کے اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھنے میں
کوئی حرج نہیں۔ نیز حضرت اسماء، اپنے خاوند حضرت قاسم کے غلاموں کے پاس دوپٹے کے بغیر بیٹھتی تھیں۔

دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ غلام آزاد عورت کے
جسم کا وہی حصہ دیکھ سکتا ہے جسے کوئی غیر محرم دیکھ سکتا ہے وہ فرماتے ہیں پہلے فریق کا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد صرف امہات المومنین کا پردہ کرنا ہو کیونکہ انھیں ذورحم محرم کے علاوہ تمام لوگوں سے پردہ کرایا گیا تھا کہ
کوئی شخص بھی ان کو بالکل نہیں دیکھ سکتا جب کہ دوسری عورتوں کا یہ حکم نہیں کیونکہ غیر محرم مرد جس پر وہ عورت حرام ہے ان کے چہرے
اور ہتھیلیوں کو دیکھ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہو اور اس سے بالیاں
ہار اور پازیب وغیرہ مراد ہیں۔

حضرت ابراہیم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "مگر جو کچھ قمیص سے اوپر ہو" تو لوگوں کے لیے غیر محرم عورتوں کے چہروں اور
ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز قرار دیا گیا ہے لیکن ازواج مطہرات سے یہ حرام ہے جب پردے کی آیت نازل ہوئی تو انہیں اس سلسلے
میں دوسری عورتوں پر فضیلت دی گئی۔

اس بارے میں متعدد حدیث وارد ہوئی ہیں۔
لہٰذا ازواج مطہرات کا حکم الگ ہے اور دوسری خواتین کا الگ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مومنات کے بارے

میں فرمایا کہ اے محبوب آپ ان سے فرمادیں کہ وہ اپنی آنکھیں کو پست رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں البتہ جو ظاہر ہوا پھر فرمایا مگر اپنی زینت کو صرف خاوندوں، باپ دادا وغیرہ کے لیے ظاہر کریں اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم عام ہے، تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں تو صرف ان کا ذکر کیا گیا جو پردے کے سلسلے میں مستثنیٰ ہیں اور ان سے پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا ہے اور حکم ایک جیسا نہیں مثلاً یہاں خاوند کے ساتھ عورت کے باپ کا بھی ذکر کیا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خاوند اپنی بیوی کے جسم کا وہ حصہ بھی دیکھ سکتا ہے جسے اس کا باپ نہیں دیکھ سکتا پھر اس آیت میں "او ما ملکت ایمانہن" فرما کر غلاموں کا ذکر کیا تو ان کے لیے بھی عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے۔

حالانکہ وہ عورت کے محارم نہیں ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو آزاد لوگ عورت کے محارم نہیں وہ اور غلام اس سلسلے میں برابر ہیں وہ صرف وہی حصہ دیکھ سکتے ہیں جو ظاہر ہو یعنی چہرہ اور ہاتھ۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ سے پردہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ ان کے باپ کی لونڈی کا بیٹا تھا تو ظاہر ہے کہ وہ ان کا بھائی تھا یا باپ کی لونڈی کا بیٹا تھا تو وہ دوسرے ورثاء کی طرح ان کا بھی مملوک تھا لیکن اس غلامی کے باوجود اس کے لیے ام المومنین کو دیکھنا جائز نہ تھا گویا یہ آیت بھی عام عورتوں کے بارے میں ہے امہات المومنین کے بارے میں نہیں۔

قیاس بھی احناف کے قول کی تائید کرتا ہے وہ اس طرح کہ محرم کے لیے عورت کے چہرے، سینے، بالوں اور گھٹنوں سے نیچے والے حصے کو دیکھنا جائز ہے اور غیر محرم قریبی رشتہ دار صرف چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھ سکتا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ غلام کے لیے عورت کے سینے کو ننگے ہونے کی حالت میں دیکھنا حرام ہے اسی طرح وہ اس کی پنڈلیوں کو بھی نہیں دیکھ سکتا چاہے وہ غلام اس عورت کا اپنا ہو یا کسی دوسرے کا، تو جب یہ محارم کی طرح نہیں بلکہ اجنبی کی طرح ہے تو بالوں کو دیکھنے کے سلسلے میں بھی اجنبی کی طرح ہوگا لہذا غلام اپنی مالکہ کے بالوں کو نہیں دیکھ سکتا۔

باب ۳۴۳ "ابوالقاسم" کنیت رکھنا

"ابوالقاسم" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے، کیا کسی دوسرے شخص کے لیے بھی یہ کنیت اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں اس سلسلے میں تین مسلک ہیں۔

(۱) کوئی بھی شخص یہ کنیت اختیار کر سکتا ہے چاہے اس کا نام محمد ہو یا نہ۔

(۲) یہ حکم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے کہ ان کے صاحبزادے کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی حضور علیہ السلام نے ان کو اجازت دی تھی لہذا دوسرا کوئی شخص یہ کنیت نہیں رکھ سکتا اس کا نام محمد ہو یا نہ۔

(۳) یہ حکم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح خاص ہے کہ ان کے لیے حضور علیہ السلام کے اسم گرامی اور کنیت کو جمع کرنا جائز تھا، دوسرے حضرات کے لیے اس صورت میں جائز ہے جب کہ ان کا نام محمد نہ ہو۔

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میرے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت محمد بن حنیفہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت تھی۔

پہلے قول والوں کا اس حدیث سے استدلال یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تخصیص کا ذکر نہیں فرمایا یہ بعد والوں کا قول ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ یہ بات اسی طرح ہو جس طرح یہ فرما رہے ہیں اور ممکن ہے اس کے خلاف ہو اور خلاف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں کچھ لوگوں کے نام محمد اور کنیت ابو القاسم تھی۔

جیسے حضرت محمد بن طلحہ، محمد بن اشعث اور محمد بن حذیفہ لہٰذا اگر حضور علیہ السلام نے اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص کیا ہوتا تو دوسروں کے لیے اس کی گنجائش نہ ہوتی نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ السلام اور صحابہ کرام ان حضرات پر اعتراض کرتے۔

تخصیص کے قائلین نے ایک دوسری حدیث سے بھی استدلال کیا لیکن امام طحاوی فرماتے کہ مخالفین نے اس پر ایوب بن واقد راوی کے حوالے سے اعتراض کرتے ہوئے اسے ثابت نہیں مانا۔

جو حضرات فرماتے ہیں کہ یہ کنیت رکھنا مطلقاً منع ہے اس شخص کا نام محمد ہو یا نہ ان کا استدلال یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے نام پر اپنا نام رکھو لیکن میری کنیت کو نہ اپناؤ۔

بے شک میں ابو القاسم ہوں۔

ایک دوسری حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان فرمائی اور وہ یوں ہے آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو میں ابو القاسم ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

تو اس حدیث میں ممانعت کی وجہ بھی بیان فرما دی۔

اس مفہوم پر متعدد احادیث مروی ہیں۔

جن حضرات کا موقف یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرنا منع ہے وہ فرماتے ہیں حضرت عبید بن الحارث نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام اور کنیت کو جمع کرنے سے منع فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے نام پر نام رکھے وہ میری کنیت نہ اپنائے اور جو میری کنیت کو اپنائے وہ میرے نام پر اپنا نام نہ رکھے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا منع ہے اگر آپ کے نام پر نام نہ رکھا جائے تو کنیت کو اپنانے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور فرماتے ہیں ممکن ہے کہ پہلے اسی طرح ہو کر انفرادی طور پر نام اور کنیت کی اجازت ہو لیکن بعد میں آپ نے کنیت کے اپنانے سے منع فرما دیا لیکن اس پہلی ممانعت کے مقابلے میں اس میں اضافہ ہو گا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہو سکتا ہے کنیت سے ممانعت کی احادیث مقدم ہوں جب کہ نام اور کنیت کو جمع کرنے کی ممانعت سے تعلق احادیث متاخر ہوں تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اگر جمع کرنے سے ممانعت کی احادیث مقدم ہوں تو محض کنیت سے نہی والی احادیث ناسخ نہیں بلکہ ایک اضافہ ہو گا۔

اور اگر مقدم ہوں تو ہمارے نزدیک یہ منسوخ نہ ہوں گی جب تک یقین سے نسخ کا علم نہ ہو جائے۔

جہاں تک قیاس کا تعلق ہے تو قیاس کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ فرشتوں اور انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھنے اور ان کی

کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں نص وارد ہے لہذا قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

اس موقف پر ایک دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھا تو صحابہ کرام نے فرمایا ہم تمہیں ابوالقاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے وہ حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمن رکھ لو۔

اگر کہا جائے کہ حضور علیہ السلام نے اس سے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس وجہ سے بھی ناپسند ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قاسم ہوں کہ میں تقسیم کرتا ہوں۔

نیز یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی نسبت سے ابوالقاسم کہلائے لہذا اگرچہ ابھی تک وہ ابوالقاسم نہیں کہلاتا تھا اس سے منع نہیں فرمایا لیکن چونکہ اس میں امکان تھا اس لیے نام بدلنے کا حکم دیا۔

باب ۳۲۳، کفار کو سلام کہنا

کیا کفار کو سلام کہنا جائز ہے؟ اس سلسلے میں بعض لوگوں نے جواز کا قول کیا ہے وہ حضرات حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس پر گزرے جس میں مسلمان، یہود و مشرکین اور بت پرست ملے جلے تھے تو آپ نے سلام کیا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ غیر مسلموں کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کی جائے البتہ ان کو جواب دینے میں کوئی حرج نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو یعنی یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو، یہ حدیث حضرت ابوہریرہ حضرت عبدالرحمن جہنی اور حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

یہ حضرات پہلی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو سلام کہنا اس وجہ سے تھا کہ ان میں مسلمان بھی تھے اور ایسا کرنا جائز ہے کہ اہل مجلس میں سے بعض کا ارادہ کیا جائے اور کچھ کا ارادہ نہ کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ان لوگوں سے درگزر کرنے اور معاف کرنے کا حکم تھا۔

لیکن اس کے بعد جب جہاد کا حکم ہوا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا تو آپ نے فرمایا یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

کتاب الزیادات

باب ۳۲۴، تکبیرات عیدین کی کیفیت

اس باب میں دو باتوں کا بیان ہے ایک یہ کہ عید کی نماز میں زائد تکبیریں کتنی ہیں دوسری بات یہ ہے کہ قرآت تکبیرات کے بعد ہے یا پہلے؟

تکبیرات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں مروی احادیث مبارکہ میں مختلف تعداد کا ذکر ہے
حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ اپنے والد کے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ
بارہ تکبیریں کہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں حضرت عائشہ، حضرت ابن عمر، کثیر بن عبد اللہ کے دادا رضی اللہ عنہم
نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید میں یہی طریقہ اختیار کیا نیز انہوں نے دونوں رکعتوں میں
قرأت تکبیرات سے پہلے کی بنا بریں عید کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ بارہ تکبیریں ہوں گی، رکوع کی تکبیریں اس کے علاوہ ہیں۔
دوسرا قول یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں کل نو تکبیریں ہیں پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار اور قرأت متصل ہو گی یعنی
پہلی رکعت میں تکبیرات کے بعد اور دوسری میں تکبیرات سے پہلے ان حضرات نے پہلے قول والوں کی پیش کردہ روایات پر اعتراض کرتے ہوئے
انہیں غیر صحیح قرار دیا ہے۔
وہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن شعیب والی روایت ان کے نزدیک قابل استدلال نہیں اور حضرت عمرو کو اپنے دادا سے
سماع حاصل نہیں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت ابن لہیعہ سے مروی ہے اور اس حدیث میں اضطراب ہے حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما کی حدیث عبد اللہ بن عامر سے مروی ہے اور وہ شخص ان کے نزدیک ضعیف ہے اور یہ غیر مرفوع ہے۔
جب کہ کثیر بن عبد اللہ کی روایت، ابن وہب کی طرف ایک مکتوب تھا حالانکہ یہ لوگ ابن وہب کی سنی ہوئی بات
کو قبول نہیں کرتے لکھی ہوئی کو کیسے قبول کریں گے۔
بعض احادیث میں چار چار تکبیروں کا ذکر آتا ہے ایک صحابی فرماتے ہیں۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی چار چار تکبیریں کہیں پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
بھول نا مت یہ جنازہ کی تکبیرات کی طرح ہیں آپ نے انگوٹھے کو بند کرتے ہوئے باقی انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔
ایک دوسری حدیث میں اس بات کی وضاحت بھی موجود ہے کہ چار تکبیریں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تھیں۔
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پانچ تکبیریں مروی ہیں پہلی رکعت میں تین اور دوسری میں دو، اور قرأت بھی مل ہوئی نہ
ہو گی یعنی دونوں رکعتوں میں قرأت تکبیرات سے پہلے ہو گی یہ عمل عید الاضحیٰ میں کرتے تھے عید الفطر میں اس کے خلاف کرتے تھے
بعض روایات میں گیارہ تکبیرات کا ذکر ہے۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نو تکبیریں مروی ہیں پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار، حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے تیرہ تکبیریں مروی ہیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری میں قرأت کے بعد چھ تکبیریں۔
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ تکبیر تحریمہ کہتے پھر تین تکبیریں کہتے اس کے بعد قرأت کرتے
پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور پھر کھڑے ہو کر قرأت کرتے پھر تین تکبیریں زائد کہتے، اور ایک تکبیر کے ساتھ رکوع میں جاتے
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تکبیر رکوع کے علاوہ چار تکبیریں کہتے تھے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ نو تکبیریں کہتے تھے۔
حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب روایات مختلف ہیں تو ہم صحیح قول معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
ایک بات تو یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے بھی دونوں نمازوں میں تفاوت بیان نہیں کیا اور چونکہ

پھر عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں کی نماز ایک ہی مقصد کے لیے ہے لہٰذا ایک ہی حکم ہو گا۔

جہاں تک تکبیرات کا تعلق ہے تو عام نمازوں میں یہ زائد تکبیرات نہیں ہوتیں عیدین کے نماز میں زائد تکبیرات ہوتی ہیں نماز کا سوال یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں صرف اتنی تکبیریں زائد ہوں جن پر سب کا اتفاق ہے اور وہ کل نو تکبیریں ہیں ایک تکبیر تحریمہ تین دونوں رکعتوں میں زائد تکبیرات اور دو تکبیریں رکوع کے لیے ہیں۔ حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہم اسی طرف گئے ہیں۔

جہاں تک قرأت کا تعلق ہے تو جو لوگ دونوں رکعتوں میں قرأت سے تکبیرات کو مقدم کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ پہلی رکعت میں قرأت، تکبیرات سے مؤخر ہے لہٰذا دوسری رکعت میں بھی اسی طرح ہونی چاہیے، لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ تکبیر ایک ذکر ہے جو نماز میں کیا جاتا ہے اور یہ قرأت کا غیر ہے۔ لہٰذا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ پہلی رکعت میں قرأت کا کونسا مقام ہے اور دوسری میں کونسا تو ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تعوذ ہے اور وہ قرأت سے پہلے ہیں لہٰذا تکبیرات بھی قرأت سے پہلے ہوں۔

اور وتر نماز میں دعائے قنوت کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ قرأت کے بعد ہے یعنی قرأت پہلے ہے البتہ رکوع کے بارے میں اختلاف ہے تو جب قنوت، قرأت کے بعد ہے تو معلوم ہوا کہ دوسری رکعت میں قرأت پہلے اور ذکر بعد میں ہو گا۔

احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۳۵، عورت کا اپنے مال میں اختیار

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عورت اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف نہیں کر سکتی ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے زیورات لائی اور کہا کہ میں انہیں صدقہ کرتی ہوں آپ نے فرمایا عورت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں کیا تم نے اجازت لی ہے! اس نے کہا جی ہاں آپ نے اس کی خاوند سے تصدیق چاہی تو اس نے تصدیق کر دی۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شاذ ہے اور قرآن پاک کی آیات اور دیگر متعدد روایات کے خلاف ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو اپنے مال میں اختیار ہے جیسے چاہے تصرف کر سکتی ہے۔

قرآن پاک میں فرمایا ”عورتوں کو ان کے مہر ادا کرو پس اگر وہ اپنی طرف سے بخوشی کچھ دیں تو اسے خوشگوار طریقے سے کھاؤ۔“

یہاں عورتوں کو اختیار دیا گیا، دوسری جگہ فرمایا۔

”اگر تم ان کو جماع سے پہلے طلاق دو حالانکہ تم نے مہر مقرر کر دیا تو مقررہ مہر کا نصف ہو گا مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔“ تو یہاں بھی خاوند سے اجازت لینا ضروری قرار نہیں دیا گیا بلکہ وہ اپنی مرضی سے خود معاف کر سکتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ اپنے زیورات صدقہ کرنے کے لیے حضور علیہ السلام کے پاس جانے لگیں تو انہوں نے فرمایا مجھ پر صدقہ کر دو تو انہوں نے جواب دیا حضور علیہ السلام سے پوچھے بغیر نہیں، جب آپ نے اجازت دی تو

ان پر اور اپنے یتیم بچوں پر جو ان کی پرورش میں تھے صدقہ کیا۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے عورتوں کو وعظ فرمایا اور انہیں صدقہ کی رغبت دی تو خاوندوں کی اجازت کے بغیر انہوں نے صدقہ کیا۔

اس سلسلے میں متعدد روایات مروی ہیں۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ عورت تہائی مال کے اندر اندر وصیت کر سکتی ہے اور قرآن پاک کہتا ہے من بعد وصیۃ یوصین بہا او دین کہ ان کی وراثت اس وصیت کے بعد تقسیم کرو جو وصیت وہ کر جائیں تو جب وہ اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر وصیت کر سکتی ہیں تو دیگر تصرفات میں بھی جائز ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۲۶: پہلی رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد کیا جائے

پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد بالکل سیدھا کھڑا ہونا چاہئے یا بیٹھ کر پھر کھڑے ہوں؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے بیٹھے اور پھر سیدھا کھڑا ہو۔ حضرت مالک بن حویرث نے اپنے ساتھیوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز بتاتے ہوئے اسی طرح بتایا۔ ابو قلابہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عمرو بن سلمہ کو بھی اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جن رکعتوں میں قعدہ نہیں ان میں وہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے تھے۔

حضرت مالک بن حویرث فرماتے ہیں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں سیدھا کھڑا ہو جائے وہ فرماتے ہیں ایک مجلس میں حضرت ابوہریرہ، ابو اسید، ابو حمید ساعدی اور دیگر انصار موجود تھے کہ نماز کا ذکر ہوا حضرت ابو حمید ساعدی نے فرمایا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں پھر انہوں نے طریقہ بتایا اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھایا اور بیٹھے نہیں بلکہ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اب دونوں قسم کی احادیث میں یوں تطبیق دی جائے گی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طریقہ یہی تھا البتہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے آپ نے کبھی وہ پہلا طریقہ اختیار کیا جیسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے چوکڑی مار کر نماز پڑھی اور فرمایا میرے پاؤں مجھے برداشت نہیں کر سکتے۔

قیاس بھی دوسرے مسلک کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ نماز کے ایک عمل سے دوسرے عمل کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر یا تسبیح وغیرہ کو اختیار کیا جائے مثلاً رکوع میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہیں رکوع سے اٹھتے ہوئے "سمع اللہ لمن حمدہ" اسی طرح سجدے میں جاتے اور اٹھتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے تو اگر سجدے کے بعد جلسہ استراحت ہوتا تو اس کے لیے اللہ اکبر کہتے اور پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہتے حالانکہ ایسا نہیں کرتے لہذا سجدے کے بعد بیٹھنے کی بجائے سیدھا کھڑے ہونا چاہئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۲۷: مالک پر غلام کے لباس اور کھانے کا وجوب

مالک پر غلام کے لیے کیا واجب ہے آیا کھانے اور لباس وغیرہ کے سلسلے میں دونوں کے درمیان مساوات قائم کرنا ضروری ہے یا محض کھانا اور لباس دینا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ برابری ضروری ہے انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم طلب علم کے سلسلے میں انصار کے ایک قبیلے میں گئے سب سے پہلے حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ان پر ایک چادر تھی اور ایک معافری کپڑا تھا۔ غلام پر بھی اسی طرح کا لباس تھا۔

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ غلام سے چادر لے کر معافری کپڑا اسے دے دیں تو اچھا ہے آپ پر بھی ایک قسم کا لباس ہو جائے گا اور اس پر بھی، تو انہوں نے فرمایا کہ میری آنکھ نے دیکھا، کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اس چیز سے کھلاؤ جس سے خود کھاتے ہو اور اس چیز سے پہناؤ جس سے خود پہنتے ہو لہٰذا اگر میں اس کو دنیا کا سامان دے دوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قیامت کے دن میری نیکیوں میں سے لے جائے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مالک پر غلام کے لیے صرف لباس اور کھانا واجب ہے اس کے بعد مالک اپنے لیے جو چاہے اختیار کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کے لیے اس کا کھانا اور لباس ہے اور اسے اسی قدر عمل کا مکلف بنایا جائے جس کی اسے طاقت ہو۔ ایک حدیث شریف میں فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لائے تو اگر وہ ساتھ نہ بٹھائے تو اسے ایک یا دو لقمے دے دے کیونکہ اس نے اس کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ برابری کا حکم نہیں دیا پہلے قول والوں نے جو حدیث پیش کی اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اپنے کھانے اور لباس میں سے اسے دو یہ مطلب نہیں کہ اس کی مثل دو، جہاں تک حضرت ابوالیسر والے واقعہ کا تعلق ہے تو وہ تقویٰ کی بنیاد پر تھا اس طرح دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۴۸ مساجد میں شعر پڑھنا

مساجد میں اشعار پڑھنے کے بارے میں دو قول ہیں، بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں وہ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت سے استدلال کرتے ہیں انہوں نے بواسطہ اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے، اس میں سامان فروخت کرنے اور نماز سے پہلے حلقہ باندھنے سے منع فرمایا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں منبر بچھاتے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس پر تشریف فرما ہو کر اشعار کہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے انہوں نے جھڑکا تو حضرت حسان نے فرمایا میں نے اس وقت یہاں شعر پڑھے ہیں جب آپ سے بہتر شخص یہاں تشریف فرما تھے۔ (حضور علیہ السلام مراد ہیں) اور یہ واقعہ صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو اس کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ اشعار پڑھے جائیں جن کے ذریعے قریش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے تھے، یا ایسے اشعار ہوں جن میں عورتوں کے محاسن و خوبیوں کا ذکر ہو اور اس کے ذریعے

لہ معافر ایک شہر کا نام ہے اور ایک قبیلے کا بھی اس کی طرف نسبت سے وہاں کا کپڑا معافری کہلاتا ہے۔

مال حاصل کیا جائے یا اس قدر شعر گوئی کی جائے کہ مساجد میں موجود سب یا اکثر لوگ اسی کام میں مشغول ہو جائیں۔

اس توجیہ پر یہ اعتراض ہوا کہ اس طرح شعر گوئی تو مسجد سے باہر بھی منع ہے مسجد کی تخصیص کیوں کی گئی۔ اس کا جواب یوں دیا گیا کہ بعض اوقات کسی بات کا ذکر ہوتا ہے لیکن اس کی تخصیص نہیں ہوتی، مثلاً قرآن پاک میں فرمایا کہ جن عورتوں کے ساتھ تم نے نکاح کر کے جماع کر لیا ان کی وہ بیٹیاں (پہلے خاوند سے) جو تمہاری پرورش میں ہوں۔ وہ تمہارے لیے حرام ہو گئیں۔ یہاں پرورش کا ذکر ہے حالانکہ یہ اس کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ وہ پرورش میں نہ بھی ہو بلکہ بڑی عمر کی ہو جائے پھر بھی حلال نہیں ہوتی۔ تو اسی طرح شعر گوئی سے ممانعت بھی مسجد کے ساتھ خاص نہیں مسجد میں سودا بیچنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ عام ہو جائے اور یہ عمل مسجد میں غالب ہو جائے حتیٰ کہ وہ بازار کی طرح ہو جائے تو جائز نہیں لیکن اس کے علاوہ مکروہ نہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے آپ نے فرمایا اے قریش کے گروہ! اللہ تعالیٰ تم پر ایک شخص کو بھیجے گا جس کے ذریعے تمہاری آزمائش کرے گا وہ دین کے معاملے میں تمہاری گردنیں مارے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ میں ہوں فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص مسجد میں جوتے گانٹھے گا۔ اور یہ عمل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کیا تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس سے منع نہیں فرمایا لیکن اگر سب لوگ مسجد میں جمع ہو کر ایسا کریں تو یہ مکروہ ہو گا۔

تو مسجد میں بیچنے، شعر کہنے اور حلقہ بنانے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر عمل عام ہو جائے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

باب ۳۳۹ غائب چیز بیچنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کسی چیز کو جب تک دیکھا نہ جائے اسے خریدنا جائز نہیں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ملامسہ، لمسٌ سے بنا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خریدار اس چیز کو ہاتھ لگائے لیکن آنکھ سے نہ دیکھے اور منابذہ کا بھی یہی مفہوم ہے یعنی ایک شخص، دوسرے آدمی کو کہے کہ اپنا کپڑا میری طرف پھینکو میں اپنا کپڑا تمہاری طرف پھینکتا ہوں اس طرح یہ دونوں ایک دوسرے کا کپڑا دیکھے بغیر سودا کر لیتے ہیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی پوشیدہ اور ان دیکھی چیز کو خریدے تو یہ سودا جائز ہے اور اسے خیار رویت (دیکھنے کا اختیار) حاصل ہو گا۔ اس کے بعد چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

انہوں نے گزشتہ حدیث میں مذکور ممنوع ملامسہ کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے کہ دور جاہلیت کا ایک طریقہ تھا وہ ایک کپڑے پر جھگڑا کرتے جب بھاؤ لگانے والا اسے چھو لیتا تو وہ اس کا خریدار بن جاتا اب دوسرے شخص پر لازم ہوتا کہ وہ اسے اس کے حوالے کرے اسی طرح منابذہ جس سے منع کیا گیا اس کی صورت یہ تھی کہ وہ کسی کپڑے وغیرہ کے بارے میں باہم گفتگو کرتے پھر اس کا مالک اسے دوسرے آدمی کی طرف جس نے گفتگو کی ہے پھینک دیتا تو یہ اس کی طرف سے سودا ہو جاتا اب اسے توڑ نہیں سکتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور سودوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ باہم رضامندی سے ہوں اور خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔

جہاں تک پوشیدہ چیز کے بیچنے کا تعلق ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے انگور کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ سیاہ نہ ہو جائے اور دانہ جب تک سخت نہ ہو جائے اس کو بیچنا بھی ممنوع قرار دیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جب وہ سخت ہو جائے تو بیچنا جائز ہے حالانکہ وہ اپنے خوشے میں پوشیدہ ہے اگر اس چیز کو مجہول قرار دیا جائے تو یہ بیچ نہیں کیونکہ مجہول کی بیع جائز نہیں اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی مقدار معلوم نہ ہو یہاں مقدار معلوم ہوتی ہے مثلاً اتنے صاع گندم ہے اب چونکہ مبیع کی مقدار معلوم ہے اگرچہ بائع اور مشتری کو اس کی صفت معلوم نہیں لیکن چونکہ مبیع کی مقدار معلوم ہے لہٰذا یہ سودا جائز ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غائب چیز کی مقدار معلوم ہو تو اس کا سودا جائز ہے اور خریدنے والے کو خیار رؤیت حاصل ہوگا۔

حضرت عثمان غنی اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما نے کوفہ میں ایک مال کا سودا کیا تو اس بارے میں اختلاف ہوا کہ خیار رؤیت کسے حاصل ہوگا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ حضرت طلحہ کو خریدار ہونے کی وجہ سے خیار حاصل ہوگا۔ تو یہ تمام حضرات صحابہ کرام کی موجودگی میں اس بات پر متفق ہوئے کہ غائب چیز کا سودا جائز ہے۔

باب ۴۰ میں کیا کنواری لڑکی کا باپ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کر سکتا ہے

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کنواری لڑکی کے نکاح کے سلسلے میں اس کے باپ کو اس سے اجازت کی ضرورت نہیں ان حضرات کا استدلال یوں ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم لڑکی سے اس کے نفس کے بارے میں پوچھا جائے اگر وہ خاموش ہے تو گویا اس نے اجازت دے دی اگر انکار کرے تو مجبور نہ کیا جائے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کی اپنی لڑکی ہو تو اس سے اجازت کی ضرورت نہیں جب کہ وہ کنواری ہے دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ بالغہ لڑکی کا ولی باپ ہو یا کوئی دوسرا شخص، وہ اس لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔

جہاں تک گزشتہ حدیث کا تعلق ہے تو اس میں اس کی نفی نہیں اور نہ ہی اجازت کے سلسلے میں یتیم لڑکی کی تخصیص ہے قرآن پاک میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ ایک چیز کا ذکر ہوتا ہے لیکن وہ حکم اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتا مثلاً جس عورت سے نکاح کرنے کے بعد جماع کیا گیا اب اس کی لڑکی (جو پہلے خاوند سے ہو) سے نکاح کرنا جائز نہیں قرآن پاک میں "فی حجورکم" (تمہاری پرورش میں ہوں) کی قید ہے لیکن اگر وہ پرورش میں نہ بھی ہو تو بھی یہ نکاح جائز نہ ہوگا یعنی تخصیص نہیں بلکہ حکم عام ہے اسی طرح باکرہ بالغہ یتیم ہو یا غیر یتیم دونوں کے لیے ایک ہی حکم ہے۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نابالغہ لڑکی جب تک بالغ نہیں ہو جاتی اس کے مال میں باپ کو ولایت حاصل ہوتی ہے لیکن جب بالغ ہو جاتی ہے تو وہ اپنے مال میں خود تصرف کر سکتی ہے اس کا باپ اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا اسی طرح نابالغہ ہونے کی صورت میں اس کے نفس کا اختیار باپ کو حاصل ہوتا ہے تو بالغ ہونے کے بعد وہ خود مختار ہوتی ہے لہٰذا اس کے نکاح کے سلسلے میں باپ کے لیے ضروری ہے کہ اجازت لے۔

ان حضرات نے اس سلسلے میں احادیث پیش کی ہیں جن میں سے بعض پر طعن ہوتا ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ان پر

بحث کی ہے لیکن بعض روایات اس عمل سے پاک ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ اپنے نفس پر اپنے ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے اور جب کنواری لڑکی سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت طلب کی جائے تو اس کی خاموشی اجازت ہے۔ اس حدیث میں بیوہ کے لیے ولی کی تخصیص نہیں کہ وہ باپ ہو یا کوئی دوسرا ولی، اسی طرح باکرہ (کنواری) کے لیے بھی تخصیص نہ ہوگی باپ ہو یا کوئی دوسرا ولی اجازت لینا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اگر کنواری لڑکی کے گھر والے اس کا نکاح کرنا چاہیں تو کیا اجازت طلب کریں؟ فرمایا ہاں، پوچھا گیا کہ وہ تو حیا کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرتی ہے فرمایا یہی اس کی طرف سے اجازت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبداللہ بن نحام کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے تھے اس کے باپ نے اپنے بھتیجے سے نکاح کر دیا تو اس کی ماں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی حضور علیہ السلام نے حضرت نحام کو بلا کر فرمایا عورتوں سے ان کے نفس کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ ان سے پوچھنا ضروری ہے۔ اس پر اعتراض کیا گیا کہ حضور علیہ السلام نے وہ نکاح فسخ نہیں کیا اگر یہ جائز نہ ہوتا تو آپ فسخ کر دیتے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شکایت اس لڑکی کی ماں نے کی تھی اور وہ بطور وکیل حاضر نہ ہوئی تھی خود لڑکی نے شکایت نہیں کی اور قاضی کا فیصلہ اسی وقت ہوتا ہے جب مدعی حاضر ہو سکے یہ بھی مروی ہے کہ وہ لڑکی بیوہ تھی تو کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دے دیتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احادیث مبارکہ اور قیاس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بالغہ کنواری لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے چاہے اس کا باپ نکاح کر کے دے یا کوئی دوسرا ولی، اس میں تخصیص نہیں ہے۔

اس مسلک والوں کی پیش کردہ بعض احادیث پر اگرچہ اعتراضات ہوتے لیکن اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا اس لیے کہ ان کے استدلال میں جو احادیث یہاں ذکر کی گئی ہیں وہ صحیح اور اعتراضات سے محفوظ ہیں اور قیاس بھی ان کی تائید کرتا ہے۔

احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۴۱ کتنے مال والے پر صدقہ لینا حرام ہے

اس سلسلے میں چار قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ جس شخص کے پاس صبح و شام کا کھانا ہو اس کے لیے مانگنا حرام ہے اور اسے صدقہ دینا بھی جائز نہیں ان حضرات کی دلیل حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص غنی (مالدار) ہونے کے باوجود مانگے وہ جہنم کے انگارے جمع کرتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ غنی (مالداری) کیا ہے تو فرمایا یہ کہ اسے معلوم ہو کہ اس کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام کا کھانا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو آدمی چالیس درہم کے برابر چاندی کا مالک ہو اس پر صدقہ کرنا اور اس کا سوال کرنا حرام ہے۔

ایک شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ رہا تھا تو آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سوال کرے اور اس کے پاس

ایک اوقیہ چالیس درہم (چاندی) یا اس کے برابر سونا ہو تو اس نے بطور الحاف (کسی سے چمٹ جانا) سوال کیا۔
تیسرا قول یہ ہے کہ جو آدمی پچاس درہم رکھتا ہو یا اس کے پاس اس کے برابر سونا ہو اسے صدقہ دینا بھی حرام ہے اور اس کے لیے مانگنا بھی جائز نہیں۔
اس سے کم ہو تو جائز ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوال سے بے نیاز ہو اور پھر سوال کرے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر زخم ہوں گے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ بے نیازی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پچاس درہم (چاندی) یا اس کے برابر سونے کا مالک ہو۔
چوتھا قول یہ ہے کہ جو آدمی دو سو درہموں کا مالک ہو اس پر صدقہ کرنا اور اس کا مانگنا ناجائز و حرام ہے۔ قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو اس کی والدہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے کے لیے بھیجا وہ فرماتے ہیں میں حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا جو آدمی بے نیاز ہونا چاہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کرا دیتا ہے اور جو بچنا چاہے اللہ تعالیٰ اسے بچاتا ہے اور جس نے لوگوں سے سوال کیا حالانکہ اس کے پاس پانچ اوقیہ (دو سو درہم) چاندی ہے تو اس نے الحاف کے طور پر سوال کیا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان مختلف اقوال میں سے صحیح قول معلوم کرنا ضروری ہے لہٰذا ہمیں اس میں غور و فکر کرنا چاہیے ہم دیکھتے ہیں کہ صدقہ دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ بالکل حرام ہے اور ان حرام اشیاء میں داخل ہے جو ضرورت کے وقت حلال ہوتی ہیں یا اس کی ایک خاص مقدار حلال ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ جس آدمی کے پاس صبح و شام کا کھانا نہ ہو بلکہ وہ اس سے کم کا مالک ہو تو اس کے لیے صدقہ حلال ہے۔

لہٰذا وہ ان اشیاء سے نکل گیا جو صرف ضرورت کے وقت حلال ہوتی ہیں اور جو چیزیں ضرورت کے تحت استعمال کرنا حلال ہیں وہ ضرورت کی حد تک ہوتی ہیں اس سے صبح و شام کے لیے حاصل کرنا بلکہ سیر ہو کر کھانا بھی جائز نہیں — اب ہم نے اس مقدار کو معلوم کرنا ہے جس سے صدقہ حرام ہو جاتا ہے تو یہ بات واضح ہے کہ جس شخص کے پاس صبح و شام کے کھانے سے کم ہو وہ غنی نہیں اور چالیس پچاس درہموں بلکہ دو سو سے کم درہموں سے بھی غنی نہیں ہوتا کیونکہ حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ کے سلسلے میں فرمایا کہ ان کے مالدار لوگوں سے لے کر فقراء پر تقسیم کرو معلوم ہوا کہ دو سو درہموں کا مالک غنی ہے (کیونکہ زکوٰۃ کا نصاب دو سو درہم ہیں) اور جو شخص اتنی چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو اس پر صدقہ حرام ہے۔
لیکن جو اس سے کم کا مالک ہو اسے صدقہ دینا جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۴۲ ایک سو بیس سے زائد اونٹوں کی زکوٰۃ

جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو جائے تو اب زکوٰۃ کی مقدار کیا ہوگی اس سلسلے میں تین قول ہیں۔
ایک قول یہ ہے کہ نوے اونٹوں پر مقدار بدلے گی یعنی جب اکیانوے ہو جائیں تو اس میں دو حقے (تین سال کا اونٹ) ہوں گے پھر جب ایک سو بیس ہوں تو کوئی چیز زائد نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک سو بیس ہو جائیں تو اس میں دو بنت لبون (اونٹ کا دو سالہ بچہ) اور ایک حقہ ہوگا۔ ایک سو چالیس تک رہے گا پھر مقدار بدل جائے گی۔

ان حضرات نے صدقات کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمرو بن حزم کے نام مکتوب گرامی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف سے استدلال کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے بڑھ جائے تو ہر پچاس میں حقہ اور ہر چالیس میں بنت لبون ہوگا مثلاً ایک سو بیس سے ایک بھی بڑھ جائے تو اس سے دوسرا حکم آجائے گا۔ حتی کہ ایک سو تیس ہو جائیں تو ان میں ایک حقہ اور دو بنت لبون ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا اور لکھا کہ یہ وہ فریضہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر کیا جس مسلمان سے اس کے مطابق مانگا جائے وہ دے اور جس سے زائد مانگا جائے وہ نہ دے اس مکتوب گرامی میں یوں تھا جب اونٹ ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہے اور ہر پچاس میں حقہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر انصاری فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کے سلسلے میں حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یہی خط لکھا تھا اور اس میں یوں ہے کہ جو ایک سو بیس پر زائد ہو اس پر یہ مقدار ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس ہو جائے تو فریضہ نئے سرے سے شروع ہوگا یعنی پھر ہر پانچ میں ایک بکری ہوگی حتی کہ زائد پچیس تک ہو جائیں (یعنی کل ایک سو پینتالیس ہو جائیں) تو ان میں ایک بنت مخاض ہوگا، علی ہذا القیاس۔

ان کا استدلال اس طرح ہے کہ حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت قیس بن سعد سے کہا کہ مجھے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا مکتوب، لکھ دیں انہوں نے ایک ورق لکھ دیا پھر بتایا کہ یہ خط حضور علیہ السلام نے ان کے دادا کو لکھا تھا (اس میں یہی طریقہ لکھا ہوا ہے جو اوپر مذکور ہے)

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں تو ہمیں صحیح قول کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہیے تو ہم دیکھتے ہیں کہ تینوں گروہوں کے نزدیک ایک سو بیس کی تعداد ایک مقدار کی انتہا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر انتہا کے بعد یا تو پہلی مقدار پر اضافہ ہوتا ہے یا وہ بدل جاتی ہے۔

مثلاً پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے، دس پر دو بکریاں ہو گئیں اسی طرح پندرہ پر تین بیس پر چار اور پھر پچیس پر اونٹنی کا بچہ بنت مخاض واجب ہوتا ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سو بیس پر بھی تبدیلی ہونی چاہیے اسی بنیاد پر پہلا قول فاسد قرار پاتا ہے۔

اب دوسرے اور تیسرے قول میں سے صحیح قول تلاش کرنا ہے تو تیسرے قول والوں کی دوسرے قول والوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جب ایک مقدار بدلتی ہے تو کل میں نئی شرح سے وجوب ہوتا ہے بعض میں نہیں مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے تو پھر دس میں دو بکریاں ہوتی ہیں بعض میں نہیں اسی طرح جب ایک سو بیس ہو جائیں تو اس وقت فریضہ بدلے گا جب نئی مقدار آئیگی یعنی ایک سو بیس پر ایک کے بڑھ جانے سے فریضہ نہیں بدلے گا جس طرح پہلے ہر ایک پر فریضہ نہیں بدلتا معلوم ہوا کہ ایک سو بیس کی تعداد تبدیلی پیدا نہیں کرتی ۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے، آپ نے فرمایا اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس ہو جائے تو فریضہ نئے سرے سے

بکریوں کے ساتھ شروع ہوگا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری ہوگی یہاں تک کہ زائد پچیس ہو جائیں۔

دوسرے قول والوں نے اپنے موقف پر کچھ دیگر روایات پیش کی ہیں لیکن ان پر جرح کی گئی اور وہ استدلال کے لائق نہیں یا تو وہ منقطع ہیں یا ان کے راویوں میں سقم ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ حضرت عمرو بن حزم کی روایت میں اضطراب ہے لہٰذا ہر کسی کے لیے بھی حجت نہیں تو اس کا جواب دیا گیا کہ اس میں اضطراب نہیں کیونکہ یہ حدیث حضرت قیس بن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی اور حضرت قیس ثقہ اور حجت ہیں جب کہ حضرت زہری سے جس نے روایت کیا اسے تم قبول نہیں کرتے حضرت معمر کی روایت، عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے وہ قیس بن سعد کے ہم پلہ ہیں گویا اصل حدیث حضرت قیس بن سعد سے ہے اور وہ ثقہ ہیں لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

وصیتوں کا بیان

باب ۳۴۳ کونسی وصیت جائز ہے نیز مرض الموت میں ھبہ اور صدقہ وغیرہ کا حکم

اس باب میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ وصیت کا حکم کیا ہے دوسری یہ کہ مرض الموت میں مبتلا آدمی اپنا تمام مال ھبہ کر سکتا ہے پہلے مسئلہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آدمی تہائی مال سے کم کی وصیت کرے جب کہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ تہائی مال کی وصیت جائز ہے دونوں فریق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں ان کے پاس بہت سا مال تھا جب وہ بیمار ہو گئے حتیٰ کہ وصال کے قریب پہنچ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان کے پاس بہت مال ہے اور ان کی وارث صرف ایک صاحبزادی ہے تو کیا وہ تمام مال صدقہ کر دیں؟

حضور علیہ السلام نے اجازت نہ دی دو تہائی مال کے بارے میں پوچھا تو اجازت نہ ملی نصف کے بارے میں بھی آپ نے اجازت نہ دی پھر تہائی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اجازت دی اور فرمایا یہ بھی زیادہ ہے۔

پہلے قول والے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی حصہ مال کو زیادہ قرار دیا ہے لہٰذا اس کی وصیت جائز نہیں دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اگر دینا جائز ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اجازت نہ دیتے لہٰذا کل مال کے تہائی حصے کی وصیت کرنا جائز ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

دوسرا مسئلہ جس سے متعلق ہے اگر کوئی شخص مرض الموت میں اپنا تمام مال کسی کو ھبہ کر دے تو بعض حضرات کے نزدیک اسے اس کا اختیار ہے جس طرح وہ دیگر کاموں میں خود مختار ہے اس طرح وہ ھبہ بھی کر سکتا ہے

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں متقدمین میں سے کسی نے بھی یہ قول نہیں کیا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ صرف تہائی مال کا ھبہ کر سکتا ہے یعنی یہ بھی وصیت کی طرح ہے حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقام عالیہ میں اپنی کھجوروں سے بیس وسق کھجوریں توڑنے کی اجازت دی جب آپ بیمار ہو گئے تو فرمایا اگر تم نے کھجوریں توڑی ہوتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں لیکن اب وہ ورثاء کا حق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام نے اس بات پر اعتراض نہیں کیا یعنی آپ نے ام المؤمنین کے وارث ہونے کی وجہ سے یہ حکم واپس لے لیا کیونکہ اب ان کے لیے ہبہ یا وصیت جائز نہ تھی۔

ایک شخص نے وفات کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے اس کے پاس کوئی دوسرا مال بھی نہ تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو باقی رکھا یعنی تہائی حصہ کی آزادی کو برقرار رکھا اب اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اگر چھ غلام آزاد کر دیئے اور اس کے پاس کوئی دوسرا مال بھی نہیں ورثاء اس کی اجازت بھی نہیں دیتے تو کیا کرنا ہوگا تو بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دو تہائی آزاد ہوں گے اور باقی غلام ورثاء کی ملکیت ہوں گے۔ کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا جائے اور باقی غلام ہی رہیں گے۔

کچھ حضرات کا مسلک یہ ہے کہ دو تہائی آزاد ہوں گے اور باقی غلام محنت مشقت کر کے اپنی قیمت ادا کریں اور آزاد ہو جائیں حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی مسلک ہے۔

قرعہ اندازی کے قول والوں پر دوسرے دونوں فریق اعتراض کرتے ہیں کہ قرعہ اندازی، اسلام کے شروع شروع میں تھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا قرعہ اندازی کے قائل کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جاتے ہوئے ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی زوجہ کو سفر میں لے جانا واجب نہ تھا لہٰذا وہ ازواج مطہرات جو آپ کے ساتھ نہ جا سکتی تھیں ان کی حوصلہ افزائی کے لیے آپ قرعہ اندازی فرماتے تھے۔ اسی طرح اگر دو آدمی قاضی کے پاس حاضر ہوں اور دونوں ایک دوسرے پر دعویٰ کریں تو قاضی قرعہ اندازی کے ذریعے ایک کے دعویٰ کو پہلے سنے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ دوسرے کی بات نہیں سنے گا۔ لہٰذا قرعہ اندازی جس کے ذریعے کسی پر حکم کو لازم کیا جائے جائز نہیں ہوگی۔

جو حضرات فرماتے ہیں کہ دو غلام آزاد ہوں گے اور باقی چار محنت مشقت کر کے اپنی رقم جمع کرائیں ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک تھا ایک نے آزاد کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ وہ مکمل آزاد ہے۔ اب آزاد کرنے والا خوش حال ہو تو دوسرے شریک کے حصے کی رقم ادا کرے اور اگر تنگ دست ہے تو اس میں اختلاف ہے تاہم یہ بات ثابت ہے کہ غلام مکمل آزاد ہو گیا اسی طرح یہاں بھی وہ تمام غلام آزاد ہو جائیں گے۔

باب ۴۴۴ اپنی یا کسی دوسرے کی قرابت کے لیے وصیت کرنا

اگر کوئی شخص یوں وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں کے اہل قرابت کو دے دینا تو ان قرابتداروں سے کون لوگ مراد ہوں گے۔

اس سلسلے میں پانچ قول ہیں۔

۱۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس فلاں کے تمام ذی رحم محرم مراد ہوں گے چاہے باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے البتہ باپ کی طرف سے ذی رحم محرم، مقدم ہوں گے مثلاً کوئی اس کا چچا اور ماموں دونوں ہوں تو چچا مقدم ہوگا۔

۲۔ حضرت امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قریبی رشتہ دار مراد ہوں گے چاہے باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے، وہ ذی رحم محرم ہوں یا غیر محرم۔ دُور کے رشتہ دار مراد نہیں ہوں گے۔

۳۔ حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک ہجرت کے بعد جو اس کا پہلا دادا ہے چاہے باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے اس کی تمام اولاد اس فلاں کی قرابتدار ہے۔

۴۔ بعض لوگوں کے نزدیک اس کی چوتھے دادا کی اولاد اس کی قرابت دار ہے۔

۵۔ اس فلاں (موصی لہ) کے جدِ اعلیٰ کی تمام اولاد اس کی قرابت دار ہے چاہے وہ جدِ اعلیٰ اسلام میں تھا یا دورِ جاہلیت میں۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس پانچویں قول کو ترجیح دی ہے سب سے پہلے وہ چوتھے قول پر بحث کرتے ہیں ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا اور وہ چوتھی پشت میں یعنی عبد مناف پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکٹھے ہوتے ہیں۔

لیکن ان حضرات کی یہ بات متعدد وجوہ سے صحیح نہیں پہلی بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ دیا لیکن بنو امیہ اور بنو نوفل کو نہیں دیا حالانکہ وہ بھی چوتھی پشت میں اکٹھے ہونے کی وجہ سے برابر کی قرابت رکھتے ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ حصہ قرابت کی وجہ سے نہیں روکا گیا۔

آیت کریمہ "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنے باغ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ تو انہوں نے حضرت حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب میں تقسیم کر دیا حالانکہ حضرت اُبی ان کے ساتھ ساتویں پشت میں شریک ہوتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریبی قبیلے والوں کو ڈرانے کا حکم دیا گیا تو آپ نے بنو ہاشم کو بلایا حالانکہ وہ تیسری پشت میں شریک ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا بنو عبد المطلب کو جمع کرو تو وہ دوسری پشت میں آپ کے ساتھ جمع ہوتے ہیں آپ نے بنو عبد مناف کو بلایا اور وہ چوتھی پشت میں شریک ہیں۔ آپ نے بنو قصی کو بھی بلایا اور وہ پانچویں پشت میں آپ کے ساتھ جمع ہوتے ہیں ایک روایت میں ہے آپ نے بنو کعب بن لوئی کو بھی بلایا اور وہ ساتویں پشت میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے ہیں ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے قریش کے تمام قبیلوں کو بلایا۔ معلوم ہوا کہ قرابت داروں سے صرف چوتھی پشت میں شریک ہونے والے افراد مراد لینا صحیح نہیں بنا بریں چوتھا قول فاسد ہو گیا۔

امام زفر رحمہ اللہ کے قول پر بحث کرتے ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم فرمایا تو بنو ہاشم اور بنو مطلب سب کو دیا حالانکہ بعض بنو ہاشم اور بنو مطلب آپ کے زیادہ قریب تھے لیکن آپ نے قریب و بعید کا فرق نہیں رکھا لہٰذا دوسرا قول بھی صحیح نہیں اسی طرح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان اور حضرت اُبی کو باغ دیا حالانکہ حضرت ابی ان کے ساتھ ساتویں پشت میں اور حضرت حسان تیسری پشت میں شریک ہیں پہلے قول یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر بحث کرتے ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم کرتے ہوئے تمام بنو ہاشم کو دیا حالانکہ ان میں ذی رحم محرم بھی تھے اور غیر محرم بھی۔ اسی طرح حضرت ابو طلحہ نے حضرت اُبی بن کعب اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو دیا اور وہ ذی رحم تھے محرم نہ تھے۔ لہٰذا یہ قول بھی صحیح نہ ہوا۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول بھی صحیح قرار نہیں پاتا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالقربیٰ کا حصہ

بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا حالانکہ وہ لوگ اور آپ ہجرت کے بعد سے کسی باپ پر اکٹھے نہیں ہوتے لہٰذا یہ قید بھی لگی نہیں۔ یہی حال حضرت ابو طلحہ اور حضرت اُبی بن کعب اور حضرت حسان کا ہے۔ لہٰذا آخری قول باقی رہ جاتا ہے کہ ایک باپ کی اولاد اس کے قرابت دار ہیں چاہے وہ دور جاہلیت میں تھا یا اسلام کے زمانے میں۔ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

وراثت کا بیان

باب ۳۴۵: میت کی بیٹی، بھائی اور بہن میں تقسیم وراثت

اگر مرنے والے نے اپنے پیچھے، بہن، بھائی اور بیٹی چھوڑی ہو تو بیٹی کو نصف مال ملتا ہے لیکن باقی مال صرف بھائی کو ملے گا یا اس میں بہن کا حصہ بھی ہوگا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں صرف بھائی کو ملے گا اور بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال کو اصحاب فروض کے ساتھ ملاؤ (یعنی جن کا حصہ مقرر ہے ان کو دو) ان سے جو کچھ بچے وہ سب سے قریبی مرد کے لیے ہوگا۔

نیز قرآن پاک میں فرمایا "اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو البتہ بہن ہو تو اسے نصف ملے گا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (یہ تو اس صورت میں ہے جب اولاد نہ ہو) اور تم اولاد کی صورت میں بھی اسے نصف مال دینے کا قول کرتے ہو" یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اولاد کی موجودگی میں بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

لیکن دوسرے حضرات کا قول یہ ہے کہ بیٹی کو نصف دینے کے بعد باقی مال بہن بھائی میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ بھائی کو بہن کی نسبت دوگنا ملے گا۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جو حدیث پیش کی گئی ہے وہ ان کے بارے میں نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حصے تقسیم کرنے کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ قریبی مرد کو دیا جائے جیسے پھوپھی اور چچا ہوں تو باقی چچا کے لیے ہوگا پھوپھی کو نہیں ملے گا، کیونکہ یہ دونوں درجہ میں مساوی ہیں اور چچا کو پھوپھی پر مرد ہونے کی فضیلت حاصل ہے۔

اس مفہوم پر دلیل یہ ہے کہ اگر مرنے والے نے بیٹی کے ساتھ پوتا اور پوتی چھوڑے ہوں تو بالاتفاق بیٹی کے نصف حصے کے بعد باقی مال ان دونوں میں تقسیم ہوتا ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ چچا اور پھوپھی کی صورت میں باقی تمام مال چچا کو ملتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کا اطلاق پوتے اور پوتی پر نہیں ہے اب مختلف فیہ مسئلہ کو دیکھنا ہے کہ وہ کس کے ساتھ ملحق ہوگا تو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کے وارث صرف ایک پوتا اور پوتی ہوں تو وراثت ان دونوں میں تقسیم ہو جائے گی اور پوتے کو دوگنا ملے گا اور ان کے ساتھ میت کی لڑکی بھی ہو تو وہ نصف لے گی باقی ان دونوں میں تقسیم ہوگا۔

چچا اور پھوپھی کی صورت میں اگر میت کی بیٹی نہ بھی ہو تو بھی چچا کو حصہ ملے گا پھوپھی کو نہیں۔ اگر میت کی بیٹی نہ ہو اور اس کی بہن اور بھائی ہی وارث ہوں تو مال وراثت دونوں میں تقسیم ہوگا تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ بیٹی کی موجودگی میں بھی ان کا حکم یہی ہو لہٰذا بہن اور بھائی کے حکم کو پوتے اور پوتی والے حکم کے ساتھ ملایا جائے گا، پھوپھی اور چچا کے حکم سے منسلک نہیں کیا جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا فیصلہ فرمایا تھا۔ آپ نے میت کی بیٹی کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ دے کر دو تہائی پورا کیا اور باقی اس کی بہن کو دیا۔ معلوم ہوا کہ میت کی بہن عصبہ ہے تو جس طرح وہ عصبہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق بنتی ہے اسی طرح بہن کو بھی بطور عصبہ حق حاصل ہوگا۔

جہاں تک آیت کریمہ کا تعلق ہے تو اس سے وہ اولاد مراد ہے جو تمام میراث لے جائے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر میت کی بیٹی اور باپ کی طرف سے بھائی ہو تو بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی تمام مال بھائی کو ملے گا۔ یہ آیت اس اولاد کے بارے میں نہیں ہے جس کو بعض مال ملتا ہے۔ یعنی میت کا لڑکا ہو تو میت کی بہن کو کچھ نہیں ملے گا اس بات کی طرف اشارہ ہے اور اگر بیٹی ہو تو چونکہ وہ نصف مال لیتی ہے لہذا بہن کو بھی ملے گا۔

جہاں تک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مسلک کا تعلق ہے تو صحابہ کرام نے اس کی مخالفت کی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میت کی بیٹی اور بہن میں وراثت کو نصف نصف تقسیم فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام نے بھی اسی طرح فرمایا البتہ حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اس کے خلاف ہیں بلکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔

حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں اگر میت کی بیٹی کے ساتھ کوئی عصبہ ہو تو تمام مال بیٹی کو ملے گا اور عصبہ کو کچھ نہیں ملے گا تو یہ لوگ نہایت جاہل ہیں کیونکہ ان کی یہ بات قرآن پاک کے خلاف ہے قرآن پاک میں آتا ہے۔

للذکر مثل حظ الانثیین ۔ نیز فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک ۔

تو ان دونوں آیتوں میں لڑکے اور لڑکی کے حصے کی وضاحت کر دی گئی یعنی ایک لڑکی ہوگی تو نصف مال کی حقدار ہوگی ایک سے زائد ہوں تو دو تہائی کی مالک ہوں گی قرآن پاک کی روشنی میں وہ کل مال کی حقدار نہیں ہیں۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فیصلہ مروی ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی آپ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت سعد شہید ہو گئے انہوں نے اپنی دو بیٹیاں، مجھے اور ایک بھائی کو چھوڑا ہے ان کا بھائی سارا مال لے گیا اور عورتوں سے ان کے مال کے سبب نکاح کیا جاتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا کر فرمایا ان کی بیوی کو آٹھواں حصہ اور بیٹیوں کو دو تہائی مال دو باقی تمہارے لیے ہے۔

معلوم ہوا کہ بیٹی ایک ہو یا زیادہ اس کے لیے کل مال نہیں ہوتا۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۴۶ ذوی الارحام کی وراثت

اگر میت کا کوئی عصبہ رشتہ دار نہ ہو اور اس کا کوئی ذو رحم ہو تو کیا اسے وراثت ملے گی؟ بعض حضرات کے نزدیک اسے وراثت نہیں ملے گی۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے خالہ اور پھوپھی چھوڑی ہے تو آپ نے فرمایا ان کے لیے کچھ نہیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ذی رحم کو قرابت کی بنیاد پر حصہ ملے گا۔ اس پر روایات دلالت کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس شخص کے ولی ہیں جس کا کوئی ولی (مددگار) نہیں اور جس کا کوئی وارث نہیں اس کا ماموں وارث ہے۔
جہاں تک پہلے گروہ کی پیش کردہ حدیث کا تعلق ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ منقطع ہے اور اگر صحیح ثابت بھی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ان لوگوں کے لیے حصہ مقرر نہیں پایا کہ جس وقت آپ نے فرمایا تھا اس وقت تک ان کے بارے میں حکم نازل نہیں ہوا تھا بعد میں آیت کریمہ واو لوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب۔ نازل ہوئی۔ اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔
ثابت بن دحداح کا وصال ہوا اور وہ اجنبی غیر معروف النسل تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھانجے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وراثت دے دی۔ اس حدیث پر مخالفین نے اعتراض کیا کہ یہ منقطع ہے تو امام طحاوی فرماتے ہیں یہ متصل الاسناد روایت بھی اس مفہوم پر دلالت کرتی ہے جیسے ابھی چند سطور پہلے ماموں کے وارث ہونے کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی گزرا ہے اور ان احادیث کو قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت کریمہ سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے۔
اس پر اعتراض کیا گیا کہ چونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منہ بولا بیٹا بناتے تھے جس طرح حضرت زید، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے (متبنیٰ) تھے اور اس کو وراثت ملتی تھی اسی طرح لوگ ایک دوسرے سے معاہدہ کر کے وراثت دیتے تھے تو قرآن پاک نے اس رسم کو توڑتے ہوئے فرمایا کہ وراثت کا سبب رشتہ داری ہے، معاہدہ یا متبنیٰ بنانا نہیں، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا پس منظر یہ ہے اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اس آیت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عقد وغیرہ کی بنیاد پر وراثت کے حق کا رد کیا گیا رہا یہ کہ اولوا الارحام عصبہ ہیں یا دوسرے لوگ تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قول میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں لہٰذا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کوئی فریق بھی استدلال نہیں کر سکتا۔
پھر اہل بدر بھی فرماتے ہیں کہ ذوی الارحام کو وراثت ملے گی۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میت کی پھوپھی کو دو تہائی اور خالہ کو ایک تہائی مال دیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھوپھی کے لیے دو تہائی اور خالہ کے لیے ایک تہائی ہے۔
قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عصبات مرد ہوں تو وارث بنتے ہیں اسی طرح بعض لوگ دوسروں کی نسبت زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے وارث بنتے ہیں اور جب میت کا کوئی عصبہ وارث نہ ہو تو تمام مسلمان اس کے وارث قرار پاتے ہیں تو جو لوگ قریبی ہیں وہ بدرجہ اولیٰ وارث ہوں گے۔
حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحہم اللہ کا یہی مسلک ہے اب یہاں دو مسئلے اور ہیں ایک یہ کہ مولی العتاقہ یعنی جس نے کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کیا تو ذوی الارحام کی موجودگی میں اسے وراثت ملے گی یا نہیں تو اس سلسلے میں احناف کا موقف یہ ہے کہ ایسے ذوی الارحام جو عصبات نہ ہوں ان سے مولی العتاقہ مقدم ہے۔
اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر وہ فوت ہو گیا اور اس کی لڑکی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کو نصف مال دینے کے بعد باقی مال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو دیا کیونکہ انہوں نے اسے آزاد کیا تھا یعنی اس کے ذوی الارحام کو باقی مال نہیں دیا قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ جب آزاد شدہ غلام کی بیٹی نہ ہو تو مولی العتاقہ عصبہ بن کر وراثت لیتا ہے جیسے ذوی الارحام میں عصبات وراثت حاصل کرتے ہیں تو لڑکی کی موجودگی میں بھی اسی طرح ہوگا۔
بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر میت کی ماں کے ساتھ اس کی ماں کی طرف سے بہن ہو یا سگی بیٹی کے ساتھ پوتی ہو یا سگی بہنوں کے

ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو تو ماں، بیٹی اور سگی بہن کو حصہ دینے کے بعد باقی مال سوتیلی بہن یا پوتی کو نہیں دیا جائے گا۔

لیکن یہ بات صحیح نہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف فرمایا وہ فرماتے ہیں وراثت میں سے باقی مال ان ذوی ذوی الارحام کی طرف لوٹے گا جن کا وراثت میں حصہ ہے قیاس بھی یہی ہے کیونکہ یہ سب ذوی الارحام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر کئے ہیں ان کو مختلف رشتہ داریوں کے ساتھ جمع کیا قرب کی وجہ سے کسی کو ترجیح نہیں دی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے لوگوں کو وارث بنایا، جو نہ عصبہ ہیں اور نہ ذی رحم وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص مر گیا اس نے کوئی قریبی رشتہ دار نہیں چھوڑا تھا بس ایک غلام تھا جسے اس نے آزاد کیا تھا تو حضور علیہ السلام نے تمام وراثت اس کو دے دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں وارث بنانے کا کوئی ذکر نہیں ہو سکتا ہے وہ ولاء کی وجہ سے وارث ہو، یا اس کا ذی رحم رشتہ دار ہو یا میت نے وصیت کی ہو اور اس پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں یا اس کی محتاجی کی وجہ سے آپ نے اسے دیا ہو۔

بہذا ان احتمالات کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل)

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

سات ضخیم جلدوں میں شرح صحیح مسلم کی تکمیل اور عالمگیر مقبولیت اور شاندار پذیرائی کے بعد شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی عم فیوضہ کی ایک اور فکر انگیز اور علمی تصنیف قرآن مجید کی تفسیر بہ نام

تبیان القرآن

چند خصوصیات

★ قرآن مجید کا سلیس اور با محاورہ ترجمہ اور آسان اردو میں قرآن کریم کی تشریح،

★ احادیث، آثار اور اقوال تابعین پر مبنی قرآنی آیات کی تشریح،

★ قرآن مجید کی آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، جلالت اور آپ کی خصوصیات کا استنباط،

★ عقائد اسلامیہ میں عقائد اہل سنت کی حقانیت اور فقہی مذاہب میں فقہ حنفی کی ترجیح،

★ مفسرین کی چودہ سو سالہ کاوشوں کا حاصل، مجتہدین کی آرا پر نقد و تبصرہ اور تصوف کی چاشنی،

★ مشکلاتِ اعراب قرآن کا حل، عصری مسائل پر محققانہ ابحاث اور مذاہبِ باطلہ کا مہذب رد،

یہ ایک ایسی تفسیر ہوگی جس کی مدتوں سے اہلِ ذوق کو تلاش اور پیاس تھی جس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت صدیوں تک باقی رہے گی۔